از سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ

(زیر نگرانی)

مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ

دوسرا حصہ پارہ 11 تا 20

مکتبہ رشیدیہ کراچی

اے پیغمبر آپ اور آپ کے ہمراہی مسلمان جب غزوۂ تبوک سے واپس مدینے پہونچیں گے تو یہ لوگ تم سب کے سامنے طرح طرح کے عذر پیش کریں گے آپ سب کی طرف سے فرما دیجئے گا کہ تم بہانے نہ بناؤ اور یہ عذر ہمارے سامنے پیش نہ کرو ہم ہرگز تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے اور تمکو کبھی سچا نہیں سمجھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو تمہارے احوال اور تمہارے حالات سے باخبر کر دیا ہے اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول تمہاری کارگزاری اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا پھر تم اُس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو اُن تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کر دے گا جو تم کرتے رہے ہو ؛ یعنی عذر تو جب چلتا جب ہم کو معلوم نہ ہوتا ہم کو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعذار باردہ سے پہلے ہی آگاہ کر چکا ہے اسلئے ہم تمہاری بہانہ سازی کو ماننے والے نہیں آئندہ تمہارے طرزِ عمل کو دیکھا جائیگا پھر انجام کار تم کو اُس خدا کیطرف لوٹنا ہے جو عالم الغیب والشہادہ ہے پھر وہ تم کو تمہارے کردار سے آگاہ کر دیگا اور تمہارے اعمال کی تم کو سزا دے گا (۹۴) جب تم غزوۂ تبوک سے پلٹو گے اور مدینے پہونچو گے تو تمہارے سامنے قسمیں بھی کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو اور اُن کو اُنکی حالت پر چھوڑ دو تو تم اُن سے بالکل ہی اعراض و اغماض کرو اور اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو یہ لوگ بالکل ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اُس کمائی کے بدلے میں جو یہ کسب کیا کرتے تھے ؛ یعنی جب تم لوٹو گے تو یہ لوگ قسمیں بھی کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو اور ان کو جانے دو تو تم اُن کی خواہش پوری کر دو اور انکو بالکل ہی چھوڑ دو یہ لوگ تو ناپاک ہیں اور اُن کا آخر کار ٹھکانا دوزخ ہے لہٰذا تم ان کو منہ نہ لگاؤ (۹۵) نیز اسلئے تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ حالانکہ بالفرض تم اگر اُن سے راضی بھی ہو جاؤ تو یقیناً ایسے نافرمان لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا ؛ یعنی اوّل تو تم راضی نہیں ہو گے لیکن اگر لو فرضاً تم راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس شخص کا احوال معلوم ہو کہ منافق ہے اُس کی طرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور محبت اور یگانگی روا نہیں ۱۲ (۹۶) یہ دیہاتی لوگ جو منافق ہیں عام طور سے کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور اُن کی حالت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ وہ دین کی اُن حدود سے ناواقف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کمالِ علم اور کمالِ حکمت کا مالک ہے ؛ یعنی دیہاتی ہونیکے باعث مزاج کے سخت ہیں اور مزاج کی درشتی کے باعث پڑھے لکھے لوگوں سے دور رہتے ہیں اسی وجہ سے کفر و نفاق میں بہت

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ

جب تم اُن کی طرف جہاد سے واپس جاؤ گے تو یہ لوگ تمہارے سامنے طرح طرح کے عذر کریں گے

قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ

تو آپ فرما دیجئے گا کہ تم بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے اللہ نے ہمکو تمہارے

مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ

حالات سے باخبر کر دیا ہے اور آئندہ بھی اللہ اور اُس کا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھے گا پھر

تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

تم اسکی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر چھپے اور ہر کھلے کا جاننے والا ہے پھر وہ تمکو اُسکی حقیقت سے آگاہ کر دے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا

جو تم کرتے رہے ہو ۔ جب تم تبوک سے پلٹو گے تو یہ تمہارے سامنے اس غرض سے

انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ

خدا کی قسمیں بھی کھائیں گے کہ تم ان کو درگزر کر دو سو تم اُن کو بالکل ہی نظر انداز کر دو

إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

کیونکہ یہ لوگ ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اُس کمائی کے بدلے میں جو یہ

يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ

کمایا کرتے تھے ۔ نیز اس لئے تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ حالانکہ

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ

تم اگر ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو یقیناً اللہ ایسے نافرمان لوگوں سے

الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَ

راضی نہیں ہوگا ۔ یہ دیہاتی لوگ عام طور سے کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور

أَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

ان کی حالت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ وہ دین کی اُن حدود سے ناواقف ہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر

[illegible] حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں [illegible]

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَ

جو ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے پس وہ تم کو ان کاموں کی حقیقت سے آگاہ کر دیگا جو تم کیا کرتے تھے۔ اور

آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ

کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کا حکم آنے تک ملتوی ہے یا تو وہ انکو سزا کا حکم کرے گا اور یا اُن کی توبہ

عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا

قبول کریگا اور اللہ بڑے علم اور بڑی حکمت کا مالک ہے۔ اور کچھ منافق وہ ہیں جنہوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ

ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ

مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت دیں اور اہل ایمان میں تفرقہ پیدا کریں اور اس مسجد کو اس شخص کا اڈا

حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا

مقرر کریں جو ایک مدت سے اللہ اور اس کے رسول سے برسرپیکار ہے وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر یوں کہیں گے کہ ہمارا

الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ

مقصد تو سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں تھا اور اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اے پیغمبر آپ اس مسجد میں کبھی جا کر

أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ

نماز نہ پڑھیں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد اس کی مستحق ہے کہ آپ

أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا

اس میں کھڑے ہوں اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى

اور اللہ تعالیٰ پاکیزگی اختیار کرنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔ بھلا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد

تَقْوَى مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ

خدا کے خوف اور خدا کی خوشنودی پر رکھے وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو اپنی عمارت کی بنیاد کسی

عَلَى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ

کھائی کے ایسے گرتے کنارے پر رکھے جو گرا ہی چاہتا ہو پھر وہ گرتا اس بانی کو لیکر دوزخ کی آگ میں گر پڑے اور

جنھوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور اس میں کفر کی باتیں کریں [illegible] اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالیں [illegible]

[illegible] حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

اُس کی بنیاد تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی پر رکھی اور کہاں وہ بدبخت جس نے اپنی مسجد ضرار کی بنیاد عقائد فاسدہ اور توہمات باطلہ پر رکھی اس کی مثال ایسے گڑھے پر رکھی جس کو پانی نے کاٹ کر گرنے کے قریب کر دیا ہو گرنے والا ہی ہو اور جہنم کی آگ میں گر پڑے لیکن ایسے بے انصافوں کو بھلائی کی توفیق کہاں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل نیکی بھی چاہیں تو بن نہیں آتا وہ توفیق کے سبب ہونے کو ہی موقوف ہے (۱۰۹) اُن لوگوں کی عمارت جو اُنھوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں موجب شک و نفاق رہے گی اور ہمیشہ اُن کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی یہاں تک کہ ان کے دل پارہ پارہ ہو جائیں اور اُن کے قلوب ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور مر جائیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا بڑی حکمت والا ہے یعنی جس عمارت سے جو ان کا ایمان وابستہ تھا اُن میں سے کوئی بگڑ گیا ... فاش ہو گیا ... سب کو معلوم ہو گیا اور جلا دی گئی اور راکھ کا ایک ڈھیر ہے اس لئے جب تک مر نہ جائیں گے ان کے دل میں حسرت رہے گی اور ہمیشہ یہ لوگ نفاق میں مبتلا رہیں گے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ اُن کے دل میں نفاق رہے گا (۱۱۰) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانیں اور اُن کے اموال اس قیمت پر اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ اُن کو جنت ملے گی اور جنت اُن مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کیا کرتے ہیں سو کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں اور کبھی خود شہید کر دیے جاتے ہیں اس امر پر توریت اور انجیل میں اور قرآن میں سچا وعدہ کیا جا چکا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر عہد کا پورا اور اپنے وعدے کا سچا کون ہو سکتا ہے سو اے مسلمانو تم اس بیع پر جو تم نے اللہ سے سودا کیا ہے مسرت کا اظہار کرو اور خوشی مناؤ یہ جنت کا سودا بڑی کامیابی ہے ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اُن کے لئے یہ بشارت ہے پھر اس جہاد و قتال میں کبھی کافر کو ہلاک کرتے ہیں اور کبھی خود کام آ جاتے ہیں ایک طرف اُن کی جان اور مال ہے دوسری طرف جنت ہے اللہ تعالیٰ مشتری ہے اور مسلمان بائع ہیں وعدہ کی توثیق فرمائی گئی ہے وعدا علیہ حقا یعنی اللہ کے ذمہ وعدہ حق ہے یا یہ کہ اس معاملہ پر وعدہ سچا ہو چکا ہو چونکہ یہ معاملہ نفع کا ہے اس لئے سب کو خوشی منانے کا حکم دیا گیا اور مال جو بیچا جانے والی چیز ہے اس کے مقابلہ میں جو قیمت یعنی جنت کا ملنا ہے اس سے بڑی اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے (۱۱۱) اُن مسلمانوں سے بھی جنت کا وعدہ ہے جو توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے شکر بجا لانے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے اچھی باتوں کی تعلیم دینے والے اور بُرے کاموں سے منع کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کی نگہداشت کرنے والے ہیں اور آپ ایسے مسلمانوں کو خوشخبری سنا دیجئے جس طرح جہاد کرنے والوں کو بشارت سنائی گئی ہے اسی طرح وہ حضرات جو ان صفات سے متصف ہیں ان کے لئے بھی جنت کا وعدہ اور جنت کی بشارت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان آیتوں سے پہلی آیت میں جو مجاہدین کی صفات ہوں اور مطلب یہ ہو کہ جو مجاہد ہیں وہ صرف جہاد ہی نہیں کرتے بلکہ ان میں یہ اوصاف بھی ہوتے ہیں سائحون کا ترجمہ شاہ صاحب نے بے تعلق رہنے والے کیا ہے یعنی وہ جو کھانے پینے وغیرہ سے بے تعلق رہتا ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت یا دل نہ لگانا

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کی راہنمائی نہیں کیا کرتا ۔ اُن لوگوں کی عمارت جو اُنھوں نے بنائی ہمیشہ اُن کے دلوں میں

بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

موجب شک و نفاق رہے گی یہاں تک کہ اُن کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں ۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ

جانتا بڑی حکمت والا ہے ۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس قیمت پر

وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

خرید لیے ہیں کہ جنت ان مسلمانوں کے لیے ہے ۔ وہ مسلمان اللہ کی راہ میں جنگ کیا کرتے ہیں

فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ

سو کبھی دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھی خود شہید کر دیے جاتے ہیں اس امر پر توریت میں

وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

اور انجیل میں اور قرآن میں سچا وعدہ کیا جا چکا ہے اور خدا سے بڑھکر اپنے عہد کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

سو اے مسلمانو! اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے اظہار مسرت کرو اور یہ سودا بہت

الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ

بڑی کامیابی ہے ۔ اُن مسلمانوں سے بھی وعدہ ہے جو توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے شکر بجا لانے والے بے تعلق رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ

رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے اچھی باتوں کی تعلیم دینے والے اور بُرے کام سے منع کرنے والے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور اللہ کی مقررہ حدود کی نگہداشت کرنے والے ہیں اور آپ ایسے مسلمانوں کو خوشخبری سنا دیجیے

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

نبی کیلئے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ جب اُن کو مشرکین کا دوزخی ہونا

(۱۱۲) پیغمبر کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ جب ان کو مشرکین کا دوزخی ہونا ظاہر ہو چکا اس کے بعد بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں ... یعنی جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ مشرک اہل دوزخ ہیں تو اس کے بعد نبی کو یہ بات جائز نہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی جائز نہیں کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ مشرک ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں ... مفسرین نے اس آیت کے شان نزول بیان کئے ہیں ... ابو طالب کی موت ... ان کے قرابت دار ہوں ... مرنے والے کے لئے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ کفر پر مرے

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓا۟ أُو۟لِى قُرْبَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

ظاہر ہو چکا اس کے بعد بھی وہ اُن کے لئے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ مشرک ان کے

أَنَّهُمْ أَصْحَٰبُ ٱلْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ ٱسْتِغْفَارُ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ

قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور رہا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا تو وہ محض ایک

إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَآ إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُۥٓ أَنَّهُۥ عَدُوٌّ

وعدے کی بنا پر تھا جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا پھر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ اُس کا باپ خدا کا دشمن ہے

لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ لَأَوَّٰهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ

تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا بلاشبہ ابراہیم بڑا نرم دل اور متحمل مزاج تھا۔ اور خدا کا یہ

ٱللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ إِذْ هَدَىٰهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا

دستور نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو ہدایت عطا کئے بعد گمراہ قرار دے تاوقتیکہ اُن پر وہ باتیں کھول کر بیان نہ کر دے

يَتَّقُونَ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ ٱللَّهَ لَهُۥ

جن سے اُن کو بچنا ہے۔ بیشک اللہ ہر شے سے بخوبی واقف ہے۔ بلاشبہ آسمانوں کی اور

مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ وَمَا لَكُم

زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اللہ کے سوا

مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ

نہ تمہارا کوئی حامی ہے اور نہ مددگار۔ بلاشبہ اللہ نے اپنے نبی پر

عَلَى ٱلنَّبِىِّ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ فِى

مہربانی کی اور اُن مہاجرین و انصار پر بھی توجہ فرمائی جنھوں نے ایسی سخت گھڑی میں

سَاعَةِ ٱلْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ

پیغمبر کا ساتھ دیا جبکہ اُن میں سے قریب تھا کہ بعض لوگوں کے قلوب متزلزل ہو جائیں

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾

پھر اللہ نے اپنی مہربانی سے اُن کو سنبھال لیا بلاشبہ وہ اُن سب پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ

اور اُن تینوں شخصوں پر بھی خدا نے مہربانی کیساتھ توجہ فرمائی جن کا معاملہ آئندہ کیلئے ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود

عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

اپنی فراخی کے ان تینوں اشخاص پر تنگ ہو گئی اور خود اُن کی زندگی اُن پر شاق ہو گئی

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کی گرفت کے مقابلہ میں بجز اسکی ذات کے اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے پھر خدا نے اُن پر مہربانی کر کے توجہ

لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ١١٨ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ

فرمائی تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ بیشک اللہ توبہ کا بہت قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ١١٩ مَا كَانَ

اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ اہل مدینہ کو

لِاَھْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

اور اُن کے آس پاس کے دیہاتیوں کو یہ بات زیبا نہ تھی کہ وہ رسول اللہ کے

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ

ہمراہ جہاد میں جانے سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جانوں کو رسول کی جان سے زیادہ

نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ لَا يُصِيْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا

عزیز سمجھیں۔ رسول کے ہمراہ جانا اسلئے ضروری تھا کہ ان مجاہدین کو جو پیاس اور مشقت و تکلیف اور بھوک

مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــٔـُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ

اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں کہیں وہ کسی ایسے مقام پر چلتے ہیں کہ وہ چلنا کفار کو غیظ و غضب میں

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَھُمْ

لانے والا ہوتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں جو کامیابی وہ حاصل کرتے ہیں اُن سب امور کے بدلے ان

بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ١٢٠

کیلئے ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے یوں کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔

اور ان تین شخصوں پر بھی احسان کے حال پر بھی اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی اور اُن کی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ ملتوی اور مؤخر کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ ان تینوں شخصوں کعب۔ ہلال۔ مرارہ۔ پر زمین باوجود اپنی فراخی اور کشادہ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر شاق اور تنگ ہو گئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کی گرفت کے مقابلے میں بجز اُس کے دربار کے اس کی ذات کے کوئی اور پناہ گاہ نہیں اور اسکی گرفت سے خود وہی بچا سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر مہربانی کیساتھ توجہ فرمائی تاکہ وہ لوٹ آئیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ ان تینوں حضرات کا بائیکاٹ کر دیا گیا تھا اور لوگ مختلف امتحانات میں مبتلا رہے ان کی بیویوں نے بھی ان سے بات کرنی چھوڑ دی تھی مخالفوں نے ان کو لالچ دیا کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ لیکن یہ لوگ ثابت قدم رہے آخر کار پچاس روز کے بعد ان کی توبہ کا قبول ہونا نازل ہوا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ساتھ مہاجرین و انصار کے وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن انہوں نے سخت حالت گزاری کر رہے توبہ پر (۱۱۸) مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو یعنی عمل میں ان لوگوں کیساتھ جو قول اور فعل دونوں میں سچے ہوں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ تین شخص سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقوں میں رہتے (۱۱۹) اہل مدینہ اور ان کے گرد اور آس پاس کے دیہاتیوں کو یہ زیبا نہ تھا اور یہ بات ان کے لائق نہ تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کو جانے سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جانوں کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ چاہیں اور زیادہ عزیز رکھیں رسول کے ہمراہ جانے کا یہ سبب تھا اور اس لئے ضروری تھا کہ ان مجاہدین کو جو پیاس اور مشقت و ماندگی اور بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں کہیں وہ کسی ایسے مقام پر چلتے ہیں جو چلنا کفار کو غیظ و غضب میں لاتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں جو کامیابی اور جو چیز بھی حاصل کرتے ہیں ان سب کے بدلے ان مجاہدین کیلئے نیک عمل لکھے جاتے ہیں بلکہ ہر کام کے بدلے ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا [illegible]

اور نیز یہ کہ ان مجاہدین نے جو کچھ خرچ کیا اور یہ مجاہدین جو کچھ خرچ کرتے ہیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت اور سفر میں جو میدان قطع کرتے ہیں ان سب کا ثواب بھی ان کے لئے لکھا دیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا اچھے سے اچھا بدلہ عنایت فرمائے ؛ یعنی یہ بھی نیکیوں میں لکھا جاتا ہے (فرض جہاد کی ہر حالت میں یہ حکم ہے) (۱۲۱) اور مسلمانوں کو یہ بھی نہیں چاہئے کہ جہاد کے لئے سب کے سب گھروں سے نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک حصہ نکلے تا باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ جب یہ مجاہد جہاد سے واپس آئیں تو یہ دین کی سمجھ حاصل کرنے والے ان کو احکام سنا کر ڈرائیں تاکہ وہ گناہوں سے بچتے رہیں ؛ ایک تو یہ مطلب کہ جہاد میں کچھ لوگ نکلیں اور کچھ پیغمبر کی خدمت میں حاضر رہیں اور دین حاصل کرتے رہیں دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب ہم کہہ چکے یہ آیت دو معنی یہ ہوں کہ مطلب یوں ہے کہ ہر قبیلہ اور بستی میں سے ایک جماعت دین کا علم حاصل کرنے کے لئے نکلے تاکہ یہ سیکھ کر اپنی بستی میں واپس آئیں اور لوگوں کو احکام دین سنائیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہر قوم میں سے چاہئے بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تاکہ علم دین سیکھیں اور پیچھے لوگ سیکھ لیں اب پیغمبر موجود نہیں علماء دین ہر جگہ ہے طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے ؛ خلاصہ یہ کہ جہاد فرض کفایہ ہے جب تک امام عام حکم نہ دے اگر امام حکم دے تو ہر مخاطب پر جہاد فرض ہو جائے گا (۱۲۲) اے ایمان والو ان کافروں سے جنگ کرو جو تم سے قریب اور تم کو نزدیک ہیں اور کافروں کو تمہارے اندر سختی محسوس ہونی چاہئے اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور ان کی معیت پر تقویٰ کو حاصل ہے ؛ اصلاح اور ہدایت کے زیادہ مستحق ہیں جو اقرب ہوں۔ خواہ اپنے اہل ہوں یا اولاد ہو۔ یا پاس پڑوسی ہوں۔ پھر جو ان سے قریب ہوں اسی طرح الاقرب فالاقرب کے اصول سے بڑھتے جانا چاہئے ختم کا مطلب یہ ہے کہ جنگ کا سامان مضبوط ہونا چاہئے یا امام بنا کر نصیحت نہ ہونا چاہئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی سختی معلوم کریں یعنی آپ تو جنگ کی سختی یعنی سالانہ ہیں بے خلیفہ کا
الربع
اُلفت و ملامت کر کے مرعوب رہیں کر دین کا ماننا چاہئے (۱۲۳) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافقین بطور استہزا اور تمسخر کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کس کا ایمان بڑھایا اور کس کے ایمان کو ترقی دی۔ سو جو لوگ اہل ایمان ہیں ان کے ایمان کو تو اس سورت نے ترقی دی اور بڑھایا اور وہ سورت نازل ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور بشاشت منانے ہیں یعنی منافق یہ تمسخر کرتے ہیں کہ بتاؤ اس نئی سورت سے تمہارے ایمان کو کیا ترقی حاصل ہوئی اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ جو اہل ایمان ہیں ان کے ایمان کو ترقی حاصل ہوتی ہے

وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا
اور اسی طرح وہ مجاہدین جو کچھ خرچ کرتے ہیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت اور سفر میں جو
يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ
میدان قطع کرتے ہیں اس سب کا ثواب بھی ان کے لئے لکھا دیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو
أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ
ان کے اعمال کا بہتر سے بہتر بدلہ دے۔ اور مسلمانوں کو یہ بھی نہیں چاہئے کہ سب کے سب
لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
گھروں سے نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک مختصر جماعت
طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ
نکلا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ جب یہ مجاہدین
إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا
ان کے پاس واپس آئیں تو یہ دین حاصل کرنے والے ان کو خدا کے احکام سنا کر ڈرائیں تاکہ وہ گناہ سے بچتے رہیں۔ اے ایمان والو
الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ
کافروں میں سے جو لوگ تم سے قریب ہوں ان سے جنگ کرو اور کافروں کو
وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
تمہارے رویہ میں سختی محسوس ہونی چاہئے اور یقین جانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے
الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن
ساتھ ہے اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو
يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ
یوں کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا سو جو لوگ اہل ایمان
آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾
ہیں ان کے ایمان کو اس سورت نے ترقی دی ہے اور وہ اس ترقی پر خوش ہو رہے ہیں۔

۱۵ ع

منزل ٢

سُوْرَةُ یُوْنُسَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰیَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُکُوْعًا

سورہ یونس مکی ہے اور یہ ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ

الٓرٰ قف یہ ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت و دانش کی باتوں سے لبریز ہے۔ کیا ان لوگوں کو

عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں کے ایک مرد پر اس مضمون کا حکم بھیجا کہ آپ سب لوگوں کو خدا کے

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ

عذاب سے ڈرائیے اور جو لوگ ایمان لے آئیں اُن کو یہ بشارت دیجئے کہ اُن کے لئے

صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ

اُن کے رب کے پاس بہت بلند مرتبہ ہے۔ ایسے شخص کے متعلق کافروں نے یہ کہا کہ

هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

یہ تو کھلا جادو گر ہے۔ بلاشبہ تمہارا رب تو اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر اپنی شان کے موافق قائم

عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا

اور جلوہ گر ہوا۔ وہی جملہ امور کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی شخص سفارش کرنیوالا نہیں مگر

مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

اُس کی اجازت کے بعد۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے سو تم اُسی کی عبادت کرو

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ؕ

کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے۔ تم سب کو اُسی خدا کی طرف واپس جانا ہے

سورۂ یونسؑ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع ہیں:۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ الٓرٰ قف یہ ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت و دانش کی باتوں سے لبریز اور پُر ہے ؛ یعنی قرآن مجید کی آیتیں ہیں حکیم سے مُراد ہے حکمت والی یا محکم و مضبوط یا حاکم یعنی حکم دینے والی کتاب یا محکوم یعنی جس میں احکام دیئے گئے ہیں (۱) کیا ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں کے ایک آدمی پر یہ وحی بھیجی اور اس مضمون کا حکم بھیجا کہ آپ سب لوگوں کو ڈرا دیجئے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے اُس کو ڈرائیے اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اُن کو یہ بشارت اور خوش خبری دیدیجئے کہ اُن کے لئے انکے رب کے پاس بہت بلند مرتبہ ہے ایک آدمی پر وحی بھیجنا جو اُنہی جیسا بشر ہے کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی مگر اُن کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے ؛ یعنی اول تو بشریت کو نبوت کے منافی سمجھتے تھے اور علیٰ سبیل التنزل مانتے بھی تھے تو کہتے محمد بن عبداللہ پر یہ قرآن کیوں نازل ہوا۔ طائف یا مکہ کے کسی سردار پر کیوں نہ اُترا لولا نزل هذا القرآن علی رجل الخ قدم صدق کی تفسیر میں بہت سے قول ہیں۔ اعمال صالحہ کا ذخیرہ۔ اجر حسن، وہ اعمال جو آگے بھیجے ہیں پایۂ رفیع، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت وغیرہ وغیرہ چونکہ ایک آدمی کا نبی ہونا اور وہ بھی محمد بن عبداللہ کا مہبط وحی ہونا کافران مکہ کے نزدیک ..... قابل اعتراض تھا اس لئے آپ کو کھلا جادوگر بتایا (۲) بلاشبہ تمہارا رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمان و زمین کو تدریجاً چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر اپنی شان کے لائق قائم اور جلوہ گر ہوا وہی ہر کام کی مناسب تدبیر کرتا ہے۔ کوئی شخص اُس سے سفارش کرنے والا نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔ یہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو کیا تم اس بات پر غور اور سوچ بچار نہیں کرتے ؛ یعنی چھ روز کی جس قدر مقدار ہوتی ہو اتنے عرصہ میں تدریجاً پیدا کیا۔ ہو سکتا ہے کہ ہزار برس کا ایک دن ہو اور ہو سکتا ہے کہ یہی معمولی دن ہوں۔ اُس کے روبرو کسی کو بدون اُس کی اجازت کے شفاعت کا بھی حق نہیں چہ جائے کہ تم عبادت میں شریک کرو۔ یہ دلائل توحید و رسالت سُننے کے بعد بھی تم نہ سمجھتے ہو نہ سوچتے ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنے وقت میں بنائے آسمان و زمین اور اُس ملک کا دربار بنایا عرش پر۔ سب کام کی تدبیر وہاں سے ہو ۱۲ (۳) تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف واپس جانا ہے اور تم سب کی جائے رجوع اسی کے پاس ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ

یہ وعدہ کیا ہے اللہ نے وعدہ سچا - بیشک وہی پہلی بار مخلوق کو پیدا کرتاہے اور وہی اسکو دوبارہ بھی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ

پیدا کردیگا - تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے اُن کا صلہ انصاف کیساتھ عطا فرمائے اور جو لوگ

كَفَرُوْا لَھُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

دینِ حق سے منکر ہوئے اُن کو پینے کے لئے سخت کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا اُس کفر کی

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ

پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمک دار

ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

اور چاند کو روشن بنایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم لوگ برسوں کا

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

شمار اور اوقات کا حساب معلوم کرسکو - اللہ نے یہ چیزیں نہیں پیدا کیں مگر کمال حکمت کیساتھ

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ

خدا تعالیٰ اپنے دلائل اُن لوگوں کیلئے مفصل بیان کرتا ہے جو لوگ اہل علم و دانش ہیں - بلاشبہ رات دن کے آگے پیچھے

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آنے میں اور اُن چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کی ہیں اُن لوگوں کے لئے بڑے

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

دلائل ہیں جو ڈرتے ہیں - جن لوگوں کو ہمارے روبرو پیش ہونے کا کھٹکا نہیں ہے

لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ

اور وہ دنیا کی زندگی سے خوش ہیں اور اُسی زندگی پر مطمئن ہیں اور جو

الَّذِيْنَ ھُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمُ

لوگ ہمارے دلائل سے غفلت برتتے ہیں ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہوگا

یہ وعدہ کیا ہے اللہ نے وعدہ سچا - بلاشبہ وہی مخلوق کو پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور وہی اُس کو دوبارہ بھی قیامت میں پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کئے اُن کو انصاف کیساتھ پورا صلہ عطا فرمائے - اور جو لوگ کفر کرتے رہے ان کو سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور اُن کو سخت دردناک عذاب ہوگا اُس کفر و انکار کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے ؛ یعنی واپس ہونا خدا کی طرف ضروری ہے۔ اوّل تو وہی پہلی بار اور دوسری بار پیدا کرنے والا ہے پھر اُس کا وعدہ حق ہے نیز یہ کہ نیکوں کو ان کے اعمال کا صلہ اور منکروں کو اُن کے انکار کی سزا ملنی ہے اور اُس کے لئے حقیقی طور پر قیامت کا دن مقرر ہے۔ لتجزیٰ کل نفسٍ بما تسعیٰ (۴) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آفتاب کو چمکدار اور چاند کو روشن اور نورانی بنایا اور اُس کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم لوگ ان اجرام علویہ کے ذریعہ برسوں کی گنتی اور اوقات کا حساب معلوم کرسکو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں کمال حکمت اور اپنی قدرت کے اظہار کے لئے پیدا کی ہیں عبث اور بیکار نہیں پیدا کیں اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے دلائل اُن لوگوں کیلئے تفصیل کیساتھ بیان کرتا ہے جو لوگ صحیح سمجھ رکھتے ہیں ؛ چاند کے لئے منزلیں مقرر ہیں ہر روز ایک منزل طے کرتا ہے چاند اور سورج کی اس گردش سے جہاں اور بے شمار فوائد ہیں منجملہ اُن کے برسوں کا شمار اور حسابِ اوقات وغیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت کے ساتھ اس نظام کو قائم کیا ہے۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم؛ بہرحال یہ توحید الٰہی کے دلائل جو مفصل بیان کئے جاتے ہیں یہ اُن ہی کے لئے مفید ہوسکتے ہیں جو عقل و دانش سے کام لیتے ہیں (۵) بلاشبہ رات دن کے آگے پیچھے آنے میں اور اُن چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کی ہیں اُن لوگوں کے لئے بڑے دلائل ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اُس کا ڈر مانتے ہیں ؛ یہ رات دن کا اختلاف اور یکے بعد دیگرے آنا اور آسمان و زمین کی تمام مخلوق میں توحید الٰہی کے ہزاروں دلائل مضمر ہیں لیکن ان دلائل سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اُس کی جستجو رکھتے ہیں (۶) جن لوگوں کو ہمارے روبرو پیش ہونے کا ڈر نہیں ہے اور وہ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور وہ دُنیوی زندگی سے خوش ہیں اور اسی زندگی پر مطمئن ہو بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہمارے دلائل اور ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں ؛ یعنی آخرت سے بالکل ہی غافل ہیں صرف دنیا اور یہاں کی زندگی کو ہی جانتے ہیں (۷) ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے یہ آگ اُس

النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اُس کمائی کے بدلے میں جو وہ کمایا کرتے تھے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک
الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ
عمل بھی کیے تو اُن کو اُن کے ایمان کی وجہ سے اُنکا رب ان کے مقصد تک پہنچا دیگا اُن کی شان یہ ہوگی کہ
تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا
وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اُن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اُن باغوں میں داخل ہوتے ہی
سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ
وہ بے ساختہ پکار اُٹھیں گے اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور اُنکی باہمی ملاقات کا سلام اُن باغوں میں
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ
السلام علیکم ہوگا اور اُس وقت اُنکی آخری بات یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو جملہ مخلوقات کا رب ہے اور جس طرح لوگ بھلائی مانگنے میں
لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ
جلدی کرتے ہیں اسی طرح اگر لوگوں پر اللہ بُرائی بھیجنے میں جلدی کیا کرتا تو اُن کا مقررہ وقت کبھی کا پورا
اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ
ہو چکا ہوتا۔ سو ہم اُن لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا ڈر نہیں ہے اُن کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ
کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران و سرگرداں رہیں۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو وہ لیٹے یا بیٹھے
دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا
یا کھڑے ہر حال میں ہم کو پکارا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اُس انسان سے اُس کی تکلیف کو زائل
عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ
کردیتے ہیں تو وہ ایسا گذر جاتا ہے کہ گویا اُس نے کبھی تکلیف کے پہونچنے پر کبھی ہم کو پکارا ہی نہیں تھا
كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾
اسی طرح حد سے بڑھنے والوں کی نظر میں اُن کے وہ اعمال جو وہ کررہے ہیں خوشنما کردیئے جاتے ہیں

کمائی کی جزا ہے جو وہ کمائی کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے پر اعتقاد نہ ہوگا اور حضرت حق کی ملاقات کا خطرہ نہ ہوگا اور اُس کی سرکار میں جواب دہی کا خوف نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو کمائی اور جو عمل کریں گے وہ عمل اور کسب شریعت کے موافق نہ ہوگا۔ کیونکہ اعتقاد کا فساد اعمال کی خرابی اور فساد کو مستلزم ہے اس لئے فرمایا اولٰئک مَاوٰهُمُ النار بما کانوا یکسبون۔ (۸) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک عمل بھی کرتے رہے اُن کا پروردگار اُن کو اُن کے مومن ہونے کی وجہ سے اُن کے مقصد تک پہنچا دے گا اُن کے مکانات کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے ؛ یعنی ایمان کی برکت اور مومن ہونے کی وجہ سے مقصد میں کامیابی ہوگی یعنی جنت مل جائے گی جو بہت بڑا مقصد ہے (۹) اُن باغوں میں داخل ہوتے ہی اور جنت کی نعمتوں کا معائنہ کرتے ہی بے ساختہ پکار اُٹھیں گے اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور اُنکی باہمی ملاقات کا سلام اُن باغوں میں السلام علیکم ہوگا اور ان باتوں میں اُن کی آخری بات یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو جملہ مخلوقات کا پروردگار ہے ؛ یعنی جنت کو اور اس کی نعمتوں کو دیکھتے ہی کہیں گے "سبحان اللہ" آپس میں ملاقات کرتے ہی سلامتی کی دعا دیں گے جیسے دنیا میں السلام علیکم کہا کرتے تھے اور جب اطمینان سے بیٹھ کر دنیاوی مصائب اور زندگی کی تکالیف کو یاد کریں گے تو دائمی عیش اور نعمتوں پر پڑھیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اول عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے سُبحان اللہ پھر اُس کی لذتیں پاکر کہیں گے الحمد للہ اور جنت میں ملاقات کا طور یہی ہے السلام علیکم جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں" ؛ خلاصہ یہ کہ تسبیح و تحمید کے بارے میں الحمد للہ رب العالمین آخری بات ہوگی۔ یہ مطلب نہیں کہ الحمد کے بعد کوئی بات ہی نہیں کریں گے۔ (۱۰) اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر بُرائی بھیجنے میں اسی طرح جلدی کیا کرتا جس طرح وہ لوگ بھلائی مانگنے میں جلدی کیا کرتے ہیں تو اُن کا مقررہ وقت کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا۔ سو ہم ان لوگوں کو جن کو ہمارے روبرو پیش ہونے کا کوئی کھٹکا اور خوف نہیں ہے اُن کی حالت پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران و سرگرداں رہیں اور بھٹکتے پھریں ؛ یعنی انسان کا قاعدہ ہے کہ جو دعا مانگتا ہے خواہ وہ خیر کی ہو یا شر کی چاہتا ہے کہ وہ جلدی پوری ہو جائے اللہ تعالیٰ خیر کی دعا کو اگر مصلحت ہوتی ہے جلدی قبول کر دیتا ہے لیکن شر کی دعا کا اثر جلدی ظاہر نہیں کرتا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ شر کی دعاؤں کو بھی خیر کی دعاؤں کی طرح جلدی پورا کرنے لگے تو لوگوں کا قصہ ہی چُک جائے اور سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آدمی چاہتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا شتاب بر آوے سو اگر حق تعالیٰ شتابی کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاویں گردونوں میں تحمل ہے تا نیک لوگ تربیت پاویں اور بد لوگ غفلت میں پڑے رہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ کبھی دونوں میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام امور غایت حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ خواہ وہ تاخیر ہو یا تعجیل (۱۱) اور جب انسان کو کوئی تکلیف اور ضرر پہونچ جاتا ہے تو وہ لیٹے بھی اور بیٹھے بھی اور کھڑے بھی غرض ہر حال میں ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم انسان سے اُس کی تکلیف اور ضرر کو دور اور زائل کر دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے اور ایسا چلا جاتا ہے جیسے اس نے کسی تکلیف کے پہونچنے پر ہم کو پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح حد سے بڑھ جانیوالے لوگوں کی نظر میں اُن کے وہ اعمال جو وہ کر رہے ہیں خوشنما اور مستحسن کر دیئے جاتے ہیں ؛ یعنی انسانوں میں سے وہ انسان جو کفر و انکار کی روش اختیار کر چکے ہیں اُن کی یہ حالت ہے کہ مصیبت کے وقت اپنے معبودانِ باطلہ کو بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہر حال میں پکارتے ہیں پھر جب وہ بلا اللہ تعالیٰ ٹلا دیتا ہے اور اُس بلا کو دور کر دیتا ہے تو پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتے ہیں اور شرک کرنے لگتے ہیں اور ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا خدا کو کبھی اپنی مصیبت کو ہٹانے کے لئے پکارا ہی نہ تھا یعنی خدا سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اس قسم کی حرکات قبیحہ کو اچھا سمجھتے ہیں یعنی ایسی حالت پر پہونچ چکے ہیں کہ بُرائی کو بھلائی جانتے ہیں۔ (۱۲)

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ

اور بلاشبہ ہم تم سے پہلے بہت سی قوموں کو جب انھوں نے ظالمانہ رویہ اختیار کیا، ہلاک کر چکے ہیں، حالانکہ اُنکے رسول انکے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

واضح دلائل لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے جو مان کر دیتے ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

دیا کرتے ہیں۔ پھر ان قوموں کے بعد ہم نے تم کو زمین میں اُن کا جانشین بنایا

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ اور جب لوگوں کو ہماری واضح آیات

اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ

پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہماری پیشی میں حاضر ہونیکا خوف نہیں ہے اے پیغمبر آپ سے

بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ

یوں کہتے ہیں کہ یا تو اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آیا اسمیں ہی ترمیم کر دے آپ کہدیجئے کہ مجھ کو یہ

مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ

حق نہیں ہے کہ میں اپنی جانب سے اس قرآن میں کوئی ردو بدل کر سکوں میں تو صرف اُسی حکم کا اتباع کرتا ہوں جو میری

اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ

وحی کیا جاتا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کر دوں تو میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرما دیجئے

لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ

کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم کو نہ تو یہ قرآن پڑھ کر سناتا اور نہ خدا تم کو اس قرآن کی خبر دیتا آخر اس

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

قرآن سے پہلے بھی تو میں تم میں اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار چکا ہوں تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ سو اس شخص سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اُس کی آیتوں کی تکذیب کرے

اور یقیناً ہم تم سے پہلے بہت سی قوموں اور گروہوں کو جب اُنھوں نے ظالمانہ اور مشرکانہ رویہ اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رسول کھلے دلائل بھی لے کر آئے لیکن وہ لوگ ایسے نہ تھے جو مان کر دیتے۔ ہم مجرموں اور گنہگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ؛ یعنی اپنے ظالمانہ رویہ پر ایسے مغرور تھے کہ رسولوں کی باتوں پر ایمان ہی نہیں لائے اور دلائل کی پروا نہ کی بالآخران کو ہلاک کر ڈالا۔ (۱۳) پھر ان قوموں کے بعد ہم نے تم کو اُن کا جانشین اور نائب بنایا تاکہ ظاہری طور پر ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو (۱۴) اور جب اُن لوگوں پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں اور ہمارے دلائل اُن کو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو وہ لوگ جن کو ہمارے روبرو حاضر ہونیکا کوئی کھٹکا اور ڈر نہیں ہے۔ اے پیغمبر آپ سے یوں کہتے ہیں یا تو اس پورے قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن ہی لے آیا اس میں کچھ ترمیم ہی کر دے اور اسکو کچھ بدل ہی دے آپ کہدیجئے کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ میں اپنی جانب سے اس قرآن میں کوئی ردو بدل کر سکوں میں تو صرف اُسی حکم کی پیروی اور اتباع کرتا ہوں جو میری جانب وحی کیا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ میں اپنے رب کی نافرمانی کردوں تو میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ؛ یعنی مطالبہ یہ تھا کہ ہمارے معبودوں کی بُرائی اس میں سے نکال دو یا ایسا قرآن لے آؤ جسمیں شرک کی مذمت اور بُرائی نہ ہو اُس کا جواب دیا گیا کہ یہ کلام معجز نظام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ میری کیا مجال ہے کہ میں اس میں کچھ ردو بدل کر سکوں یا اسکو چھوڑ کر کوئی اور قرآن لے آؤں میں وحی الٰہی کا پابند ہوں تم قیامت کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ مگر میں خدانخواستہ نافرمانی کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں میں تو قیامت پر ایمان رکھتا ہوں اور اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس قرآن کا پند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل کرنا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کریں ۱۲ (۱۵) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا اور اس کو منظور ہوتا تو میں یہ قرآن نہ تو تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ خدا تم کو اسکی خبر دیتا آخر اس قرآن سے پہلے بھی تو میں تم میں اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار چکا ہوں اور عمر کے بڑے حصے تک تم میں رہ چکا ہوں تو کیا تم کو اتنی بھی عقل نہیں ؛ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ میں تم کو یہ قرآن نہ سناؤں اور میرے ذریعہ سے تم کو اسکی اطلاع نہ دے تو وہ یہ قرآن مجھ پر نازل نہیں کرتا یہ دلیل ہے اس کی کہ یہ کلام معجز میرا بنایا ہوا نہیں ہے آخر اس سے پہلے بھی تو میں تم میں رہتا تھا پھر تم نے آجتک میرے منہ سے ایسا کلام سنا یا میرے منہ سے کوئی ایسی بات سنی اتنا تو سمجھ سے کام لو کہ اگر میری یہ عادت ہوتی یا میرے دل میں کوئی ایسی بات ہوتی تو اس کا اظہار کبھی تو ہوتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی میں اپنی طرف سے بناتا تو چالیس برس کی عمر میں بنا تا یا اسی قسم کا خیال رکھتا ۱۲ (۱۶) لہٰذا اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر جھوٹ باندھے اور کسی کلام کا منزل من اللہ ہونا افترا کے طور پر بیان کرے یا اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے

جواللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان کی تکذیب کرے یقیناً ایسے مجرموں کو کبھی فلاح نصیب نہیں ہوتی اور ایسے گنہگار فلاح کو نہیں پہنچتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر میں بناتا ہوں تو مجھ سا ظالم نہیں اور اگر میں سچا ہوں تو جھٹلانیوالوں پر بھی یہی بات ہے ۱۲ (۱۷) اور یہ مشرک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توحید کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو کوئی نقصان پہونچا سکتی ہیں نہ اُن کا کچھ بھلا کر سکتی ہیں اور یہ مشرک یوں کہتے ہیں کہ یہ معبود اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں آپ کہدیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز سے آگاہ کرنا چاہتے ہو جس کے موجود ہونیکا علم نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں خدائے تعالیٰ اُن لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے ؛ یعنی اُن کی عبادت نہ کرو تو کچھ تمہارا بگاڑ نہ کر سکیں اور اُن کی عبادت کرو تو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکیں اور یہ سفارشی والی بات ایسی ہے کہ اوّل تو سفارشی کی عبادت لازم نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مقرر نہیں کیا بلکہ اُس کے امکان اور وقوع کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں تم اسکو بتانا چاہتے ہو تو ایسے شرک سے اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کا یہ مشرک ارتکاب کر رہے ہیں

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

بلاشبہ ایسے مجرموں کو کبھی فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ اور یہ مشرک خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

جو نہ اُن کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ان کو کوئی نفع پہونچا سکتے ہیں اور کافر یوں کہتے ہیں کہ یہ معبود

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى

اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں آپ کہدیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز سے آگاہ کرنا چاہتے ہو جسکے موجود

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

ہونے کا علم خدا کو نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں ہے۔ خدا اُن لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا

اور تمام انسان پہلے ایک ہی طریقہ پر تھے پھر وہ جُدا جُدا ہوگئے اور اگر آپ کے رب کی ایک طے شدہ بات

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ

پہلے سے نہ ہوتی تو یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کر رہے ہیں اُن کے مابین کبھی کا فیصلہ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

ہو چکا ہوتا۔ اور یہ یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل

رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ

کیا گیا تو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ

انتظار کر رہا ہوں۔ اور جب ہم لوگوں کو کوئی دُکھ پہنچنے کے بعد اپنی مہربانی اور شکھ کا

بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ

مزہ چکھاتے ہیں تو اُسی وقت وہ ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت کرنے لگتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ

اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اللہ اس شرارت کی سزا دینے میں بہت جلدی کرنے والا ہے بلاشبہ ہمارے فرشتے تمہاری سب مکاریاں لکھتے رہتے ہیں

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو شرک کہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اُسکی طرف سے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا اگر اُس نے مختار کئے ہوتے تو آپ اُن سے کیوں منع کرتا اور جو کہیں ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہوگا تو اگلی آیت میں اسکا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے جب لوگ بھول گئے ہیں پھر اُنکو بتادیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں اور جو کہیں اگر تم سچے ہو تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا اُس کا جواب بھی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ (۱۸) اور تمام انسان پہلے ایک ہی طریقہ پر تھے پھر وہ اپنی غلط رائے کی وجہ سے جُدا جُدا ہوگئے اور انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا۔ اور اگر آپکے رب کی پہلے سے ایک طے شدہ بات نہ ہوتی تو یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کر رہے ہیں اُنکے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ؛ یعنی یہ کہ آخری فیصلہ اور آخری عذاب قیامت میں ہوگا۔ یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے اگر یہ فیصلہ نہ ہوتا تو دنیا ہی میں آخری عذاب بھیجکر فیصلہ کر دیا جاتا (۱۹) اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر ہماری حسب منشا اور ہمارا منہ مانگا کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا تو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لہٰذا تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ؛ یوں تو بیشمار معجزات پیغمبر سے ظہور میں آئے لیکن فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا گیا۔ اگر فرمائشی معجزے کے بعد بھی کوئی قوم ایمان نہ لائے تو اُس کا بالکل استیصال کر دیا جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر کہیں کہ ہم کیوں کر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے، فرمایا کہ آگے دیکھیو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کریگا اور مخالف ذلیل ہوں گے برباد ہو جائیں گے سو ایسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بات کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں فیصلہ ہو جائے فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں ۱۲ (۲۰) اور جب ہم لوگوں پر کسی مصیبت اور تکلیف پہونچنے کے بعد اُن لوگوں کو اپنی کسی نعمت اور مہربانی کا مزہ چکھاتے ہیں تو اُسی وقت وہ ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت اور حیلہ سازی کرنے لگتے ہیں آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ اس شرارت اور مکر و فریب کی سزا دینے میں بہت جلدی کرنے والا ہے۔ بلاشبہ ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتیں اور مکاریاں لکھتے رہتے ہیں ؛ یعنی جب کوئی تکلیف انسان کو پہونچتی ہے اور اُس کے بعد اللہ تعالیٰ دُکھ دُور کر کے کسی نعمت سے سرفراز کر دیتا ہے تو انسان پھر وہی کرنے لگتا ہے جو پہلے کرتا تھا ان ہی شرارتوں میں اور آیاتِ قدرت کے انکار میں مبتلا ہو جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اُٹھ کر اللہ پر رہتی ہے جب کام بن گیا تو لگا اسباب پر رکھنے۔ سو ڈرتا نہیں کہ اللہ پھر ایک سبب کھڑا کر دے۔ اُسی تکلیف کا۔ اُسی کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اُسی کی صورت آگے فرمائی ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ دُکھ درد دور ہو جانے اور سُکھ آجانے سے یہ نہ سمجھو کہ دُکھ اور تکلیف دوبارا نہیں آسکتی (۲۱)

ع ۱۰ ۲

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ

وہ خدا وہ ہے جو تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کبھی کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں

فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا

کو موافق ہوا کے ذریعہ لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ اس ہوا سے بہت خوش ہوتے ہیں اُسی حال میں یکایک

جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ

ان کشتیوں پر مخالف ہوا کا ایک تیز جھونکا آجاتا ہے اور ہر طرف سے اُن پر موجیں اٹھنے لگتی ہیں

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ

اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر چکے ہیں تو اُس وقت خالص خدا ہی کی

الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ

عبادت اختیار کرکے خدا کو پکارتے ہیں کہ اے خدا تو ہمکو اس آفت سے بچالے تو ہم ضرور تیرے

الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ

شکر گزار رہیں گے۔ پھر جب خدا اُن کو اس طوفان سے نجات دیدیتا ہے تو وہ زمین میں بیجا سرکشی

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ

کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال صرف تم ہی پر پڑنے والا ہے تم دنیاوی زندگی کے سازوسامان

مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا

سے فائدہ اٹھالو پھر تمکو ہماری ہی طرف واپس آنا ہے پھر ہم تم کو اُن سب کاموں کی حقیقت سے

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

آگاہ کردیں گے جو تم کیا کرتے تھے۔ دنیا کی زندگی کی حالت تو بس ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان کیجانب

أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ

سے پانی نازل کیا پھر اُس پانی سے زمین کی نباتات جس کو آدمی اور چوپائے

مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ

کھاتے ہیں خوب گنجان ہوکر بڑھی یہاں تک کہ جب زمین نے خوب اپنی رونق حاصل کرلی اور وہ خوب

وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جو تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے اور لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب کبھی تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ اس ہوا سے اور کشتیوں کے چلنے سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ یک بیک ان کشتیوں پر مخالف ہوا کا ایک تیز جھکڑ آجاتا ہے اور ہر طرف سے اُن لوگوں پر موجیں اُٹھنے لگتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر چکے ہیں تو اس وقت خالص اعتقاد اور عبادت اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ اے خدا اگر تو ہم کو اس آفت سے بچالے تو ہم ضرور تیرے شکرگزار رہوں گے ؛ یعنی مصیبت کے وقت معبودان باطلہ کو بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہوکر اُسکو پکارنے لگتے ہیں۔ اور یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اسی اعتقاد خالص پر قائم رہیں گے جو اس وقت ہے اور آئندہ کبھی شرک نہیں کریں گے (۲۲) پھر جب اللہ تعالیٰ اُن کو اس طوفان اور آفت سے نجات دیدیتا ہے تو وہ خشکی پر پہونچتے ہی رُوئے زمین پر بے جا سرکشی اور شرارت کرنے لگتے ہیں، اے بنی نوع انسان یاد رکھو کہ یہ تمہاری سرکشی شرارت اور بغاوت تمہارے ہی لئے وبال جان ہوگی اور تمہاری سرکشی کا وبال بس تم ہی پر پڑنے والا ہے تم دُنیوی زندگی کے سازوسامان سے فائدہ اُٹھالو پھر تم کو ہماری ہی طرف واپس آنا ہے۔ پھر ہم تم کو ان سب کاموں کی حقیقت سے آگاہ کردیں گے جو تم کیا کرتے تھے ؛ یعنی خشکی پر پہونچنے کے بعد پھر زمین پر اسی کفر و شرک کی حرکات کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں جو پہلے سے کرتے رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان حرکات کا اثر تم ہی پر پڑنے والا ہے۔ دنیوی زندگی سے چند فائدہ اُٹھاتے رہو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے ہم تم کو تمہارے اعمال بتادیں گے اور جتادینگے اور تمہارے اعمال کے موافق تم کو سزا دی جائیگی (۲۳) دُنیوی زندگی کی حالت تو بس ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اُس پانی سے زمین کی نباتات جس کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہوکر بڑھی یہاں تک کہ جب زمین نے اُس سبزی اور نباتات سے خوب اپنی رونق حاصل کرلی اور اپنی رونق کا پورا حصہ لے لیا اور خوب سنگار پر آئی اور آراستہ ہوگئی اور اُس زمین کے مالکوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اس کھیتی پر پوری طرح دسترس رکھتے ہیں

الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ

آراستہ ہوگئی اور زمین کے مالکوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اس کھیتی پر پوری دسترس رکھتے ہیں

قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا

تو اسی حال میں رات کو یا دن کو اس کھیتی پر ناگہاں ہمارا فرمانِ عذاب پہونچ گیا پھر ہم نے اُس

حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ

پیداوار کو کاٹ کر ایسا کر دیا گویا کل وہاں کچھ اُگا ہی نہ تھا ہم اسی طرح اپنی نشانیاں

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ

اُن لوگوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کیا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دار السلام یعنی جنت

السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾

کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف اُس کی رہنمائی کرتا ہے

لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ

جن لوگوں نے بھلے کام کئے اُن کے لئے بھلی چیز ہے اور اس سے اور زیادہ بھی

وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ

اور اُن کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس جنت

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ

میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں تو برائی کا بدلہ اُسی برائی کی

بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ

مثل ہوگا اور ان پر ذلت و پھٹکار برستی ہوگی۔ اُن کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا

كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ

اُن کے منہ ایسے سیاہ ہوں گے گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُن کے چہروں پر ڈھانک دئے گئے ہیں

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ

یہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ دن

۔ اور ہم اس پر بالکل قابض ہوگئے تو اسی حال میں رات کو یا دن کو اُس کھیتی کو ناگہاں ہمارا فرمانِ عذاب پہونچ گیا پھر ہم نے اُسکو کاٹ کر ایسا کر دیا گویا کل وہاں ان کے لئے کچھ موجود ہی نہ تھا اور کچھ آگاہی نہ تھا ہم اسی طرح اپنی نشانیاں ان لوگوں کیلئے تفصیل کے ساتھ بیان کیا کرتے ہیں جو لوگ غور و فکر سے کام لیتے ہیں :: پانی کے اثر سے خوب گنجان ہو کر یا پانی کے مل جانے سے خوب بڑھی یا انسانوں اور چوپایوں کی خوراک سے رلی ملی کھیتی بڑھی۔ گیہوں انسانوں کیلئے بھوسہ چوپایوں کے لئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی۔ بدن میں مل کر قوت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی۔ جب ہر ہنر میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آ پہونچی فائدہ۔ ہمارا حکم ہونچا یعنے پک کر زرد ہوئی پھر کٹی یا کوئی فوج آ پڑی کچی کاٹ لی۔ یعنی موت ناگہاں آتی ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سرسبز اور لہلہاتی کھیتی آفت ارضی یا سماوی سے تباہ ہو جاتی ہے اسی طرح بہار پر آئی ہوئی زندگی کو موت ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہے۔ دہلی میں کہا کرتے ہیں فلاں شخص کی زندگی اب تو بہار پر آئی تھی اسی وقت موت نے آکر ساری بہار خاک میں ملادی (۲۴) اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو دار السلام اور سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ کیطرف اُس کی رہنمائی کرتا ہے :: یعنی دار السلام فرمایا جنت کو اُس میں ہمیشہ کے لئے ہر آفت سے سلامتی میسر ہوگی اور یہ جو فرمایا رہنمائی کرتا ہے سیدھی راہ کی یعنی جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے (۲۵) جن لوگوں نے اچھے اور بھلے کام کئے ان کے لئے خوبی اور بھلی چیز ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے اور اُن کے چہروں پر نہ تو غم اور پریشانی کی سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت یہی لوگ جنتی اور اہلِ جنت ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے :: بھلے کام کرنیوالوں کے لئے بھلی چیز سے مراد جنت ہے۔ یعنی جنھوں نے عبادت اچھے طور پر ادا کی اُن کو اچھا بدلہ ملے گا اور فرمایا اس سے زیادہ بھی اس کے بہت سے معنی ہیں اور قول راجح یہ ہے کہ اس سے مراد دیدارِ الٰہی ہے۔ سیاہی سے مراد وہ پھٹکار اور ذلت و رسوائی جو اہلِ دوزخ کے چہروں سے نمایاں ہوگی۔ اس سے اُنکے چہرے محفوظ ہوں گے بلکہ اُن کے چہروں سے مسرت اور خوشی ٹپک رہی ہوگی (۲۶) اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں اور بُرے کام کئے تو برائی کا بدلہ اُسی برائی کی مثل ہوگا اور اُن پر ذلت و پھٹکار برستی ہوگی اور ذلت و نکبت چھائی ہوگی اُن کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اُن کے منہ ایسے سیاہ ہوں گے گویا اُن کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے ڈھانک دیئے گئے ہیں اور تاریک رات کے ٹکڑوں کو اُن کے چہروں پر چپکا دیا گیا ہے یہی لوگ اہلِ جہنم ہیں وہ اس جہنم میں ہمیشہ پڑے رہیں گے :: یعنی اہلِ کفر و شرک کے ساتھ یہ سلوک ہوگا۔ بدی کی سزا میں کوئی زیادتی نہ ہوگی جیسی بدی ویسی سزا۔ چہروں کی سیاہی کو تشبیہ اندھیری رات کے ٹکڑوں سے کیا خوب تشبیہ ہے گویا اندھیری رات کے ٹکڑے کاٹ کر چہرے پر چپکا دیئے گئے ہیں۔ (۲۷)

نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ

بھی قابل ذکر ہے جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے پھر ہم اُن سے جو شرک کے مرتکب ہوئے تھے

أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ

یہ فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے وہ خود ساختہ شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو پھر ہم اُن میں اور اُن کے تجویز کردہ شرکاء میں

مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا

تفرقہ ڈالدیں گے اور اُن کے وہ خود ساختہ شریک اُن سے کہیں گے کہ تم تو ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے اب ہمارے

وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ

اور تمہارے درمیان خدا ہی شاہد ہے کہ ہم واقعی تمہاری پوجا سے بالکل بے خبر تھے۔ اُس جگہ ہر شخص

تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ

اپنے اعمال کو جو وہ کر چکا ہے جانچ لیگا اور یہ سب لوگ اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے لوٹائے جائیں گے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ

اور جو افترا پردازیاں یہ کیا کرتے تھے وہ سب اُن سے گم ہو جائیں گی۔ آپ اُن سے دریافت کیجئے کہ تم کو

مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا وہ کون ہے جو تمہارے کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے

وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اور وہ کون ہے جو جان دار کو مُردے سے نکالتا ہے اور مُردے کو زندہ سے نکالتا ہے

الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا

اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو وہ بلا تامل جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہے تو آپ ان سے فرمایئے کہ

تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ

تم پھر اُس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ پس یہی اللہ تو تمہارا حقیقی رب ہے سو امر حق کے بعد سوائے

الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ

گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے پھر تم صحیح راہ سے کہاں پھرے جا رہے ہو۔ اے پیغمبر اسی طرح ان سرکشوں کے

اور وہ دن قابل ذکر ہے کہ جس دن ہم اُن کو جمع کریں گے پھر ہم اُن سے کہیں گے کہ جنہوں نے شرک کا ارتکاب کیا ہے اور جو مشرک ہیں کہ تم اور تمہارے وہ خود ساختہ شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو پھر ہم ان مشرکوں میں اور ان کے تجویز کردہ شرکار اور معبودان باطلہ میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالدیں گے اور وہ خود ساختہ شریک ان مشرکوں سے کہیں گے تم تو ہم کو نہیں پُوجا کرتے تھے اور تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے (۲۸) اب ہمارے تمہارے درمیان بس خدا ہی شاہد ہے کہ ہم واقعی تمہاری پرستش اور تمہاری پُوجا سے بالکل بے خبر تھے :: اس تفرق اور تزئیل کا یہ اثر ہوگا کہ آپس میں جھگڑا شروع ہو جائیگا اور یہ واقعہ بھی ہے کہ مشرکین کو شیاطین بہکاتے ہیں اور وہ مشرک اِن کے کہنے پر عمل کرتے ہیں تو درحقیقت شیاطین کی پوجا کیا کرتے ہیں ورنہ جن کا نام لیتے ہیں اُن کو کیا خبر؟ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام لیتے ہیں نیکوں کا۔ وے اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا ۱۲ (۲۹) اُس جگہ اور اُس وقت ہر شخص اپنے اُن اعمال کو اور اُن کاموں کو جانچ لیگا اور امتحان کرلے گا جو اُس نے کئے ہونگے اور تمام گزشتہ اعمال سامنے آجائیں گے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کیطرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے لوٹائے جائیں گے۔ اور جو افترا پردازیاں یہ کیا کرتے تھے وہ سب اُن سے گُم ہو جائیں گی اور غائب ہو جائیں گی :: یعنی اس موقعہ پر ہر شے کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی سب اعمال اچھے ہوں یا بُرے سامنے آجائیں گے اور جن کو سہارا سمجھتے تھے اور شفیع کہتے تھے وہی مخالفت میں بولیں گے اور سوائے اُس مالکِ حقیقی کے کوئی دوسرا ٹھکانا نہ ہوگا پھر ایسے وقت میں وہ دُنیا کی افترا پردازیاں، اور شرارتیں کہاں سے آئیں گی (۳۰) اے پیغمبر آپ اُن سے دریافت کیجئے کہ تم کو آسمان سے اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا وہ کون ہے جو تمہارے کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ وہ اللہ ہے تو آپ اُن سے فرما دیجئے کہ تم پھر اُس کے ساتھ شرک کرنے سے کیوں نہیں ڈرتے :: آسمان سے پانی برساتا ہے اُس کی وجہ سے زمین اُگاتی ہے کان اور آنکھیں جس کی چاہتا ہے لے لیتا ہے کوئی بہرا ہے کوئی اندھا جاندار کو مُردے سے جیسے انڈا جاندار سے نکلتا ہے اور باوجود مُردہ ہونے کے پھر اُس سے جاندار نکلتا ہے۔ دُنیا کے تمام اُمور کی تدبیر اُسی کے ہاتھ ہے چونکہ کفار کو بھی اس کا اقرار تھا اس لئے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیں گے آپ ان سے کہہ سکتے ہیں کہ جب سب کچھ وہی کرتا ہے تو تم اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے سے ڈرتے کیوں نہیں؟ (۳۱) پس یہی اللہ تعالیٰ تو تمہارا حقیقی اور سچا رب ہے پھر امرِ حق کے ثابت اور متحقق ہو جانے کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ گیا پھر حق کو چھوڑ کر گمراہی اور باطل کی طرف کہاں پھرے جاتے ہو :: یعنی امرِ حق ثابت ہو جانے کے بعد جو رہا وہ گمراہی ہے۔ اب امرِ حق سے مُنہ موڑ کر جدھر جاؤ گے وہ گمراہی اور بطلان کے سوا اور کیا ہے۔ (۳۲) اور اے پیغمبر جس طرح یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات تمام سرکش اور منکرین کے

ع ۱۰ / ۸ — ۲۲ / ۱

ن میں ثابت ہو کر رہی کہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو بات ازل میں طے کی تھی وہی پوری ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ازل میں اُن کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی اُن کی ۱۲ (۳۴) آپ ان سے دریافت کیجیے کیا تمہارے تجویز کردہ اور خود ساختہ شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پہلی بار بھی پیدا کرے اور پھر اُس کو قیامت میں دوبارا بھی پیدا کرے۔ اور دوسری مرتبہ بھی زندہ کردے آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہ ہی اس مخلوق کو دوبارا بھی پیدا کرے گا سو تم کہاں دینِ حق سے پھرے جاتے ہو ؛ یعنی جن کو تم نے

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾

حق میں آپ کے رب کی یہ بات ثابت ہو کر رہی کہ وہ کسی طرح بھی ایمان نہیں لائیں گے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

آپ اُن سے پوچھیے کیا تمہارے خود ساختہ شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی مخلوق کو پیدا کرے پھر اسکو مرنے کے بعد

قُلِ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾

دوبارہ زندہ کردے آپ کہدیجیے کہ اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ سو تم پھر کہاں الٹے پھرے جاتے ہو

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ

آپ اُن سے پوچھیے کیا تمہارے بنائے ہوئے شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو دینِ حق کا راستہ دکھا سکے۔ آپ کہدیجیے کہ

اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ

اللہ ہی امرِ حق کیجانب رہنمائی کرتا ہے تو کیا بھلا وہ شخص جو امرِ حق کیجانب رہنمائی کرتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ

يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ

اُس کی پیروی کیجائے یا وہ حقدار ہے جو بغیر کسی دوسرے کے راستہ بتائے خود بھی راستہ پاسکے تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا

تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ

تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ اور اُن میں کے اکثر لوگ تو محض گمان اور اٹکل کی پیروی کرتے ہیں۔ اور بلا شبہ امرِ حق کے مقابلہ میں

لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

گمان اور اٹکل کی باتیں ذرا بھی مفید نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اُن اعمال سے باخبر ہے

يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى

جو یہ کر رہے ہیں۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اُس کو خدا کے سوا کوئی اپنی طرف سے

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

بنا کر لاسکے بلکہ یہ تو اُن کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں

وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ قف

اور احکامِ شرعیہ کی تفصیل بیان کرنیوالا ہے اور اس قرآن میں شک کی گنجائش نہیں یہ اس کی طرف سے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے

خدا کا شریک ٹھیرا رکھا ہے خواہ وہ اصنام اور پتھر کے بُت ہوں یا جن اور ملائکہ وغیرہ ہوں کیا اُن میں سے کوئی ابتداءً زندگی بخشنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا اختیار رکھتا ہے اور اگر یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے تو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کدھر جاتے ہو (۳۴) اے پیغمبر آپ ان سے دریافت کیجیے کیا تمہارے بنائے ہوئے اور تجویز کردہ شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو امرِ حق اور دینِ حق کا راستہ دکھا سکے آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہی امرِ حق کی جانب رہنمائی کرتا ہے بھلا وہ جو امرِ حق کی جانب رہنمائی کرتا ہے وہ پیروی اور اتباع کا زیادہ حقدار ہے یا وہ ہے جو بدون کسی دوسرے کے راستہ بتائے خود بھی راستہ نہ پاسکے تو اے مشرکو ! تم کو کیا ہو گیا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو ؛ یعنی تمہارے شرکا میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو راہِ راست بتا سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ راہِ راست بتاتا ہے جیسا کہ پیغمبروں کو بھیجتا ہے کتابیں نازل کرتا ہے تو وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اُس کے کہنے پر چلا جائے نہ وہ جو خود ہی راستہ دکھانے اور بتانے کے محتاج ہیں کسی اور کو تو کیا راستہ دکھائیں گے مُراد اس سے جن اور شیاطین ہیں ورنہ بُت تو نہ راستہ بتانے کے اہل ہیں نہ راستہ دکھانے کے اور اگر مراد عام ہو تو مطلب ہو گا کہ راستہ بتانے کے اہل تو کیا ہوں گے اُن میں تو یہ صلاحیت بھی نہیں کہ ایک جگہ سے بغیر اُٹھائے اور بنائے کسی دوسری جگہ جا بھی سکیں جو محتاج ہو اُسکی عبادت کرنا یا اُس سے مانگنا بیکار ہے (۳۵) اور ان میں کے اکثر لوگ تو یقیناً محض گمان اور اٹکل اور بے اصل باتوں کی پیروی کرتے ہیں اور بلا شبہ امرِ حق اور یقین کے مقابلہ میں محض شک کچھ مفید نہیں ہو سکتا اور نہ یقین کے مقابلہ میں شک اور بے اصل باتیں کارآمد ہو سکتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً اُن اعمال سے باخبر ہے جو یہ کر رہے ہیں یعنی کہاں یقینی بات اور کہاں شک اور اٹکل کی باتیں ان دونوں میں کیا نسبت (۳۶) اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اس کو خدا کے سوا کوئی اور بنا کر اور گھڑ کر لاسکے لیکن یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور اپنے سے پہلے کلام کو سچا بتانے والا اور احکام شرعیہ ضروریہ کی تفصیل بیان کرنیوالا ہے اس قرآن میں شک کی گنجائش نہیں اور یہ اُس کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے ؛ یعنی یہ قرآن ایسا نہیں کہ اس کو کوئی بنا سکے اور غیر خدا سے صادر ہو اسکی فصاحت و بلاغت اور اس کا اعجاز اس بات کا مقتضی ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کا بنایا ہوا نہیں ہے اپنے سے اگلے کلام کی تصدیق کرنیوالا ہے یعنی پہلی کتابوں کو سچا بتاتا ہے یا جو اس قرآن کے اوصاف کتبِ سابقہ میں مذکور ہیں اُن کے موافق ہے جن سے اُن کتبِ سابقہ کی تصدیق ہوتی ہے اور جو باتیں تم پر لکھی گئی ہیں اور فرض کی گئی ہیں یعنی احکام شرعیہ ضروریہ اُن کی [illegible]

کیا باوجود اس کے بھی یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے اس قرآن کو بنا لیا اور گھڑ لیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے اگر یہ بات ہے کہ میں نے اسکو بنا لیا ہے تو تم بھی اس قرآن کی مثل ایک چھوٹی سی سورت ہی بنالاؤ۔
آخر تم بھی عربی زبان کے ماہر اور بڑے فصیح و بلیغ ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو اس کو بلا بھی لو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو (۳۸) بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس چیز کو جھٹلانے لگے جس کے
سمجھنے پر قابو نہ پاسکے اور جس کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی نہ کرسکے اور ابھی تکذیب کا مآل و انجام بھی ان کے سامنے نہیں آیا اسی طرح جو منکران سے پہلے گزرے ہیں انھوں نے بھی اسی طرح تکذیب کا طریقہ

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو بنا لیا ہے آپ کہدیجئے کہ اگر یہ بات ہے تو تم اس قرآن کی مثل ایک چھوٹی سی

مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾

سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو تم بلا سکتے ہو اُس کو بھی بلا لو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ

بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ اُس چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی

كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ

نہ کرسکے اور ابھی تک اُس کی تکذیب کا مآل و انجام بھی اُن کے سامنے نہیں آیا اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں

عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن

وہ بھی تکذیب کرچکے ہیں۔ سو اے پیغمبر آپ دیکھ لیجئے ان کافروں کا کیسا انجام ہوا اور انہیں سے بعض ایسے ہیں جو آیندہ قرآن

لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِن كَذَّبُوكَ

پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ان میں ایسے ہیں جو اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپکا رب ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اے پیغمبر اگر یہ

فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا

آپکی تکذیب کرتے رہیں تو آپ ان سے کہدیجئے کہ میرا عمل میرے لئے اور تمہارا کرنا تمہارے لئے۔ میں جو کچھ

أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ

کرتا ہوں اسکے تم جوابدہ نہیں ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو اسکا میں ذمہ دار نہیں ہوں اور انہیں سے بعض ایسے ہیں جو آپکا کلام خوب

إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَ

کان لگا کر سنتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں خواہ وہ سمجھ بھی نہ رکھتے ہوں۔ اور

مِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا

کچھ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ تو کیا بھلا آپ اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں گو

لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ

وہ بصیرت بھی نہ رکھتے ہوں۔ یقیناً اللہ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود ہی

اختیار کیا تھا جس طرح یہ کررہے ہیں لہٰذا اے پیغمبر آپ دیکھ لیجئے اُن ظالموں کا انجام کیسا ہوا ۞ یعنی مطالب قرآنی اور مفاہیم قرآنی پر غور نہیں کرتے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور جب قرآن کے مطالب و مفاہیم پر قابو نہیں پاسکتے تو جھٹلانا شروع کردیتے ہیں۔ یہ لوگ اُن مواعید کا انتظار کررہے ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں۔ وہ انجام ابھی ان کے سامنے نہیں آیا اس لئے جھٹلانا شروع کردیا بہرحال ہر زمانے کے کفار کی جو ذہنیت رہی ہے وہی ان کی بھی ہے اور جو اُن ظالموں کا حشر ہوا وہی ان کا بھی ہونیوالا ہے خواہ سب کا نہ ہو کیونکہ بعض ایمان بھی لے آئیں گے جیسا کہ آگے کی آیت میں ارشاد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ظاہر نہیں ہوا ۞ خلاصہ یہ کہ مفسرین نے تاویل کے کئی معنے کئے ہیں انکی رعایت رکھی گئی ہے (۳۹) اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آئندہ قرآن پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کا رب اُن شریر اور فساد کرنیوالوں کو خوب جانتا ہے (۴۰) اور اے پیغمبر اگر باوجود ان دلائل کے بھی یہ آپکی تکذیب کرتے رہیں تو آپ ان سے فرمادیجئے کہ میرا عمل میرے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں میں جو کچھ کررہا ہوں اس کے تم جوابدہ نہیں ہو اور تم جو کرتے ہو اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر میں جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار رہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے تو ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح ۱۲ (۴۱) اور اس میں سے بعض وہ ہیں جو بظاہر آپ کی جانب خوب کان لگا کر بیٹھتے ہیں اور آپ کا کلام خوب کان لگا کر سنتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں اگرچہ وہ کچھ بوجھ نہ رکھتے ہوں ۞ یعنی حق کے قبول کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو اُن کا سننا ایسا ہی ہے جیسے کسی بہرے کو آپ سنا رہے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ بہرہ بھی بے عقل ہو اگر عقل ہوتی تو قرینے اور قیاس سے ہی کچھ سمجھ لیتا (۴۲) اور کچھ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو آپ کو بظاہر دیکھ رہے ہیں تو کیا بھلا آپ اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں گو وہ بصیرت بھی نہ رکھتے ہوں ۞ یعنی طلب حق کا ارادہ نہیں تو خالی دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا کسی طرف منہ کرکے بیٹھا ہو۔ پھر مزید برآں یہ کہ بصیرت بھی نہ ہو۔ اور بہرے کے بھی اندھے

ہوں تو ایسے لوگوں کو راہ مستقیم آپ کیوں کر دکھا سکتے ہیں خلاصہ یہ کہ بہروں کو بوجھ نہیں اور اندھوں کو سوجھ نہیں پھر کام چلے تو کیسے چلے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ رکھتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کردیں جیسا بعضوں پر ہوگیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ کسی کی زندگی کو بغور مطالعہ کرتے رہنا اور کسی کی باتیں اور کلام کو کان لگا کر سننا جب ہی مفید ہوسکتا ہے جب کہ طلب حق کا ارادہ بھی ہو (۴۳) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذرا بھی ظلم اور زیادتی نہیں کرتا لیکن خود ہی لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ۞ یعنی اللہ تعالیٰ کسی میں قابلیت اور

صلاحیت ہدایت قبول کرنے کی نہ رکھے پھر مواخذہ کرے یہ بات نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دیتا سو اُن کی تقصیر ہے کہ دل صاف کر کے نہیں سنتے ۱۲ (۴۴) اور اے پیغمبر ان کو وہ دن یاد دلایئے جس دن اللہ تعالیٰ اُن کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ دنیا میں یا برزخ میں گویا پورے دن میں سے ایک گھڑی بھر ٹھیرے ہوں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے بلاشبہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ اس دن بڑے خسارے اور نقصان میں رہیں گے اور وہ دُنیا میں بھی راہ یافتہ نہ تھے ؛ قیامت کا دن چونکہ بہت بڑا اور سخت ہولناک ہوگا اس لئے دنیا میں رہنے یا قبر میں رہنے کی مدت کو کم سمجھیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قبر میں رہنا اُس دن ایک گھڑی بھر معلوم ہوگا (۴۵) اور جو وعدہ عذاب ہم ان سے کر رہے ہیں خواہ ان میں سے بعض کا وقوع آپ کو دکھادیں اور آپ اپنی زندگی میں اُن کو جتلائے عذاب دیکھ لیں یا اس عذاب کے وقوع سے قبل آپکی عمر پوری کر دیں۔ بہرحال اُن کو ہماری طرف واپس آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اُن سب اعمال کی اطلاع ہے جو وہ کر رہے ہیں ؛ یعنی ہم نے اُن سے جو وعدے عذاب کے یا غلبۂ اسلام کے کئے ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ سب آپ کی زندگی ہی میں پورے ہو جائیں ہو سکتا ہے کہ بعض اُن میں سے آپ کی زندگی میں پورے ہو جائیں کچھ آپ کی وفات کے بعد پورے ہوں اور قیامت میں تو ہمارے روبرو پیش ہونا ہی ہے وہاں تو وعدۂ عذاب پورا ہونا ہی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی غلبۂ اسلام حضرتؐ کے روبرو ہوا اور باقی اُن کے خلیفوں سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اسلام کا غلبہ آپکی زندگی میں شروع ہو گیا اور اُس کی تکمیل خلفائے راشدین کے عہد میں ہوئی اور پھر اس کا سلسلہ چلتا ہی رہا۔ یہاں تک کہ ساتویں صدی ہجری میں ضعف شروع ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۰ (۴۶) اور ہر قوم کے لئے اور ہر اُمت کے لئے ایک حکم پہونچانے والا ہوتا ہے پھر جب اُن کا رسول اُن کی طرف آجاتا ہے اور وہ احکام پہنچا دیتا ہے تو اُن کا فیصلہ انصاف کیساتھ کر دیا جاتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا ؛ یعنی جب احکام کی اطلاع رسول کی معرفت دیدی جاتی ہے پھر جو نہیں مانتا وہ ابدی عذاب میں مبتلا ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عمل آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے سے سزا لگتی ہے ۱۲ (۴۷) اور دینِ حق کے منکر یوں کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدۂ عذاب کب پورا ہوگا (۴۸) آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنے لئے بھی کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔ ہاں! ہر قوم اور اُمت کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب اُن کا وہ وقت مقرر آجاتا ہے تو اُس وقت سے نہ گھڑی بھر پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ اُس وقت سے آگے بڑھ سکتے ہیں ؛ یعنی مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ مجھے تو اپنے ہی امور میں اختیار حاصل نہیں مگر جو اللہ چاہے تو تمہارے عذاب کے وقت کا مجھے اختیار کب ہے جو میں بتاؤں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر ایک اُمت کا ایک وقت معین ہے جب وہ وقت آجائیگا تو کسی کو اُس سے آگے یا پیچھے ہٹنے کی مجال نہ ہوگی (۴۹) آپ ان سے کہئے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر خدا کا عذاب تم پر رات میں یا دن میں کسی وقت آواقع ہو تو وہ عذاب آخر کیا چیز ہے جس کی یہ گنہگار جلدی مچا رہے ہیں ؛ یعنی عذاب تو آخر عذاب ہے وہ کوئی جلدی طلب کرنے کی چیز تو نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بچاؤ نہ کر سکو گے پھر پوچھنے کا کیا فائدہ ۱۲ (۵۰)

النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ

اپنے پر ظلم کرتے ہیں اور وہ دن بھی قابلِ ذکر ہے جس دن خدا اُن کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ اُن کو

يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ

ایسا معلوم ہوگا گویا وہ پورے دن میں سے ایک گھڑی بھر ٹھیرے ہوں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا

پہچانیں گے بھی بلاشبہ جن لوگوں نے خدا کی پیشی میں حاضر ہونے کی تکذیب کی وہ اسدن بڑے خسارہ میں رہے اور وہ

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا

راہ یافتہ نہ تھے اور جو وعدے ہم ان سے کر رہے ہیں خواہ انہیں سے بعض کا وقوع ہم آپکو دکھا دیں یا انکے وقوع سے قبل آپکی عمر پوری

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ

کر دیں بہرحال اُنکو ہماری ہی طرف واپس آنا ہے اور اللہ کو ان سب افعال کی اطلاع ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور ہر قوم کے لئے

رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ

ایک حکم پہونچانیوالا ہوتا ہے پھر جب اُن کا رسول اُن کی طرف آچکتا ہے تو ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کر دیا جاتا ہے

هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور کافر یوں کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ عذاب کا وعدہ کب

صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ

پورا ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنے لئے بھی کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے

اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

ہاں ہر قوم کیلئے ایک وقت مقرر ہے جب انکا وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو اسوقت سے نہ گھڑی بھر پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ

اسوقت سے آگے بڑھ سکتے ہیں آپ اُن سے پوچھئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر خدا کا

عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾

عذاب تم پر رات میں یا دن میں کسی وقت آنازل ہو تو وہ عذاب آخر ایسی کیا چیز ہے جس کی گنہگار جلدی مچا رہے ہیں

تو کیا پھر اُس وقت جس وقت وہ عذاب آنازل ہوگا اور تم پر آپڑے گا تو کیا اُس وقت اسپر ایمان لاؤ گے اُس وقت کہا جائیگا اب اس کی تصدیق کرتے ہو اور اس عذاب پر ایمان لاتے ہو حالانکہ تم ہی اس عذاب کی جلدی کیا کرتے تھے ؛ یعنی جو وقت عذاب کی تصدیق کا ہے اور اُس وقت تصدیق نافع بھی ہے تو ایمان نہیں لاتے جس وقت عذاب آجائیگا اُس وقت ایمان لانا مفید اور نافع نہ ہوگا تو تم ایمان لاؤ گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا کب قبول ہوگا اس واسطے پوچھو تو بھی عبث (۵۱) پھر اُن لوگوں سے جو ظلم اور شرک کے مرتکب ہوئے ہیں کہا جائیگا کہ اب عذاب دائمی کا مزہ چکھو تم کو بدلا نہ دیا جائے گا مگر اُسی کمائی کا جو تم کمایا کرتے تھے ؛ یعنی دُنیوی عذابؔ کی تباہی کیساتھ اُخروی عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائیگا جو دائمی ہوگا (۵۲) اور بڑے تعجب کیساتھ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا تو جو کچھ کہتا ہے وہ واقعی حق اور سچ بات ہے آپ فرما دیجئے ہاں! میرے رب کی قسم وہ ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے اور تم کسی طرح خدا کو تھکانے اور عاجز کرنے والے نہیں ہو ؛ یعنی عذاب یا قرآن یا اسلام غرض جو باتیں آپ کہتے اور بتاتے ہیں وہ سب امُور واقعیہ ہیں یا کسی اور مصلحت سے آپ کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے (۵۳) اور اگر ہر اُس شخص کے پاس جو ظلم اور کفر و شرک کا مرتکب ہوا تھا روئے زمین کا تمام مال بھی ہو اور ہر ظلم کرنیوالے انسان کے قبضہ میں اتنا مال ہو کہ اُس سے تمام زمین بھر جائے تو بھی وہ ضرور اس مال کو اپنے فدیہ میں دے ڈالے اور اپنی جان بچائے اور جب یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو دل ہی دل میں اپنی ندامت و پشیمانی کو چھپائیں گے اور ان کا فیصلہ حق و انصاف کیساتھ کر دیا جائے گا اور اُن پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا ؛ یعنی جس عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اُس کی شدت کا یہ حال ہے کہ جب اُس عذاب میں مبتلا ہوں گے تو اس وقت اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے کسی کافر کے پاس روئے زمین کی دولت بھی ہو تب بھی وہ اُس کو فدیہ دیکر اپنی جان کو اُس عذاب سے چھڑا لے اور جب یہ لوگ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو مزید فضیحت و رسوائی کے خوف سے اپنی شرمندگی کو چھپانے کی کوشش کریں گے جو بے سود ہوگی۔ کیونکہ وہ شرمندگی اور پشیمانی ضبط نہ ہو سکے گی (۵۴) یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی مِلک ہیں اور سُن رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی یقین نہیں کرتے آسمان وزمین کی ہر چیز کا وہی مالک اور اسی کا وعدہ برحق ہے اسی میں وعدۂ عذاب بھی ہے (۵۵) وہی زندگی بخشتا ہے وہی موت دیتا اور جان نکالتا ہے اور تم سب اُسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے (۵۶) اے انسانو! تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو بُرے کاموں سے بچنے کے لئے نصیحت ہے اور قلبی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ اور ایمان والوں کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے ؛ یعنے نصیحت ہے کہ بُرے اعمال سے بچیں اور بُرے کاموں کی وجہ سے جو قلب میں بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اس کے لئے شفاء اور نیک کاموں کی خواہش رکھنے والے اہلِ ایمان کے واسطے رہنمائی کرنے والی ہے اور جو لوگ نیک اعمال کرتے ہیں اُن کے لئے موجبِ رحمت اور ذریعہ ثواب ہے مُراد اس چیز سے قرآن ہے (۵۷)

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾

تو کیا پھر جس وقت وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو اس وقت اُسپر ایمان لاؤ گے اُس وقت کہا جائیگا اب اسپر ایمان لاتے ہو حالانکہ تم ہی اس عذاب

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ

کی جلدی کیا کرتے تھے۔ پھر ظالموں سے کہا جائیگا کہ اب عذاب دائمی کا مزہ چکھو۔ تم کو بدلا نہ دیا جائے گا

إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ

مگر اُسی کمائی کا جو تم کمایا کرتے تھے۔ اور یہ کافر آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ جو کچھ تو کہتا ہے کیا وہ واقعی حق بات ہے۔ آپ

إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ

کہدیجئے ہاں میرے رب کی قسم وہ ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہر ظلم کرنیوالے

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا

انسان کے قبضے میں اُس دن روئے زمین کا تمام مال بھی ہو تو ضرور وہ اس سب مال کو اپنے فدیہ میں دیڈالے اور جب یہ لوگ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ

عذاب کو دیکھیں گے تو دل ہی دل میں ہی ندامت و پشیمانی کو چھپائیں گے اور اُن کے درمیان حق و انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ

اور اُن پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا جائے گا۔ آگاہ رہو جو کچھ آسمانوں میں اور

الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کی مِلک ہے اور سُن رکھو کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ

يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

یقین نہیں کرتے۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَ

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت اور قلبی امراض کیلئے شفاء اور

شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾

ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ع ۵ ۱۴ ۱۰

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ
اے پیغمبر آپ فرما دیجیے کہ لوگوں کو اللہ کے اس فضل اور مہربانی یعنی نزول قرآن پر خوش ہونا چاہیے: یہ قرآن
خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ
ان چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جو چیزیں یہ لوگ جمع کیا کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے بھلا دیکھو تو سہی اللہ نے جو روزی تمہارے لئے
مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ
نازل کی تھی تم نے اُس میں سے بعض چیزوں کو حرام اور بعض کو حلال قرار دے لیا ہے آپ دریافت کیجیے کیا خدا نے
اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ
تم کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے یا تم خدا پر صرف بہتان باندھتے ہو۔ اور جو لوگ خدا پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں
يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
وہ قیامت کے دن کو کیا سمجھے ہوئے ہیں۔ یقین جانو کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر لوگ فضل خداوندی کی
يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ
قدر نہیں کرتے۔ اور اے پیغمبر آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ اُن احوال کے آپ کہیں سے
مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ
قرآن پڑھتے ہوں اور تم لوگ جو کام بھی کرتے ہو بہرحال ہم برابر تم پر مطلع اور نگہبان
شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ
ہوتے ہیں جب تم اُس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے پروردگار کے علم سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ زمین میں
مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ
پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ ذرہ کی مقدار سے کوئی چیز چھوٹی ہے اور نہ اُس سے
اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾
بڑی ہے مگر یہ کہ وہ سب کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے

اے پیغمبر آپ فرما دیجیے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اُس فضل اور اُس کی اس مہربانی پر خوش ہونا چاہیے، یہ قرآن دنیا کی اُن چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جس کو یہ جمع کیا کرتے ہیں: یعنی دنیا بھی فانی اور اس کا نفع بھی فانی اور قرآن کی برکات اور اُس کے منافع ہمیشہ باقی۔ پھر ایسے انعام پر خوشی کا اظہار کرنا ہی چاہیے (٥٨) اے پیغمبر آپ ان سے فرمایئے بھلا دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ نے جو روزی تمہارے لئے نازل فرمائی اور جو رزق اُس نے تمہارے فائدہ کے لئے اُتارا تھا تم نے اُس میں سے کچھ حصے کو حلال اور کچھ حصے کو حرام تجویز کر لیا ہے اور قرار دیدیا ہے آپ ان سے دریافت کیجیے کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے یا تم محض اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہو اور اس پر افترا کرتے ہو: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں عطا فرمائیں تھیں انتفاع کے لئے تم نے اُن میں سے بعض کو حلال بعض کو حرام قرار دے لیا۔ خدا کی پیدا کردہ چیزوں میں حرام وحلال کرنا خدا ہی کے حکم سے ہو سکتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ کا حکم دکھلاؤ اور اگر نہیں ہے تو یہ کہو کہ اللہ پر افترا کیا ہے (٥٩) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں وہ قیامت کے دن کی نسبت کیا گمان رکھتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل وانعام ہے لیکن اکثر لوگ فضل خداوندی کے ناسپاس ہیں: یوم قیامت کو کیا سمجھ رہے ہیں یعنی یہ دن واقع نہیں ہوگا یا واقع ہوگا تو ہم سے اُس دن کچھ پوچھ گچھ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی اُس کے اپنی مخلوق پر بے شمار احسان ہیں گنہگار کو فوری نہیں پکڑتا۔ عام طور سے توبہ کا موقعہ دیتا ہے۔ (٦٠) اور اے پیغمبر آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ اُن احوال کے خواہ آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم لوگ جو بھی کام کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے اور ہم بہرحال تم پر مطلع اور نگہبان ہوتے ہیں جب تم اُس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے پروردگار کے علم سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز ذرے کی مقدار سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز مقدار میں ذرہ سے بڑی ہے مگر یہ کہ وہ سب کھلی کتاب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے: یعنی اے پیغمبر آپ کوئی کام بھی کریں یا آپ کے حالات کچھ بھی ہوں خواہ آپ قرآن پڑھتے ہوں اور یہی حالت تم سب لوگوں کی ہے کہ تم جو کام کرتے ہو تو ہم اُس پر حاضر اور نگراں ہوتے ہیں اور جب سے تم اُس کام کو شروع کرتے ہو تو وہ کام شروع بھی ہماری نگرانی میں کرتے ہو غرض کوئی چیز بھی اُن کے احاطۂ علمی سے باہر نہیں ہے (٦١)

ع ٦ ١١

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

سُن رکھو جو لوگ خدا کے دوست ہیں اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے۔ اُن کے لیے دنیا کی

ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَـٰتِ ٱللَّهِ ۚ

زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت و خوش خبری ہے اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔

ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ

یہ بشارت ہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور اے پیغمبر ان کافروں کی باتیں آپکو آزردہ خاطر نہ کریں

إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَآ إِنَّ

کیوں کہ ہر قسم کا غلبہ اللہ ہی کو حاصل ہے وہی سب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ آگاہ رہو

لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ

جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کی ہے

ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ

اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسرے خانہ ساز شرکا کی عبادت کرتے ہیں آخر یہ کس چیز کی پیروی کر رہے ہیں

إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ

کچھ نہیں لوگ محض چند بے بنیاد خیالات کی پیروی کر رہے ہیں اور یہ صرف اٹکل سے تکینے لگایا کرتے ہیں' وہ خدا ہی کی ذات

لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِى

تو ہے جسنے تمہارے لئے رات بنائی۔ تاکہ تم اُسمیں آرام کرو اور تمہارے لئے دن کو روشن اور دکھانیوالا بنایا۔ بیشک اس

ذَٰلِكَ لَءَايَـٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ

رات دن کے بنانے میں ان لوگوں کے لئے بڑے دلائل ہیں۔ جو سننے کی صلاحیت رکھتے ہیں مشرک کہتے ہیں کہ خدا

وَلَدًا ۗ سُبْحَـٰنَهُۥ ۖ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ۖ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى

اولاد رکھتا ہے' وہ تمام عیوب سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے جو کچھ آسمانوں میں اور

یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے :: یعنی نہ کسی حادثہ کا خوف و اندیشہ اور نہ کسی مقصد کے فوت ہوجانے کا غم (٦٢) یہ خدا کے دوست وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے پرہیز کرتے رہے :: یعنی اہلِ ایمان بھی اور اہلِ تقویٰ بھی' ایسے ہی لوگ خدا کے دوست کہلاتے ہیں (٦٣) ان ہی لوگوں کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت و خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں اور نہ اُس کے وعدوں میں کوئی فرق ہوا کرتا ہے۔ یہ بشارت ہی تو بہت بڑی کامیابی ہے :: بشارت یعنی اُن کو کوئی اندیشہ و خوف اور نہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم۔ اللہ کی باتیں یعنی اُسکے وعدوں میں کوئی تبدیلی یا فرق نہیں ہوتا (٦٤) اور اے پیغمبر ان منکرین دینِ حق کی باتیں آپکو آزردہ خاطر نہ کریں اور آپ کو غم میں نہ ڈالیں کیونکہ ہر قسم کا غلبہ اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے :: یعنی اُس کو علم بھی ہے سُنتا بھی ہے اور قدرت بھی ہے اس لئے آپ کو ایسے زبردست حامی کی موجودگی میں فکر نہیں ہونا چاہئے (٦٥) یاد رکھو جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے وہ سب اللہ کی مملوک ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے خود ساختہ اور خانہ ساز شرکا کی بندگی کر رہے ہیں آخر یہ کس کی اتباع اور پیروی کر رہے ہیں کچھ نہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں یہ لوگ محض چند بے بنیاد خیالات کی پیروی اور اتباع کر رہے ہیں اور یہ محض قیاسی اور اٹکل کی باتیں کیا کرتے ہیں :: یعنی جنات انسان اور فرشتے سب اسکی مملوک ہیں ہو سکتا ہے کہ مَن بمعنی مَا ہو اور تمام مخلوق مُراد ہو! اور جب سب چیز اللہ کی مملوک ہے پھر مالک کی موجودگی میں مملوک کی بندگی پر کیا دلیل ہو سکتی ہے: محض بے اصل اور بے سند باتوں کے اور قیاسی باتوں کی پیروی کے اور اُن کے پاس کیا رکھا ہے۔ (٦٦) وہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام و چین حاصل کرو اور تمہارے لئے دن کو روشن اور دیکھنے بھالنے کا ذریعہ بنایا بے شک اس رات دن کے بنانے میں ان لوگوں کے لئے بڑے دلائلِ توحید ہیں جو ان مضامین کو سُننے کی صلاحیت رکھتے اور پورے تدبر کیساتھ سُنتے ہیں (٦٧) مشرک یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے وہ تمام عیوب سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کی ملک ہے اور سب اُس کے مملوک ہیں اس بیجا دعوے پر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے کیا تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کو تم نہیں جانتے :: اولاد احتیاج کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے اگر اولاد مجانس ہو تو مجانست کا باطل ہونا ظاہر ہو چکا'

اور اگر اولاد غیر مجانس اور ناجنس ہو تو یہ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ جو کچھ ہے وہ مملوک ہے اولاد برابر کی ہوتی ہے پھر اس لغو دعوے پر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ پر

الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اس غلط دعوے پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تم اللہ کے ذمہ ایسی بات

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ

کیوں لگاتے ہو جس کو تم نہیں جانتے۔ آپ کہہ دیجئے جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا

لگاتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں اُن کے لئے تھوڑا سا عیش ہے

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ

آخر کار ہمارے ہی پاس ان کو لوٹنا ہے پھر ہم اس کفر کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے ان کو سخت

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ

عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور آپ ان کو نوحؑ کا واقعہ پڑھ کر سنائیے جب

قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي

اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر میرا یہاں رہنا اور احکام الٰہی سنا کر میرا

وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ

نصیحت کرنا تم پر شاق اور ناگوار گزرتا ہے تو ہوا کرے میں نے خدا ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے

فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

سو اب تم اپنی کوئی تدبیر اپنے شرکاء سے مل کر پختہ طور پر طے کر لو پھر وہ تمہاری

أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿٧١﴾

مقررہ تجویز تم پر مخفی نہ رہے پھر جو کچھ میرے ساتھ کرنا ہو وہ کر گزرو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ

پھر اس پر بھی اگر تم اعراض ہی کرتے رہو تو تم جانتے ہو کہ میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو طلب نہیں کیا

إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾

میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو تو یہ حکم کیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے رہوں

ایسی افترا پردازی اور بہتان طرازی کیوں کرتے ہو جس کا تم کو علم بھی نہیں۔ (۶۸) آپ ان سے کہہ دیجئے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے اور کبھی کامیاب نہیں ہوں گے (۶۹) دنیا میں اُن کے لئے تھوڑا سا چند روزہ عیش ہے پھر اُن کو ہمارے ہی پاس آنا اور ہماری ہی طرف لوٹنا ہے پھر ہم اُس کفر کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے اُن کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ﴿ یعنی دُنیا میں چند روزہ فائدہ اور عیش اٹھالیں پھر مرنے کے بعد اُن کا مرجع ہماری طرف ہے اور پھر ہم اُن کو سخت سزا دیں گے (۷۰) اور اے پیغمبر آپ اِن کو نوح (علیہ السلام) کا واقعہ پڑھ کر سنائیے جو اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر میرا یہاں رہنا اور احکام الٰہی سنا کر میرا نصیحت کرنا تم پر شاق اور گراں گزرتا ہے تو ہوا کرے میں نے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ اور توکل کر رکھا ہے سو اب تم مجھے نقصان پہنچانے کی اپنی کوئی تدبیر اپنے شرکاء سے مل کر پختہ طور پر طے کر لو پھر وہ تمہاری مقررہ تدبیر اور تجویز تم پر مخفی اور مشتبہ نہ رہے پھر جو کچھ میرے ساتھ کرنا ہے وہ کر گزرو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو ﴿ یعنی میرا قیام اور میری تبلیغ تم کو گراں ہے تو ہو مجھے تو اپنا کام کرنا ہے اور کوئی بات تمہارے خوف سے یا ڈر سے ترک کرنے والا نہیں ہوں کیونکہ میں نے تو ہمیشہ سے خدا پر توکل کر رکھا ہے تم مجھے نقصان پہونچانا چاہتے ہو تو اپنے رفقاء کار بلکہ بتوں وغیرہ کو جمع کر کے باہمی مشورے سے کوئی پختہ تدبیر کر لو اور وہ تدبیر جو کچھ ہو علانیہ ہو کوئی پوشیدہ بات نہ ہو پھر جو کچھ کرنا ہو وہ کر دو اور مجھ کو ڈھیل اور مہلت نہ دو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سمجھانے سے بُرا مانتے ہو تو جو کر سکو میرا کر لو (۷۱) پھر اس پر بھی اگر تم رو گردانی اور اعراض ہی کرتے رہو تو تم جانتے ہو کہ میں نے تم سے کوئی مزدوری اور معاوضہ تو طلب نہیں کیا میرا معاوضہ تو بس اللہ کے ذمہ ہے اور مجھ کو تو یہ حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں اور فرماں برداروں میں رہوں ﴿ مجھ کو خوف ہے نہ تم سے کوئی طمع اور لالچ ہے مجھ کو تبلیغ کا حکم ہے میں اُس کی تعمیل کر رہا ہوں۔

ع ۱۲

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ

اس پر بھی اُن کی قوم اُن کی تکذیب کرتی رہی پھر ہم نے نوحؑ کو اور جو اُسکے ہمراہ کشتی میں سوار تھے انکو طوفان سے

خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَانْظُرْ

نجات دی اور ان طوفان سے بجات پانیوالوں کو جانشین کیا اور جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اُن سب کو غرق کر دیا اے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ

مخاطب عبرت کی نگاہ سے دیکھ جنکو ڈرایا جا چکا تھا۔ اُن کا انجام کیسا ہوا۔ پھر نوحؑ کے بعد ہم نے اور رسولوں کو

بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا

اُن کی اپنی اپنی قوموں کی طرف بھیجا سو یہ رسول ان قوموں کے پاس واضح دلائل لیکر آئے مگر باوجود

كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ط كَذٰلِكَ نَطْبَعُ

اسکے اُن لوگوں نے اُس چیز کو جسکی وہ ابتداءً تکذیب کر چکے تھے مان کر ہی نہ دیا ہم اسی طرح ان لوگوں کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

مہر کر دیا کرتے ہیں جو حد سے تجاوز کرنیوالے ہیں۔ پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے

مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا

موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اُس کے رؤسا کی طرف بھیجا

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا

مگر اُنھوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ جرم کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ پھر جب

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ

اُن کے پاس ہماری طرف سے صحیح دلیل پہونچی تو وہ کہنے لگے یقیناً یہ تو کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ط

جادو ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کیا تم اس صحیح دلیل کے متعلق جبکہ وہ تمہارے پاس آئی

اَسِحْرٌ هٰذَا ط وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

ایسی بات کہتے ہو کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کبھی فلاح نہیں پاتے۔ اُنھوں نے جواب دیا کیا تو

اس معقول نصیحت کے باوجود اُن کی قوم اُن کو جھٹلاتی
اعلان کی برابر تکذیب کرتی رہی اس پر طوفان کا عذاب
آیا اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور جو اُسکے ہمراہ
کشتی میں تھے اُن کو طوفان سے نجات دی اور ان طوفان
سے نجات پانیوالوں کو جانشین کیا اور ان کو آباد کیا
اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اُن
سبکو غرق کر دیا۔ لہٰذا اے مخاطب چشم عبرت سے دیکھ جنکو
ڈرایا جا چکا تھا اُن کا انجام کیسا ہوا یعنی کیسا بُرا انجام
ہوا۔ (٧٣) پھر نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور رسولوں
کو اُن کی اپنی اپنی قوم کیطرف بھیجا سو وہ رسول اُنکے
پاس معجزات اور واضح دلائل لیکر آئے مگر باوجود اسکے
اُن کی کیفیت یہ تھی کہ اُنھوں نے اس چیز کو جس کی وہ شروع
میں تکذیب کر چکے تھے اور پہلے ہی جسکو جھوٹا بتا چکے تھے
آخر تک مان کر ہی نہ دیا اور آخر وقت تک اُس چیز کو مانا
ہی نہیں جس طرح یہ لوگ سنگدل تھے اسی طرح ہم ان
لوگوں کے دلوں پر مُہر کر دیا کرتے ہیں جو حد سے گزر جانے
والے ہیں :: یعنی بڑے ضدی اور ہٹی تھے چونکہ پہلی مرتبہ
پیغمبروں کی تعلیم کو جھوٹا کہہ چکے تھے اسلئے آخر وقت
تک اسی پر اڑے رہے اور اپنی جگہ سے سرکے نہیں (٧٤)
پھر ان رسولوں کے بعد ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اپنے
معجزات اور دلائل دیکر فرعون اور اُس کے رؤسا کی
طرف بھیجا۔ پس فرعون اور اُس کے رؤسا نے تصدیق
کرنے سے تکبر کیا اور وہ لوگ ارتکاب جرائم کے خوگر ہو چکے
تھے اور عادی بن گئے تھے :: یعنی نوحؑ کے بعد بہت سے
پیغمبر آتے رہے اور ان پیغمبروں کے بعد حضرت موسیٰؑ
اور ہارونؑ کو بھیجا گیا لیکن فرعونیوں نے بجائے قبول کرنے
کے تکبر کا اظہار کیا اور دونوں بھائیوں کو اپنی رعایا
سمجھ کر اُن پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اور اُن کے
معجزات کو جادو بتایا۔ (٧٥) پھر جب اُن کے پاس
ہماری طرف سے صحیح دلیل اور سچی بات پہونچی تو وہ کہنے
لگے یہ تو یقیناً صریح اور کھلا ہوا جادو ہے :: یعنی عصا
اور ید بیضا کا معجزہ دیکھ کر جادو بتانے لگے (٧٦)
موسیٰؑ نے کہا کیا تم اس صحیح دلیل اور سچی بات کے
متعلق جب وہ تمہارے پاس آئی ایسی بات کہتے ہو
کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے ::
یعنی جادوگر اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو خوارقات
نہیں دکھا سکتا یہ پیغمبر ہی کا کام ہے کہ دعویٰ نبوت
کیسا تھ۔ اُس کے ہاتھ سے خوارقات کا بھی صدور
ہوتا ہے (٧٧) اُنھوں نے جواب دیا کہ کیا تو ہمارے

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ
ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ جس طریقہ پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے تو اُس طریقہ سے ہم کو ہٹادے اور تم دونوں بھائیوں کو اس

فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ملک میں سرداری مل جائے اور ہم تم دونوں پر ایمان لانیوالے نہیں ہیں۔ اور فرعون نے کہا کہ

ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ
ہر ماہر اور ہوشیار جادوگر کو میرے سامنے حاضر کرو۔ پھر جب وہ جادوگر آگئے تو موسیٰؑ نے اُن سے

لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ
کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے وہ ڈالو سو جب اُن جادوگروں نے اُس کو ڈال دیا تو موسیٰؑ نے کہا

مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ
جو کچھ تم لائے ہو یہی ہے جادو یقین جانو کہ خدا اس کو ابھی درہم برہم کر دے گا۔ بے شک

اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ
اللہ تعالیٰ شریروں کے کام کو بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے حق کو حق ہی

بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا
کر دکھائے گا خواہ مجرم کتنا ہی بُرا مانا کریں۔ پاس ہمہ حضرت موسیٰؑ پر سوائے ان کی قوم کے

ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ
چند نوجوانوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا اور وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون انکو

يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ
کسی بلا میں اور مصیبت میں مبتلا نہ کردے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون اس ملک میں غلبہ والا تھا۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ

لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ
حد سے آگے نکل جانیوالوں میں سے تھا۔ اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر

آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾
ایمان لائے ہو تو اُسی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ تم صحیح فرماں بردار ہو

پاس اسلئے آیا ہے کہ جس طریقہ پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے اور اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اُس طریقہ سے ہم کو ہٹادے اور تم دونوں بھائیوں کو اس ملک کی ریاست اور سرداری مل جائے اور ہم تم دونوں کو ماننے والے اور ایمان لانیوالے نہیں ہیں ÷ یعنی جو ہمارے بڑے کرتے رہے ہیں اور جان کی دیکھا دیکھی ہم بھی کر رہے ہیں تو اُس سے ہم کو برگشتہ کرنا چاہتا ہے اور اس ملک میں انقلاب پیدا کر کے چاہتا ہے کہ تم دونوں کو یہاں کی بڑائی اور سرداری مل جائے اور چونکہ تم ہمارا ملک چھیننا چاہتے ہو اس لئے ہم تم کو ماننے والے نہیں (۷۸) اور فرعون نے حکم دیا کہ ہر ماہر اور ہوشیار جادوگر کو میرے پاس حاضر کرو ÷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جادو سمجھے اور جادوگروں کو مقابلے کے لئے طلب کیا (۷۹) پھر جب وہ جادوگر آگئے اور مقابلہ کی ٹھیر گئی تو حضرت موسیٰؑ نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے وہ ڈالو ÷ یعنی جو کچھ ڈالنے والے ہو وہ ڈالو اور جو کچھ اپنے کرتب دکھانے چاہتے ہو وہ دکھاؤ (۸۰) سو جب ان جادوگروں نے اُس کو ڈال دیا تو موسیٰؑ نے کہا جو کچھ تم بنا کر لائے ہو یہی ہے جادو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے اور اس کے بطلان کو ظاہر کئے دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شریروں کے کام کو بننے نہیں دیتا ÷ یعنی یہ ہے جادو اور وہ جادو نہ تھا جس کو فرعونی جادو کہتے تھے (۸۱) اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے حق کو حق ہی کر دکھائے گا اور حق بات کو سچا کرے گا خواہ مجرم اور کافر کتنا ہی بُرا مانیں ÷ یعنی معجزے کو ثابت کر دے گا اور جادو کو مٹا دے گا (۸۲) بایں ہمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُن کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لایا وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون اُنکو کسی بلا اور مصیبت میں نہ ڈالدے اور کوئی تکلیف نہ پہنچا دے کیونکہ فرعون اُس ملک میں زور والا اور غلبہ والا تھا اور یہ بات بھی تھی کہ وہ انصاف کی حد سے آگے نکل جانیوالوں میں سے تھا ÷ یعنی باوجود جادوگروں کی شکست کے پھر بھی بہت تھوڑے اور قدرے قلیل لوگ فرعون کے ڈر سے موسیٰؑ پر ایمان لائے ذریۃ کے معنی بعض نے نوجوان اور بعض نے تھوڑے سے لوگ کئے ہیں۔ بہرحال فرعون ایک ظالم اور ناانصاف بادشاہ تھا اور اُس کے حکام اسکو خوش کرنے کے لئے بے گناہوں کو گرفتار کر کے جھوٹے مقدموں میں پھنسا لیا کرتے تھے۔ اس لئے لوگ حق بات کے اعلان اور اظہار سے ڈرتے تھے (۸۳) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی پر توکل کرو۔ بشرطیکہ تم صحیح مطیع اور فرماں بردار ہو ÷ یعنی فرعون اور اپنے حکام سے ڈرو نہیں غیر اللہ کا خوف سچے ایمان کیساتھ جمع نہیں ہوتا۔ (۸۴)

فَقَالُوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

اس پر اُنھوں نے کہا کہ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم کو اس

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ

ظالم قوم کا تختۂ مشق نہ بنا۔ اور اپنی رحمت سے ہم کو اس کافر قوم سے

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ

نجات دے۔ اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم

تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں مکان بناؤ اور تم اپنے گھروں ہی میں نماز کی

قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ

جگہ بنالو اور نماز کی پابندی رکھو اور اے موسیٰؑ تو ایمان والوں کو بشارت دیدے۔ اور موسیٰؑ نے

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ

کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اسکے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں بہت کچھ سامان آرائش اور

اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ

طرح طرح کے مال اسلئے دئے ہیں کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بے راہ کریں

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

بس اب اے ہمارے پروردگار ان کے مالوں کو ملیامیٹ کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ یہ لوگ جبتک دردناک

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ

عذاب نہ دیکھ لیں اُس وقت تک ایمان نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ

تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی سو تم دونوں اپنے حال پر ثابت رہو اور اُن لوگوں کی راہ

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

نہ چلنا جو علم سے محروم ہیں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا

اس پر اُنھوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہم کو اُس ظالم قوم کا تختۂ مشق نہ بنا ؛ یعنی یہ ہم پر متواتر ظلم ڈھاتے رہیں اور ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ اور ان کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ہم کو تم پر زور کیوں حاصل ہوتا اور اس سے اُن کی گمراہی میں اور اضافہ ہوگا اور ہمارا وجود ان کے لئے موجب فتنہ ہوگا تو ان ظالموں کے لئے ہم کو فتنے اور اُن کی گمراہی کا سبب نہ بنا (۸۵) اور ہم کو اپنی رحمت اور مہربانی کے صدقے میں اس کافر قوم سے نجات دے اور ان کافروں سے ہم کو چھڑا (۸۶) اور ہم نے موسیٰؑ اور اُس کے بھائی ہارونؑ پر وحی بھیجی کہ تم دونوں قوم کیلئے مصر میں مکان تیار کراؤ اور تم اپنے انہی مکانوں اور گھروں میں نماز کی جگہ مقرر کرلو اور نماز کی جگہ بنالو اور نماز کی پابندی رکھو اور اے موسیٰؑ تم ایمان والوں کو خوشخبری سنادو ؛ یعنی جو دعا تم نے مانگی تھی اُس کی قبولیت کے آثار نمایاں ہونے والے ہیں تم اپنا محلہ الگ بسالو اور چونکہ مساجد کو فرعون نے تباہ کردیا ہے اس لئے اپنے گھروں ہی میں نماز کیلئے ایک جگہ مقرر کرلو اور وہیں نماز ادا کیا کرو اور مسلمانوں کو فرعون سے نجات کی بشارت دیدو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمہارے جہاں گھر ہیں اُن کو قائم اور برقرار رکھو اور گھروں ہی کو نماز کے اوقات میں اپنے نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو نماز کیلئے مساجد میں جانا موقوف کیا جاتا ہے ہوسکتا ہے کہ ان وجوہ کے علاوہ کسی اور سیاسی مصلحت سے مکانوں میں رہنے یا نئے مکان بنانے کا حکم ہوا ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب فرعون کا ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تو حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اُن پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم آفت میں شریک نہ ہو ۱۲ (۸۷) اور حضرت موسیٰ نے یوں دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بہت کچھ سامان آرائش وزینت اور طرح طرح کے اموال اس واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے لوگوں کو بے راہ کریں۔ بس اب ہمارے پروردگار ان کے مالوں کو نیست و نابود اور ملیامیٹ کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے یہ لوگ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جبتک تیرا دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ؛ یعنی اس زینت اور دولت کا انجام یہ ہوا کہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کردیا۔ بہرحال جو کچھ مصلحت تھی وہ پوری ہوگئی اب اُن کے مالوں کو تو مٹا ڈال اور دلوں کو اور زیادہ سخت کردے تاکہ یہ ہلاکت کے زیادہ مستحق ہوجائیں اور ان کا کفر بڑھتا رہے یہاں تک کہ دردناک اور فیصلہ کن عذاب آجائے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں سچے ایمان کی اُن سے اُمید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں خدا کا عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا اس واسطے مانگا کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لاویں دل اُن کا سخت رہے۔ تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو ۱۲ (۸۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں بھائیوں کی دعا قبول کرلی گئی سو تم دونوں اپنے حال پر ثابت رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو حکمت خداوندی کا علم نہیں رکھتے ؛ یعنی ایسے جاہل ہیں کہ حضرت حق کی مصلحت اور اس کی حکمت کو جانتے ہی نہیں، کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا پر حضرت ہارونؑ آمین کہتے تھے اس لئے قبولیت دعا میں دونوں کو شریک کیا۔ ثابت رہو یعنی تبلیغ کرتے رہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو [illegible] پار جانیوالوں کا تعاقب کیا یہاں تک

الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَّ

پھر فرعون اور اُس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم کی غرض سے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ

عَدْوًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ

جب اُس کو ڈوبنے نے آپکڑا (یعنی فرعون ڈوبنے لگا) تو اُس نے کہا میں اس بات پر ایمان لایا

أَنَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِىٓ آمَنَتْ بِهِ بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ

کہ اُس خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں

وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ آلْـَٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ

اور میں بھی فرماں برداروں میں شامل ہوتا ہوں۔ اُس کو جواب دیا گیا کیا اب ایمان لاتا ہے

قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ

حالانکہ اس سے پیشتر تو نافرمانی کرتا رہا اور تو تو بڑے مفسدوں میں سے تھا۔ پس آج ہم تیری لاش

بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ

کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے سے پچھلوں کیلئے ایک عبرت آموز نشانی ہو اور واقعہ یہ ہے کہ

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ﴿٩٢﴾ ع

اکثر لوگ ہماری عبرت انگیز نشانیوں سے غافل ہیں

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ

اور بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کے لئے ایک اچھا ٹھکانا دیا

وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ

اور انہیں کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں پھر اُنھوں نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِى بَيْنَهُمْ

اُن کے پاس صحیح علم پہونچ گیا۔ بے شک آپ کا رب قیامت کے دن اُن کے مابین

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾

اُن امور کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

جب اسکو غرق نے اور ڈوبنے نے آلیا تو اس نے گھبرا کر کہا۔ میں اس بات پر ایمان لایا کہ اُس معبود کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی اطاعت گزاروں اور فرماں برداروں میں شامل ہوں۔: یعنی جب غرق کے عذاب نے آگھیرا اور عذاب کے فرشتے نظر آنے لگے تو پریشان و سراسیمہ ہو کر کہنے لگا کہ میں ایمان لایا لیکن عذاب کے فرشتے نظر آنے اور عذاب کے گھیر لینے کے بعد پھر ایمان لانا کیا اور ایمان کہاں؟ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ۔ (٩٠) اُس کو جواب دیا گیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پیشتر تو تو نافرمانی کرتا رہا اور تو تو بڑے مفسدوں اور شرارت کرنے والوں میں سے تھا: یعنی عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان مفید اور نافع نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر ایمان لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر ۱۲ (٩١) لہٰذا آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ اپنوں سے پچھلوں کیلئے ایک عبرت آموز نشانی ہو اور بلاشبہ اکثر لوگ ہماری عبرت انگیز نشانیوں سے غافل ہیں: لوگوں کی عبرت کے لئے لاش کو بچا لیا گیا تاکہ پیچھے رہنے والوں کے لئے ایک نشانی ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ۔ ایسا ہی اللہ نے مرگئے پیچھے اُس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں اُسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ۔ ۱۲ خلاصہ یہ کہ پانی میں گلنے۔ سڑنے اور مچھلیوں کا کھاجانے سے بچا لیا۔ لیکن جسم کے بچانے سے اُس کو کوئی فائدہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ فرعون کی لاش اب تک مصر کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے

ع ٩ ١٠ ١٤

(٩٢) اور بلاشبہ ہم نے فرعون کو غرق کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو پسندیدہ اور اچھی جگہ رہنے کو ٹھکانہ دیا اور انہیں ہم نے نفیس اور عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں۔ پھر انھوں نے دین میں اختلاف کرنا شروع کر دیا اور یہ اختلاف بھی اُس وقت شروع کیا جب اُن کے پاس صحیح علم پہونچ گیا یقیناً آپ کا پروردگار قیامت کے دن اُن کے درمیان اُن امور کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے: یعنی ٹھکانا دیا ملک مصر میں یا ملک شام میں یا دونوں میں۔ اختلاف یا تو انبیاء کے احکام میں کیا یا خود انبیاء کے تسلیم کرنے میں کیا کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض پر نہیں جیسا کہ نبی آخر الزماں کی رسالت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ احکام کا صحیح علم آجانے کے بعد اختلاف کرنا بہت ہی قابل افسوس ہے۔ صحیح علم سے مراد توریت ہے بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد قرآن ہے اور بعض نے اس علم سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس مراد لی ہے واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ملک شام دیا کہ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔ ۱۲ (٩٣)

پھر اگر بالفرض آپ کو اس چیز میں جو آپ کی طرف ہم نے نازل کی ہے کچھ شبہ ہو تو آپ ان لوگوں سے دریافت کر دیکھیے جو اُن کتابوں کو پڑھتے رہتے ہیں جو آپکے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ بلاشبہ آپکے پاس آپ کے رب کی جانب سے سچی کتاب آئی ہے لہٰذا آپ شک کرنیوالوں میں ہرگز شامل نہ ہوں ؛ یعنی اہلِ کتاب سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ اس قرآن کی اور اس دین کی ان کی کتابوں میں پیشین گوئی ہے یا نہیں آپ کو شک نہیں پھر بھی شک فرمایا یا بطور مبالغہ اور ہو سکتا ہے کہ آپکے واسطے سے اُمت کو سنانا مقصود ہو اور خطاب سے مقصود اُمت ہی ہو۔

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ

پھر اگر بالفرض آپ کو اس چیز میں جو آپ کی طرف ہم نے نازل کی ہے کچھ شبہ ہو تو آپ ان لوگوں سے

الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ

پوچھ دیکھیے جو اُن کتابوں کو پڑھتے رہتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ بلاشبہ آپکے پاس آپکے

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٩٤﴾ وَ

رب کی جانب سے سچی کتاب آئی ہے تو آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں شامل نہ ہوں۔ اور

لَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَ

نہ اُن لوگوں میں شامل ہوں جنھوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی ورنہ آپ بھی نقصان اُٹھانیوالوں

مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

میں سے ہو جائیں گے۔ یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کا حکم عذاب ثابت ہو چکا ہے خواہ انکے پاس تمام نشانیاں ہی

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ

کیوں نہ آجائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک دردناک عذاب کو

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ

نہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ معائنہ

فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا

عذاب کے وقت اُس کے لوگ ایمان لاتے اور ایمان اُن کو نفع دیتا مگر ہاں یونسؑ کی قوم کہ جب

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ

وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں اُن پر سے رسوائی کے عذاب کو اُٹھا لیا اور ایک مدت

إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ

تک اُن کو سود مند رکھا۔ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب

كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا

ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ

(٩٤) اور نہ آپ اُن لوگوں میں شامل ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب کی ورنہ آپ بھی نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہو جائیں گے ؛ یعنی ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہی رہنا بھلا ہے (٩٥) یقیناً جن لوگوں پر آپکے پروردگار کا حکم عذاب ثابت ہو چکا ہے خواہ اُن کے پاس تمام نشانیاں ہی کیوں نہ آجائیں وہ اسوقت تک ایمان نہیں لائیں گے (٩٦) جب تک دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں گے ؛ یعنی جن لوگوں کے متعلق یہ بات ازل میں طے ہو چکی کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے وہ تمام نشانیوں کا معائنہ کرنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں ظاہر ہے کہ معائنہ عذاب کے بعد ایمان مقبول نہیں یا علم ازلی کی یہ بات کہ شیطان اور اس کے متبعین سے دوزخ کو بھر دوں گا یا یہ کہ جن پر حکم عذاب ثابت ہو چکا ہے اُن کا احوال مذکور ہو۔ حضرت شاہ صاحب رح فرماتے ہیں یعنی ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھروں گا ١٢ (٩٧) چنانچہ کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ معائنہ عذاب کے وقت اُس کے لوگ ایمان لاتے اور ان کو اُنکا ایمان لانا نفع دیتا اور نافع ہوتا مگر ہاں یونس علیہ السلام کی قوم کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے دنیوی زندگی میں اُن پر سے رُسوائی کے عذاب کو ہٹا لیا اور عذاب کو ٹال دیا اور ایک مدت تک ان کو عیش سے بہرہ ور رکھا ؛ یعنی قاعدہ یہی ہے کہ عذاب آنے کے بعد ٹلتا نہیں اور اُس وقت ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ مگر یونس ع کی قوم کیساتھ یہ سلوک نہیں کیا گیا بلکہ عذاب اُن پر سے کھول دیا گیا اور ان کو مرتے دم تک سود مند رکھا حضرت یونسؑ نے جو ان کو وعدہ دیا تھا اُس میں کچھ غلطی ہو گئی تھی اس قانونی سقم کیوجہ سے ان کا ایمان مقبول ہو گیا کہتے ہیں آثارِ عذاب دیکھ کر یہ لوگ گھبرائے ہوئے ایک پرانے عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عذاب سے بچنے کا علاج دریافت کیا اُس عالم نے انکو چند کلمات تعلیم کئے قوم نے ان کو پڑھا اور اُن کلمات کی برکت سے محفوظ رہے وہ کلمات یہ ہیں يَا حَيُّ حِينَ لَا حَيَّ وَيَا حَيُّ مُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ وَيَا حَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونسؑ کو اس واسطے کہ اُن پر حکم عذاب نہیں پہنچا تھا حضرت یونسؑ کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تھی وے ایمان لائے پھر بچ گئے اسی طرح مکہ کے لوگ کہ فتح مکہ میں اُن پر فوج اسلام پہنچی قتل و غارت کو لیکن انکا ایمان قبول ہو گیا اور امان ملی ١٢ (٩٨) اور اگر آپ کا رب چاہتا اور اسکو منظور ہوتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر کے اُن کو مجبور کریں گے کہ وہ ایمان ہی لے آئیں اور وہ مسلمان ہو جائیں ؛ یعنی یہ بات مشیت کے تعلق سے ہوتی ہے اس میں زور و زبردستی کا کام نہیں (٩٩)

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ

مسلمان ہو جائیں۔ حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بغیر حکم خدا کے ممکن نہیں ہے اور

اللّٰهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ

اللہ تعالیٰ اُن ہی لوگوں کو کفر کی گندگی میں مبتلا رکھتا ہے جو عقل سے صحیح کام نہیں لیتے، اے

انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي

پیغمبر آپ فرمایئے ذرا اسپر تو غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ

الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ

ایمان لانے والے نہیں ہیں اُن کو نہ دلائل کچھ سود مند ہوتے ہیں اور نہ ڈرانے والے

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

سو کیا اب یہ لوگ صرف اس قسم کے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جیسے واقعات انسے پہلوں پر گزر چکے ہیں

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

آپ کہدیجئے اچھا تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا

پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے اسی طرح ہم سب ایمان والوں کو

عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ

بچا لیا کرتے ہیں یہ حسب وعدہ ہمارے ذمہ ہے۔ آپ کہدیجئے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف

كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ

کچھ شبہ میں ہو تو میرا دین یہ ہے کہ میں اُن معبودوں میں سے کسی کی بھی عبادت نہیں کرتا جن کی تم

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

خدا کے سوا عبادت کیا کرتے ہو بلکہ میں تو اُس خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جانوں

يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

کو قبض کرتا ہے اور مجھ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں

حالانکہ کسی شخص کو بغیر حکم خداوندی اور اُسکی مشیت کے ایمان لانا ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ اُن ہی لوگوں پر کفر کی گندگی واقع کر دیتا ہے اور اُن ہی کو کفر کی گندگی میں مبتلا رکھتا ہے جو عقل سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے ؛ یعنی جب تک کسی کے ایمان سے مشیت متعلق نہ ہو ایمان نصیب نہیں ہوتا اور وہی لوگ محروم رہتے ہیں جو بے عقل ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے (۱۰۰) اے پیغمبر آپ اُن سے فرمایئے کہ تم ذرا غور کرو اور دیکھو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اُنکو نہ دلائل کچھ فائدہ پہونچاتے ہیں اور نہ ڈرانیوالے ؛ یعنی آسمان و زمین میں قدرت کی نشانیاں بھری ہوئی ہیں ذرا غور و فکر کی ضرورت ہے (۱۰۱) سو کیا یہ لوگ اُس قسم کے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جس قسم کے واقعات اُن سے پہلوں پر گزر چکے ہیں آپ کہدیجئے اچھا تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں ہوں ؛ یعنی ان کی غفلت اور بے پروائی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی صرف اُن ہی باتوں کا انتظار کر رہے ہیں جن سے پہلے لوگوں کو سابقہ پڑ چکا ہے اچھا اگر یہ بات ہے تو وہ بھی انتظار کریں اور آپ بھی انتظار کرتے رہیں (۱۰۲) پھر ہم اس عذاب سے اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے۔ ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیدیا کرتے ہیں اور بچا لیا کرتے ہیں یہ بات حسب وعدہ ہمارے ذمہ پر ہے ؛ یعنی جس طرح پہلوں کے وقت میں رسول اور مسلمان بچ جایا کرتے تھے اسی طرح ہم مسلمانوں کو نجات دیدیا کرتے ہیں یہ ایمان والوں کو نجات دینا ہمارے ذمہ پر ہے (۱۰۳) اے پیغمبر ان سے کہدیجئے کہ اگر تم میرے دین کی طرف سے کچھ شک شبہ میں ہو تو سُن لو! میرا دین یہ ہے کہ میں اُن معبودوں میں سے کسی کی بھی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کے سوا بندگی کرتے ہو۔ اور خدا کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو بلکہ میں تو اُس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جانوں کو مرتے وقت کھینچ لیتا ہے اور قبض کرتا ہے اور مجھ کو منجانب اللہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں ؛ یعنی اُن کے سامنے اپنے دین کی تفصیل بیان کر دو تاکہ آپکی طرف سے کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ حضرت شاہ صاحب رح فرماتے ہیں کھینچ لیتا ہے یعنی موت دیتا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھتے ہیں اس واسطے یہ بتا دیا ۱۲ (۱۰۴)

ع ۱۱ / ۱۵

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ

اور نیز یہ حکم ہوا ہے کہ سب طریقوں سے یکسو ہو کر اپنے آپکو اس دین یعنی اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھو اور

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ

تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔ اور نیز یہ کہ خدا کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو

مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ

تم کو نفع پہونچا سکتی ہو اور نہ نقصان پہونچا سکتی ہو پھر اگر آپنے بالفرض ایسا کیا تو اس وقت آپ بھی

إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا

بے انصافوں میں سے شمار ہوں گے۔ اور اگر اللہ تجھ کو کوئی ضرر پہنچائے تو اس ضرر کو سوائے

كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

اُس کے کوئی دور کرنیوالا نہیں اور اگر وہ تجھ کو کسی نفع سے بہرہ مند کرنا چاہے تو اس کے

لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

فضل کو کوئی واپس کرنیوالا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور وہ

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ

بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے۔ آپ کہدیجئے کہ اے لوگو بلاشبہ تمہارے رب کی جانب سے تم کو

الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي

حق بات پہونچ چکی ہے سو اب جو شخص صحیح راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو اختیار

لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا

کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی بُرے کو

أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ

اور میں تم پر مختار کار مقرر نہیں ہوا ہوں۔ اور اے پیغمبر آپ کی طرف جو حکم بھیجا جائے آپ اسکا

وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

اتباع کیجئے اور صبر کرتے رہیئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے اور وہی سب فیصلہ کرنیوالوں میں بہترین فیصلہ کرنیوالا ہے

اور نیز مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب طریقوں سے یکسو ہو کر اپنے آپکو اس دینِ اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھو اور اپنے آپ کو اس دین کی طرف اس طرح متوجہ رکھو کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا ؛ یعنی شرک کبھی نہ کرنا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ حنیف نام ہے ابراہیمؑ کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپکو حنیف کہتے جاتے ۱۲ (۱۰۵) اور نیز مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ تمکو نقصان پہونچا سکے پھر اگر بالفرض تم نے ایسا کیا تو اس وقت تم بھی نا انصافوں میں شمار ہو جاؤ گے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرنیوالوں میں سے ہوگے ؛ یعنی اُنکی عبادت کرو تو نفع اُن کے اختیار میں نہیں اور اُن کی عبادت چھوڑ دو تو نقصان اُن کے بس میں نہیں۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے ایا ہج اور بے بسوں کو پُوجو گے تو یقیناً ظالم قرار پاؤ گے۔ (۱۰۶) اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی ضرر اور تکلیف پہونچائے تو اُس تکلیف کو اُس کے سوا کوئی دُور کرنیوالا اور ہٹانیوالا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی نفع اور راحت پہونچائے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا اور واپس کرنیوالا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور وہ بڑی مغفرت اور بڑی مہربانی کرنیوالا ہے ؛ یعنی نفع نقصان کا سوائے اُس کے کوئی مالک نہیں پھر اُس کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے وہ صاحبِ مغفرت و رحمت اور صاحب فضل ہے (۱۰۷) اے پیغمبر آپ افرادِ انسانی سے کہدیجئے اے لوگو یقیناً تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس دینِ حق پہونچ چکا اور سچی بات آپہونچی سو اب جو شخص صحیح اور سیدھی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے اور اپنے ہی نفع کیواسطے اختیار کرتا ہے اور جو شخص اب بھی بے راہ رہتا ہے اور گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بُرے کو بھٹکا پھرے گا وہ اپنے ہی نقصان کو گمراہ اور بے راہ رہے گا اور میں تم پر کوئی مختار کار نہیں مقرر ہوا ہوں ؛ یعنی حق بات کو قبول کرنیوالوں کا بھلا اور بے راہی میں گمراہوں پر ہی وبال پڑتا ہے مجھے کوئی ذمہ دارانہ تسلط تم پر حاصل نہیں ہے کہ میں تمہیں جبر و اکراہ کیساتھ غلط راہ سے باز رکھ سکوں (۱۰۸) اور اے پیغمبر آپ کی جانب جو حکم بھیجا جائے اور آپ کی طرف جو وحی بھیجی جائے آپ اسکا اتباع اور پیروی کیجئے اور صبر و برداشت کرتے رہیئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ کردے۔ اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں میں بہتر اور اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے ؛ فیصلہ کردے یعنی دنیا میں تباہی یا آخرت میں عذاب سے (۱۰۹)

ع ۱۱ / ۱۶

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ہود مکی ہے اور یہ ایک سو تئیس آیتیں اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

الٓرٰ قف یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں خوب محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کیگئی ہیں وہ کتاب ایک صاحب حکمت

خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

باخبر کیجانب سے نازل ہوئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تم لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو یقین کرو کہ میں تم کو خدا کیطرف سے ڈرانیوالا

وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

اور بشارت دینے والا ہوں اور نیز یہ مقصد ہے کہ تم لوگ اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر آئندہ بھی اسی کی جانب متوجہ رہو

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ

اس پر وہ تم کو منافع حسنہ سے ایک وقت مقررہ تک بہرہ مند کرے گا اور وہ ہر صاحب فضل کو

ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اس کا فضل عطا کرے گا اور اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو میں تمہارے متعلق ایک بہت بڑے دن کے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تم لوگوں کو اللہ ہی کی طرف واپس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا

طرح قادر ہے۔ آگاہ رہو وہ لوگ اپنے سینوں کو جھکا کر دوہرا کرلیتے ہیں تاکہ اپنی باتوں کو خدا سے چھپائیں

مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

سن لو جب یہ لوگ اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھا کرتے ہیں وہ اس وقت بھی ان سب باتوں کو جانتا ہے جو یہ چھپا کر کرتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

اور جو یہ علانیہ کرتے ہیں بالیقین وہ سینوں کی پوشیدہ باتوں سے خوب واقف ہے۔

سُوْرَۃُ ھُوْد ۱۔ سورۂ ہود مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو تئیس آیتیں اور دس رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٓرٰ قف یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں دلائل و براہین سے محکم و مضبوط کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں وہ ایک صاحب حکمت باخبر کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ یعنی جچی تلی استوار اور محکم آیتیں جن میں نہ کوئی تناقض ہے نہ حکمت اور نہ واقع کیخلاف پھر اسی کیساتھ مفصل یہ نہیں کہ دلائل کی وجہ سے مغلق ہوگئی ہوں پھر ایسے حکیم و باخبر کی جانب سے آئی ہے جس میں قیامت تک کے احوال و حوادث کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ (۱) اس کتاب کے مقاصد میں سے بڑا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو یقین جانو کہ میں خدا کی طرف سے نافرمانوں کو ڈرانیوالا اور فرماں برداروں کو بشارت دینے والا ہوں۔ یعنی حکیم باخبر نے جو کتاب بھیجی ہے وہ اصلاح انسانی کے بیشمار مقاصد کو مشتمل ہے منجملہ ان کے بڑا مقصد اصلاح عقائد ہے۔ یعنی خدا کی عبادت میں کسی کی شرکت نہ ہو میں اس کی طرف سے بھیجا گیا ہوں میرا کام یہ ہے کہ ایمان نہ لانے والوں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤں اور ایمان لانیوالوں کو ثواب کی بشارت دوں (۲) اور نیز مقصد یہ ہے کہ تم لوگ اپنے رب سے اپنے شرک و کفر کے گناہوں کی مغفرت طلب کرو پھر توبہ کرنے اور ایمان لانے کے بعد بھی اسی کی جانب متوجہ رہو اور اس کی عبادت کرتے رہو اس پر وہ تم کو ایک وقت مقررہ تک خوش عیشی اور منافع حسنہ سے بہرہ مند رکھے گا اور ہر زیادہ عمل کرنیوالے کو زیادہ ثواب دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم روگردانی اور اعراض ہی کیے جاؤگے تو اس صورت میں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر آدمی اور زیادتی والوں کو اپنی زیادتی دیوے یعنی ایمان لاؤ تو دنیا کی زندگی اچھی طرح گذرے اور جو کوئی اس سے زیادہ قدم رکھے وہ زیادہ درجہ پاوے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ فضلہ کے دو طرح معنی کیے گئے ہیں (۳) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری طرح قادر ہے۔ یعنی عذاب کو دو طرح سمجھو جانا بھی اسی کی طرف اور اس کو پوری طرح قدرت بھی حاصل پھر نجات کی کیا صورت ہے (۴) خبردار رہو وہ لوگ اپنے سینوں کو جھکا کر دوہرا کرلیتے ہیں تاکہ اپنی باتوں کو خدا تعالیٰ سے چھپائیں یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت دوہرے ہوکر اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھا کرتے ہیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لیتے ہیں وہ اس وقت ان سب باتوں کو جانتا ہے جو چھپا کر کرتے ہیں اور جو یہ علانیہ کرتے ہیں یقیناً وہ سینوں کی تمام پوشیدہ باتوں سے خوب واقف ہے۔ یعنی منکرین دین حق کی یہ عادت رہی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف چھپ چھپ کر سازشیں کیا کرتے تھے اور جس قدر وہ چھپا کر باتیں کرتے تھے وہ سب وحی کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوجاتی تھیں یہ چھپا کر بات کرنے کی مختلف ہیئتیں اختیار کرتے تھے انہی ہیئتوں میں ایک یہ ہیئت بھی ہے کہ سینوں کو جھکا کر اور اوپر کپڑا اوڑھ کر باتیں کریں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس پیغمبر کے آدمی اِدھر اُدھر لگے رہتے ہیں اور یہی ہماری خفیہ باتیں پہونچاتے ہیں اس لئے یہ ہیئت اختیار کی تھی ہم نے سینے کو جھکا کر کپڑا اوڑھنے کو ایک ہی ہیئت قرار دیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کچھ مخالفت کی بات گھر میں کہتے اس کا جواب قرآن میں اترتا سمجھتے کہ کوئی کھڑا سنتا ہے جا کر رسول خدا سے کہدیتا ہے تب ایسی بات سنتے تو کپڑا اوڑھ کر جھک کر دوہرے ہوکر اللہ تعالیٰ نے یہ تب نازل کیا ۱۲ واضح رہے کہ آیت کے کئی شان نزول بیان کیے گئے ہیں ہم نے وہی اختیار کرلیا جو حضرت شاہ صاحبؒ اختیار فرمایا تھا اگرچہ بعض شان نزول روایتاً اس سے اوثق تھے۔ (۵)

اور کوئی غذا کھانیوالا ذی روح اور جاندار زمین پر چلنے پھرنے والا ایسا نہیں جسکی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر نہ ہو اور وہی اُس کے ٹھہرنے اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے ہر ایک چیز کتاب مبین میں لکھی ہوئی ہے :: یعنی لوح محفوظ میں موجود و مرقوم ہے مستقر اور مستودع کے بہت سے معنی کئے گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جہاں ٹھہرنا ہے بہشت اور دوزخ جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اُس کی سو دنیا میں ۱۲ مستقر سے رحم مادر اور مستودع سے صلب پدر بھی مجاہدؒ نے مُراد لی ہے

(۶) وہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اُس وقت اُس کا عرش پانی پر تھا اس تخلیق عالم کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو آزمائے اور تمہارا امتحان لے کہ تم میں سے کونسا شخص از روئے عمل کے اچھا ہے اور تم میں سے عمل کرنے میں کون اچھا ہے اور اے پیغمبر اگر آپ ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم مرنیکے بعد قیامت کے دن دوبارا زندہ کرکے اٹھائے جاؤ گے تو جن لوگوں کی روش کافرانہ ہے وہ قرآن کی اس بات کو سنکر کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو صرف ایک کھلا اور صریح جادو ہے :: یعنی چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا عرش پانی پر تھا یعنی زمین آسمان پانی کی شکل میں تھے آزمائش یہی ہے کہ ان چیزوں کو دیکھ کر توحید اور اسلام کون اختیار کرتا ہے اور کون گمراہی کے طریقہ پر رہتا ہے جب آپ بعث کا ذکر کرتے ہیں اور یہ قرآن کی تعلیم سنتے ہیں تو قرآن کو جادو بتاتے ہیں (۷) اور اگر ہم ان سے تھوڑے دنوں کیلئے مقررہ اور موعود عذاب کو ملتوی کردیں اور مؤخر کردیں تو کہنے لگتے ہیں اگر ہم مستحق عذاب ہیں تو کس چیز نے اس عذاب کو روک رکھا ہے سن لو جسدن وہ عذاب مقررہ اُن پر آپڑے گا تو پھر اُن پر سے وہ کسی طرح واپس ہونے والا نہیں اور وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور وہ عذاب اُن کو گھیرلے گا جس عذاب کا یہ مذاق اور استہزا کیا کرتے تھے :: یعنی اگر کسی مصلحت سے ایک مدت معینہ تک عذاب مؤخر کردیا جائے تو اپنی بے گناہی پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم مستحق عذاب ہیں تو عذاب کیوں نہیں آتا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب کا وعدہ ناقابل اعتماد تھا اس سے خبردار کیا کہ دیکھو جسدن وہ آجائے گا تو پھر کسی کے پھیرے پھیرا نہ جائے گا اور جس عذاب کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور جھوٹا بتاتے تھے وہی عذاب ان کو گھیر لے گا۔ (۸) اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی نعمت کا مزہ چکھائیں اور اس کو اپنی نعمت اور مہربانی سے لطف اندوز کریں پھر وہ نعمت اس سے سلب کرلیں اور چھین لیں تو وہ ناامید اور ناسپاس ہوجاتا ہے :: یعنی جب کوئی نعمت سلب ہوجاتی ہے تو ناامیدی اور ناشکری کا اظہار کرتا ہے (۹)

ع ۲
۸

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ

اور کوئی ذی روح روئے زمین پر چلنے پھرنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے

رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي

ذمے نہ ہو اور وہی اس کے ٹھہرنے اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ ہر ایک چیز کتاب مبین

كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور وہ خدا وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں پیدا کیا اور اُس وقت اُس کا عرش پانی پر تھا اس تخلیق عالم کا مقصد یہ ہے

أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ

کہ خدا تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون شخص اچھے عمل کرنیوالا ہے اور اے پیغمبر اگر آپ ان سے کہتے ہیں کہ تم سب مرنے کے بعد

مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ

زندہ کئے جاؤ گے تو یہ کافر قرآن کی اس بات کو سن کر کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو صرف

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

ایک کھلا جادو ہے۔ اور اگر ہم ان سے ایک محدود معین مدت تک کے لئے عذاب کو

إِلٰٓى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ

مؤخر کردیں تو یوں کہنے لگتے ہیں کہ کون سی چیز نے اس عذاب کو روک رکھا ہے۔ آگاہ رہو جس دن وہ

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

عذاب ان پر آجائے گا تو پھر اُن پر سے وہ کسی طرح واپس ہونیوالا نہیں اور وہ عذاب ان کو گھیر لیگا

كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ

جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی نعمت سے

مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهٗ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾

لطف اندوز کریں پھر اس نعمت کو اُس سے سلب کرلیں تو وہ مایوس اور ناشکر ہو جاتا ہے۔

وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

اور اگر ہم اس کو کسی ایسی تکلیف کے بعد جو اسکو پہونچ چکی ہو راحت سے لذت اندوز کریں تو کہنے لگتا ہے

ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝١٠ اِلَّا

اب تمام مصائب مجھ سے دور ہو گئے سو وہ اترانے والا شیخی مارنے والا ہو جاتا ہے۔ مگر ہاں

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

وہ لوگ جو ثابت قدم ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝١١ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا

بڑی مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔ سو شاید جو چیز آپ کی جانب وحی کے ذریعہ بھیجی گئی ہے

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

کیا اس میں سے آپ کچھ چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ اور آپ کا دل کافروں کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ

ہیں اس پیغمبر پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا اے پیغمبر آپ تو

نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ۝١٢ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

صرف ڈرانیوالے ہیں اور ہر شئ پر مختار کار تو اللہ ہی ہے۔ کیا یہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ

پیغمبر نے از خود بنا لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے اچھا تو تم بھی اس قرآن جیسی دس سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ اور

ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

خدا کے سوا جس جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم اپنے دعوے میں

صٰدِقِيْنَ ۝١٣ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ

سچے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا نہ کر سکیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کی وحی سے نازل کیا گیا ہے

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝١٤

اور جان لو کہ سوائے اس کے کوئی اور معبود نہیں ہے سو تم اب بھی مسلمان ہوتے ہو یا نہیں۔

منزل ٣

٢٣
٢

اور اگر ہم اس کو کسی تکلیف کے بعد جو اس پر واقع ہوئی تھی راحت و نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں اور راحت سے لطف اندوز کر دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے اب تمام مصائب اور درد دکھ مجھ سے دور ہو گئے پس وہ اترانے والا شیخی مارنے والا ہو جاتا ہے (١٠) مگر ہاں وہ لوگ جو ثابت قدم اور مستقل مزاج ہوتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر و ثواب ہے ۔: یعنی کافر کی یہ حالت ہے کہ مصیبت پر صبر نہیں اور نعمت پر شکر نہیں۔ نعمت چھن جائے تو پھر دوبارہ آنے کی توقع نہ رکھے اور دکھ کے بعد سکھ آجائے تو آپے سے باہر ہو جائے لیکن وہ لوگ جو صبر کے خوگر اور نیک کاموں کے پابند ہیں وہ ایسے چھچھورے اور ناسپاس نہیں ہوا کرتے بلکہ مصیبت پر صبر اور راحت پر شکر ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ اور وہی بڑے اجر و مغفرت کے مستحق ہوتے ہیں (١١) سو شاید جو احکام آپکی جانب وحی کے ذریعہ بھیجے گئے ہیں کیا ان میں سے آپ بعض احکام کی تبلیغ کرنا چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل کافروں کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہے تو اس پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا اے پیغمبر آپ تو ان کفار کو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر شے پر مختار کار اور پورا اختیار رکھنے والا تو اللہ ہی ہے ۔: یعنی کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ کفار کی باتوں سے تنگ ہو کر احکام کی تبلیغ یا احکام کے کچھ حصے کی تبلیغ ترک کر دیں تو آپ ایسا نہیں کر سکتے پھر ان کے لغو اعتراضات سے تنگ دل نہ ہوا کیجئے۔ کوئی فرشتہ ان کے ہمراہ کیوں نہیں نازل ہوا یعنی ایسا فرشتہ جس کو ہم بھی دیکھتے اور ہماری اس سے بات چیت ہوتی۔ آپ کا کام ڈرانا ہے یعنی آپ کا جو کام ہے وہ کیجئے خزانہ کا آ ملنا یا فرشتے کا ان کو دکھانا ان باتوں سے آپ کا کوئی تعلق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے (١٢) کیا یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو پیغمبر نے خود ہی بنا لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے بنا لیا ہے تو تم اس قرآن جیسی دس سورتیں جو تمہاری بنائی ہوئی ہوں لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو ۔: یعنی اگر یہ خدا کا کلام نہیں اور محض میری من گھڑت ہے تو تم اسی جیسی دس سورتیں من گھڑت کر کے لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس جس سے مدد حاصل کر سکتے ہو کر لو (١٣) پھر اگر وہ تمہارا کہنا نہ کر سکیں یعنی قرآن کی مثل دس سورتیں نہ لا سکیں تو انسے کہو کہ تم یقین کر لو اور اس بات کو جان لو کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علم اور اسکی وحی سے نازل کیا گیا ہے اور اسکا بھی یقین کر لو کہ اسکے سوا کوئی اور حقیقی معبود نہیں ہے سو تم اب بھی مسلمان ہوتے ہو یا نہیں ۔: یعنی اگر قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہو جائیں تب تو اس قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا یقین کریں اور اسکو پیغمبر کی من گھڑت نہ کہیں (١٤)۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ

جو لوگ محض دنیا کی زندگی اور حیاتِ دُنیوی ہی کی بہار چاہتے ہیں تو ہم اُن کے اعمال کی جزا اُن کو دنیا ہی میں

اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

پوری کر دیتے ہیں اور دنیا میں اُن کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا

جن کے لئے آخرت میں آتشِ دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل اُنھوں نے دنیا میں کئے تھے

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ

وہ سب نیست و نابود ہو گئے اور وہ جو کچھ کرتے رہے تھے وہ سب بیکار رہا۔ بھلا وہ شخص ان دنیا پرستوں کے

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ

برابر ہو سکتا ہے جو اپنے رب کی صاف اور کھلی دلیل پر ہو اور اس کیساتھ ساتھ خدا کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو اور اس

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ

گواہ سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو مقدم ہونیکے اعتبار سے امام اور رہنمائی کی حیثیت سے رحمت تھی ایسے ہی لوگ تو قرآن کی تصدیق

بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا

کرتے ہیں اور تمام جماعتوں میں سے جو شخص قرآن کا منکر ہو گا تو آتشِ دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہوگی

تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

سو اے مخاطب تو قرآن کی طرف سے کسی شک و شبہ میں نہ پڑ بلا شبہ وہ تیرے رب کی جانب سے آئی ہوئی سچی کتاب ہے لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر کون شخص ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ

جھوٹ باندھے یہ لوگ اپنے رب کے پیش میں حاضر کئے جائیں گے اور

يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ

گواہی دینے والے یوں گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا

یعنی جو لوگ اپنے نیک اعمال کے صلہ میں محض دنیا کی زندگی کا نفع اور حیاتِ دُنیوی کی رونق اور بہار چاہتے ہیں تو ہم اُن کے اعمال کا صلہ اُنکو دنیا ہی میں پورا پورا دیدیتے ہیں اور دنیا میں ان کی حق تلفی اور ان کیلئے کمی نہیں کی جاتی اور اُن کو دُنیا میں کچھ نقصان نہیں ؛ یعنی بعض لوگ اچھے اور بھلے کام کرتے ہیں مگر ان کا مقصد آخرت کا اجر و ثواب نہیں ہوتا بلکہ دنیا کی شہرت اور طلبِ جاہ اور دنیا میں مال کی کثرت وغیرہ کے لئے بھلے کام کرتا ہے تو ہم اُن کی یہ خواہشات دنیا میں پوری کر دیتے ہیں بشرطیکہ بھلے اعمال زیادہ ہوں اور اگر بھلے کام کم ہوں اور بُرے کام زیادہ ہوں تو پھر ایسا اثر مرتب نہیں ہوتا البتہ بھلے کام زیادہ ہوں اور نیت آخرت کی نہ ہو تو ان اعمال کا صلہ اور ان کی جزا یہیں مل جاتی ہے اور اس صلہ میں کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ بھرپور ملتا ہے (۱۵) سو ایسے لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں اور جو اعمال اُنھوں نے کئے وہ سب اکارت اور ناکارہ ہو گئے اور جو کچھ یہ کیا کرتے تھے وہ سب بیکار ثابت ہوگا ؛ یعنی یہ آگ منکروں کیلئے ابدی طور پر ہوگی اور مسلمان گنہگاروں کے لئے محدود اور معین وقت تک (۱۶) بھلا وہ شخص کہیں ان دُنیا پرستوں اور قرآن کے منکروں کے برابر ہو سکتا ہے جو اپنے رب کی صاف اور کھلی دلیل پر قائم ہو اور اس کیساتھ ساتھ خدا کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو اور اس گواہ سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو مقدم ہونیکے اعتبار سے امام اور رہنمائی کی حیثیت سے رحمت تھی ایسے ہی لوگ تو اس قرآن کی تصدیق کرتے ہیں اور تمام فرقوں اور جماعتوں میں سے جو شخص قرآن کا منکر ہوگا اُس کیلئے دوزخ آخری ٹھکانا اور اُس کے وعدے کی جگہ ہوگی لہٰذا اے مخاطب تو قرآن کی طرف سے کسی شک وشبہ میں نہ پڑ وہ تیرے رب کی جانب سے آئی ہوئی سچی کتاب ہے لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے ؛ یعنی دُنیا پرست اور آخرت پر نظر رکھنے والے برابر نہیں قرآن پر ایمان رکھنے والا منکر قرآن کے برابر نہیں۔ مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں۔ بینۃ سے مُراد قرآن یا فطرتِ سلیمہ۔ شاہد سے مراد خود قرآن کا اعجاز اور اسکی حلاوت یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس یا انجیل موسیٰؑ کی کتاب توریت کو امام فرمایا اور رحمت ان تمام شواہد و اعجاز کے باوجود قرآن پر ایمان نہ لانے والے کس قدر بدنصیب اور محروم القسمت ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گواہی پہونچتی ہے یعنی دل میں اُس دین کا نور اور مزا پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کا معجزہ ہونا خود اُس کے حق ہونے کی دلیل ہے پھر اس دلیل عقلی کے ساتھ توریت کی شہادت یہ نقلی دلیل ہے تو قرآن کی حقانیت پر چونکہ دلیل عقلی اور نقلی موجود ہے اس لئے اربابِ بصیرت اور حق پسند اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کو ترجمے اور تیسیر میں ہم نے بڑی حد تک واضح کر دیا ہے (۱۷) اور اس سے بڑھ کر کون شخص ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے، یہ جھوٹ باندھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جائیں گے اور گواہی دینے والے فرشتے یوں گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا اور افترا کیا تھا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

سُن لو کہ ایسے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

روکا کرتے تھے اور اس تلاش میں رہتے تھے کہ خدا کی راہ کو ٹیڑھا ثابت کریں اور یہی ہیں

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ

جو آخرت کے بھی منکر تھے۔ یہ لوگ زمین میں کہیں بھاگ کر خدا کو عاجز نہیں کر سکتے تھے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ

اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی حمایتی ہوا ان لوگوں کو

لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

دگنا عذاب دیا جائے گا یہ لوگ نہ سُن سکتے تھے اور نہ

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

دیکھ سکتے تھے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے کو تباہ کرلیا

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي

اور ان سب کی افترا پردازیاں ان سے گم ہوگئیں۔ لازمی امر ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

خسارہ اُٹھانے والے یہی لوگ ہوں گے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

پابند رہے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کرتے رہے تو ایسے ہی لوگ جنتی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَ

اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں مذکورہ فرقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو اور

الْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع

ایک دیکھتا اور سنتا ہو۔ کیا دونوں کی حالت مساوی ہے۔ پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

سب سُن لو کہ ایسے ظالموں پر اللہ کی پھٹکار اور لعنت ہو (۱۸) یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ سے روکا کرتے تھے اور اس تلاش اور کوشش میں رہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ کو ٹیڑھا ثابت کردیں اور یہی ہیں جو آخرت کے بھی منکر تھے ؛ یعنی خدا پر جھوٹے جھوٹے بہتان باندھنے والوں کا قیامت میں یہ حشر ہوگا کہ سب کے روبرو ان کے کارناموں کو ظاہر کرتے ہوئے اعلان کیا جائے کہ یہ ظالم اللہ کی راہ یعنی دینِ اسلام سے روکتے تھے اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ دینِ اسلام میں کجی اور شکوک و شبہات پیدا کر کے لوگوں کو اس دین کی اطاعت سے روکیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی، خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں ۱۲

وقف

(۱۹) یہ لوگ تمام روئے زمین پر کہیں بھاگ کر خدا کو تھکا نہیں سکتے اور عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار ہوا ان لوگوں کو دوسروں کے مقابلے میں دوگنی سزا دی جائیگی، یہ لوگ تعصب کی وجہ سے نہ حق بات سُن سکتے تھے نہ بغض و عناد کی وجہ سے راہِ حق کو دیکھ سکتے تھے ؛ یعنی جتنی شرارت زیادہ اتنا ہی عذاب زیادہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ پر جھوٹ بولنا کہاں سے لائے غیب سے سُن آتے تھے نہ غیب کو دیکھتے تھے ۱۲ (۲۰) یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے کو تباہ و برباد کرلیا اور ان کی سب افترا پردازیاں ان سے گم اور غائب ہوگئیں ؛ یعنی نقصان ہی نقصان ہوا اور وہ معبودانِ باطلہ کہ جن کی پرستش کیا کرتے تھے وہ سب کہیں غائب ہوگئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں گم ہوگئے ۱۲ (۲۱) لازمی امر ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان اٹھانے والے یہی لوگ ہوں گے (۲۲) بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور اپنے رب کی طرف دل سے جھکے رہے اور عاجزانہ روش اختیار کی تو ایسے ہی لوگ اہلِ جنت ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے (۲۳) ان دونوں مذکورہ فریقوں کا فرق اور مومنوں کی مثال ایک اندھا بھی اور بہرہ بھی اور ایک دیکھتا بھی اور سنتا بھی کیا دونوں حالت میں برابر اور مساوی ہیں کیا تم اس فرق اور تفاوت سے نصیحت نہیں پکڑتے ؛ یعنی اندھے اور بہرے کے بہرے اور سننے میں بڑا فرق ہے بس یہی فرق دینِ حق کے منکر اور دینِ حق کو قبول کرنیوالے میں ہے (۲۴)

ع ۲
۱٦
۲

اور بلاشبہ ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا انھوں نے اپنی قوم سے کہا میں تم کو صاف صاف ڈرانیوالا ہوں :- یعنی واضح اور صاف طور پر ڈراتا ہوں (۲۵) کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تم کسی کی عبادت نہ کرو

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٢٥﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اسکی قوم کیطرف رسول بنا کر بھیجا اس نے کہا میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اور یہ سمجھاتا ہوں کہ تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ بلاشبہ میں تمہارے متعلق ایک دردناک دن کے عذاب سے

يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا

ڈرتا ہوں۔ اس پر اُس کی قوم کے اُن سرداروں نے جو کافر تھے یوں کہا ہم تو تجھ کو اپنا ہی جیسا

نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ

ایک آدمی دیکھتے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ تیرے پیرو ہوئے ہیں وہ صرف ہمارے ہاں کے چند

هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

رذیل ہیں جو سطحی رائے سے تیرے پیرو ہوگئے ہیں اور ہم تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری بھی

فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ

نہیں پاتے بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ نوح نے کہا اے میری قوم بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی جانب سے

كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ

ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور اُس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت یعنی نبوت عطا فرمائی ہو

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿٢٨﴾

پھر اُسکی حقیقت تمہاری آنکھ سے پوشیدہ کر دیگئی ہو تو کیا ہم زبردستی اس رحمت کو تم سے چمٹا دیں اور تم اس سے نفرت کرتے ہو

وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَ

اور اے میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ مال نہیں طلب کرتا میرا اجر تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے

مَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي

اور نہ میں اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اپنے پاس سے ہٹانے والا ہوں کیونکہ وہ سب اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں مگر میں تم کو

أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٩﴾ وَيَا قَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ

دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہلانہ باتیں کر رہے ہو۔ اور اے میری قوم اگر میں ان غریب ایمان والوں کو

یقین جانو کہ میں تمہارے متعلق ایک دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں :- یعنی اگر شرک سے باز نہ آؤ گے تو تم پر مجھے ایک دردناک دن کے عذاب کا ڈر ہے خواہ وہ قیامت کا دن ہو یا دُنیا میں طوفان کے عذاب کا دن ہو (۲۶) اس پر اُس کی قوم کے اُن سرداروں نے جو کفر کے خوگر تھے اور کافرانہ روش رکھتے تھے حضرت نوح سے کہنے لگے ہم تو تجھ کو اپنا ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ تیرے پیرو ہوگئے ہیں وہ صرف ہمارے ہاں کے چند رذیل اور کمین لوگ ہیں جو بلا غور و فکر کے محض سطحی رائے سے تیرے پیرو ہوگئے ہیں اور ہم تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری اور اپنے سے کوئی بات زیادہ بھی نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں :- یعنی قوم کے چودھریوں نے تین اعتراض کئے ایک یہ کہ تم ہم ہی جیسے بشر ہو اور بشر نبی نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ اگر پیرو اور متبعین کی کثرت کو دلیل ٹھیراؤ تو کوئی شریف اور سمجھدار تمہارا پیرو نہیں صرف غیر شریف اور کمین لوگ تمہارے پیرو ہیں رذیل لوگ اول تو پہلے ہی موٹی عقل کے ہوتے ہیں غور و فکر کا مادہ کم ہوتا ہے پھر وہ بھی بغیر سوچے سمجھے ظاہری رائے سے تم پر ایمان لے آئے ہیں۔ محض چند بے وقوفوں کا پیرو بن جانا کوئی حجت اور دلیل نہیں تیسرے یہ کہ تم مسلمانوں میں کوئی بات ہم اپنے سے زیادہ نہیں دیکھتے تم میں کوئی خاص امتیاز نہیں اسلئے تمہاری رائے کو صحیح نہیں مانتے بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا اور کاذب سمجھتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوپر کی عقل سے یعنی پہلی ہی نظر میں ۱۲ (۲۷) حضرت نوحؑ نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن اور واضح دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت یعنی نبوت عطا فرمائی ہو اور مجھ کو اپنی نبوت سے نوازا ہو پھر وہ نبوت تمہاری آنکھ سے پوشیدہ اور اوجھل ہوگئی ہو اور تم کو نہ سوجھتی ہو تو کیا ہم زبردستی اس رحمت کو تم سے چمٹا دیں اور تمہارے گلے منڈھ دیں حالانکہ تم اس سے نفرت ہی کرتے رہو اور اسکو بُرا ہی سمجھتے رہو :- یعنی تم مال و دولت اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کو نبوت کی دلیل سمجھتے ہو حالانکہ نبوت بلندیٔ اخلاق، اعلیٰ تعلیم اور خدا کی رحمت کا نام ہے کہ تم کو دکھائی نہیں دیتی کیونکہ غور نہیں کرتے تو اس نبوت کا اقرار زبردستی تو نہیں کرایا جا سکتا اور اقرار نبوت کو تمہارے گلے تو نہیں منڈھا جا سکتا (۲۸) اور اے میری قوم آنا تو سوچو کہ میں تم سے اس دین کی تبلیغ پر کچھ مال طلب نہیں کرتا میرا اجر و ثواب تو بس اللہ ہی کے ذمے ہے اور نہ میں ان لوگوں کو

جو ایمان لائے ہیں اپنے پاس سے نکالنے والا اور ہٹانے والا ہوں کیونکہ وہ سب اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور پروردگار کی حضور میں حاضر ہونیوالے ہیں لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہلانہ باتیں کرتے ہو اور خواہ مخواہ کی جہالت کرتے ہو :- یعنی اس دعوائے نبوت سے اگر دنیا ہوتی تو میں تم سے مال طلب کرتا ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہنکانا اور نکالنا میں نہیں کر سکتا کیونکہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے (۲۹)

اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ

ہٹادوں تو خدا کی گرفت کے مقابلہ میں میری کون مدد کرے گا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ۔ اور میں تم سے یہ نہیں کہتا

عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں

اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ

غیب کی تمام باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہ میں حقیر ہیں اُن کے

يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ

متعلق میں تمہاری طرح یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اُن کو کوئی بھلائی نہیں دیگا انکے ما فی الضمیر کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

اگر میں ایسی کوئی بات کہوں تو یقیناً میں اُس وقت بے انصافوں میں سے ہو جاؤں ۔ اس پر اُنھوں نے کہا اے نوح تونے ہم سے

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

جھگڑا اور بحث و مباحثہ تو بہت کچھ کر لیا بس اب تو جس دھمکی آمیز چیز کا ہم سے وعدہ کیا کرتا ہے اسکو ہم پر لے آ اگر تو اپنی اس بات میں سچا ہے

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ

نوح نے کہا اس کو تو خدا ہی تم پر لائیگا اگر اُس نے چاہا اور تم کہیں بھاگ کر اُس کو

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ

تھکا نہ سکو گے ۔ اور میں خواہ تمہاری کتنی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں میری خیر خواہی تم کو نفع

اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ

نہیں پہنچا سکتی اگر اللہ ہی کو یہ منظور ہو کہ وہ تم کو بے راہ رکھے وہی تمہارا مالک ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۔ کیا کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن پیغمبر نے گھڑ لیا ہے آپ کہہ دیجئے اگر

افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

میں نے قرآن کو از خود بنا لیا ہے تو میرا گناہ مجھ ہی پر واقع ہوگا اور میں ان جرائم سے جن کا تم ارتکاب کرتے رہتے ہو بری الذمہ ہوں ۔

بولے میری قوم اگر میں ان غریب ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکال دوں اور ہٹا دوں تو اللہ تعالیٰ کی گرفت کے مقابلہ میں میری کون مدد کریگا اور مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچائیگا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافروں نے مسلمانوں کو رذالا ٹھیرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں بات سنیں فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا جب اس سے ملیں گے میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ تعالیٰ سے کون چھڑاوے مجھ کو اور رذالا ٹھیرایا اس پر کہ وے کسب کرتے تھے کسب بہتر کمائی نہیں اسواسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو ۱۲ (۳۰) اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے میرے پاس ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کی تمام باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں اور جو غریب مسلمان تمہاری نگاہ میں حقیر ہیں اور جن کے اخلاص پر تم کو شبہ ہے ان کے متعلق تمہاری طرح یہ بھی نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز کوئی بھلائی اور ثواب نہیں دے گا ان کے دل میں جو کچھ ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اگر میں ایسی کوئی بات کہوں تو یقیناً میں اس وقت بے انصافوں میں سے ہو جاؤں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں نہیں اور وہ جو اللہ نے مہر کی ہے مجھ پر وہ تمہاری آنکھ سے چھپی ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس کو تم بڑائی سمجھتے ہو وہ میرے پاس نہیں اور جو حقیقی بڑائی ہے وہ تم کو دکھائی نہیں دیتی (۳۱) اس پر انھوں نے کہا اے نوحؑ تو نے ہم سے جھگڑا اور بحث و مباحثہ تو بہت کچھ کر لیا اور بس اب تو جس دھمکی آمیز چیز کا ہم سے وعدہ کیا کرتا ہے اور جس چیز سے ہم کو ڈرایا کرتا ہے اس کو ہمارے سامنے لے آ اگر تو سچ بولنے والوں میں سے ہے اور اپنی بات کا سچا ہے ؛ یعنی عذاب کی جو وعید سنایا کرتے ہو وہ عذاب لے آؤ (۳۲) نوحؑ نے کہا اس عذاب کو تو وہی تم پر لا دے گا اور اللہ تعالیٰ ہی اگر اس کو منظور ہوگا تو وہ لائے گا اور تم کہیں بھاگ کر اُس کو تھکا نہیں سکو گے ؛ یعنی میں تو تبلیغ کرتا ہوں عذاب کا مجھ سے کیا تعلق وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے (۳۳) اور میں خواہ تمہاری کتنی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں میری خیر خواہی تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر اللہ ہی کو یہ منظور ہو کہ وہ تم کو بے راہ رکھے وہی تمہارا مالک ہے اور تم سب کو اُسی کی طرف بازگشت ہے ؛ کسی کی خیر خواہی اور نصیحت جب ہی نافع ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی شامل حال ہو تمہاری نافرمانیوں کے باعث اگر حضرت حق کو تمہاری راہ روی اور ہدایت منظور نہ ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہاں تک جتنے جواب سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کو ہے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا وہ آگے فرمایا (۳۴) کیا کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن پیغمبر نے گھڑ لیا ہے آپ ان سے فرما دیجئے اگر اس قرآن کو میں نے خود بنا لیا ہے اور میں نے خود گھڑ لیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہی واقع ہوگا اور میں ان جرائم سے جن کے تم مرتکب ہوتے ہو بری الذمہ ہوں ؛ یعنی یہ تو کوئی ایسی بات نہیں اگر میں اپنی من گھڑت کو خدا کی طرف منسوب کروں گا تو میں ذمہ دار ہوں گا اور تم طاہر سچ کو جھوٹ کہو گے تو تم ذمہ دار ہو تمہارے گناہوں سے بری الذمہ ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت نوحؑ کی کتاب لائے تھے جو انکی قوم ان سے ایسی بات کہتی ۱۲ خلاصہ یہ کہ رکوع کی آخری آیت کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم سے ہے (۳۵)

ع ۳ / ۱۱ / ۳

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا

اور نوح کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اب تیری قوم میں سے کوئی شخص ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر

مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ

ہاں جو ایمان لا چکے وہ لا چکے سو یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر تو غمگین نہ ہو ۔ اور

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي

ایک کشتی ہماری حفاظت میں اور ہمارے حکم سے تیار کر لے اور ان نافرمان لوگوں کے بارے میں

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَ

مجھ سے کوئی گفتگو نہ کر کیونکہ یہ سب غرق کیے جائیں گے ۔ اور نوح نے کشتی بنانے کا کام شروع کر دیا اور

كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ

جب کبھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو نوح پر ہنستے نوح جواب دیتا کہ اگر

تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۭ فَسَوْفَ

تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ایک دن ہنسیں گے جس طرح تم ہم پر ہنس رہے ہو ۔ اور عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور کس پر دائمی عذاب

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

نازل ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہونچا اور تنور سے پانی اُبلنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا

احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے نر و مادہ کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لے اور اپنے گھر والوں کو بھی مگر جن کی نسبت پہلے سے

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

ہمارا حکم جاری ہو چکا ہے اور انکو بھی سوار کر لے جو ایمان لا چکے ہیں اور نوح کیساتھ سوائے قلیل آدمیوں کے کوئی ایمان نہیں لایا تھا

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ

اور نوح نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس کشتی میں سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور اس کا ٹھیرنا اللہ کے نام کی برکت سے ہے بالیقین میرا

اور حضرت نوحؑ کی جانب یہ وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے اب کوئی نیا شخص ایمان نہیں لائیگا مگر ہاں جو ایمان لا چکے وہ لا چکے لہٰذا جو کچھ وہ کر رہے ہیں اور جن افعال کے یہ لوگ مرتکب ہو رہے ہیں اُس پر غمگین نہ ہو اور کچھ غم نہ کرو ✽ یعنی غم تو جب ہو جب اُمید کے خلاف کوئی بات ہو اور جب کسی اچھی بات کی اُمید ہی نہیں رہی پھر غم کیوں کرو (۳۶) اور ایک کشتی ہمارے روبرو اور ہماری نگرانی میں ہمارے حکم سے تیار کر لو اور ان نافرمانوں اور ظالم لوگوں کی نجات کے بارے میں مجھ سے کوئی گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ سب غرق کیے جائیں گے ✽ یعنی جب ایمان کی توقع ہی ان سے ختم ہو گئی تو اب سفارش بیکار ہے کیونکہ ان کے غرق کا فیصلہ ہو چکا ہے (۳۷) اور نوحؑ نے کشتی بنانے کا کام شروع کر دیا اور کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کے سرداروں کا کوئی گروہ اُن پر گزرتا تو وہ سردار نوح پر ہنستے حضرت نوحؑ فرماتے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنستے ہیں جس طرح تم ہم پر ہنستے ہو ✽ یعنی جب کبھی کوئی جماعت قوم کے رؤسا کی گزرتی تو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر مذاق اُڑاتی تو یہ فرماتے ہم کو بھی تمہارے حال پر اُسی طرح ہنسی آتی ہے جس طرح تم ہنستے ہو ترجمہ میں ہے ہم بھی ایک دن تم پر ہنسیں گے وہ ترجمہ ابن کثیر کی رعایت سے کیا گیا مطلب یہ ہوگا کہ تم آج ہم پر ہنستے ہو ہم کل تمہارے غرق ہوتے وقت تمہاری بے وقوفی پر ہنسیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے یہ ہنستے اُس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور ہنستے ہیں ۔ (۳۸) سو عنقریب تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے ✽ یعنی دنیا میں رُسوا کُن عذاب اور مرنے کے بعد دائمی عذاب کا مستحق کون ہے (۳۹) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم عذاب آ پہونچا اور تنور سے پانی اُبلنے لگا تو ہم نے اس وقت نوحؑ سے فرمایا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے نر و مادہ کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لے اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لے مگر ان کو سوار نہ کرنا جن کی نسبت پہلے سے ہمارا حکم نافذ ہو چکا ہے اور ان کو بھی سوار کر لے جو ایمان لا چکے ہیں اور نوحؑ کے ساتھ بجز قلیل آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا تھا ✽ یعنی جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہونچا اور طوفان شروع ہونے کی جو علامت مقرر تھی وہ ظاہر ہونی شروع ہوئی تو اس وقت ہم نے نوحؑ سے کہا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے جو کار آمد ہیں اور پانی میں زندہ نہ رہ سکتے ہوں ان کا ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد کشتی میں رکھ لو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثناء ان کے جن کے غرق ہونیکا حکم ہو چکا ہے یعنی اہل میں سے جو کافر ہیں ان کو سوار نہ کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی سوار کر لو فار التنور کے مختلف معنی کیے گئے ہیں ہم نے عام معنی لے لیے ہیں بعض نے وجہ ارض کیا ہے یعنی ہر جگہ سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی برسنا شروع ہو گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جس کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے ۔ جن کی اولاد ساری خلقت ہے اور تنور تھا حضرت نوحؑ کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا تھا کہ جب اُس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو ۔ (۴۰) حضرت نوحؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم اس کشتی میں آ رہو جاؤ

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور وہ کشتی ان سب کو لے کر پہاڑ جیسی بلند موجوں میں چلنے لگی اور

نَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا

نوح نے اپنے بیٹے یعنی کنعان کو پکارا اور وہ بیٹا ایک علیحدہ مقام پر تھا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا

وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي

اور کافروں کیساتھ شامل نہ ہو۔ اُس نے جواب دیا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو اس پانی سے

مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ

بچالے گا۔ نوح نے کہا کہ آج اللہ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں مگر ہاں وہ بچ سکتا ہے جس پر خدا ہی رحم کرے

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ

اتنے میں دونوں باپ بیٹوں کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ لڑکا ڈوبنے والوں میں ہوگیا۔ اور حکم دیا گیا کہ

يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَ

اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان رُک جا اور پانی کم کر دیا گیا۔ اور

قُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا

کام پورا کر دیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری اور کہا گیا کہ کافر لوگ

لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ

رحمت سے دُور ہوں۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور یوں کہا اے میرے رب یہ

ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ

میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں کا

الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ

بڑا حاکم ہے خدا نے کہا اے نوح یہ بیٹا تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے کام

غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ

ناشائستہ ہیں مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست نہ کر جس کی تجھ کو خبر نہ ہو میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں

اور ڈوبنے کا اندیشہ نہ کرو اس کشتی کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت سے ہے یقیناً میرا پروردگار بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی سب مسلمان کشتی میں سوار ہوگئے (۴۱) اور وہ کشتی ان سب کو لیکر پہاڑ جیسی اونچی اونچی موجوں میں چلنے لگی اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا وہ کشتی سے علیحدہ مقام پر کھڑا تھا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہوجا اور کافروں کیساتھ شامل نہ ہو اور کافروں میں سمت ہو (۴۲) بیٹے کنعان نے جواب دیا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو اس پانی سے بچالے گا حضرت نوحؑ نے کہا آج اللہ تعالیٰ کے قہر اور اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں مگر ہاں وہ بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور دونوں باپ بیٹوں کے درمیان اتنی دیر میں ایک موج حائل ہوگئی اور وہ لڑکا غرق شدگان میں سے ہوگیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے تھے کہ پرندے کا بچاؤ نہ تھا (۴۳) جب سب لوگ غرق ہوچکے تب حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور جذب کرلے اور اے آسمان تھم جا اور پانی کم کر دیا گیا اور گھٹ گیا اور جو کام ہونے والا تھا وہ پورا ہوچکا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری اور کہا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور ہوں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے کے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے وہ پہاڑ ملک شام میں ہے ؛ (۴۴) اور حضرت نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اے میرے پروردگار یہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں کا بڑا حاکم اور بڑی قدرت والا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن یا نجات میں ؛ خلاصہ یہ کہ کنعان کے بارے میں دو احتمال تھے یا تو نوح علیہ السلام اسکو مسلمان سمجھتے تھے یا مسلمان نہ سمجھتے تھے مگر اہل کے مستثنیٰ ہونے کو یہ سمجھتے ہوں کہ اہل کو نجات ہوگی خواہ وہ کوئی بھی ہو مسلمان سمجھتے تھے اور غرق کے بعد دعا کی تو محض تحقیق مطلوب تھی اور اگر مسلمان نہیں سمجھتے تھے تو پکار کا یہ مطلب ہوگا کہ اس کا غرق تو اپنی جگہ صحیح ہے لیکن تو چاہتا تو اس کو ایمان دے دیتا اور وہ بھی نجات پانے والوں میں سے ہوجاتا بہرحال جو کچھ فرمایا وہ ظاہر ہے کہ بیٹے کی بحث میں عرض کیا اور اصل معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کی اس پر ارشاد ہوا (۴۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یہ بیٹا تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اسکے عمل ناشائستہ ہیں مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست نہ کر جس کی تجھ کو خبر نہ ہو میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ

الربع

تو نادانوں میں سے نہ بن اور کہیں تو نادانوں میں شامل نہ ہو جائے ؛ یعنی تیری اہل نہیں کہ اس کے اعمال صحیح نہ تھے بلکہ کفر پیشہ تھے یا یہ بات کہ وہ من سبق علیہ القول میں داخل ہے اور اس کی قسمت میں ایمان نہیں ایمان نہیں تو نجات نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ ہو دیکھنے پوچھنے کی پھر پوچھے ۰ (۴۶) نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں

أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ

کہیں تو نادانوں میں شامل نہ ہو جائے ۔ نوحؑ نے کہا اے میرے رب میں اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ

أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن

میں آئندہ کسی ایسی بات کی درخواست کروں جسکی حقیقت مجھے معلوم نہ ہو اور اگر تو مجھے معاف نہیں کریگا اور مجھ پر رحم نہیں کریگا تو میں بڑے

مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ

زیاں کاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ حکم دیا گیا اے نوحؑ ہماری سلامتی اور ہماری وہ برکتیں

عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

لیکر پہاڑ سے نیچے اُتر جو تجھ پر اور اُن جماعتوں پر جو تیرے ساتھ ہیں نازل ہوتی رہیں گی اور بہت جماعتیں ایسی بھی ہوں گی جنکو ہم تھوڑے

يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ

دنوں سود مند رکھیں گے پھر ہماری جانب سے اُن پر دردناک عذاب واقع ہوگا۔ اے پیغمبر یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے بعض خبریں ہیں

نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ

جنکو ہم آپکی جانب وحی کے ذریعہ سے پہنچاتے ہیں ان واقعات کو ہمارے بتانے سے پہلے نہ تو آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپکی قوم ان سے واقف تھی

هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ

سو آپ صبر کیجئے۔ اور یقین جانئے کہ پرہیزگاروں ہی کا انجام بہتر ہے۔ اور ہم نے عاد کی طرف

أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ

اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا ہودؑ نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اُسکے سوا تمہارا کوئی معبود

غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ

نہیں ہے تم سب خدا پر محض بہتان باندھ رہے ہو۔ اے میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر

عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا

کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف اُس اللہ ہی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے کیا تم اتنی بات بھی

تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا

نہیں سمجھتے۔ اور اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر آئندہ کے لئے اُس کی بارگاہ میں

اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ کسی ایسی بات کی درخواست کروں جس کی حقیقت کا مجھے علم نہ ہو اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں بڑے نقصان اٹھانیوالوں اور زیاں کاروں میں سے ہو جاؤں گا ؛ یعنی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جس کی مجھ کو خبر نہ ہو وہ طلب کروں یا جس کی حقیقت معلوم نہ ہو ایسا سوال کروں میری مغفرت کردے اور رحم فرما۔ اگر تو بخشش نہ فرمائے گا اور رحم نہیں کرے گا تو میں کہیں کا بھی نہ رہوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت نوحؑ نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہیں کروں گا کہ اس میں دعوائے نکلتا ہے بندے کا کیا مقدور ہے چاہیئے کہ اس کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو (۴۷) نوحؑ کو حکم دیا گیا کہ اے نوحؑ ہماری سلامتی اور وہ برکتیں لیکر پہاڑ سے نیچے اُتر جو تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو تیرے ساتھ ہیں نازل ہوتی رہیں گی اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہوں گی کہ ہم ان کو دنیا میں چند روزہ سود مند اور خوش عیش رکھیں گے پھر ہماری جانب سے ان پر سخت عذاب واقع ہوگا اور ان کو دردناک سزا پہنچے گی ؛ یعنی طوفان ختم ہونے کے بعد جب زمین چلنے پھرنے کے قابل ہوئی تو حکم دیا گیا کہ جودی پہاڑ سے نیچے اترو اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور اس کی برکتیں آئندہ بھی مسلمانوں پر اُترتی رہیں گی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جنکو دنیا میں ہم کچھ دنوں فائدہ اٹھانیکا موقع دیدیں گے لیکن آخرت میں ہماری جانب سے دردناک سزا ان کو ملے گی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے تسلی فرما دی کہ پھر ساری قوم نوعِ انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہوں گے ۰ (۴۸) اے پیغمبر یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے بعض خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی جانب وحی کرتے ہیں اور وحی کے ذریعہ آپ کو پہنچاتے ہیں ان واقعات کو ہمارے بتانے سے قبل نہ تو آپ ہی جانتے تھے نہ آپ کی قوم ہی ان کو جانتی تھی اور نہ ان واقعات سے واقف تھی آپ منکروں کے مقابلہ میں صبر اور برداشت سے کام لیجئے اور یقین رکھئے کہ پرہیزگاروں ہی کا انجام بہتر ہے اور آخر ڈرنیوالوں ہی کا بھلا ہے ؛ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب وحی ہونا جو دلیل ہے نبوت کی اور آپکو انجام میں کامیابی کا اظہار فرمایا گویا آپ کی نبوت کا علاج بھی اور آپکو تسلی بھی (۴۹) اور ہم نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی حضرت ہودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہودؑ نے کہا اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں اور نہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود ہونے کے قابل ہے تم غیر اللہ کو اس کی عبادت میں شریک کرکے محض اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہو (۵۰) اے میری قوم میں تم سے اس دین حق کی تبلیغ پر کوئی اجرت اور معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس اللہ تعالیٰ پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور بالکل ہی عقل سے کام نہیں لیتے ؛ حضرت ہودؑ نے توحید کی تبلیغ فرمائی تو عام کفار کی طرح انکی قوم نے بھی جواب دیا ہوگا اس پر حضرت ہودؑ نے اجرت کی نفی فرمائی اور اجر کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ بتایا اور فطرنی کہہ کر اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا اظہار کیا کہ اسنے عدم محض سے مجھ کو پیدا کیا (۵۱)

ع ۴

اور اے میری قوم تم اپنے پروردگار سے بخشش اور مغفرت طلب کرو پھر آئندہ کے لئے بھی اُس کی بارگاہ میں رجوع کرو تم پر وہ خوب مینہ برسائے گا اور لگاتار بارشیں آسمان سے برسائے گا اور تمہیں قوت دیکر تمہاری طاقت و قوت میں ترقی دے گا اور گناہ گار رہ کر ایمان سے روگردانی نہ کرو :: یعنی شرک و کفر سے توبہ کرو اور ایمان لے آؤ اور عبادت کیسا تھ متوجہ رہو۔ پس ایمان و عمل صالح کی برکت سے رزق کی کشائش بھی ہوگی اور جسمانی قوت کیساتھ رُوحانی قوت بھی پیدا ہوگی اور مجرم رہ کر پیٹھ پھیروگے تو سزا کے مستحق ہو گے (۵۲) قوم کے لوگوں نے ہودؑ کی تقریر سن کر جواب دیا اے ہود تو نے ہمارے سامنے توحید اور اپنی رسالت پر کوئی دلیل تو پیش نہیں کی

اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى

رجوع کرو وہ تم پر لگاتار مینہ برسائے گا اور تمہیں قوت دے کر تمہاری طاقت میں مزید

قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

اضافہ کرے گا اور گنہگار بن کر ایمان سے رُوگردانی نہ کرو۔ اُنھوں نے جواب دیا اے ہودؑ تو ہمارے پاس کوئی

بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا

دلیل لیکر تو آیا نہیں اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور نہ

نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ

تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود نے تجھ کو بُری طرح

اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ

جنون میں مبتلا کر دیا ہے ہودؑ نے کہا میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی اس بات پر گواہ رہو کہ جنکو تم خدا کے سوا عبادت میں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا

شریک کرتے ہو میں ان سے سخت بیزار ہوں۔ سو تم سب مل کر میرے حق میں جو بُرائی کر سکتے ہو وہ کر گزرو

ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ

اور مجھ کو ذرا مہلت نہ دو۔ یقیناً میں نے تو اُس اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی

مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي

جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں اُن سب کی پیشانی کے بال اُس نے پکڑ رکھے ہیں یعنی سب اس کے قبضہ میں ہیں۔ بیشک میرا رب

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٦﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ

سیدھی راہ پر ہے۔ تم اگر اب بھی اعراض کرتے رہو گے تو جو پیغام تمہارے لئے دیکر مجھے بھیجا گیا تھا وہ میں

اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا

تم کو پہنچا چکا اور میرا رب تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو آباد کر دے گا اور تم اسکو

تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْــــًٔـا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٥٧﴾

کچھ بھی ضرر نہ پہونچا سکو گے۔ بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

اور ہم فقط تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں :: یعنی انھوں نے عناداً کہا کہ دلیل تو کوئی تیرے پاس ہے نہیں اب فقط تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کی عبادت نہ تو ترک کریں گے اور نہ تیرے رسول ہونے کو مانیں گے (۵۳) ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود نے تجھ کو بُری طرح جھپٹ لیا ہے اور کسی خرابی میں مبتلا کر دیا ہے ہودؑ نے فرمایا تم جو یہ کہتے ہو کہ تمہارے معبودوں میں سے کسی نے مجھ کو جنون میں مبتلا کر دیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں اور تم بھی اس بات پر گواہ رہو کہ ان تمام چیزوں سے میں بالکل بیزار ہوں جن کو تم نے خدا کے سوا عبادت میں شریک کر رکھا ہے :: یعنی مجھ کو جھپیٹا یا جنون یا آسیب کا اثر ہو گیا ہے تو تم سے صاف طور پر کہتا ہوں اور خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی سُن کر گواہ ہو جاؤ کہ میں ان معبودوں سے بالکل بے زار ہوں جن کو تم خدا کے سوا انکی عبادت میں شریک کرتے ہو (۵۴) اب اگر ان بتوں میں کچھ قوت ہے تو تم اور وہ سب مل کر میرے ساتھ جو بُرائی کر سکتے ہو اور جو دُکھ میرے خلاف کر سکتے ہو وہ کر گزرو اور مجھ کو ذرا مہلت نہ دو (۵۵) یقیناً میں نے تو اس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر رکھا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے بھی روئے زمین پر چلنے والے ہیں ان سب کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے اور انکی پیشانی کے بال اس نے پکڑ رکھے ہیں بلاشبہ میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے :: یعنی جو کچھ تم سے کیا جائے وہ تم بھی اور تمہارے بت بھی میرے ساتھ کر گزرو میں نے تو اللہ تعالےٰ پر توکل کر رکھا ہے جس کا ہر ذی روح پر قبضہ ہے پیشانی کے بال جب کسی کے پکڑ لئے جائیں تو مراد اس سے قبضہ ہوتا ہے یہ بھی نبوت کی ایک دلیل ہے کہ ایک اکیلا شخص تمام قوم کو چیلنج کر دے۔ نبی کے علاوہ کون ایسا کر سکتا ہے سیدھی راہ اسلام ہی کی راہ ہے اس پر چلنا ہی پروردگار سے وصال کا موجب ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اُس سے ملے (۵۶) پھر اگر اس صاف بیان کے بعد بھی تم دین حق سے پھرے رہو گے اور اعراض کرتے رہو گے تو میں کیا کر سکتا ہوں میں تو جو پیغام تمہارے لئے دیکر بھیجا گیا تھا وہ تم کو میں نے پہونچا دیا اور میرا رب تمہاری بجائے کسی اور قوم کو تمہارا قائم مقام اور جانشین کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے بالیقین میرا پروردگار ہر شی پر نگہبان اور ہر چیز کی نگہداشت کرنیوالا ہے :: یعنی اگر تم اپنی حرکات سے باز نہ آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور یہ نہ سمجھو کہ اس کو خبر نہیں وہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ ضمیر کے مرجع میں دو قول تھے۔ شاہ صاحبؒ نے ایک کو اختیار کر لیا۔ (۵۷)

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور جب ہمارا حکم آ پہونچا تو ہم نے ہودؑ کو اور اُس کے ہمراہی ایمان والوں کو اپنی رحمت سے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ

بچا لیا اور ان کو سخت عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور یہ تھی

عَادٌ ڗ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ

قوم عاد جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور خدا کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش مخالف و

كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٥٩﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ

معاند کے کہنے پر چلتے رہے۔ اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لازم کردی گئی اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

قیامت کے دن بھی آگاہ رہو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سُن لو رحمت سے دور کردیئے گئے عاد

قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

جو ہودؑ کی قوم تھے۔ اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ صالحؑ نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ

تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اس نے تم کو زمین کی

الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

مٹی سے پیدا کیا اور تم کو اس زمین میں آباد کیا سو تم اس خدا سے اپنے گناہ بخشواؤ اور آئندہ بھی اسی کی جانب

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

متوجہ رہو بلاشبہ میرا رب نزدیک ہے اور دعا کا قبول کرنیوالا ہے انھوں نے جواب دیا اے صالحؑ اس بات سے پہلے تو

فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ

تو ہم میں ایسا تھا کہ تجھ سے بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں کیا تو ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کی عبادت ہمارے

اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾

بڑے کرتے چلے آئے ہیں اور جس دین کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اُسکے متعلق ہم بڑے تردد انگیز شبہ میں پڑ گئے ہوئے ہیں

جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہونچا اور تیز ہوا کا عذاب نازل ہوا تو ہم نے حضرت ہود علیہ السلام کو اور اس کے ہمراہی مسلمانوں کو اپنی رحمت اور عنایت سے بچا لیا ⁂ یعنی جو بھی تھوڑے بہت مسلمان ایمان لائے تھے وہ ہود علیہ السلام عذاب غلیظ سے بچالئے گئے۔ ظاہر ہے کہ منکر سب ہلاک ہوگئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کاڑھی ماردی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے ١٢ خلاصہ یہ ہے کہ یہاں مفسرین کے دو قول تھے شاہ صاحبؒ نے بلا ترجیح دونوں کو نقل کردیا (٥٨)

اور یہ تھی قوم عاد جنھوں نے اپنے رب کے دلائل اور احکام کا انکار کیا اور خدا کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش مخالف و معاند اور ہر ظالم و ضدی کے کہنے پر چلتے رہے ⁂ چونکہ ایک رسول کی مخالفت سب رسولوں کی مخالفت کو مستلزم ہے اس لئے رسول کی جمع فرمائی (٥٩) اس نافرمانی کا انجام یہ ہوا کہ اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لازم کردی گئی اور ان کے ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی لعنت ان کیساتھ رہے گی آگاہ ہو اور سُن لو قوم عاد نے اپنے رب کی نافرمانی کا ارتکاب کیا خوب سُن لو رحمت سے دُور کردیئے گئے عاد جو ہودؑ کی قوم تھے ⁂ یعنی یہ عاد جن کا ذکر ہوا یہ لوگ ہود کی قوم تھے جو ہمیشہ کے لئے رحمت سے دُور کردیئے گئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے ١٢ آٹھویں پارے میں بھی حضرت ہود کے قصے کی تفصیل گزر چکی ہے (٦٠)

اور ہم نے قبیلۂ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو رسول بناکر بھیجا حضرت صالح نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں ہے اور نہ کوئی دوسرا معبود ہونے کے قابل ہے اس نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اُس نے تم کو زمین میں آباد کیا لہٰذا تم اپنے گناہ اُس سے بخشواؤ اور جو شرک تم کررہے ہو اس کی معافی طلب کرو اور آئندہ بھی ایمان لانے کے بعد عبادت اور نیک اعمال کے ساتھ اسی کی جانب متوجہ رہو بلاشبہ میرا پروردگار قریب اور نزدیک ہے اور توبہ کرنیوالے کی توبہ قبول کرنیوالا ہے ⁂ یعنی شرک سے توبہ کرو اور عبادت کرتے رہو کہ یہی اُس کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ زمین کی مٹی سے پیدا کیا یعنی مٹی اور خاک انسانی مادے میں جزو اعظم ہے پھر آباد بھی یہیں کیا یعنی وہی خالق اور وہی پروردگار ہے جو اس کی جانب متوجہ ہو تو وہ قریب ہے اور جو اس سے گناہ معاف کرائے تو وہ مجیب ہے (٦١) ان کی قوم کے افراد نے جواب دیا اے صالح اس سے پہلے تو ایسا تو ہونہار اور ہوشیار تھا کہ ہم کو تجھ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں کیا تو ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا اور بڑے بوڑھے کرتے چلے آئے ہیں اور جس دین کی طرف تو ہم کو بلارہا ہے اُس دین کی طرف سے ہم بڑے تردد انگیز شبہ میں پڑے ہوئے ہیں ⁂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تجھ سے ہم کو امید تھی یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادا کی راہ روشن کرے گا تو لگا مٹانے ١٢ خلاصہ یہ کہ شروع شروع میں تو بہت اچھا معلوم ہوتا تھا اور تجھ سے اُمیدیں وابستہ تھیں مگر تو تو جوان ہونے کے بعد نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور بڑوں کی رسموں کو مٹانے لگا تو ایسا نہ کر (٦٢)

ع ١١ ٥ ٥

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

صالح نے کہا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور

اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ

اُس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت یعنی نبوت عطا کی ہو پھر اگر میں ہی اُس کی نافرمانی کرنے لگوں تو اُس کی گرفت کے مقابلہ میں وہ کون ہے جو

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ

میری مدد کر سکے سو تم اس قسم کی باتوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرا نقصان بڑھانے کے درپے ہو۔ اور اے میری قوم یہ اُونٹنی ہے

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

اللہ کی جو تمہارے لئے ایک معجزہ ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو کسی قسم کی بُرائی پہنچانے کی

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا

غرض سے چھونا بھی نہیں ورنہ تم کو فوری عذاب آلے گا ۔ آخر کار قوم کے لوگوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

صالح نے کہا تم تین دن اپنے گھروں میں اور زندگی گزار لو یہ وعدہ ہے جس میں

مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بالکل جھوٹ نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آ پہونچا تو ہم نے صالح کو اور اس کے ہمراہی ایمان والوں کو

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اپنی رحمت وعنایت سے بچا لیا اور اُس دن کی بڑی رسوائی سے محفوظ رکھا بیشک آپ کا رب ہی

الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

کمال قوت اور کمال عزت کا مالک ہے۔ اور ان ظالموں کو ایک ہولناک آواز نے آ پکڑا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

جس سے وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے ۔ گویا یہ لوگ کبھی ان گھروں میں

فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ ع

بسے ہی نہ تھے آگاہ ہو قوم ثمود نے اپنے رب کی نافرمانی کی خوب سن لو رحمت سے دور کئے گئے ثمود۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت یعنی نبوت عطا فرمائی ہے پھر اگر میں ہی تبلیغ کو ترک کر کے اس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں جیسا کہ تم مجھ کو کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی گرفت کے مقابلے میں وہ کون ہے جو میری مدد کر سکے سو تم اس قسم کی باتوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرا نقصان ہی بڑھانے کے درپے ہو یعنی توحید کی تبلیغ سے روکتے ہو حالانکہ وہ تو ایک نبی کا فریضہ ہوتا ہے اس نے مجھ کو نبوت عطا فرمائی اگر میں تمہارا کہنا مان لوں تو مجھ کو سوائے نقصان کے اور کیا ملے گا (٦٣) انھوں نے نبوت کے ثبوت کے لئے جو معجزہ طلب کیا اس پر حضرت صالحؑ نے فرمایا اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے ایک معجزہ اور دلیل بنا کر ظاہر کی گئی ہے سو تم اس کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اس کو کسی قسم کی برائی پہنچانے کی نیت سے چھونا بھی نہیں اور ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ تم کو فوری عذاب آلے گا اور دیر نہ لگے گی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت صالحؑ سے قوم نے معجزہ مانگا حق تعالیٰ نے اُن کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اُسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا حضرت صالحؑ نے فرمایا اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ۱۲ (٦٤) آخر کار قوم کے لوگوں نے باوجود سمجھا دینے کے اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اسکو مار ڈالا اس پر حضرت صالحؑ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں تین دن اور زندگی گزار لو اور تین دن اور بسر کر لو اور زندگی سے فائدہ حاصل کر لو تین دن کے بعد عذاب آتا ہے اور چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے یہ ایسا وعدہ ہے جس میں بالکل جھوٹ نہیں ؛ یعنی اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارتکاب کیا تو حضرت صالح نے فرمایا یہ معجزہ تمہارے کہنے سے تم کو دیا گیا تھا تم نے ہی اس کو ختم کر دیا اب تین دن کے بعد دیکھنا کیا ہوتا ہے (٦٥) پھر جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہونچا تو ہم نے صالحؑ کو اور اس کے ہمراہی ایمان والوں کو اپنی رحمت وعنایت سے بچا لیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے محفوظ رکھی یقیناً آپ کا پروردگار کمال قوت اور کمال عزت کا مالک ہے ؛ یعنی قوت والا اور غلبہ والا ہے (٦٦) اور ان ظالموں کو ایک ہولناک آواز اور ایک خوفناک چیخ نے آ پکڑا جس سے وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے (٦٧) اور ان کی یہ حالت ہو گئی گویا یہ لوگ ان گھروں میں جیسے کبھی بسے ہی نہیں تھے اور کبھی ان گھروں میں رہے ہی نہ تھے سُن لو قوم ثمود نے اپنے رب کی نافرمانی کی خوب سُن لو رحمت سے دور کئے گئے ثمود اور رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے جس ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو سوتے پڑے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ آٹھویں پارے میں رجفہ فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ بھی آیا اور ہولناک آواز بھی ہوئی (٦٨)

ع ٦ ٨ ٦

اور بیشک حضرت ابراہیمؑ کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے خوش خبری لیکر آئے انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ان کو سلام کیا پھر حضرت ابراہیمؑ بغیر کسی تاخیر کے ایک تلا ہوا بچھڑا لے آئے ؛؛ خوش خبری لائے حضرت اسحاقؑ کی حضرت ابراہیمؑ سمجھے مہمان ہیں حالانکہ وہ فرشتے تھے انسانی شکل میں آئے تھے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے کئی فرشتے تھے قوم لوطؑ پر جاتے تھے ہلاک لیکر اول حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کی بی بی سے بیانہ تھا اول حضرت ابراہیمؑ نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ بچھڑا تلا ہوا تھا یا دستور کے موافق گرم پتھر پر اس کا گوشت بھونا گیا تھا (۶۹) سو جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کو اجنبی سمجھا اور متوحش ہوئے اور دل میں ان سے ڈرے انھوں نے کہا اے ابراہیم ہم سے ڈرو نہیں ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں جو لوطؑ کی قوم کے لئے بھیجے گئے ہیں ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان کیساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ۱۲ خلاصہ یہ کہ دستور کے موافق جب کوئی مہمان کھانا نہ کھاتا تھا یا کوئی مخالف بن کر آتا تھا اور وہ کھانا نہ کھاتا تھا تو کھانا نہ کھانا ایک پہچان تھی اپنے پرائے کی اسلئے خطرہ محسوس کیا یا اپنی روحانیت کے باعث اُن کے پاس عذاب کا حکم محسوس کیا اس لئے ڈرے ہوں، اسی طرح فرشتوں نے اُن کے دل کا ڈر سمجھا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے یا روحانی کشف سے (۷۰) اور ابراہیمؑ کی بیوی جو وہیں کھڑی ہوئی تھی ان باتوں کو سُن کر ہنسی تو ہم نے اس عورت کو اسحاقؑ کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوبؑ کی بشارت دی ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس کے ڈر کے دور ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑی حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سُنائیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ بیٹے اور پوتے کی خوشی سُنائی یہ بیوی حضرت سارہؑ تھیں اُن کو اولاد کی بڑھاپے کے باعث اُمید بھی نہ رہی تھی (۷۱) اس عورت نے یہ بشارت سُن کر کہا ارے ہے کیا میرے ہاں اولاد ہوگی اور میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہو چکی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں واقعی اس عمر میں اولاد کا ہونا بڑی عجیب سی شی ہے ؛؛ یعنی میں بڑھیا یہ بڈھے اس بڑھاپے میں اولاد کا ہونا یقیناً تعجب خیز ہے (۷۲) فرشتوں نے کہا کیا تو خدا کی قدرت اور اسکے کام میں تعجب کرتی ہے اے ابراہیم کے گھرانے والو! تم پر تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور انواع و اقسام کی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ جملہ صفات سے متصف اور بڑی بزرگی کا مالک ہے (۷۳) پھر جب حضرت ابراہیمؑ کا وہ خوف زائل ہو گیا جو فرشتوں کے کھانا نہ کھانے سے ان کے دل میں پیدا ہوا تھا اور ان کو خوش خبری اور بشارت بھی مل گئی کہ ان کے ہاں حضرت سارہؑ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا تو اس نے ہم سے لوطؑ کی قوم کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا ؛؛ یعنی جب اطمینان ہو گیا تو لوطؑ کی قوم کے متعلق سفارش کرنے لگے یہ سفارش چونکہ اصرار کیساتھ کر رہے تھے اسلئے اس سفارش کو مجادلہ سے تعبیر فرمایا اس سفارش پر جو اصرار تھا اس کی وجہ آگے بیان فرمائی۔ (۷۴) واقعی ابراہیمؑ۔

وَلَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

اور بیشک ابراہیمؑ کے پاس ہمارے فرستادے یعنی فرشتے خوش خبری لیکر آئے تھے انہوں نے ابراہیمؑ کو سلام کیا ابراہیمؑ نے بھی جواب میں

سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

سلام کہا۔ پھر ابراہیمؑ بغیر کسی تاخیر کے ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا

فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ

پھر جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس بھنے ہوئے گوشت کی طرف نہیں بڑھتے تو ابراہیمؑ نے ان کو اجنبی سمجھا اور دل میں

مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ

ان سے ڈرا انھوں نے کہا ابراہیمؑ ڈرو نہیں ہم فرشتے ہیں جو لوطؑ کی قوم کے لئے

لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیمؑ کی بیوی جو وہیں کھڑی ہوئی تھی ان باتوں کو سُن کر ہنسی تو ہم نے

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ

اس عورت کو اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے پیچھے یعقوبؑ کی بشارت دی۔ اُس عورت نے یہ بشارت

يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ

سُن کر کہا ارے ہے کیا میرے ہاں اولاد ہوگی حالانکہ میں بڑھیا ہوگئی اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں واقعی

ھٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

اس عمر میں اولاد کا ہونا بڑی عجیب سی چیز ہے۔ فرشتوں نے کہا کیا تو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

اے ابراہیمؑ کے گھرانے والو! تم پر تو اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں بیشک خدا جملہ صفات سے

مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ

متصف اور بڑی بزرگی کا مالک ہے۔ پھر جب ابراہیمؑ سے خوف زائل ہو گیا اور اُس کو اولاد کی بشارت بھی پہونچ گئی

الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

تو ہم سے لوطؑ کی قوم کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ واقعی ابراہیمؑ

بڑا بردبار حلیم الطبع بڑا نرم دل اور رقیق القلب اور خدا کی طرف رجوع کرنیوالا تھا یعنی چونکہ ابراہیمؑ بڑا رقیق القلب تھا اس لئے اُس نے اس قدر مبالغہ کیساتھ سفارش کی اور ممکن ہے کہ ابراہیمؑ کو اس قوم کے ایمان لے آنے کی اُمید ہو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں حضرت لوطؑ انہی کے بھیجے گئے تھے اُس قوم میں جب سُنا کہ اُس پر عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ (۷۵) ارشاد ہوا اے ابراہیمؑ تو اس بات کو چھوڑ دے یہ لوگ ایمان لانیوالے نہیں اسی لئے تیرے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور یقیناً ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح واپس ہونیوالا نہیں (۷۶) اور جب وہ ہمارے فرستادہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ ان کو دیکھ کر غمگین ہوئے اور ان کی وجہ سے تنگ دل ہوئے اور فرمانے لگے آج کا دن بڑا ہی سخت ہے ۞ یعنی یہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے فارغ ہو کر حضرت لوطؑ کے پاس پہونچے اور حسین وجمیل نوعمر لڑکوں کی شکل میں پہونچے حضرت لوطؑ کو اپنی قوم کی بدذوقی کا حال معلوم تھا اس لئے وہ پریشان ہوئے لیکن مہماں نوازی کی وجہ سے انکار نہیں کر سکے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اُس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ (۷۷) اور لوطؑ کی قوم کے لوگ لوطؑ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ پہلے ہی سے بُرے کام کرنیکے عادی اور خوگر تھے لوطؑ نے یہ پریشان کُن منظر دیکھ کر کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے اچھی اور پاکیزہ ہیں ان سے نکاح کر لو پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی شخص بھی شائستہ اور نیک چلن نہیں ہے ۞ جب قوم کے بدذوق لوگ ہجوم کر کے لوطؑ پر چڑھ آئے تو حضرت لوطؑ نے ان کو سمجھایا کہ تم حلال طریقہ پر اپنی خواہش پوری کرو اور میرے مہمانوں سے کوئی تعارض نہ کرو کہ اس میں میری رسوائی ہے اور حلال طریقہ یہ کہ میری بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کر لو اور ہو سکتا ہے کہ سدوم کے باشندوں کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا ہو اور مطلقاً عورتوں کو کہا ہو کہ یہ قوم کی بیٹیاں میری ہی بیٹیاں ہیں یعنی اپنی خواہش پوری کرو اور لڑکوں پر مت دوڑو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں فرشتے مہمان اُترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی، یہ اُن کے بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینے قبول کرنے لگے لیکن وے کہاں مانتے تھے اس وقت کافر سے بیاہ دینے کو منع نہ تھا ۱۲ (۷۸) قوم کے لوگوں نے کہا اے لوطؑ تو جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کوئی دعویٰ نہیں اور تیری بیٹیوں سے ہم کو کوئی غرض اور ہم کو کوئی حاجت نہیں اور جو کچھ ہمارا مقصد اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں اس سے تو بخوبی واقف اور باخبر ہے ۞ یعنی تیری بیٹیوں سے خواہ وہ تیری اپنی ہوں یا قوم کی بیٹیاں ہوں ہمیں کوئی واسطہ اور کوئی رغبت نہیں اور جو ہمارا مطلب ہے تو اس کو خوب سمجھتا ہے (۷۹)

لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ

بُردبار بڑا نرم دل خدا کیطرف رجوع کرنیوالا تھا۔ ارشاد ہوا اے ابراہیمؑ تو اس بات کو چھوڑ دے

إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ

واقعہ یہ ہے کہ تیرے رب کا حکم پہونچ چکا ہے اور یقیناً ان پر ایسا عذاب آنیوالا ہے

غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَ

جو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب ہمارے وہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ انکے آنے سے غمگین اور

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَاءَهُ

ان کی وجہ سے تنگ دل ہوا اور کہنے لگا آج کا دن بڑا ہی سخت ہے۔ اور لوطؑ کی قوم کے لوگ

قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ

اُس کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ پہلے ہی سے بُرے کام کرتے کے

السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ

خوگر تھے۔ لوطؑ نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ ہیں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی شخص شائستہ اور

رَشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ

راہ یافتہ نہیں ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں سے ہمیں کوئی رغبت اور غرض نہیں

وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ

اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں اُس سے تو یقیناً بخوبی واقف ہے۔ لوطؑ نے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی

قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا

قوت ہوتی یا میں کسی زور آور مددگار کی پناہ پکڑ لیتا۔ وہ مہمان کہنے لگے اے لوطؑ ہم تو

رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ

تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تجھ تک نہ پہونچ سکیں گے تو اپنے گھر والوں کو لے کر

حضرت لوطؑ نہایت پریشان ہو کر عاجزانہ انداز میں فرمانے لگے کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی اور زور ہوتا یا میں کسی زور آور مددگار کی پناہ پکڑ لیتا یا کسی مستحکم پناہ میں جا بیٹھتا ۞ یعنی انتہائی اضطراب و پریشانی میں حضرت لوطؑ کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ میرا کوئی کنبہ قبیلہ ہوتا یا کوئی طاقتور سہارا ہوتا اور ایسا کبھی کبھی گھبراہٹ میں ہو جایا کرتا ہے (۸۰) وہ فرشتے جو مہمان تھے لوطؑ سے کہنے لگے اے لوطؑ ہم آدمی نہیں ہیں آپ اس قدر کیوں گھبراتے ہیں ہم تو آپکے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ آپ تک ہرگز نہیں پہونچ سکیں گے اب آپ اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر نکل جایئے اور

تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر ہاں آپ کی بیوی چونکہ وہ مسلمان نہیں ہے اس لئے وہ نہیں جائے گی واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی پر وہی عذاب اور آفت آنے والی ہے جو آفت قوم کے لوگوں پر آنیوالی ہے ان لوگوں کے عذاب کے وعدے کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے :: جب حضرت لوطؑ کی قوم کی زیادتی یہاں تک پہونچ چکی تو ان فرشتوں نے بتایا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے ہم تو عذاب ہی لے کر آئے ہیں آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر کے لوگوں کو لیکر باہر چلے جایئے اور جانے والوں میں سے کوئی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے۔ لوطؑ کی بیوی کا استثنیٰ کر دیا کہ وہ کافروں ہی کے ساتھ رہے گی اور جس عذاب میں قوم گرفتار ہوگی اُسی میں وہ بھی مبتلا ہوگی۔ فرشتوں نے عذاب کا وقت بھی بتا دیا کہ صبح ہوتے ہی عذاب شروع ہو جائیگا اور صبح کونسی دور ہے آیا ہی چاہتی ہے موعدهم الصبح میں کئی قول ہیں اس لئے رات کے کسی حصہ سے ترجمہ کیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہمارے حضرتؐ کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید وہی اشارہ ہو ۱۲ (۸۱) پھر جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہونچا تو ہم نے ان بستیوں کو الٹ کر ان کے بالائی حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اور اُلٹنے کے بعد اس سرزمین پر ہم نے کھنگر کے پتھر برسائے (۸۲) جن پر آپکے رب کی طرف سے خاص نشان کئے ہوئے تھے اور یہ بستیاں کفار مکہ کے ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں :: یعنی لوط علیہ السلام تو رات کو نکل گئے صبح ہوتے عذاب آیا تو سدوم کی بستیاں اُلٹ پلٹ کر دی گئیں نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے ہوگیا پھر اوپر سے پتھر برسے نشان کئے ہوئے پتھر پر کوئی ایسا نشان ہوگا جو عام پتھروں کے اعتبار سے ممتاز تھے یعنی عذاب کے پتھر دوسرے پتھروں سے ممتاز تھے بعض نے کہا ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی غیبی نشان جسے ہر شخص نہ دیکھ سکتا ہو کفار مکہ سے بستیاں دور نہیں باعتبار زمانے یا باعتبار مسافت یہ بستیاں ملک شام کو جاتے وقت راستے میں پڑتی تھیں۔ منضود کے کئی طرح معنی کئے گئے ہیں تہ بر تہ یا لگاتار (۸۳) اور اہل مدین کیطرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا حضرت شعیبؑ نے کہا اے میری قوم تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں اور تم پیمانہ بھرنے اور تولنے میں کمی نہ کیا کرو یعنی ماپ میں اور تول میں کمی نہ کیا کرو نہ کم ناپو نہ کم تولو! کیونکہ میں تم کو آسودہ حال اور فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو ہر قسم کے عذاب کا جامع ہوگا اور وہ دن گھیر لینے والا ہوگا :: یعنی توحید کو اختیار کر کے عقیدے کی اصلاح کر دو یہ تو ایک بنیادی چیز ہے پھر معاملات کی اصلاح کرو جو چیز پیمانہ سے دی جاتی ہے یعنی کیلی اس میں پیمانہ پورا بھرو اور جو تول سے دی جاتی ہے یعنی وزنی اس میں تول پوری رکھو میں تمکو خوشحال دیکھتا ہوں اگرچہ مثلی میں بھی معاملات صحیح ہونے چاہئیں چہ جائے کہ فراخی بھی میسر ہو پھر معاملات میں بے ایمانی کی جائے' دنیا میں گھیر نیوالا عذاب یہ کہ سب ہلاک ہو جاؤ اور آخرت میں یہ کہ مختلف عذابوں میں گھر جاؤ اور کوئی جگہ اُس دن عذاب سے بچنے کی نہ ہو (۸۴) اور اے میری قوم تم انصاف کیساتھ ماپ اور تول کو پورا کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزوں میں نقصان نہ پہنچایا کرو اور نقصان

مِنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ

رات کے کسی حصہ میں یہاں سے نکل جا اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر ہاں تیری بیوی

اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ

واقعہ یہ ہے کہ جو عذاب قوم کے لوگوں پر آنیوالا ہے وہی عذاب اسکو بھی پہنچنے والا ہے انکے عذاب کے وعدہ کا وقت صبح کا وقت

اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا

کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم آ پہونچا تو ہم نے ان بستیوں کو

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ

اُلٹ کر اُن کے بالائی حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اور اُلٹنے کے بعد ان بستیوں پر ہم نے لگاتار

سِجِّيْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ

کھنگر کے پتھر برسائے۔ جن پر آپ کے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے تھے اور یہ بستیاں تو

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں ہیں اور اہل مدین کی طرف ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو

شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

بھیجا۔ شعیب نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود

غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ

نہیں ہے۔ اور تم پیمانہ بھرنے اور تولنے میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تم کو آسودہ حال

بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

دیکھتا ہوں اور میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو ہر قسم کے عذابوں کا جامع ہوگا

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا

اور اے میری قوم! تم انصاف کیساتھ پیمانہ پورا بھرا کرو اور پورا تولا کرو اور لوگوں کو

تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اُن کی اشیاء میں نقصان نہ پہونچایا کرو اور زمین میں فساد نہ برپا

مُفْسِدِيْنَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

کرتے پھرو۔ جو اللہ کا دیا ہوا نفع تم کو بچ رہا کرے وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے بشرطیکہ تم مومن ہو

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ

اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں۔ یہ سن کر قوم کے لوگ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز نے تجھ کو

تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

ہمارے متعلق یہ حکم دیا ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت ترک کردیں جنکی عبادت ہمارے بڑے بوڑھے کرتے چلے آئے ہیں یا یہ حکم دیا ہے کہ

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾

ہم اپنے مال میں اپنے حسب دل خواہ تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ بے شک آپ ہی تو بڑے حلیم الطبع اور نیک چلن ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

شعیب نے کہا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور

رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

اُس نے مجھ کو اپنی طرف سے بہترین دولت یعنی نبوت عطا کی ہو تو کیا اس کی تبلیغ نہ کروں اور میں

اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے تم کو منع کرتا ہوں تمہارے برخلاف میں انہیں خود کرنے لگوں میں تو اپنی حسب استطاعت تمہاری اصلاح

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

چاہتا ہوں اور ان اصلاحی کاموں میں مجھے توفیق کا ملنا محض خدا کی تائید سے ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور

اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۱۲ اور اے میری قوم تم کو میری مخالفت کہیں ایسے کاموں پر آمادہ نہ کر دے کہ تم پر

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

بھی اسی طرح کے مصائب نازل ہوں جیسے نوحؑ کی قوم یا ہودؑ کی قوم

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾

یا صالحؑ کی قوم پر نازل ہو چکے ہیں اور لوطؑ کی قوم کا زمانہ تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے۔

مت دیا کرو اور زمین میں فساد نہ برپا کرتے پھرو ؛؛ یعنی شرک و کفر کر کے اور لوگوں کو نقصان پہنچا کر توحید اور عدل کی حدود سے تجاوز نہ کرو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ کہتے ہیں کہ امانت میں خیانت اور رہزنی وغیرہ بھی کرتے تھے (۸۵) لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد جو اللہ کا دیا ہوا نفع بچ رہا کرے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر اور حلال ہے اگر تم کو یقین آوے اور تم مومن ہو اور میں تم پر کوئی نگہبان اور پہرہ دار نہیں ہوں ؛؛ یعنی حلال سے جو بچ رہے بدرجہا بہتر ہے حرام مال سے خواہ حلال کم ہو حرام سے تم کو یقین ہو تو مان لو ورنہ تم جانو میں کوئی تم پر نگہبان نہیں ہوں (۸۶) یہ سنکر قوم کے لوگوں نے کہا اے شعیب کیا تیرے نماز پڑھنے اور تیری عبادت نے تجھ کو یہی سکھایا ہے کہ جن کو ہمارے بڑے بوڑھے اور باپ دادا پوجا کرتے تھے اور جن چیزوں کی پرستش کیا کرتے تھے ان چیزوں کی پرستش ہم چھوڑ دیں اور ان معبودوں کی عبادت کو ترک کر دیں یا تمہاری نماز نے تم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم اپنے مال میں اپنے حسب دل خواہ تصرف کرنا چھوڑ دیں اور جس طرح ہم چاہیں اپنے مال میں تصرف کرنے سے باز آجائیں بیشک آپ ہی تو بڑے باوقار اور نیک چال والے ہیں ؛؛ یعنی آپ کی عبادت نے آپ کو اچھا سبق پڑھایا ہے کہ جو بات قدیم سے ہوتی چلی آرہی ہے اُسکو چھوڑ بیٹھیں اور جو ہمارا مال ہے اس میں اپنی مرضی کے موافق تصرف نہ کریں۔ کیا خوب آپ ہی تو بڑے عقلمند اور دین دار واقع ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں لگانے چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی ۱۲ (۸۷) حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم تم چاہتے ہو کہ میں تم کو توحید اور عدل کی تبلیغ نہ کروں تو بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی جانب سے ایک بہترین دولت اور اچھی روزی عطا فرمائی تو کیا اس کی تبلیغ نہ کروں اور میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ جن باتوں سے تم کو منع کرتا ہوں اور جو باتیں تم سے چھڑاتا ہوں تمہارے برخلاف میں انہیں خود کرنے لگوں میں تو صرف اپنی حسب استطاعت تمہاری اصلاح کرنا اور تم کو سنوارنا چاہتا ہوں اور ان اصلاحی کاموں میں مجھے توفیق کا ملنا محض اللہ تعالیٰ کی تائید اور اسکی مدد سے ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف ہر ایک معاملہ میں رجوع کرتا ہوں ؛؛ یعنی تم روکنا چاہتے ہو تبلیغ سے حالانکہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں تبلیغ پر۔ رزق حسن سے مراد یا تو حلال کی روزی ہے یا نبوت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی روحانی دولت نہیں۔ جو تم کو نصیحت کرتا ہوں اسپر خود بھی عمل کرتا ہوں یہ نہیں کہ تم سے جو کچھ کہوں اس کے برخلاف عمل کر لا کروں میں یہ جو کچھ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے کر رہا ہوں اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی ذات میرا مرجع ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چڑانے سے بُرا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے ۱۲ (۸۸) اور اے میری قوم تم کو میری مخالفت کہیں ایسے کاموں پر آمادہ نہ کر دے اور تمہارے لئے میری ضد اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اُسی طرح کی مصائب نازل ہو جائیں اور تم پر اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسے نوحؑ کی قوم یا ہودؑ کی قوم یا صالحؑ کی قوم پر پڑی تھیں اور لوطؑ کی قوم کا زمانہ تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ؛؛ یعنی تم نے مجھ سے ضد باندھ لی ہے اور میری مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اُسی قسم کی آفتیں نازل ہو جائیں جس قسم کی آفتیں تم سے پہلوں پر نازل ہو چکی ہیں (۸۹)

اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ اور کفر و شرک سے توبہ کرو پھر آئندہ بھی عبادت کے ساتھ اسی کی طرف متوجہ رہو بلا شبہ میرا رب نہایت مہربان بڑی محبت کرنیوالا ہے (۹۰) قوم کے لوگوں نے کہا اے شعیبؑ تو جو کچھ کہتا ہے تیری کہی ہوئی بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھ کو اپنی قوم میں بہت کمزور پاتے ہیں اور اگر تیرے خاندان والوں کا لحاظ اور پاس نہ ہوتا تو ہم تجھ کو کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے اور تو ہم پر کسی طرح بھی غالب اور ذی اقتدار نہیں ہے ؛ یعنی تمہاری باتیں جب سمجھ میں نہیں آتیں اس لئے قابلِ توجہ نہیں تیرے خاندان کا خیال ہے ورنہ اب تک تجھ کو ہم قتل کر ڈالتے اور تیرا سر پتھروں سے کچل دیتے کیونکہ تیری تو تیرا اور کچھ عزت تو قوم میں ہے نہیں نہ تیرے پاس کوئی حکومت اور اقتدار ہے (۹۱) حضرت شعیبؑ نے جواب دیا اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہاری نظر میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ عزت دار اور صاحب توقیر ہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کو بھلا کر پس پشت ڈال دیا ہے۔ یقیناً تم جو عمل کرتے ہو وہ سب میرے رب کے احاطۂ علم میں ہے (۹۲) اور اے میری قوم اگر تم کو موعودہ عذاب کا یقین نہیں آتا تو تم اپنے حال پر عمل کرتے رہو میں بھی اپنی حالت پر عمل کر رہا ہوں تھوڑے دنوں میں تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسکو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا اور کذب بیانی کیا کرتا تھا تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ؛ یعنی میری بات کا تو تم کو یقین نہیں آتا میں تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں تم مجھ کو جھوٹا کہتے ہو اب سوا اسکے کیا چارۂ کار ہے کہ تم اپنا کام کرتے رہو میں اپنا کام کرتا رہوں اب بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کن عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ثابت ہوتا ہے۔ (۹۳) اور جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہونچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اس کے ہمراہی مسلمانوں کو اپنی رحمت و عنایت سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک ہولناک آواز نے آ پکڑا لہٰذا وہ اپنے گھروں کے اندر منہ کے بل اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔ (۹۴)

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ

اور تم اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو پھر آئندہ اسی کی جانب متوجہ رہو بیشک میرا رب نہایت مہربان بڑی

وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ

محبت کرنیوالا ہے - ان لوگوں نے کہا اے شعیب تو جو کچھ کہتا ہے اس میں سے اکثر باتیں ہم نہیں سمجھتے

وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ

اور ہم تجھ کو اپنی قوم میں بہت کمزور پاتے ہیں اور اگر تیرے خاندان والوں کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تجھ کو کبھی کا سنگسار کر چکے

وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ

ہوتے اور تو ہم پر کسی طرح بھی غالب اور ذی اقتدار نہیں ہے شعیب نے جواب دیا اے میری قوم کیا میرا خاندان

عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ

تمہاری نظر میں اللہ سے بھی زیادہ غالب اور ذی اقتدار ہے اور خدا کو تم نے بھلا کر پس پشت ڈال دیا ہے

إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا

یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب میرے رب کے احاطۂ علم میں ہے اور اے میری قوم تم اپنے حال پر

عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن

عمل کرتے رہو میں بھی اپنی حالت پر عمل کر رہا ہوں تھوڑے دنوں میں تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ

يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا

کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون ہے جو جھوٹا ہے تم انتظار کرو

إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں - اور جب ہمارا حکم آ پہونچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اُس کے ہمراہی

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ

ایمان والوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک ہولناک آواز نے

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾

آ پکڑا سو وہ سب اپنے اپنے گھروں میں منہ کے بل اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے

كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ

گویا وہ لوگ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سن لو مدین بھی رحمت سے اسی طرح دُور کئے گئے جسطرح ثمود رحمت

ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ

سے دور کئے گئے تھے۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنے معجزات اور واضح

مُّبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ

دلیل دے کر فرعون اور اس کے رؤسا کی طرف بھیجا سو وہ لوگ فرعون ہی کے

فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ

کہنے پر چلتے رہے حالانکہ فرعون کی بات کوئی صحیح بات نہ تھی۔ قیامت کے دن وہ فرعون اپنی قوم کے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾

آگے آگے ہوگا پھر ان کو دوزخ میں جا اُتارے گا اور وہ بہت ہی بُرا گھاٹ ہے جس گھاٹ وہ اُتارے گئے

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی وہ بہت ہی

الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ

بُرا انعام ہے جو اُن کو دیا گیا۔ اے پیغمبر یہ چند بستیوں کے بعض حالات ہیں جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں

عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَّحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

ان میں سے کچھ تو اب تک موجود ہیں اور بعض بستیاں بالکل معدوم ہوچکی ہیں۔ اور ہم نے ان بستیوں کے لوگوں پر ظلم نہیں کیا

وَلَٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ

بلکہ اُنھوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا پھر جب آپ کے رب کا حکم آپہونچا تو اُن کے وہ معبود

الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا

اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے

جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ﴿١٠١﴾

اور یہ جھوٹے معبود ان لوگوں کی تباہی میں اضافہ ہی کے موجب ہوئے

اور ایسے مرے جیسے وہ لوگ کبھی ان گھروں میں بسے اور رہے ہی نہ تھے خوب سن لو اور عبرت حاصل کرو مدین بھی رحمت سے اسی طرح دُور کئے گئے جس طرح ثمود رحمت سے دور کئے گئے تھے (۹۵) اور بلاشبہ ہم نے حضرت موسیٰؑ کو بھی اپنے معجزات اور واضح دلیل اور کھلی سند دے کر (۹۶) فرعون اور اس کے رؤسا کی طرف بھیجا سو وہ لوگ فرعون ہی کے کہنے اور اسی کی رائے پر چلتے رہے حالانکہ فرعون کی بات اور اس کی رائے صحیح نہ تھی ؛ موسیٰؑ کو جو معجزات دیئے وہ نو نشانیاں تھیں جن کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے اور ان نشانیوں میں عصا اور ید بیضا کو مخصوص طور پر سلطان مبین فرمایا ہو یا سلطان مبین حضرت موسیٰؑ کے دلائل و براہین مراد ہوں یا یہ کہ غلبہ اور قہر کے معنیٰ ہوں اور اس سے مراد وہ قدرتی ہیبت ہو جسکو فرمایا ہے ونجعل لکما سُلطانا (۹۷) فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر ان سب کو دوزخ میں پہونچا دیگا اور دوزخ میں جا اُتارے گا اور وہ بہت بُرا گھاٹ ہے جس گھاٹ وہ اُتارے گئے اور وہ بہت بُری جگہ ہے اُترنے کی جس میں یہ لوگ اُتارے گئے ؛ یعنی جس طرح یہاں قوم کے گمراہ کرنے کی پیشوائی کیا کرتا تھا اور غرق کے وقت بھی آگے آگے تھا اسی طرح قیامت کو عذاب میں لے جانے کی پیشوائی کرے گا (۹۸) اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی وہ بہت ہی بُرا انعام ہے جو اُن کو دیا گیا ؛ یعنی لعنت ایسی پیچھے لگی کہ نہ دنیا میں ساتھ چھوڑا نہ آخرت میں یہاں بھی رحمت خداوندی سے محروم اور وہاں بھی محروم (۹۹) اے پیغمبر یہ چند تباہ شدہ بستیوں کے حالات تھے جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں ان میں سے کچھ تو اب تک موجود ہیں اور بعض بستیاں بالکل ہی کٹ گئیں اور معدوم ہوچکیں ؛ یعنی یہ ان بستیوں کے حالات تھے جن کے رہنے والوں نے تکذیب کا شیوہ اختیار کر رکھا تھا سو بعض تو ان میں سے اب بھی موجود ہیں جیسے مصر اور بعض کے کچھ نشانات پڑے ہیں جیسے سدوم کی چھوٹی چھوٹی بستیاں اور بعض بالکل ہی معدوم ہوگئیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اُجاڑ ۱۲ (۱۰۰) اور ہم نے ان کو سزا دینے میں ان بستیوں کے لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انھوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر جب آپکے رب کا حکم عذاب آپہونچا تو جن معبودان باطلہ کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پرستش کیا کرتے تھے اور ان کو پکارا کرتے تھے وہ انکے معبود اُن کے کچھ کام نہ آئے اور یہ معبودان باطلہ ان لوگوں کی تباہی میں اضافہ کا موجب ہوئے ؛ یعنی ان کے کام تو کیا آتے اُلٹا ان کو نقصان پہونچایا کیونکہ یہی تو ان کی تباہی اور بربادی کا سبب بنے (۱۰۱)

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ

اور جب آپ کا رب اُن بستیوں کو جن کے رہنے والے ظالم ہوتے ہیں پکڑتا ہے تو اسکی گرفت ایسی ہی ہوا کرتی ہے

اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ١٠٢ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ

یقیناً اس کی پکڑ بڑی دردناک اور بڑی سخت ہے۔ بلاشبہ ان واقعات میں اُس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو

خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ

آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے یوم آخرت وہ دن ہے جس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ١٠٣ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ١٠٤

یہی سب کے حاضر کئے جانے کا دن ہے۔ اور ہم نے اس دن کو ملتوی نہیں کیا ہے مگر صرف تھوڑی مدت کے

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ

جب وہ دن آجائے گا تو کوئی متنفس بلا اذن خداوندی بات تک بھی نہ کر سکے گا پھر اُس وقت لوگوں میں سے بعض بدبخت اور

سَعِيْدٌ ١٠٥ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا

بعض نیک بخت ہوں گے۔ سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے ان کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو وہاں

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ١٠٦ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

چیخنا اور چلانا ہے۔ وہ اس دوزخ میں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہمیشہ

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

ہمیشہ رہیں گے مگر ہاں جس کو آپ کا رب چاہے تو اور بات ہے بے شک آپ کا رب جو چاہتا ہے اسکو

يُرِيْدُ ١٠٧ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

کر گزرتا ہے۔ اور رہے وہ لوگ جو نیک بخت ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ

وہ اس میں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر ہاں جس کو آپ کا رب چاہے

عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ١٠٨ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

یہ خدا کا ایسا عطیہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ سو اے مخاطب جن بتوں کو یہ کافر پوجتے ہیں ان کے متعلق تو کسی شک و شبہ میں

اور جب آپ کا پروردگار ان بستیوں کو جن کے رہنے والے ظالم ہوتے ہیں پکڑتا ہے تو اس کی دار و گیر ایسی ہی ہوا کرتی ہے یقیناً اس کی پکڑ اور اس کی دار و گیر بڑی دردناک اور بڑی سخت ہے ؛ یعنی جن بستیوں کے باشندے ظلم اور کفر کے خوگر ہو جاتے ہیں اور باز نہیں آتے اور تیرا رب ان کی گرفت کرتا ہے تو اس کی گرفت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ پھر ان کو تباہ و برباد ہی کر کے چھوڑتا ہے کیونکہ اس کی گرفت دردناک اور سخت ہے (۱۰۲) بلاشبہ ان واقعات میں اُس شخص کیلئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ یوم آخرت وہ دن ہے جس روز سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہی دن سب کے پیش ہونے اور سب کی حاضری کا دن ہے ؛ یعنی عبرت تو ظاہر ہی ہے کہ دنیا کے عذاب کا یہ حال ہے تو آخرت میں عذاب کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ آگے یوم آخرت کا بیان ہے کہ اس دن سب میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے اور سب حضرت حق تعالیٰ کے روبرو پیش کئے جائیں گے (۱۰۳) اور ہم نے اس دن کو موخر اور ملتوی نہیں کیا ہے مگر صرف ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ؛ یعنی قیامت کے دن کا وقوع بعض مصالح کی بنا پر ایک وقت معلوم و محدود کیلئے ملتوی کر رکھا ہے اور اس وقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا (۱۰۴) جب وہ دن آجائے گا تو کوئی متنفس بلا اذن و اجازت خداوندی بات تک بھی نہیں کر سکیگا پھر اس وقت لوگوں میں سے بعض بدبخت اور بعض نیک بخت اور سعادت مند ہوں گے ؛ یعنی اس دن کی ہیبت ایسی ہوگی کہ کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگا مگر ہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہی کوئی بول سکے گا۔ اور اُس دن لوگ دو حصوں میں منقسم ہوں گے کوئی شقی اور کوئی سعید (۱۰۵) سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے ان کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو وہاں چیخنا اور چلانا ہے (۱۰۶) وہ اس دوزخ میں جب تک زمین و آسمان قائم ہیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر ہاں جس کو آپ کا رب چاہے تو دوسری بات ہے بیشک آپ کا رب جو چاہتا ہے وہ کر سکتا ہے (۱۰۷) اور رہے وہ لوگ جو نیک اور سعادت مند ہیں وہ جنت میں ہوں گے اور اُس میں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر ہاں جس کو آپ کا رب چاہے تو اور بات ہے یہ خدا کا ایسا عطیہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اس میں دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ رہیں گے آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور چاہے تیرا رب وہ اُسی کو معلوم ہے دوسرے یہ کہ رہیں آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے اور بندے کے کہ بندہ گو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی ہے کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اگر دنیا کے زمین و آسمان مراد ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اس مدت تک دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں رہیں گے اگر تیرا رب چاہے تو اس مدت کو اور بڑھا دے اور اگر آسمان و زمین آخرت کے مراد ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ رہیں گے مگر تیرا رب چاہے تو موقوف کر دے اور عذاب کو ختم کر دے لیکن چونکہ دوام کا وعدہ ہے اس لئے ایسا ہوگا نہیں نہ دوزخی دوزخ سے نکلیں گے نہ اہل جنت جنت سے۔ آیت میں مشیت کا اعلان ہے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے کر سکتا ہے سب چیزیں تحت القدرت ہیں کسی میعاد کا گھٹانا یا بڑھانا سب قدرت میں ہے مگر ایسا ہوگا نہیں ہو گا دی جو فرما دیا ہے البتہ فنا اور بقا قدرت کے ماتحت ضرور ہیں۔ فافہم و تدبر۔ (۱۰۸)

سوائے مخاطب جن بتوں کو یہ مشرک پوجتے ہیں تو ان کے متعلق کسی شک وشبہ میں ذرا نہ پڑ یہ لوگ بھی اسی طرح ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں جس طرح ان سے پہلے ان کے بڑے اور باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے اور یقین جان کہ ہم ان کافروں کو ان کے عذاب کا حصہ بے کم وکاست پورا پورا دینے والے ہیں ؛ یعنی بت پرستی کے باطل ہونے میں شک وشبہ نہ کر جس طرح ان کے بڑے بلا دلیل شرک کا مرتکب ہوتے تھے اسی طرح بلا دلیل وحجت یہ اپنے بڑوں کی پیروی کر رہے ہیں (۱۰۹) اور ہم نے یقیناً موسیٰ کو کتاب دی تھی سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی ایک بات پہلے سے مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو اب تک ان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ کافر اس کی طرف سے بڑے تردد انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں ؛ یعنی جس طرح قرآن کے ماننے اور نہ ماننے میں اختلاف ہو رہا ہے اسی طرح جنکو توریت دی گئی تھی ان کی اُمت نے بھی اختلاف کیا تھا اور اگر آپکے پروردگار کی ایک بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی کہ کامل اور فیصلہ کن عذاب آخرت ہی میں دیا جائے گا تو یہ جن بات میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ دنیا ہی میں کر دیا جاتا اور یہ کفار مکہ اس عذاب کی جانب سے ایسے شک میں مبتلا ہیں کہ ان کو اطمینان ہی نہیں ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو (۱۱۰) اور بیشک وقت آنے پر ان سب کو آپ کا رب اُن کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا بلاشبہ خدا تعالیٰ ان کے سب اعمال سے باخبر ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ؛ یعنی جب سب اعمال کا علم ہے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے تو بدلا بھی سب ہی کا ملنا ہے (۱۱۱) سو اے پیغمبر جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ راہِ راست پر جو دین کی راہ ہے قائم رہیے اور سیدھے چلے جائیے اور آپکے وہ ہمراہی بھی جو کفر وشرک سے توبہ کر کے آپکے ساتھی ہوئے ہیں وہ بھی قائم رہیں اور دین کی مقررہ حد سے آگے نہ بڑھو یقیناً تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو وہ خدا کی نگاہ میں ہے اور وہ خوب دیکھ رہا ہے۔ (۱۱۲) تم ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ذرا بھی مائل نہ ہوا اور ان کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا کہیں ایسا نہ ہو کر دوزخ کی آگ چمٹ جائے اور تم کو آگ لگ جائے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہو اور تم کو کہیں سے مدد بھی نہ پہونچائی جا سکے ؛ یعنی دین کے معاملہ میں ذرا نہ جھکو اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف ذرا سا میلان اور جھکاؤ نہ ہو اور رسوم لغویہ سے بھی ا؁ امکان احتراز کیا جائے (۱۱۳) اور اے پیغمبر آپ دن کے دونوں سروں اور دونوں کناروں پر اور رات کے کچھ ٹکڑوں اور حصوں میں نماز کی پابندی کیا کیجئے بیشک نیکیاں بُرائیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں یہ باتیں ایک مکمل نصیحت ہیں ان لوگوں کیلئے جو نصیحت ماننے والے ہیں ؛ دونوں کنارے صبح وشام یا دن کے دو حصے ایک صبح سے دوپہر تک اور ایک دوپہر سے شام تک رات کے حصوں سے مغرب اور عشاء بعض علماء کے نزدیک اس آیت سے مُراد پانچوں نمازیں ہیں اور بعض نے کہا چار نمازیں مُراد ہیں بعض کا قول ہے کہ رات کی نماز سے تہجد کی نماز مراد ہے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نیکیاں دُور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ ذہن غالب چاہیے جتنا میل اتنا صابون ۔ یہ نماز کا تھا ، کنا خدا کی یادگاری ہے یا یہ نیکیوں سے بُرائیوں کا دور ہونا ایک نصیحت ہے۔ (۱۱۴)

هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن

شبہ پڑ یہ لوگ بھی اسی طرح ان کی پرستش کرتے ہیں جس طرح ان سے پہلے ان کے باپ دادا پرستش

قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ وَ

کیا کرتے تھے اور یقین جان کہ ہم ان کافروں کو ان کے عذاب کا حصہ بے کم وکاست پورا پورا دینے والے ہیں اور

لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

ہم نے یقیناً موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس کتاب میں بھی اختلاف پیدا کر دیا گیا اور اگر آپ کے رب کی بات

سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي

پہلے سے نہ ہو چکی ہوتی تو یقیناً ان کے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ کفار مکہ اس کیطرف سے

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

بڑے تردد انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور بیشک وقت آنے پر ان سب کو آپکا رب انکے اعمال کا پورا پورا

أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَا

بدلہ دیگا بلاشبہ خدا ان سبکے اعمال سے باخبر ہے۔ سو اے پیغمبر جیسا کہ آپکو حکم دیا گیا ہے آپ راہِ راست پر

أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

قائم رہئے اور آپکے وہ ساتھی بھی قائم رہیں جو کفر سے توبہ کر چکے ہیں اور مقررہ حد سے آگے نہ بڑھو یقیناً تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو وہ

بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

خدا کی نگاہ میں ہے۔ تم اُن لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ذرا بھی مائل نہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو دوزخ کی آگ چمٹ جائے

وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾

اور خدا کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہو اور تم کو کہیں سے مدد بھی نہ پہونچائی جا سکے

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ

اور اے پیغمبر آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیجئے بیشک نیکیاں

الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٤﴾

برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ باتیں ایک مکمل نصیحت ہیں اُن کیلئے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں

اور اے پیغمبر ان منکرین کی طرف سے جو تکلیف دہ معاملات پیش آئیں ان پر صبر کیا کیجیے اور ان کو برداشت کرتے رہیے بیشک اللہ تعالیٰ نکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا (١١٥) سو جو اُمتیں تم سے پہلے ہلاک ہو چکی ہیں انمیں

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا

اور اے پیغمبر برداشت کرتے رہیے بیشک اللہ نکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ سو جو تو میں تم سے

كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ

پہلے ہلاک ہو چکی ہیں ان میں ایسے اہلِ خیر اور سمجھ دار لوگ کیوں نہ ہوئے جو لوگوں کو ملک میں فساد پھیلانے سے

عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا

منع کرتے مگر ہاں چند اشخاص ایسے تھے جو فساد سے روکتے تھے اُن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا

مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا

اور جو لوگ ظالم تھے وہ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جس عیش و آسودگی میں وہ تھے اور وہ

مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ

جرائم کے عادی ہو چکے تھے۔ اور آپ کے رب کی یہ شان نہیں کہ وہ ان بستیوں کو جن کے رہنے والے لوگ

وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

نیک ہوں ناحق تباہ و برباد کر دے۔ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی ملت

أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَنْ

کر دیتا لیکن لوگ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر ہاں جن پر آپ کا

رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

رب رحم کرے اور خدا نے اُن کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی

رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

وہ بات پوری ہوگی کہ میں جنات اور انسان سب سے دوزخ کو

أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ

بھر دوں گا۔ اور رسولوں کے واقعات میں سے یہ تمام واقعات جو ہم آپ سے

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ

بیان کرتے ہیں ان کی وجہ سے آپ کے قلب کو تقویت دیتے ہیں اور ان واقعات کے بیان کرنے میں آپ کے پاس

ایسے اہلِ خیر اور سمجھ دار لوگ کیوں نہیں ہوئے جو لوگوں کو ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے مگر ہاں بہت تھوڑے آدمی ایسے تھے جو فساد سے روکتے تھے ان کو ہم نے انہیں سے بچا لیا اور وہ اس عذاب سے جن میں مفسدین مبتلا ہوئے بچ گئے اور جو لوگ ظالم و نافرمان تھے وہ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جس عیش و آسودگی میں وہ تھے اور جس ناز و نعمت میں وہ رہتے تھے اسی ناز و نعمت کے پیچھے پڑے رہے اور وہ جرائم کے عادی ہو چکے تھے ؛ یعنی امم سابقہ کی ہلاکت کے جو قصے مذکور ہوئے ہیں ان کے ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُن میں ایسے سمجھ دار لوگ نہ ہوئے جو لوگوں کو کفر و شرک سے باز رکھتے اور اُن کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے کچھ تھوڑے اور معدودے چند لوگ تبلیغ کرتے رہے تو وہ عذاب سے بچا لئے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ نافرمانی اور کفر و شرک عام رہا سمجھانے والا اور تبلیغ کرنے والا کوئی رہا نہیں جو دو چار تھے وہ بچا لئے گئے باقی سب ہلاک کر دیئے گئے (١١٦) اور آپکے پروردگار کی یہ شان نہیں کہ وہ ان بستیوں کو جن کے رہنے والے نیک ہوں اور اصلاح کرنے والے ہوں ناحق تباہ و برباد کر دے ؛ یعنی خود بھی نیک ہوں اور دُوسروں کی بھی اصلاح کرتے ہوں بلا وجہ زبردستی ہلاک کر دے، یہ اسوقت ہوتا ہے جب لوگ نصیحت ترک کر دیں اور اپنی اصلاح کے درپے نہ ہوں، بُروں کا زور ہو جائے تو ہلاک کر دیئے جاتے ہیں (١١٧) اور اگر آپکے پروردگار کو منظور ہوتا تو وہ سب لوگوں کو ایک ہی طریق اور ایک ہی راستے پر کر دیتا چونکہ حضرت حق کو منظور نہ ہوا اس لئے لوگوں نے مختلف طریقہ کار اختیار کر لیا اور آئندہ بھی یہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے (١١٨) مگر جس پر آپ کا پروردگار رحم فرمائے وہ صحیح دین سے اختلاف نہیں کریگا اور اللہ تعالیٰ نے ان اختلاف کرنیوالوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور آپکے رب کی وہ بات پوری ہوگی کہ میں جنات سے اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا ؛ یعنی ہو سکتا تھا کہ سب مسلمان ہوتے لیکن حضرت حق کی حکمت تکوینی اس کی مقتضی نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ راہِ حق کے قبول کرنے اور نہ کرنے میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا جو فطرتِ سلیمہ کو صحیح طور پر استعمال کریگا وہ راہِ حق کو قبول کرے گا اور جو فطرت پر نہیں چلے گا وہ گمراہ ہوگا اور اس طرح دنیا میں رحم کا مظہر بھی ہوگا اور غضب کا مظہر بھی ہوگا اور وہ فرمانا بھی پورا ہو جائیگا کہ میں جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ (١١٩) اور رسولوں کے واقعات میں سے یہ تمام واقعات جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں ان کے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت اور تسلی دیتے ہیں اور ان واقعات کے بیان

کرنے میں آپکے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو حق اور صحیح ہے اور مسلمانوں کیلئے نصیحت اور یاددہانی ہے ÷ یعنی ان قصص میں آپکے پاس ایسا مضمون بیان ہوا ہے جو حق ہے اور مسلمانوں کیلئے بُرے کاموں سے بچنے کو نصیحت اور بھلے کام کرنے کی یاددہانی ہے یا یہ کہ اس سورت میں جو انبیاء سابقین کے واقعات مذکور ہیں وہ حق ہیں اور مسلمانوں کیلئے نصیحت و یادداشت ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تقویت ان قصص

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَقُل لِّلَّذِينَ

ایسا مضمون پہنچا ہے جو حق اور صحیح ہے اور اہل ایمان کیلئے نصیحت اور یاددہانی ہے ۔ اور جو لوگ یقین نہیں کرتے

لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَ

ان سے کہدیجئے کہ تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور ہم بھی عمل کر رہے ہیں ۔ اور

انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَ

تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں ۔ اور آسمان اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں ان سب کا علم اللہ ہی کو ہے اور

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

تمام امور اُسی کی طرف رجوع کئے جائیں گے لہٰذا اے پیغمبر آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر

عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٢٣﴾ ع

بھروسہ رکھئے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اس سے آپ کا رب بے خبر نہیں ہے۔

سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

سورۂ یوسف مکی ہے اور یہ ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ

الر ۔ یہ سورت ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں ۔ ہم نے اس کو اُتارا ہے

قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

قرآن عربی زبان کا تاکہ تم اس کو سمجھ سکو ۔ اے پیغمبر ہم اس قرآن کے

عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا

بھیجے جانے کی وجہ سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے ایک بہترین واقعہ تم سے بیان کرتے ہیں

الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ﴿٣﴾

اور یقیناً تم اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بالکل بے خبر تھے۔

سے ہوئی ہے وہ ظاہر ہے (١٢٠) اور جو لوگ باوجود ان دلائل کے یقین نہیں کرتے ان سے کہدیجئے کہ تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور ہم بھی عمل کر رہے ہیں اور تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں ÷ یعنی آخری فیصلہ کا انتظار کئے جاؤ اور دیکھو خدا کیا کرتا ہے (١٢١) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں اور پوشیدہ راز ہیں ان سب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور تمام کاموں کا رجوع اسی کی طرف ہے اور جملہ امور کا مرجع وہی ہے اور سب کام اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے، لہٰذا اے پیغمبر اُسی کی عبادت کرتے رہیے اور اسی پر توکل اور بھروسہ رکھئے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو ان کاموں سے آپ کا رب بے خبر اور غافل نہیں ہے ÷ یعنی آسمان و زمین کے تمام غیوب کا علم اللہ ہی کو ہے اور تمام کام اسی کی طرف لوٹائے جانیوالے ہیں جیسے نیک و بد سب ہی آگئے، اسلئے آپ فکر نہ کیجئے اور جو کام آپکے سپرد ہوا ہے اسکو کئے جائیے یعنی خدا کی عبادت اور اسی پر بھروسہ۔ (١٢٣)

سُورۂ یوسُف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اسکی ایکسو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں۔

ع ١٢ ١٠

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تف ۔ یہ سورت ایک واضح کتاب کی چند آیتیں ہیں ÷ یعنی جو احکام و نصائح اور جو دلائل توحید اس میں مذکور ہیں وہ صاف اور واضح ہیں یا یہ کہ اس کا کلام اللہ ہونا واضح ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں (١) ہم نے اس کو نازل کیا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم اس کو اے اہل عرب سمجھ سکو ÷ یعنی اس میں جو چیز بیان کی جاتی ہے وہ واضح طور پر بیان کی جاتی ہے پھر ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل اس لئے کیا ہے تاکہ تم اے اہل عرب اس کو اچھی طرح سمجھ سکو اور خود سمجھ کر دوسروں کو سمجھاؤ اور پھیلاؤ (٢) اے پیغمبر ہم اس وحی کے ذریعہ جو قرآن کی صورت میں ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے ایک بہترین واقعہ تم سے بیان کرتے ہیں اور اس سے پہلے بیان کرنے سے پہلے آپ اس واقعہ سے بالکل بے خبر تھے ÷ یعنی یہ قرآن جو ہم نے تمہاری جانب وحی کیا ہے اس وحی کے ذریعہ ہم تم کو ایک بہترین واقعہ بتاتے ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری طرف وحی کے ذریعے یہ سورت بھیجکر تم کو ایک واقعہ سنتے اور تم پر بیان کرتے ہیں۔ احسن القصص فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ چونکہ عجیب و غریب واقعات اور بیشمار نصائح پر مشتمل تھا اور ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے اس لئے بہترین قصہ فرمایا۔

اور چونکہ تاریخ میں واقعہ بہت غلط طریقے سے مذکور تھا اور آسمانی کتابوں میں تفصیل مذکور نہ تھی قرآن نے اس واقعہ کو صحیح اور مفصل بیان فرمایا اور چونکہ نزول قرآن سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ تھی اس لئے ارشاد ہوا۔ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝ (٣)

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ

وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے

عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ﴿۴﴾

گیارہ ستارے اور سورج اور چاند خواب میں دیکھے ہیں ان سب کو دیکھتا ہوں کہ وہ میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا

اس کے باپ نے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے تو اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان نہ کیجیو ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی

لَکَ کَیۡدًا ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۵﴾

فریب آمیز کارروائی کریں گے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ

اور جس طرح خدا نے تجھ کو اس خواب سے نوازا ہے اسی طرح تیرا رب تجھکو برگزیدہ کریگا اور تجھکو باتوں کا صحیح

الۡاَحَادِیۡثِ وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ

مطلب بیان کرنا سکھائے گا اور اسی طرح تجھ پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر اپنی نعمتوں کو پورا کرے گا

کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ

جس طرح اب سے پہلے تیرے دادا اور پردادا ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر چکا ہے

اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدۡ کَانَ فِیۡ یُوۡسُفَ وَ

یقیناً تیرا رب کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ بلاشبہ یوسفؑ اور ان کے علاتی بھائیوں کے

اِخۡوَتِہٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۷﴾ اِذۡ قَالُوۡا لَیُوۡسُفُ وَ

قصہ میں ان لوگوں کیلئے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں جو اس قصہ کے متعلق سوال کرنیوالے ہیں۔ وہ وقت قابل ذکر ہے جب یوسفؑ کے

اَخُوۡہُ اَحَبُّ اِلٰۤی اَبِیۡنَا مِنَّا وَ نَحۡنُ عُصۡبَۃٌ ؕ اِنَّ

بھائیوں نے آپس میں گفتگو کی کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی (بن یامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک زور آور جماعت ہیں کچھ

اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِۣ ﴿۸﴾ ۚۖ اقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡہُ

شک نہیں کہ ہمارے والد کھلی غلطی میں مبتلا ہیں۔ تو اب یوسف کو یا تو قتل کر ڈالو یا اسکو کسی اور سرزمین

وہ وقت قابل ذکر ہے جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ میں نے خواب میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ میرے روبرو سجدہ کر رہے ہیں ؛ یعنی گیارہ ستارے حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی، چاند اور سورج سے ماں باپ مراد ہیں چاند سے مراد ماں اور سورج سے مراد باپ یا اس کے عکس کہ چاند سے مراد باپ اور سورج سے مراد ماں غرض ان تیرہ کو میں نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا ہے اس خواب کی تعبیر چونکہ بہت صاف اور ظاہر تھی اور سجدے سے مراد ظاہر ہے کہ یوسف کو ان سب پر تفوق اور برتری حاصل ہوگی اور یہ سب ان کے سامنے پست ہوں گے اس بنا پر باپ نے خواب سنتے ہی احتیاط فرمایا (۴) انھوں نے کہا اے میرے پیارے بیٹے تو اس خواب کو اپنے بھائیوں سے ذکر نہ کیجیو اور ان کے روبرو بیان نہ کیجیو ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی فریب آمیز تدبیر کریں گے، بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے ؛ یعنی اس خواب کو سن کر وہ تیری ایذا رسانی اور تجھ کو نیچا دکھانے کی تدبیر اور داؤں گھات میں لگ جائیں گے اور، گو بن یامین سے یہ خطرہ نہ ہو کیونکہ وہ حقیقی بھائی ہے اور باقی علاتی لیکن اتنا خطرہ ضرور ہے کہ وہ دوسرے بھائیوں کو سنا دے اس لئے تم اس خواب کا کسی سے بھی ذکر نہ کرو اور کسی بھائی کے آگے مت بیان کرو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ جائیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں اُن کی طرف محتاج ہوں گے پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ بات خواب سنتے ہی سمجھ میں آجائے گی کہ تم کو اپنے خاندان پر برتری ملنے والی ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے جس سے ہم عصروں میں حسد پیدا ہو سکتا ہے اور جبکہ شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ بھی پیچھے پڑا ہوا ہو۔ (۵) اور جس طرح تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس خواب سے نوازا ہے اور تجھ کو یہ عزت حاصل ہوگی کہ سب تیرے مطیع اور منقاد ہوں گے اسی طرح تیرا رب تجھ کو برگزیدہ کرے گا اور تجھ کو نبوت کے لئے منتخب فرمائے گا اور تجھ کو باتوں کی صحیح کل بٹھانی اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمائے گا اور خوابوں کی تعبیر دینا سکھائیگا اور اللہ تعالیٰ اسی طرح تجھ پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر کامل انعام فرمائے گا اور اپنی نعمتوں کو پورا کرے گا جس طرح اب سے پہلے تیرے پردادا اور دادا حضرت ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر چکا ہے یقیناً تیرا پروردگار بڑے علم اور بڑی حکمت کا مالک ہے ؛ یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام خواب کو سن کر یہ سمجھے کہ لڑکا ہونہار ہوگا اور نبی ہوگا اور اندیشہ کیا کہ علاتی بھائی اس کو ایذا پہونچائیں گے خواب ظاہر ہے وہ بھی سمجھ لیں گے اگرچہ وہ علاتی بھائی کوئی نبی یا ولی نہ تھے لیکن خاندانِ نبوت سے تعلق رکھتے تھے اس لئے تعبیر کو سمجھ جائیں گے اور اگرچہ وہ یوسف کے خواب کی تعبیر کو روک نہ سکیں گے لیکن مختلف طریقوں سے اذیت پہونچائیں گے علم اور حکمت کا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ یعنی کوئی عطا اس کی مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ دیتا ہے وہ بھی حکمت سے اور نہیں دیتا وہ بھی مصلحت سے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور کل بٹھانی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا نام لیا اپنا نہ لیا عاجزی سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ خواب یا تو تمام باتیں سمجھے یا ہو سکتا ہے کہ وحی سے یوسفؑ کے مستقبل کا علم ہوا ہو۔ کَمَآ اَتَمَّہَا میں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کا نام لیا اپنا ذکر نہ کیا یہ محض تواضع کی غرض سے تھا اور انبیاء علیہم السلام کی عادت میں تواضع اور عاجزی داخل ہے اور ان کا ایک نمایاں وصف ہے۔ (۶) بلاشبہ یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصے میں ان لوگوں کے لئے آپ کی نبوت کے بڑے دلائل ہیں جو اس واقعہ سے متعلق آپ سے سوال کرنیوالے اور پوچھنے والے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ کچھ بتاؤ کہ ہم محمدؐ سے پوچھیں سچ آیا ہے کہ کہا کہ پوچھو کہ ابراہیمؑ کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورت اُتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ا ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی، آخر اللہ نے اس کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کے خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہی اس کا عروج ہوا ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ یہود کے سکھانے سے قریش نے دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مصر میں پہنچنے کے اسباب بتائے جس سے معلوم ہوا کہ حاسدوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے اور جو کام اس کو منظور ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یہ سورت دلیل ہے اور آخرالزماں کی نبوت پر بھی اس لئے فرمایا ہے اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ یعنی پوچھنے والوں کیلئے اس قصے میں بڑی نشانیاں ہیں (۷) وہ وقت قابل ذکر ہے جب یوسفؑ کے علاتی بھائیوں نے (باقی صفحہ ۳۷۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) جن کی تعداد دس تھی آپس میں یہ گفتگو کی اور باہم یوں مشورہ کیا کہ یہ بات کیا ہے کہ یوسفؑ اور اُن کا حقیقی بھائی بن یامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب اور پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک زور آور اور پوری جماعت ہیں یہ دونوں ابھی کم عمر ہیں کچھ شک نہیں کہ اس بارے میں ہمارے والد کھلی غلطی میں مبتلا ہیں ÷ یعنی محبت کی کمی زیادتی خدمت پر موقوف ہے جو بچے زیادہ قوی ہوں گے ظاہر ہے کہ وہ خدمت زیادہ انجام دے سکتے ہیں اور یہ دونوں ابھی کم عمر اور کم زور ہیں ان کی خدمت ہماری خدمت سے زیادہ قوی اور بہتر نہیں ہو سکتی اور چونکہ ہم تعداد میں بھی زیادہ اور قوت میں بھی زیادہ ہیں اس لئے محبت بھی ہم سے زیادہ ہونی چاہیے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے۔ ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔ ۱۲ (۸) تفسیر صفحہ ہذا۔ تو اب یوسفؑ کو یا تو قتل کر ڈالو یا اس کو کہیں اور کسی سرزمین پر پھینک آؤ اس سے تمہارے باپ کی توجہ خالی تمہارے لئے رہ جائے گی اور تمہارے باپ کا رُخ خالص تمہاری طرف ہو جائے گا۔ اور اس واقعہ کے بعد تم نیک ہو جانا ÷ مشورے میں یہ باتیں پیش ہوئیں اور خیال کیا گیا کہ اصل تو یوسفؑ ہے اگر یوسف کو مار ڈالیں یا کسی دور دراز سرزمین پر پھینک آؤ تو سب قصہ ختم ہو جائیگا۔ بن یامین سے بھی محبت اسی بنا پر ہے کہ وہ یوسفؑ کا سگا بھائی ہے جب یوسف ہٹ جائے گا تو پھر باپ کا رُخ فقط تمہاری طرف ہوگا اور ایک گناہ ضرور ہم سے ہوگا تو ہم اس کے بعد نیک بن جائیں گے یا اس کے بعد تمہارے سب کام درست ہو جائیں گے، اور یہ روز کا خدشہ ہٹ جائے گا۔ (۹) ان ہی کہنے والوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسفؑ کو جان سے تو نہ مارو اور قتل تو مت کرو۔ ہاں اگر تم کو کچھ کرنا ہی ہے تو اُس کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو جس میں پانی بھی کم ہو اور آبادی اور رہگذر سے بھی فاصلہ پر نہ ہو تاکہ اس کو کوئی راہ چلتا مسافر اٹھالے جائے ÷ بھائیوں کی باہمی گفتگو میں شاید یہوداہ نے کہا کہ قتل نہ کرو قتل کرنا تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ ہاں آبادی سے دور کسی گمنام اور اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو تاکہ کوئی آتا جاتا مسافر نکال کر لے جائے، یہی رائے سب کو پسند آئی اور اس پر بھائیوں کا متفقہ فیصلہ ہو گیا ہے، کہتے ہیں کہ کوئی کنواں حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانے کا بہت پرانا کنواں تھا وہ تجویز ہوا۔ کنواں باؤلی نما ہوگا جس میں چھوٹے بڑے طاق بنے ہوں گے قرآن نے اسی لئے غَیٰبَتِ الْجُبِّ فرمایا۔ واللہ اعلم (۱۰) اس پر سب نے مل کر حضرت یعقوبؑ سے کہا اے ہمارے باپ کیا سبب ہے، کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے اور ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں ÷ یعنی آپکے عدم اعتبار کی یہ کیفیت ہے کہ آپ اسکو ہمارے ساتھ بھی نہیں بھیجتے (۱۱) آپ یوسفؑ کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ خوب کھائے اور کھیلے اور یقین کیجئے کہ ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ÷ یعنی سیر و تفریح کی غرض سے کل اس کو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجئے (۱۲) حضرت یعقوبؑ نے فرمایا۔ بلاشبہ اس کی جدائی مجھے غمگین کرتی ہے کہ تم اسکو میرے پاس سے لے جاؤ اور میں اس بات سے بھی ڈرتا ہوں کہ تم کہیں اپنے مشاغل میں اس سے غافل ہو جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھا جائے ÷ یعنی بکریاں چرانے جائیں تو جنگل میں یوسفؑ کو بھی لے جائیں حضرت یعقوبؑ نے جواب میں دو باتیں فرمائیں ایک غم اور ایک خوف یعنی غم تو اسکو اپنی آنکھوں سے اوجھل کرنے اور تمہارے ساتھ بھیجنے کا اور ڈر یہ کہ بچہ ہے کبھی تم اپنے کسی مشغلہ میں لگ جاؤ اور بھیڑیا اس کو پھاڑ کھائے، کہتے ہیں کہ کنعان کے جنگل میں بھیڑیئے بہت تھے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ان کو بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا وہی ان کے دل میں خیال آیا۔ ۱۲۔ یہ روشن ضمیری کی بات ہے کہ جو پیش آنیوالی بات تھی وہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے مُنہ سے نکلی (۱۳) بھائیوں نے جواب دیا کہ اگر اسکو بھیڑیا کھا جائے اور ہم پوری کی پوری جماعت موجود ہوں تو ہم تو بالکل ہی گئے گزرے ہوئے اور ہم نے سب کچھ گنوا دیا ÷ یعنی اگر ایک زور آور جماعت کی موجودگی میں ایسا غضب ہو جائے تو ہم تو اس وقت کسی گھر کے بھی نہ رہیں گے (۱۴) بہرحال جب وہ یوسفؑ کو لے گئے اور ان سب نے اس بات کا پختہ عزم کر لیا کہ اسکو کسی تاریک اور گمنام کنوئیں میں ڈال دیں چنانچہ انہوں نے جو طے کیا تھا وہ کر گزرے اور ہم نے اس وقت یوسفؑ پر وحی بھیجی کہ اے یوسفؑ تو ان بھائیوں کو ایک دن اس واقعہ سے آگاہ کرے گا اور ان کی یہ حالت ہوگی کہ ÷ کچھ کو پہچانتے بھی نہ ہوں گے ÷ یعنی جب یعقوبؑ کے پاس سے لے گئے اور کنوئیں میں ڈالا اس وقت حضرت یوسفؑ پانی سے بچکر ایک پتھر پر جو کنوئیں میں اُبھرا ہوا تھا اس پر بیٹھ گئے۔

(باقی ص ۳۷۷ پر)

اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ
میں پھینک آؤ اس سے تمہارے باپ کی توجہ خالی تمہارے ہی لئے رہ جائے گی اور اس واقعہ کے بعد

قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ
تم نیک ہو جانا۔ ان ہی بھائیوں میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو جان سے تو نہ مارو اگر

وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ
تم کو کچھ کرنا ہی ہے تو اس کو کسی تاریک کنوئیں میں ڈال دو تاکہ اُسے کوئی راہ چلتا

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا
مسافر اٹھالے جائے۔ اس پر سب نے مل کر یعقوبؑ سے کہا کہ اے ہمارے باپ اس کا کیا سبب ہے کہ یوسف کے بارے میں

عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا
آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ یوسفؑ کو کل ہمارے ساتھ

غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّیْ
بھیجدیجئے تاکہ وہ خوب کھائے اور کھیلے یعنی تفریح کرے اور یقین مانئے کہ ہم اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہیں یعقوبؑ نے کہا

لَيَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ
بلاشبہ مجھے یہ بات غمگین کرتی ہے کہ تم اس کو میرے پاس سے لے جاؤ اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ
تم کہیں اس سے غافل ہو جاؤ اور اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے۔ وہ بولے اگر اسکو بھیڑیا کھا جائے اور ہماری

نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ
پوری جماعت موجود ہو تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوگئے۔ الغرض جب وہ یوسف کو لے گئے اور

اَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ
ان سب نے اس بات کا پختہ عزم کر لیا کہ اس کو کسی تاریک کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے یوسف کو کنوئیں میں ڈالنے کے بعد

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
وحی بھیجی کہ تو انکے اس واقعہ سے انکو ایک دن آگاہ کرے گا اور ان کی یہ حالت ہوگی کہ وہ تجھ کو اسوقت پہچانتے نہ ہوں گے

(بقیہ صفحہ ۳۷۶) اُس وقت حق تعالیٰ نے اُن پر وحی بھیجی کہ تم مغموم نہ ہو ہم تم کو یہاں سے نکال کر ایک ایسے بلند مرتبہ پر پہونچائیں گے کہ تم ان کی یہ تمام حرکات ان کو جتلا دگے اور یہ تمہاری رفعت شان کی وجہ سے تم کو پہچانتے بھی نہ ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، پھر جب لے کر چلے فرمایا۔ آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس لئے کہ لائق بیان نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے، اور مارتے گئے نہ اُن کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر، پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا۔ آدھی دور سے چھوڑ دیا۔ پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اُتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہونچی کہ ایک وقت تو اُن کو یاد دلائے گا ان کا کام ۱۲ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے کنوئیں میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو یہ دعا بھی تعلیم کی۔ اَللّٰھُمَّ یَا کَاشِفَ کُلِّ کُرْبَۃٍ وَّیَا مُجِیْبَ کُلِّ دَعْوَۃٍ وَّیَا جَابِرَ کُلِّ کَسِیْرٍ وَّیَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْرٍ وَّیَا صَاحِبَ کُلِّ غَرِیْبٍ وَّیَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَنْ تَقْذِفَ حُبَّکَ فِیْ قَلْبِیْ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ لِیْ ھَمٌّ وَّلَا ذِکْرٌ غَیْرَکَ وَاَنْ تَحْفَظَنِیْ وَتَرْحَمَنِیْ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؁ (۱۵)

وَجَآءُوْٓ اَبَاھُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا

یوسفؑ کے بھائی اپنے باپ کے پاس تھوڑی رات گئے روتے ہوئے آئے کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سب تو

ذَھَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا

دوڑنے اور آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا

فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا

سو اُس کو ایک بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہمارے کہنے کو باور نہیں کریں گے خواہ ہم کتنے ہی

صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ ؕ

سچے ہوں اور وہ یوسفؑ کے کُرتہ پر جھوٹا خون بھی لگا لائے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ

یعقوبؑ نے یہ سب سُن کر اور دیکھ کر کہا حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ دی ہے سو اب میرا کام صبر جمیل ہے

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَیَّارَۃٌ

اور جو باتیں تم بنا رہے ہو ان پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اور اُدھر ایک قافلہ آ نکلا

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا

قافلہ والوں نے اپنے پانی بھرنے والے کو بھیجا اُس نے اپنا ڈول لٹکایا پھر وہ بیساختہ بول اُٹھا خوش قسمتی یہ تو

غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ

ایک لڑکا ہے اور قافلہ والوں نے اس کو بیش بہا سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور اللہ ان سب کے اعمال کو خوب جانتا تھا۔ اور

شَرَوْہُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاھِمَ مَعْدُوْدَۃٍ ۚ وَکَانُوْا فِیْہِ مِنَ

یوسفؑ کے بھائیوں نے یوسفؑ کو بہت ہی معمولی قیمت پر جو گنتی کے چند درہم تھے قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا اور وہ یوسفؑ سے بہت ہی

الزّٰھِدِیْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىہُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِہٖٓ

دل برداشتہ ہو رہے تھے۔ اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسفؑ کو خریدا تھا اُس نے اپنی بیوی سے کہا اسکو عزت و آبرو سے رکھو

اَکْرِمِیْ مَثْوٰىہُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ؕ وَ

کیا عجب ہے کہ یہ ہم کو فائدہ پہنچائے یا اس کو ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں اور ہم نے جس طرح یوسفؑ کو کنوئیں سے نجات دی اسی طرح

تفسیر صفحہ ہٰذا:- تھوڑی رات گئے یوسفؑ کے بھائی روتے ہوئے اپنے والد کے پاس آئے :: یعنی یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے کے بعد عشاء کے وقت یہ برادران یوسفؑ روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے (۱۶) آ کر کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سب تو دوڑنے اور آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں لگ گئے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ سو اتفاقاً اسکو ایک بھیڑیا کھا گیا۔ اور آپ تو ہمارے کہنے کو باور نہیں کریں گے اور ہماری بات کی تصدیق نہیں کریں گے خواہ ہم کتنے ہی سچے ہوں :: یعنی ہم تو دوڑنے لگے کہ دیکھیں کون آگے نکلے اُن کو سامان کے پاس بٹھا دیا بس ایک بھیڑیا آیا اور اُن کو کھا گیا (۱۷) اور باپ کے پاس آتے وقت یوسفؑ کے کرتہ پر جھوٹا خون بھی لگاتے لائے۔ حضرت یعقوبؑ نے یہ کہانی سُن کر اور کُرتے کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے جو تم کہتے ہو بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے اور گھڑلی ہے۔ سو اب میرا کام صبر جمیل ہے، اور اب میں صبر جمیل ہی کروں گا اور جو باتیں تم بنا رہے ہو اُن پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں :: باپ نے جب خون آلود کرتے کو دیکھا تو وہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا سمجھ گئے کہ یہ بھیڑیئے والی بات بنا دی ہے۔ صبر جمیل اُس صبر کو کہتے ہیں جس میں غیر خدا سے شکوہ نہ کیا جائے۔ (۱۸) اِدھر تو یہ ہوا اور اُدھر حضرت یوسفؑ کے کنوئیں کے پاس ایک قافلہ آ نکلا قافلہ والوں نے اپنے پانی لانے والے کو پانی کے لئے بھیجا اُس نے یوسفؑ کے کنوئیں میں ڈول لٹکایا جب اس ڈول میں حضرت یوسفؑ کو لٹکا ہوا دیکھا تو خوش ہو کر بیساختہ بولا اے خوش قسمتی یہ تو ایک بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور قافلہ والوں نے اس کو تجارت کا مال سمجھ کر چھپا لیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو کارروائیاں وہ کر رہے تھے :: یعنی پانی بھرنے والے نے ڈول ڈالا یوسفؑ نے وہ ڈول ۱۲ پکڑ لیا اور باہر آ گئے وہ اُس کو دیکھ کر خوشی کے مارے ضبط نہ کر سکا اور بیساختہ ارے یہ تو لڑکا نکل آیا۔ بول اُٹھا قافلہ والوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ تو بیش بہا سرمایہ ہے یوسفؑ کو چھپا لیا کہ کہیں اس کا وارث نہ آنکلے اور ہم سے چھین لے۔ ہم اس کو مصر میں لے جا کر بڑی قیمت سے فروخت کریں گے وہ اگرچہ اس کارروائی کو راز دارانہ طریقہ سے کر رہے تھے مگر اللہ ان سب کے ان اعمال کو جانتا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کنوئیں میں سے حضرت یوسفؑ ڈول میں ہو بیٹھے۔ کھینچنے والے نے ان کا حُسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت سے یہ بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں۔ شاید مُراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ بدلتے ہیں۔ توریت میں بدل ڈالا ہے تاکہ اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آئے ۱۲۔ یوسفؑ کے بھائی کنوئیں کے آس پاس لگے رہتے تھے۔ روزانہ آ کر دیکھ جاتے تھے۔ اُن کی خواہش یہ تھی کہ یوسفؑ ہلاک نہ ہو بلکہ کوئی نکال کر کسی اور ملک میں لیجائے اور یعقوبؑ کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ حسب معمول جب یوسفؑ ان کو کنوئیں میں نظر نہ آئے اور قافلہ ٹھیرا ہوا دیکھا تو انھوں نے تلاش کیا اور یوسفؑ کو دیکھ کر کہنے لگے یہ تو ہمارا غلام ہے جو بھاگ گیا تھا مگر ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے (۱۹) اور ان کے بھائیوں نے ان کو بہت ہی معمولی اور کم قیمت پر جو گنتی کے چند درہم تھے قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ یوسفؑ سے بہت ہی دل برداشتہ اور بے رغبت ہو رہے تھے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگلے دن بھائی گئے (باقی ص ۳۷۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۷۷) اور کنوئیں میں نہ پایا قافلہ پر دعویٰ کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ ڈالا درم قریب ہے پاؤ لی کے. تو بھائیوں نے دُو دُو درہم بانٹ ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلہ والوں نے مصر میں جاکر بیچا حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارات سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے ۲ (۲۰) اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسف علیہ السلام کو خریدا اُس نے اپنی بیوی سے کہا اسکو عزت و آبرو سے رکھیو کیا عجب ہے کہ یہ ہم کو فائدہ پہونچائے اور ہم کو اس سے نفع پہنچے یا ہم اسکو بیٹا بنالیں اور متبنّی ہی کرلیں اور ہم نے جس طرح یوسفؑ کو کنوئیں سے نجات دی تفسیر صفحہ ہٰذا:۔ اسی طرح یوسف کو مصر میں باعزت جگہ دی اور نیز اس لئے کنوئیں سے نجات دی کہ اس کو باتوں کی کل بٹھانے اور خوابوں کی تعبیر دینے کی تعلیم دیں اور خوابوں کی صحیح تعبیر دینا اسکو بتلادیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کام پر پوری طرح غالب اور قادر ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ۔ یعنی جس شخص نے یوسف کو خریدا وہ عزیز مصر یعنی حکومت کا مدار المہام تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام قطفیر تھا اور اس زمانہ کے بادشاہ کا نام ولید بن ریان تھا اور اس عورت یعنی عزیز مصر کی بیوی کا نام راعیل یا ورشہور نام زلیخا تھا عزیز مصر نے یوسفؑ کو بہت بڑی قیمت دیکر خریدا تھا بیوی کے سپرد کرتے وقت یوسف کو اس نے کہا کہ دیکھو اس کو آرام سے رکھو اور اس کے رہنے کی جگہ کو درست کردو چونکہ یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے اس لئے ہم کو اس سے فائدہ پہونچیگا اور امور مملکت میں میرا مشیر اور معین ہوگا یا اس کو ہم بیٹا بنالیں گے۔ بہرحال ہم نے یوسف کو کنوئیں سے نکال کر مصر میں باعزت جگہ دی اور ان کو تعبیر خواب کی تعلیم دی اور اللہ تعالیٰ اپنے چاہے ہوئے کام پر پورا پورا اختیار رکھتا ہے یعنی جو چاہتا ہے وہ پورا ہوتا ہے (۲۱) اور جب یوسفؑ اپنی جوانی کو پہونچا تو ہم نے اس کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نکوکاروں کو اسی طرح صلہ سے نوازا کرتے ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مصر میں عزیز نے مول لیا۔ عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا. کاروبار میں نائب ہوگا اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں انکا قدم جمایا پھر اُن کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تاکہ رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پورا پائیں اور اللہ بنا تا رہتا ہے کام۔ یعنی بھائیوں نے چاہا کہ اُن کو گرادیں اسی میں یہ چڑھ گئے ۔ حکم دیا۔ یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم ' اللہ کا دین ۔ ۱۲ (۲۲) اور وہ عورت جس کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام مقیم تھے اور رہتے تھے وہ یوسفؑ کو اپنی جانب مائل کرنے اور اُن سے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے پھسلانے لگی اور تمام دروازے بند کردئے اور بولی لو آجاؤ ۔ میں تم سے کہہ رہی ہوں یوسفؑ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی پناہ مزید برآں وہ تیرا شوہر میرا آقا ہے جس نے مجھ کو بڑی اچھی طرح سے رکھ چھوڑا ہے بلاشبہ ایسے احسان فراموش کبھی فلاح نہیں پاتے ۔ یعنی زلیخا نے یوسفؑ کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے پھسلانا شروع کیا جب اُن کو اس کے ارادے کا علم ہوا تو انھوں نے خدا کی پناہ مانگی کہ یہ بہت بُرا گناہ ہے پھر یہ کہ وہ تیرا شوہر میرا محسن ہے میرا مُربی ہے یہ کیسی محسن کُشی ہے کہ میں اسکی ناموس میں مداخلت کروں جو لوگ ایسے احسان فراموش ہیں اُن کو فلاح نصیب نہیں ہوتی وہ دنیا ہی میں یا تو رُسوا اور ذلیل ہوتے ہیں اور یا پھر آخرت میں تو عذاب پیش آنیوالا ہی ہے بعض لوگوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اللہ کی پناہ ! وہ اللہ میرا رب ہے اُس نے مجھکو اچھی جگہ رہنے کو دی ہے یعنی عزیز مصر کا حسن سلوک بھی حضرت حق تعالیٰ ہی کے حکم سے نصیب ہوا ۔ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کے ناموس میں کیوں کر دخل کروں ۱۲ (۲۳) اور بلاشبہ اس عورت نے یوسفؑ کی جانب عزم اور پختہ قصد کیا اور یوسفؑ کا اس کیطرف غیر ارادی محض امر طبعی کے طور پر میلان ہوا۔ اگر یوسفؑ نے اپنے رب کی دلیل کو نہ دیکھا ہوتا تو میلان کے بڑھ جانے کا اندیشہ تھا ہم نے یوسفؑ کو اسی طرح ثابت قدم رکھا اور اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہر قسم کی برائی اور بے حیائی سے یوسفؑ کو دور رکھیں ۔ بیشک وہ یوسفؑ ہمارے برگزیدہ اور چیدہ بندوں میں سے تھا؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نقل ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی صورت اُن کو نظر آئی انگلی دانت میں ۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا۔ اصل گناہ سے پیغمبر کو بچالیا اللہ نے ۔ ۱۲ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت سے نوازا گیا اور اُن کو روحانی مراتب سے سرفراز کیا گیا اور جس طرح بڑے لوگوں کو مختلف امتحان و ابتلا پیش آتے ہیں اُسی طرح حضرت یوسفؑ ایک اور امتحان میں مبتلا ہوئے کہ وہ زلیخا جس کے گھر میں (باقی صفحہ ۳۷۹)

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ

یوسفؑ کو سرزمین مصر میں باعزت جگہ دی اور نیز اسلئے کہ اس کو خوابوں کی تعبیر کا علم

تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ

سکھادیں ۔ اور اللہ اپنے کاموں پر پوری طرح بااختیار ہے لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ

اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ۔ اور جب یوسفؑ اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسکو

حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ

حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نکوکاروں کو اسی طرح اپنے صلہ سے نوازا کرتے ہیں ۔ اور وہ

الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَ

عورت جس کے گھر میں یوسف مقیم تھے یوسف کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے پھسلانے لگی اور تمام دروازے بند کردئے

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ

اور بولی لو آجاؤ میں تم سے کہہ رہی ہوں یوسفؑ نے کہا خدا کی پناہ ! وہ تیرا شوہر میرا آقا ہے جس نے مجھ کو

مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَ

بڑی اچھی طرح سے رکھ چھوڑا ہے بلاشبہ احسان فراموش کبھی فلاح نہیں پاتے ۔ اور بلاشبہ اس عورت نے یوسف کی طرف پختہ قصد کیا

هَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ

اور یوسف کا اس کیجانب غیر ارادی میلان ہوا اگر یوسفؑ نے اپنے رب کی دلیل دیکھی ہوتی تو میلان کے بڑھ جانیکا اندیشہ تھا ہم نے

عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾

اسی طرح یوسف کو ثابت قدم رکھا تاکہ ہم برائی اور بیحیائی کو یوسفؑ سے دور رکھیں بیشک یوسف ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا

اور دونوں آگے پیچھے دروازے کیطرف بھاگے اور اس عورت نے یوسف کا کرتہ کھینچنے میں پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور ان دونوں نے

سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ

دروازے کے پاس اس عورت کے خاوند کو پایا عورت نے خاوند کو دیکھتے ہی کہا جو تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اسکی سزا بجز اسکے اور کیا

(بقیہ صفحہ ۳۷۸) حضرت یوسف علیہ السلام مقیم تھے وہ ان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور چاہا کہ حضرت یوسفؑ اس کی خواہش پوری کردیں اس لئے زلیخا نے کمروں کے دروازے بند کردیئے اور اُن کو بلایا۔ اور گناہ کے عزم کیساتھ بلایا۔ گو حضرت یوسفؑ کو ایک طبعی میلان ہوا جیسے گرمی کے رمضان میں پانی کو دیکھ کر ایک روزہ دار کو بلا ارادہ ایک طبعی میلان ہوتا ہے لیکن روزہ توڑنے یا پانی پینے کا خیال تک نہیں ہوتا۔ البتہ پیاس کی حالت میں پانی کو دیکھ کر ایک طبعی میلان ضرور ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ حضرت یوسفؑ کے میلان کی حقیقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دلیل دکھائی اور دکھائی وہ دلیل یہی حکم شرعی جس کا اظہار فرمایا اور بڑی کی ممانعت اور حرمت سامنے آگئی یا حضرت یعقوبؑ کا نظر آجانا جیسا کہ مجاہد اور مقاتل کی روایت میں ہے۔ بہرحال دلیل کے سامنے آجانے سے گناہ کے مرتکب ہونے سے محفوظ رہے۔ اگر ان کے رب کی دلیل سامنے نہ آجاتی تو بہ تقاضائے بشریت میلان بڑھ جاتا کیونکہ اسباب و دواعی اسقدر قوی تھے جہاں طبعی میلان میں اضافہ کا ہوجانا کچھ بعید نہ تھا علماء نے تفسیر میں مختلف اقوال ذکر کئے ہیں لیکن ہم نے سب سے راجح قول اختیار کیا ہے۔ سوء اور فحشاء سے بعض حضرات نے صغیرہ اور کبیرہ دونوں گناہوں کو دور رہنا ظاہر کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ نہ صغیرہ کے حضرت یوسفؑ مرتکب ہوئے اور نہ کبیرہ کے بلکہ طبعی میلان پر قابو پالینے اور گناہ سے بچ جانے پر ایک نیکی کے مستحق ہوئے زلیخا کی شہادت آگے آرہی ہے اللہ تعالیٰ نے خود ان کو بندگانِ مخلصین میں سے فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کے مخلصین بندوں پر قابو نہیں پاتا اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ شہر کی عورتوں کا بیان آگے آئے گا حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ۔ ان تمام شہادتوں کے بعد اگر کوئی شخص کوئی شبہ کرتا ہے تو وہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر حرف گیری کا مستحق ہوتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (۲۴) جب زلیخا اپنے اصرار سے باز نہ آئی حضرت یوسفؑ دروازے کی طرف بھاگے اور زلیخا ان کے پیچھے بھاگی اور اس عورت نے یوسفؑ کا کرتہ کھینچنے میں پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور ان دونوں نے دروازے کے پاس اس عورت کے خاوند کو پایا عورت نے خاوند کو دیکھتے ہی کہا جو تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اُس کی سزا سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ یا تو وہ قید کیا جائے اور جیل خانہ بھیجا جائے یا اسکو اور کوئی دردناک سزا دی جائے۔ یعنی حضرت یوسف گناہ سے بچنے کو بھاگے اور زلیخا ان کو پکڑنے کو بھاگی بھاگتے میں پیچھے سے حضرت یوسف کا کرتہ اس کے ہاتھ میں آگیا اس نے کھینچا اور کھینچتے ہوئے کرتہ کو چیر ڈالا اور پھاڑ دیا غرض آخری دروازے تک دونوں پہونچ گئے اور اتفاقاً دونوں کو دروازے پر عزیز مصر مل گیا۔ عورت نے عزیز کو دیکھتے ہی فوراً یہ بات گھڑ دی اور جرم کو یوسفؑ پر ڈال دیا اور اپنا الزام ان کے گلے منڈھ دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ دوڑے چھٹ جانے کو اور وہ دوڑی پکڑنے کو۔ ۱۲ (۲۵) حضرت یوسفؑ نے کہا یہ عورت خود مجھ کو اپنی طرف مائل کرنے اور اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھے پھسلاتی تھی اور اس عورت کے خاندان والوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ کسی کو مجرم قرار دینے سے پہلے یوسفؑ کا پھٹا ہوا کرتہ دیکھو اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے (۲۶) اور اگر اُس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ عورت جھوٹی ہے اور وہ یوسفؑ سچا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے واقعہ کو سچ سچ کہہ دیا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اُس عورت کا بھانجہ جو شیر خوار تھا اُسکو کوئی گود میں لئے کھڑا تھا وہ بول اٹھا اگرچہ یہ دلیل

سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ

ہوسکتی ہے کہ یا تو وہ قید کیا جائے یا اس کو کوئی اور دردناک سزا دی جائے۔ یوسفؑ نے کہا یہ عورت

رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

خود مجھ کو اپنی جانب مائل کرنیکے لئے پھسلاتی تھی اور اس عورت کے خاندان والوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ

کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسفؑ

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

جھوٹا ہے۔ اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ عورت

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ

جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچا ہے پھر جب عزیز نے یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے

مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

پھٹا ہوا دیکھا تو بیوی سے کہا یہ تم عورتوں ہی کی فریب کاری ہے بیشک تمہارا مکر بڑا خوفناک ہے۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ

اے یوسفؑ تو اس واقعہ کو نظر انداز کردے۔ اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ یقیناً تو سر تا سر

اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ

تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔ اور شہر کی چند عورتوں نے آپس میں یہ تذکرہ کیا

امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا

کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام سے اپنی خواہش پوری کرنیکے لئے اسکو پھسلاتی ہے یوسفؑ کی محبت نے اس عورت کے دل میں

حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ

گھر کرلیا ہے۔ یقیناً ہم اس کو صریح غلطی میں دیکھتی ہیں۔ پھر جب عزیز کی بیوی نے

بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

اُن عورتوں کی پُر فریب باتیں سنیں تو ان کو بلا بھیجا اور اُن کیلئے مسند اور تکیہ

ع ۹ / ۱۳

یقینی نہ تھی صرف اس کا چھوٹی عمر میں بولنا ہی حضرت یوسف کی صداقت کیلئے ایک دلیل تھی لیکن بچہ نے ایک ایسی بات کہی جس سے بھاگنے والے اور پیچھے سے پکڑنے والے کا اندازہ ہوسکتا تھا اور اگر یہ گواہی دینے والا کوئی بڑا آدمی تھا جیسے کہ بعض نے کہا ہے تو اس نے گواہی کا بڑا اچھا پیرایہ اختیار کیا اور عمدہ اور غیر جانبدار طریقہ سے ایسی بات کہی جس نے آخر میں یوسفؑ کی براءت کو ثابت کردیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس عورت کا ناتے دار دودھ پیتا ہوا ایک لڑکا یہ بول اٹھا۔ ۱۲ (۲۷) پھر جب عزیز نے یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو بیوی سے کہا یہ سب تم عورتوں ہی کی فریب کاری اور چالاکی ہے۔ بیشک تمہاری چالاکیاں اور مکاریاں بڑی خوفناک اور بڑے غضب کی ہوتی ہیں (۲۸) اے یوسف تو اس واقعہ کو نظر انداز کردے اور اے عورت تو یوسفؑ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ یقیناً سر تا سر تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔ یعنی کرتہ دیکھا گیا اور عزیز کو عورت کے مکر و فریب اور اُس کی خطا کا یقین آگیا چنانچہ اس نے یوسفؑ کو توبہ سمجھایا کہ درگزر کرو اور اس واقعہ کو شہرت نہ دو خواہ مخواہ میری بدنامی ہوگی اور زلیخا سے کہا کہ یوسف سے (باقی صفحہ ۳۸۰ پر)

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ

لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری دے دی اور یوسفؑ سے کہا ذرا اُن کے سامنے

عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

نکل کر آ۔ پھر جب ان عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو ششدر اور محو حیرت ہو کر رہ گئیں اور انہوں نے ان چھریوں سے

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ

اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بیساختہ بولیں حاشا للہ! یہ آدمی نہیں ہے بس یہ تو کوئی ذی مرتبہ

كَرِيْمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ

فرشتہ ہے۔ عزیز کی بیوی نے کہا بس تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کر رہی تھیں

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ

اور واقعی میں نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اس کو پھسلایا تھا

وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

مگر اس نے اپنے کو بالکل محفوظ رکھا اور جو کام میں اس سے کہہ رہی ہوں اگر آئندہ بھی اسکی تعمیل نہیں کرے گا تو وہ

الصّٰغِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

ضرور قید کیا جائے گا اور وہ ضرور بے عزت ہوگا۔ یوسفؑ نے کہا اے میرے رب جس بات کی طرف یہ عورتیں

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

مجھے دعوت دے رہی ہیں اس کے مقابلہ میں قید خانہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر تونے انکی فریبکاریوں کو مجھ سے دور نہ کیا تو مجھے

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ

اندیشہ ہے کہ کہیں میں ان کی طرف مائل نہ ہو جاؤں اور پھر میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ پھر اس کے رب نے

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

اس کی دعا قبول فرمائی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو اس سے دور کر دیا۔ بیشک خدا بڑا سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ

جاننے والا ہے۔ عزیز اور اسکے متعلقین کو باوجود یوسف کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے یہی مصلحت معلوم ہوئی

منزل ۳

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) یا خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بلاشبہ تو ہی خطاکار ہے (۲۹) یہ واقعہ شہر میں مشہور ہوگیا۔ اور شہر کی چند عورتوں نے آپس میں تذکرہ کیا اور یہ بات کہی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام سے ناجائز خواہش پوری کرنے کی غرض سے اُس کو پھسلاتی ہے یوسفؑ کا عشق اس کے دل میں پیوست ہوگیا ہے اور یوسفؑ کی محبت نے اُس کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ یقیناً ہم اس کو صریح غلطی میں دیکھتی ہیں: یعنی جب شہر میں یہ چرچا پھیلا تو کچھ عورتوں نے آپس میں اس قسم کا تذکرہ کیا کہ ہم تو عزیز کی بیوی کو کھلی غلطی میں مبتلا پاتی ہیں کہ وہ غلام پر فریفتہ ہوگئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ۱۲۔ بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ یہ عورتیں بڑی چالاک تھیں اُن کا اعتراض یہ تھا کہ زلیخا کو پھسلانا بھی نہ آیا اگر زلیخا ہمارے مشورے پر چلتی تو ہم دکھاتیں کہ کس طرح یوسفؑ زلیخا کی خواہش پوری نہ کرتا۔ (۳۰) پھر جب عزیز کی بیوی نے ان عورتوں کی پُرفریب اور طعن آمیز باتیں سنیں تو ان کو کسی کے ہاتھ بُلا بھیجا اور ان کے واسطے مسند بچھائی اور تکیہ لگایا اور ہر ایک کو اُن میں سے ایک ایک چھری پھل کاٹنے کو دے دی جب یہ عورتیں آ گئیں اور کھانے میں مشغول ہوگئیں تب حضرت یوسفؑ سے کہا ذرا اُن کے سامنے نکل کر آ۔ پھر جب عورتوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو حیران و ششدر رہ گئیں اور ایسی ست پٹائیں کہ بجائے پھل کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور بیساختہ اُن عورتوں نے کہا۔ حاشا للہ! یہ شخص آدمی نہیں ہے ہو نہ ہو یہ تو کوئی ذی مرتبہ فرشتہ ہے تفسیر صفحہ ہٰذا۔ یعنی جب زلیخا کو عورتوں کی یہ باتیں معلوم ہوئیں تو اس نے اُن کو کھانے پر بلا بھیجا اور کھانے کی مجلس آراستہ کر کے دسترخوان پر سب چیزیں چُن دیں جو چیزیں چُنی گئیں اُن میں پھل بھی تھے جو چاقو سے کاٹ کر کھائے جاتے ہوں گے۔ جب عورتیں کھانے میں مشغول ہوئیں تو زلیخا نے کمرے میں سے یوسفؑ کو بلا لیا یوسف آئے تو عورتیں محو حیرت ہوگئیں اور انھوں نے پھل کی جگہ چھری سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں یہ آدمی نہیں ہے یہ تو کوئی ذی مرتبت فرشتہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو اُن کا حُسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں۔ چھری سے ہاتھ کٹ گئے۔ ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ طعن کا جواب یوسف علیہ السلام کو دکھا کر دیا اور اُن کو مکر و فریب کیلئے استعمال کرنے کی بات آگے آتی ہے۔ (۳۱) زلیخا کہنے لگی یہی تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو ملامت کر رہی تھیں اور بُرا بھلا کہہ رہی تھیں اور واقعی میں نے اُس سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اُس کو پھسلایا اور اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا مگر یہ بالکل محفوظ رہا اور اس نے اپنے کو بالکل پاک صاف رکھا اور جو کام میں اس سے کہہ رہی ہوں اگر آئندہ بھی اس کی تعمیل نہ کرے گا تو وہ ضرور قید کیا جائے گا اور وہ ضرور بے عزت ہوگا: زلیخا نے بہت سمجھ داری سے بات کی پہلے تو یہ سمجھایا کہ اگر میں اس پر فریفتہ ہوئی تو کچھ دیکھ بھال کر ہوئی ہوں پھر یوسفؑ کی پاک دامنی اور اپنی ارادت کا اقرار کیا آخر میں دھمکی دی کہ جیل خانے بھیجا جائیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُن کے روبرو یہ بات کہی تاکہ وہ بھی سمجھاویں اور حضرت یوسف علیہ السلام قبول کریں بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ سب اُن عورتوں کی ملی بھگت تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں یہ بات نہ تھی اور ہاتھ کاٹنے میں کوئی بنی ہوئی بات نہ تھی البتہ بعد میں جوڑ توڑ کیا ہوگا اور انہوں نے بھی یوسفؑ کو سمجھایا ہوگا کہ آخر تمہاری آقا ہے اُس کا کہنا کر دو ورنہ بلاوجہ جیل خانہ جاؤ گے۔ حضرت یوسفؑ نے جب دیکھا کہ یہ عورتیں جیل کی دھمکی بھی دے رہی ہیں اور مجھ پر یورش کر رہی ہیں تو وہ حضرت حق کی جانب متوجہ ہوئے (۳۲) حضرت یوسف نے کہا کہ اے میرے پروردگار جس بُری بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بُلاتی ہیں اس سے تو جیل خانہ جانا ہی مجھ کو زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر تُو نے اُن کی فریب کاریوں کو مجھ سے دفع نہ کیا اور نہ ان کے داؤ پیچ کو دور رکھا تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میں اُن کی طرف مائل نہ ہو جاؤں اور پھر میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں: یعنی ان عورتوں کے کید کو اگر مجھ سے دور نہ کیا تو میں نادانوں جاہلوں کا سا کام نہ کر بیٹھوں۔ اگر مجھے قید خانے بھی جانا پڑے تو میں کسی معاصی کے مرتکب ہونے سے قید کو بہتر سمجھتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خطرہ ظاہر کیا وہ عصمت کے منافی نہیں ہے۔ حضرت یوسفؑ نے قید خانے جانے کی دعا نہیں کی بلکہ صرف گناہ کے مقابلہ میں قید خانے کو بہتر بتایا ہے (۳۳) پھر اس کے رب نے اس کی دعا قبول فرمائی اور ان عورتوں کے فریب اور داؤ پیچ کو حضرت یوسفؑ سے دور کر دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا خوب جاننے والا ہے: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ اُن کا فریب رفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں

(باقی صفحہ ۳۸۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں بُرائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے ۱۲ (۳۴) پھر عزیز اور اُس کے متعلقین کو باوجود صداقت کے نشان دیکھ لینے کے یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ یوسفؑ کو ایک زمانہ خاص تک جیل خانہ تفسیر صفحہ ہذا میں رکھا جائے ۔ یعنی یوسفؑ کی پاک دامنی اور بے گناہی دیکھ لینے کے بعد پھر بھی سیاسی مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ ایک بے گناہ کو جیل میں ڈال دیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی اُن کو قید کیا تاکہ بدنامی خلق میں عورت سے اُترے یا اس واسطے کہ اُس کی نظر سے دور رہیں (۳۵) اور یوسفؑ کے ساتھ اتفاقاً

لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

کہ یوسفؑ کو ایک مدت تک قید میں رکھیں ۔ اور یوسفؑ کیساتھ اتفاقاً اور بھی دو جوان قید خانہ میں

فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

داخل ہوئے ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپکو دیکھا ہے کہ میں انگور سے شراب نچوڑ رہا ہوں

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا

اور دُوسرے نے کہا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اور ان میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، اے یوسفؑ ہم کو ہمارے اس خواب کی تعبیر بتا دے کیونکہ ہم تجھکو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا

نیک آدمیوں میں سے دیکھتے ہیں۔ یوسفؑ نے جواب دیا کہ جو کھانا تم کو روزمرہ کھانیکو ملتا ہے وہ کھانا تمہارے پاس

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا

آنے سے پہلے پہلے میں اس خواب کی تعبیر تم کو بتا دوں گا یہ تعبیر کا بتا دینا اس علم کی وجہ سے ہے جو میرے

عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

ربنے مجھ کو سکھایا ہے میں نے ان لوگوں کا مذہب اختیار نہیں کیا ہے جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ۔ اور میں اپنے باپ دادا

اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ

جو ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ ہیں ان کے مذہب کی پیروی کرتا ہوں ہم کو یہ بات ہرگز زیبا نہیں کہ ہم خدا کیساتھ کسی چیز

اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

کو بھی شریک قرار دیں یہ عقیدہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ کا ایک بہت بڑا فضل ہے

عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

لیکن اکثر لوگ خدا کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے

ع ۱۴ / ۶

اور بھی دو نوجوان قید خانے میں داخل ہوئے ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں انگور سے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اُٹھا رکھی ہیں اور ان روٹیوں میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ اے یوسفؑ ہم کو ہمارے خواب کی تعبیر بتا دیجئے ہم آپ کو نکوکاروں میں سے دیکھتے ہیں ۔ جب حضرت یوسفؑ کو جیل خانے بھیجا گیا تو اُسی زمانے میں دو اور نوجوان جو بادشاہ کے غلام تھے وہ بھی ایک الزام کے ماتحت جیل میں داخل کئے گئے۔ ان دونوں میں سے ایک تو بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا اور ایک بادشاہ کا نانبائی تھا جو بادشاہ کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ دونوں پر الزام تھا کہ انھوں نے سازش کرکے بادشاہ کو کھانے میں اور شراب میں زہر دیا ہے ان دونوں کا معاملہ زیر تحقیق تھا ان دونوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو یہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے معتقد ہوگئے اور ان دونوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنا خواب بیان کرکے تعبیر طلب کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس نے شراب دیکھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نانبائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پہ سے جانور نوچتے ہیں زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نانبائی پر ثابت ہوئی ۱۲ حضرت یوسفؑ نے خواب کو سُن کر اور ان کی خوش عقیدگی کو دیکھ کر موقع کو غنیمت سمجھا کر لاؤ خواب کی تعبیر سے پہلے ان کی اصلاح کر دوں اور ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھا دوں۔ تاکہ شاید یہ مسلمان ہو جائیں (۳۶) حضرت یوسفؑ نے خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے فرمایا کہ جو کھانا تم کو روزمرہ کھانے کو ملتا ہے میں اُس کھانے کے پہونچنے سے پہلے پہلے تمہیں تمہارے خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ تعبیر کا بتا دینا اس علم کی وجہ سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھایا ہے۔ میں نے ان لوگوں کا مذہب نظر انداز کر دیا ہے اور اختیار نہیں کیا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے قید خانہ میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا۔ چاہا کہ ان کو دین کی بات سُنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تاکہ نہ گھبرائیں کہ کھانے کے وقت تک وہ بھی بتا دونگا۔ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ کھانا آنے سے پہلے کھانے کی پوری کیفیت اور حقیقت بیان کر دوں گا یعنی کھانا جیل کا ہو یا حوالاتی ہونے کی وجہ سے تمہارا کھانا گھر سے آئے میں کھانے کی پوری تفصیل بیان کر دوں گا اس تقریر پر یہ حضرت یوسفؑ کے معجزے کا اظہار ہوگا۔ یعنی معجزے کا ذکر کر کے نبوت کی دلیل بھی سامنے آگئی گویا توحید اور رسالت دونوں پر ایمان لانے کی تبلیغ ہو گئی۔ (۳۷) اور میں نے اپنے باپ دادا جو ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ ہیں اُن کے مذہب اور اُن کے طریقے کی پیروی اختیار کر رکھی ہے ہم کو یہ بات ہرگز زیبا نہیں کہ ہم خدا کیساتھ کسی چیز کو بھی شریک قرار دیں۔ یہ عقیدہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے لیکن اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہیں کرتے ۔ یعنی جس دین کی میں تم کو تبلیغ کر رہا ہوں یہ وہی ملت ابراہیمی اور اسلام ہے جو حضرت ابراہیمؑ اسحاقؑ اور یعقوب علیہم السلام کا مذہب تھا میں بھی اسی کا پیرو ہوں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا ہرگز زیبا نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں ۱۲ (۳۸)

اے قید خانہ کے رفیقو! کیا بہت سے متفرق اور الگ الگ معبود عبادت کرنے کو اچھے ہیں یا ایک اللہ تعالیٰ جو سب سے زبردست اور یکتا ہے وہ بہتر ہے :: یعنی بہت سے معبود قرار دینا بہتر یا اکیلا برحق معبود بہتر (۳۹) تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند ایسے بے اصل اور بے حقیقت ناموں کی پرستش کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لیا ہے اور آپ ہی ٹھیرا لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل اور کوئی سند نہیں اُتاری سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی فرماں روائی نہیں اور اسکے سوا نہ کسی کو حکم دینے کا اختیار ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اُس کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی صحیح اور سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے :: یعنی وہ ٹھاکر جن کے نام تم نے رکھ چھوڑے ہیں وہ تو بیکار محض ہیں ایسی حالت میں سوائے ناموں کے اور کیا رکھا ہے۔ اور حکومت ہے اللہ تعالیٰ کی اور اسی کا حکم چلتا ہے تو اس کے حکم کی کوئی سند دکھلاؤ اسکا حکم تو ان ٹھاکروں کی پوجا کے خلاف ہے اس کا حکم تو یہ ہے کہ سوائے اس کے کسی کی بندگی نہ ہو یہی ایک صاف اور سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ خدائے تعالیٰ کی توحید کو جانتے نہیں۔ (۴۰) اے قید خانہ کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک تو بدستور اپنے آقا اور اپنے بادشاہ کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا تم میں کا سُولی دیا جائے گا اور اُس کے سر کو پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے جو بات تم دریافت کرتے تھے اُس کا فیصلہ کیا جا چکا :: یعنی تم دونوں میں سے شرابی بری ہو جائے گا اور نانبائی کو سولی ہوگی چنانچہ مقدمہ میں ایک بری ہوا دوسرے کو سُولی ہوئی (۴۱) اور ان دونوں میں سے جسکو یوسفؑ نے یہ سمجھا کہ وہ رہا ہونیوالا ہے اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ کے رُو برو میرا تذکرہ کر دیجیو سو شیطان نے اُسکو اپنے بادشاہ سے یوسفؑ کا ذکر کرنا بھُلا دیا اور یوسفؑ کئی سال تک قید خانہ ہی میں رہا اس تفسیر میں ظَنَّ بمعنی یقین ہے اس لئے کہ پیغمبر کی تعبیر ہے۔ نیز وحی سے معلوم ہوا ہوگا چنانچہ فرمایا تھا۔ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ معلوم ہوتا ہے قضا و قدر کا فیصلہ یوسفؑ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہتے ہیں کہ نانبائی نے کہا تھا کہ میرا خواب تو بناوٹی تھا لیکن حضرت یوسفؑ نے فرمایا تو اپنے خواب کو جھوٹا کہہ یا سچا ہوگا یہی۔ دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہئے کہ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ میں دو قول ہیں ہم نے ایک قول کی بنا پر ترجمہ کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو شیطان نے بھُلا دیا کہ انہوں نے بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رجوع کرنے کے دُنیاوی بادشاہ کو یاد دلانیکے لئے کہا جیسا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے مفصل روایت کی ہے۔ ہر چند کہ بِضْعَ کا لفظ تین سے دس تک بولا جاتا ہے لیکن یوسفؑ کی مدت قید میں حضرات مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرمایا ایک مارا جائیگا اس کو نہ کہا کہ تو ہے بد خلق نیک ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکلا کر بچے گا معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں اٹکل ہے مگر پیغمبر اٹکل کرے سو بے شک ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کرنا۔ بادشاہ پاس وہ بھول گیا تاکہ پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھیرے کئی برس رہے قید میں اکثر رب کہتے ہیں سات برس" (۴۲) اور بادشاہ مصر نے ایک خواب دیکھا اور خواب کی تعبیر دریافت کرنے کی غرض سے اہل دربار کو جمع کر کے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات گائیں ہیں خوب موٹی اور فربہ جن کو دوسری سات دُبلی اور لاغر گائیں

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے قید خانہ کے رفیقو! کیا جُدا جُدا بہت سے معبود بہتر ہیں ؟ یا ایک اللہ جو یکتا اور سب سے

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً

زبردست ہے ، وہ بہتر ہے۔ تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف ایسے چند بے اصل ناموں کی پرستش کرتے ہو

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ

جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لیا ہے حالانکہ خدا نے ان کے معبود ہونے پر کوئی دلیل نہیں

سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ

نازل کی سوائے اللہ کے اور کسی کی فرماں روائی نہیں ہے اُس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

اُس کے کسی کی عبادت نہ کرو یہی صحیح اور سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ

اے قید خانہ کے رفیقو! تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلایا کرے گا اور

اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ

دوسرا تم میں کا سُولی دیا جائے گا اور پرندے نوچ نوچ کر اُس کے سر میں سے کھائیں گے جو بات تم

الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ

دریافت کرتے تھے اُس کا فیصلہ کیا جا چکا - اور ان دونوں میں سے یوسفؑ نے جسکو یہ سمجھا کہ

اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ

وہ رہا ہو جائیگا اُس سے کہا کہ اپنے بادشاہ کے رو برو میرا تذکرہ کر دیجیو پھر شیطان نے

الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

اُس کو اپنے بادشاہ سے یوسفؑ کا ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسفؑ کئی سال تک

سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

قید خانہ میں ہی رہا - اور بادشاہ نے دربار کے لوگوں سے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں

ع ۵ / ۱۵

کھا رہی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ سات بالیں ہیں ہری اور سبز اور دوسری سات بالیں ہیں خشک وہ سات خشک بالیں بھی ان سبز بالوں کو خشک کر رہی ہیں اے اہلِ دربار اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو ❊ یعنی جتنی مدت حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں رہنا تھا خواہ وہ سات سال ہوں یا دس ہوں یا بارہ ہوں یا چودہ ہوں بہرحال جب وہ مدت پوری ہوئی تو حضرت حق تعالیٰ نے یوسفؑ کی رہائی کے اسباب پیدا کر دیئے۔ مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ موٹی گایوں کو دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور ہری بالوں کو خشک بالیں لپٹی ہوئی اُن کی سبزی کو فنا کر رہی ہیں یہ خواب دیکھا اور اپنے درباریوں سے تعبیر پوچھی (۴۳) درباریوں نے کہا یہ تو یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم ایسے خواب ہائے پریشان کی تعبیر نہیں جانتے ❊ یعنی اول تو یہ خواب ہی نہیں ہے محض بخارات فاسدہ کی وجہ سے مختلف تخیلات ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر سے واقف نہیں (۴۴) اور ان دو قیدیوں میں سے جو بَری ہوا تھا اُسکو ایک مدت کے بعد حضرت یوسفؑ کی بات یاد آئی اور اس نے کہا میں تم کو اس خواب کی تعبیر دریافت کر کے لائے دیتا ہوں تم مجھ کو ذرا قید خانے تک جانے کی اجازت دیدو ❊ یعنی جیل خانے میں ایک صاحب ہیں جو خوابوں کی تعبیر جانتے ہیں اُن سے اس خواب کی تعبیر معلوم کر کے لائے دیتا ہوں (۴۵) غرض وہ جیل خانے گیا اور اُس نے حضرت یوسفؑ سے کہا اے یوسفؑ اے سچے تو ہم کو اس خواب کی تعبیر بتا کہ سات گائیں موٹی جن کو دُوسری سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالوں کو دُوسری خشک بالیں اُن ہری بالوں کو لپٹ کر خشک بنا رہی ہیں تاکہ میں آپ کا جواب لیکر اُن لوگوں کے پاس واپس لَوٹ کر جاؤں تاکہ وہ خواب کی تعبیر اور آپ کی خداداد قابلیت سے واقف ہو جائیں ❊ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں تاکہ تیری قدر معلوم ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ ساقی جیل خانے گیا اور حضرت یوسف کو خواب سُنا دیا آگے حضرت یوسفؑ کی تعبیر اور ان کے صحیح مشورے کا ذکر ہے۔ (۴۶) یوسفؑ نے جواب دیا تم سات سال خوب زراعت کرنا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں ہی میں رہنے دینا مگر ہاں جو تھوڑی سی مقدار تم کھاؤ اس کو بالوں سے نکال لینا ❊ یعنی کھانے سے جو غلہ بچاؤ اسکو بالوں ہی میں رکھو تاکہ گھن وغیرہ نہ لگے اور غلہ محفوظ رہے (۴۷) پھر اُن سات سال کے بعد سات سال ایسے سخت آئیں گے کہ جو کچھ تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا اُس کو یہ سخت سال کھا جائیں گے الّا یہ کہ تھوڑا سا غلہ بچ جائیگا جس کو تم احتیاط سے بچالوگے ❊ یعنی سات سال کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے اس میں جو کچھ اندوختہ تم نے کر رکھا ہوگا

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

خوب موٹی ان موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور دیکھتا ہوں سات بالیں ہیں سبز

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

اور دوسری سات بالیں خشک ہیں، اے دربار والو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ

اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ درباریوں نے کہا یہ تو یوں ہی پریشان خیالات سے ہیں اور

مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

ہم اس قسم کے خواب پریشاں کی تعبیر سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان دو قیدیوں میں سے

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

جو رہا ہو گیا تھا اس نے کہا اور ایک مدت کے بعد اسکو یوسفؑ کی بات یاد آئی میں تمکو اس خواب کی تعبیر بتائے دیتا ہوں

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا

تم ذرا قید خانہ تک مجھے جانیکی اجازت دو۔ اے یوسفؑ اے صدیق اس خواب کی تعبیر تو ہم کو بتا کہ

فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور

سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ

سات بالیں سبز اور دُوسری سات بالیں خشک ہیں، تاکہ میں تیرا جواب لے کر ان لوگوں کی طرف

اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ

واپس جاؤں اور تاکہ وہ بھی واقف ہو جائیں۔ یوسفؑ نے جواب دیا تم سات سال برابر خوب محنت سے

سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ

زراعت کرنا پھر جو فصل کاٹنا اس کو بالوں ہی میں رہنے دینا الا یہ کہ تھوڑی سی مقدار جو

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

تم کھاؤ بالوں میں سے نکال لینا۔ پھر ان سات سال کے بعد ایسے سخت سات سال

وہ سب کھا لو گے سوائے اس کے کہ کچھ تخم پاشی کے لئے بچا لو تو بچا لو اور بیج ڈالنے کے لیے جتنا بچ جائے اتنا بچ جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتائی اور نیک مشورہ بھی دیا اور ساقی کو بھولنے کا طعنہ بھی نہیں دیا تعبیر بھی بے تکلف بتا دی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایسے ہوا کرتے ہیں (۴۸) پھر ان سات برس کے بعد ایک برس ایسا آئے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارشیں ہونگی اور اس میں لوگ شیرہ بھی نچوڑیں گے اور پھلوں میں سے رس بھی نکالیں گے :: یہ شاید وحی سے بتایا ہوگا کہ سات سال قحط سے گذر جانے کے بعد بارشیں خوب ہوں گی اور انگور خوب پھلیں گے۔ اور دوسرے پھل بھی خوب آئیں گے۔ لوگ پھلوں کا رس بھی نکالیں گے اور انگور کے شیرے سے شراب بھی بنائیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ رس نچوڑنا واسطے شراب سازی کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تاکہ زمین میں گل نہ جائے۔ سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ۱۲ (۴۹) غرض ساقی نے جیل خانہ سے واپس آکر خواب کی تعبیر اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مشورہ دربار میں بیان کیا۔ بادشاہ اس سے متاثر ہوا۔ اور اس نے حکم دیا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ پھر جب شاہی قاصد یوسف کی طلبی کا پیام لیکر پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تو اپنے بادشاہ اور آقا کی طرف لوٹ جا اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے عزیز مصر کی بیوی کے یہاں دعوت میں اپنے ہاتھ چھریوں سے کاٹے تھے۔ بے شک میرا پروردگار اُن عورتوں کی مکاریوں سے خوب واقف ہے :: حضرت یوسف علیہ السلام کا مدعا یہ تھا کہ جس الزام کی بنا پر مجھ کو قید کیا گیا تھا اُس معاملہ کی پہلے تحقیق کر لی جائے اور جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اُن سے دریافت کیا جائے کہ معاملہ کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہی قصہ یاد دلایا کہ وے عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے"۔ بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کید کو ان عورتوں کی طرف منسوب کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی زلیخا کے ساتھ ملی بھگت تھی اور وہ بھی مکر میں زلیخا کی حامی اور مددگار تھیں واللہ اعلم (۵۰) بادشاہ نے ان عورتوں کو حاضر کرکے دریافت کیا جب تم یوسف کو اپنا مطلب پورا کرنے کیلئے پھسلا رہی تھیں تو تمہارے اس واقعہ کی صحیح حالت کیا ہے۔ عورتوں نے جواب دیا حاشا للہ! ہم کو اُس میں ذرا سی بھی کوئی برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی اس پر عزیز کی بیوی نے کہا اب تو حق اور سچی بات سب کھل گئی واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اُس کو اپنے لئے پھسلایا اور آمادہ کرنا چاہا تھا اور بلاشبہ وہ راست بازوں میں سے ہے :: یعنی ادھر تو عورتوں نے صفائی کی گواہی دی اگرچہ انھوں نے مروت اور حیا کی وجہ سے زلیخا کا نام نہیں لیا جب عزیز کی بیوی نے یہ دیکھا تو مجبوراً اُس کو اقرار ہی کرنا پڑا اور پھر صاف بات کہنی ہی پڑی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہیں لیا حق پرورش کو!! اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کر دے بھی جانیں کہ بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ بادشاہ نے اس انداز سے پوچھا کہ جھوٹ بولنا ان کو بن نہ آیا :: (۵۱) غرض بادشاہ کی اس تمام کارروائی کی اطلاع یوسفؑ کو دی گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اس تحقیقات اور مقدمہ پر نظر ثانی سے میری غرض یہ بھی تھی کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز کی پیٹھ پیچھے اور اُس کی عدم موجودگی میں اُس کے ناموس میں کوئی خیانت نہیں کی اور یہ بھی اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی چال اور داؤں کو چلنے نہیں دیتا، عزیز مصر کو یقین تو پہلے ہی تھا اس صفائی سے اور پختہ یقین ہوا ہوگا (۵۲)

سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا

آئیں گے کہ جو کچھ تم نے ان برسوں کے لیے جمع کر رکھا ہوگا اس سب کو یہ سخت سال کھا جائیں گے الا یہ کہ

مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ

تھوڑا سا غلہ بچ جائے گا جس کو تم احتیاط سے بچا لو گے پھر ان سات برس کے بعد ایک سال ایسا آئیگا

يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

جس میں لوگوں کیلئے خوب بارش کی جائے گی اور لوگ اس سال میں پھلوں کو نچوڑیں گے۔ اور بادشاہ نے یہ تعبیر سنکر کہا

ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ

کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ پھر جب یوسفؑ کے پاس شاہی قاصد آیا تو یوسفؑ نے کہا تو اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا

فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ

اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنھوں نے چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ

بیشک میرا رب اُن کی پُر فریب کارروائیوں سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے ان عورتوں سے کہا کہ جب تم یوسفؑ

رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ

کو اپنی خواہش کیلئے آمادہ کر رہی تھیں تو تمہارے اس واقعہ کی صحیح حقیقت کیا ہے۔ عورتوں نے کہا خدا پاک ہے

مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ

ہم کو یوسفؑ میں ذرا سی بھی کوئی برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی اس پر عزیز کی بیوی نے کہا کہ

الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ

اب تو سچی بات سب پر کھل ہی گئی واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اس کو اپنے لئے آمادہ کرنا چاہا تھا اور بلاشبہ

لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ

وہ راستباز ہے۔ (یوسف نے اس خبر کو سن کر کہا) اس تحقیقات سے میری غرض یہ تھی کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ

بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اُس کی کوئی خیانت نہیں کی اور نیز اسے معلوم ہو جائے کہ خیانت کرنیوالوں کے فریب کو خدا چلنے نہیں دیتا

ع ۶ / ۱۶

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓۚ إِنَّ ٱلنَّفْسَ لَأَمَّارَةُۢ بِٱلسُّوٓءِ
اور میں کوئی اپنے نفس کی برائت نہیں کرتا بیشک نفس تو بُری ہی باتوں پر اُبھارا کرتا ہے

إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٣﴾ وَقَالَ
مگر وہ نفس جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور بادشاہ نے

ٱلْمَلِكُ ٱئْتُونِي بِهِۦٓ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُۥ
کہا یوسف کو میرے پاس لے آؤ میں اس کو اپنے کام کے لئے مخصوص کروں گا پھر جب یوسفؑ سے بادشاہ نے گفتگو کی

قَالَ إِنَّكَ ٱلْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ ٱجْعَلْنِي
تو کہا آج سے تو ہمارے یہاں صاحب منزلت اور صاحب اعتبار ہے۔ یوسفؑ نے کہا مجھے اس

عَلَىٰ خَزَآئِنِ ٱلْأَرْضِۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذَٰلِكَ
ملک کے خزانوں پر مامور کر دیجیے کیونکہ میں ایک اچھا حافظ اور واقف کار ہوں۔ اور اس طرح

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي ٱلْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ
ہم نے یوسف کو ملک میں ذی اقتدار اور با اختیار کر دیا کہ اس ملک میں وہ جہاں چاہے سکونت پذیر ہو

يَشَآءُۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَآءُۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ
ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے بہرہ مند کرتے ہیں اور ہم نیک روش اختیار کرنے والوں کے اجر کو

ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَأَجْرُ ٱلْأٓخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَ
ضائع نہیں کیا کرتے اور آخرت کا اجر و ثواب اُن لوگوں کیلئے بدرجہا بہتر ہے جو ایمان لائے اور

كَانُواْ يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ وَجَآءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُواْ عَلَيْهِ
تقویٰ کے پابند رہے۔ اور یوسف کے بھائی آئے اور وہ یوسفؑ کے پاس پہونچے تو

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ
یوسف نے اُن کو پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہیں پہچان سکے اور جب یوسفؑ نے انکی روانگی کے وقت انکا سامان تیار

قَالَ ٱئْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّيٓ أُوفِي
کر دیا تو اُنسے کہا آئندہ میرے پاس اپنے علاتی بھائی کو بھی لیکر آنا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پیمانہ بھی پورا ناپ کر دیتا ہوں

منزل ۳

اور میں کوئی اپنے نفس کی برائت نہیں کرتا بیشک نفس تو بُری ہی باتوں پر اُبھارا کرتا ہے مگر وہ نفس جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے بلاشبہ میرا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے :: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس شبہ کو دور کیا کہ مبادا کوئی خیال کرے کہ یوسفؑ کو اپنی برائت پر غرور ہو گیا ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے نفس کا یہ کوئی ذاتی کمال نہیں ہے بلکہ محض حضرت حقؓ کی عنایت اور اس کی مہربانی کا نتیجہ ہے نفس تو بُرے ہی کاموں کی ترغیب دیا کرتا ہے۔ (۵۳) اور بادشاہ نے خواب کی تعبیر سننے اور مقدمہ کے حالات معلوم کرنے کے بعد حکم دیا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ میں خالص اُسکو اپنے کام میں رکھوں گا اور میں اُسکو اپنے کام کیلئے مخصوص کروں گا پھر جب بادشاہ نے حضرت یوسفؑ سے باتیں کیں تو اور بھی زیادہ اُن کی قابلیت کا معترف ہو گیا اور اس نے یوسفؑ سے کہا کہ تم آج سے ہمارے نزدیک بڑے معزز اور معتبر اور صاحب منزلت اور صاحب اعتبار ہو :: یعنی بادشاہ اُن کی باتیں سنکر پہلے ہی اُن سے خوش اعتقاد ہو گیا تھا اب گفتگو کے بعد تو اُس کی رائے اور بھی پختہ ہو گئی اور اس نے ان کو اپنا خاص مقرب اور مشیر بنالیا اور عزیز کے تعلق کو ختم کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا۔۱۲ (۵۴) حضرت یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دے میں ایک اچھا نگہبان اور حساب و کتاب سے بخوبی واقف ہوں :: یعنی حضرت یوسفؑ نے یہ دیکھا کہ آئندہ اس ملک میں قحط پڑنے والا ہے مصر کی حکومت سنبھال نہ سکے گی ملک میں ابتری پھیل جائے گی اور مخلوق بھوک سے مر جائے گی خلائق کی نفع رسانی کا خیال کرتے ہوئے انھوں نے یہ مطالبہ کیا اپنی جاہ پسندی، ذاتی منفعت اور کنبہ پروری مقصود نہ تھی اور ایسی حالت میں کسی منصب کے طلب کرنے میں مضائقہ نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ خلائق کے فائدے کی غرض سے انبیاء علیہم السلام مالیات کے قصوں میں پڑنے کو شان نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انھوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ۱۲ (۵۵) اور ہم نے اس طرح یوسفؑ کو سرزمین مصر میں با اختیار اور ذی اقتدار کر دیا کہ اس میں جہاں چاہیں سکونت پذیر ہوں اور جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت و عنایت اور توجہات خصوصی سے بہرہ مند کرتے ہیں اور ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کیا کرتے :: یعنی اگرچہ یوسفؑ کا لقب تو عزیز ہی رہا لیکن ریان بن ولید برائے نام بادشاہ تھا ملک کا تمام انتظام و انصرام حضرت یوسفؑ ہی کے ہاتھ میں تھا ریان نے اسلام قبول کیا یا نہیں اس کے متعلق کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی ہے حضرت یوسف بادشاہوں کی طرح جہاں چاہتے جاتے اور رہتے۔ حضرت حقؓ نیک لوگوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اپنی مہر سے نوازتے ہیں (۵۶) اور آخرت کا اجر و ثواب اہل تقویٰ اور اہل ایمان کیلئے بدرجہا بہتر اور کہیں بڑھ چڑھ کر ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ جواب ہوا اُن کے سوال کا کہ اولاد ابراہیمؑ اس طرح شام سے آئی مصر میں۔ اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے دور پھینکا تا کہ ذلیل ہو اللہ تعالیٰ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ویسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو ۱۲ اس کے بعد سات سال ارزانی ہوئی حضرت یوسفؑ احتیاط کیساتھ غلہ جمع کرتے رہے یہاں تک کہ قحط شروع ہوا اور متواتر چلتا رہا۔ اطراف و جوانب میں بھی قحط نمودار ہوا اور کنعان میں بھی قحط کی لپیٹ میں آگیا حضرت یوسف کنٹرول سے غلہ تقسیم کرتے رہے لوگ آتے رہے اور حضرت یوسف کنٹرول ریٹ سے غلہ دیتے رہے یہاں تک کہ اُن کے بھائی بھی غلہ لینے کے لیے مصر آئے (۵۷) اور حضرت یوسفؑ کے بھائی غلہ لینے کی غرض سے یوسفؑ کے پاس آئے پھر وہ یوسف کے شہر میں داخل ہو گئے اور یوسف کے پاس پہونچے تو یوسفؑ نے اُن کو پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہیں پہچان سکے :: حضرت یوسف علیہ السلام میں کافی تبدیلی ہو گئی تھی اسلئے وہ نہ پہچانے ہوں گے یا حضرت یوسفؑ نے نقاب ڈال رکھی ہوگی یا شاہی پہنے میں بات کی ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے تو خواب کے موافق سات برس خوب غلہ پیدا ہوا اور ملک کا اناج بھر رکھے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق بچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے اُن کے بھائی آئے خریدنے کو ۱۲ غرض جب حضرت یوسفؑ نے اُن کو غلہ

(باقی بر صفحہ ۳۸۶)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دینا منظور کرلیا اور فی کس غلہ کے ایک ایک اونٹ کا حکم ہوگیا تو بھائیوں نے کہا ہمارا ایک علاقائی بھائی اور بھی ہے اس کیلئے ایک اونٹ کے غلہ کا حکم دیجئے حضرت یوسفؑ نے فرمایا یہ بات بے قاعدہ ہے وہ ہوتا تو اس کو بھی دیدیا جاتا اسکو کیوں نہیں لائے انھوں نے کہا اُس کا ایک بھائی عرصہ ہوا کہیں جنگل میں ہلاک ہوگیا تھا اُس دن سے اس کے چھوٹے بھائی بن یامین کو ہمارے باپ اپنے سے جُدا نہیں کرتے اس لئے ہم اسکو نہیں لاسکے (۵۸) اور جب یوسفؑ نے ان کی روانگی کے وقت اُن کے غلہ کا سامان وغیرہ تیار کردیا تو اُن سے چلتے وقت فرمایا اگر اس غلہ کے بعد تم کو پھر غلہ کی ضرورت پیش آئے تو آئندہ اپنے علاتی بھائی بن یامین کو بھی لیکر آنا تفسیر صفحہ ہٰذا ۱۲۔ کیا تم جانتے نہیں کہ میں پیمانہ بھی پُورا بھرتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہماں نوازی کرتا ہوں ؛ یعنی ناپ کا بھی کھرا ہوں اور جو پردیسی آتے ہیں انکی مہماں نوازی

الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا

اور میں بہترین مہماں نواز بھی ہوں۔ پھر اگر آئندہ تم میرے پاس اس بھائی کو لے کر نہ آئے تو

كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

تمہارے لئے نہ میرے ہاں غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا۔ برادرانِ یوسف نے کہا ہم اس کو اسکے

اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا

باپ سے ترکیب کیساتھ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے یقین مان کہ ہم اس کام کو ضرور کریں گے اور یوسفؑ نے اپنے خدمتگاروں کو

بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا

حکم دیا کہ ان کی پونجی ان ہی کے سامان اسباب میں رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں واپس جائیں تو اس

اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ

پونجی کو پہچان لیں اور عجب نہیں کہ یہ دوبارہ پھر آئیں۔ الغرض جب بھائی اپنے باپ کے پاس واپس پہونچے

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا

تو کہنے لگے اے ہمارے باپ آئندہ کے لئے ہم پر غلہ کی بندش کردی گئی ہے سو آپ ہمارے ہمراہ آئندہ ہمارے بھائی بن یامین کو بھیجئے

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا

تاکہ ہم پھر غلہ لاسکیں اور ہم اس کی پوری حفاظت رکھیں گے۔ باپ نے جواب دیا میں بن یامین کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرسکتا

كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا

مگر ہاں ویسا ہی جیسا اب سے پہلے اسکے بھائی کے بارے میں تمہارا اعتبار کرچکا ہوں۔ پس خدا سب سے بہتر نگہبان ہے

وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا

اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اور جب انھوں نے اپنے اسباب کو کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی

بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ

جوں کی توں رکھی پائی جو انہی کو واپس کردی گئی ہے۔ پونجی کو دیکھکر بولے اے ہمارے باپ ہمیں اور کیا چاہیئے یہ

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا

ہمارے غلہ کی قیمت بھی تو ہمیں واپس کردی گئی ہے۔ اب کی دفعہ اپنے گھر والوں کیلئے اور غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی

اور بھلا برتاؤ کرنے والا ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسفؑ کا سگا بھائی تھا اُس کو بُلوایا ۱۲ خلاصہ یہ کہ اُس کو لے آؤ گے تو اس کا بھی حصہ دوں گا۔ (۵۹) پھر اگر آئندہ تم اسکو میرے پاس لیکر نہ آئے تو میں سمجھوں گا کہ تم مجھ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ لہٰذا تمہارے لئے میرے یہاں نہ تو غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا ؛ یعنی تمہارے حصہ کا بھی غلہ نہیں ملے گا اگر تم اس اپنے بھائی کو نہ لائے (۶۰) یوسفؑ کے بھائیوں نے جواب دیا ہم اس بن یامین کو اس کے باپ سے ترکیب و تدبیر کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے یقین مانیئے کہ ہم اس کام کو ضرور کریں گے ؛ یعنی پُوری کوشش اور جدّ و جہد ضرور کریں گے۔ (۶۱) اور بھائیوں کے رخصت ہوتے وقت یوسفؑ نے خاموشی کے ساتھ اپنے خدمت گاروں اور نوکروں کو حکم دیا کہ اُن کی پُونجی جوں کی توں اُن کے سامان و اسباب میں رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں واپس جائیں تو اُس پونجی کو پہچان لیں اور اس احسان کو دیکھ کر پھر دوبارہ آئیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ جو قیمت لائے تھے وہ چھپا کر ان کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کرکر ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ غلہ کے عوض ان سے جو کچھ لیا تھا وہ چپکے سے اُن ہی کے سامان میں رکھوا دیا۔ (۶۲) الغرض جب یوسفؑ کے بھائی اپنے باپ کے پاس واپس پہونچے تو سفر کے تمام واقعات سُنا کر کہنے لگے اے ہمارے باپ آئندہ کے لئے ہم پر غلہ روک دیا گیا لہٰذا آپ ہمارے ہمراہ ہمارے بھائی بن یامین کو بھی بھیجئے تاکہ ہم پھر غلہ کی بھرتی لے آئیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم بن یامین کی پُوری حفاظت کرینگے ؛ یعنی غلہ کی بھرتی ہم کو نہیں ملے گی اگر بن یامین ہمارے ساتھ نہ گیا۔ عزیز مصر کی خاطر تواضع اور مہماں نوازی کا بھی ذکر کیا اور چونکہ باپ کو اُن پر اعتماد نہ تھا اس لئے انھوں نے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ بھی کہا (۶۳) باپ نے ان لڑکوں کو جواب دیا میں بن یامین کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرسکتا مگر ہاں ویسا ہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تمہارا اعتبار کرچکا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سب سے بہتر نگہبان ہے۔ اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے ؛ یعنی میرا دل تو ٹھکتا نہیں یہی تم نے اب سے پہلے یوسفؑ کو لیجاتے وقت الفاظ کہے تھے لیکن تم کہتے ہو کہ غلہ ہی نہیں ملے گا تو خیر اگر اس کا لیجانا ضروری ہے تو لے جاؤ میں خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ سب سے بہتر محافظ اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۴) اور اس گفتگو کے بعد جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا تو انھوں نے اپنی پونجی جوں کی توں اس اسباب میں رکھی پائی جو اُن کو واپس کردی گئی تھی پونجی کی واپسی کو دیکھ کر بولے اے ہمارے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ ہمارے غلہ کے عوض میں جو پونجی دیگئی تھی وہ بھی تو ہم کو لوٹا دی گئی اب ہم جائیں گے تو اپنے گھر والوں کیلئے اور رسد لائیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور اس بھائی کے لئے ایک اونٹ کا مزید غلہ لائیں گے اور ایک اُونٹ کی بھرتی زیادہ لیں گے یہ غلہ جو ہم لائے ہیں تھوڑا ہے ؛ یوسفؑ نے غلہ کی قیمت واپس کردی تاکہ اُن پر اچھا اثر پڑے اور پھر آئیں یا اس لئے کہ آتے وقت اُن کے پاس کچھ نہ ہو تو یہی پونجی لیکر چلے آئیں یا اخلاق و مروّت

۲۵/۲

کے تقاضے سے قیمت یعنی مناسب سمجھی ہو۔ غرض عزیز کی تعریف کر کے پھر کہا کہ بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ اب کی دفعہ غلہ زیادہ لائیں اور ہم اس کی حفاظت کریں گے (۶۵) حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ

پوری جبر رکھیں گے اور اس بھائی کے لئے مزید ایک اونٹ کا غلہ لائیں گے یہ غلہ جو ہم لائے ہیں تھوڑا ہے۔ باپ نے کہا میں بن یامین کو اس وقت تک

مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ

تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا جبتک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ کو اس بات کا پختہ قول نہ دو کہ تم ضرور بن یامین کو میرے پاس لے ہی آؤ گے

إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ

الا یہ کہ تم خود ہی گھیر لئے جاؤ تو مجبوری ہے پھر جب انھوں نے باپ کو پختہ قول دیدیا تو باپ نے کہا جو عہد پیماں ہم کر رہے ہیں

مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ

اس پر خدا شاہد ہے۔ اور باپ نے چلتے وقت اُن سے کہا اے میرے بیٹو! تم سب کے سب شہر کے

وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي

ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے شہر میں داخل ہونا اور میں قضاء

عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ

الٰہی میں سے کسی شے کو تم پر سے دفع نہیں کر سکتا۔ حکم تو بس خدا ہی کا چلتا ہے میں اُسی پر

تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا

بھروسہ رکھتا ہوں اور سب توکل کرنے والوں کو خدا ہی کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اور جب

دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم

یہ لڑکے شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح سے اُن کے باپ نے ان کو کہدیا تھا تو یہ احتیاطی تدبیر حکم الٰہی میں

مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ

سے کسی شے کو بھی ان لڑکوں پر سے ٹال نہیں سکتی تھی مگر ہاں یعقوبؑ کے دل میں ایک ارمان اور خواہش تھی جسے اسنے پورا کر لیا اور

وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

بلاشبہ یعقوبؑ بڑا عالم تھا کیوں کہ ہم نے اُسے تعلیم دی تھی لیکن اکثر لوگ

يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ

نہیں جانتے۔ اور جب یہ بھائی دوبارہ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو یوسفؑ نے اپنے بھائی بن یامین کو

میں بن یامین کو اس وقت تک تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا جب تک خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر مجھ کو یہ بات باور نہ کرادو اور پختہ قول نہ دو کہ تم اسکو ضرور میرے پاس لے آؤ گے الا یہ کہ کہیں تم ہی گھر جاؤ تو مجبوری ہے پھر جب انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر باپ کو پختہ قول دیدیا تو باپ نے کہا جو ہم عہد پیمان کر رہے ہیں اُس پر خدا شاہد ہے اور یہ تمام باتیں اسی کے سپرد ہیں اور وہی ہماری بات چیت پر وکیل ہو ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھا۔ یہی حکم ہے ہر کسی کو ÷ (۶۶) اس عہد کے بعد حضرت یعقوبؑ بن یامین کے بھیجنے پر آمادہ ہوگئے اور جب دوبارہ قافلہ تیار ہوا تو باپ نے فرمایا اے میرے بیٹو! تم سب کے سب شہر کے ایک دروازے سے مصر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا میں قضائے الٰہی اور خدا کے حکم میں سے کسی چیز کو تم پر سے دفع نہیں کر سکتا اور ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اُس کے سوا اور کسی کا حکم نہیں چلتا اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور سب توکل کرنیوالوں کو اسی کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے ÷ یعنی نظر بد اور حسد وغیرہ سے بچنے کے لئے یہ تدبیر بتلائی کہ اگر سب لڑکے ایک دروازے سے جائیں گے تو لوگوں کی نظریں اُٹھیں گی مبادا کسی کی ٹوک لگ جائے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ یہ ایک ظاہری تدبیر ہے قضاء و قدر کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا پر بھروسہ اللہ ہی پر کیا۔ ٹوک لگنی غلط نہیں اور اُس کا بچاؤ کرنا روا ہے ۱۲ (۶۷) اور جب یہ لڑکے مصر پہنچکر شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح سے اُن کے باپ نے اُن کو کہدیا تھا تو یہ احتیاطی تدبیر حکم الٰہی میں سے کسی شے کو بھی اُن لڑکوں پر سے ٹال نہیں سکتی تھی مگر ہاں یعقوبؑ کے دل میں ایک خواہش تھی اور ایک ارمان تھا جسکو اس نے اپنے لڑکوں کو تدبیر بتا کر پورا کر لیا اور بلاشبہ یعقوبؑ بڑا عالم تھا کیونکہ ہم نے اس کو تعلیم دی تھی اور ہم نے اُنکو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ تدبیر اور تقدیر کے فرق کو نہیں جانتے ÷ یعنی تدبیر کو مؤثر حقیقی سمجھ لیتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس طرح کہا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ لگی لیکن تقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو ۱۲ (۶۸) اور جب یوسفؑ کے بھائی دوبارہ بن یامین کو لے کر یوسفؑ کے پاس پہونچے تو یوسفؑ نے اپنے بھائی بن یامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اپنے پاس رکھا اور تنہائی میں

ع ۸ / ۱۱ / ۲

قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۶۹)

اپنے پاس ٹھیرایا اور اس سے کہا میں تیرا بھائی ہوں یہ علاتی بھائی جو کارروائیاں کرتے رہے ہیں ان پر اندوہگین نہو

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ

پھر جب یوسف نے بھائیوں کی روانگی کے وقت ان کا سامان تیار کردیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے سامان میں رکھدیا

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (۷۰) قَالُوْا وَ

جب قافلہ روانہ ہوا تو پھر شاہی خدمت گاروں میں سے ایک پکارنیوالے نے کہاکہ اے قافلہ والو یقیناً تم لوگ چور ہو۔ قافلہ والوں

اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ (۷۱) قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ

نے ان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کیوں تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے؟ خدمت گاروں نے کہا ہم کو بادشاہ کا

الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ (۷۲) قَالُوْا

پیمانہ نہیں ملتا اور جو اس پیمانہ کو لے آئے اسکو ایک بار شتر غلہ انعام دیا جائے گا اور میں اس انعام کا ضامن ہوں

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا

وہ بولے بخدا تم جانتے ہو ہم اس ملک میں فساد کرنے کی غرض سے نہیں آئے اور نہ کبھی چوری کرنا

سٰرِقِیْنَ (۷۳) قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ (۷۴) قَالُوْا

ہمارا شیوہ تھا۔ خدمت گاروں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چور کی کیا سزا ہوگی؟ انھوں نے جواب دیا

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

اس کی سزا یہی ہے کہ جس کے سامان میں وہ برتن پایا جائے وہی اس کا بدلہ! ہم لوگ

نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (۷۵) فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ

چوروں کو اسی قسم کی سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر یوسف نے بن یامین کی بوری سے پہلے اپنے علاتی بھائیوں کی بوریوں میں تلاش

اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ

کرنا شروع کیا پھر اس برتن کو اپنے بھائی کی بوری میں سے برآمد کرلیا اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی

مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ

ورنہ یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے ہرگز نہ حاصل کرسکتا الا یہ کہ خدا ہی کو منظور ہوتا ہم جسکو چاہتے

اُس سے کہا میں تیرا بھائی ہوں یہ علاتی بھائی جو کارروائیاں کرتے رہے ہیں ان پر غمگین اور اندوہگین نہ ہو:: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُس بھائی کو جو حضرت یوسفؑ نے آرزو سے بُلایا تھا اوروں کو حسد ہوا اس سفر میں اس کو ہر بات پر جھڑکتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسفؑ نے تسلی کردی (۶۹) چنانچہ دونوں بھائیوں کے مشورے سے بن یامین کو روکنے کی تدبیر کی گئی اور جب ان بھائیوں کو بھرتی وغیرہ دیکر ان کا سامان درست کیا گیا تو پانی پینے کا برتن جو غلہ دینے کا پیمانہ بھی تھا اپنے بھائی کے سامان میں رکھدیا اور جب وہ بھائی غلہ وغیرہ لیکر چلے تو شاہی خدمت گاروں میں سے ایک پکارنے والے نے پکارا اے قافلہ والو! یقیناً تم لوگ چور ہو (۷۰) قافلہ والوں نے اُن خدمت گاروں کی طرف متوجہ ہوکر کہا کیوں تمہاری کیا چیز گم ہوگئی؟ (۷۱) خدمت گاروں نے جواب دیا کہ ہم کو بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو شخص اس پیمانہ کو لے آئے اسکو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ انعام دیا جائے گا اور میں اس انعام کے دلوانیکا ذمہ دار ہوں:: یعنی شاہی برتن ہے اگر کوئی پیش کردے خواہ وہ چور ہی کیوں نہو تب بھی اس کا قصور معاف ہوجائے گا اور انعام بھی ملے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ باسن تھا بادشاہ کے پانی پینے کا چاندی کا اور اس کی پیاس پر مپا ہوا یا اناج ملنے کا اور گھوڑے اُس میں پانی پیتے۔ حضرت یوسفؑ نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں حضرت یوسفؑ کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا ہے (۷۲) یہ لوگ کہنے لگے بخدا تم کو معلوم ہے کہ ہم اس ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور نہ کبھی چوری کرنا ہمارا شیوہ تھا اور نہ ہم چوری کرنے والے ہیں:: یعنی اس شہر میں ہمارا چال چلن سب کو معلوم ہے نہ ہم یہاں کسی شرارت کی غرض سے آئے ہیں (۷۳) خدمتگاروں نے کہا اچھا اگر تم چور ثابت ہوئے اور تم میں سے کسی کے پاس اگر مال مسروقہ نکل آیا تو چور کی کیا سزا ہوگی:: یعنی اگر ایسا ہوا تو سزا تم ہی تجویز کردو اور وہ چونکہ دین ابراہیمیؑ کے پابند تھے اس لئے انھوں نے شریعت ابراہیمی جو ان کے یہاں رائج تھی اس کے موافق سزا بتادی۔ (۷۴) انھوں نے کہا جس کے سامان میں سے مال مسروقہ برآمد ہو اُس کی سزا یہی کہ وہی اس کی جزا اور بدلا اور ہم تو ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں:: یعنی چور کی سزا یہ کہ وہ ایک مدت تک اسکا غلام رہے جس کے ہاں اس نے چوری کی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت یعقوبؑ کے دین میں تھا کہ چور غلام ہوے ایک برس تک (۷۵) لہٰذا اس تجویز کے بعد ان کے سامان کی تلاشی شروع ہوئی اور یوسفؑ نے بن یامین کے سامان اور اُن کی بوری سے پہلے اپنے علاتی بھائیوں کی بوریوں کی تلاشی لی پھر اُس برتن کو اپنے بھائی کی بوری میں سے نکال لیا اور مال مسروقہ برآمد کرلیا ہم نے اس طرح یوسفؑ کے لئے بن یامین کو روکنے کی تدبیر کی ورنہ یوسفؑ اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے ہرگز نہ حاصل کرسکتا الا یہ کہ خدا ہی کو منظور ہوتا ہم جسکو چاہتے ہیں علم میں مخصوص درجات تک بلند کردیتے ہیں اور پہونچا دیتے ہیں اور ہر صاحب علم سے اوپر ایک اور عالم موجود ہے:: یعنی اس خوبی اور حسن تدبیر سے بھائی کو حاصل کیا کہ ان کو محسوس نہ ہوا اور کام ہوگیا نہ تجویز خود بھائیوں نے کی تھی اس لئے اب کوئی چارہ نہ تھا کہ بن یامین کو روکا جائے مصر کے قانون میں یہ شکل نہ تھی بلکہ کچھ تادیب اور سزا وغیرہ تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ دوسری بات بھی

مگر قانون کے ذریعہ سے بن یامین حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ درجات علم و عقل مختلف ہیں۔ اور حضرت حق جسکو چاہتے ہیں اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور ہر عالم سے اوپر ایک عالم ہے اور سب سے اوپر اللہ تعالیٰ ہے جس کا عالم اور علیم ہونا ظاہر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کر لو اسی پر پکڑے گئے نہیں تو بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا" (۷۶) اس پر اُن بھائیوں نے کہا اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی یوسفؑ بھی چوری کر چکا ہے یہ سنکر یوسفؑ نے اُن سے تو کوئی بات ظاہر نہیں کی اور اپنے جی میں چپکے سے یوں کہا کہ تم تو چوروں سے بھی درجہ میں بدتر ہو اور خدائے تعالیٰ اس اتہام کو خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو: یعنی ابھی کہہ رہے تھے ہم چوری کرنے والوں میں سے نہیں ہیں اب بن یامین کے چور ہوتے ہی دُوسرے بھائی کو بھی چور بتانے لگے۔ بعض علماء نے کہا کہ یوسفؑ نے یہ جملہ انکو خطاب کر کے کہا واللہ اعلم۔ بہرحال تم چوروں سے بھی بدتر ہو کہ بھائی کو چُرا کر بیچ ڈالا اور پھر کھرے بن رہے ہو چوری اور سینہ زوری۔ بہرحال یوسفؑ نے بڑے ضبط سے کام لیا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یوسفؑ کو صغیر سنی میں اُن کی پھوپی نے پالا تھا جب اُن کے باپ یعقوبؑ ان سے لینے لگے تو اُن کو یوسف سے محبت بہت تھی۔ انہوں نے ایک پٹکا اُن کی کمر میں باندھ دیا اور پٹکے کی جب ڈھونڈ ہوئی تو وہ یوسفؑ کی کمر سے بندھا ہوا نکلا اور اُن کو سال بھر پھوپی کے پاس رہنا پڑا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چُرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے اُن پر چوری کا طعن دیا وہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپی نے پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھیں چونکہ پھوپی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا انکی کمر سے باندھ دیا پھر اُس کو ڈھونڈھنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا آخر اس کی کمر سے نکلا موافق اُس دین کے ایک برس پھوپی کے پاس اور رہے ۱۲ (۷۷) جب حضرت یوسفؑ نے بن یامین کو روکا اور ماخوذ کر لیا تو اُن بھائیوں نے یوسفؑ سے کہا کہ اے عزیز! اس بن یامین کا باپ بہت بوڑھا ہے لہٰذا آپ ہم میں سے اس کی جگہ کسی ایک کو رکھ لیجئے اور روک لیجئے ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں: یعنی آپ کو احسان کرنیوالا پاتے ہیں' یہ باپ کی خدمت میں رہتا ہے وہ بوڑھا بہت ہے اسکو مملوک بنانے سے اُس کو تکلیف ہو جائیگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے ۱۲ (۷۸) عزیز نے بھائیوں کو جواب دیا ہم کو ایسی نا انصافی سے خدا بچائے کہ جس کے پاس ہم نے اپنا مال مسروقہ پایا ہے اسکو چھوڑ کر کسی اور کو گرفتار کر لیں ایسا کریں گے تو ہم اس حالت میں بڑے ظالم اور بے انصاف قرار پائینگے یعنی یہ بڑی بے جا بات ہوگی کہ چوری کسی نے کی اور پکڑ لیں ہم کسی اور کو (۷۹) پھر جب یہ لوگ حضرت یوسفؑ کا صاف جواب سُن کر اُن سے مایوس ہو گئے تو علیحدہ بیٹھ کر آپس میں مشورہ اور سرگوشی کرنے لگے ان میں جو سب سے بڑا بھائی تھا وہ کہنے لگا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے خدا کی قسم کھلوا کر پختہ عہد لیا ہے اور اس سے پیشتر بھی تم یوسفؑ کے بارے میں سخت کوتاہی اور تقصیر کر چکے ہو لہٰذا میں تو اس مُلک سے ہرگز نہ ہٹوں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھ کو حاضر

اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ

ہیں اس کو مخصوص درجات تک بلند کرتے ہیں اور ہر صاحب علم سے اوپر ایک اور عالم

عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ

موجود ہے۔ اس پر ان بھائیوں نے کہا اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی

قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ

یعنی یوسف بھی چوری کر چکا ہے یہ سُنکر یوسفؑ نے ان سے تو کوئی بات ظاہر نہیں کی

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿٧٧﴾

مگر اپنے جی میں چپکے سے یُوں کہا کہ تم تو چوروں سے بھی بدتر درجہ میں ہو اور خدا اس اتہام کو خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

ان بھائیوں نے کہا اے عزیز اس بن یامین کا باپ بہت بوڑھا ہے سو اس کی جگہ تو ہم میں سے کسی ایک کو روک لے ہم

مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

تجھ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں ۔ یوسفؑ نے کہا پناہ بخدا

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا

کہ ہم اسکو چھوڑ کر جس کے پاس ہم نے اپنا مال مسروقہ پایا ہے اسکی جگہ کسی اور کو گرفتار کریں ایسا کریں

لَّظٰلِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا اسْتَيْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ

تو ہم بڑے بے انصاف قرار پائیں گے پھر جب یہ لوگ یوسفؑ سے مایوس ہو گئے تو الگ بیٹھ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے

قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ

ان میں جو سب سے بڑا بھائی تھا اس نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے اللہ کی قسم کھلا کر

مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ

تم سے پختہ قول لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسفؑ کے بارے میں ایک سخت کوتاہی کر چکے ہو

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ

سو میں تو اس سرزمین سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک میرا باپ مجھ کو اجازت نہ دے یا خدا میرے لئے

ع ۹ / ۱۱ / ۳

ہونے کی اجازت دے یا میرے لئے اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کردے اور قضیہ چکادے اور اس مشکل کو سلجھادے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ؛ یعنی جو عمر میں یا عقل و دانش میں بڑا تھا اس نے کہا اب باپ کے سامنے کس منہ سے جائیں اوّل تو یوسفؑ ہی کے معاملہ میں ہمارا دامن داغدار ہے پھر بن یامین کو باپ نے پختہ قول و قرار اور قسمیں دینے کے بعد ہمارے ساتھ بھیجا تھا اس کا یہ ہوا لہٰذا میں تو یہاں سے سرکوں گا نہیں جب تک میرے والد صاحب مجھ کو آنے کی اجازت نہ دیں یا اس درمیان میں اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ ہوجائے میں مرجاؤں یا بن یامین کو چھڑالوں اس سے پہلے میری حمیت جانا گوارہ نہیں کرتی یہ بھائی دہی یہودا ہوگا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر کہ شاید مہربان ہو کر خلاص کردیں ۱۲ (۸۰) تم سب اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور جاکر اُن سے کہو اے ہمارے باپ تیرے بیٹے بن یامین نے چوری کی ہے اور ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہی ہم بیان کرتے ہیں اور ہم عہد کرتے وقت غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور کسی پوشیدہ امر کے تو ہم نگہبان نہیں ہیں ؛ یعنی جو واقعہ پیش آگیا اُس کی ہم کو خبر نہ تھی کہ یہ چوری کرے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم کو قول دیا تھا اپنی دانست پر اور چوری کی خبر نہ تھی یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق معلوم نہ تھا کہ بھائی چور ہے ۱۲ (۸۱) اور نیز یہ کہ آپ اس بستی کے لوگوں سے دریافت کرلیجئے جہاں ہم مقیم تھے اور اُن قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن کے ساتھ ہم تھے اور شامل ہو کر اُن کے ساتھ آئے ہیں اور یقین مانیئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں ؛ یعنی آپ یا تو مصر میں کسی کو بھیج کر دریافت کرلیجئے کہ یہ واقعہ ہوا یا نہیں یا دوسرے قافلوں کے لوگ جن کے ساتھ شامل ہو کر ہم آئے ہیں ان قافلے والوں سے پوچھ لیجئے غالباً قحط عام تھا اس لئے اور لوگ بھی کنعان کے آس پاس کے مصر جاتے ہوں گے۔ اور کئی کئی قافلے مل کر چلتے ہوں گے جو آنے میں یا جانے میں ساتھ ہوجاتے ہوں گے (۸۲) بڑے بھائی کو چھوڑ کر جب بھائی واپس کنعان پہونچے تو انھوں نے تمام واقعہ بیان کیا حضرت یعقوبؑ نے یہ سب قصہ سنکر فرمایا نہیں بن یامین نے چوری نہیں کی بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑلی ہے لہٰذا پہلے کی طرح اس واقعہ پر بھی صبر جمیل ہی میرا کام ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اُن سب کو مجھ تک پہونچا دیگا بیشک وہ بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ؛ چونکہ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کے واقعہ سے اُن بھائیوں کی حرکات سے پوری طرح غیر مطمئن تھے اس لئے فرمایا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ صبر جمیل وہ ہے جس میں غیر خدا سے شکوہ نہ ہو اللہ تعالیٰ سے شکایت صبر جمیل کے منافی نہیں اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے بخوبی واقف ہے اور چونکہ وہ حکیم ہے اس لئے تاخیر میں بھی کوئی حکمت ہے۔ سب کو لے آئیگا یعنی یوسف بن یامین اور بڑا بھائی۔ میں باوجود ان پے در پے واقعات کے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی بے اعتباری سے اب بھی حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں بیٹوں کی بنائی ہوئی بات تھی خلاصہ یہ کہ لکم کا خطاب سب بیٹوں کو ہے جن میں یوسفؑ اور بن یامین بھی داخل ہیں اور یہ بالکل سچ ہے کہ اس دفعہ یوسفؑ اور بن یامین نے بات بنائی نہ یہ چوری تھی نہ بن یامین چوری میں ماخوذ ہوئے (۸۳) پھر یہ کہکر یعقوبؑ اُن کے پاس سے پھرے اور اپنا رُخ دوسری طرف کرلیا۔

اللّٰهُ لِیۡ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸۰﴾ اِرۡجِعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡکُمۡ

کوئی فیصلہ کردے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ تم سب اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ

فَقُوۡلُوۡا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابۡنَکَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا

اور اس سے کہو کہ اے باپ تیرے لڑکے بن یامین نے چوری کی ہے اور ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں باقی

عَلِمۡنَا وَمَا کُنَّا لِلۡغَیۡبِ حٰفِظِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡیَةَ الَّتِیۡ

کسی پوشیدہ امر کے ہم نگہبان نہیں ہیں اور نیز یہ کہ تو اس بستی کے لوگوں سے دریافت کرلے

کُنَّا فِیۡهَا وَالۡعِیۡرَ الَّتِیۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِیۡهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾

جہاں ہم تھے اور ان قافلہ والوں سے پوچھ لے جن کے ساتھ ہم آئے ہیں اور یقین مان ہم بالکل سچ کہتے ہیں

قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَکُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ؕ

یعقوبؑ نے یہ سنکر کہا حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ دی ہے سو اب میرا کام صبر جمیل ہے

عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّاۡتِیَنِیۡ بِهِمۡ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ

مجھ کو اللہ سے اُمید ہے کہ وہ ان سب کو مجھ تک پہونچا دے گا بے شک وہ کمال علم اور کمال

الۡحَکِیۡمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَقَالَ یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ

حکمت کا مالک ہے۔ پھر یعقوبؑ اُن کے پاس سے چلا گیا اور اس نے کہا ہائے افسوس! یوسفؑ پر

وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ کَظِیۡمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوۡا

اور مارے غم کے اس کی دونوں آنکھیں سفید پڑگئیں یعنی روتے روتے اور وہ دل ہی دل میں گھٹا کرتا تھا۔ بیٹے کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡکُرُ یُوۡسُفَ حَتّٰی تَکُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ

خدا کی قسم تو تو ہمیشہ یوسفؑ ہی کا تذکرہ کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ تو بیمار ہو کر قریب المرگ ہوجائے

تَکُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِکِیۡنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَ

یا جان دیکر مرنیوالوں میں شامل ہوجائے۔ یعقوبؑ نے کہا میں تو اپنے اضطراب اور

حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾

غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

اور کہا ہائے افسوس یوسفؑ کی جدائی پر ۱۲ اور مارے غم کے روتے روتے یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں یعنی زیادہ رونے سے آنکھوں کی سیاہی جل گئی آنکھوں کی رونق یا آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس قدر تو اتنا ہلکا ایسا درد اور آتنی مدت " اور دبا رکھنا کس کا کام ہے سوائے پیغمبر کے ۱۲ (۸۴) بیٹے کہنے لگے خدا کی قسم تو تو ہمیشہ یوسفؑ ہی کا تذکرہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ تو گھل گھل کر قریب المرگ ہوجائے یا جان دیکر مرنیوالوں میں شامل ہوجائے ؛ بیٹوں نے یعقوبؑ کی حالت دیکھ کر یہ کہا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس بیٹے کے جانے سے پھر یوسفؑ کا غم تازہ ہوا ۱۲ (۸۵) حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا میں تو اپنے اضطراب اور اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی ہی آگے اسی کہتا ہوں جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد پر پہنچکر بس ہو ۱۲ (۸۶)

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا

اے میرے بیٹو! تم پھر واپس جاؤ اور مصر پہنچکر یوسفؑ اور اُس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ

تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ

کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے وہی لوگ

اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا

نااُمید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ آخر کار جب یہ لڑکے یوسفؑ کے پاس پہونچے تو اس سے کہا

يٰاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ

اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی سختی پہونچ رہی ہے اور ہم یہ ناقص پونجی

مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ

لائے ہیں مگر تو ہم کو پورا غلہ دیدے اور ہم پر خیرات کر بے شک اللہ

اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا

خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا کچھ تم کو وہ سلوک بھی معلوم ہے

فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾ قَالُوْٓا

جو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ اس زمانے میں کیا تھا جب تم جہالت میں مبتلا تھے، وہ کہنے لگے

ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ

کیا واقعی تو یوسفؑ ہے یوسفؑ نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بن یامین میرا بھائی ہے

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ

بلاشبہ اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا یقیناً جو شخص خدا سے ڈرتا اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اللہ

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ

ایسے نکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ بھائیوں نے کہا خدا کی قسم اس میں شک نہیں کہ اللہ نے

اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـــِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ

تجھ کو ہر اعتبار سے ہم پر فضیلت عطا فرمائی اور بیشک ہم ہی خطاوار تھے یوسفؑ نے کہا آج تم پر کوئی سرزنش

اے میرے بیٹو! تم پھر ایک بار واپس جاؤ اور مصر پہونچکر یوسفؑ اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور ان کی جستجو کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے وہی لوگ نااُمید ہوتے ہیں جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے :: یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے نااُمید ہو جانا کافروں کا شیوہ ہے اس لئے جاؤ غلہ بھی لاؤ اور بھائیوں کو بھی تلاش کرو (۸۷) چنانچہ یہ لڑکے پھر سفر میں گئے اور مصر پہنچکر عزیز مصر کے سامنے پیش ہوئے تو اُن سے کہا اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کے باعث بڑی سختی پہونچ رہی ہے اور ہم یہ ناقص اور نکمی پونجی لائے ہیں مگر آپ اس کے ناقص ہونے پر نظر نہ کیجئے اور ہم کو پورا غلہ دیدیجئے اور ہمیں خیرات سمجھئے اور خیرات سمجھ کر دیدیجئے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خیرات کرنیوالوں کو اچھا صلہ دیتا ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا اب کی بار اُون۔ پنیر ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو یہ حال سُنکر حضرت یوسفؑ کو رحم آیا اپنے آپ کو ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوایا ۱۲ :: خلاصہ یہ کہ جب بھائیوں کی غربت اور افلاس کی نوبت یہاں تک پہونچ گئی تو یوسفؑ کا دل بھر آیا یا نبوت کے نور سے معلوم کیا کہ اب معاملہ کو چھپانا مناسب نہیں یا حضرت یعقوبؑ کا اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ کہنا کام آیا بہرحال اظہار کا موقع آ گیا بعض حضرات نے تَصَدَّقْ عَلَيْنَا پر مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ صدقہ کے معنی یہاں مطلق احسان کے ہیں اس کے بعد کسی بحث کی گنجائش نہیں (۸۸) حضرت یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کچھ تم کو وہ سلوک اور وہ برتاؤ بھی یاد ہے اور تم کو معلوم ہے جو تم نے یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ اس زمانہ میں کیا تھا جب تم جہالت میں مبتلا تھے :: یعنی اس بات کو سُن کر گھبرائے کہ عزیز مصر کو اس سے کیا بحث! اور یہاں یوسفؑ کا تذکرہ کیسا۔ پھر سنبھل کر غور کیا۔ شاید پہچانے ہوں کہ ہم نے مصری قافلے کے ہاتھ اُسکو فروخت کیا تھا کہیں یہ یوسف ہی نہ ہو اور حضرت یوسف نے بھی اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ کہکر سوال جُرم کو نرم کر دیا (۸۹) وہ کہنے لگے کیا واقعی تو یوسفؑ ہے۔ یوسفؑ نے جواب دیا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ بن یامین میرا بھائی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا یقیناً جو شخص گناہ کے ارتکاب سے ڈرتا ہے اور مصائب پر صبر کا شیوہ اختیار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے نکوکاروں اور نیک کام کرنیوالوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا :: حضرت یوسفؑ نے اپنے تقویٰ اور صبر کی بات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے احسان کا اعتراف کیا تاکہ تکبر اور غرور کا شبہ نہ کیا جائے اور کسی بندے کو تقویٰ کی توفیق عطا فرمانا اور بلاؤں پر صبر کی ہمت دینا یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرا وے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا لے ۱۲ (۹۰) بھائیوں نے کہا خدا کی قسم اس میں شک نہیں کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ترجیح دی اور ہر اعتبار سے تجھ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم نے جو کچھ کیا بیشک ہم اس میں خطاوار تھے :: انھوں نے معذرت کے طور پر کہا کہ تم جس لائق تھے تمہارے ساتھ وہ ہوا اور ہم نے جو کچھ کیا بُرا کیا تو ہم کو معاف کردے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ۱۲ (۹۱) یوسفؑ نے کہا آج تم پر کوئی سرزنش ملامت اور الزام نہیں تمہارا قصور اللہ تعالیٰ معاف فرمائے وہ سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے :: بھائیوں کے ذمہ حقوق العباد اور حقوق اللہ

الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا

اور ملامت نہیں خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ بس اب تم

بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا

یہ میرا کُرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو۔ وہ بینا ہو جائے گا

وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ

اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ اور جب قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یہاں اُنکے

أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾

باپ نے یہ کہنا شروع کیا کہ میں آج یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اگر تم نے میری بات کو بڑھاپے کی کم عقلی نہ سمجھا تو میری تصدیق کروگے

قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا أَنْ

لوگوں نے کہا خدا کی قسم تو تو اپنی اسی پرانی غلط خیالی میں مبتلا ہے۔ پھر جب خوش خبری

جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ

لانیوالا آ پہونچا اور اس نے یوسفؑ کا کُرتہ یعقوبؑ کے مُنہ پر ڈالا تو وہ اُسی وقت بینا ہو گیا اور اُس نے بیٹوں سے

أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾

کہا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ جو باتیں خدا کی طرف سے میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿٩٧﴾

بیٹوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بیشک ہم ہی خطا وار تھے

قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

یعقوبؑ نے کہا میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا یقیناً وہ بڑا بخشنے والا

الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

نہایت مہربان ہے۔ پھر جب یہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی

أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ﴿٩٩﴾

اور استقبال وملاقات کے بعد کہا اب آپ سب شہر میں چلئے انشاءاللہ آپ ہر طرح امن وامان سے رہیں گے

کے دونوں قصور تھے تم پر کوئی الزام نہیں کہہ کر اپنے قصور کی معافی کا اعلان کر دیا۔ اور حقوق اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کر دی اپنے قلب کی صفائی سے بھی مطمئن کر دیا اور خدا سے دعا بھی کر دی گویا یوسفؑ کے دل میں کچھ تھا ہی نہیں۔ قصورداروں کو معاف کرنا اور اس قدر عجلت سے معاف کرنا یہ کام انبیاء علیہم السلام ہی کیا کرتے ہیں (۹۲) بس اب تم میرے باپ کے لئے یہ میرا کُرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیگا اور دیکھتا ہوا چلا آئے گا اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ ۞ یعنی ایسی حالت میں کہ باپ کی آنکھوں کی بینائی کمزور ہو گئی ہے یا بالکل روشنی جاتی رہی ہے۔ یہاں آنے میں دشواری ہوگی اس لئے تم ان کو جاکر بشارت دو اور یہ کُرتہ ان کے مُنہ پر ڈال دو تو بینائی ٹھیک ہو جائے گی پھر سب کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر مرض کی اللہ کے یہاں دوا ہے آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہو گئیں یہ کرامت بھی حضرت یوسفؑ کی ۱۲ (۹۳) حضرت یوسفؑ کے فرمانے کے مطابق یوسفؑ کا کُرتہ لیکر قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور جب مصر سے قافلہ نکلا اور شہری حدود سے جُدا ہوا تو کنعان میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہنا شروع کیا کہ میں آج یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اور مجھ کو یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے اگر تم نے میری بات کو بڑھاپے کی کم عقلی نہ سمجھا اور یہ خیال نہ کیا کہ میں بڑھاپے کی وجہ سے بہکی بہکی باتیں کر رہا ہوں تو تم میری تصدیق کروگے ۞ یعنی قافلہ اُدھر مصر سے روانہ ہوا، اور یہاں اُن کے باپ یعقوبؑ نے یہ کہنا شروع کیا کہ مجھکو یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے واقعہ بھی یہی ہے کہ جب امتحان کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے یہ حضرت یعقوبؑ کا معجزہ تھا لیکن معجزے کا ظہور بھی مشیت الٰہی کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔

ع ١٠

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

یکے پُرسید آں گم کردہ فرزند
کہ اے پیر گہر روشن خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شمیدی
چرا درچاہ کنعانش نہ دیدی

الربع

بگفتا حال ما برق جہان است
دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کشف اور اُن کی روشن ضمیری کی حالت بھی عجیب و غریب ہے کنعان کے کنوئیں میں حضرت یوسفؑ کئی دن رہے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم نہ ہوا اور یہاں مصر سے قافلہ چلا تو حضرت یعقوبؑ کو یوسف کی خوشبو آنے لگی۔ اسی کا جواب ہے۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ٭ گہے بر پُشت پائے خود نہ بینم

(۹۴) اُن لوگوں نے جو حضرت یعقوبؑ کے پاس رہتے تھے جواب دیا خدا کی قسم آپ تو اپنی اُسی پُرانی غلط خیالی میں مبتلا ہیں ۞ یعنی یوسفؑ کی محبت میں مبتلا ہیں (۹۵) پھر جب حضرت یوسفؑ کی جانب سے بشارت دینے والا آ پہونچا اور اُس نے یوسفؑ کا کُرتہ یعقوبؑ کے مُنہ پر ڈالا تو وہ اسی وقت بینا ہو گیا اور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اُس نے اسی وقت بیٹوں سے کہا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۞ یعنی اگر بالکل نابینا ہو گئے تھے تو بینائی واپس آگئی اور اگر بینائی کمزور ہو گئی تھی تو بینائی درست ہو گئی اور آنکھیں روشن ہوتے ہی بیٹوں سے فرمایا کہ میں نے تلاش کرنے کا حکم اسی لئے دیا کہ جو کچھ مجھے خدا کی طرف سے معلوم تھا اس سے تم واقف نہ تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت یوسفؑ نے کُرتہ۔ سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ اُس نے آکر کُرتہ مُنہ پر ڈالا اور خوش خبری دی اُسی وقت آنکھیں کھل گئیں ۱۲ (۹۶) بیٹوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کر دیجئے بیشک ہم ہی قصوروار تھے ۞ یعنی آپ کو جو تکلیف ہم نے پہونچائی ہے اُس کو آپ معاف کر دیجئے اور حقوق اللہ کی معافی کے لئے دعا کر دیجئے (۹۷) باپ نے کہا میں عنقریب اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا بلاشبہ وہ بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے ۞ معلوم ہوا باپ نے اپنا حق معاف کر دیا ورنہ وہ دعا کا وعدہ نہ کرتے کہتے ہیں کہ جمعہ کی شب یا تہجد کے وقت کا انتظار تھا (۹۸) یہ سب لوگ کنعان سے مصر کے لئے روانہ ہوئے ادھر حضرت یوسفؑ مصر سے استقبال کیلئے نکلے اور شہر سے باہر استقبال کا انتظام کیا گیا پھر یہ سب جب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو یوسفؑ نے اپنے والدین کو اپنے پاس عزت و تعظیم کیساتھ جگہ دی اور (باقی ۳۹۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۹۲) استقبال و ملاقات کے بعد کہا اب آپ سب شہر میں چلئے انشاءاللہ تعالیٰ وہاں آپ ہر طرح امن و امان سے رہیں گے ۞ یعنی دل جمعی اور خاطر جمعی کیساتھ شہر میں ۔ ماں باپ کو جگہ دی ماں سے مراد امی خالہ ہیں جو سوتیلی ماں تھیں اور ہو سکتا ہے کہ حقیقی والدہ بھی زندہ ہوں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ شہر میں داخل ہونے کے بعد کہے یعنی بے کھٹکے ہو کر یہاں رہیے واللہ اعلم ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ۱۲ (۹۹) شہر میں پہنچکر یوسفؑ نے تعظیماً اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا اور اس وقت سب کے سب یوسفؑ کے سامنے سجدے میں گرے اور یوسفؑ نے کہا اے میرے باپ یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے رب نے اس خواب کو سچا کر دیا اور اس کی سچائی کو ظاہر کر دیا اور اس عزت و شرف کے علاوہ میرے رب نے اس وقت میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب مجھ کو قید خانے سے اُس نے نکالا اور باوجود اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا اور فساد ڈلوا دیا تھا پھر تم سب کو اس گاؤں سے جہاں تم تھے میرے پاس لے آیا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اُسکو عمدہ تدبیرے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے ۞ یعنی بھائیوں کا اور ماں باپ کا بڑا احترام کیا استقبال بھی بڑی شان سے کیا جب مصر میں لائے تب بھی ماں باپ کو بلند مسند پر بٹھایا یوسفؑ کو اس شاہانہ حالت میں دیکھ کر ماں باپ اور بھائیوں نے بطور محبت اور تعظیم ان کے سامنے سجدہ کیا یا صرف تھوڑے سے جھک گئے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ یوسفؑ کی شان دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدۂ شکر کیا ہو ۔ ملل سابقہ میں سجدۂ تعظیمی روا تھا جو حضرت آدمؑ کے وقت سے حضرت مسیحؑ تک جاری رہا اور شریعت محمدیہ میں حرام قرار دیا گیا حضرت یوسفؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ اُسی خواب کی تعبیر ہے اور اُس کے ظہور کو پروردگار نے سچا کر دیا پھر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کیا کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ لائے ۔ قید خانے سے نکلنے اور گاؤں سے سب کے آنیکا ذکر کیا کنوئیں سے نکلنے کا بالکل ذکر نہیں کیا کہ بھائی شرمندہ ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اُسکو مُنہ پر نہ لائے مُجمل سنا دیا اگلے زمانے میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی ۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا تھا اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ اس وقت پہلا رواج چلنا ایسا ہے جیسے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت میں ہوا ہے ۱۲ (۱۰۰) حضرت یعقوبؑ کا یہ خاندان مصر میں آباد ہو گیا یہاں تک کہ حضرت یعقوبؑ کا وصال ہو گیا اب آگے حضرت یوسفؑ کی دعا ہے ۔ اے میرے پروردگار تو نے مجھے سلطنت میں سے ایک بڑا حصہ عطا فرمایا اور ایک اچھے خاصے حصے کی حکومت دی اور تو نے مجھے خوابوں کی تعبیر بتانا بھی سکھایا اور خوابوں کی تعبیر کی کل بٹھانے کا علم بھی دیا ۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھ کو فرمانبرداری اور اسلام کی حالت میں وفات دے اور دنیا سے اُٹھا اور مجھ کو مرنیکے بعد اپنے نیک بندوں کیساتھ ملا دے اور نیک لوگوں میں شامل کر دے ۞ یعنی علم ظاہری اور باطنی سے نوازا ۔ علم ظاہری یہ کہ حکومت کر رہا ہوں علم باطنی یہ کہ نبوت عطا فرمائی ۔ جس کا ایک شعبہ خوابوں کی تعبیر بھی ہے اب لقائے الٰہی کا اشتیاق ہے اس لئے مجھ کو مسلمان ہونے کی حالت میں دُنیا سے اُٹھا لے اور نیکوں میں شامل کر دے ۔ کیا مزیدار زندگی ہے زلیخا کے ہاں تھے تو جیل خانہ پسند فرمایا اور تخت سلطنت پر بیٹھے تو موت مانگی لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ علم کامل پایا دولت کامل پائی اب شوق ہوا اپنے باپ دادے کے مراتب کا ۔ حضرت یعقوبؑ کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں ۔ پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا ۔ ۱۲ (۱۰۱) اے پیغمبر یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کو وحی کے ذریعہ سے بتاتے ہیں ورنہ آپ تو یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس اُس وقت موجود نہ تھے جب اُنھوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ فریب آمیز تدبیریں کر رہے تھے ۞ یعنی یہ قصہ بھی منجملہ اور واقعات کے غیب میں سے ہے اگر ہم وحی کے ذریعہ نہ بتلاتے تو آپ کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جس وقت یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کے خلاف نقصان پہونچانے کا عزم کر رہے تھے اُس وقت آپؐ تو وہاں تھے نہیں پھر توریت اور انجیل میں بھی یہ تفصیل نہ تھی پھر تمہارے علم کا ذریعہ بجز ہماری وحی کے اور کیا ہو سکتا تھا اس قصہ کا اِس تفصیل کیساتھ صحیح بیان کر دینا آپ کی رسالت کی صاف اور کھلی دلیل ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

(باقی صفحہ ۳۹۴ پر)

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ

اور یوسفؑ نے اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اُس وقت سب کے سب یوسفؑ کے سامنے سجدے میں گرے اور یوسفؑ نے کہا

يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا

اے میرے باپ یہ اُس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے رب نے اس خواب کو

رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ

سچا کر دیا اور میرے رب نے اُس وقت میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب مجھ کو قید خانہ سے نکالا اور

جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ

باوجود اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے مابین جھگڑا ڈال دیا تھا

وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ

پھر تم سب کو اس گاؤں سے جہاں تم آباد تھے میرے پاس لے آیا میرا رب جو چاہتا ہے اسکو عمدہ تدبیرے کرتا ہے

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ

بلاشبہ وہ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے ۔ اے میرے رب تو نے مجھ کو حکومت کا ایک بڑا حصہ دیا اور تو نے مجھے

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ

خوابوں کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا ۔ اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

تو ہی دُنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھ کو فرماں برداری کی حالت میں یعنی اسلام پر وفات دے اور مجھ کو

بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ

مرنیکے بعد اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے ۔ اے پیغمبر یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ پر وحی کے ذریعے بتاتے

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَاۤ

ہیں ورنہ آپ تو یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس اُس وقت موجود نہ تھے جب اُنھوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ

اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْئَلُهُمْ

فریب آمیز تدبیریں کر رہے تھے اور خواہ آپ کتنی ہی خواہش کریں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں حالانکہ آپ ان سے قرآن کی تبلیغ پر

(بقیہ صفحہ ۳۹۳) یعنی یہ مذکور توراۃ میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں ۱۲ (۱۰۲) اور باوجود نبوت پر مختلف دلائل قائم ہو جانیکے پھر بھی اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں خواہ ان کے ایمان لانے کی آپ کتنی ہی خواہش کریں اور آپ کا کتنا ہی جی چاہے ۔: یعنی ان کے ایمان پر آپ کتنے ہی حریص کیوں نہوں مگر اکثر لوگ دلائل کے باوجود ایمان لانیوالے نہیں (۱۰۳) حالانکہ آپ ان سے اس قرآن کی تبلیغ پر کوئی اُجرت بھی طلب نہیں کرتے یہ قرآن تو تمام اقوام عالم کیلئے ایک نصیحت ہے ۔: تفسیر صفحہ ہذا ۔ یعنی تم اس تبلیغ پر کوئی مزدوری بھی نہیں لیتے پھر بھی ان کو اس سے عناد ہے یا یہ کہ آپ اُجرت تو مانگتے ہی نہیں آپ کا کام تو تبلیغ ہے ۔ آپ تبلیغ کرتے رہیے یہ نہ مانیں تو اس کی فکر آپ کو نہیں ہونی چاہیئے (۱۰۴) نبوت اور قرآن کے بعد توحید کا ذکر فرمایا اور آسمان اور زمین میں خدا کی قدرت کی بہت سی ایسی نشانیاں ہیں کہ جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں اور توجہ نہیں کرتے ۔: یعنی زمین و آسمان میں قدرت کے بیشمار دلائل توحید موجود ہیں جن پر ان کا گزر ہوتا رہتا ہے اور یہ اُن کو دیکھتے ہیں مگر ان پر ذرا توجہ نہیں کرتے ۔ آسمان میں چاند ۔ سورج ۔ ستارے ۔ بارش وغیرہ زمین میں حیوانات ۔ جمادات ۔ نباتات ہر چیز ان میں سے خدا کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی ہے لیکن جب کوئی غور و فکر سے کام لے تب ہدایت ہو (۱۰۵) اور ان میں کے اکثر لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے رہتے ہیں یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے ماننے کا اقرار بھی کرتے ہیں تو شرک آمیز ۔ غیروں کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہیں اور زبان سے خدا کا اقرار کرتے ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پکڑتے ہیں ۱۲ (۱۰۶) پھر کیا ایسے لوگ اس بات سے بے خوف اور مطمئن ہو گئے ہیں کہ اُن پر خدائے تعالیٰ کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو اُن کو چاروں طرف سے ڈھانک لے اور اُن کو گھیر لے یا اُن پر ناگہاں اور اچانک قیامت آپہونچے اور اُن کو پہلے سے خبر بھی نہ ہو ۔: بہر حال کفر کا انجام عذاب ہے خواہ وہ دنیا میں آجائے یا قیامت میں اُن پر نازل ہو اُن کو بے خوف نہیں ہونا چاہیئے (۱۰۷) اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے میری راہ تو یہی ہے کہ میں پوری بصیرت اور سمجھ بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسکی طرف سب کو بلاتا ہوں میں بھی یہ دعوت دیتا ہوں اور میرے پیرو بھی اور اللہ تعالیٰ پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے اور میں شرک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں ۔: میرا طریقہ یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنے داعی اور رسول ہونے پر پوری حجت و براہین اور بصیرت و وجدان کے ساتھ قائم ہوں تمام دنیا کو میں اور میری پیروی کرنے والے اس صحیح راستے کی دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے منزہ اور مبرا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (۱۰۸) اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستیوں کے رہنے والوں میں سے جس قدر پیغمبر بھیجے وہ سب آدمی ہی ہوتے تھے جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو یہ لوگ زمین میں کہیں چلے پھرے نہیں جو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں انجام کیسا ہوا اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے بدرجہا بہتر ہے جو پرہیزگار اور صاحب تقویٰ ہیں سو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ۔: یہ کفار کے اُس اعتراض کا جواب ہے کہ بشر کو کیوں رسول بنا کر بھیجا فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا ۔

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ

کوئی اجرت بھی طلب نہیں کرتے یہ قرآن تو تمام اقوام عالم کے لئے صرف ایک نصیحت ہے ۔ اور آسمان

مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ

اور زمین میں خدا کی قدرت کی بہت سی ایسی نشانیاں ہیں کہ جن پر یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ان پر

عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

توجہ تک نہیں کرتے اور ان میں کے اکثر لوگ خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح مانتے ہیں

مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ

کہ شرک بھی کرتے رہتے ہیں کیا ایسے لوگ اس بات سے بےخوف ہو گئے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت

اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

آجائے جو اُن کو ڈھانک لے یا اُن پر ناگہاں قیامت آپہونچے اور اُن کو خبر بھی نہ ہو

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ

اے پیغمبر آپ اُن سے کہہ دیجئے میری راہ تو یہی ہے کہ میں پوری بصیرت کے ساتھ

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور جو میرے پیرو ہیں وہ بھی اور خدائے تعالیٰ ہر عیب سے منزہ ہے اور میں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ

مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستیوں کے رہنے والوں میں سے جس قدر پیغمبر بھیجے

اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

وہ سب مرد ہی ہوتے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو کیا یہ لوگ زمین میں کہیں چلے پھرے نہیں جو اپنی آنکھوں

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ

دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى

بدرجہا بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں سو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ۔ گزشتہ اقوام کو

ع ۱۱ / ۱۱ / ۵

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مطلب یہ ہے کہ تمام بستیوں میں جو نبی اور رسول بھی ہم نے بھیجے وہ سب کے سب مرد ہوتے تھے اور آدمیوں کی ہدایت کے لئے آدمیوں ہی کا بھیجنا مناسب اور صحیح ہے اگر یہاں فرشتے آباد ہوتے فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا جن لوگوں نے اس قسم کے لغو اور لایعنی اعتراض کر کے رسولوں کی مخالفت کی تو ملک میں چل پھر کر دیکھ لو اُن کا کیسا بُرا انجام ہوا اور یہ بھی یاد رکھو کہ دُنیا کے عیش و آرام پر اترا کر کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو آخرت کا گھر اور آخرت کا مقام اُن ہی لوگوں کیلئے بہتر اور آرام دہ ہے جو شرک سے بچتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اُس عالم کے فوائد اور وہاں کے منافع فرمان برداروں ہی کے لئے ہو سکتے ہیں نافرمانوں کے لئے نہیں (۱۰۹) اگر عذاب آنے میں تاخیر ہو رہی ہے اور باوجود کفر کے تم کو مہلت دی جا رہی ہے تو اُس پر دھوکہ نہ کھاؤ کیونکہ امم سابقہ کو تو اتنی طویل مہلتیں ملتی رہیں اور اصلاح کا اتنا موقع دیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام مایوس ہونے لگے کہ شاید عذاب جلدی نہ آئے گا اور ان کی قوم کے کافروں نے یقین کر لیا کہ ان پیغمبروں سے عذاب کے وعدے میں جھوٹ بولا گیا اور عذاب

اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا
یہاں تک مہلت ملی کہ رسول ان سے نا امید ہونے لگے اور ان کی قوم کے کافروں نے یہ یقین کرلیا کہ ان پیغمبروں سے

جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا
عذاب کے وعدے میں جھوٹ بولا گیا آخر کار ہماری مدد اُن پیغمبروں کو آپہونچی پھر جس کو ہم نے چاہا وہ بچا دیا گیا اور ہمارا

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ
عذاب مجرموں پر آئے پیچھے واپس نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ ان لوگوں کے واقعات میں اہل دانش کیلئے بڑی

عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى
عبرت ہے یہ قرآن کوئی من گھڑت اور بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع
اور ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
یہ سورۂ رعد مکی ہے اور یہ تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
المّٓرٰ تف یہ آیتیں قرآن کی آیتیں ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ کی جانب

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١﴾
نازل کیا گیا ہے وہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے اس قدر اونچا بنا دیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو پھر

آنے والا نہیں آخر کار ہماری مدد آپہونچی پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب آئے پیچھے مجرموں سے واپس نہیں کیا جاتا ؛؛ یعنی مہلت پر دھوکہ نہ کھاؤ پہلی اُمتوں کو اس قدر مہلتیں ملتی رہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے ایمان لانے کی کوئی اُمید نہ رہی ادھر کافروں نے اس کا یقین کرلیا کہ عذاب کا وعدہ محض ایک ڈھونگ تھا تو عین اُس وقت جبکہ پیغمبر گھبرا گھبرا کر کہہ رہے تھے "مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ" تو ہماری مدد آپہونچی پھر ہم نے جسکو چاہا بچالیا یعنی مُسلمانوں کو نجات دی اور مجرموں پر عذاب آئے پیچھے کب ٹل سکتا ہے آثار و اسباب کی وجہ سے جو مایوسی ہو وہ مذموم نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا مذموم ہے ہو سکتا ہے کہ واقعات کی نزاکت اور پریشان حالات کے پیش نظر رسولوں کے دل میں بھی وسوسہ کے درجہ میں یہ بات آئی ہو کہ اجمالی عذاب کا جو وعدہ ہم سے کیا گیا تھا اُس کی تعیین میں ہم سے غلطی ہوئی ہو یا یہ وسوسہ آیا ہو کہ جو اجمالی وعدے ہماری مدد اور کفار کی ہلاکت کے ہم سے کئے گئے تھے ہماری زندگی میں وہ پورے ہوں گے یا نہیں اور یا یہ وسوسہ اُن مُسلمانوں کے دل میں آیا ہو جو پیغمبر کے ساتھی تھے تو اس قسم کا وسوسہ قابل اعتراض نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسُول نااُمید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اُن کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت حق نے جو وعدہ نصرت اور وعدہ عذاب فرمایا تھا اس کے متعین کرنے میں غلطی محسوس ہوئی اُسکو فرمایا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (۱۱۰) ع ۱۲ / ۶

بلاشبہ پچھلی اُمتوں اور پچھلے پیغمبروں کے واقعات میں اہلِ دانش اور سمجھدار لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے یہ قرآن جس میں یہ واقعات مذکور ہیں کوئی من گھڑت اور بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ جو کتب سماوی اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں یہ قرآن ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر ضروری چیز کی تفصیل بیان کرنے والا اور ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ؛؛ یعنی مومن جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں ان کیلئے مزید ہدایت حاصل کرنے اور رحمت سے مستفید ہونے کا ذریعہ ہے واقعات میں ارباب دانش اور اصحاب غور و فکر کے لئے عبرت ہے۔ اسلامی احکام ضروریہ کی تفصیل ہے (۱۱۱) تمت سورۂ یوسف

سورت رَعد مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس سورت کی تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ تف یہ آیتیں کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ کی جانب نازل کیا گیا ہے وہ سچ اور برحق ہے لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے (۱) اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے بلند اور استوار کر دیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو پھر وہ عرش پر اپنی شان کے موافق قائم اور جلوہ گر ہوا اور اس نے سورج و چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک ان میں سے اپنے مدار پر

ایک وقت معین میں چلتا رہتا ہے اور ایک وقت معین یعنی قیامت تک چلتا رہے گا وہ اللہ تعالیٰ تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے وہ اپنے دلائل تفصیل کیساتھ بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی پیشی میں حاضر ہونے

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

وہ عرش پر اپنی شان کے موافق قائم اور جلوہ گر ہوا اور سورج و چاند کو کام میں لگا دیا کہ

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

ہر ایک ان میں سے ایک وقت معین پر چل رہا ہے وہی خدا جملہ امور کی تدبیر کرتا ہے وہ اپنے دلائل تفصیل کے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

ساتھ بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی پیشی میں حاضر ہونے کا یقین کر لو۔ اور وہ وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

زمین کو پھیلایا اور اس زمین میں پہاڑ اور ندیاں پیدا کیں اور اس زمین میں ہر قسم کے پھلوں

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ

سے دو دو قسم پیدا کئے وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے

النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَ

بے شک ان چیزوں میں ان لوگوں کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کیا کرتے ہیں

فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

اور زمین میں مختلف قطعات ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور

زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

کھیتیاں ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں جن میں بعض دو تنے والے ہوتے ہیں اور بعض دو شاخے نہیں ہوتے

وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ

ان مذکورہ بالا نباتات کو ایک ہی قسم کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم انہیں سے ایک کو دوسرے پر پھلوں میں برتری دیتے ہیں

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ

ان باتوں میں ان لوگوں کیلئے دلائل ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اگر آپ کو کسی بات پر تعجب ہو تو کافروں کا یہ

قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ

قول بڑے تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو کیا پھر از سر نو پیدا ہونگے

اور اس سے ملنے کا یقین کر لو:۔ یعنی سورۂ یوسف کے آخر میں رسالت پر بحث تھی اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل مذکور ہیں اور آسمان و زمین میں جو اس کی قدرت کی کارفرمائیاں ہیں ان پر توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چلتا ہے بڑی مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دور تک سورج ایک برس تک اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں ۱۲ ہم نے تیسیر میں دونوں تفسیروں کی رعایت رکھی ہے (۲) وہ قادر مطلق ایسا ہے جس نے زمین کو بنایا اور اس زمین پر پہاڑ اور ندیاں پیدا کیں اور اس زمین میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پھل پیدا کئے وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے بلاشبہ ان چیزوں میں ان لوگوں کیلئے دلائل توحید موجود ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں:۔ قسم قسم کی چیزیں پیدا کیں کھٹا میٹھا چھوٹا بڑا گرم سرد نر مادہ غرض ہر پھل کا جواب موجود ہے رات کو دن پر ڈھانکنا یعنی دن کی روشنی پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر میوے کے جوڑے یعنی ایک قسم کامل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی ۱۲ (۳) اور زمین میں مختلف کھیت اور قطعات ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں جن میں سے بعض دو شاخیں ہوتے ہیں اور بعض دو شاخے نہیں ہوتے ان مذکورہ بالا نباتات کو ایک ہی قسم کا پانی دیا جاتا ہے اور ان میں سے ہم ایک دوسرے پر پھلوں میں ترجیح دیتے ہیں ان باتوں میں بھی ان لوگوں کے لئے توحید کے دلائل موجود ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں:۔ یعنی بعض درختوں میں زمین سے پھوٹتے ہی کتنی شاخیں ہو جاتی ہیں یا ایک تنے میں سے دوسرا تنا نکل آتا ہے اور بعض ایسے نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی تنا چلا جاتا ہے بعض برابر برابر دو درخت اگ جاتے ہیں نیچے سے جڑ ملی ہوتی ہے جیسے کھجوروں کے جھنڈ پھر ایک ہی قسم کا پانی دیا جاتا ہے ایک ہی آفتاب کی دھوپ ایک قسم کی ہوا اور باوجود اس کے پھلوں کے مزے میں فرق کسی کا پھل گھٹیا کسی کا بڑھیا یہ چیزیں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیبی طاقت ہے بشرطیکہ کوئی عقل سے کام لے۔

(۴) اور اگر اے پیغمبر آپ کو کسی بات پر تعجب اور اچنبا ہو تو کافروں کا یہ قول واقعی تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر خاک ہو گئے تو کیا ہم قیامت میں از سر نو پھر پیدا ہوں گے اور کیا ہم نئے سرے سے

بنائے جائیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے اور ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے :: یعنی اللہ تعالیٰ کو خالق اور تمام عالم کا پیدا کرنے والا مان کر پھر دوبارہ پیدا کرنے سے انکار کرنا اور اسکو دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز سمجھنا حالانکہ ہمیشہ کسی چیز کا پہلی مرتبہ پیدا کرنا اور بنانا دقت طلب ہوتا ہے تو اس قسم کی بے عقلی اور ناسمجھی کی بات کہتے ہیں اس سے زیادہ اور کونسی بات اچنبے اور تعجب کی ہوگی (۵) اور اے پیغمبر عافیت اور بھلائی سے پہلے یہ لوگ آپ سے برائی اور مصیبت طلب کرنے کا تقاضہ اور جلدی کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے بہت سے عذاب کے واقعات گزر چکے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ آپ کا پروردگار لوگوں کو ان کی زیادتیوں کے باوجود معاف کرتا رہتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا پروردگار سخت سے سخت سزا دینے والا بھی ہے :: یعنی عافیت سے پہلے عذاب طلب کرتے ہیں اور آپ سے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں حالانکہ عذاب کوئی ایسی مستبعد چیز تو نہیں ہے کہ کبھی آیا نہ ہو ان سے پہلوں پر بارہا آچکا ہے جس کی مثالیں اور واقعات گزر چکے ہیں یہ واقعہ ہے کہ حضرت حق خطاؤں پر چشم پوشی بھی فرماتا ہے اور جب کسی کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بھی بڑی سخت ہوتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ تب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آ ۔ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں یعنی عذاب ویسے ہی کی کہاوتیں چلی ہیں ۱۲
(۶) اور یہ دین حق کے منکر یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر جو معجزہ ہم چاہتے ہیں وہ منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا اے پیغمبر آپ تو صرف ڈرانیوالے ہیں اور آپکا کام تو صرف ڈر سنا دینا ہے بلکہ ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہادی اور رہنما ہوا ہے :: یعنی معجزوں کی فرمائش کا پورا کرنا آپکے اختیار میں نہیں آپ تو کافروں کو خدا کے عذاب سے ڈرانیوالے ہیں پھر یہ کہ آپ کوئی انوکھے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ ہر قوم میں ہادی ہوتے چلے آئے ہیں خواہ ہر قوم میں کوئی بالذات پیغمبر اور رسول آیا ہو یا رسول کا رسول آیا ہو کسی ہادی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو معجزہ تم مانگو گے وہ ضرور تم کو دکھایا جائیگا اور ایسے ہی رسول تم بھی ہو تمام بنی نوع انسان کے لئے وہ خاص قوموں کے ہادی ہوتے تھے آپ کل عالم کے ہادی ہیں
(۷) رسالت کا ذکر فرما کر پھر دلائل توحید اور باری تعالیٰ کے وسعت علم اور قدرت کا اظہار فرماتے ہیں ہر مادہ جو پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے اور رحم میں جو کمی بیشی ہوتی ہے اور پیٹ جو گھٹتے بڑھتے ہیں اس کو بھی وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے :: یعنی مادہ کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے اس کا لڑکا ہونا یا لڑکی ہونا ناقص ہونا یا پورا ہونا اچھا ہونا یا برا ہونا طویل یا قصیر ہونا سعید یا شقی ہونا سخی یا بخیل ہونا عالم یا جاہل ہونا غرض اس حمل کی پوری حالت کو جانتا ہے رحم کی کمی بیشی جلدی ہونا یا دیر سے ہونا ایک بچہ یا دو یا دو سے زائد ہونا اسکو بھی جانتا ہے اور اس کے علم میں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے (۸) ہر چھپی کھلی اور پوشیدہ و ظاہر چیز کو جاننے والا سب سے بڑا اور عالی مرتبت ہے :: یعنی سب سے واقف اور سب پر بزرگ اُسکی لا محدود طاقت اور لا محدود علم سے کوئی چیز خارج نہیں (۹) تم میں سے وہ شخص جو چپکے سے کوئی بات کہے اور وہ شخص جو پکار کر بات کہے اور وہ شخص جو رات کو کہیں چھپ رہے اور وہ شخص جو دن کو راستہ میں چلے پھرے یہ سب خدا تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں :: یعنی رات کی تاریکی میں چھپ جائے یا دن کو بازاروں میں اور گلیوں میں چلتا پھرتا ہے خدا کے علم میں برابر ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے خدا تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے ۱۲ (۱۰)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کیساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ⑤

طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں وہ اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ

اور اے پیغمبر بھلائی سے پہلے یہ لوگ آپ سے برائی طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے بہت سے

مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

عذاب کے واقعات گزر چکے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کو ان کی زیادتیوں کے باوجود معاف بھی

لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ⑥ وَ

کرتا رہتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ آپ کا رب شدید ترین سزا دینے والا بھی ہے۔ اور

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ

یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے رب کی جانب سے ہماری منہ مانگی کوئی نشانی کیوں نازل

رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ اللَّهُ يَعْلَمُ

نہیں ہوئی اے پیغمبر آپ تو صرف ڈرانیوالے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی رہنما ہوا ہے۔ اور ہاں

مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ

جو پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہے اسے خدا خوب جانتا ہے اور رحم میں جو کمی اور بیشی ہوتی ہے اسکو بھی

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ⑧ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

خدا خوب جانتا ہے اور خدا کے ہاں ہر چیز کا اک اندازہ ہے۔ وہ ہر چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا ہے

الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ

سب سے بڑا اور عالی مرتبت ہے۔ تم میں سے وہ شخص جو چپکے سے کوئی بات کہے اور وہ شخص جو پکار کر بات

جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ⑩

کرے اور وہ شخص جو رات کو کہیں چھپ رہے اور وہ شخص جو دن کو راستہ میں چلے پھرے یہ سب خدا کے نزدیک برابر ہیں

ہر انسان کیلئے کچھ محافظ فرشتے اور پہرہ دار مقرر ہیں جو باری باری آتے جاتے رہتے ہیں ا :رات کی بدلی ہوتی رہتی ہے وہ فرشتے اللہ تعالےٰ کے حکم سے انسان کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور بلاؤ آفات سے انسان کو محفوظ رکھتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب حضرت حق تعالیٰ کسی قوم پر برائی اور عذاب کا ارادہ کرلیتا ہے تو پھر وہ برائی اور عذاب واپس نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا ؛ یعنی ہر شخص کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فرشتے مقرر ہیں جو کراماً کاتبین کی طرح بدلتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق بندے کی حفاظت کرتے ہیں اور بلاؤ آفات سے بچاتے رہتے ہیں اور موذی جانوروں سے حفاظت کرتے ہیں اور چونکہ یہ محافظ قضاؤ قدر کے ماتحت ہیں فاذا جاء القدر خلوا بینہ وبین القدر یعنی جب قدر الٰہی آجاتی ہے تو یہ فرشتے قدرِ الٰہی کے مقابلہ سے ہٹ جاتے ہیں خواہ ان فرشتوں کی تعداد بیس یا بیس سے زیادہ ہو بہر حال کسی فرد یا افراد کی نگہبانی اسی وقت تک ہوتی ہے جب وہ قوم اپنی حالت کو نہیں بدلتی جب کوئی قوم کفرانِ نعمت کرتی ہے تو نعمت سلب ہو جاتی ہے اور اس قوم کی حالت کو بدل دیا جاتا ہے یعنی ابتداءً کسی قوم کی اچھی حالت کو نہیں بدلا جاتا البتہ جب وہ لوگ خود اپنے کو بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو بدل دیتا ہے اور ان میں تبدیلی کردیتا ہے اور اپنے انعامات سلب کرلیتا ہے اور عذاب مسلط کردیتا ہے اور اس کا عذاب ٹالے سے ٹلتا نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی سے اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اُس کی طرف سے رہی ہے جب تک وہ چال اپنی نہ بدلیں اللہ کیساتھ ۱۲ (۱۱) اللہ تعالیٰ کی مقدس اور یکتا وہ ذات ہے جو تم کو ڈرانے اور خوف دلانے کو اور بارش کی طمع اور اُمید دلانے کو بجلی چمکتی ہوئی دکھلاتا ہے اور پانی سے بھرے ہوئے بوجھل اور بھاری بادل اُٹھا لاتا ہے ؛ یعنی بجلی کی چمک سے دونوں باتیں ہوتی ہیں بارش کی اُمید اور بجلی گرنے کا خوف (۱۲) اور رعد فرشتہ اللہ تعالیٰ کی حمد کیساتھ پاکی بیان کرتا ہے اُس کے ڈر اور خوف سے اور دوسرے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے حمد کیساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ زمین کی طرف بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے ان کو گرا دیتا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت و تدبیر کا مالک ہے ؛ یعنی رعد اور دوسرے فرشتے اس کے خوف سے اس کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں رعد اور صاعقہ گرج اور کڑک چونکہ بجلی کی چمک کے ساتھ ہوتے ہیں اسلئے صواعق کا ترجمہ بجلیاں کیا گیا رعد سے مُراد فرشتہ یا فرشتہ کی آواز ہے ۔ اس آیت کا تعلق یا تو اربد بن ربیعہ اور عامر بن طفیل سے ہے ان دونوں نے حضورؐ کی خدمت میں گستاخانہ رویہ اختیار کیا تھا چنانچہ اربد بن ربیعہ پر بجلی گری اور عامر طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا ، یا عرب کے ایک اور سرکش رئیس کے ساتھ تعلق ہے جس کو حضورؐ نے بلایا تو اُس متکبر نے کہا کون رسول اللہ ؟ اور اللہ کس چیز کا بنا ہوا ہے وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا غرض اس قسم کی بیہودہ بکواس کرتا رہا اور باوجود حضورؐ کے بار بار بلانے کے نہیں آیا جب وہ یہ بکواس کر رہا تھا تب اُس پر بجلی گری محال کے معنی بعض نے کید اور بعض نے قوت کئے ہیں (۱۳) اسی کا پکارنا سچ ہے اور سچا پکارنا اُسی کے لئے خاص ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا اس سے زیادہ کوئی جواب نہیں دے سکتے اور اس سے زیادہ ان کی پکار کو قبول نہیں کرسکتے جیسے پانی کہ اس پانی کی طرف کوئی دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک پہونچنے والا نہیں اور کافروں کی پکار نہیں ہے مگر بے سود اور بیکار ؛ یعنی دعا اور عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک حق اور دوسری باطل پس جو پکار اور عبادت حق ہے وہ اللہ تعالےٰ کیلئے مخصوص ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارنا اور دوسروں کی عبادت کرنا باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے قبول کرنے کی قدرت ہے اور دوسروں کو نہیں ان کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی پانی کے آگے ہاتھ پھیلا کر یہ خواہش کرے کہ وہ پانی اس کے منہ میں آجائے نہ پانی میں یہ صلاحیت ہے کہ منہ میں آجائے نہ غیر اللہ میں یہ طاقت ہے کہ وہ کسی کی دعا اور عبادت کو قبول کرسکیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی صفحہ ۳۹۹ پر)

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ

انسان کیلئے کچھ فرشتے محافظ ہیں جو باری باری آتے ہیں وہ فرشتے خدا کے حکم سے انسان کے سامنے اور اس کے پیچھے سے

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اس کی حفاظت کرتے ہیں یہ امر واقعی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب خدا کسی قوم پر برائی یعنی عذاب کا ارادہ کرلیتا ہے تو پھر وہ برائی واپس نہیں ہوسکتی

وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا ۔ خدا کی ذات وہ ہے جو تم کو

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ

ڈرانے اور اُمید دلانے کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل اٹھاتا ہے

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ

اور رعد فرشتہ اور دوسرے فرشتے سب خدا کے خوف سے خدا کی حمد کیساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور

يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ

وہی خدا بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر گرانا چاہتا ہے ان بجلیوں کو گرا دیتا ہے اور یہ کافر خدا کے بارے

يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ؕ لَهٗ دَعْوَةُ

میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی سخت قوت و تدبیر کا مالک ہے ۔ سچا پکارنا اُسی کے لئے

الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

خاص ہے اور جن معبودوں کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا اس سے زیادہ کوئی

بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا

جواب نہیں دے سکتے جیسے پانی کہ اس پانی کی طرف کوئی دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ پانی اسکے منہ تک پہنچ جائے

هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

حالانکہ وہ پانی کبھی اسکے منہ تک پہونچنے والا نہیں اور کافروں کی پکار نہیں ہے ۔ مگر محض بے سود

(بقیہ صفحہ ۳۹۸) کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیالی ہیں اور بعضے جن ہیں اور بعضی چیزیں ہیں کہ ان کے کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی ۱۲ (۱۴) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور جو مخلوق بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنا سر خم کئے ہوئے ہیں اور صبح و شام کے اوقات میں ان چیزوں کے سائے بھی سر خم کئے ہوئے ہیں :: یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر چلتا ہے اور سب اُس کے مطیع و منقاد ہیں کچھ وہ ہیں جو اپنی خوشی سے اُس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور جو مخلوق بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب خوشی سے یا ناخوشی سے خدا ہی کے سامنے سر جھکائے

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

ہوئے ہے اور صبح و شام کے اوقات میں ان کے سائے بھی سجدہ ریز ہیں۔ اے پیغمبر ان سے پوچھیے کہ

وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ

آسمان اور زمین کا رب کون ہے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ زمین و آسمان کا رب اللہ ہی ہے آپ نے فرمایئے کیا تم نے اللہ کے سوا ایسوں کو

اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ

اپنا مددگار بنا رکھا ہے جو خود اپنے بھلے اور برے کا بھی اختیار نہیں رکھتے آپ ان سے کہیے

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي

بھلا کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکیاں اور نور برابر

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا

ہے یا ان مشرکوں نے خدا کیساتھ کچھ ایسے شرکاء مقرر کئے ہیں کہ ان شرکاء نے بھی خدا کی طرح کوئی مخلوق

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ

پیدا کی ہے کہ وہ مخلوق ان مشرکوں پر خدا کی پیدا کردہ مخلوق سے مل کر مشتبہ ہوگئی ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا

شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

پیدا کرنیوالا ہے اور وہی ہے اکیلا سب پر غالب۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر

فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

اپنے اپنے اندازے کے موافق نالے بہ نکلے اور سیلاب کا پانی پھولے ہوئے جھاگ

رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاۗءَ حِلْيَةٍ

اور خس و خاشاک کو اوپر اٹھا لایا اور جن دھاتوں کو زیور اور سامان بنانے کی غرض سے آگ میں

اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ

گلاتے ہیں ان میں بھی اسی قسم کا میل کچیل اور جھاگ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی اسی طرح

بعض وہ ہیں جو اُس کے زیر تصرف ہیں اور اس کے حکم کے اثر و نفاذ کو اپنے پرسے ہٹا نہیں سکتے۔ یہی مطلب سجدے کا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اُسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے اُن کا سجدہ ۱۲ (۱۵) اے پیغمبر آپ ان سے پوچھیے کہ آسمان و زمین کا پروردگار کون ہے اور چونکہ اس کا جواب ظاہر ہے اس لئے آپ فرما دیجئے کہ زمین و آسمان کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے آپ ان سے کہیے پھر کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو اپنا حمایتی اور مددگار بنا رکھا ہے جو خود اپنے نفع اور ضرر کا اختیار نہیں رکھتے آپ اُن سے کہیے کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں اندھیریاں اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے یا ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے شرکا مقرر کئے ہیں اور قرار دے رکھے ہیں کہ انھوں نے بھی کچھ ایسی چیزیں پیدا کی ہوں اور ایسی مخلوق پیدا کی ہو جیسے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے کہ وہ مخلوق ان مشرکوں پر خدا کی پیدا کردہ مخلوق سے مل کر مشتبہ ہوگئی ہے اور شرکا کی اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ایک سی معلوم ہوتی ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور وہی ہے اکیلا سب مخلوقات پر غالب :: یعنی آسمان و زمین کا خالق اور اُن کو قائم رکھنے والا کون ہے پھر یہ دلائل توحید سُن کر تم ایسوں کو رفیق اور حمایتی قرار دیتے ہو جو اپنے ہی نفع نقصان کے مالک نہیں چہ جائے کہ دُوسروں کے کام آئیں اس کے بعد مشرک اور مومن کا اور شرک و توحید کا فرق بیان فرمایا۔ اور عدم مساوات کا اظہار کیا اندھا اور سوجھا کا اندھیرا اور اُجالا ایک دُوسرے کے برابر نہیں پھر فرمایا کیا اللہ کے ساتھ ایسے شرکا قرار دے لئے ہیں جنھوں نے خدا کی طرح کوئی مخلوق پیدا کی ہو اور وہ اُن پر مشتبہ ہوگئی اور یہ شناخت نہیں ہو سکتی کہ خدا کی مخلوق کونسی ہے اور شرکا کی کونسی ہے یعنی اپنے شرکا کا جائزہ لو جب کوئی بات بھی ان میں نہیں ہے تو اس خالق، واحد اور قہار کے شرکا تجویز کرنے اور قرار دینے کا مطلب سوائے گمراہی اور ضلالت کے اور کیا ہے (۱۶) اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر پانی سے اپنے اپنے اندازے کے موافق نالے بہ نکلے اور سیلاب کا پانی پھولے ہوئے جھاگ اور خس و خاشاک کو اوپر اُٹھا لایا اور جن دھاتوں کو زیور یا اور سامان بنانے کے لئے آگ میں گلاتے ہیں ان میں بھی اسی قسم کا میل کچیل اور جھاگ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی اسی طرح مثال بیان کرتا ہے پھر جو جھاگ اور میل کچیل ہے وہ سوکھ کر جاتا رہتا ہے اور پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے لئے نافع اور مفید ہے وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہے اور لوگوں کی نفع رسانی کے لئے رہتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر ضروری چیز کی مثالیں بیان فرمایا کرتا ہے :: حق کی پائیداری اور باطل کی ناپائیداری کی مثال فرمائی ــــ

الْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ

مثال بیان کرتا ہے پھر جو جھاگ اور میل کچیل ہے اس کو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے لئے

النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

مفید ہے وہ زمین میں رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں

الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَ

بیان کیا کرتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے رب کے احکام کو قبول کیا ان کیلئے بھلائی ہے اور

الَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ

جن لوگوں نے خدا کے حکم سے سرتابی کی ان کا حال یہ ہوگا کہ اُن کے پاس اگر وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ

اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہو تو یہ سب مال و دولت اپنے فدیہ میں دیدیں۔ یہی لوگ ہیں جن سے

الْحِسَابِ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾

سخت حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ دوزخ بہت بری قرار گاہ ہے۔

أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ

اے پیغمبر بھلا وہ شخص جو اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ جو قرآن آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ برحق ہے

كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ

کیا یہ شخص اس کی مثل ہو سکتا ہے جو اندھا ہے ان باتوں سے وہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں جو اہل خرد ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَ

کہ جو عہد انھوں نے اللہ سے کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔ اور

الَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ

نیز یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن تعلقات کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو جوڑتے ہیں

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾

اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور حساب کی سختی کا ان کو خوف رہتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آسمان سے دین حق اُترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل اُبھر آتا ہے جیسے مینہ کا پانی زمین میں چل کر یا روپے تانبے کو دہکا کر میل اُبھرتا ہے آخر جھاگ کو خیال نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے آخر حق غالب آتا ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے آخر حق ہی باطل کو ہٹا کر صاف حق رہتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ عارضی طور پر میل کچیل کو ابھار ہوتا ہے لیکن آخر کار ردی رہ جاتا ہے جو صحیح ہے اور میل کچیل خشک ہو کر اُتر جاتا ہے (۱۷) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے احکام کو قبول کیا اور جنہوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کیواسطے بھلا اور اچھا بدلا ہے اور جن لوگوں نے اس کے حکم سے سرتابی کی اور حضرت حق کا کہنا نہ مانا اُن کا یہ حال ہوگا کہ اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہو تو یہ سب مال و دولت اپنے فدیہ میں دے ڈالیں اور اپنے کو عذاب سے بچائیں یہی لوگ ہیں جن کا قیامت میں حساب سخت ہوگا اور ان سے برا حساب لیا جائیگا اور ان کا ٹھکانہ ہمیشہ کیلئے دوزخ ہے اور وہ دوزخ بہت بری قرارگاہ ہے۔ یعنی جو لوگ کفر و معصیت پر قائم رہے ان کی حالت یہ ہو گی کہ روئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں اگر وہ سب ان کے پاس ہوں اور ان کی مثل اور بھی ہوں تو وہ اپنی رہائی کے لئے قیامت میں یہ سب دُنیا بھر کی دُگنی چیزیں دیدیں اُن لوگوں سے سخت اور برا حساب لیا جائے گا البتہ جو لوگ حکم مانیں گے ان کے لئے اچھی چیز اور اچھا بدلہ ہوگا یعنی اُن کو دائمی جنت ملے گی (۱۸) وہ شخص جو یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کیطرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ برحق ہے بھلا کیا یہ شخص اُس کی مثل ہو سکتا ہے جو اندھا ہے ان باتوں سے تو بس وہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں جو صاحبان عقل و خرد ہیں۔ یعنی قرآن کے برحق ہونے کا یقین کرنے والا اور اندھا برابر نہیں اندھی فرمایا منکر حق کو (۱۹) یہ اہل خرد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔ یعنی جو عہد اللہ تعالیٰ سے انھوں نے کیا ہے اس کا ایفا کرتے ہیں اور اُسکو توڑتے نہیں (۲۰) اور نیز یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن تعلقات کو اللہ تعالیٰ نے قائم رکھنے اور جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو جوڑتے اور قائم رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت حساب اور حساب عسیر کا انکو خوف رہتا ہے اور وہ ڈرا کرتے ہیں۔ یعنی گود پیٹ کے رشتوں میں صلہ رحمی کرتے ہیں یا اسلامی بھائی چارے کو قائم رکھتے ہیں (۲۱)

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی توجہ اور اس کی رضا جوئی کی غرض سے مصائب اور تکالیف پر صبر کرتے اور دینِ حق پر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کی مدافعت بھلائی سے کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں نیک انجام ہے اور آخرت کا گھر اُن کے لئے ہے ∴ یعنی دین کی راہ میں جو دُشواریاں اور تکالیف پیش آتی ہیں

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رضا جوئی کی غرض سے تکالیف پر صبر کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا کرتے ہیں اور برائی کو

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾

بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اس عالم میں نیک انجام ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

وہ یہ کہ دائمی باغات ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے ماں باپ

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو لائق اور قابل ہوں گے وہ بھی ان باغوں میں داخل ہوں گے اور

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

فرشتے ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس یوں کہتے ہوئے آئیں گے اُس صبر کے صلہ میں تم پر سلامتی ہے جو تم کیا کرتے تھے

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سو اس عالم میں تمہارا انجام بہت خوب ہے۔ اور جو لوگ اللہ سے پختہ عہد کرنے کے بعد

اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ

عہد شکنی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اُن کو

اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ

توڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

جن پر لعنت ہے اور اس عالم میں ان کے لئے خرابی ہے۔ اللہ جس کی چاہتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ

روزی فراخ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے اور یہ کافر دنیا کی زندگی پر

ان کو برداشت کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی خوشنودی اور اسکی رضا تلاش کریں۔ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ بدسلوکی کا جواب حُسنِ سلوک سے دیتے ہیں ظلم کا مقابلہ معافی سے کرتے ہیں اور گناہ کا دفعیہ توبہ اور استغفار سے کرتے ہیں۔ پوشیدہ اور علانیہ یعنی جیسا موقع محل ہوتا ہے خیرات کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے۔
آگے نیک انجامی اور آخرت کے گھر کا بیان ہے (۲۲) وہ آخرت کا گھر یہ کہ دائمی رہنے کے باغات ہیں جن میں لوگ داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے ماں باپ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جنت کی صلاحیت اور قابلیت رکھتے ہوں گے وہ بھی ان باغوں میں داخل ہوں گے اور فرشتے ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس یوں کہتے ہوئے آئیں گے ∴ یعنی دارِ آخرت کی بھلائی یہ کہ یہ لوگ نہ صرف تنہا جنتوں میں داخل ہوں گے بلکہ ان کے ماں باپ ان کی بیویاں اور ان کی اولاد میں سے جو لوگ اہل اور قابل ہوں گے وہ بھی ان کے ہمراہ ہی داخل کر دیئے جائیں گے تاکہ سب ساتھ رہیں ان ساتھیوں میں سے جو ان کا ہم مرتبہ ہوگا اس کیساتھ رہنے میں تو کوئی اشکال نہیں اگر کوئی کم مرتبہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات بے کراں سے اُس کے مرتبے کو بلند فرما کر اُس کو ان لوگوں کے ہمراہ کر دے گا تاکہ یہ سب ساتھ رہیں۔ آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقربین بارگاہ کی برکت سے اُن کے متعلقین بھی مستفید ہوں گے بشرطیکہ ان متعلقین میں صلاحیت ہو حدیث میں آتا ہے بعض مخلصین جنت میں داخل ہو کر دریافت کریں گے میری ماں کہاں ہے میرا باپ کہاں ہے میرا بیٹا کہاں ہے میری بیوی کہاں ہے کہا جائے گا انہوں نے ایسے عمل نہیں کئے جیسے تو نے عمل کئے ہیں وہ عرض کرے گا میں جو عمل کیا کرتا تھا وہ اپنے لئے اور ان سب کے لئے کیا کرتا تھا۔
اسی بنا پر من صلح کی تفسیر بعض مفسرین نے ایمان سے کی ہے یعنی جو مومن ہیں اُن کو درجات سے سرفراز فرما کر مخلصوں کیساتھ کر دیا جائیگا (۲۳) کہ تم کو ہر آفت اور ہر خطرے سے سلامتی ہو اس صبر کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے اور دینِ حق پر مضبوطی کیساتھ قائم رہے تھے اس عالم میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے (۲۴) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ دیتے ہیں اور عہد شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اُن کو قطع کرتے اور توڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت اور پھٹکار ہوگی اور اس عالم میں اُن کے لئے برائی اور خرابی ہے ∴ یعنی جن نیک اور مخلص لوگوں کا اوپر ذکر آیا تھا ان لوگوں کے کردار ان اعمال کے بالکل خلاف ہے اور نافرمانی کے خوگر اور عادی ہیں ان کا حشر بُرا ہوگا (۲۵) اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور زیادہ رزق دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے اور کم رزق دیتا ہے

اتراتے ہیں حالانکہ یہ دُنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں سوائے تھوڑے سے فائدے کے

اَلدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

اور کچھ بھی نہیں ۔ اور یہ کافروں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے رب کی جانب سے کوئی ایسا

مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہدیجئے اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

اور وہ اس شخص کو اپنا راستہ دکھاتا ہے جو اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ

لائے اور ذکر الٰہی سے ان کے قلوب کو اطمینان میسر ہوا آگاہ ہو خدا کے ذکر ہی سے دلوں کو

قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

اطمینان ہوا کرتا ہے ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کیلئے خوش حالی ہے

الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى

اور ان کیلئے اچھا ٹھکانا ہے ۔ اے پیغمبر جسطرح ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے تھے اسیطرح ہم نے آپکو بھی ایک ایسی امت میں رسول

لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ

بنا کر بھیجا ہے جس امت سے پہلے اور امتیں گزر چکی ہیں تاکہ جو کتاب ہم نے آپ کو وحی کے ذریعہ بھیجی ہے وہ آپ ان

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں اور یہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں آپ فرما دیجئے وہ رحمٰن میرا رب ہے

اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ

اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور میرا مرجع اسی کی ذات ہے ۔ اور اگر

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ

کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ جس کے اثر سے پہاڑ چلا دیے جاتے یا اس قرآن کے اثر سے زمین ٹکڑے ٹکڑے

اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ

ع ۸ ۹

۲۶/۲

اور دینِ حق کے منکر دنیوی زندگی پر اتراتے اور خوش ہوتے ہیں حالانکہ یہ دُنیوی زندگی اور یہاں کا عیش و عشرت آخرت کے مقابلہ میں سوائے تھوڑے سے فائدے اور سامان حقیر کے اور کچھ بھی نہیں ⁂ یعنی یہ دُنیوی مفاد اور یہاں کے عیش و عشرت کو رحمت اور غضب کا معیار قرار نہ دو اور دھوکہ نہ کھاؤ رزق تو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے کم و بیش دیتا ہے اور اگر کسی کو زیادہ دیتا بھی ہے تو آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں اس کی حیثیت ہی کیا ہے (۲۶) اور جن لوگوں نے کفر و انکار کی روش اختیار کر رکھی ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر کے رب کی جانب سے کوئی ہمارا منہ مانگا اور فرمائشی نشان اور معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور وہ اس شخص کو اپنا راستہ دکھاتا ہے اور اپنی جانب اسکی رہنمائی کرتا ہے جو اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے ⁂ یعنی قرآن شریف جس کی ہر آیت معجزہ اور ایک نشانی ہے تم کو جب کافی نہیں ہے تو فرمائشی معجزہ دکھانے سے کیا ہوگا ہدایت تو اسکو نصیب ہوتی ہے جو ہدایت کا خواہش مند ہو اور ہماری جانب رجوع کرے معاندانہ سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے ہدایت میسر نہیں آسکتی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لاوے یا نشانیاں بھیجکر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بہکے اور کوئی راہ پاوے سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا ۱۲ آگے رجوع کرنے والے اور کامیاب ہونیوالوں کا بیان ہے (۲۷) یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ذکر الٰہی سے ان کے قلوب کو اطمینان میسر ہوا آگاہ رہو اور خوب یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوا کرتے ہیں اور قلوب کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے ⁂ یعنی ان کا دل قرآن سے مطمئن ہے اور قرآنی معجزات کے بعد بلاوجہ کسی اور معجزہ کی فرمائش نہیں کرتے پھرتے بلکہ ایمان لانے کیلئے قرآن کو کافی نشان سمجھتے ہیں تمام اذکار میں سب سے اہم اور سب سے بڑا ذکر قرآن ہے (۲۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے ان کے لئے خوش حالی ہے اور ان کے لئے اچھا ٹھکانا اور نیک انجامی ہے ⁂ یعنی دنیا میں خوش حال اور آخرت میں نیک انجامی اور اچھا ٹھکانا دنیا کی خوش حالی یہ کہ قلب کو اطمینان اور خدا پر بھروسہ ہو سکتا ہے کہ دونوں بشارتیں آخرت کی ہوں اور طوبیٰ سے مراد وہ درخت ہو جو اہل جنت پر سایہ فگن ہوگا اور جس کا ذکر حدیث میں آتا ہے (۲۹) اور جس طرح ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے تھے اسی طرح ہم نے آپ کو بھی ایک ایسی اُمت میں رسول بنا کر بھیجا ہے جس اُمت سے پہلے اور اُمتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ اُن کو وہ کتاب پڑھ کر سُنائیں جو کتاب ہم نے آپکو وحی کے ذریعہ بھیجی ہے اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ رحمان کے ساتھ کفر و انکار کا شیوہ اختیار کرتے ہیں آپ فرما دیجئے وہ رحمان میرا رب اور میرا مربی ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود اور عبادت کے لائق نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ اور توکل کر رکھا ہے اور میرا مرجع اُسی کی ذات ہے اور اُسی کے پاس مجھ کو جانا ہے ⁂ یعنی آپ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں جس طرح پچھلی اُمتیں گزر چکی ہیں اور ان میں ہادی آتے رہے ہیں اسی طرح تم کو اس اُمت کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ تم ان کو قرآن پڑھ کر سُناؤ یہ لوگ قرآن میں رحمان کا نام سُنکر انکار کرتے ہیں آپ رحمان کا تعارف کرا دیجئے اور ان کو بتا دیجئے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہے گھبرانے کی بات نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وے منکر ہوتے ہیں رحمان سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمان نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر دوسرا پکڑا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ایاما تدعوا فلہ الاسمآء الحسنی یعنی وہ ایک ہی ہے اس کے صفاتی نام بہت سے ہیں چاہے جس نام سے اسکو پکارو (۳۰) اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ جس کے اثر سے پہاڑ چلا دئے جاتے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جاتے یا اس قرآن کے اثر سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی یا اس کے اثر اور اس کی برکت سے مرنے والوں کے ساتھ کلام کیا جا سکتا تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کیا اب بھی مسلمانوں کو اس بات پر دلجمعی اور اطمینان نہیں ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کی رہنمائی فرماتا اور سب کو

الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ

ہو جاتی یا اسکی برکت سے مُردوں کیساتھ کلام کیا جا سکتا تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے حقیقت یہ ہے کہ ہر کام اللہ ہی کے اختیار

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى

میں ہے کیا اب بھی مسلمانوں کو اس بات پر دل جمعی اور اطمینان نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو

النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ

ہدایت کر دیتا اور ان کفار مکہ کو برابر آئے دن ان کی بدعنوانیوں کے باعث کوئی نہ کوئی سخت ترین مصیبت

بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتَّىٰ

پہنچتی ہی رہے گی یا ان کو نہ پہونچے گی تو ان کی بستی کے قریب نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ

يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾ ع

اللہ کا وعدہ آپہونچے یقیناً اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ

اور اے پیغمبر بلا شبہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا گیا ہے پھر میں ان کافروں کو

لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾

مہلت دیتا رہا آخر کار میں نے ان کو پکڑ لیا سو دیکھو میری سزا کس طرح کی تھی

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا

بھلا وہ جو ہر متنفس کے کئے پر باخبر ہے کیا وہ ان شرکاء کے برابر ہو سکتا ہے جنکو اپنی بھی خبر نہیں اور ان کافروں نے

لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ

اللہ کے ساتھ شریک مقرر کر رکھے ہیں آپ ان سے فرمائیے کہ تم ان شرکاء کے نام تو لو کیا تم خدا کو وہ چیزیں بتانا چاہتے ہو

فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ

جنکو وہ کہیں روئے زمین پر نہیں پاتا یا محض ظاہری طور پر ان کو شریک کہتے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ

کافروں کا مکر و فریب ان کی نظر میں خوشنما کر دیا گیا ہے اور وہ راہ راست سے روک دئے گئے ہیں

ہدایت کر دیتا اور ان کفار مکہ کو ہمیشہ اُن کی بدعنوانیوں اور اُن کی بدکرداریوں کے باعث کوئی نہ کوئی سخت ترین مصیبت اور صدمہ پہنچتا ہی رہے گا یا ان کو نہ پہونچے گا تو ان کی بستی کے قریب مصیبت نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آپہونچے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا ۞ یعنی اس کلام معجز نظام پر جب لوگ نہیں آتے تو یہ قرآن یا اس کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں یہ اوصاف ہوتے تب بھی یہ ایمان نہیں لاتے کیوں کہ ایمان کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے ان اسباب پر ایمان نہ تو موقوف ہے اور نہ ان باتوں کو ایمان میں دخل ہے جب ان کو دلائل و براہین کافی نہیں تو خارق عادات فرمائشوں کی تکمیل کیا مفید ہو سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جائیں کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہونے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے، اور خاطر جمع اسی پر چاہیئے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر وہ چاہتا تو حکم کافی تھا لیکن کافر مسلمان یوں ہونگے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی اُن پر پڑے یا ہمسائے پر جب تک سارے عرب ایمان میں آجاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے ١٢ خلاصہ یہ کہ کفار مکہ کے حتمی وعدوں کی بنا پر کہ ہم کو اگر فلاں معجزہ دکھا دیا جا تو ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے شاید مسلمانوں کے دل میں یہ خیال آیا ہو اس بنا پر اس کی اصلاح فرمائی حتی یاتی وعد اللہ سے مراد مکہ معظمہ کا فتح ہونا ہے اُس وقت تک ان کیساتھ وہی سلوک ہوتا رہے گا جس کے یہ مستحق ہیں ان پر یا اُن کے آس پاس کے دن کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی (٣١) اور کفار کا یہ طریقہ کہ آپ سے استہزا کرتے اور مذاق اُڑاتے ہیں تو یہ بھی کوئی نیا طریقہ نہیں ہے کیونکہ بلا شبہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جا چکا ہے اور ان سے استہزا کیا گیا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا آخر کار میں نے ان کو پکڑ لیا سو دیکھو میرا بدلہ اور میری سزا کیسی تھی ۞ یعنی جیسی سخت سزا اُن کو دی گئی ایسی ہی سزا کے یہ مستحق ہیں (٣٢)۔ بھلا وہ جو ہر متنفس کی کمائی اور اُس کے کئے پر نگراں اور باخبر ہے اور ہر شخص کے سر پر کھڑا ہے وہ ان شرکاء کے برابر ہو سکتا ہے جن کو اپنی بھی خبر نہیں اور ان دین حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کے لئے شرکاء تجویز کر رکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں آپ ان سے فرمائیے تم ان شرکاء کے نام تو لو اور ان کے اوصاف تو بیان کرو کیا تم اللہ تعالیٰ کو وہ بات بتانی چاہتے ہو اور ان چیزوں کی خبر دینا چاہتے ہو جن کو وہ نہیں جانتا اور کہیں روئے زمین پر اُن کو نہیں پاتا اور ان کے وجود کی خبر نہیں رکھتا یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو اور یہ باتیں اُوپر ہی اُوپر کہتے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کافروں کا مکر و فریب اور ان کے غلط استدلات اُن کی نظر میں خوشنما کر دیئے گئے ہیں اور وہ صحیح راہ سے روک دئے گئے ہیں اور یہ لوگ راہِ حق سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالےٰ

گم گشتہ راہ رکھے اُسکو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا ئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال سے باخبر اور مطلع ہے وہ اُن بے خبر معبودانِ باطلہ کا شریک کیسے ہو سکتا ہے یہ لوگ باوجود اللہ تعالیٰ کے عالم کل اور واقف کل ہونے کے پھر بھی اس کے ساتھ بے خبر اور جاہلوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ ان معبودانِ باطلہ کا نام تو لو تاکہ میں دیکھوں وہ کون ہیں کیسے ہیں کیا تم حقیقتاً ان کو شریک سمجھتے ہو یا ویسے ہی ظاہری بات کہتے ہو اور محض لفظ کے اعتبار سے اور یہی اُوپر ان کو شریک کہتے ہو اگر حقیقۃً کہتے ہو تب تو اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو اور ایسی بات بتانا چاہتے ہو جسکی کہیں بٹے زمین پر اس کے وجود کی خبر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اسی کی موجود جانتا ہے جو واقع میں موجود ہو اور اگر محض ظاہر کے اعتبار سے کہتے ہو اور اس کے مصداق کو تم بھی معدوم سمجھتے ہو تو تم خود ہی بطلان شرک کو اپنی تقریر سے تسلیم کرتے ہو پھر مجھ سے خواہ مخواہ یوں جھگڑتے ہو خدا کی توحید کا اعلان کیوں نہیں کرتے اور اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان کیوں نہیں لاتے (۳۴) اس قسم کے بدنصیب لوگوں کو دنیوی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے یقیناً بہت سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں (۳۴) جس جنت کا متقیوں اور پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اُس کے اوصاف اور اُس کا حال یہ ہے کہ اُس جنت کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اُس باغ کے پھل اور اُس کا سایہ دائمی ہوگا اور ہمیشہ رہے گا یہ انجام تو متقیوں اور پرہیزگاروں کا ہے اور جو لوگ دینِ حق کے منکر ہیں اُن کا انجام جہنم اور دوزخ کی آگ ہے۔ جنت کی کیفیت فرمائی کہ جو لوگ کفر و شرک سے پرہیز کرتے ہیں اُن سے اس جنت کا وعدہ ہے اس کے آرام و آسائش دائمی ہیں وہاں کی نعمتوں کو ہمیشگی ہے جنت کی عمارات اور وہاں کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ انجام مومنوں کا اور جہنم انجام کافروں کا (۳۵) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب سے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور انہی میں کچھ فرقے ایسے بھی ہیں جو اس کتاب کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤں میں تم سبکو اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی ذات میرا مرجع ہے اور دنیا سے اسی کی طرف میری بازگشت ہے ؛ اس آیت میں سلف کے دو قول ہیں ایک یہ کہ کتاب سے مُراد قرآن ہے اور جن کو کتاب دی گئی اُس سے مُراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں مطلب یہ ہے کہ اصحاب تو نزول قرآن سے خوش ہوتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اس قرآن کی بعض باتیں نہیں مانتے دوسرا قول یہ ہے کہ جنکو کتاب دی گئی وہ یہود و نصاریٰ میں کے وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جیسے عبداللہ ابن سلام اور نجاشی وغیرہ یہ لوگ نزول قرآن سے خوش ہوتے ہیں کیوں کہ اس قرآن کو توریت و انجیل کی پیشین گوئیوں کے مطابق پاتے ہیں اور باقی یہود و نصاریٰ اس قرآن کی تمام باتوں کو نہیں مانتے بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اسی

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي

اور جس کو خدا بے راہ رکھے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ ان لوگوں کیلئے دُنیوی زندگی میں بھی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ

عذاب ہے اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے یقیناً بہت سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

ان کا کوئی بچانیوالا نہیں۔ جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ

اُس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس جنت کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اُس باغ کے پھل اور اُس کا سایہ دائمی

عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

ہوگا یہ تو پرہیزگاروں کا انجام ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کا انجام دوزخ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس چیز سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل

اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ

کی جاتی ہے اور انہی میں کچھ فرقے ایسے بھی ہیں جو اس کتاب کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ

مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کیطرف

اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا

بلاتا ہوں اور اُسی کی ذات میرا مرجع ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اس طور پر نازل کیا ہے کہ وہ ایک فرمان

عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

عربی زبان میں اور اگر باوجود اس کے کہ آپ کے پاس صحیح علم آچکا ہے آپ نے ان کافروں کی

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع

خواہشات کا اتباع کیا تو اللہ کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

۱۵ ع ۶ ۱۱

انکار کا جواب ہے کہ اصول تو سب شرائع کے یکساں ہیں توحید، رسالت مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ان کے انکار کی تو کوئی وجہ ہی نہیں مجھ کو بھی شرک سے الگ رہنے اور توحید کی دعوت دینے کا حکم ہوا۔ میرا بھی آخری ٹھکانا وہی ہے۔ اور مرنے کے بعد اُسی کے پاس جانا ہے اور اگر فروع میں اختلاف کرتے ہو تو اس کا جواب آگے فرمایا (۳۶) اور جس طرح ہم نے مختلف رسولوں کی اُمتوں کو مختلف احکام دئے اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اس طور پر نازل فرمایا کہ یہ ایک فرمان ہے عربی زبان میں اور اگر اے پیغمبر آپ نے باوجود اس کے کہ آپ کو صحیح علم پہونچ چکا اور آپکے پاس صحیح علم آچکا آپنے ان کافروں کی خواہشات کا اتباع کیا تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا حمایتی ہوگا اور نہ بچانے والا ؛ یعنی جس طرح پہلی اُمتوں نے مناسب حال اُن کے رسولوں پر کتابیں اور صحیفے نازل ہوتے رہے اسی طرح قرآن بھی آخری اُمت کے

(باقی صفحہ ۴۰۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۰۴) مناسب حال اور اس کی ضرورتوں کے موافق یہ قرآن ہم نے نازل کیا جو عربی زبان میں ایک فرمان اور حکم ہے پھر اس فرمان کی بعض باتوں سے انکار کرنا اور اُن کا نہ ماننا کیا معقول ہو سکتا ہے؟ پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے بفرضِ محال کسی منسوخ حکم یا تحریف شدہ بات کی پیروی کی اور ان کی دل جوئی کا خیال کیا تو اللہ سے نہ تم کو کوئی بچانیوالا ملے گا نہ تمہارا کوئی مددگار ہوگا۔

(۳۷) تفسیر صفحہ ہذا:- اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسُول بھیجے تھے اور ہم نے ان کو بیویاں بھی دی تھیں اور اولاد بھی اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا اور کسی رسول کے اختیار میں یہ بات نہ تھی کہ وہ حکم الٰہی کے بغیر کوئی آیت کوئی حکم یا کوئی نشان اور معجزہ پیش کرسکے ہر وقت کے مناسب ایک حکم لکھا ہوا ہے اور ہر ایک وعدہ لکھا ہوا ہے ؛ یعنی جب ہر نبی دُنیوی زندگی کے لئے ایک نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے پھر وہ بشر بھی ہوتا ہے تو اس کو بیوی کی اجازت بھی ہوتی ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اور یہ کسی رسول کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی فرمائشی معجزہ دکھائے یا کوئی آیت اور حکم لے آئے یا کسی حکم کو منسوخ کردے جس حکم کے لئے جو وقت مناسب ہے، اسی وقت وہ حکم اور وہ شریعت جاری ہوتا ہے اور نشانی کا جو وقت لکھا ہے اسی وقت وہ نشانی ظاہر ہوتی ہے (۳۸) اللہ تعالیٰ ہی جس حکم کو چاہتا ہے موقوف کردیتا ہے اور مٹا دیتا ہے اور جس حکم کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ اُسی کے پاس ہے ؛ یعنی ہر زمانہ کے مناسب خاص احکام ہوتے ہیں پھر پہلے احکام موقوف کردیئے جاتے ہیں اور ان کی بجائے دُوسرے احکام جاری کیے جاتے ہیں اور بعض بحالہٖ قائم رکھے جاتے ہیں یہ تمام باتیں ان کی مرضی اور زمانہ شناسی اور لوگوں کی حالت سے واقفیت پر مبنی ہیں اس میں کسی کو اختیار نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں ہر چیز سبب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں اور بعضے چھپے ہیں: سبب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کردے جب چاہے ویسے ہی رکھے۔ آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اسکو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم ۱۲ (۳۹) اور جو وعدے ہم اُن سے عذاب وغیرہ کے کرتے ہیں خواہ ان میں سے بعض کا وقوع ہم آپکو دکھا دیں یا ان کے وقوع سے پہلے ہم آپکی عمر پوری کردیں بہر حال آپکے ذمے تو صرف ہمارے احکام کا پہونچا دینا ہے اور رہا اُن سے باز پرس کرنا اور حساب لینا تو یہ ہمارے ذمہ ہے ؛ یہ بھی نبوت کے خلاف اعتراض کا جواب ہے کہ اگر آپ نبی ہیں تو جو وعدے عذاب کے آپ ہم کو دیتے ہیں وہ آتے کیوں نہیں اور جب نہیں آتے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی نہیں ہیں اس کا جواب ہے کہ وعدے اپنے وقت پر پورے ہوں گے خواہ اُن کی حیات میں ہوں یا وفات کے بعد ہوں دنیا میں ہوں یا آخرت میں آپ اس اعتراض کی فکر نہ کیجیے آپ کا کام ابلاغ و تبلیغ ہے اور دار و گیر اور حساب کتاب ہمارا کام ہے (۴۰) کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اور اُن کے ملک کو چاروں طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور زمین کو اس کے کناروں کی طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم کرتا ہے اُس کے حکم کو کوئی ہٹانیوالا اور پیچھے ڈالنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ؛ یعنی اسلام کا غلبہ اور فتوحاتِ اسلامی کی وجہ سے کفار کا قبضہ اس ملک کا کم ہوتا جاتا ہے اللہ کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں اور وہ بہت جلدی ہی ان کا حساب لینے والا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے ۱۲ (۴۱) اور ان سے پہلے جو کافر ہو گزرے ہیں وہ بھی اسلام کے اور پیغمبروں کے خلاف بڑی فریب آمیز تدبیریں کرچکے ہیں لیکن سب تدبیریں تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اور جو کماتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے کئے کو اور اسکی کمائی کو جانتا ہے اور ان کافروں کو عنقریب معلوم ہوئے جاتا ہے کہ اُس عالم میں کس کا انجام بخیر ہے ؛ یعنی پہلے کافروں کا بھی یہ دستور رہا ہے کہ حق کو مٹانے کے لئے ہر قسم کے فریب کرتے رہے اور ہر قسم کی چالیں چلتے رہے لیکن کیا ہوا سب خاسر و برباد ہوئے کیونکہ اصل تدبیر اور ہر چال کا توڑ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ ہر شخص کی کارروائی کو خوب جانتا ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے تھے اور ان کو بیویاں بھی دی تھیں

أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ

اور اولاد بھی۔ اور کسی رسول کے اختیار میں یہ بات نہ تھی کہ وہ حکم الٰہی کے بغیر

بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُو اللَّهُ

کوئی نشانی لا سکے ہر وقت کے مناسب ایک حکم لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے

مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِن مَّا

مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور ام الکتاب یعنی لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔ اور جو وعدے

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

ہم ان سے کرتے ہیں خواہ ان میں سے بعض کا وقوع ہم آپ کو دکھا دیں یا ان کے وقوع سے پہلے ہم آپکی عمر پوری کردیں

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ

بہرحال آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور رہا ان سے باز پرس کرنا تو یہ ہمارا کام ہے۔ کیا یہ لوگ

يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ

نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں کی طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ

اور اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں اور وہ جلد

الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ

حساب لینے والا ہے۔ اور جو لوگ ان کفار مکہ سے پہلے ہوئے ہیں وہ بھی فریب آمیز تدبیریں کرچکے ہیں لیکن

الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَ

سب تدبیریں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں ہر شخص جو کچھ کرتا ہے خدا اسکے کئے کو جانتا ہے اور

سَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ

ان کافروں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اُس عالم میں کس کا انجام بخیر ہے۔ اور اے پیغمبر کافر کہتے ہیں کہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا

تو خدا کا فرستادہ نہیں ہے آپ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالٰے

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝٤٣

اور وہ شخص جس کے پاس کتب آسمانی کا علم ہے گواہی کو کافی ہیں

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکی ہے اور یہ باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

الرٰ قرآن ایک کتاب ہے جسکو ہم نے آپ کی جانب اسلئے نازل کیا ہے کہ آپ بنی نوع انسان کو انکے رب کے حکم سے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

تاریکیوں سے نکال کر اس روشنی کی طرف جو ایک زبردست ستودہ

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

صفات کی راہ ہے لے آئیں۔ جو ایسا خدا ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور ایک سخت ترین عذاب کے اعتبار سے ان کافروں کی

شَدِيْدِۨ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

بڑی خرابی ہے۔ جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو

عَلَي الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور خدا کی

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝٣

راہ میں کجی اور عیب کے متلاشی رہتے ہیں یہ لوگ ایسی گمراہی میں مبتلا ہیں جو راہ حق سے بہت دور ہے

اور ان کافروں کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ پچھلا اور دار آخرت کس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور وہاں کس کا نیک انجام ہوتا ہے (۴۲) اور اے پیغمبر یہ لوگ جو دین حق کے منکر ہیں یوں کہتے ہیں کہ آپ خدا کے فرستادہ نہیں ہیں اور آپ پیغمبر نہیں ہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتب آسمانی کا علم ہے گواہی کو کافی ہیں :: میں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں اور وہ خد گواہ ہے اور کتب آسمانی میں میری پیشین گوئیاں موجود ہیں اور اُن کتابوں کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اس لئے اُن کتابوں کا علم رکھنے والے میرے گواہ ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھاوے اور جھوٹ کو مٹاوے۔ اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اُتری ہے کتاب ۱۲ (۴۳) تم سورۃ الرعد

ع ۶ ۱۲

سورۂ ابراہیم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں ::

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الرٰ تف یہ قرآن ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپکی جانب اسلئے نازل کیا ہے کہ اس قرآن کے ذریعہ آپ تمام بنی نوع انسان کو اُن کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں اور اندھیروں سے نکال کر روشنی اور اُجالے کیطرف جو ایک زبردست ستودہ صفات کی راہ ہے لے آئیں :: یعنی کفر کے اندھیروں سے نکال کر اُجالے کی طرف لے آئیں اور وہ اُجالا کیا ہے وہ زبردست اور ستودہ صفات کی راہ ہے اُس راہ کیجانب لے آؤ کہ اسی کا نام نور ہے اور مطلب یہ ہے کہ اُن کو وہ راستہ بتلا دیں (۱) جو ایسا معبود برحق ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور ان کافروں کے لئے ایک سخت ترین عذاب سے بڑی خرابی ہے :: یعنی وہ بڑی خرابی اسی سخت عذاب کی ہے (۲) کافر وہ ہیں جو آخرت کے مقابلہ میں دُنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اور آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو روکتے اور خدا کی راہ میں کجی اور عیب کے متلاشی رہتے ہیں یہ لوگ ایسی گمراہی میں مبتلا ہیں جو راہ حق سے بہت دور ہے :: کافروں کی تین باتیں فرمائیں آخرت پر چونکہ ایمان نہیں اسلئے اس کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے سے لوگوں کو بہکاتے ہیں اور دھمکیاں دیکر روکتے ہیں اور اس راہ کی عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں یعنی نہ خود اسلام قبول کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں (۳)

اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اسی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کے سامنے احکام الٰہیہ کو صاف صاف بیان کرے پھر اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے بے راہ رکھتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا اور راہ دکھاتا ہے اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا یہ تو اس شخص کی بولی ہے. شاید آپ کہلاتا ہو اس کا یہ جواب ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ غیر بولی کو تم کیا سمجھتے اور بیان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا اصل مقصد تو تبیین ہے اور وہ اسی بولی میں ہو سکتی ہے جو قوم کی بھی بولی ہو اور پیغمبر کی بھی ہو تاکہ تم سمجھ سکو آگے ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ ہے اور اسکی حکم و مصالح پر مبنی ہے (۴) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو کفر و معاصی کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و فرمانبرداری کی روشنی کی طرف لے آ اور انکو اللہ تعالیٰ کے انقلابی اتفاقات جو ان کو پیش آتے رہے ہیں وہ واقعات ان کو یاد دلا. کیوں کہ ان واقعات میں ہر صبر کرنیوالے شکر کرنیوالے کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یاد دلا ان کو دن اللہ کے یعنی اللہ کے ساکے جو ہر قوم پر گزرے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ان کو مصیبت اور راحت کے وہ واقعات بھی یاد دلاؤ جو بنی اسرائیل پر گزرتے رہے ہیں. بعض حضرات نے ایام اللہ کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مراد لی ہیں بعض نے اُن مصائب کو لیا ہے جو فرعون کے ہاتھوں بنی اسرائیل پر پڑے لیکن صحیح یہ ہے کہ خواہ وہ فرعون کے مظالم ہوں یا ان مظالم سے نجات ہو ہر انقلابی دور میں جو جو باتیں پیش آتی ہیں وہ سب ہی مراد ہیں (۵) اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کئے ہیں جب کہ اُس نے تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بدترین عذاب کرنے کی جستجو میں رہتے تھے اور تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور ان واقعات میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی

ع ۶ ۱۳

آزمائش اور بڑا امتحان تھا ؛ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی حکومت میں جو مظالم ان پر ہوئے تھے وہ انکو یاد دلا کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کیطرف توجہ دلائی لڑکیوں کو عورتیں فرمایا چونکہ لڑکیاں بڑی ہو کر عورتیں ہو جاتی ہیں (۶) اور حضرت موسیٰؑ نے یہ بھی کہا کہ وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے تمکو آگاہ کر دیا تھا اور تم کو مطلع فرما دیا تھا کہ اگر تم نے میری نعمتوں پر اور میرے احسانات پر شکر بجالانے کا شیوہ اختیار کیا اور شکر ادا کرتے رہے تو تم کو اپنی نعمتیں اور زیادہ دوں گا اور نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے اور ناسپاسی کا طریقہ اختیار کروگے تو یقین جانو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے ؛ یعنی میرے ذریعہ سے حضرت حق تعالیٰ کا یہ اعلان تم تک پہونچ چکا کہ نعمت پر شکر اور زیادہ نعمت کا باعث ہے اور کفران نعمت سلب نعمت اور عذاب الٰہی کا سبب ہے (۷) حضرت موسیٰؑ نے قوم سے یہ بھی کہا کہ اگر تم اور تمام روئے زمین پر رہنے اور بسنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگیں اور ناشکری کا شیوہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ

اور ہم نے ہر پیغمبر کو اُس کی قومی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کے سامنے احکام کو واضح

لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

طور پر بیان کرے پھر خدا جسے چاہتا ہے بے راہ رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ

اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا

اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ

کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آ اور اُن کو خدا کے دن

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵

یاد دلا کیونکہ ان واقعات میں ہر صبر کرنے والے شکر ادا کرنے والے کیلئے بڑی نشانیاں ہیں

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے وہ احسانات یاد کرو جو اس نے تم پر

اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

کئے ہیں جبکہ تم کو اس نے فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بدترین عذاب کرنے کی جستجو میں رہتے تھے

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ

اور تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور ان واقعات میں

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

تمہارے رب کیطرف سے بڑی آزمائش تھی ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے تم کو آگاہ کر دیا تھا

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

کہ اگر تم شکر کروگے تو تم کو اپنی نعمتیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناسپاسی کی تو یقین جانو کہ میرا

لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ

عذاب بہت سخت ہے ۔ اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ اگر تم اور تمام روئے زمین کے لوگ سب مل کر

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝۸ أَلَمْ

خدا کی ناشکری کرنے لگو تو یقیناً خدائے تعالیٰ کی ذات بے نیاز اور ستودہ صفات ہے۔ وہ لوگ

يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَ

جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد و ثمود کی قوم اور وہ لوگ جو ان مذکورہ

ثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ

قوموں کے بعد ہوئے ہیں جن کی تفصیلات بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا کیا ان سب لوگوں کی خبر تم تک نہیں پہنچی

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي

ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لیکر آئے مگر انھوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دیدیئے یعنی انکو

أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا

بولنے نہ دیا اور کہنے لگے جو احکام تم دیکر بھیجے گئے ہو ہم ان کو نہیں مانتے اور جس دین کی طرف

لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝۹ قَالَتْ

تم ہمکو بلاتے ہو ہم اس کے متعلق بڑے تردد انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ انکے پیغمبروں نے

رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

جواب دیا کیا تم کو اس خدا کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے

يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ

وہ تم کو اسلئے دعوت دیتا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کردے اور ایک مقررہ وقت تک

أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا

تم کو موقع دے اُن کی قوم نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ تم بھی ہم ہی جیسے آدمی ہو

تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم ہمکو اُن چیزوں کی عبادت سے روک دو جن کو ہمارے باپ دادا

آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ

پوجا کرتے تھے سو اب تم کوئی صاف و صریح معجزہ پیش کرو۔ اُن کے پیغمبروں نے اُن کو جواب دیا

اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بے احتیاج بے نیاز اور ستودہ صفات ہے ⁂ یعنی ناسپاسی کی وجہ سے تم اور دُنیا بھر کے لوگ اپنا ہی نقصان کروگے اللہ تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں ہوگا ناشکری سے نعمت سلب ہو جائے گی (۸) اے مکہ کے منکرو! کیا تم کو ان لوگوں کے واقعات جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں نہیں پہونچے وہ نوح کی قوم اور عاد بر حضرت ہود کی قوم تھی اور ثمود جو حضرت صالح کی قوم تھی اور وہ لوگ جو ان لوگوں کے بعد ہوئے جن کی تفصیل اور مفصل حالت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان گزشتہ لوگوں کے حالات یہ ہیں کہ ان کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل لیکر آئے مگر انہوں نے بجائے سننے اور ماننے کے اپنے ہاتھ ان کے مُنہ میں دیدیئے اور اُن کو بولنے نہ دیا اور کہنے لگے جو احکام تم دیکر بھیجے گئے ہو ہم ان کے منکر ہیں اور ہم ان کو نہیں مانتے اور ہم ان باتوں کے متعلق ایک بڑے تردد انگیز شک میں مبتلا ہیں ⁂ گزشتہ لوگوں میں چند کے نام لیے جن کے واقعات عرب میں مشہور تھے اور ان کے بعد کے لوگوں کو فرمایا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ان کے مفصل حالات کوئی نہیں جانتا کیونکہ انکے حالات مفصلاً منضبط نہیں ہوئے۔ تم کو خبریں نہیں پہونچیں یعنی اجمالاً بھی کیا تم کو ان کے حالات معلوم نہیں ہوئے ان کے واقعات کو بتایا کہ ان قوموں میں بھی انبیاء علیہم السلام ایمان و توحید کی دعوت لے کر پہونچے مگر وہ نہایت ہی گستاخ ثابت ہوئے انھوں نے صاف کہدیا کہ تم جو چیز لیکر بھیجے گئے ہو ہم اس سے انکار کرتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ پیغمبروں کو بولنے نہیں دیا اپنے ہاتھ ان کے مُنہ میں ٹھونس دیئے یا ان کے ہی ہاتھ پکڑ کر اُن کے مُنہ میں ٹھونس دیئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تعجب سے نبی کی بات سُنکر اپنے ہاتھ اپنے مُنہ پر رکھ لیے یا غصے میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے یا یہ کہ مُنہ پر ہاتھ اپنے ہی رکھا اور اشارہ کیا کہ چُپ رہو اور جس توحید اور ایمان کی تم ہمکو دعوت دیتے ہو ہم اُس سے ایک ایسے شک میں مبتلا ہیں جس نے ہم کو خلجان اور تردد میں ڈال رکھا ہے فردوا ایدیھم میں بڑی گنجائش ہے اس لیے ہم نے مفسرین کے تقریباً سب اقوال کیطرف اشارہ کر دیا ہے بعض حضرات نے ایدی سے نعمتیں مُراد لی ہیں کہ توحید و ایمان کی جو نعمت انھوں نے پیش کی انھوں نے اس نعمت سے انکار کر دیا اور انہی پیغمبروں کے مُنہ پر اُس نعمت کو واپس کر دیا (۹) اُن کے پیغمبروں نے اس انکار اور گستاخی کے جواب میں کہا کیا تم لوگوں کو اُس اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو اس لئے دعوت دیتا ہے تاکہ تمہارے گزشتہ گناہ معاف کر دے اور ایک مقررہ وقت تک تم کو اطمینان اور خیر و خوبی سے زندگی بسر کرنے کا موقع دے قوم کے لوگ کہنے لگے تم کو خدا کا فرستادہ کس طرح سمجھ لیا جائے تم کچھ نہیں مگر ہم جیسے ایک بشر اور آدمی ہو تم یہ چاہتے ہو اور تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم ہمکو اُن چیزوں کی عبادت سے روک دو جنکو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے چونکہ تم نبوت کے مدعی ہو لہٰذا ان دلائل و براہین کو چھوڑ کر جو تم لائے ہو تو کوئی صاف و صریح معجزہ پیش کرو ⁂ یعنی جو زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے یہی بات اس کی وحدانیت اور توحید کے لئے کافی ہے اس کے بارے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہم اس کی طرف سے داعی ہیں وہ تم کو دعوت دیتا ہے کہ اُس پر ایمان لے آؤ تاکہ تمہارے گزشتہ گناہ معاف کر دے اور ایمان لانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ تم کو اطمینان ہوگا اور تمہاری زندگی خیر و خوبی سے گزرے گی اور نیز دنیا میں اور آخرت میں اس کے انعام اور رحمت کے دروازے کھل جائیں گے اُس کے جواب میں جو کچھ قوم کے لوگوں نے کہا وہ یہ کہ تم بشر ہو اور بشریت نبوت کے منافی ہے تم ہمارے بڑوں کے طریقے سے روکنا چاہتے ہو اب تم اس قسم کے دلائل کو چھوڑ کر کوئی معجزہ لاؤ۔ (۱۰)

اُن کے پیغمبروں نے ان کو جواب دیا ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک ہم بھی تم جیسے بشر ہیں لیکن نبوت اور بشریت میں کوئی منافات نہیں بلکہ نبوت اللہ تعالیٰ کا ایک فضل و احسان ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور نبوت عطا کر دیتا ہے اور یہ بات ہمارے قبضے اور اختیار میں نہیں کہ ہم بغیر اذن الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ تمہارے سامنے پیش کر سکیں اور سب ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے :: یعنی نبوت بشریت کے منافی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے ہم کو نبی اور داعی الی اللہ بنا دیا رہا معجزہ تو وہ ہمارے بس میں نہیں اُس کے حکم اور اسکی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے اہل ایمان کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہئے اس لئے ہمارا بھروسہ اُسی پر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سند دیکھنے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دیئے سے آتا ہے ۱۲ (۱۱) اور ہم کو کیا عذر ہو سکتا ہے اور کونسا امر مانع ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہمارے سب طریقے ہم کو بتا دیئے ہیں اور یقیناً ہم ان تمام تکالیف پر جو تم ہم کو پہنچاؤ گے اور جو تکلیفیں تم ہم کو دشمنی اور عناد سے دوگے ہم ضرور اُن پر صبر کریں گے اور توکل کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے :: یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا فضل و احسان فرمایا ہم کو نبوت عطا فرمائی ہم کو دین و دنیا کیلئے کامیابی اور منافع کے راستے اُس نے دکھائے اور مکمل دین ہم کو سمجھا دیا ہے اب ہم اسپر بھروسہ نہ کریں یہ کیسے ممکن ہے اور یہ بھی ہم تمہارے مخالفانہ رویے سے سمجھ گئے کہ تم ہم کو ستاؤ گے اور ایذا پہونچاؤ گے تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہاری ایذا رسانی کا صبر و سہارے سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے توکل و استقامت میں فرق نہیں آئیگا (۱۲) ان تمام باتوں کو سُنکر ان منکروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین اور اپنے علاقہ سے نکال باہر کریں گے اور تم کو جلا وطن کر دیں گے یا تم ہماری ملت اور ہمارے مسلک میں چلے آؤ اور ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ پس ان رسولوں کے پروردگار نے ان رسُولوں پر اسی وقت وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو یقیناً ہلاک کر دیں گے شاید وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ پیغمبر اس دعوئے پیغمبری سے پہلے ہمارے ہی دین میں تھے اسلئے واپس آنے کا مطالبہ کیا کہ جس طرح پہلے خاموش تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور ہو سکتا ہے کہ جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے اُن کو یہ دھمکی دی ہو اور انبیا کو اُنکے ساتھ شامل کر لیا ہو بہرحال حضرت حق تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو تسلی دی (۱۳) اور ان ظالموں کو ہلاک کرنیکے بعد تم کو اس سرزمین میں بسائیں گے یہ وعدہ ہر اُس شخص کیلئے ہے جو میرے رُوبرو کھڑا ہونے سے ڈرا اور خائف ہوا اور میرے وعدۂ عذاب اور میری وعید سے خوف زدہ رہا :: یعنی کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد تم کو آباد کرنیکا وعدہ کچھ تمہارے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ وعدہ ہر اُس شخص کیساتھ ہے جو جوابدہی سے بھی ڈرتا ہے اور میری وعید سے بھی ڈرتا ہے (۱۴) اور فریقین فیصلہ طلب کرنے لگے اور ہر سرکش اور معاند ہلاک و نامراد ہوا :: یعنی ادھر تو کفار نے مطالبہ کیا کہ جو وعدے کرتا ہے اُن کو لے آ۔ اُدھر انبیاء کی خواہش ہوئی کہ ان کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی اب تو آخری فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ عذاب میں مبتلا کئے گئے اور نتیجہ یہ ہوا ہو سکتا ہے کہ صرف کفار نے ہی فیصلہ کا مطالبہ کیا ہو (۱۵) پھر اب اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو دوزخ میں ایسا پانی پلایا جائے گا جو کچلہو ہوگا :: یعنی دنیوی عذاب کے بعد اُخروی عذاب ہے اور وہ جہنم ہے جہاں پیاس اور تشنگی کے وقت ایسا پانی پلایا جائے گا جو پیپ ملے ہوئے خون کا ہمرنگ ہوگا

رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ

بیشک ہم بھی تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

عَلَىٰ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۖ وَمَا كَانَ لَنَآ أَنْ نَّأْتِيَكُمْ

احسان کر دیتا ہے اور یہ ہمارے اختیار میں نہیں کہ ہم بغیر اذنِ الٰہی

بِسُلْطٰنٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

کوئی معجزہ تمہارے سامنے پیش کر سکیں اور سب مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے

وَمَا لَنَآ أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۚ

اور ہمارے لئے کیا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہمارے سب طریقے ہمکو بتا دیئے ہیں

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ أٰذَيْتُمُوْنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور ہم ضرور اس ایذا پر جو تم ہم کو پہونچاتے ہو صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ

خدا ہی پر توکل کرنا چاہئے۔ اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے یہ بھی کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے

مِّنْ أَرْضِنَآ أَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحٰٓى إِلَيْهِمْ

نکال باہر کریں گے یا تم ہماری ملت میں واپس چلے آؤ اس پر ان رسولوں پر ان کے رب نے

رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ

وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ اور ان کے ہلاک ہونیکے بعد تم کو اس سرزمین

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

میں بسائیں گے یہ وعدہ اُس شخص کے لئے ہے جو میرے رُوبرو کھڑے ہونیسے خائف ہوا اور میرے وعدۂ

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

عذاب سے ڈرا۔ اور فریقین یعنی رسول اور کافر فیصلہ کی خواہش کرنے لگے اور ہر سرکش و معاند نامراد و ہلاک ہوا

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

پھر اب اُس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اُس کو ایسا پانی پلایا جائے گا جو کچلہو ہوگا۔

يَتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

وہ اسکو بہ تکلف گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا اور اسکو بسہولت حلق سے نیچے نہ اتار سکے گا اور ہر چہار طرف سے اسکو موت آتی

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

معلوم ہوگی مگر کسی طرح وہ مرنیوالا نہیں اور اس عذاب کے آگے اور بھی سخت عذاب ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ

جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے راکھ کہ اس راکھ کو

ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ

سخت آندھی کے دن تیز ہوا اڑا لیجائے اسی طرح جو اعمال خیر انہوں نے کیے ہونگے ان میں سے کسی عمل پر بھی

مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾

انہیں کوئی دسترس نہ ہوگی۔ یہی وہ گمراہی ہے جو راہِ حق سے بہت دور ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو ایسا بنایا جیسا انکے بنانیکا حق تھا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا

اگر وہ چاہے تو تم سب کو معدوم کردے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق کو لاموجود کرے

ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ

اور یہ لیجانا اور لے آنا اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ اور سب خدا کے رُوبرو نکل کھڑے ہوں گے پھر کمزور

الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

لوگ جو تابع تھے وہ اپنے رؤسائے متکبرین سے کہیں گے ہم دنیا میں تمہارے کہنے پر چلا کرتے تھے تو کیا تم

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

آج ہم پر سے اللہ کے عذاب کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو وہ رؤسا

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ

جواب دیں گے اگر خدا ہماری رہنمائی کرتا تو ہم بھی تم کو صحیح راہ دکھلاتے اب تو ہم سب کے لئے خواہ ہم گھبرائیں

وہ سرکش اس کو بہ تکلف گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا اور اسکو سہولت اور آسانی کے ساتھ حلق سے نیچے نہ اُتار سکے گا اور ہر طرف سے اُس پر موت آرہی ہوگی اور اس کی حالت یہ ہوگی کہ وہ مرے گا نہیں اور اس عذاب کے آگے اور بھی سخت عذاب ہے :: یعنی یہ پانی گرم بھی ہوگا اور کراہت بھی آئے گی لیکن پیاس کے مارے گھونٹ گھونٹ کرکے اسی کو پیئے گا شش جہات سے اسکو موت آتی معلوم ہوگی اور ہر چہار طرف سے موت کے اسباب نمایاں ہوں گے لیکن موت کسی طرح بھی نہ آئے گی بلکہ اسی طرح مبتلا رہے گا اور اس کے پیچھے اور بھی مختلف انواع و اقسام کے عذاب ہوں گے جو غلظت اور سختی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوگا (۱۷) جن لوگوں نے اپنے رب کی توحید کا انکار کیا اور اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے رہے ان کے اعمال کی حالت ایسی ہے جیسے راکھ کہ اس راکھ کو سخت آندھی کے دن تیز ہوا اُڑا کرلے جائے اسی طرح اُن لوگوں نے جو اعمال خیر کیے ہوں گے ان میں سے کسی عمل پر بھی ان کو کوئی دسترس نہیں ہوگی اور ان اعمال کے کسی حصہ کا ان کو نفع حاصل نہ ہوگا یہی وہ گمراہی ہے جو راہِ حق سے بہت دور ہے :: یعنی اگر کسی کافر نے کچھ اعمال خیر کیے ہوں جیسا کہ بعض آدمی اخلاق اور سخاوت کے اعتبار سے اچھے ہوتے ہیں لیکن اعتقاد کی خرابی اور کفر کے باعث ان اعمال کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا جس طرح تیز آندھی کے دن راکھ اُڑ جاتی ہے اسی طرح ان کے وہ اعمال جو انہوں نے اچھے سمجھ کر کیے تھے ہبآءً منثورا ہوجائیں گے اور وہ وقت انتہائی حسرت اور حرماں نصیبی کا ہوگا کہ جو اعمال کسی اُمید کی توقع پر کیے تھے وہ اُمید خاک میں مل جائے گی (۱۸) اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک بنایا اور ایسا بنایا جیسا اُن کے بنانے کا حق تھا اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے اور بالکل معدوم کردے اور تمہاری جگہ کسی نئی مخلوق کو لاموجود کرے :: یعنی حکمت بالغہ کے ماتحت اور ہر قسم کی مصالح کی رعایت رکھتے ہوئے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم کو فنا کردے اور تمہاری جگہ کوئی اور نئی مخلوق پیدا کردے جیسا کہ عام انقلاب میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے (۱۹) اور فنا کرنا اور دوسری مخلوق کو لے آنا اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل اور دشوار نہیں (۲۰) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے اور سب اس کے سامنے پیش ہوں گے پھر کمزور اور چھوٹے درجے کے لوگ اپنے رؤسائے متکبرین اور بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے ہم دُنیا میں تمہارے کہنے پر چلا کرتے تھے اور ہم تمہارے تابع اور فرماں بردار تھے تو کیا تم آج ہم پر سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کچھ حصہ ہٹا سکتے ہو اور ہم کو عذاب خدا سے بچا سکتے ہو وہ بڑے درجہ کے لوگ جواب دیں گے اگر اللہ تعالیٰ

ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو بھی ہدایت کرتے اور اگر اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب سے بچنے کا راستہ دکھاتا تو ہم بھی تمہاری صحیح رہنمائی کرتے اب تو ہم سب کے لئے خواہ ہم گھبرائیں اور پریشان ہوں یا صبر اور ضبط کریں دونوں ہی باتیں برابر ہیں نہ اب ہمارے لئے یہاں سے خلاصی اور گریز کی کوئی جگہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ گفتگو جہنم میں ہو :: عام طور سے منکروں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے بڑے ہم کو بچالیں گے اس خیال کا رد فرمایا اور چھوٹوں کو جو بھروسہ بڑوں پر ہوتا ہے اس کو باطل ٹھہرایا مستکبرین اوّل تو اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ ہم خود ہی گمراہ تھے تمہاری رہنمائی کیا خاک کرتے عذاب سے بچانا تو کیا ہم بھی تمہارے ساتھ عذاب میں مبتلا ہیں اب صبر کرو اور ضبط سے کام لو یا گھبراؤ اور چیخو اور چلاؤ دونوں ہی باتیں بے سود ہیں یہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں آگے معبودان باطلہ سے جو امیدیں قائم کر رکھی تھیں ان کا جواب ہے (٢١) اور

اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٢١﴾ ع وَقَالَ الشَّيْطٰنُ

یا ہم صبر کریں دونوں ہی باتیں برابر ہیں نہ اب ہمارے لئے یہاں سے گریز ہی کی کوئی جگہ ہے۔ اور جب باتوں کا فیصلہ ہوچکے گا

لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ

تو شیطان یوں کہے گا بے شک اللہ نے تم سے جو وعدے کئے تھے وہ سچے وعدے تھے اور میں

وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

نے جو وعدے تم سے کئے تھے تو میں نے تم سے جھوٹ بولا اور میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ

مگر صرف اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہا مان لیا سو تم مجھے کسی قسم کی ملامت نہ کرو

وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ

بلکہ اپنے اوپر خود ملامت کرو نہ میں تمہاری کوئی فریاد رسی کرسکتا ہوں نہ تم میرے فریاد رس ہوسکتے ہو

اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

تم نے جو اس سے پہلے دنیا میں مجھ کو خدا کی فرمانبرداری میں اس کا شریک بنایا تھا میں تمہارے اس فعل سے تبری اور انکار کرتا ہوں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس میں شک نہیں کہ ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

پابند رہے وہ اپنے رب کے حکم سے ایسے باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن باغوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے وہاں اُن کا تحیہ اور مبارکی سلام ہوگا۔ اے پیغمبر کیا آپ نے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا

ملاحظہ نہیں کیا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی ایک کیسی مثال بیان کی ہے وہ کلمہ طیبہ ایسا ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ

ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿٢٤﴾ ۙ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ

اس کی جڑ خوب مضبوط ہو اور اس کی شاخیں آسمان سے ملی ہوئی ہوں۔ وہ درخت اپنے رب کے حکم سے ہر فصل کے موقعہ پر

جب سب باتوں کا فیصلہ ہوچکے گا اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوچکیں گے تو شیطان کو دیکھ کر سب گناہگار اس پر ملامت کریں گے کہ تیری وجہ سے ہم کو یہ عذاب بھگتنا پڑا اس وقت شیطان ملامت کرنے والوں کو جواب دیگا بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے جتنے وعدے کئے تھے وہ سچے وعدے کئے تھے اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے تو میں نے تم سے جھوٹ بولا اور میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر کوئی زور اور غلبہ تو تھا نہیں مگر صرف اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میری بات مان لی سو تم مجھے کسی طرح کی ملامت نہ کرو بلکہ اپنے اُوپر خود ملامت کرو نہ میں تمہاری کوئی فریاد رسی کرسکتا ہوں نہ تم میرے فریاد رس ہوسکتے ہو نہ میں تمہارا مددگار ہوسکتا ہوں نہ تم میرے مددگار ہوسکتے ہو تم نے جو اس سے پہلے دنیا میں مجھ کو خدا کی فرماں برداری میں اس کا شریک ٹھہرایا تھا میں تمہارے اُس فعل سے بیزاری اور انکار کرتا ہوں اس میں شک نہیں کہ ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے :: یعنی جب قیامت کے دن سب امور کا فیصلہ ہوجائے گا اور اہل دوزخ دوزخ میں اور اصحاب جنت جنت میں چلے جائیں گے تو اہل جہنم شیطان کو وہاں دیکھ کر بُرا بھلا کہیں گے کہ کم بخت تو نے ہم کو گمراہ کیا اور تیری وجہ سے ہم مبتلا ہوئے اب اس جہنم سے نکالنے کی کوئی ترکیب کر وہ جواب دے گا کہ میں ملامت کا مستحق نہیں ہوں بلکہ تم خود اپنے کو ملامت کرو کیونکہ اگر تم ذرا غور و فکر کرتے تو تم کو معلوم ہوجاتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی معرفت تم سے کئے تھے وہ سب سچے وعدے تھے کیونکہ دلائل و براہین اور عقل سلیم اور فطرت سلیم ان کی صداقت پر گواہ تھے اور جو وعدے میں تم سے کرتا رہا وہ جھوٹے وعدے تھے اُن دلائل کی روشنی میں جو پیغمبر پیش کرتے تھے میری باتیں اور میرے وعدے ادنیٰ تامل سے باطل قرار دیئے جاسکتے تھے اور میرا تم پر کچھ زور تو تھا نہیں کہ میں تم کو گناہ پر مجبور کرسکتا میں تم کو شرک و کفر کی طرف اور معاصی کی طرف بلاتا ضرور تھا لیکن تم اپنے اختیار سے میری بات مان لیتے تھے لہٰذا تم خود ان افعال کے ذمہ دار ہو جو تم نے اپنے اختیار سے کئے ہیں اب مدد کا کوئی سوال نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں مجھ کو شریک قرار دے لینا اور میرے کہنے سے خدا کے ساتھ شریک کرنا اور انبیاء کی تکذیب کا ارتکاب کرنا میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں پھر تم کو مجھ سے مدد مانگنے کا کیا حق ہے میرے تمہارے درمیان کوئی علاقہ نہیں لیس اب ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے سو اسکو بھگتو اوپر کی آیت میں باہم چھوٹے بڑوں کی گفتگو تھی جو مایوس کن تھی اس آیت میں سب سے بڑے لعین کی تقریر سنائی جس کا ایک ایک لفظ مایوسی اور بیزاری سے لبریز ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر وہ مشورت دیتا ہے میری بات مان لینی اپنا ہی گناہ ہے ١٢ (٢٢) اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک اعمال کے پابند رہے اور نیک کام کرتے رہے وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ایسے باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن باغوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کی باہمی ملاقات اور تحیہ السلام علیکم ہوگا :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں سلام دعا ہے سلامتی کی وہاں سلام کہنا مبارکباد ہے سلامتی پر ١٢ (٢٣) اے پیغمبر کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ اور ستھری و پاکیزہ بات کی ایک کیسی اچھی مثال بیان کی ہے وہ کلمہ طیبہ ایسا ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ خوب مضبوط جمی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں بلندی میں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں (٢٤) وہ درخت اپنے رب کے حکم سے ہر فصل کے موقعہ پر اپنا پھل لاتا ہو اور اللہ تعالیٰ لوگوں

کے لئے اس لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور مقصود کو ذہن نشین کر سکیں اور سوچیں اور غور کریں ؂ یعنی کلمۂ توحید کی ایک جڑ ہے جو مومن کے قلب میں مضبوط اور خوب جمی ہوئی ہے اور اُس درخت
کی شاخیں ہیں یعنی مومن کے اعمال صالحہ جو آسمان تک پہونچتے ہیں اور اُن اعمال صالحہ سے فوز و فلاح اور رضائے الٰہی کے ثمرات مرتب ہوتے ہیں مثال بیان کرنے سے مطلب آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور وہ
مطلب اوقع فی النفس ہوتا ہے (۲۵) اور ناپاک اور گندے کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خبیث اور ناپاک درخت جو زمین کے اوپر ہی اُوپر سے اُکھیڑ لیا جائے اس درخت کو کسی قسم کا جماؤ اور مضبوطی میسر نہیں

بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ

اپنا پھل لاتا ہو اور اللہ لوگوں کے لئے اس لئے مثالیں بیان کرتا ہے کہ وہ

يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيۡثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيۡثَةِ

اچھی طرح سمجھ لیں - اور ناپاک کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خبیث درخت

اِجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَهَا مِنۡ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھیڑ لیا جائے اس درخت کو کسی قسم کا جماؤ میسر نہیں - جو لوگ ایمان والے ہیں

اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا

اللہ تعالیٰ اُن کو دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی پکی بات یعنی کلمہ توحید پر ثابت قدم

وَفِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ وَيَفۡعَلُ اللّٰهُ

رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ ناانصافوں کو بے راہ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا

جو چاہتا ہے کرتا ہے - اے پیغمبر کیا آپنے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کے احسانات کا بدلا ناشکری

وَّاَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصۡلَوۡنَهَا ؕ وَ

دیا اور اپنی قوم کو انھوں نے تباہی کے گھر جا اتارا - وہ تباہی کا گھر جہنم ہے جس میں یہ سب داخل ہوں گے اور

بِئۡسَ الۡقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا لِّيُضِلُّوۡا عَنۡ

وہ جہنم بہت بُری قرارگاہ ہے - اور اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابل و ہمسر مقرر کئے ہیں تاکہ اپنی قوم کو خدا کی

سَبِيۡلِهٖ ؕ قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

راہ سے بھٹکائیں آپ کہہ دیجئے اچھا تھوڑے دن فائدہ اٹھا لو پھر تم کو دوزخ ہی کی طرف واپس جانا ہے

قُلۡ لِّعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ

اے پیغمبر میرے ایمان والے بندوں سے کہدیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور جو کچھ ہم نے

يُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ

اُن کو دیا ہے اس میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے کچھ خفیہ اور علانیہ خیرات بھی کیا کریں کہ

؂ ناپاک کلمہ جیسے کلمۂ کفر و شرک۔ درخت کا تنا نہیں جو چاہے اور جب چاہے اُکھیڑ لے۔ جڑ دور تک نہیں کافر کے دل میں اگرچہ اُس کی جڑ ہے مگر محض سطحی جو ذرا سے جھٹکے میں اُکھڑ جائے پھر نہ کوئی بُو نہ کوئی مزہ - نہ کھانے کے قابل کوئی پھل جس پر کوئی اچھا اثر مرتب ہو۔ ہو سکتا ہے کلمۂ طیبہ کیساتھ دیگر کلمات تسبیح و تہلیل بھی مُراد ہوں۔ پہلے درخت سے کھجور کا درخت مُراد لیا گیا اور دوسرے درخت سے حنظل مُراد لیا گیا ہے اور حنظل کی بیل مُراد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مسلمانوں کا دعویٰ درست ہے جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اُس سے کچھ نور نہیں ۱۲ غرض عجیب و غریب مثال ہے جس پر جتنا غور کرو بیشمار باریکیاں نظر آتی چلی جاتی ہیں۔ بے اطمینانی اور ڈانوا ڈول حالت کو فرمایا مالھا من قرار (۲۶) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان والے ہیں دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی پکی بات پر قائم اور ثابت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں اور ناانصافوں کو گمراہ اور بے راہ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ؂ یعنی کلمۂ توحید کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو دنیا میں بھی ثبات عطا کرتا ہے اور قبر میں بھی توحید پر اور کلمۂ طیب پر ثابت رکھتا ہے اور حشر میں بھی اور اہل کفر کو بے راہ رکھتا ہے اور ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور اپنی حکمت و مصلحت سے جو چاہتا ہے کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قبر میں جو مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پاوے گا اور جو کچی بات کہے گا خراب ہوگا ۱۲ (۲۷) اے پیغمبر کیا آپنے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے انعامات الٰہی کا بدلہ ناسپاسی اور کفران نعمت سے دیا اور اپنی قوم کو انھوں نے تباہی اور ہلاکت کے گھر جا اُتارا ؂ یعنی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر بجا لانے کی بجائے ناشکری اور کفران نعمت کیا اور پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنے نفاق اور دباؤ سے گمراہ کیا اور شرک و کفر پر اُن کو آمادہ کیا اور جہنم کے معاذے پر پہونچا دیا (۲۸) وہ ہلاکت و تباہی کا گھر جہنم ہے جس میں یہ سب داخل ہوں گے اور وہ رہنے کا بُرا ٹھکانا اور وہ جہنم بُری قرارگاہ ہے ؂ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ان لوگوں سے مُراد مکے کے کافر ہیں جو خود بھی ناسپاسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کفر و شرک پر اُبھارتے ہیں (۲۹) اور اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساجھی اور ہمسر مقرر کئے ہیں تاکہ اپنی قوم کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکائیں آپ ان سے کہئے اچھا چند روز عیش اور مزا اُڑا لو اور فائدہ اٹھا لو پھر تم کو آخر کار دوزخ ہی کی طرف واپس ہونا ہے اور تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہے (۳۰) اب آگے مومنین کو ارشاد ہے اے پیغمبر میرے اُن بندوں سے جو ایمان والے ہیں کہدیجئے کہ وہ نماز پڑھا کریں اور وہ نماز کی پابندی رکھیں اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے پوشیدہ اور ظاہر کچھ خرچ اور خیرات بھی کیا کریں جس دن

نہ تجارت ہوگی نہ اُس دن کسی قسم کی خرید و فروخت ہوگی اور نہ اُس دن کوئی دوستی کام آئے گی ۔: یعنی وہ حشر کا دن ہے جس میں صرف نیک اعمال ہی کام آسکتے ہیں نہ کوئی بیع شرا چلتی ہے کہ نیک اعمال خرید لئے جائیں نہ اُس دن کوئی دوست ہوگا جو بدون اعمال صالحہ کے محض دوستی کی بنا پر کام آجائے ناسپاسوں کے مقابلے میں شکرگزاروں کا ذکر فرمایا ۔ خفیہ علانیہ کی بحث تیسرے پارہ میں گزر چکی ہے مطلب یہ ہے کہ جیسا موقع ہو خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا ۱۲ (۳۱) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان کی جانب سے پانی نازل فرمایا اور مینہ برسایا پھر اُس پانی سے تمہارے لئے پھلوں سے رزق پیدا کیا اور تمہارے کھانے کے لئے پھل نکالے اور تمہارے نفع کے لئے کشتیوں کو تابع اور مسخر کردیا تاکہ وہ کشتیاں خدا تعالیٰ کے حکم سے دریا میں چلیں اور اُس نے تمہارے نفع کے لئے دریا اور ندیاں مسخر فرمائیں اور تمہارے کام میں لگادیں ۔: یعنی آسمان سے پانی اُتارا یا آسمان کی جانب سے اُتارا اسکی مفصل بحث پہلے پارے میں گزر چکی ہے اور مفسرین کی رائے یہی ہے کہ غیر مرئی طریقہ پر آسمان سے پانی بادلوں پر اُترتا ہے اور پھر بادلوں سے زمین پر اُترتا ہے ۔ کشتی اور نہریں قدرت خداوندی کی مسخر ہیں انسانی تسخیر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کشتی بناتا ہے ندی کی تسخیر کا مطلب یہ ہے کہ ندی سے پانی حاصل کرتا ہے دریاؤں میں بند باندھتا ہے ۔ نہریں نکالتا ہے اسی لئے تسخیر کا ترجمہ شاہ صاحبؒ نے کام میں لگادیا کیا ہے اور اس ترجمہ پر کوئی شبہ نہیں ہے ۔ انسانی منافع کے لئے جس قدر ضرورت تھی اس قدر منافع حاصل کرنے کا موقع دیا باقی حقیقی تسخیر اور پورا قابو قدرت ہی کو حاصل ہے (۳۲) اور سورج اور چاند کو جو ہمیشہ مقررہ دستور پر چلتے رہتے ہیں تمہارے نفع کے لئے تمہارے کام میں لگادیا اور نیز رات اور دن کو تمہارے نفع کے لئے تمہارے کام میں لگایا ۔: یعنی چاند سورج کا نفع یہ کہ روشنی گرمی ٹھنڈک کھیتوں کا پکنا پھلوں میں تری رہنا وغیرہ رات دن کا نفع یہ کہ معاش پیدا کرنا کمانا اور راحت و سکون حاصل کرنا وغیرہ (۳۳) اور جو کچھ تم نے مانگا اور طلب کیا اُس سب میں سے اس نے تم کو عطا کیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو اس قدر ہیں کہ اگر ان کو تم شمار کرنے لگو تو تم اُن کا شمار اور احاطہ نہیں کرسکتے بلاشبہ انسان بڑا ناانصاف اور بڑا ہی ناسپاس ہے ۔: مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری ضرورت اور تمہارے مناسب حال ہر شے میں سے تم کو دیا ۔ وہ مانگنا زبان حال سے ہو یا زبان قال سے اور اسی پر کیا منحصر ہے اس کی نعمتیں تو ایسی ان گنت ہیں کہ تم اگر گننے لگو تو ان کو گن بھی نہیں سکتے ان کے شمار سے عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ باوجود اس عنایت و مہربانی کے بیشتر انسان ناانصاف اور ناسپاس ہیں بعض تو شکر بجالانے کے خوگر ہی نہیں اور بعض نعمتیں خدا تعالیٰ کی استعمال کرتے ہیں اور شکر دُوسروں کا بجالاتے ہیں (۳۴) اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس شہر مکہ کو امن والا اور امن کی جگہ بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے دُور رکھیو کہ ہم مورتیوں کو پوجیں اور اصنام پرستی میں مبتلا ہوں ۔: یعنی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو مکہ کے میدان میں چھوڑتے وقت یہ دعا فرمائی بُت پرستی سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے اور اپنی مخصوص اولاد کے حق میں دعا فرمائی یا تمام اولاد کے لئے دعا کی ہو لیکن بعض کے حق میں قبول نہ ہوئی ہو ۔ شہر کو امن والا بنادے یعنی حرم بنادے ... جو میری راہ پر چلا اور میری پیروی کی

يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

جس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ اُس دن کوئی دوستی کام آئے گی ۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر تمہارے کھانے کیلئے

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

اس پانی سے پھل نکالے اور تمہارے نفع کے لئے کشتیوں کو تابع کردیا

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَ

تاکہ وہ کشتیاں خدا کے حکم سے دریا میں چلیں اور تمہارے نفع کے لئے ندیاں مسخر کر دیں ۔ اور

سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

سورج اور چاند کو جو ہمیشہ مقررہ دستور پر چلتے رہتے ہیں تمہارے کام میں لگادیا اور نیز رات اور دن کو

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَ

تمہارے کام میں لگایا ۔ اور جو کچھ تم نے طلب کیا اس سب میں سے تم کو اُس نے عطا کیا اور

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ

اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کا احاطہ نہیں کرسکتے اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان

لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ

بڑا ناانصاف اور بڑا ہی ناسپاس ہے اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

اس شہر کو امن کی جگہ بنادے اور اے میرے رب مجھ کو اور میری اولاد کو اصنام پرستی سے

الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

دُور رکھیو ۔ اے میرے پروردگار اس میں کچھ شک نہیں کہ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ

سو جو میری راہ چلا وہ تو میرا ہے ہی اور جس نے میری نافرمانی کی سو تو

ع ۱۷ ۵

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ

بڑی مغفرت اور بڑی رحمت کا مالک ہے۔ اے ہمارے رب میں اپنی اولاد میں سے بعض اولاد کو ایک بے زراعت

غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا

میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں تاکہ اے ہمارے رب یہ لوگ نماز کی

الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ

پابندی رکھیں اور جنکو میں بسا رہا ہوں تو ان کی طرف کچھ لوگوں کے قلوب کو مائل کر دے

وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا

اور ان کو کھانے کے لئے پھل عطا کر تاکہ وہ تیرا شکر کرتے رہیں۔ اے ہمارے رب

إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى

بلاشبہ جو بات ہم اپنے دل میں چھپائیں اور جو زبان سے ظاہر کریں تجھ کو وہ سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ سے زمین

اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ

و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے تمام تعریفیں اس

لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے

إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ

کچھ شک نہیں کہ میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔ اے میرے رب مجھ کو نماز کی پابندی کرنے والا

الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا

رکھیو اور میری اولاد میں سے بھی بعضوں کو بھی توفیق دیجیو اے ہمارے رب اور میری دعا قبول کر لے۔ اے ہمارے

اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

رب محاسبۂ اعمال کے دن مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو

الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ

بخشدیجو۔ اور اے مخاطب اللہ کو یہ نہ سمجھو کہ ظالموں کے اُن اعمال سے بے خبر ہے جو وہ کر رہے ہیں

وہ تو میرا ہی ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا اور میری نافرمانی کی تو آپ بڑے بخشنے والے اور بڑی مہربانی کے مالک ہیں ؛ یعنی یہ مورتیاں اور اصنام بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہوئے ہیں۔ میں ان گمراہوں کو سمجھانے کی کوشش کروں گا پھر جو سمجھ کر میرے ساتھ ہو لیا وہ تو میرا ہی ہے لیکن جو لوگ راہِ راست پر نہ آئیں تو آپ ان کو ہدایت دیجئے اور سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمایئے کیونکہ آپ غفور الرحیم ہیں (۳۶) اے ہمارے پروردگار میں اپنی اولاد میں سے بعض اولاد کو ایک بے زراعت اور خشک میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں اور ان کو یہاں بسا رہا ہوں تاکہ یہ لوگ اے ہمارے پروردگار نماز کی پابندی رکھیں لہٰذا میں جن کو یہاں بسا رہا ہوں تو اُن کی طرف کچھ لوگوں کے قلوب مائل کر دے اور ان کو کھانے کے لئے اپنی قدرت سے پھل عطا کر تاکہ یہ لوگ تیرا شکر ادا کرتے رہیں ؛ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں بسایا تھا، مکہ کے آس پاس کوئی زراعت کی جگہ نہ تھی، پابندئ نماز کی دعا اس لئے کی کہ عبادات میں نماز خاص اہمیت رکھتی ہے، لوگوں کے دلوں کو مائل فرما دے تاکہ وہ یہاں آکر بسیں، چنانچہ قبیلۂ جرہم کے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے، خانۂ کعبہ کی بنیاد پرانی ہے طوفانِ نوحؑ میں اس گھر کے نشان مٹ گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کا گھر تھا شام میں حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمٰعیلؑ اُن کو ماں کے ساتھ لاکر اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے۔ جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ نے چشمۂ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی ہوئی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کی اور میوے کی اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکہ میں پہنچیں (۳۷) اے ہمارے پروردگار بلاشبہ جو بات ہم چھپا کر کریں اور جو ظاہر کریں تجھ کو وہ سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ؛ یعنی جو کچھ میں تجھ سے دعا کر رہا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ تجھ کو میری حاجت معلوم نہیں بلکہ محض اپنی احتیاج اور اپنی عبودیت کا اظہار ہے کیونکہ تو تو جو چیز دل میں رکھیں یا زبان سے نکالیں سب جانتا ہے اور اسی پر کیا موقوف ہے تجھ سے تو زمین و آسمان کی کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی نبی آخر الزماں کو ۱۲ (۳۸) تمام تعریفیں اور تمام حمد و ثنا اُس اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ عطا فرمائے۔ بلاشبہ میرا پروردگار دعا کا بڑا سننے والا ہے ؛ حضرت حق کی مہربانیوں کا اعتراف کیا تاکہ دعا کی قبولیت کیلئے مفید ہو (۳۹) اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کی پابندی اور نماز کا اہتمام کرنیوالا رکھیو اور میری اولاد میں سے بھی بعضوں کو نماز کا پابند اور اہتمام کرنیوالا کیجیو اے ہمارے رب اور میری یہ دعا قبول کر لے (۴۰) اے ہمارے پروردگار محاسبۂ اعمال کے دن مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو بخشدیجیو ؛ یعنی جس دن حساب قائم ہو اور محاسبۂ اعمال کا دن ہو تو اس دن تیری طرف سے بخشش کا سامان ہو (۴۱) اور اے مخاطب ظالموں کی مہلت سے یہ نہ سمجھ اور یہ خیال نہ کر کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے

۶ ع ۷ ۱۸

ان اعمال سے جو وہ کر رہے ہیں بے خبر اور غافل ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس دن تک کے لئے مہلت دے رکھی ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی ؎ یعنی ظالموں کو جو مہلت دے رکھی ہے اس سے یہ خیال نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھیو کہ وہ ظالم لوگوں کے کرتوتوں سے بے خبر ہے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے محض اُس دن تک کے لئے مہلت دے رکھی ہے جس دن لوگوں کی آنکھیں ہیبت اور خوف کی وجہ سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (۴۲) لوگ اپنے سر اُوپر اٹھائے ہوئے دوڑ رہے ہوں گے ان کی نگاہیں خود ان کی طرف بھی نہ پھرتی ہوں گی اور اُن کے دل عقل و فہم اور ہوش و خرد سے یکسر خالی ہوں گے ؎ یعنی

الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

ان کو خدا نے صرف اُس دن تک کے لئے مہلت دے رکھی ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی

الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

رہ جائیں گی۔ لوگ اپنے سر اوپر اٹھائے ہوئے دوڑ رہے ہوں گے اُن کی نگاہ خود انکی طرف بھی

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ

نہ پھرے گی اور ان کے دل عقل و فہم سے بالکل خالی ہوں گے۔ اور اے پیغمبر آپ لوگوں کو

يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ

اس دن سے ڈرائیے جس دن اُن پر عذاب آجائے گا تب یہ ظالم لوگ یوں کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو

اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ

تھوڑی سی مدت تک کے لئے اور مہلت دیدے تو آپ کی دفعہ ہم تیری دعوت قبول کرلیں گے اور رسولوں کی

الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ

پیروی کریں گے جواب ملے گا کیا تم اس سے پہلے دُنیا میں قسمیں کھا کھا کر یہ نہیں کہتے تھے کہ تم کو یہاں سے

مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تم اُنہی لوگوں کے رہنے کی جگہ میں بستے تھے جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا

اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا

اور تم کو یہ بھی ظاہر ہوچکا تھا کہ ہم نے اُن ظالموں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور ہم نے تمہارے لئے بہت سی

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ

مثالیں بھی بیان کی تھیں۔ اور اُن ظالموں کا حال یہ تھا کہ اُنھوں نے بڑی بڑی چالیں چلی تھیں اور انکی سب

اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

چالوں کا بدلہ اللہ کے ہاں موجود ہے اور اُن کی تدبیریں اس قابل نہ تھیں کہ اُن سے پہاڑ اپنی جگہ سے

الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

زائل ہوسکیں۔ اور اے مخاطب اللہ کے بارے میں یہ خیال نہ کیجیو کہ جو وعدہ اُس نے اپنے رسولوں سے کیا ہے وہ اسکے

سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے کسی طرف کا دھیان نہ ہوگا حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہ ہوگی نگاہ کی یہ حالت کہ ٹکٹکی بندھی ہوئی ہوگی دل ہَوا ہو رہے ہونگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اُترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جائیں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو اور آپکی اُمت کو سنانا مقصود ہو (۴۳) اور اے پیغمبر آپ لوگوں کو اُس دن سے ڈرائیے جس دن اُن پر عذاب آجائے گا تب یہ ظالم لوگ یوں کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو تھوڑی سی مدت تک کے لئے اور مہلت دیدے تو اب کی دفعہ ہم تیری دعوت کو قبول کرلیں گے اور تیرا سب کہنا مان لیں گے اور پیروی کریں گے جواب دیا جائیگا کیا تم اس سے پہلے دنیا میں جب تم کو مہلت ملی ہوئی تھی قسمیں کھا کھا کر یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ تم کو دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں ہے ؎ یعنی مرتے وقت یا قیامت میں کہیں گے۔ مرتے وقت کا مطلب یہ ہوگا کہ اور زندہ رکھ تو سب کام چھوڑ کر ایمان لے آؤں گا اور نیک اعمال کروں گا اور قیامت میں کہنے کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم کو پھر دنیا میں بھیجدے لیکن جواب میں کہا جائے گا یہ نہیں ہو سکتا تم کو مہلت بھی دی گئی سوچنے سمجھنے کا موقع بھی دیا گیا ڈرانے والے بھی آئے لیکن تم نے مان کر نہ دیا بلکہ قسمیں کھا کر قیامت کی اور برزخ کی تکذیب کرتے رہے (۴۴) حالانکہ تم اُن ہی لوگوں کے رہنے کی جگہ میں آباد تھے جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کفر و شرک اور قیامت کے انکار سے اُنھوں نے اپنے کو نقصان پہونچایا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہوچکا تھا اور تم پر یہ ظاہر ہوچکا تھا کہ ہم نے ان ظالموں کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا اور ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا اور ہم نے تمہارے لئے بہت سی مثالیں اور بہت سے قصے بھی بیان کئے تھے ؎ یعنی تم بھی اُنہی لوگوں کی جائے سکونت میں یا اس کے آس پاس آباد تھے جہاں وہ سابقہ ظالم اور کافر و مشرک رہا کرتے تھے اور جو کچھ ان سابقہ ظالموں کے ساتھ معاملہ کیا گیا تھا وہ بھی تم کو ظاہر ہوچکا تھا اور اگلے لوگوں کا مزید حال تم کو آسمانی کتابوں سے اور پیغمبروں کی زبانی معلوم ہوچکا تھا اور مثالوں اور قصوں سے اُمم ماضیہ کا انجام تم کو سُنا دیا گیا تھا تو اب کیا بات باقی رہ گئی ہے جس کے لئے مہلت مانگ رہے ہو (۴۵) اور اُن سابقہ لوگوں نے دین حق کے مٹانے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں اور بڑی بڑی چالیں چلی تھیں اُن سب کی تدبیریں اور چالیں اللہ تعالیٰ کے سامنے تھیں اور اُن سب چالوں کا بدلہ اللہ کے ہاں موجود ہے اور اُن کی تدبیریں اور چالیں اس لائق نہ تھیں کہ اُن سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں ؎ یعنی وہ لوگ بڑے چال باز اور بڑے داؤں پیچ کرنے والے تھے اور اُن کے مکر و فریب سب خدا کے سامنے تھے یا اُن سب فریب کاریوں کا بدلہ اور سزا اللہ تعالیٰ کے پاس تھی باوجود اس کے بھی وہ دین حق اور پیغمبروں کو جو پہاڑوں کی طرح مستقل تھے اپنی جگہ سے دہلا سکے حضرت شاہ صاحب

فرماتے ہیں مکے کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھیرائی تھیں حضرتؐ کو سب مل کر قتل کریں ۔ یا قید کریں ۔ یا آپس سے نکال دیں اُسی کو فرمایا ہے ۱۲ ہوسکتا ہے کہ ان نافیہ نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ اُن اگلے لوگوں کی چالیں ایسی تھیں اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جاتے لیکن ہُوا یہ کہ دین حق اُن کی چالوں پر غالب ہوا اور پیغمبروں کی بات در رہی (۴۶) اور اے مخاطب اللہ تعالیٰ کے بارے

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ

خلاف کرنیوالا ہے یقیناً اللہ بڑا زبردست اور پورا بدلا لینے والا ہے ۔ جس دن اس زمین کے علاوہ

الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

دوسری زمین بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب لوگ خدائے یگانہ اور زبردست کے

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

روبرو نکل کھڑے ہوں گے ۔ اور تو اس دن مجرموں کو زنجیروں میں باہم

مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

جکڑے ہوئے دیکھے گا ۔ ان مجرموں کے کرتے ایک بدبودار تیل کے ہوں گے

وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ

اور آگ نے ان کے چہروں کو ڈھانک رکھا ہوگا ۔ یہ عذاب اس لئے کیا جائیگا تاکہ اللہ ہر شخص کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

اس کی کمائی کا بدلا دے یقیناً اللہ حساب لینے میں جلدی کرتا ہے

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

یہ قرآن لوگوں کے لئے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگ ڈرائے جائیں اور تاکہ

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

وہ اس امر کا یقین کریں کہ وہی خدا ایک معبود برحق ہے اور تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں جو اہل عقل ہیں

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حجر مکی ہے اور یہ ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الرٰ یہ سورت ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی آیتیں ہیں

میں یہ خیال نہ کیجیو کہ اس نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے وہ اس کے خلاف کرنیوالا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پورا بدلا لینے والا ہے ؛ یعنی کوئی یہ رائے قائم نہ کرے اور یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنیوالا ہے وعدہ کافروں کے مقابلہ میں نصرت اور فتح یا قیامت میں عذاب وغیرہ کا ہو اگر خلاف ورزی ہوگی تو ایسا نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست اور زور آور اور پورا بدلا لینے والا ہے کمزور نہیں ہے اور بدلا لے سکتا ہے (۴۷) جس دن اس زمین کے علاوہ دوسری زمین بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائیگا اور سب لوگ اللہ تعالیٰ اکیلے زبردست کے روبرو نکل کھڑے ہوں گے ؛ یعنی پہلے نفخۂ صور میں سب زمین آسمان ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور پھر دوبارہ بنیں گے اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں سے اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوں گے وہی دن انتقام کا ہوگا (۴۸) اور اے مخاطب تو اس دن مجرموں کو باہم زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا ؛ یعنی ایک زنجیر میں بہت سے منکر بندھے ہوئے ہوں گے (۴۹) ان مجرموں کے کرتے ایک بدبودار تیل کے ہوں گے اور آگ نے ان کے چہروں کو ڈھانک رکھا ہوگا اور اُن کے چہروں کو آگ لپٹی ہوئی ہوگی ؛ قطران چیڑ کا تیل ہو یا گندھک ہو بہرحال کوئی ایسی چیز ہے جسکو آگ بہت جلد پکڑتی ہے تاکہ مجرم کو آگ فوراً ہی لپٹ جائے (۵۰) یہ عذاب اس لئے کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اُس کی کمائی اور اس کے کئے کی جزا اور بدلا دے یقیناً اللہ تعالیٰ حساب لینے میں جلدی کرتا ہے ؛ جلدی یہی کہ حساب لینے میں کچھ دیر نہیں یا یہ مطلب ہے کہ حساب سب کا بہت جلد ہو جائے گا (۵۱) یہ قرآن لوگوں کیلئے احکام پہونچانا ہے اور اس کی تبلیغ اس لئے ضروری ہے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے ڈرائے جائیں اور چونکہ جائیں اور تاکہ یہ جان جائیں کہ معبود برحق وہی ایک اللہ تعالیٰ ہے اور تاکہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں اور غور و فکر سے کام لیں جو اہل عقل و خرد ہیں ؛ یعنی یہ قرآن ایک تبلیغ کی چیز ہے اور پہونچانے والی بات ہے اور لوگوں کو اس کی خبر دینی ہے تاکہ لوگ رسول کی تصدیق کریں اور اس کے ذریعہ سے ڈرائیں اور خدا کا وحدہٗ لاشریک ہونا معلوم کریں اور سمجھدار لوگ نصیحت قبول کریں۔ (۵۲) تمت تفسیر سورۃ ابراھیم ؛

ع ۱۱ ۱۹

سورۂ حجر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں ؛ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے — الرٰ یہ سورت ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی آیتیں ہیں ؛ قرآن واضح فرمایا کتاب کو یعنی اس کے مسائل اور دلائل اور اس کا طرز بیان نہایت صاف اور واضح ہے اور جو کتاب کامل ہے اُسی کا نام قرآن مبین ہے ایک ہی چیز کی دو صفتیں ہیں کتاب کامل ہونا اور قرآن مبین ہونا (۱)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾

بسا اوقات کافر اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

اے پیغمبر آپ انکو اُن کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ وہ کھا لیں اور دنیا کا کچھ فائدہ حاصل کر لیں اور خیالی اُمید ان

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا

کو اُلجھائے رکھے اب عنقریب اُن کو معلوم ہو جائیگا۔ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کی تباہی کا

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

مقررہ وقت لکھا ہوا تھا۔ کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ سبقت کر سکتی ہے اور نہ پیچھے

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

رہ سکتی ہے۔ اور ان کافروں نے آپ سے یوں خطاب کیا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ

نازل ہوا ہے بیشک تو دیوانہ ہے۔ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو ہمارے پاس

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا

فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔ اور ہم فرشتوں کو صرف آخری فیصلے کی غرض سے

بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

بھیجا کرتے ہیں اور فرشتے آنیکے بعد اُن کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔ بلاشبہ ہم نے قرآن کو

الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ

نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور یقیناً ہم نے گزشتہ لوگوں کے بہت سے

قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

فرقوں میں آپ سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور ان کی یہ حالت تھی کہ کوئی رسول انکے پاس

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ

ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو۔ ہم اسی طرح یعنی گزشتہ لوگوں کی طرح یہ استہزا

بسا اوقات کافر اس بات کی آرزو اور تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے اور اسلام قبول کر لیتے ؛ یعنی بارہا یہ آرزو کریں گے کہ وہ دنیا میں مسلمان ہو گئے ہوتے کیونکہ جب عذاب میں شدت ہوگی اور مسلمانوں کو عذاب سے محفوظ اور جنت میں دیکھیں گے اور اپنے آپ کو انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا پائیں گے اور اس عذاب میں تخفیف دیکھنا نصیب نہ ہوگا تب ہی ایمان نہ لانے پر حسرت ہوگی اور بار بار یہ تمنا ہوگی کہ کیا اچھا ہوتا جو وہ بھی دنیا میں اسلام قبول کر لیتے۔ اگرچہ وہاں بھی اپنے ایمان کا اعلان کریں گے لیکن وہ بیکار ہوگا۔ وانّٰی لھم التناوش من مکانٍ بعید (۲) اے پیغمبر آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے تاکہ خوب کھائیں اور دنیا کا چند روزہ فائدہ حاصل کریں اور ان کو ان کی خیالی امید اُلجھائے رکھے انکو تھوڑے ہی دنوں میں سب حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے اور عنقریب ان کو معلوم ہوا جاتا ہے ؛ یعنی یہ لوگ چونکہ آخرت سے غافل ہیں اور ہدایت قبول نہ کرنے میں انتہائی سخت ہیں اس لئے ان کو ان کے حال پر چھوڑئیے کہ یہ خوب کھا پی لیں اور دنیا کے عارضی منافع حاصل کر لیں اور یہاں کے سازو سامان برت لیں۔ اور محض خیالی لمبی لمبی اُمیدیں ان کو مشغول رکھیں اور انہیں لغو اور بے معنیٰ امیدوں میں اُلجھے رہیں پھر بچکر کہاں جائیں گے دم نکلتے ہی حق و باطل اُن پر آشکارا ہو جائیگا اور ان کو کفر و شرک کی حقیقت معلوم ہو جائیگی (۳) اور ہم نے کسی بستی کو برباد و ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی ہلاکت و بربادی کا ایک وقت مقرر لکھا ہوا تھا ؛ یعنی کفر کی وجہ سے جو آبادیاں ہلاک و برباد کی گئیں ان کی بربادی کا ایک مقررہ وقت علم الٰہی میں لکھا ہوا تھا۔ اس لئے کافروں کو جو مہلت ملی ہوئی ہے اُس پر مغرور نہ ہوں اور مسلمان یہ اندیشہ نہ کریں کہ اُن پر عذاب میں جلدی کیوں نہیں کی جاتی کیونکہ جس طرح اور بستیوں پر لکھے ہوئے وقت پر ہی عذاب آیا اسی طرح ان پر بھی لکھے ہوئے مقررہ وقت پر عذاب نازل ہوگا (۴) کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ اس کے افراد پیچھے رہ سکتے ہیں ؛ یعنی مقررہ وقت سے کوئی قوم اور کوئی جماعت آگے پیچھے نہ ہو سکی لہٰذا ان کا جو وقت علم الٰہی اور حکمت الٰہی میں مقرر ہے اس وقت یہ بھی ختم کر دیئے جائیں گے اور آگے بڑھنے اور پیچھے سرکنے کی مجال نہ ہوگی (۵) اور کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر یوں کہا اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور جس کا یہ دعویٰ ہے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ بیشک تو مجنون و دیوانہ ہے (معاذ اللہ) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رو در رو دیوانہ کہتے ہیں۔ اور خطاب کرتے ہیں کہ اے وہ شخص جو اپنے پر نزول قرآن کا مدعی ہے بلاشبہ تو مجنون و پاگل ہے (۶) اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے کہ واقعی تو پیغمبر ہے اور تجھ پر خدا کی طرف سے قرآن نازل ہوتا ہے تو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا ؛ حضرت حق تعالیٰ نے اس بات کا جواب فرمایا (۷) ہم فرشتے نہیں نازل کیا کرتے مگر آخری فیصلے کے لئے اور اس وقت جبکہ فرشتے آجائیں اور ہم فرشتوں کو اُتار دیں تو اس کے بعد یہ لوگ مہلت بھی نہیں دیئے جاتے ؛ یعنی فرشتے بلا کسی صحیح وجہ کے نہیں اُتارے جاتے وہ تو جب کسی قوم کے متعلق آخری فیصلہ ہو جاتا ہے تو عذاب لیکر اُترتے ہیں پھر اس وقت مہلت اور ڈھیل کہاں۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ فرشتے کھلم کھلا ہمارے سامنے آئیں۔ جواب دیا گیا کہ فرشتے تو انسانوں پر یا عذاب کے وقت اُترتے ہیں یا موت کے وقت پھر اس وقت مہلت بھی نہیں ملتی۔ اس مطالبہ کا جواب قرآن میں اور بھی بہت جگہ دیا گیا ہے یہ بات ان کے عناد اور تعنت سے ظاہر تھی کہ یہ فرشتوں کے آنیکے بعد ایمان نہ لاتے اور کوئی اور عذر تراش لیتے (۸) بلاشبہ ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس قرآن کے محافظ اور نگہبان ہیں ؛ یعنی اس قرآن میں تغیر و تبدل اور تحریف وغیرہ ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا قرآن خود بھی اعجاز ہے کہ اس کا جواب بشر کی طاقت سے باہر ہے مزید برآں یہ ایک پیشین گوئی ہے کہ قرآن ہمیشہ محفوظ رہے گا اور بیشمار سینوں میں اس کا محفوظ کر دینا یہ اس

(باقی صفحہ ۴۱۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۱۷) امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کا نگہبان اور محافظ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لہ لحافظون سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اعلان ہو جیسا کہ بعض نے اشارہ فرمایا ہے بہرحال
اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے اپنے پیغمبر کو بھی محفوظ رکھا اور قرآن کی بھی حفاظت فرمائی (۹) اور یقیناً ہم نے گذشتہ لوگوں کے بہت سے فرقوں اور گروہوں میں آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے تھے (۱۰) اور ان فرقوں کی
حالت یہ تھی کہ کوئی رسول اُن کے پاس نہیں آیا مگر یہ کہ انھوں نے اس کیساتھ استہزا کیا اور اُس کا مذاق اڑایا ۃ یعنی ان آیتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ کہ آپ کی شان میں جو گستاخی اور دریدہ دہنی
یہ کفار کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ منکرین دینِ حق کا یہی شیوہ رہا ہے اور جس طرح سابقہ انبیاء نے صبر و تحمل سے کام لیا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے یہی طرز آپ کو بھی اختیار کرنا چاہیئے اور ان کی بیہودگی
سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ آخر میں کامیابی آپ ہی کو حاصل ہونے والی ہے (۱۱) تفسیر صفحہ ہٰذا جس طرح ہم نے گزشتہ منکروں کے قلوب میں استہزا اور تکذیب کو داخل کر دیا تھا اسی طرح ہم ان مجرموں کے
قلوب میں بھی کفر و ضلال۔ استہزا اور تکذیب کو داخل کر دیتے ہیں (۱۲) اس لئے یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ طریقہ پہلے ہی لوگوں سے ہوتا چلا آیا ہے اور یہ رسم پہلوں ہی سے ہوتی آئی ہے ۃ یعنی جرائم پر اصرار کی وجہ سے ان پر یہ نحوست مسلط ہو جاتی ہے اور کفر و ضلال ان پر مسلط ہو جاتا ہے نیک باتوں کے ساتھ ساتھ کفر و انکار بھی دل میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ طریقہ جو پہلوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے یہی سلوک مکہ کے مجرموں کیساتھ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور قرآن کو نہیں مانتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے نیک راہی اور گمراہی اُس کے اختیار ہے۔ ۱۲ (۱۳) ان کے انکار و عناد کی تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیں اور اس دروازے میں سے یہ دن کے وقت آسمان پر بھی چڑھ جائیں (۱۴) تب بھی یہ لوگ یوں کہیں گے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے اور ہماری آنکھوں کو باندھ دیا گیا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے ۃ یعنی ان کی تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر ہم ان پر آسمان کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ بھی کھول دیں اور یہ دن میں جو ہوشیاری اور جاگنے کا وقت ہوتا ہے اور خواب کا گمان نہیں ہوتا اس دروازے میں سے آسمان پر بھی چڑھنے لگیں تب بھی بدبخت یہی کہیں گے کہ ہم آسمان پر چڑھ نہیں رہے بلکہ ہمیں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہم آسمان پر چڑھ رہے ہیں اور درحقیقت چڑھ نہیں رہے بلکہ ہم لوگوں کو تو سحر زدہ بنا دیا گیا ہے۔ اور سحر زدہ ہونے کی وجہ سے ہم کو واقعہ کیخلاف معلوم ہو رہا ہے۔ ابتداء میں نظر بندی کہیں اور پھر پوری طرح جادو اور سحر زدہ ہونے کا قول کریں (۱۵) اور بلاشبہ ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کیلئے آراستہ کیا اور خوش نما بنایا ۃ ہم نے مجاہد کے قول کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ انہی ستاروں کی ہیئت سے پیدا شدہ شکل کو برج کہتے ہیں بعض نے بروج کا ترجمہ محل کے ساتھ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو دیکھیں انکے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خزینہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی سردی کا اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بستی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں ۱۲۔ برجوں کی تعداد بارہ ہے اور ان برجوں کے نام یہ ہیں۔ حمل۔ ثور۔ جوزاء۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ (۱۶) اور ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود و ملعون سے محفوظ رکھا ۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد شیطانوں کا آسمانوں پر جانا بند ہوا (۱۷) لیکن اگر کوئی شیطان کچھ چوری چھپے سن بھاگے تو ایک روشن اور چمکتا ہوا انگارا اس کا پیچھا کرتا ہے اور اس کے پیچھے لگ جاتا ہے ۃ یعنی فرشتوں کی کوئی بات چھپے چوری لے اُڑا تو ایک روشن شعلہ اس کے پیچھے ہو لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا اس کا منہ جھلس جاتا ہے اور زمین میں سچ کیساتھ جھوٹ نہیں پھیلا سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرشتوں کی مشورت سننے کو شیطان جا لگتے ہیں آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے (باقی صفحہ ۴۱۹ پر)

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ

ان مجرموں کے قلوب میں ڈالدیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ طریقہ پہلوں ہی

سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیں

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

اور یہ دن کے وقت اس دروازے سے آسمان پر بھی چڑھ جائیں۔ تب بھی یہ یوں کہیں گے سوائے

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ

اسکے نہیں کہ ہماری دیدہ بندی کر دی گئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ

جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٦﴾ وَ

ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے ہیں اور دیکھنے والوں کیلئے ہم نے آسمان کو آراستہ کیا اور

حَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿١٧﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

ہر شیطان مردود سے ہم نے آسمان کی حفاظت کی۔ مگر ہاں کوئی شیطان چوری چھپے

السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا

کچھ سن بھاگے تو آگ کا ایک چمکتا ہوا شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور ہم نے ہی زمین کو پھیلایا

وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ

اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور ہم نے زمین سے ہر چیز ایک

شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَ

اندازے سے اُگائی۔ اور ہم نے زمین میں تمہاری معیشت کے سامان پیدا کئے اور

مَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا

ان جانداروں کو پیدا کیا جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے ہاں

عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾

خزانے کے خزانے موجود نہ ہوں مگر ہم ہر شے کو ایک معین مقدار کے ساتھ نازل کیا کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۱۸) سو جھوٹ دیکھئے تغافل کیا ۱۲ خلاصہ یہ کہ شیطان نجومیوں اور کاہنوں کو خبریں لا کر دیا کرتے تھے اور بیچ میں جھوٹ ملا دیا کرتے تھے اور کاہنوں کے واسطے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے لوگ کاہنوں کو غیب داں سمجھتے تھے حضورؐ کی تشریف آوری کے بعد اس کا انسداد کیا گیا اب اگر کوئی خبر رسانی کی کوشش کرتا تو آسمانی شعلے سے ہلاک کر دیا جاتا ہے یا بدحواس ہو جاتا ہے (۱۸) اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے زمین میں ہر چیز ایک معین مقدار سے اُگائی ؛ یعنی زمین میں ہر قسم کی نباتات کو ایک معین مقدار کے ساتھ اگایا اور ایک خاص تناسب اور حسن کے ساتھ اگایا (۱۹) اور ہم نے زمین میں تمہاری معیشت اور تمہاری روزی کے اسباب سامان پیدا کئے اور اُن چیزوں کی روزی کے بھی سامان پیدا کئے جن کو تم روزی نہیں دیتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جانوروں کی روزیاں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ آیت کے مفسرین نے دو معنی کئے ہیں ایک یہ کہ تمہاری روزی کے اسباب پیدا کئے اور وہ چیزیں پیدا کیں جن کو تم روزی نہیں دیتے اور دوسرے معنی یہ کہ تمہارے لئے بھی اسباب معیشت زمین میں بنائے اور ان کے لئے بھی سامان معیشت بنایا جنکو تم روزی نہیں دیتے پہلے معنی ترجمہ میں اور دوسرے معنی تیسیر میں اختیار کئے ہیں دوسرے معنی زیادہ مشہور ہیں۔ من لستم کی شرح میں یعنی دیگر حیوانات بلکہ تمام مخلوقات کو روزی عطا کرتے ہیں (۲۰) اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ اس کے خزانے ہمارے پاس بھرے ہوئے ہیں اور ہم اُن خزانوں کو نہیں اُتارتے مگر ایک معین اور مقرر مقدار کے ساتھ ؛ یعنی ہر چیز سب کچھ ہمارے پاس موجود ہے مگر زمین پر اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق ایک مقررہ مقدار سے نازل فرماتے ہیں۔

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور ہم ہی بادل کو پانی سے بھر دینے والی یعنی برساتی ہوائیں چلاتے ہیں پھر ہم ہی آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتے ہیں

فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ

اور وہ پانی تم کو پلاتے ہیں اور تم پانی کا اس قدر ذخیرہ نہیں رکھ سکتے تھے - اور بلاشبہ ہم ہی

نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

زندگی عطا کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے بعد باقی رہنے والے ہیں - اور یقیناً ہم

الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿٢٤﴾

تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو بھی جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں یعنی اگلوں کو اور پچھلوں کو

وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ

اور یقیناً ان سب کو آپ کا رب ہی جمع کریگا بے شک وہ بڑی حکمت اور بڑے علم کا مالک ہے - اور بلاشبہ

خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾

ہم نے انسان کو مٹی کے ایک ایسے سڑے ہوئے بدبودار گارے سے پیدا کیا جو خشک ہونے کے بعد کھن کھن کی آواز دیتی تھی

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ وَ

اور جان یعنی ابوالجنات کو ہم نے انسان کی پیدائش سے پہلے لو کی آگ سے پیدا کیا - اور

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن

اے پیغمبر وہ وقت قابل ذکر ہے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑے ہوئے بدبودار گارے کی مٹی سے جو

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَ

خشک ہو کر کھن کھن آواز دیتی ہوگی ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں - پھر جب میں اس کو درست کر چکوں اور

نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٢٩﴾

اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٣٠﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ

چنانچہ سارے کے سارے تمام فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا - مگر ابلیس نے

(۲۱) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور ہم ہی ان برساتی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم ہی آسمان سے پانی اتارتے ہیں پھر اس پانی سے تم کو سیراب کرتے ہیں اور وہ پانی تم کو پلاتے ہیں اور تم اس پانی کو جمع کر کے نہیں رکھ سکتے اور تم اتنا پانی ذخیرہ بنا کر کہیں نہیں رکھ سکتے تھے ؛ یعنی برساتی ہوائیں جو بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں اور ان کے اثر سے بادلوں میں پانی بھر جاتا ہے ان کو چلاتے ہیں، پانی آسمان کی جانب سے برساتے ہیں وہی پانی تم کو پلاتے ہیں اور تم میں یہ طاقت کہاں کہ تم اتنا پانی جمع کر کے رکھ سکتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگلے برس کیواسطے دنیا کے غبار اور بھاپ پر جمع رہتے ہیں جب باؤ ترچلی بادل ہو گئے پانی کے بھرے ۱۲ (۲۲) اور یقیناً ہم ہی زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث اور سب کے بعد باقی رہنے والے ہیں ؛ یعنی جو سب کے بعد باقی رہے وہی سب کا وارث ہے (۲۳) اور یقیناً ہم تم میں آگے بڑھنے والوں کو بھی جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں ؛ یعنی خواہ عمر میں یا نیک اعمال میں یا جہاد اور اسلام میں یا جماعت کی صفوں میں غرض اگلوں اور پچھلوں سب سے باخبر ہیں (۲۴) اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی ان سب کو قیامت میں اکٹھا کرلے گا اور سب کو جمع کرلے گا بیشک آپ کا پروردگار کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ یعنی جو سب اگلوں پچھلوں سے واقف ہے وہی ان سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا (۲۵) اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے ایک ایسے سڑے ہوئے بدبودار گارے سے پیدا کیا جو خشک ہونے کے بعد کھنکناتی اور کھن کھن کی آواز دیتی تھی ؛ یعنی مٹی جب پک جاتی ہے تو چٹکی مارنے سے کھن کھن کی آواز دیتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے پہلے گارے سے انسان کا پتلا بنایا پھر وہ پتلا خشک ہو گیا تو اس کو درجہ بدرجہ ترقی دی یہاں تک کہ اس میں روح ڈالی گئی۔ انسان سے مُراد یہاں ابوالبشر حضرت آدمؑ ہیں (۲۶) اور جان یعنی ابوالجنات کو ہم نے انسان کی پیدائش سے پہلے گرم ہوا کی آگ سے پیدا کیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مٹی کو پانی میں تر کیا اور خمیر اُٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باد کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ یعنی جس طرح انسان کو مٹی سے بنایا اسی طرح جنات کو آگ سے بنایا وہ آگ خالص ہونے کی وجہ سے گرم ہوا کی مانند تھی جو نظر نہ آتی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی لطیف آگ ہوا سے ملی ہوئی ابلیس بھی اسی قسم میں سے ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس طرح حضرت آدمؑ میں مٹی کے اجزا غالب تھے اسی طرح جنات میں آگ کے اجزا غالب ہیں (۲۷) اور اے پیغمبر وہ وقت قابل ذکر ہے جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا میں سڑے ہوئے گارے کی بدبودار مٹی سے جو (باقی صفحہ ۴۲۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۱۹) خشک ہو کر کھن کھن بجتی ہوگی ایک بشر کو پیدا کرنیوالا ہوں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بشر وہ کہ جو جان رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جائے اور روح رکھے ہوشیار اگلی مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جائے۔ (۲۸) پھر جب میں اسکو درست کردوں اور اس کے اعضاء جسمانیہ کو ایک تناسب کے ساتھ پورا کردوں اور اس پتلے میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں اور اس پر روح کا فیضان کردوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی جان یعنی خاص جس میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور اللہ سے لگاؤ ۱۲ خلاصہ یہ کہ جب اس کو ہم تسویہ اعضاء اور نفخ روح سے مکمل کردیں تب اس کے روبرو سجدے میں واقع ہو جانا (۲۹) پس جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا تو سب کے سب تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کے ساتھ سجدہ کیا (۳۰) تفسیر صفحہ ہٰذا۔

أَبَىٰٓ أَن يَكُونَ مَعَ ٱلسَّٰجِدِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ

کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے سرتابی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ ٱلسَّٰجِدِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُن

تجھ کو کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالوں میں شامل نہ ہوا۔ اس نے جواب دیا میں ایسا نہیں ہوں

لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُۥ مِن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ

کہ اس انسان کے سامنے سجدہ کروں جسکو تو نے مٹی کے ایسے سڑے ہوئے بدبودار گارے سے بنایا ہے

مَّسْنُونٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَ

جو خشک ہو کر کھن کھن آواز دیتا ہے۔ خدا نے کہا جا نکل یہاں سے بے شک تو مردود ہے۔ اور

إِنَّ عَلَيْكَ ٱللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ

بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت رہے گی۔ شیطان نے کہا اے میرے رب اس

فَأَنظِرْنِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

دن تک کے لئے مجھ کو مہلت دے جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں۔ خدا نے کہا بلاشبہ تجھ کو

ٱلْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ

مہلت دی گئی۔ اس مقررہ وقت کے دن تک یعنی قیامت تک۔ اس پر اس نے کہا اے میرے رب

بِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ

جیسا تو نے مجھ کو اپنی رحمت سے محروم کیا ہے میں بھی زمین میں معاصی کو اولاد آدم کی نظر میں خوشنما کرکے دکھاؤں گا

أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر ہاں تیرے بندوں میں سے وہ بندے جو چیدہ اور مخلص ہونگے

قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَىَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِى لَيْسَ

خدا نے کہا یہ اخلاص مجھ تک پہونچنے کی سیدھی راہ ہے۔ واقعی جو میرے مخصوص بندے ہیں ان پر

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾

تیرا کوئی بس نہیں چلے گا ہاں یہ کہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی اختیار کرلے

مگر ابلیس نے اس بات سے انکار کیا اور سرتابی کی کہ وہ سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ شامل ہو (۳۱) اس پر حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ (۳۲) ابلیس نے جواب دیا میں ایسا نہیں ہوں کہ اس بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی کے ایسے سڑے ہوئے بدبودار گارے سے پیدا کیا ہے جو خشک ہو کر کھن کھن بجتا ہو (۳۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا نکل یہاں سے بلاشبہ تو مردود اور راندہ ہوا ہے ؛ یعنی آسمانوں سے نکل یا جنت سے نکل یا اس مرتبۂ علیا سے نکل کر تو اس مرتبہ کا مستحق نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید یہی مراد ہو کہ انگارے پھینکتے ہیں اور نکالا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ (۳۴) اور بے شک تجھ پر انصاف کے دن تک یعنی قیامت کے دن لعنت و پھٹکار ہے ؛ یعنی جس پر قیامت کے دن تک لعنت رہے قیامت کے دن اس کو کسی خیر کی کیا امید ہو سکتی ہے نہ مقبول ہوگا نہ توبہ کی توفیق ہوگی (۳۵) شیطان نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ کو اس دن تک کے لئے مہلت دے جس دن مردے قبروں سے اٹھائے جائیں ؛ یعنی قیامت کے دن تک۔ (۳۶) حضرت حق نے ارشاد فرمایا بلاشبہ تو مہلت دیا گیا ہے (۳۷) مقررہ وقت کے دن تک ؛ یعنی تیری زندگی قیامت تک کردی گئی (۳۸) اس پر ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار جیسا تو نے مجھ کو راہ سے بے راہ کیا ہے اور مجھ کو اپنی رحمت سے دور کیا ہے میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بھی دنیا میں اولاد آدم اور آدمؑ کی نظر میں معاصی اور شہوات کو خوشنما اور مرغوب کرکے دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا ؛ یعنی تکوینی حکم کی بنا پر مجھ کو تو نے بے راہ کیا ہی ہے اب میں دنیا میں اس گمراہی کا انتقام آدم اور اولاد آدم سے لوں گا۔ اور گناہوں کو ان کی نظر میں خوشنما کردونگا اور ان سب کو راہ سے بے راہ کردونگا (۳۹) مگر ہاں اولاد آدم میں سے تیرے وہ بندے جو مخلص اور منتخب اور چیدہ ہیں وہ میری زد سے محفوظ رہیں گے (۴۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اخلاص اور مخلصانہ عبادت مجھ تک پہونچنے کی سیدھی راہ ہے ؛ یعنی کسی کا منتخب ہو جانا اور خلوص کے ساتھ بندگی کرنا یہی سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہونچتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور اس پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ (۴۱) واقعی جو میرے مخصوص بندے ہیں ان پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا مگر یہ کہ گمراہ لوگوں میں سے اور گمراہوں میں سے جو تیری پیروی اختیار کرلے اور تیرا پیرو ہو جائے تو ہو جائے ؛ یعنی برگزیدہ بندوں پر واقعی تیرا قابو نہیں چلے گا البتہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کرلے ترک۔

اور بلاشبہ تیری پیروی کرنیوالے سب لوگوں کیلئے اس جہنم کا وعدہ ہے (۴۳) جسکے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے سے داخل ہونے کے لئے شیطان کی پیروی کرنے والوں میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے ؛ یعنی دوزخ کے سات درکات ہیں۔ جہنم۔ لظی۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ ہاویہ۔ شیطان کی پیروی کرنیوالے سات حصوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ ہر ایک حصہ اور ہر ایک فرقہ ایک ایک درکہ کے دروازے سے داخل کر دیا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے ہی دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل لوگوں پر بانٹے ہوئے شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے کہ بعضے لوگ نرے فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ (۴۴) بے شک پرہیزگار اور متقی حضرات باغوں میں اور چشموں میں ہوں گے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنیوالے اہلِ ایمان باغوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور ان نعمتوں میں آرام سے رہتے ہوں گے (۴۵) ان سے کہا جائیگا کہ ان باغوں میں سلامتی اور امن واطمینان کیساتھ داخل ہو جاؤ ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سلامتی سے یعنی کسی طرح بے آرامی نہیں یا سلام علیک سے کہ فرشتے کہیں گے (۴۶) اور ہم ان کے دلوں سے باہمی رنجش اور خفگی اس طرح دور کر دیں گے اور سلب کرلیں گے کہ وہ بھائی بھائی کی طرح رہیں گے اور وہ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھا کریں گے ؛ یعنی دُنیوی رنجش اور خفگی کا وہاں کوئی اثر نہ ہوگا سب بھائیوں کی طرح رہیں گے اور جب کبھی آپس میں جمع ہوں گے تو ایک دُوسرے کے رُو برو تختوں پر بیٹھا کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور وے دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرتؐ کے اصحابؓ (۴۷) ان اہلِ تقویٰ کو جنت میں نہ کسی قسم کی تکلیف پہونچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے ؛ یعنی یہ آرام اور عیش دائمی ہوگا (۴۸) اے پیغمبر میرے بندوں کو خبر دیدیجئے اور آگاہ کر دیجئے کہ میں بڑی بخشش اور بڑی مہربانی کرنیوالا ہوں (۴۹) اور یہ بھی خبر دیدیجئے کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اگلا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دینے اور ایک پر پتھر برسانے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی صفتیں پوری ہیں بندے نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں ۱۲ (۵۰) اور اے پیغمبر آپ ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا حال بھی سنا دیجئے اور ان کے واقعہ کی خبر بھی ان کو دیدیجئے (۵۱) جس وقت وہ مہمان یعنی فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اُن کے گھر میں داخل ہوئے تو انھوں نے السلام علیکم کہا تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کو دیکھکر فرمایا ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے اور خوف معلوم ہوتا ہے ؛ یعنی ملاقات اور کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے اور ان کے نہ کھانیکے بعد فرمایا ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ظاہر کچھ سبب نہ تھا پر ڈر کا ان کے پاس حکم تھا عذاب کا حضرت ابراہیمؑ کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے ۱۲ (۵۲) ان فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کیجئے اور ہم سے ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا (۵۳) حضرت ابراہیم نے کہا کیا تم مجھکو ایسے وقت بشارت دیتے ہو جبکہ مجھکو بڑھاپا پہنچ چکا تو اب کس چیز کی خوش خبری دیتے ہو اور کا ہے پر خوشی سناتے ہو ؛ یعنی عادتاً اس عمر میں اولاد کہاں ہوتی ہے گو قدرت سے بعید نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ کامل بھی اسباب پر نظر رکھتے ہیں ۱۲ (۵۴) مہمان فرشتوں نے کہا ہم آپ کو صحیح اور امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں لہٰذا آپ ناامید دل اور آس توڑنے والوں میں سے نہ ہوں ؛ یعنی آپ کے ہاں اولاد ضرور ہوگی آپ ناامید نہ ہوں (۵۵)

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

اور بے شک ایسے سب لوگوں کے لئے اُس جہنم کا وعدہ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي

ہر دروازے سے داخل ہونیکے لئے شیطان کی پیروی کرنیوالوں میں سے ایک ایک فرقہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔ بیشک

جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا

پرہیزگار لوگ باغوں میں اور چشموں پر ہوں گے۔ انکو کہا جائیگا کہ ان باغوں میں سلامتی اور اطمینان قلب کیساتھ داخل ہو جاؤ

مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾

اور ہم انکے دلوں سے باہمی دنیاوی رنجش کو اس طور پر سلب کر دیں گے کہ وہ بھائی بھائی کی طرح رہیں گے اور وہ تختوں پر ایک دوسرے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾

کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ نہ بہشت میں انکو کسی قسم کی تکلیف پہونچیگی اور نہ وہ کبھی وہاں سے نکالے جائیں گے۔

نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ

اے پیغمبر میرے بندوں کو آگاہ کر دیجئے کہ میں بڑی مغفرت اور نہایت رحم کرنیوالا ہوں۔ اور یہ بھی

عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ

بتا دیجئے کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ اور آپ ان کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا

حال بھی سنا دیجئے۔ جس وقت وہ مہمان ابراہیمؑ کے پاس آئے تو انہوں نے السلام علیکم کہا ابراہیمؑ نے کہا

مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ

ہمکو تم سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ مہمانوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں

عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ

جو بڑا ذی علم ہوگا۔ ابراہیم نے کہا کیا تم مجھ کو ایسے وقت بشارت دیتے ہو جبکہ مجھ کو بڑھاپا پہونچ چکا تو اب کس چیز

تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ

کی خوش خبری دیتے ہو۔ مہمانوں نے کہا ہم آپ کو صحیح بشارت دیتے ہیں سو آپ ناامیدوں میں

حضرت ابراہیمؑ نے کہا اپنے پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہوں اور بے راہوں کے اور کون گمراہ ہو سکتا ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامید ہونا دونوں کفر کی باتیں ہیں یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب مُنہ سے دعویٰ کرے تب گناہ ہوتا ہے ۱۲ (۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے خدا کے بھیجے ہوئے فرشتو! اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اور اس بشارت کے بعد اب کیا کرو گے (۵۷) ان فرشتوں نے جواب دیا ہم ایک مجرم قوم کی طرف عذاب کی غرض سے بھیجے گئے ہیں :: یعنی لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کی غرض سے آئے ہیں (۵۸) مگر ہاں لوطؑ کا گھرانا کہ ہم اُن سب کو بچا لیں گے :: یعنی لوطؑ پر ایمان رکھنے والے عذاب سے مستثنیٰ ہیں اُن کو بچا لیا جائے گا (۵۹) الا یہ کہ لوطؑ کی بیوی نہیں بچے گی ہم نے طے کر لیا ہے اور اس کی نسبت ہم نے ٹھہرا لیا ہے اور تجویز کر لیا ہے کہ وہ لوطؑ کی بیوی یقیناً رہ جانیوالوں میں رہے گی :: یعنی جو لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے وہ عورت ان میں شامل رہے گی. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن اللہ تعالیٰ بغیر ظاہر کی تقصیر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کر اس سے نہ ہوگا وہ یہ کہ مُنہ پھیر کر نہ دیکھیو پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا ۱۲ (۶۰) پھر جب وہ فرستادے لوطؑ کے خاندان والوں کے پاس پہونچے (۶۱) ان کو دیکھ کر حضرت لوطؑ نے فرمایا تم لوگ کچھ اُوپری اور اجنبی سے ہو. (۶۲) اُن فرستادوں نے کہا یہ بات نہیں بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ عذاب لیکر آئے ہیں جس عذاب میں یہ آپ کی قوم کے لوگ شک کیا کرتے تھے اور آپ سے جھگڑا کیا کرتے تھے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہم اُوپری آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں ۱۲ (۶۳) اور ہم آپکے پاس ایک یقینی اور واقعی بات لے کر آئے ہیں اور ہم یقیناً سچ کہتے ہیں :: یعنی ہم کو اجنبی نہ سمجھئے ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں اس عذاب کا آنا یقینی ہے (۶۴) پس اے لوطؑ اب تو اپنے متعلقین کو رات کے کسی حصہ میں لیکر نکل جا اور تو خود ان سب کے پیچھے پیچھے چلیو اور تم میں سے کوئی پیچھے مُڑ کر اور پلٹ کر نہ دیکھے اور جہاں جانیکا تم کو حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جانا :: یعنی اپنے گھر والوں کو لے کر رات ہی رات میں کسی وقت نکل جاؤ اور خود پیچھے رہو تاکہ سب کی دیکھ بھال کرتے رہو کوئی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے اور جہاں کا حکم ہوا ہے وہاں سب ایمان والوں کو لے کر چلے جاؤ وہ جگہ شام ہو یا ملک اردن ہو یا کوئی اور جگہ ہو جو جبرئیلؑ بتائیں (۶۵) اور ہم نے لوطؑ کے پاس ان فرشتوں کے ذریعہ یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان سب کی بالکل ہی جڑ کٹ جائے گی :: یعنی لوطؑ کو ہم نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا کہ صبح ہوتے ان سب کی جڑ کاٹ دی جائیگی اور ان کو بالکل ختم کر دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا (۶۶) اور شہر کے لوگ مہمانوں کی خبر پا کر خوش ہوئے اور خوشیاں کرتے ہوئے حضرت لوطؑ کے گھر پہونچے :: یعنی جب شہر کے بد اطوار اور بد اعمال لوگوں کو یہ خبر لگی کہ لوطؑ کے ہاں خوبصورت لڑکے اور امرد مہمان آئے ہیں تو وہ بُری اور فاسد نیت کیساتھ خوشی خوشی لوطؑ کے گھر کی جانب چلے. (۶۷)

الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

شامل نہ ہوں - ابراہیمؑ نے کہا بجز گمراہوں کے اپنے رب کی رحمت سے . بھلا کون

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

ناامید ہو سکتا ہے - پھر ابراہیمؑ نے کہا اے خدا کے بھیجے ہوئے فرشتو اب اس کے بعد تم کو کیا مہم درپیش ہے

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

انھوں نے جواب دیا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں - مگر لوطؑ کا گھرانہ کہ ہم

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا

ان سب کو بچا لیں گے - الّا یہ کہ لوطؑ کی عورت اس کے متعلق ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ یقیناً وہ

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾

رہ جانیوالوں میں شامل رہے گی - پھر وہ خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے جب لوطؑ کے خاندان کے پاس پہونچے .

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

تو لوطؑ نے کہا آپ لوگ کچھ اجنبی سے ہیں - انھوں نے کہا نہیں بلکہ ہم تو وہ چیز لے کر آئے ہیں

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

جس میں تیری قوم کے لوگ شک کیا کرتے تھے - اور ہم آپکے پاس یقینی بات لیکر آئے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں.

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ

سو تو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصہ میں لے کر نکل جا اور تو خود ان سب کے پیچھے رہیو اور

لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں جانے کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جانا.

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

اور ہم نے لوطؑ کے پاس وحی کے ذریعہ یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان سب کی بالکل ہی

مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

جڑ کٹ جائے گی - اور شہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے لوطؑ کے پاس آئے.

ع ۱۶ ۴

قَالَ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا

لوطؑ نے ان سے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں ان کے روبرو مجھے ذلیل نہ کرو۔ اور اللہ سے خوف

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿٧٠﴾

کرو اور میری رسوائی کے درپے نہ ہو۔ شہر کے لوگوں نے کہا کیا ہم نے تجھ کو دنیا بھر کے لوگوں کی مہمان نوازی سے منع نہیں کیا تھا

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيٓ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ

لوطؑ نے کہا اگر تمکو اپنی خواہش پوری ہی کرنی ہے تو یہ قوم کی لڑکیاں موجود ہیں جو میری ہی لڑکیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کر لو۔ اے پیغمبر

إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ

آپ کی جان کی قسم وہ لوگ اپنی گمراہی کے نشہ میں مدہوش ہو رہے تھے۔ بالآخر سورج کے نکلتے نکلتے ان کو

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَ

ایک ہولناک آواز نے آپکڑا۔ پھر ہم نے ان کی بستیوں کے بالائی حصہ کو الٹ کر نیچے کا حصہ کر دیا اور

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي

ہم نے ان لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسائے۔ بلاشبہ اس واقعہ میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ

اہل فراست کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور یہ بستیاں اس راہ پر واقع ہیں جس پر

مُّقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِنْ

آمد و رفت جاری ہے۔ یقیناً ان بستیوں میں اہل ایمان کیلئے بڑی سبق آموز نشانی ہے۔ اور بلاشبہ

كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

بن کے رہنے والے لوگ بھی بڑے سرکش تھے۔ سو ان سے بھی ہم نے انتقام لیا

وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ

اور یہ دونوں بستیاں کھلے شارع عام پر واقع ہیں۔ اور بلاشبہ حجر والوں نے بھی پیغمبروں کی

الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

تکذیب کی یعنی ثمود نے۔ اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں بھی دیں مگر وہ ان نشانیوں سے

حضرت لوطؑ نے ان سے کہا کیونکہ اُن کے اعمال سے واقف تھے یہ لوگ میرے مہمان ہیں انکی توہین کرکے میری فضیحت اور بے آبروئی اور میری بدنامی نہ کرو :: یعنی میرے مہمانوں کی توہین کروگے تو میں عوام کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا (٦٨) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجکو میرے مہمانوں کے رُوبرو رسوا نہ کرو (٦٩) شہر کے لوگوں نے کہا کیا ہم تجھ کو دُنیا بھر کے لوگوں کو مہمان بنانے اور دُنیا بھر کے لوگوں کی مہماں نوازی سے منع نہیں کر چکے :: یعنی جب ہم تجکو منع کر چکے ہیں کہ تو تمام جہان کے لوگوں کو مہمان نہ بنایا کر تو تُونے ان کو مہمان کیوں بنایا جو تو اب ان کی حمایت کرتا ہے خطا تو تیری ہے اور اُلٹا ہم کو فاحشہ اور بُرے کام سے منع کرتا ہے (٧٠) حضرت لُوطؑ نے کہا اگر تم کو اپنی شہوت پُوری ہی کرنی ہے تو یہ قوم کی لڑکیاں موجود ہیں جو میری ہی لڑکیاں ہیں ان سے نکاح کرکے اپنی خواہش پُوری کرلو :: یعنی اپنی لڑکیاں نکاح کیلئے پیش کیں یا بستی کی لڑکیوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا مگر وہ کب ماننے والے تھے آگے اللہ تعالیٰ انکی بدمستی کی حالت بیان فرماتے ہیں (٧١) اے پیغمبر قسم ہے آپ کی جان کی وہ اپنی مستی اور گمراہی کے نشے میں مدہوش تھے :: ایک پیغمبر کی آبرو کا معاملہ ہے اس لئے حضرت حق تعالیٰ نے نبی آخرالزماںؐ کی جان کی قسم کھا کر فرمایا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے عِرض المسلم کدمہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ حضرتؐ کو فرماتا ہے قسم تیری جان کی وے قوم لوطؑ اپنی مستی میں انکی بات نہیں سُنتے (٧٢) بالآخر سورج کے نکلتے انکو ایک ہولناک آواز اور چنگھاڑ نے آپکڑا (٧٣) پھر ہم نے ان کی بستیوں کے بالائی حصہ کو اُلٹ کر نیچے کر دیا اور ہم نے ان لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسائے :: یعنی صبح سویرے عذاب شروع ہوا اور اشراق کے وقت تک ان کو ختم کر دیا گیا پہلے چنگھاڑ پھر زلزلے سے اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا گیا پھر اوپر سے کھنگروں کا برساؤ ہوا غرض ان سدوم کی بستیوں کا خاتمہ کر دیا گیا (٧٤) بیشک اس واقعہ میں اہل بصیرت اور اہل فراست کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (٧٥) اور یہ بستیاں اس راہ پر واقع ہیں جس پر آمد و رفت جاری ہے یعنی وہ بستیاں چھپی ہوئی نہیں ہیں بلکہ راہ چلتوں کو نظر آتی ہیں اور ایک سیدھا راستہ حجاز سے شام تک جاتا ہے اسپر یہ بستیاں واقع ہیں (٧٦) یقیناً ان عذاب شدہ بستیوں میں اہل ایمان کیلئے بڑی سبق آموز نشانی ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مکے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی (٧٧) اور بلاشبہ بن کے رہنے والے بھی بڑے ظالم اور سرکش تھے :: یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم کے لوگ (٧٨) لہٰذا ہم نے ان سے انتقام اور بدلہ لیا اور یہ دونوں بستیاں کھلے شارع عام پر واقع ہیں :: یعنی حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی دونوں برباد شدہ بستیاں اسی طول اور سیدھی راہ پر واقع ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیبؑ مدین میں رہتے تھے اور پاس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے (٧٩) اور یقیناً حجر والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا :: یعنی ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی یا تو ایک پیغمبر کی تکذیب کو

(باقی ص ٤٢٤)

(بقیہ صفحہ ۴۲۳)
سب کی تکذیب فرمایا کیونکہ سب کا مسلک ایک ہی ہے یا حضرت صالح کے علاوہ اور بھی پیغمبر آئے ہوں جن کا ذکر قرآن میں نہیں آیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حجر والے ثمود کو فرمایا اُن کے ملک کا نام حجر تھا (۸۰)
اور ہم نے اپنی نشانیاں اور دلائل توحید و نبوت بھی دیئے سو وہ لوگ ان دلائل سے اعراض اور رُوگردانی ہی کرتے رہے :: یعنی دلائل توحید و نبوت وغیرہ پر توجہ ہی نہیں کی ۱۲ (۸۱) اور یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر اُن پہاڑوں
میں مکان بناتے تھے کہ بے خوف ہوکر امن کے ساتھ رہیں :: یعنی خارجی اثرات سے محفوظ رہیں (۸۲) پھر ان کو صبح ہوتے ایک ہولناک آواز اور چنگھاڑ نے آپکڑا :: یعنی صبح کے وقت یا دن نکل آنے کے بعد (۸۳) سو وہ
اعمال اور ان کی کاریگری جو وہ مکان بنانے میں کیا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئی :: یعنی چنگھاڑ کو پہاڑ کیا روکتے سب کو برابر کردیا گیا اور وہ اُن کا ہُنر عذاب الٰہی کو نہ روک سکا (۸۴) اور ہم نے آسمانوں
کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے بغیر کسی حکمت و مصلحت اور تدبیر کے نہیں پیدا کیا اور یقیناً قیامت آنیوالی ہے آپ خوبی اور سنجیدگی کے ساتھ ان کافروں کو درگزر کیجیے ۱۲ ان سے کنارہ کیجیے یہ تسلی کے طور پر فرمایا کہ قیامت
آنیوالی ہے وہاں ان نافرمانوں کو پورا پورا بدلہ ملے گا آپ اُن سے عفو و صفح کا معاملہ کیجیے صفح جمیل یہ کہ کنارا کرنے میں کوئی خوف و گھبراہٹ نہ ہو شکایت و شکوہ نہ ہو اور انتقام کی سعی اور کوشش نہ ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ پہلی اُمتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان خالی نہیں سر ایک مدبر ہے۔ ہر چیز کا تدارک کرنے والا پورا تدارک آخر کو قیامت ہے اور کنارا کرنے کو فرمایا جبکہ حکم پہونچا چکے اور کا فیصلہ آئے تب حکم ہوا جھگڑنے سے فائدہ نہیں وعدے کی راہ دیکھو ۱۲ (۸۵) بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی بڑا خالق اور بڑا جاننے والا ہے :: یعنی سب کو وہی پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا حال جاننے والا ہے وہ آپ کے صبر و تحمل کو بھی جانتا ہے اور اُن کی ضد اور شرارت کو بھی جانتا ہے (۸۶) اور بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیتیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور نماز میں بار بار دُہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم عطا فرمایا :: کافروں کی بیجا زیادتیوں کے مقابلہ میں حضرت حق تعالیٰ نے اپنا احسان یاد دلایا تاکہ آپ کا غم ہلکا ہو اور صدمہ دور ہو سورۂ فاتحہ کو سبع مثانی فرمایا کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور چونکہ قرآن کے تمام مضامین پر مشتمل ہے اور قرآن کا اہم جزو ہے اسلئے اسی کو قرآن عظیم فرمایا :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ نعمت بڑی دیکھ اور کافروں کی ضد سے خفا نہ ہو سات آیتیں وظیفہ کیا سورۂ فاتحہ کو اور بڑا قرآن بھی اسی کو کہا ہر سورۂ قرآن ہے یہ سب سے بڑا ہے درجہ میں رسولؐ نے فرمایا جسکو اللہ نے قرآن دیا ہو پھر کسی کی اور نعمت دیکھ کر ہوس کرے اُس نے قرآن کی قدر نہ جانی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں چند اقوال ہیں اس میں سے شاہ صاحبؒ ایک قول اختیار کرلیا ہے واللہ اعلم (۸۷) اور ہم نے دنیوی زندگی میں کافروں کے مختلف گروہوں کو جو سامان برتنے کے لئے دے رکھا ہے اُس پر آرزومندانہ اور رغبت آمیز نگاہ نہ دوڑایئے اور نگاہ نہ کیجیے اور نہ آپ اُن کافروں پر اور ان کی محرومی پر اندوہ و غم کیجیے اور اپنے بازو مسلمانوں کیلئے پست رکھیے :: نگاہ دراز نہ کیجیے یعنی منکروں کے آرام و آسائش اور اُن کے سازوسامان کی جانب نظر نہ کیجیے اور یہ آرزو نہ کیجیے کہ مسلمانوں کو بھی یہ سازوسامان دیا جائے۔ مختلف گروہوں سے مراد مشرکین اور یہود و نصاریٰ ہیں ان پر غم نہ کیجیے یعنی آپکو اس کا غم نہ ہو کہ یہ کیوں مسلمان نہیں ہوتے آپ مسلمانوں کے ساتھ تواضع اور شفقت کا برتاؤ کیجیے اللہ تعالیٰ نے

مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

رُوگردانی ہی کرتے رہے۔ اور وہ حجر والے پہاڑوں کو کاٹ کر ان پہاڑوں میں گھر بناتے تھے کہ امن و

آمِنِينَ ﴿٨٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا

اطمینان سے رہیں۔ پھر ان کو صبح کے وقت ایک ہولناک آواز نے آپکڑا۔ سو وہ

أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا

اعمال ان کے کچھ کام نہ آئے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے آسمانوں کو اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ

زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس سب کو بغیر حکمت کے نہیں پیدا کیا اور یقیناً

السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ

قیامت ضرور آنیوالی ہے سو آپ خوبی کیساتھ ان کافروں کو درگزر کیجیے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کا رب

هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي

ہی سب کا پیدا کرنیوالا سب کا جاننے والا ہے۔ اور بلاشبہ ہم نے آپکو وہ سات آیتیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں یعنی سورہ

وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا

فاتحہ اور قرآن عظیم عطا فرمایا ہے۔ اور ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو جو چیزیں برتنے کو دے

مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

رکھی ہیں آپ ان چیزوں کی طرف آرزومندانہ نگاہ نہ کیجیے اور نہ ان کافروں پر غم اور افسوس کیجیے اور ایمان والوں کے

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾

لئے اپنے بازو پست رکھیے۔ اور آپ کہہ دیجیے کہ میں کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔

كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا

جسطرح گذشتہ قوموں پر عذاب نازل کیا گیا تھا اسیطرح ہم ان تقسیم کرنیوالوں پر عذاب نازل کریں گے جنھوں نے قرآن کو

الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾

ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ اے پیغمبر قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان سب لوگوں سے ان اعمال کے متعلق

اپنے پیغمبر کو دنیوی چند روزہ سازوسامان سے بے رغبتی کی تعلیم دی اور قرآن جو بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کی جانب توجہ دلائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے جسکو قرآن عطا فرمایا
اور اس نے یہ خیال کیا کہ مجھ سے کسی کو بہتر دُنیوی سازوسامان دیا گیا ہے تو اس نے بڑی چیز کو چھوٹا کردیا اور چھوٹی چیز کو بڑا کردیا (۸۸) اور آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تم کو کھلے طور پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔
:: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تیرا کام دل پھیرنا نہیں یہ خدا سے ہوسکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو تو غم نہ کھا ۱۲ مدعا یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے وہ کرتے رہیے اور اس کا غم نہ کیجیے کہ لوگ قبول کیوں نہیں کرتے۔
(۸۹) ہم نے جس طرح پہلی قوموں پر جو کتب سماویہ میں تفریق کرتے تھے عذاب نازل کیا تھا اسی طرح ان تقسیم کرنوالوں پر بھی عذاب نازل کریں گے (۹۰) جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے :: یعنی سابقہ
اقوام کو جو آسمانی کتابیں عطا ہوئی تھیں اس میں لوگوں نے تقسیم کردی کہ کتاب کے بعض احکام مانے اور بعض نہیں مانے تو ہم نے ان پر عذاب بھیجا اسی طرح قرآن کے ساتھ بھی یہ لوگ سلوک کر رہے ہیں (باقی ص ۴۲۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۲۴) اسی لئے پیغمبر ان کو عذاب سے ڈراتا ہے اور ہم بتاتے ہیں کہ عذاب کو دور نہ سمجھو جس طرح پہلے لوگوں پر عذاب نازل کیا گیا ہے اسی طرح ان لوگوں پر عذاب کا نازل ہونا یقینی ہے جنھوں نے قرآن کی بکا بوٹی کر رکھی ہے۔ حضرات مفسرین نے آیت کا ترجمہ کئی طرح سے کیا ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے مقتسمین کا ترجمہ بجائے تقسیم کے قسم کھانیوالے کیا ہے ہم نے ان اقوال میں سے ایک قول کی بنا پر ترجمہ کیا ہے جو راجح اور سہل ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو ٹھٹھے سے آپس میں بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا یا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا ۱۲ (۹۱) سو اے پیغمبر قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان سب لوگوں سے ان کے ان اعمال کے متعلق (۹۲) تفسیر صفحہ ہٰذا:۔ ضرور باز پرس کریں گے جو وہ کیا کرتے تھے :: یعنی خواہ پہلے ہوں یا پچھلے ہم ضرور ان کے اعمال کے متعلق ان سے سوال و باز پرس کریں گے (۹۳) پس اے پیغمبر آپ کو جن باتوں کی تبلیغ اور پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے وہ آپ صاف صاف علی الاعلان سنا دیجئے اور شرک کرنیوالوں کی پروا نہ کیجئے اور مشرکوں کا دھیان نہ کیجئے (۹۴) اور کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ ہم آپ کی طرف سے اُن مذاق اڑانے والے اور استہزا کرنیوالوں کے لئے کافی ہیں (۹۵) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں سو ان کو ان کا انجام ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (۹۶) اور ہم جانتے ہیں کہ یہ منکر جو کفر و استہزا کی باتیں کرتے ہیں ان کی باتوں سے آپ دل تنگ ہوتے ہیں (۹۷) پس اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے اور اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے اور نماز پڑھنے والوں میں شامل رہیے :: یعنی کفار کی مخالفت کا علاج یہ ہے کہ بکثرت سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا کیجئے اور سجدہ کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں میں شامل رہیے اگر یہ علاج کرو گے تو تمہارا غم اور پریشانی دور کر دی جائے گی۔ حدیث میں آتا ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر پیش آجاتا تو حضورؐ فوراً نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے (۹۸) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو یقین یعنی موت آجائے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی موت کہ بے شک ہے ۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم نہیں دیا کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں بلکہ مجھکو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تسبیح و تحمید بیان کروں اور نماز پڑھا کروں (بغوی) (۹۹) تیسیر سورۂ حجر

سورۂ نحل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس سورت کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیتیں اور سولہ (۱۶) رکوع ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہونچا سو اے منکر و اس کے لئے جلدی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے :: یعنی ان لوگوں کے اعمال کی سزا کا وقت قریب آگیا اور چونکہ اس وقت کا آنا ایک امر یقینی ہے اور اس کے وقوع میں کوئی شک کی گنجائش نہیں اس لئے فرمایا کہ وہ آہی گیا اور جو چیز یقیناً آنے والی ہے اُس کے لئے بے کار جلدی نہ مچاؤ اور اس کے لئے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔ اور جب اعمال بد جس میں کفر و شرک بھی داخل ہیں ان اعمال کی سزا یقینی طور پر ملنے والی ہے تو شرک سے باز آجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ یہ لوگ شرک کرتے ہیں وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے (۱) وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اُس پر فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی اور بھید دیکر بھیجتا اور نازل کرتا ہے وہ یہ کہ لوگوں کو اس

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ

ضرور باز پرس کریں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ پس جن باتوں کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ آپ علی الاعلان سنائے اور

عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾

مشرکوں کی پروا نہ کیجئے۔ یقیناً ہم آپ کی طرف سے ان استہزا کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ

جو خدا کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ سو یہ عنقریب اپنے انجام کو

يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ

جان لیں گے۔ اور بلا شبہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کافر جو کچھ کہتے ہیں اس سے آپ کا دل

بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ

تنگ ہوتا ہے۔ سو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے۔ اور نماز پڑھنے والوں میں

السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

شامل رہیے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیے۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

ع ۶ / ۲۰ / ۶

الربع

سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۂ نحل مکی ہے اور یہ ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا

خدا کا حکم آپہونچا سو اس کے لئے جلدی نہ کرو خدا تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے

يُشْرِكُونَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ

پاک اور بالاتر ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے فرشتوں کو

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ

وحی دیکر نازل کرتا ہے وہ یہ کہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ میرے سوا کوئی اور عبادت کے

بات سے آگاہ کر دو کہ میرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو ؛ یعنی اپنے حکم سے انبیا پر فرشتوں کے ذریعہ احکام نازل فرماتا ہے بعض حضرات نے روح سے حضرت جبرئیل کو مُراد لیا ہے اور امر سے وحی کو مُراد لیا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل کو فرشتوں کے ساتھ یا جبرئیل کو جو فرشتوں کی جنس سے ہیں اپنا حکم دیکر بھیجتا ہے۔ واللہ اعلم (٢) اُس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو کمال حکمت سے بنایا وہ ان مشرکوں کے شرک سے بالاتر ہے ؛ یعنی آسمانوں کو اور زمین کو اپنی مصلحت سے ٹھیک بنایا اور جب کوئی بنانے میں اس کا شریک نہ تھا تو اب یہ مشرک اُس کا شریک ٹھہرانے میں سخت غلطی کرتے ہیں اور وہ ان کے شرک سے بہت بلند و بالاتر ہے (٣) اُس اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بوند یعنی نطفہ سے پیدا کیا پھر وہی انسان اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں یکا یک کھُلم کھُلا اور علانیہ جھگڑنے لگا ؛ یعنی جس نے پیدا کیا اسی کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا اور جھگڑا بھی علانیہ (٤) اور اُسی اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو پیدا کیا ان چوپایوں میں تمہارے لئے جاڑوں اور سردی سے بچنے کا سامان بھی ہے اور ان میں اور بھی بہت سے منافع اور فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو ؛ یعنی کھال کے پوستین اور موزے وغیرہ بنا کر جاڑے کا بچاؤ کرتے ہو اس کے علاوہ چوپایوں میں دودھ گھی مکھن وغیرہ کے فائدے بھی ہیں اور بعض جانور حلال ہیں ان کا گوشت بھی کھاتے ہو۔ منہا تاکلون کا ترجمہ بعض حضرات نے یوں کیا ہے کہ ان چوپایوں کی بعض چیزیں جیسے گوشت اور چربی وغیرہ کھاتے بھی ہو (٥) اور مذکورہ باتوں کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہاری رونق اور زینت بھی ہے جب شام کو چرا کر واپس لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے لئے جنگل لیجاتے ہو ؛ یعنی جب چراگاہ میں جاتے اور شام کو واپس آتے ہیں تو رونق اور چہل پہل ہوتی ہے اور عام لوگوں میں عزت و آبرو بھی ہوتی ہے (٦) اور مزید برآں یہ چوپائے تمہارے بوجھ بھی اُن شہروں اور اُن مقامات تک اٹھا کر لے جاتے ہیں کہ جہاں تک تم بغیر مشقت اور جانکاہی کے نہیں پہونچ سکتے تھے چہ جائے کہ بوجھ اٹھا کر پہونچ سکو بلاشبہ تمہارا پروردگار یقیناً بڑی شفقت کرنیوالا بڑی مہربانی کرنے والا ہے ؛ یعنی یہ چوپائے ہزاروں مَن کا بوجھ لئے گاؤں گاؤں پھرتے ہیں ریتلے ملکوں میں جاتے ہیں پہاڑوں پر چڑھتے ہیں کیچڑ پانی میں لئے پھرتے ہیں تم ان مواقع پر اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے ان یہ چوپائے ہزاروں من بوجھ لیکر پہنچ جاتے ہیں اور تم کو بغیر بوجھ کے تنہا پہونچنا بھی دشواری سے خالی نہیں (٧) اور گھوڑے اور گدھے اور خچر بھی اسی نے تمہاری سواری اور زیبائش کے لئے پیدا کئے اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا اور بناتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں ؛ یعنی تمہارے فائدے کے لئے اسی نے گھوڑے، گدھے اور خچر بھی پیدا کئے کہ ان پر سوار بھی ہو اور تمہاری رونق و زینت کا بھی یہ جانور سبب ہیں اور انہی پر کیا موقوف ہے وہ تمہارے نفع کے لئے ایسی ایسی چیزیں بھی بناتا اور پیدا کرتا رہتا ہے جن کو تم جانتے تک بھی نہیں (٨) اور مذکورہ دلائل سے جو دین کا راستہ ثابت ہوا وہ دین حق کا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہونچتا ہے اور راستوں میں بعض راستے ٹیڑھے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ تک نہیں پہونچتے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو سیدھا راستہ دکھا دیتا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے دلائل مذکورہ سے روشنی میسر آسکتی ہے اُس کے دین کو جو اختیار کر لیتا ہے وہ سیدھی ڈگر پر پڑ جاتا ہے یہ سیدھی بنیا اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور جو گمراہی کی ڈگر پڑ جاتا ہے وہ محروم رہتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کی قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے " (٩) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا کہ اس پانی میں سے کچھ تو تم پیتے ہو اور اُس پانی کے کچھ حصے سے مختلف قسم کے درخت اُگتے ہیں

إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ

لائق نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو۔ اُسی نے اپنے کمال حکمت کے ساتھ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ

وہ ان کافروں کے شرک سے بالاتر ہے۔ اُسی نے انسان کو نطفہ سے بنایا

فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٤﴾ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ

پھر یکا یک وہی انسان علانیہ جھگڑنے لگا۔ اور اُسی نے چوپایوں کو پیدا کیا اُن چوپایوں میں تمہارے

فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٥﴾ وَلَكُمْ فِيهَا

لئے گرمی حاصل کرنیکا سامان ہے اور اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور انہیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو۔ اور علاوہ ان منافع کے

جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾ وَتَحْمِلُ

ان میں تمہاری رونق و آبرو بھی ہے جب شام اور صبح تم ان کو چراگاہ سے لاتے اور لے جاتے ہو۔ اور وہ چوپائے

أَثْقَالَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بٰلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ

تمہارے بوجھ بھی اُن شہروں تک اٹھا کر لیجاتے ہیں جن شہروں تک تم خود بھی اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں

الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ وَّالْخَيْلَ

پہونچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی ہی شفقت والا نہایت مہربان ہے۔ اور اُسی نے گھوڑے

وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا

اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور تمہارے لئے زینت کا موجب بھی ہوں اور وہ ایسی چیزیں

تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ

پیدا کرتا ہے جنکو تم نہیں جانتے۔ اور سیدھی راہ خدا تک پہونچتی ہے اور راستوں میں سے بعض راستے ٹیڑھے ہیں

شَاءَ لَهَدٰىكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩﴾ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ

اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔ خدا کی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے آسمان کی جانب سے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ

پانی نازل کیا اُس پانی میں سے کچھ تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور اُسی پانی سے درخت اُگتے ہیں کہ ان میں

اور سبزہ ہوتا ہے جس میں تم اپنے مویشی چرنے کو چھوڑ دیتے ہو ؛ یعنی پانی کچھ تو پینے میں کام آتا ہے اور کچھ نباتات کی روئیدگی کا سبب بنتا ہے۔ شجر خواہ تنے والا ہو خواہ بے تنے والا ہو بیلیں ہوں گھاس ہو وغیرہ
(۱۰) اور اسی پانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے یقیناً اس بارش کے برسانے اور نباتات کے اگانے میں غور و فکر کرنے اور سوچنے والوں کے لئے توحید کی بڑی

تُسِيمُونَ ⑩ يُنْبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَ

تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔ اور اسی پانی کے ذریعہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور

النَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي

کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے

ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ

بڑی دلیل ہے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور اسی نے رات اور دن کو

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ

اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور تمام ستارے بھی خدا کے حکم کے مسخر ہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ⑫ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ

یقیناً اس تسخیر میں ان لوگوں کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو صحیح عقل رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح بہت سے رنگ برنگ

فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

کی وہ چیزیں بھی مسخر کر رکھی ہیں جو اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کی ہیں یقیناً ان باتوں میں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے

لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ⑬ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا

جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے دریا کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس دریا میں سے

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَ

تازہ گوشت کھاؤ اور اسی میں سے زینت و آرائشگی کا وہ سامان بھی نکالو جس کو تم پہنتے ہو یعنی موتی وغیرہ اور

تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَ

اے مخاطب تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ دریا میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جارہی ہیں اور دریا کو اس لئے بھی مسخر کیا تاکہ تم خدا کا فضل

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ⑭ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ

تلاش کرو اور تاکہ تم خدا کا احسان مانو۔ اور اسی نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے

أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ⑮

تاکہ کہیں زمین تم کو لیکر ہلنے نہ لگے اور اسی نے ندیاں پیدا کیں اور زمین میں راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو۔

دلیل موجود ہے ؛ یعنی یہ کارخانہ نباتات سوائے اس وحدہٗ لاشریک کے اور کسی کے بس میں نہیں (۱۱) اور اسی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رات اور دن کو اور چاند اور سورج کو مسخر کر رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع اور مسخر ہیں یقیناً ان مذکورہ چیزوں کی تسخیر میں صحیح عقل رکھنے والوں کے لئے قدرت خداوندی اور توحید الٰہی کے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں ؛ یعنی عالم علوی کی تسخیر سوائے اس کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چار چیزوں سے بندوں کے کام لگے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر میں کام نہیں ان کو جدا فرمایا ۱۲ (۱۲) اور اللہ تعالیٰ نے اسی طرح بہت سی رنگ برنگ کی وہ چیزیں بھی مسخر کر رکھی ہیں جو اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کی ہیں۔ بلاشبہ اس مذکور میں ان لوگوں کیلئے توحید الٰہی کی بڑی دلیل ہے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید اس سے مراد جانور ہیں ؛ بعض حضرات نے مختلف الوانہٗ سے اجناس و انواع اور اصناف کا اختلاف لیا ہے۔ یہ معنی بہت وسیع ہیں اور اس تقدیر پر تمام حیوانات و نباتات اور جمادات وغیرہ کو یہ معنی شامل ہیں (۱۳) اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے دریا کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس دریا میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس دریا میں سے گہنے اور زینت و آرائشگی کا وہ سامان بھی نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس دریا میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جارہی ہیں اور اس لئے بھی مسخر کیا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم خدا کا احسان مانو اور اس کے شکر گزار رہو ؛ یعنی دریا اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی مسخر کر رکھا ہے تاکہ مچھلیوں کا تازہ گوشت کھاؤ اور سامانِ زیبائش یعنی موتی اور مونگا وغیرہ نکالو اور وہ زیور حاصل کرو جس کو تم پہنتے ہو موتیوں کی مالا اور گلوبند وغیرہ، کشتیاں اور جہاز پانی کو پھاڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے دریا میں سفر کرتے ہو اور تجارت کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہو خدا کا فضل یعنی روزی کی جستجو کرو اور شہر در شہر سفر کرتے پھرو اور ان فوائد و منافع کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تلاش کرو اس کے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں ۱۲ (۱۴) اور اس نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ کہیں زمین تم کو لے کر ہلنے اور ڈگمگانے نہ لگے اور اس نے ندیاں اور نہریں بنائیں اور راستے بنائے تاکہ تم ان راستوں سے راہ پاؤ اور منزلِ مقصود تک پہونچ سکو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکو ۱۲ مطلب یہ ہے کہ یہ سب کچھ تمہاری حفاظت اور سہولت و آسانی کے لئے کیا گیا۔ (۱۵)

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

اور بھی زمین میں بہت سے نشانات بنائے اور وہ ستاروں سے بھی راستہ معلوم کیا کرتے ہیں پھر کیا جو پیدا کرتا ہے کیا وہ

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اُس کے برابر ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کر سکے تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے - اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

شمار کرنا چاہو تو ان کو گن بھی نہیں سکتے بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت کرنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ

اور تم جو کچھ چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو خدا اُن سب کو جانتا ہے - اور یہ

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ

کافر خدا کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں اُن کی حالت یہ ہے کہ وہ کوئی چیز بھی نہیں پیدا کر سکتے

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ

بلکہ وہ تو خود ہی مخلوق ہیں - وہ مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ مُردے کب اُٹھائے جائیں گے - تمہارا معبود برحق تو ایک

وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

معبود ہے سو جو لوگ آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کے دل انکار کرنے

مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ

والے ہیں اور وہ لوگ بڑے سرکش ہیں - یہ امر واقعہ ہے کہ وہ لوگ جو

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا

چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں خدا ان سب کو جانتا ہے بلا شبہ وہ

يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ

سرکشی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا - اور جب ان کافروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا

اور بھی زمین میں بہت سے نشانات بنائے اور لوگ ستاروں سے بھی راستہ پاتے ہیں :: یعنی زمین سپاٹ نہیں بلکہ جا بجا درخت وغیرہ ہیں جن سے مقامات کا پتہ لگ جاتا ہے اور ستاروں سے جہت وغیرہ معلوم کرنا تو عام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی راہ میں پتے رکھے کر بھول نہ جاویں ۱۲ (۱۶) پھر بھلا وہ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرتا ہے کیا وہ اس جیسا ہے جو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتا پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے :: یعنی ایک وہ جو تمام کائنات کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے کیا وہ اُس کے برابر اور اُس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کر سکے جب برابری نہیں تو پھر کیوں اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو (۱۷) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنے اور گننے لگو تو اُن نعمتوں کو شمار بھی نہیں کر سکتے بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت کرنیوالا ہے :: یعنی خدا تعالیٰ کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ تم ان کو گننے لگو تو گن بھی نہیں سکتے یہ اس کی بڑی رحمت اور مغفرت ہے کہ باوجود نافرمانی کے بیشمار نعمتیں جاری رکھتا ہے اور ان گنت احسانات کے دروازے بند نہیں کرتا (۱۸) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر پکڑتا ہے۔ (۱۹) اور یہ منکر اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں اور جن کو پکارا کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتے اور وہ کسی کو پیدا تو کیا کریں گے وہ تو خود مخلوق اور پیدا شدہ ہیں :: یعنی وہ تو خود اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں کسی اور کو وجود کیا خاک بخشیں گے (۲۰) وہ مُردے ہیں بے جان زندہ نہیں ہیں اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ قیامت کب آئے گی اور مُردے کب اُٹھائے جائیں گے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید یہ اُن کو فرمایا جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ ۱۲ خلاصہ یہ کہ نہ جن کا علم محیط اور جو خود مخلوق وہ خالق کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں اور عبادت میں خدا تعالیٰ کے شریک کیونکر ہو سکتے ہیں (۲۱) ان سب دلائل مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ تمہارا معبود برحق تو ایک ہی ہے وہی یکتا اور یگانہ ہے پھر حق واضح ہو جانے پر بھی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اعتقاد نہیں رکھتے اُن کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ لوگ بڑے سرکش ہیں :: یعنی اتنی وضاحت کے بعد بھی ان کے دل ایسے ناکارہ ہیں کہ ایک حق بات کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ یہ لوگ بڑے متکبر اور سرکش ہونے کی وجہ سے حق کے مقابلے میں سرکشی کا اظہار کر رہے ہیں (۲۲) اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر اور سرکشی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا :: یعنی جب وہ ان کے احوالِ ظاہری اور باطنی سے واقف ہے تو وہ ان کے تکبر اور ان کے متکبرانہ طرزِ عمل کو بھی جانتا ہے اس لئے ان کو پسند نہیں کرتا۔ (۲۳) اور جب ان دینِ حق کے منکروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے

ع ۱۲ ۲ ۸

أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا

چیز نازل کی ہے تو جواب دیتے ہیں وہ تو پہلے لوگوں کی بے سرو پا کہانیاں ہیں۔ اس کہنے کا انجام یہ ہوگا

أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ

کہ قیامت کے دن ان کو اپنے گناہوں کا تو پورا بوجھ اور جن لوگوں کو یہ بے جانے بوجھے گمراہ کر رہے ہیں

الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا

ان کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اٹھانا پڑے گا۔ خوب سن لو وہ بوجھ بہت برا ہے جو یہ

يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى

اپنے اوپر لادے رہے ہیں۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں وہ بھی بڑی بڑی پُرفریب تدبیریں کر چکے ہیں سو اللہ

اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ

کا حکم ان کی عمارت کی بُنیادوں پر پہونچا اور عمارت کی چھت ان پر گر پڑی

مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

اور ان مکاروں پر عذاب اس طرح آیا جس کا

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ

ان کو گمان بھی نہ تھا۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن خدا انکو اور بھی رسوا کریگا اور ان سے

أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ

کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے

قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ

اس وقت وہ لوگ جن کو حق بات کا علم دیا گیا تھا کہیں گے آج کے دن ہر قسم کی ذلت

عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ

اور عذاب کافروں پر ہے۔ جن کی جان فرشتے اس حالت میں

ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ

قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے حق میں برا کر رہے ہوتے ہیں اسپر وہ کافر اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیتے ہوئے کہیں گے ہم تو

پروردگار نے کیا چیز نازل فرمائی ہے تو جواب دیتے ہیں نازل کہاں فرمائی وہ تو پہلے ہی لوگوں کی بے سرو پا کہانیاں ہیں (۲۴) اس کہنے کا یہ انجام ہوگا کہ قیامت کے دن ان منکروں کو اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور کچھ بوجھ اُن لوگوں کا جن کو بلا تحقیق اور بے جانے بوجھے گمراہ کر رہے ہیں اُٹھانا ہوگا خوب سُن لو وہ بوجھ بہت بُرا ہے جس کو یہ اپنے اوپر لادرہے ہیں ؛ یعنی اگر کوئی ان سے قرآن کے متعلق دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ تمہارے رب نے کیا نازل کیا تو بطور استخفاف جواب دیتے ہیں کہ خدا نے کہاں نازل کیا وہ تو پہلے لوگوں کے اور امم سابقہ کے افسانے ہیں وہ انھوں نے بھی سیکھ لئے ہیں حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ قیامت میں اپنے گناہوں کا تو تمام بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے گناہوں کیساتھ جن لوگوں کو بے جانے بوجھے جہالت کے ساتھ بہکا رہے ہیں اور گمراہ کر رہے ہیں کچھ بوجھ ان کا بھی اُٹھانا پڑے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی کو گمراہی کی جانب بلایا تو اسکو بھی اُس کے گناہ کو اٹھانا ہوگا بغیر اس کے کہ اس گمراہ ہونیوالے پر سے کچھ بوجھ کم ہو (مسلم) یعنی گمراہ ہونیوالے کے بوجھ میں سے کچھ بوجھ کم نہ ہوگا اور گمراہ کرنیوالے کو پورے بوجھ کے علاوہ کچھ بوجھ اس کا بھی اٹھانا ہوگا چونکہ یہ سبب بنا ہے اس کی گمراہی کا وہ بوجھ بہت بُرا ہے جو یہ لوگ اپنے اوپر لادے ہیں (۲۵) جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انھوں نے بڑی بڑی مکاریاں اور پُرفریب تدبیریں کی تھیں سو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کی عمارت کی بنیادوں پر پہنچا اور اوپر سے اُن پر عمارت کی چھت گر پڑی اور ان مکاروں پر وہ عذاب وہاں سے آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کی جو تدبیریں کیا کرتے تھے اور شرارتوں کے جو جال پھیلاتے تھے اور جو محل تیار کئے تھے وہ سب اُن ہی پر الٹ پڑے اور انکی پُرفریب تدبیروں کی جڑیں ہلادیں اور جو گھروندا انہوں نے اپنی شرارتوں کا بنایا تھا وہ سب اُنہی پر گر پڑا اور خلاف توقع اُن پر عذاب خداوندی کچھ اس طرح آیا کہ ان کو خیال اور گمان بھی نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چنائی پر پہنچا نیوے اور چھت گر پڑی یعنی ان کے فریب اور دغا اکھاڑ ماری ۱۲ مفسرین نے دو باتیں کہی تھیں بعض حضرات نے بابل کے کسی خاص واقعہ کیطرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے عموم اختیار کیا ہے اور دینِ حق کے خلاف فریب آمیز داؤں پیچ کرنے والوں کی تمثیل فرمائی ہے ہم نے راجح قول اختیار کر لیا ہے (۲۶) پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اور بھی رسوا کرے گا اور ان سے کہے گا کہ آج وہ میرے ساجھی اور شرکاء کہاں ہیں جن کے بارے میں تم اہلِ حق سے جھگڑا کیا کرتے تھے اس پر وہ لوگ جن کو حق بات کا علم دیا گیا تھا کہیں گے آج کے دن ہر قسم کی ذلت و رسوائی اُن منکرینِ حق پر ہے (۲۷) جن کی جان فرشتوں نے اس حالت میں قبض کی تھی کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہے تھے ۔ یعنی جن کا خاتمہ کفر پر ہوا انتہٰی۔

مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

دنیا میں کوئی بُرا کام نہیں کرتے تھے جواب دیا جائیگا ہاں کرتے تھے یقیناً اللہ کو وہ سب معلوم ہے جو تم کیا کرتے تھے

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ فَلَبِئْسَ

سو اب تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ دراں حالیکہ وہاں ہمیشہ رہو گے غرض وہ جہنم

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَا

سرکشوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے

ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَیْرًا ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا

کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل کی ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خیر نازل کی ہے جن لوگوں نے نیک اعمال کئے

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ؕ

اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور بلا شبہ دارِ آخرت تو دنیا کے مقابلے میں بہت ہی بہتر ہے

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا

اور واقعی وہ پرہیزگاروں کا اچھا گھر ہے۔ وہ گھر دائمی باغات ہیں جن میں پرہیزگار لوگ داخل ہونگے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ؕ

ان باغوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی یہ پرہیزگار جو چیز چاہیں گے وہ ان کو وہاں میسر ہو گی

كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیْنَ

اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسا ہی صلہ عطا کرتا ہے۔ جن کی جان

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ

فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک ہوتے ہیں قبض روح کے وقت فرشتے کہتے ہیں تم پر

عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

سلامتی ہو بس اب تم اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم کیا کرتے تھے جنت میں چلے جانا

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ

کیا یہ کافر صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کے رب کا حکم یعنی عذاب

تب وہ دینِ حق کے منکر صلح کا پیغام اور اطاعت و فرماں برداری کا پیغام ڈالتے ہوئے کہیں گے ہم تو دنیا میں کوئی بُرا کام نہیں کیا کرتے تھے ان کو جواب دیا جائیگا بیشک تم بُرے کام کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے جو تم کیا کرتے تھے ؛ یعنی ان منکروں کیساتھ دنیا میں جو سلوک ہوا وہ تو ہوا قیامت کے دن اُن کی اور بھی زیادہ رسوائی اور ذلت ہوگی اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائیگا کہ وہ میرے شریک جن کو تم شرکا کہتے تھے اور میرے پیغمبروں سے اور اہلِ علم سے جھگڑا کرتے تھے وہ کہاں ہیں اس پر واقف کار صاحبانِ علم کہیں گے آج ہر قسم کی ذلت کے حق دار وہی لوگ ہیں جنکا شیوہ کفر و انکار پر اصرار تھا اور وہ مرتے دم تک کفر پر قائم رہے یہاں تک کہ اسی کفر و ظلم کی حالت میں انھوں نے اپنی جان اُن فرشتوں کے سپرد کی جو قابضِ ارواح تھے تب وہ اللہ تعالیٰ کے سوال این شرکائی کے جواب میں صلح اور اطاعت و فرماں برداری کا پیغام پیش کریں گے اور صلح و صفائی کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہیں کیا کرتے تھے حضرت حق تعالیٰ فرمائیں گے تم نے تو شرک کیا ہے اور رسولوں کی مخالفت کی ہے اور جن جرائم کا تم ارتکاب کرتے رہے ہو ان سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (۲۸) سو اچھا اب تم جہنم کے دروازوں میں سے جہنم میں داخل ہو جاؤ دراں حالیکہ وہاں تم ہمیشہ رہنے والے ہو غرض وہ جہنم سرکشوں غرور کرنے اور مخالفت کرنیوالوں کا بُرا ٹھکانا ہے ؛ یعنی الزام ثابت ہو جانیکے بعد جہنم میں داخل ہونے کا حکم دیدیا جائیگا (۲۹) اور جو لوگ پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے اور قرآن کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا چیز نازل فرمائی تو وہ کہتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ خیر نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ان کیلئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالمِ آخرت اور پچھلا گھر تو یقیناً بہت ہی بہتر ہے اور واقعی وہ پرہیزگاروں اور شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے (۳۰) وہ گھر دائمی اور سدا رہنے کے باغات ہیں جن میں متقی حضرات داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ متقی جو چاہیں گے اور جس چیز کی خواہش کریں گے وہ ان کو وہاں میسر ہوگی اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور شرک سے بچنے والوں کو ایسا ہی عوض اور صلہ عطا فرماتا ہے (۳۱) جن کی جان فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک و کفر سے پاک ہوتے ہیں قبض روح کے وقت ان سے فرشتے کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو اب تم اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے جنت میں داخل ہو جانا۔ ؛ تقوے کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ شرک سے پرہیز کرے جب ایسے لوگوں سے کوئی قرآن کے متعلق سوال کرتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا تو اُن کے مُنہ سے یہی نکلتا ہے کہ خیر و برکت نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے بھلے کام کئے اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے یعنی ثواب کی بشارت یا مدد اور فتح یا اچھی روزی اور آخرت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے وہ دارِ آخرت تو بہر حال بہتر ہے وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے وہ گھر ایسے باغ ہیں جن کی عمارتوں اور درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہاں ان کی ہر خواہش پوری کی جائے گی اللہ تعالیٰ کی جانب سے پرہیزگاروں کو ایسا ہی صلہ ملا کرتا ہے یہ مرتے دم تک پرہیزگار رہے فرشتوں نے ان کی روح ایسی حالت میں قبض کی جب یہ کفر و شرک سے پاک تھے وہ السلام علیکم کہتے ہوئے اور یہ بشارت دیتے ہوئے ان کے پاس آئے کہ مرنے کے بعد تم جنت میں داخل ہو جانا یعنی قیامت میں تم دخولِ جنت کے مستحق ہو۔ (۳۲) یہ دینِ حق کے منکر اور مخالف و معاند کیا صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس موت

ے فرشتے آجائیں یا آپ کے پروردگار کا حکم عذاب آجائے جس طرح یہ کفارِ مکہ شرک پر اصرار کر رہے ہیں اسی طرح وہ دینِ حق کے منکر بھی کفر و شرک پر اصرار کر چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور ان گزشتہ منکروں پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے ﴿ یعنی یہ کفارِ مکہ جب دلائل و براہین سے قائل نہیں ہوتے اور اپنے انکار پر قائم ہیں تو یہ صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں

أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

آجائے جس طرح یہ کفر پر اصرار کر رہے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

اور ان گزشتہ لوگوں پر اللہ نے ظلم نہیں کیا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر

يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ

ظلم کر رہے تھے آخر ان کو ان کے بُرے اعمال کا بدلا ملا اور جس عذاب کا

بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ

وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی عذاب نے ان کو آگھیرا۔ اور مشرکین کہتے ہیں

الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن

کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا

دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے اور نہ ہم حکم الٰہی کے بغیر کسی چیز کو

مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن

حرام ٹھہراتے جس قسم کی حرکتیں یہ کر رہے ہیں اسی طرح کی حرکاتِ شنیعہ وہ لوگ بھی کر چکے ہیں

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَ

جو ان سے پہلے تھے سو پیغمبروں پر سوائے اس کے کہ احکامِ الٰہی کو صاف طور پر پہنچا دیں اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے

لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور یقیناً ہم ہر قوم میں اس مقصد کے لئے کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَ

اور گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو سو ان میں سے بعض وہ تھے جن کو اللہ نے ہدایت دی اور

مِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي

بعض ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی ثابت ہو چکی تو تم زمین پر

کیا تو ملک الموت اور ان کے ہمراہی فرشتے آجائیں یا آپ کے رب کا حکم عذاب آجائے۔ یہ کفارِ مکہ بھی اپنے سے پہلے کفار کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور ان کا بھی وہی انجام ہونے والا ہے جو ان سے پہلوں کا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا مگر وہ خود ہی ظالم تھے۔ (۳۳) آخرکار ان گزشتہ لوگوں کو ان کے بُرے اعمال کی سزائیں ملیں اور انکی بدکرداریوں کا بدلا ان کو ملا اور جس عذاب کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے اسی عذاب نے ان کو آگھیرا اور ان کا احاطہ کر لیا ﴿ یعنی ان کے اعمالِ بد کی سزائیں ان کو دی گئیں۔ اور جس عذاب کی خبر سن کر وہ اُس عذاب کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اُسی عذاب نے اُن کو ایک دن گھیر لیا اگر کفارِ مکہ اپنے کرتوت سے باز نہ آئے تو ایک دن ان کا بھی یہی حشر ہونا ہے (۳۴)

ع ۹ — ۴

۱۰ اور جن لوگوں نے شرک کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا اور اسکو منظور ہوتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا کسی اور چیز کی عبادت کرسکتے اور نہ ہم بدون اُس کے حکم کے کسی چیز کو حرام ٹھہراتے جس قسم کے افعالِ شنیعہ یہ کر رہے ہیں اسی طرح کے افعال وہ لوگ بھی کر چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں سو پیغمبروں کے ذمے سوائے اس کے کہ احکامِ الٰہی کو صاف صاف پہونچا دیں اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے ﴿ آٹھویں پارے میں بھی یہ مضمون گزر چکا ہے۔ مشرکوں کا مطلب یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے شرک کو ناپسند کرتا ہے اور حرام کو حلال کرنا اور حلال کو حرام کر لینا اس کو پسند نہیں ہے تو وہ ہم کو ایسا کرنے ہی کیوں دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے افعال سے راضی اور خوش ہے ورنہ اگر وہ ناراض ہوتا تو ہم کو ایسا کرنے نہ دیتا۔ اس کے بعد اپنے پیغمبر سے تسلی کے طور پر فرمایا کہ آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں اس قسم کی باتیں ان سے پہلے بھی لوگ کہتے رہے ہیں تو بس رسولوں کے ذمے تو صاف اور کھلے طور پر بیان کر دینا ہے اس کے علاوہ ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یعنی یہ لوگ نہ خلق اور کسب کا فرق سمجھتے ہیں، اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کفر پر راضی ہوتا تو پیغمبر کیوں بھیجتا اور کتابیں کفر کے رد میں کیوں نازل کرتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام بُرا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام بُرے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت میں ہدایت تھی اسی نے پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے ■

(۳۵) اور بلاشبہ ہم ہر قوم اور ہر اُمت میں اس مقصد کیلئے رسول بھیجتے رہے ہیں کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور گمراہی کی طرف بلانے والے شیطان کی راہ سے بچتے رہو۔ پس ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کو

اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی اور انکی رہنمائی فرمائی اور اُن میں سے کچھ وہ لوگ تھے جن پر گمراہی متحقق اور ثابت ہوچکی ہے پھر اب تم زمین میں چلو پھرو اور چل پھر کر دیکھو کہ پیغمبروں کی تکذیب کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا :: طاغوت کا ترجمہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ہڑدنگا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ہڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے جو کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں۔ شیطان اور بت اور ظالم سردار سب یہی ہیں ۱۲ (۳۶) اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں کے راہ راست پر آنے کی تمنا اور خواہش کریں تو بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو اس کی سرکشی اور عناد کی وجہ سے گمراہ کرتا ہے تو اسکو ہدایت نہیں کرتا اور اس کی رہنمائی نہیں فرماتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر اُن کا کوئی حمایتی اور مددگار ہوگا۔

الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾

چلو پھرو اور دیکھو کہ پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

إِنْ تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ

اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں کو ہدایت پر لانے کی انتہائی خواہش کریں تب بھی بے سود ہے کیونکہ

يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٣٧﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ

اللہ جس کسی کو گمراہ کرتا ہے اسکی رہنمائی نہیں کیا کرتا اور نہ ایسے گمراہوں کا کوئی مددگار ہوگا۔ اور منکر بڑی تاکید سے اس بات

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا

پر خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے خدا اس کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا ہاں ضرور زندہ کریگا یہ اللہ تعالیٰ کا

عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ

وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ اس زندگی کو نہیں جانتے یہ دوبارہ زندگی اس لئے دیجائیگی

لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا

تاکہ خدا ان باتوں کی حقیقت ان پر ظاہر کردے جن میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے اور نیز اس لئے کہ کافر اس بات کو

أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ

اچھی طرح جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ جب ہم کسی شئ کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس شئ کو

أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

ہمارا صرف اس قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہوجاتی ہے۔ اور جن لوگوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا

فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا

گیا اللہ کے لئے اپنا وطن چھوڑا تو ہم ضرور ان مہاجرین کو دنیا میں اچھا ٹھکانا

حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾

دیں گے اور یقیناً دنیا میں جو کچھ عطا ہوگا اس سے آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش یہ کافر اس ثواب کو جانتے یہ مسلمان

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

ہوجاتے۔ یہ مہاجر وہ لوگ ہیں جنھوں نے مصائب کو برداشت کیا اور جو اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

:: یعنی جب کسی عادی مجرم پر اس کے جرائم کے باعث مُہر کردی جاتی ہے تو پھر اُس کی ہدایت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا خواہ پیغمبر اُن کی ہدایت کا کتنا ہی خواہش مند ہو۔ (۳۷) اور دین حق کے منکر بڑی تاکید کیساتھ اس بات پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کرکے نہیں اُٹھائیگا ہاں وہ ضرور زندہ کرکے اُٹھائے گا یہ دوبارا زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جسکو پورا کرنا اُس نے اپنے ذمے لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ اُس زندگی کو نہیں جانتے اور اُس دوسری زندگی پر یقین نہیں لاتے (۳۸) یہ دوسری زندگی اسلئے ہوگی تاکہ جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے اُن باتوں کی حقیقت ان پر واضح کردے اور اُن کے روبرو بیان کردے اور اس لئے تاکہ منکر اس امر کو جان لیں کہ واقعی وہ جھوٹے تھے :: پہلی آیت میں وقوع قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی تاکید ہے اور دوسری آیت میں وقوع قیامت کی وجہ ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایک دن ایسا ہونا چاہیئے جس میں تمام امور مختلفہ کا اظہار ہوجائے اور منکروں کو اُن دعاوی کی تکذیب معلوم ہوجائے جو دعویٰ وہ کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ تعالیٰ کو مانا اور کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے جھگڑے تحقیق ہوں سچے اور جھوٹے جدا ہوں اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ۱۲ (۳۹) جب ہم کسی معدوم چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو بس اتنا ہی کہنا ہمارا کافی ہوتا ہے کہ ہم اسکو کہدیں کہ ہوجا تو وہ چیز ہوجاتی ہے :: یعنی کوئی شے ہو یا کوئی کام ہو جب ہم اس کے واقع ہونے اور موجود ہونیکا ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں کہ موجود ہو جا سو وہ اسی وقت موجود ہوجاتی ہے اور ارادے کے تعلق کے ساتھ تاخیر نہیں ہوتی ہم پہلے پارے میں اسکی مزید تشریح کرچکے ہیں تسہیل القرآن کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مُردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم کو معدوم کا موجود کردینا کچھ مشکل نہیں تو کسی پیدا کردہ چیز کا دوبارہ پیدا کرلینا کیا مشکل ہے لہٰذا قیامت کے وقوع اور مُردوں کے زندہ ہونے کو مستبعد نہ سمجھو (۴۰) اور جن لوگوں نے بعد اس کے کہ ان پر ہر قسم کے مظالم کیے گئے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے ترک وطن کیا اور مکہ سے ہجرت کی ہم انکو دنیا میں یقیناً اچھا ٹھکانا عطا فرمائیں گے اور دنیا میں جو کچھ دیا جائیگا آخرت کا ثواب اس سے یقیناً بہت بڑا ہے کاش یہ منکر اس ثواب کی حقیقت کو جانتے ::

یعنی جن صحابہ نے ابتدائے اسلام میں مختلف مظالم سہے اور آخر کو ترک وطن کرکے حبشہ چلے گئے انکو بشارت ہے چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد مدینہ منورہ دارالہجرت قرار پایا اور سب لوگ وہاں آکر آباد ہوئے اور ہر قسم کی ترقی پائی۔ کاش اگر یہ کافر بھی اس ثواب کو جانتے تو مسلمانوں کو تکلیف نہ پہونچاتے بلکہ مسلمان ہوجاتے اور ہو سکتا ہے کہ مدینہ کی بجائے فتح مکہ کیطرف اشارہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوکانوا یعلمون سے مسلمانوں کی جانب اشارہ ہو۔ اور یہ مطلب ہو کہ اگر مسلمان اجر و ثواب کی پوری پوری حقیقت سے آگاہ ہوجاتے تو اور زیادہ جد و جہد کرتے واللہ اعلم (۴۱) یہ مہاجر وہ حضرات ہیں جنھوں نے ہر قسم کی مصائب و تکالیف پر صبر کیا اور جو اپنے پروردگار ہی پر توکل اور بھروسہ رکھتے ہیں :: یعنی ماسوائے اللہ سے قطع تعلق کرکے صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتے ہیں (۴۲)

اور اے پیغمبر ہم نے کسی رسول کو آپ سے پہلے نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ مرد ہی ہوا کرتے تھے ہم ان رسولوں کی جانب وحی کیا کرتے تھے اور ان رسولوں کو دلائل واضحہ اور کتب سماوی اور صحف آسمانی کے ساتھ کے بھیجا تھا۔ سو اگر تم لوگ نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے دریافت کر لو ÷ یعنی آپ سے پہلے جس قدر رسول ہم نے بھیجے ہیں وہ سب انسان اور مرد ہوا کرتے تھے جن پر ہم اپنی وحی بھیجا کرتے تھے خواہ فرشتوں کی معرفت یا براہ راست اور بھیجا بھی کرتے تھے تو دلائل واضحہ اور کتب سماوی اور اوراق آسمانی دیکر بھیجا کرتے تھے اگر تم اس بات سے واقف نہیں ہو تو اہل ذکر یعنی یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا کوئی اور ہو۔ جسکو امم سابقہ کا حال معلوم ہو۔ اُس سے پوچھ لو کہ وہ سب رسول آدمی ہوتے تھے فرشتے نہیں ہوا کرتے تھے، ہم نے دوسری آیت کے دو جملوں کا ترجمہ محض عبارت کی غرض سے پہلی آیت کے ساتھ ملا دیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے ۱۲ (۴۳) اور اے پیغمبر ہم ہی نے آپ کی جانب یہ قرآن نازل فرمایا ہے تاکہ جو احکام لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيْهِمْ

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو دلائل واضحہ اور صحائف آسمانی دیکر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ مرد ہی ہوتے تھے جن پر ہم اپنی وحی بھیجا

فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾

کرتے تھے اگر تم لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو۔

بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

اور آپ پر بھی ہم نے ہی یہ قرآن نازل کیا ہے تاکہ جو احکام لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾

وہ احکام آپ ان کے رُوبرو خوب کھول کر بیان کر دیں اور تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔

أَفَأَمِنَ ٱلَّذِينَ مَكَرُوا ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن يَخْسِفَ

تو کیا جو لوگ بدترین چالیں چلتے رہتے ہیں۔ وہ اس بات سے نڈر ہو گئے ہیں کہ

ٱللَّهُ بِهِمُ ٱلْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ ٱلْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

خدا انکو زمین میں دھنسا دے یا وہ اس بات سے نڈر ہو گئے ہیں کہ ان پر کسی ایسی جگہ سے عذاب آ پہنچے جہاں سے

لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِى تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم

انہیں گمان بھی نہ ہو۔ یا اللہ تعالیٰ انکو کہیں آتے جاتے پکڑ لے سو وہ خدا کو کہیں بھاگ کر

بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ

تھکا نہیں سکتے۔ یا ڈرانے کے بعد ان کو پکڑ لے اس میں شک نہیں کہ تمہارا رب

لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۴۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ مِن

بڑی شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ کیا ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اُن چیزوں کو نہیں دیکھا

شَىْءٍ يَتَفَيَّؤُا ظِلَٰلُهُۥ عَنِ ٱلْيَمِينِ وَٱلشَّمَآئِلِ سُجَّدًا

جن کے سائے کبھی داہنی جانب اور کبھی بائیں جانب اس طور پر پھرتے رہتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے سجدہ ریز

لِّلَّهِ وَهُمْ دَٰخِرُونَ ﴿۴۸﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ

اور اس کے سامنے ذلیل اور عاجز ہیں۔ اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی جاندار چیزیں

ان کو آپ واضح طور پر صاف صاف لوگوں کے رُوبرو بیان کر دیں اور تاکہ وہ لوگ غور و فکر سے کام لیں اور نصیحت پکڑیں ÷ یعنی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو دلائل واضحہ اور صحیفے اور کتابیں وغیرہ دیکر بھیجا تھا اسی طرح تم کو بھی یہ قرآن دیکر بھیجا ہے تاکہ آپ وہ تمام احکام جو بنی نوع انسان کے لئے نازل کئے ہیں وہ لوگوں کے سامنے صاف طور پر بیان کر دیں اور تاکہ وہ ان احکام میں غور کریں اور ان کو غور و فکر کا موقع ملے (۴۴) تو کیا جو لوگ تعلیم اسلامی کیساتھ بدترین مکر و فریب کرتے اور چالیں چلتے رہتے ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف اور نڈر ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا وہ اس بات سے نڈر ہو گئے کہ اُن پر ایسی جگہ اور ایسے موقع سے عذاب آجائے جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو (۴۵) یا اللہ تعالیٰ ان کو کہیں آتے جاتے، چلتے پھرتے پکڑ لے سو وہ اللہ کو کہیں بھاگ کر ہرا نہیں سکتے اور نہ تھکا سکتے ہیں (۴۶) یا اللہ تعالیٰ ان کو ڈرانے دھمکانے اور کمزور کرنے کے بعد پکڑ لے پس اس میں شک نہیں کہ تمہارا پروردگار یقیناً بڑی شفقت کرنیوالا بڑی مہربانی کرنیوالا ہے ÷ دلائل بیان کرنے کے بعد دین حق کے مخالفوں کو تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بے خوف نہ ہو جاؤ جس طرح مختلف گوشوں سے مہربانی اور کرم کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح اسکی گرفت کے مختلف طریقے ہیں زمین میں دھنسا دینا جیسے زلزلے میں ہوتا ہے یا پانی میں غرق ہو جانا یا دلدل میں پھنس جانا۔ یا اچانک اور بے گمان کہیں سے عذاب کا آپڑنا۔ آتے جاتے چلتے پھرتے سفر میں یا حضر میں۔ تخوف کا یہ مطلب ہے کہ ابتداءً دو چار مرتبہ معمولی پکڑ ہوئی پھر ہلاکت کے عذاب میں مبتلا کر دیا کمزور کر دینے کے بعد پکڑ ہو گئی یا گھٹاتے گھٹاتے ختم کر دیا کسی جنگ میں معمولی نقصان ہوا دوسری لڑائی میں اور زیادہ تیسری یا چوتھی جنگ میں ختم کر دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ بندوں پر شفقت اور مہربانی زیادہ ہے اس لئے عذاب استیصال میں جلدی نہیں فرماتے (۴۷) کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اُن چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے سائے کبھی داہنی جانب کبھی بائیں جانب کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف جھکتے اور پھرتے رہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ ریز اور اُس کے حکم کے بالکل فرماں بردار ہیں اور وہ سایہ دار چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل و عاجز ہیں ÷ یعنی یہ چیزیں بھی اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ان سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ فئے اگرچہ زوال کے بعد کے سایہ کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں شاید عام مراد ہے۔ آفتاب کو نور عطا کرنا اور سایہ دار چیزوں کو کثیف بنانا یہ سب اسی وحدہٗ لاشریک کا کیا ہوا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے۔ کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ۱۲ (۴۸) آگے آسمان اور زمین کی بعض دوسری چیزوں کی اطاعت کا ذکر فرمایا اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنے جاندار زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور اُس کے تابع اور فرماں بردار ہیں اور فرشتے بھی

وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا

زمین میں ہیں سب خدا کو سجدہ کرتی ہیں اور فرشتے بھی اسی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ فرشتے

يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ

سرکشی نہیں کرتے۔ اُن کی حالت یہ ہے کہ وہ فرشتے اپنے اس ربّ سے ڈرتے رہتے ہیں جو اُنکے اوپر ہے اور

يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

جو حکم اُن کو دیا جاتا ہے وہ اُس کو بجا لاتے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا یعنی حکم دیا ہے کہ

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ

دو معبود مت بناؤ بس معبود تو صرف وہی ایک ہے لہٰذا تم لوگ مجھ ہی سے

فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ

ڈرا کرو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اُسی کی مِلک ہے اور دائمی طور پر وہی عبادت کا

الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ

مستحق ہے تو کیا اس پر بھی تم سوائے خدا کے اوروں سے ڈرتے ہو۔ اور جو نعمت بھی تم کو میسر

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

ہے تو وہ اللہ ہی کی جانب سے ہے پھر جب تم کو ذرا سی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کے آگے روتے

تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب وہ اس سختی کو تم سے اُٹھا لیتا ہے تو اسی وقت تم میں سے ایک گروہ

مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ

اپنے ربّ کیساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ تاکہ جو نعمت ہم نے اُن کو عطا کی ہے اُس کی ناشکری کریں

فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا

اچھا تم لوگ چند روز فائدہ اٹھا لو اب عنقریب تم کو معلوم ہوا جاتا ہے۔ اور ہم نے ان کافروں کو جو کچھ دیا ہے یہ انہیں سے

يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔـلُنَّ عَمَّا

اُن معبودوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کی صحیح حقیقت کو یہ جانتے بھی نہیں، خدا کی قسم جو افترا پردازیاں کر رہے ہو انکے متعلق

۲۸/۲

اُس کے مطیع اور منقاد ہیں اور اُس کے لئے سجدہ ریز ہیں اور وہ فرشتے غرور و تکبر نہیں کرتے (۴۹) وہ فرشتے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے اور اُن پر بالادست ہے اور وہ فرشتے وہی کام کرتے ہیں جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے ؛ ان آیتوں میں تمام مخلوق کی فرماں برداری اور تذلل و عاجزی کا ذکر فرمایا اور اس تذلل و عاجزی کو سجدے سے تعبیر کیا ہے نیازمندی کے مختلف طریقے ہیں کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں ہے کوئی زمین پر رینگ کر سجدے کی حالت پیدا کر رہا ہے اور کچھ نہیں تو سایہ سے نیازمندی کا اظہار ہو رہا ہے جو متکبر ہیں اور خدا کو سجدہ کرنے سے اجتناب کرتے ہیں وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نہیں نکل سکتے غرض ہر چیز کے حال و قال سے نیازمندی اور تذلل ٹپک رہی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے کافی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سجدہ میں سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے ۱۲ پھر فرماتے ہیں ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپکو نیچے سمجھنا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے اور سب کا ۱۲ (۵۰) اور اللہ تعالیٰ نے بواسطہ رسل یہ حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ دو معبود یا دو سے زیادہ تجویز نہ کرو بس معبودِ حقیقی تو صرف وہی ایک ہے پس تم مجھ ہی سے ڈرا کرو ؛ دو معبودوں کی ممانعت مستلزم ہے اور زیادہ کی ممانعت کو اور جب معبود برحق ایک ہی ہے اور وہی تمام اختیارات رکھتا ہے تو اس سے ہی ڈرو (۵۱) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کی مملوک ہے اور لازمی طور پر عبادت کا وہی مستحق ہے اور اُسی کی عبادت لازم ہے تو کیا پھر بھی تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو ؛ یعنی ایسا مالک جو ہر چیز کا مالک ہے اُسی کی عبادت لازم اور اسی کا انصاف دائم ہے پھر غیر سے کیوں ڈرتے ہو اور ڈر کر دوسروں کی پوجا کیوں کرتے ہو (۵۲) اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے اور جو نعمت بھی تم کو میسر ہے سو وہ اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے پھر جب تم کو ذرا سی کوئی تکلیف اور سختی مس کرتی ہے اور پہونچتی ہے تو تم اُسی کے آگے روتے اور گڑگڑاتے ہو اور تم اسی سے فریاد کرتے ہو (۵۳) پھر جب وہ اللہ تعالیٰ اس سختی کو تم سے ہٹا لیتا ہے اور کھول دیتا ہے تب ہی تم میں کی ایک جماعت اور ایک بڑا فریق اپنے رب کیساتھ شرک کرنے لگتا ہے (۵۴) جس کا انجام یہ ہے کہ جو نعمت ہم نے ان کو عطا کی ہے اس کی ناشکری اور ناسپاسی کریں۔ اچھا تم چند روز مزے اور عیش اڑا لو اور فائدہ اٹھا لو اب عنقریب تم کو معلوم ہوا جاتا ہے ؛ عام طریقے سے کافروں کی حالت بیان کی ہے دُکھ کے وقت خدا کو پکارتے ہیں اور سکھ کے وقت بتوں کی پوجا کرتے ہیں (۵۵) اور ہم نے ان دینِ حق کے منکروں کو جو کچھ دیا ہے یہ منکر اُس میں سے ان معبودانِ باطل کا حصہ مقرر کرتے ہیں

ع ۶ ۔ ۱۰ ۔ ۱۲

جن کے معبود ہونیکا ان کو صحیح علم بھی نہیں، خدا کی قسم تم جو افترا پردازیاں کر رہے ہو قیامت میں تم سے ان کی ضرور باز پرس ہوگی :: یعنی جن معبودان باطلہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں نہ اُن کے پاس ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل اور سند ہے اور باوجود اس بے علمی کے خدا کے دیئے میں سے اُن کا حصہ تجویز کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اُن کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مواشی میں تجارت میں اللہ کے سوائے کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوادے ١٢ (٥٦) اور یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں وہ جملہ عیوب سے منزہ ہے اور اپنے لئے وہ تجویز کرتے ہیں جسکو دل چاہے :: یعنی معاذ اللہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں اور اس کے لئے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے لئے چاہتی چیز کی خواہش کرتے ہیں یہ کس قدر بھونڈی اور مہمل بات ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا ١٢ (٥٧) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا چہرہ سیاہ اور بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے :: یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے گستاخ ہیں کہ اُس کی طرف بیٹیاں منسوب کرتے ہیں اور خود ان کی حالت یہ ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو یہ خبر دیجائے کہ تمہارے ہاں بیٹی ہوئی ہے تو مارے رنج کے دن بھر اُس کا مُنہ بگڑا رہتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے اور سوچتا رہتا ہے کہ اب کیا کرنا چاہیئے (٥٨) جس چیز کی ولادت کی اس کو خبر دی گئی تھی اُس کی بُرائی اور اس کی عار سے لوگوں سے چھپا پھر کر آیا اس لڑکی کو ذلت گوارہ کرتے ہوئے روکے رکھے یا اس کو مٹی میں دبادے اور چھپادے۔ خوب سُن لو وہ فیصلہ بہت بُرا ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں :: یعنی جس بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر ملی تھی اور جس کے باعث مغموم و کظوم تھا اور شرمندگی کے مارے قوم سے چھپا چھپا پھرتا تھا اسی کی بابت یہ سوچتا ہے یا تو قوم میں رسوا اور ذلیل ہو کر بیٹی کی پرورش کرے یا اس کو قتل کرے یا زندہ ہی کو زمین میں دبادے اور زندہ درگور کر دے خود تو بیٹیوں سے اس قدر نفرت اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کیساتھ اولاد کی نسبت کریں اور وہ اولاد بھی بیٹیاں ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا احمقانہ تجویز اور بُرا فیصلہ ہو سکتا ہے (٥٩) جو لوگ آخرت پر ایمان اور یقین نہیں رکھتے اُن کی بری مثال اور بُری حالت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بلند ترین اور بڑے اعلیٰ درجے کی صفات ثابت ہیں اور وہ بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے :: یعنی منکرین کی دنیا اور آخرت میں بری حالت ہے یہاں بیوقوفی اور جہالت میں مبتلا اور وہاں عذاب میں مبتلا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ لوگ جو صفات بیان کرتے ہیں وہ ان سے بہت بلند صفات کا مالک ہے، زبردست کیساتھ چونکہ کمال حکمت کا مالک ہے بمقتضائے حکمت ان کی جلدی گرفت نہیں کرتا فائدہ بجائے ننگ و عار کے بعض مفسرین نے اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ کی تفسیر اس طرح بھی کی ہے کہ اس لڑکی کو ذلت کیساتھ زندہ رکھے یا مٹی میں دبادے یعنی لڑکی کو زندہ رکھے مگر اس کے ساتھ ذلت آمیز برتاؤ کرے مکہ کے کافروں میں لڑکی کیساتھ بہت ہی ذلت آمیز برتاؤ تھا۔ (٦٠) اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم اور نا انصافی کی وجہ سے پکڑنے لگے تو روئے زمین پر کسی چلنے والے اور حرکت کرنے والے کو نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقت مقررہ اور مدت موعود تک لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وہ وقت آجائے گا تو وہ اس وقت مقررہ سے نہ گھڑی بھر پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ گھڑی بھر اُس وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکیں گے :: یعنی جب عذاب آئے تو سب ہی ہلاک ہوں مگر جو وقت گرفت کا مقرر ہے اُس سے پہلے درگزر فرماتے رہتے ہیں جس زمانے میں جیسے گناہ بڑھتے ہیں اسی طرح کا عذاب بھی شدید ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مریں (٦١) اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور اور وہ چیزیں تجویز کرتے ہیں

كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ

تم سے ضرور باز پرس کیجائیگی۔ اور یہ کافر اللہ کیلئے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں وہ ہر عیب سے پاک ہے اور اپنے لئے وہ چیز تجویز کرتے

لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ

ہیں جو انکو پسند ہے یعنی بیٹے۔ اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونیکی خبر دیجاتی ہے تو اس کا چہرہ مارے

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ

رنج کے کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ اور اس چیز کی ننگ و عار سے جس کی اس کو

مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ

خبر دی گئی تھی قوم سے چھپا پھرے کہ آیا اس لڑکی کو ذلت گوارا کر کے رہنے دے یا اس کو

فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

مٹی میں چھپادے آگاہ ہو وہ فیصلہ بہت ہی بُرا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ

نہیں رکھتے اُن کی بُری مثال ہے اور اللہ کے لئے بلند ترین صفات ثابت ہیں اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اور اگر خدا لوگوں کو اُن کے ظلم کی وجہ سے پکڑنے لگے

مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى

تو روئے زمین پر کسی حرکت کرنے والے کو باقی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقت مقررہ تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وہ وقت مقررہ آجائے گا تو وہ گھڑی بھر نہ پیچھے ہٹ سکیں گے

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ

اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ اور اللہ کے لئے وہ چیزیں تجویز کرتے ہیں جنکو خود ناپسند کرتے ہیں اور

تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ

اس کے باوجود ان کی زبانیں یہ جھوٹا دعویٰ کرتی ہیں کہ ہر قسم کی بھلائی انہی کیلئے ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ

ع ١٠ ١٤ ٧

جنکو اپنا جی نہ چاہے اور جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اس پر ان کی زبانیں یہ جھوٹا دعویٰ کرتی ہیں اور جھوٹی جھوٹی باتیں بناتی ہیں کہ ان کیلئے ہر طرح کی خوبی اور بھلائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کیلئے بھلائی کہاں رکھی ہے ان کے لئے تو قیامت میں جہنم ہے اور بلاشبہ یہ اس میں سب سے پہلے بڑھائے جائیں گے ؎ یعنی ایسی تو باتیں کرتے ہیں کہ بیٹی کو خود پسند نہ کریں اور خدا پر بیٹیوں کا الزام لگائیں بُری گلی چیزیں اور باسی روٹی خدا کی راہ میں دیں پھر توقع یہ کریں کہ اگر قیامت آئی تو ہم کو وہاں بھی بھلائی ملے یعنی قیامت کا یقین تو ہے نہیں اور اگر وہ عالم واقع بھی ہوا تو وہاں بھی ہم کو مزے اور بھلائیاں ہوں گی اس کا جواب فرمایا کہ اس دنیا پر اُس عالم کو قیاس نہ کرو وہاں تو تمہارے لئے جہنم ہے اور اسی کی طرف بڑھائے جاؤ گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اُن کو فرمایا جو ناکاری چیز اللہ کے نام دیں اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے گی اور وے روز بروز دوزخ میں بڑھتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ دوزخ سے قریب ہو رہے ہیں مفرطون کے معنی کئی طرح کئے گئے ہیں ہم نے ترجمے اور تیسیر میں ظاہر کر دیا ہے (۶۲) اور اے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے ان قوموں کیجانب بھی رسول بھیجے تھے جو آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پھر شیطان نے اُن لوگوں کو ان کے اعمالِ قبیحہ کو خوب آراستہ اور خوش منظر کر کے دکھایا وہی شیطان آج بھی اُن کا رفیق اور سرپرست بنا ہوا ہے اور ان کیلئے قیامت میں دردناک عذاب مقرر ہے ؎ یعنی مختلف امتوں کی طرف رسولوں کا آنا پہلے ہی سے جاری ہے پھر جس چیز نے انکو گمراہ کیا اور کفر پر قائم رکھا وہی شیطان ان کفارِ مکہ کو بھی گمراہ اور تباہ و برباد کر رہا ہے دنیا میں تو یوں نقصان پہونچا رہا ہے کہ کفر کی باتیں ان کو مستحسن اور خوش نما کر کے دکھا رہا ہے اور آخرت میں یوں تباہی ہو گی کہ ان کیلئے سخت دردناک عذاب مقرر ہے (۶۳) اور اے پیغمبر ہم نے یہ کتاب یعنی قرآن آپ پر صرف اس لئے اُتارا ہے کہ جن باتوں میں اور جن امور میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ عام لوگوں کیلئے انکی حقیقت واضح کر دیں اور صاف طور سے بیان کر دیں اور اہل ایمان اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کیلئے یہ قرآن سبب ہدایت اور سبب رحمت ہو ؎ یعنی یوں تو اخلاقی امور مثلاً حلال حرام توحید شرک وغیرہ کی حقیقت اس قرآن کے ذریعہ سب پر واضح کر دیں یہ تو عام اثر ہے اس قرآن کا رہے مومن تو انکی خاص ہدایت و رحمت کیلئے نازل فرمایا ہے جو اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے اس کیلئے ہدایت اور رحمت ہے (۶۴) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر اس پانی سے زمین کو اس کے مرنے اور خشک ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا بلاشبہ اس زمین کو مرے پیچھے زندہ کرنے میں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو توجہ اور دل کیساتھ ان باتوں کو سنتے ہیں ؎ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے ۱۲ زمین کا مرنے کے بعد زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی برسنے کے بعد زمین میں پھر نمو کی قوت پیدا ہو جاتی ہے (۶۵) آگے اور دلائل توحید و قدرت بیان فرماتے ہیں اور بلاشبہ تمہارے لئے چوپایوں میں بھی غور و فکر کرنے اور سمجھنے کا مقام ہے وہ یہ ہے کہ ہم تمکو اس

أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

اُن کیلئے جہنم کی آگ ہے اور یہ اس میں سب سے پہلے بھیجے جائیں گے اے پیغمبر خدا کی قسم ہم نے اُن قوموں کیطرف بھی

إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

اپنے رسول بھیجے تھے جو آپ سے پہلے تھیں پھر شیطان نے اُن کے اعمال اُن کو خوش نما کر کے دکھائے

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا

پس وہی شیطان آج بھی ان کا رفیق ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اے پیغمبر ہم نے یہ

عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا

قرآن آپ پر صرف اس غرض سے نازل کیا ہے کہ جن امور میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ اُنکی حقیقت اچھی طرح

فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللَّهُ

ان پر ظاہر کر دیں اور نیز اس غرض سے کہ یہ قرآن اہل ایمان کیلئے موجب ہدایت و رحمت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر اس پانی سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ

مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ ع

کر دیا بلاشبہ اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو توجہ کے ساتھ سنتے ہیں

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي

اور یقیناً تمہارے لئے چوپایوں میں بھی غور کرنیکا مقام ہے وہ یہ کہ ہم تمکو اس گوبر اور خون کے درمیان سے جو

بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا

ان کے پیٹوں میں ہوتا ہے ایسا خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے

لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ

خوشگوار ہے۔ اور کھجور اور انگور کے درختوں کے پھل قابل غور ہیں جن سے تم نشے کی

مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

چیزیں بناتے ہو اور ان پھلوں سے عمدہ روزی بھی حاصل کرتے ہو۔ بیشک ان چیزوں میں اہل عقل و دانش کیلئے

گوبر اور خون کے درمیان سے جو ان کے پیٹوں میں ہوتا ہے ایسا خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار اور حلق میں آسانی سے اترنے والا ہے ؎ یعنی چوپایوں کے پیٹ میں خون بھی ہے اور گوبر بھی ہے چوپائے غذا کو ہضم کر لیتے ہیں تو غذا میں سے خون بنتا ہے پھر اس خون میں سے صاف ستھرا دودھ تھنوں میں پہونچا دیا جاتا ہے جسکو تم دوہ لیتے ہو اور یہ سب باتیں چوپایوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں اور اس طرح ہوتی ہیں کہ دودھ میں گوبر اور خون ملنے نہیں پاتا اور یہ خوشگوار دودھ کسی اور طرح حاصل بھی نہیں ہو سکتا جو یہ سب نعمتیں مہیا کرتا ہے وہی تو قابل پرستش معبود ہے (۶۶) اور کھجور اور انگور کے پھلوں کی کیفیت

اور حالت میں بھی غور کرنا چاہئیے جن سے نشہ کی چیزیں بناتے اور عمدہ روزی حاصل کرتے ہو۔ بلاشبہ اس بات میں ان لوگوں کیلئے توحید اور انعامات خداوندی کی بڑی دلیل ہے جو صحیح عقل رکھتے ہیں ؀ یعنی کھجور اور انگور کے پھل بھی قابلِ عبرت اور لائقِ غور ہیں انگور سے شراب بناتے ہو اور پھلوں سے رزق کا کام لینا تو ظاہر ہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے منعم حقیقی ہونے پر اہلِ عقل کیلئے دلیل ہے یہ آیت کی ہے اُس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی پھر بھی رزق کیساتھ حسن کی قید لگائی تاکہ معلوم ہو کر پھلوں سے مقصود روزی کا حاصل کرنا ہے اور وہ ایک عمدہ روزی ہے (٦٧) اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آپکے رب نے شہد کی مکھی کو یہ بات سکھائی اور اس کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان ٹٹیوں میں جو بیل کے چڑھانے اور پھیلانے کو لگاتے ہیں اپنا گھر بنا اور چھتہ لگا ؀ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو ۱۲ خلاصہ یہ کہ شہد کی مکھی کو اس کام کیلئے مسخر کر دیا چنانچہ عام طور سے شہد کی مکھیاں ایسے ہی مقامات پر چھتہ بناتی ہیں۔

يَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي

بڑی دلیل ہے۔ اور یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو یہ بات سکھائی کہ تو

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾

پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان ٹٹیوں میں جو بیل چڑھانے کو لوگ لگاتے ہیں۔

ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ

گھر بنا پھر ہر قسم کے پھلوں سے غذا حاصل کر اور واپس آنے کیلئے اپنے رب کے آسان اور سہل

ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ

راستوں پر ہو لے ان مکھیوں کے پیٹ میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف

أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

ہوتے ہیں اس شہد میں لوگوں کیلئے شفا ہے بلاشبہ اس چیز میں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ

جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور خدا ہی نے تم لوگوں کو پیدا کیا ہے پھر وہی تمہاری جانوں کو قبض کرتا ہے

وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ

اور بعض تم میں سے وہ ہے جو نکمی اور ناکارہ عمر تک پہونچایا جاتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ سب

عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ فَضَّلَ

کچھ جاننے کے بعد انجان ہو جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال قدرت کا مالک ہے۔ اور اللہ ہی نے تم

بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ

میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے سو وہ لوگ جو برتری دئے گئے ہیں

فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

وہ اپنے غلاموں کو اپنی دولت اس طور پر کبھی دینے کے لئے آمادہ نہیں کہ وہ اور اُن کے

فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾

غلام سب اس مال میں مساوی ہو جائیں کیا پھر بھی یہ لوگ خدا کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(٦٨) پھر ہر قسم کے پھلوں کو چوستی اور کھاتی پھر اور ان پھلوں سے جو تیرے لئے پسندیدہ ہوں غذا حاصل کر اور اپنے چھتے کی طرف واپس آنے کے لئے اپنے رب کے راستوں پر مطیع و منقاد بن کر چلی آ اور آسان اور سہل راستے اختیار کر ان مکھیوں کے پیٹوں میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے یعنی شہد جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس سے مرض اچھے ہوتے ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ اس چیز میں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کے انعامات کی بڑی دلیل ہے جو غور و فکر کرتے ہیں ؀ یعنی مکھیوں کو شہد جمع کرنے کا طریقہ سکھایا۔ اور چھتہ بنانا بتایا جس کا ہر خانہ ایک مسدس اور متساوی الاضلاع ہوتا ہے اور اس میں کوئی فرجہ نہیں ہوتا۔ شہد کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس شہد میں بہت سے لوگوں کی بیماریوں کی دوا ہے۔ مکھی کو پھلوں اور پھول سے غذا حاصل کرنے کا سامان عطا فرمایا راستے سہل اور آسان کئے دور دور نکل جاتی ہے اور پھر واپس چھتے میں آجاتی ہے چھتہ میں ان کا ایک سوار ہوتا ہے جس کی سب مکھیاں مطیع ہوتی ہیں پہرہ دار مقرر ہوتے ہیں جو ہر آنیوالی مکھی کو جانچتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ شہد بنانے کا مادہ کہاں سے حاصل کیا ہے غرض ایک عجیب کارخانہ ہے جو تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے یہ نظام کس طرح قائم کیا ہے جہاں عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پتے چبائے بُرے میں سے بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دُودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرتؐ کے وقت یہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی ۱۲ (٦٩) اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو پیدا کیا ہے پھر وہی مقررہ عمر پوری ہونے کے بعد تم کو قبض کر لیتا ہے اور بعض تم میں سے وہ ہے جسکو نکمی اور ناکارہ عمر تک پہونچا دیا جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ سب کچھ سُننے اور سمجھنے کے بعد انجان و نادان ہو جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور کامل قدرت کا مالک ہے ؀ یعنی بعض تو جلدی مر جاتے ہیں اور بعض بڑھاپے کی آخری حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ

ع ٥ — ١٥ — ٩

کچھ کام کے ہوتے آخر میں بھولا اور انجان بن جاتا ہے اور کسی شی کو نہیں سمجھتا اور بالکل بچہ بن جاتا ہے ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس اُمت میں کامل ہونیکے بعد پھر ناقص ہونے لگیں گے ۱۲ (٧٠) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت اور زیادتی عطا کی ہے پھر جن لوگوں کو روزی میں برتری اور زیادتی دیگئی ہے وہ اپنی روزی اور دولت اپنے غلاموں کو اس طریقہ پر کبھی دینے کو آمادہ اور تیار نہیں کر وہ اور اُن کے غلام سب اس دولت میں مساوی ہو جائیں کیا پھر بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کیساتھ منکرانہ برتاؤ کرتے رہیں گے ؀ یعنی روزی اور دولت کا فرق نمایاں ہے پھر کوئی دولتمند اسپر آمادہ نہیں کر [illegible] بات کو سمجھنے کے بعد (باقی ص ٤٣٩ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۳۷) پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا انکار کرتے ہو اپنی دولت میں کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں دوسروں کو شریک کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے انعامات میں منفرد اور یکتا ہے اُس کی الوہیت میں اُس کے مملوکوں کو شریک کرو اور اپنی دولت میں اپنے اپنے مملوکوں کو شریک کرنے سے کتراؤ یہی تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا انکار اور ناسپاسی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رسولؐ نے فرمایا جب کسی کا غلام اُس کا کھانا پکا لا دے گرمی دھوپ آپ اُٹھا دے اور تحفہ مال اس کو پہونچا دے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلا دے نہ ہوسکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے (۱۷) تفسیر صفحہ ہذا:- اور اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے تمہارے لئے بیویوں اور جوڑوں کو پیدا کیا اور ان بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو ستھری اور پاکیزہ اور اچھی اچھی چیزوں سے روزی دی کیا یہ سب کچھ سُنکر اور دیکھ کر پھر بھی یہ لوگ باطل اور بے بنیاد باتوں پر اعتقاد اور ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اُس کے احسانات کی ناشکری اور بے قدری کرتے ہیں:- یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے تمہاری بقائے نوعی کیلئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں حضرت آدمؑ سے حوا کو پیدا کیا پھر آگے توالد تناسل کا سلسلہ شروع کردیا پھر تمہاری بقاء نوعی کیلئے تم کو ان عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیئے پھر اچھی اچھی چیزوں سے رزق دیا کہ یہ بقائے شخصی ہے ان احسانات کے باوجود تم باطل پر اور بتوں پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران نعمت کرتے ہو اور کفران نعمت کی تفسیر اگلی آیت میں مذکور ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو بخ کردینے والا ہے اُس کے شکرگزار نہیں ۱۲ (۷۲) اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اُن معبودان باطل کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو آسمانوں میں سے کچھ رزق دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت وطاقت رکھتے ہیں:- یعنی نہ انکو کوئی اختیار ہے نہ آئندہ اختیار حاصل کرنے کی طاقت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے اناج نکالیں ۱۲ (۷۳) سو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں نہ گھڑا کرو اور اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں نہ بیان کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم صحیح مثال بیان کرنا نہیں جانتے:- حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے اُن کو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی مثالیں دنیوی بادشاہوں کیلئے تو زیب دیتی ہیں کہ اُس کے مشیر اور نائب وغیرہ ہوتے ہیں لوگ اُن سے کہتے ہیں وہ بادشاہ سے کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو مالک الملک ہے وہ اس قسم کی مثالوں سے بلند و بالاتر ہے (۷۴) اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ فرض کرو ایک غلام ایسا ہے جو کسی کا مملوک ہے جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے اور وہ اس روزی میں سے پوشیدہ اور علانیہ آزادی کے ساتھ خرچ کرتا ہے تو کیا اس قسم کے افراد آپس میں برابر ہوسکتے ہیں سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کو لائق ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان مشرکوں میں سے بکثرت لوگ بے علم اور جاہل ہیں:- یعنی ایک شخص کسی کا مملوک جو کسی قسم کا مال نہیں رکھتا اور تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج اور دوسرا مالک اللہ نے اُسکو اچھی خوب روزی دے رکھی ہے جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے تو اس قسم کے افراد ایک بااختیار دوسرا بے اختیار بھلا کیسے برابر ہوسکتے ہیں جب مالک مجازی مساوی نہیں تو مالک حقیقی اور مملوک حقیقی کس طرح مساوی ہوسکتے ہیں اور جب مساوی نہیں تو عبادت میں شرکت کیسی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے لائق و سزاوار ہیں ان مشرکوں میں اکثریت علم سے بے بہرہ لوگوں کی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سو دے اور بُت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ۱۲ (۷۵) اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ فرض کرو دو شخص ہیں ایک تو اُن میں سے

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
اور اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویوں کو پیدا کیا اور ان بیویوں سے

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ
تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور پاکیزہ چیزیں تمہیں کھانے

الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ
کیلئے دیں کیا اس پر بھی یہ لوگ بے بنیاد چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کا

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو

لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
نہ ان کو آسمانوں میں سے کچھ رزق دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین

شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
سے اور نہ اختیار حاصل کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ پس تم اللہ کے لئے

الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
مثالیں نہ گھڑا کرو۔ یقیناً اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى
اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ فرض کرو ایک غلام کسی کا مملوک ہے جو کسی چیز کا اختیار

شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ
نہیں رکھتا اور ایک دوسرا وہ شخص ہے جسکو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے اور وہ اس روزی میں سے

مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ
علانیہ اور پوشیدہ آزادی کیساتھ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے آدمی آپس میں برابر ہوسکتے ہیں سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
اصل واقعہ یہ ہے کہ ان مشرکوں میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان کرتا ہے کہ

گونگا ہے اور وہ کوئی کام نہیں کرسکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ اور بارِ گراں ہے جہاں کہیں اُس کا آقا اور مولا بھیجتا ہے تو وہ گونگا کوئی بھلائی لیکر نہیں آتا اور کوئی کام درست کرکے نہیں لاتا تو کیا یہ گونگا ملازم اور وہ شخص

رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَآ أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَّ

فرض کرو دو شخص ہیں ایک ان میں سے گونگا ہے جو کسی کام پر قدرت نہیں رکھتا اور

هُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَىٰهُ أَيْنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَأْتِ

وہ اپنے آقا پر ایک بارِ گراں ہے کہ جہاں کہیں وہ آقا اس کو بھیجتا ہے وہ کوئی

بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ ۙ وَمَن يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

بھلائی لیکر نہیں آتا کیا یہ گونگا غلام اور وہ شخص برابر ہوسکتا ہے جو لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے

وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ

اور خود بھی سیدھی راہ پر گامزن ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ

وَالْأَرْضِ ۚ وَمَآ أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ

امور کا علم اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے اور قیامت کا معاملہ تو بس ایک پلک جھپکنے کی بات ہے یا

هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللَّهُ

اس سے بھی قریب تر یقیناً اللہ ہر شئے پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اللہ نے

أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا

تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حال میں نکالا کہ تم اس وقت کچھ بھی نہیں جانتے تھے

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

اور اُسی نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے تاکہ تم اس کے احسان کا

تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ

شکر بجا لاؤ۔ کیا ان لوگوں نے ان پرندوں کے حال پر غور نہیں کیا جو فضائے آسمانی میں

السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

مسخر ہوتے ہیں ان کو گرنے سے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں روکتا اس امر مذکور میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٧٩﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ

جو لوگ اہل ایمان ہیں۔ اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے رہنے سہنے کی

برابر ہوسکتا ہے جو لوگوں کو انصاف اور اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہو اور وہ خود بھی سیدھی راہ پر قائم ہو٭ یعنی ایک غلام گونگا اندھا بہرا ہو کوئی کام نہ کرسکے جہاں اس کا آقا بھیجے وہاں سے کوئی کام درست کرکے نہ لائے آقا پر ایک بار ہو اُس کے مقابلے میں ایک وہ شخص جو لوگوں کو اعتدال وانصاف کی باتیں سکھاتا ہو اور خود بھی سیدھی اور معتدل راہ پر قائم ہو جب اس قسم کے دو انسان برابر نہیں تو خالق ومخلوق میں برابری اور مساوات کہاں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خدا کے دو بندے ایک بہت نکما نہ چل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسولؐ جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم رہے اس کے تابع بہتر یا اُس کے ۱۲ (۷۶)

ع ۱۰ — ۶ — ۱۶

اور اللہ تعالیٰ ہی کیساتھ آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ امور خاص ہیں اور اسی کے پاس تمام آسمانوں اور زمین کے بھید ہیں اور قیامت کا کام اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے ٭ پلک جھپکنا بہرحال زمانی ہے اور ارادہ کا تعلق آنی ہے۔ یا تو وقوعِ قیامت مراد ہے یا مُردوں کا زندہ ہونا۔ چونکہ امور پوشیدہ اسی کے لئے خاص ہیں اسی لئے وقوعِ قیامت کا علم بھی اسی کو ہے۔ ان الساعۃ اتیۃ اکاد اخفیھا لتجزی (۷۷) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں سے اس حال میں نکالا کہ تم اُس وقت کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور اُس نے تم کو کان دیئے اور آنکھیں اور دل عطا کئے تاکہ تم شکر بجا لاؤ اور اُس کا شکر کرو (۷۸) کیا اُن لوگوں نے ان پرندوں کے حال پر غور نہیں کیا جو فضائے آسمانی میں مسخر ہوتے ہیں ان پرندوں کو اس جگہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی روکتا نہیں اس امر مذکور میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ٭ یعنی جسم ثقیل کا تقاضا ہے کہ پرندے زمین پر گر پڑیں لیکن قدرت نے ان کی ساخت اس طرح رکھی ہے کہ وہ ہوا میں اڑتے ہیں اور گرتے نہیں اس میں بھی اسکی وحدانیت کے دلائل ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان لانے میں بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے، آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اُڑتے جانور اُدھر میں کس کے سہارے رہتے ہیں ۱۲ (۷۹) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں اور مکانوں کو تمہارے رہنے سہنے

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا

جگہ بنایا اور اُسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لئے گھر یعنی ڈیرے خیمے بنائے

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ

کہ تم ان کو سفر میں کوچ کرتے اور مقام کرتے وقت اٹھانے لگانے میں ہلکا پاتے ہو اسی نے

اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا

بھیڑوں کی اُون سے اور اونٹوں کی اون سے اور بکریوں کے بالوں سے ایک مدت تک کیلئے گھر کا سامان اور

اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ

برتنے کی چیزیں بنائیں۔ اور اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی بعض چیزوں کے سائے بنائے

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے

سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ

کُرتے بنائے جو گرمی سے تم کو بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی بنائے جو تم کو لڑائی میں بچاؤ کا کام

كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾

دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی طرح تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرتا ہے تاکہ تم اس کے فرماں بردار بنو۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾

پھر اگر یہ لوگ اس پر بھی روگردانی کریں تو اے پیغمبر آپ کے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہونچا دینا ہے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

یہ لوگ خدا کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں اور باوجود اس کے ان نعمتوں سے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا

ناسپاس ہیں۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اُٹھا کھڑا کرینگے پھر نہ تو

يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾

کافروں کو معذرت کرنے کی اجازت دیجائیگی اور نہ خدا کو راضی کرنے کی اُن سے خواہش کیجائیگی۔

کی جگہ بنایا اور اُسی نے تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے ڈیرے اور خیموں کے گھر بنائے جن کو تم سفر میں کوچ کرتے اور مقام کرتے وقت ہلکا محسوس کرتے ہو اور ان چمڑے کے گھروں کو اکھیڑنے اور لگانے میں ہلکا پاتے ہو اور اس نے بھیڑ کی اُون اور اونٹ کی ببریوں اور پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے گھر کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک مدت تک کیلئے بنائیں :: یعنی حضرت حق تعالیٰ اپنے احسانات اپنے بندوں کو یاد دلاتا ہے کہ ہم نے تم کو بسنے کے لئے اور رہنے کے لئے مکانات دیے تم کو مکان بنانے کے طریقے تعلیم کئے مکان بنانے کا سامان تمہارے لئے مہیا کیا پھر جانوروں کی کھالوں سے تم کو سفر میں ڈیرے خیمے بنا دیئے کہ جہاں ٹھہرتے ہو وہاں آسانی سے مکان بنا لیتے ہو اور جب کوچ کرتے ہو تو اُن کو اکھیڑ کر سامان میں رکھ لیتے ہو اس کے علاوہ جانوروں کی اُون سے گھروں کا بہت سا سامان اور فائدے کی چیزیں تیار کرتے ہو اور ایک مدت تک ان سے فائدہ اٹھاتے ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُون بھیڑ کے پشم اور ببریاں اونٹ کے پشم ١٢ (٨٠) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے بعض چیزوں کے تمہارے لئے سائے بنائے اور پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں اور ٹھکانے بنائے اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تم کو بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی بنائے جو لڑائی میں تمہاری حفاظت کا کام دیں اور تمہاری آپس کی لڑائی میں تم کو بچاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی طرح تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار ہو اور حکم مانو :: سائے جیسے درختوں اور مکانوں اور پہاڑوں کے، کُرتے جو گرمی اور لُو سے بچاؤ اور لڑائی سے بچاؤ کے لئے زرہیں جو زخم لگنے سے حفاظت کریں جب ظاہری نعمتوں کا یہ حال ہے تو باطنی نعمتوں اور مہربانیوں کا اندازہ اسی سے لگا لو اور ان بیکراں نعمتوں کا تقاضہ یہ ہے کہ اُس کا احسان مانو اور اسلام لا کر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے پابند ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اُس ملک میں گرمی بہت تھی اُسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ١٢ (٨١) پھر اگر یہ لوگ اس پر بھی رُوگردانی اور اعراض کا برتاؤ کریں تو اے پیغمبر آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں کیوں کہ آپ کے ذمہ تو بس واضح طور پر پہونچا دینا ہے (٨٢) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جانتے پہچانتے ہیں پھر پہچان کر انکار کرتے ہیں اور زیادہ ان کے ناسپاس ہیں :: یعنی آپ کا کام تبلیغ احکام ہے اور بس یہ لوگ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کو پہچانتے ہیں پھر ان کا برتاؤ منکرانہ اور کافرانہ ہے وہ برتاؤ نہیں جو ایک منعم اور محسن کیساتھ ہونا چاہیے (٨٣)

ع ١١ / ١٧

اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک گواہ اُٹھا کھڑا کریں گے پھر ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے نہ تو بولنے کی اور معذرت کرنے کی اجازت دی جائے گی اور نہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے اور راضی کرنے کی اُن سے خواہش کیجائیگی :: یعنی ہر اُمت کے پیغمبر کو شہادت کیلئے طلب کیا جائیگا تاکہ وہ اپنی اپنی اُمت کے اعمال بد پر گواہی دے پھر نہ تو منکروں کو بولنے کا حق ہوگا نہ اُن سے یہ کہا جائے گا کہ توبہ کرلو یا کوئی اچھا عمل کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو کیونکہ وہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حکم نہ لے یعنی بولنے کا ١٢ (٨٤)

اور جب ظالم اور بے انصاف لوگ عذاب میں پڑکر عذاب کو دیکھیں گے تو نہ اُن پر وہ عذاب کسی وقت ہلکا کیا جائے گا اور وہ نہ مہلت دیئے جائیں گے :: یعنی نہ عذاب میں تخفیف اور نہ مہلت و ڈھیل (۸۵) اور جب وہ لوگ جو مشرک ہیں اور جن کا شیوہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا ہے اپنے شرکاء کو دیکھیں گے جن کو اپنے زعم میں شریک خدائی سمجھتے تھے وہ نظر پڑیں گے تو یہ مشرک ان کو دیکھ کر کہیں گے

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو نہ ان پر سے کسی وقت عذاب ہلکا کیا جائیگا

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔ اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں یعنی معبودوں کو

شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا

دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ

وہ ہمارے خود ساختہ شریک یہی ہیں اس پر وہ شریک ان مشرکوں کو

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ

جواب دیں گے کہ یقیناً تم جھوٹے ہو۔ اور مشرک اُس دن اللہ کیطرف اطاعت و فرماں برداری کا

السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ

پیغام ڈالیں گے اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہوجائیں گی۔ جو لوگ

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

کفر کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا کرتے تھے ہم ان کے کفر کی سزا پر اس شرارت کی پاداش میں

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ

جو وہ کیا کرتے تھے اور سزا بڑھا دیں گے۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر اُمت سے

أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا

ایک گواہ اس کےخلاف گواہی دینے کو اٹھا کھڑا کریں گے جو انہی میں سے ہوگا اور ان لوگوں یعنی آپکی اُمت کے کافروں

عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور اے پیغمبر ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو

شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ إِنَّ

بیان کرنیوالی ہے اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب بڑی ہدایت رحمت اور خوش خبری سنانے والی ہے۔ یقیناً

اے ہمارے پروردگار جن کو ہم تیرے سوا اور کچھ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے اور جن کی پوجا کیا کرتے تھے وہ ہمارے خود ساختہ شریک یہ ہیں یہ سن کر وہ شرکاء بات کو ان مشرکوں ہی کیطرف لوٹا دیں گے اور کہیں گے تم بالکل سراسر جھوٹے ہو :: یعنی وہ ان مشرکوں سے کہیں گے کہ تمہارا ہمارا کوئی تعلق نہیں تم ہمکو نہیں پوجتے تھے بلکہ محض اپنی خواہشات فاسدہ اور خیالات باطلہ کی پرستش کیا کرتے تھے یا ہم کو تمہاری عبادت کی خبر ہی نہیں جیسے بُت اور درخت وغیرہ ان کنا عن عبادتکم لغافلین اگر یہ کہنے والے صلحاء و اتقیاء و ملائکہ وغیرہ ہوں تو اُن کا کہنا سچ ہوگا اور اگر جواب دینے والے شیاطین اور جن وغیرہ ہوں تو ہوسکتا ہے کہ وہاں بھی جھوٹ بولیں ایسا کہنا قرآن میں کئی جگہ مذکور ہے بہرحال سب کا متشا تبری اور براءت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھکر پجواتا ہے اسی سے اُن کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ۱۲ (۸۶) اور مشرک اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اطاعت و فرماں برداری کا پیغام ڈالیں گے اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ سب ان سے گم ہوجائیں گی :: یعنی سب طرف سے مایوس ہوکر اللہ تعالیٰ کے روبرو اطاعت و انقیاد کا اظہار کرنے لگیں گے اور دنیا میں جس تکبر کا اظہار کیا کرتے تھے اور شیخی مارا کرتے تھے وہ سب باتیں جاتی رہیں گی اور سب لن ترانیاں گم ہوجائیں گی (۸۷) جو لوگ خود کفر کے مرتکب ہوئے اور دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے رہے ہم اُن کے لئے سزا پر سزا بڑھا دینگے اس شرارت کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے :: یعنی ان کے ایک کفر کی سزا پر دوسری ان کی شرارت اور فساد انگیزی کی سزا کا اضافہ کردیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ (۸۸) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر اُمت میں سے اس کے خلاف گواہی دینے والا اُٹھا کھڑا کریں گے انہی میں سے اور اے پیغمبر ان لوگوں کے مقابلے میں آپؐ کو گواہ لائینگے اور اے پیغمبر ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو دین کی ہر بات بیان کرنیوالی ہے اور مسلمانوں کے لئے خاص طور پر بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور بشارت و خوش خبری سنانے والی ہے :: یعنی قیامت کے دن کا یہ واقعہ قابلِ ذکر اور قابلِ خوف ہے جس دن

ع ۱۲ / ۶ ۱۸

ہر ایک امت میں سے اسکے پیغمبر گواہی دینے کے لئے بُلائے جائیں گے پھر وہ امت کی نافرمانیوں کے حالات بیان کریں گے اور چونکہ اے پیغمبر آپ بھی صاحب اُمت رسول ہیں اس لئے آپ بھی اپنی اُمت پر گواہ بناکر لائے جائیں گے اور آپکی اُمت نے آپکی دعوت پر جو سلوک آپکے ساتھ کیا ہے وہ آپ بھی بیان کریں گے اور چونکہ آپکی رسالت ثابت ہے اسلئے اسکی مزید توثیق فرماتے ہوئے نزول کتاب اور قرآن کے اثار نیک کا ذکر فرمایا قرآن کو تبیان فرمایا جو ہر دین کی بات کو واضح کرتا ہے اسکا ہدایت و رحمت اور بشارت دہندہ ہونا ظاہر ہی ہے رہی مسلمانوں کی خصوصیت تو جو اسکو مانتا ہے اور کلام الٰہی تسلیم کرتا ہے اُسی کو ہدایت اور رحمت اور بشارت

سے بہرہ اور حصہ ملتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپؐ تمام انبیا کی توثیق و تصدیق کریں اور ان کے لئے شہادت دیں (۸۹) آگے قرآن کے بعض احکام بیان فرماتے ہیں ارشاد ہوتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اعتدال اور انصاف کا اور نیکی اور بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کی باتوں اور نامعقول کاموں کو اور ظلم و زیادتی اور سرکشی و تعدی کو منع کرتا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت پکڑو اور نصیحت کو قبول کرو ؛ یہ آیت تمام اوامر و نواہی کی ایک جامع آیت ہے۔ اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ تمام عقائد و اعمال بلکہ معاملات میں میانہ روی کا وہ راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو عدل و انصاف پر مبنی ہو ہر ایک شخص کے ساتھ بھلائی اور احسانات کا برتاؤ کرنا چاہیئے اور بالخصوص قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی مال سے خدمت کرتے رہنا جن چیزوں کے ارتکاب کو منع کیا وہ فحشا۔ منکر۔ بغی۔ فحشا سے مراد ہے بڑی بے حیائی کے کام اور منکر سے مراد ہے ہر قسم کی برائی اور نامعقول کام۔ بغی سے مراد ہے کسی پر ظلم اور زیادتی کرنا۔ اجمالی طور پر تمام دین کے اوامر و نواہی کو اس آیت میں جمع کر دیا گیا ہے جس کی شرح کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں غیر کے مقدمہ میں انصاف چاہیئے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ۱۲ (۹۰) اب آگے مذکورہ باتوں میں بعض باتوں کو خصوصیت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کیا کرو جب تم آپس میں عہد کرو اور قسموں کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ بھی کر چکے ہو اور تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن بھی کیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ؛ یعنی اللہ کو درمیان دیکر کوئی عہد کیا جائے جیسا کہ عام دستور ہے کہ عہد کرتے وقت اللہ کو درمیان دیتے ہیں قسمیں کھا کر عہد کو پورا کرنے کا یقین دلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن کرتے ہیں تو ایسے عہود کے متعلق خاص طور پر تاکید فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامتوں میں عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا بھی ذکر کیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس عہد کو عہدِ الست پر بکمہ مراد لیا ہے یعنی جو عہد یوم میثاق میں ہوا تھا اور جسکے جواب میں بلے کہکر پختہ اقرار کیا تھا دنیا میں تم نے فراموش کر دیا اس کو پورا کرو اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اور عہد شکنی نہ کرو واللہ اعلم بالصواب (۹۱) اور تم عہد شکنی کر کے اُس دیوانی عورت کے مشابہ مت ہونا جو اپنے کاتے ہوئے سوت کو محنت کرنے اور مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی اور اپنے کاتے کو توڑ ڈالتی تھی اس عورت کی طرح تم بھی اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد محض آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو اور قسموں کو توڑنے لگو اور یہ صرف اسلئے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھی ہوئی ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے زیادہ ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعتی فرق کی وجہ سے تم کو آزماتا اور پرکھتا ہے اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے ہو قیامت کے دن ان سب کی حقیقت تم پر واضح اور ظاہر کر دے گا ؛ یعنی عام طور سے لوگ باہم عہد و پیماں کیا کرتے اور اسطرح ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے حلیف ہو جاتے تھے اور جب کبھی ایک حلیف پر کوئی حملہ کرتا تو دوسرا حلیف اُس کی مدد کرتا اس قسم کے عہود اسلام سے پہلے بھی لوگ کیا کرتے تھے اور اسلام کے بعد بھی ایک دوسرے کے معاہد اور حلیف بنتے رہے۔ کبھی کفار کے دو گروہوں میں ایک گروہ مسلمانوں کا حلیف ہو جاتا تھا دوسرا گروہ کسی غیر مسلم کا حلیف ہو جاتا تھا۔ پھر جس فرقہ سے مصالحت اور عہد ہو جاتا اگر اسکے مقابلے میں کوئی دوسرا قبیلہ مال میں اور تعداد میں زیادہ ہوتا اور اُس کا پلہ بھاری ہوتا تو پہلے عہد کو نظر انداز کر دیتے اور جھٹ دوسرے سے عہد و پیمان کر لیتے اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کار کی مذمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مکہ کی اُس دیوانی عورت کی طرح نہ ہو جو بڑی محنت سے سوت کرواتی تھی اور کہتی تھی کہ جاڑے میں لوگوں کو جڑاول دوں گی پھر اس سوت کو بوٹے بوٹے کر ڈالتی تھی یعنی عورت کی طرح بیوقوف نہ بن جاؤ جب کوئی عہد کسی فرقہ سے کرلو تو وہ کمزور ہو خواہ غریب اور فقیر ہو اُس کو توڑو نہیں کسی جماعت کا قوی اور کسی کا کمزور ہونا یہ محض تمہاری آزمائش اور ابتلا کے لئے ہوتا ہے کہ تم اپنے عہد کی پابندی کرتے ہو یا کسی کم تعداد والے کو چھوڑ کر کسی بڑی تعداد اور بڑی ثروت والے فرقہ سے جا ملتے ہو اور آزمائش میں فیل ہو جاتے ہو اس طریقہ کار میں عہد شکنی (باقی صفحہ ۴۴۳ پر)

اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ

اللہ انصاف کا اور بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ

اور بے حیائی کو اور نامعقول کاموں کو اور تعدی و سرکشی کو منع کرتا ہے تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اسلئے نصیحت کرتا

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ

ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کیا کرو جب تم آپس میں عہد کرو

وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ

اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑا کرو اور تم اللہ کو اپنے اوپر

اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَ

گواہ بھی کر چکے ہو بلاشبہ اللہ ان کاموں کو جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور

لَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ

قسم توڑنے میں تم اس عورت کی مانند نہ ہونا جو اپنے کاتے کو مضبوط کاتنے کے بعد پارہ پارہ کر دیا کرتی تھی

أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن

کہ تم بھی اپنی قسموں کو محض اس بنا پر آپس میں فساد ڈالنے کا بہانہ بنانے لگو

تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللّٰهُ

کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہے بات صرف یہ ہے کہ اللہ اس جماعتی اکثریت کی وجہ سے

بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ

تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جن چیزوں میں تم اختلاف کیا کرتے ہو قیامت کے دن خدا تم پر ان کی حقیقت

تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً

واضح کر دے گا۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ بنا دیتا

وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي

لیکن وہ جس کو چاہتا ہے بے راہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ

(بقیہ صفحہ ۴۴۲) بھی ہے اور توکل علی اللہ کے بھی منافی ہے بہرحال یہاں تو امتحان ہے باقی نتیجہ قیامت کے دن ظاہر ہو جائیگا اور جو جھگڑے حق و باطل میں کرتے ہو قیامت میں واضح طور پر معلوم ہو جائیگا
کیونکہ حق کی اُس دن مدد ہوگی اور باطل ذلیل ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی قول دیکر دغا کرتا ہے اس واسطے کہ زبردست کو گرا دے اور کمزور کو چھوڑ دے یہ اللہ نے آزمانے کو رکھا ہے کسی کے
بدلے سے بدلا نہیں جاتا ادبار سے اقبال وہی لاوے تو آدے اور بد قولی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادبار آنیوالا ہوتا ہے دوسرا گرایا نہ گرا اول آپ گرتا ہے اپنے بنے کام کو خراب کرتا ہے جیسے ایک عورت
دیوانی تھی مال دار سارے برس سوت کتواتی کر جڑا دل ہوں گی اقربا کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی ۱۲ (۹۲) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ تم سب کو ایک ہی فرقہ اور ایک
ہی طریقہ کا ہم خیال بنا دیتا اور آپس میں پھوٹ نہ پڑتی لیکن وہ جسکو چاہتا ہے گمراہ اور بے راہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا اور راہ پر لگا دیتا ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا:۔ اور جو عمل تم کرتے رہوگے

مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا

پر لگا دیتا ہے اور جو عمل تم کرتے رہوگے ان سب کی تم سے ضرور باز پرس کیجائے گی، اور

تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ

تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ کہیں ایسا نہو کہ کسی کا قدم جم جانیکے بعد

ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ

پھسل جائے اور تم کو اس سبب سے کہ تم نے خدا کی راہ سے روکا عذاب کا مزہ چکھنا پڑے

اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ

اور تم کو بڑا سخت عذاب ہو - اور خدا سے تم نے جو عہد کیا ہے اس کے عوض

اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کر لیا کرو، بیشک جو عوض اللہ کے ہاں ہے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے بشرطیکہ

تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ

تم اس بات کو سمجھو - جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائیگا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا

اور ان لوگوں کو جو ثابت قدم رہتے ہیں ہم اُن کو اُن اچھے کاموں کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے

يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ

ان کا صلہ عطا کریں گے - جو شخص نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

بشرطیکہ وہ صاحب ایمان ہو تو ہم اُس کو زندگی دیں گے ایک پاکیزہ زندگی اور اُن کے اُن کاموں کا جو وہ

أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ

کیا کرتے تھے بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے - اور اے پیغمبر جب آپ قرآن

الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ إِنَّهُ

پڑھیں تو پہلے شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگ لیا کریں - یقیناً

اُن سب کی تم سے ضرور باز پرس ہوگی :: یعنی یہ بھی
ہو سکتا تھا کہ تم سب ایک ہی ملت کے پابند ہوتے اور تم
میں باہم اختلاف نہ ہوتا لیکن بمقتضائے حکمت و مصلحت
ایسا نہیں کیا گیا یہ حضرت حق تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ
وابستہ ہے کوئی گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور
کوئی ہدایت اور راہ یافتہ ہے قیامت کے دن ہر شخص سے
اُس کے اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کافر کو بھی بد قولی سے نہ مار
کفران باتوں سے مٹتا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے
خلاصہ یہ کہ عہد ہر شخص سے پورا کیا جائے خواہ وہ کوئی
ہو بشرطیکہ عہد شریعت کے موافق ہو (۹۳) اور اے
اہل ایمان تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ اور فریب
دہی اور فساد کا ذریعہ نہ بناؤ مبادا کسی کا قدم جمے
پیچھے پھسل نہ جائے اور تم اس کے باعث کہ تم نے خدا
کی راہ سے روکا اور اس سبب سے کہ تم خدا کی راہ سے مانع
ہوئے تم کو کسی سخت تکلیف کا مزہ چکھنا پڑے اور کو آخرت
میں بڑے عذاب کا سامنا ہو :: یعنی اگر تم مسلمان ہو کر
اپنی قسموں کا کھیل بنا لوگے اور قسموں کو فساد کا ذریعہ
بناؤگے تو لامحالہ دوسرے لوگوں کو اسلام سے نفرت
ہوگی اور کوئی شخص جو اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر چکا
ہو اُس کا دل ہٹ جائے یا کسی نے تازہ تازہ اسلام
قبول کیا ہو اور وہ تمہارے اس طرز عمل کو دیکھ کر اسلام
سے پھر جائے تو چونکہ تمہارے اعمال سے یہ اثر پیدا ہوگا
تو گویا تم اللہ کی راہ سے اور دین حق سے روکنے کا سبب
ہوئے اسلئے تم کو دنیا میں بھی خمیازہ بھگتنا پڑیگا اور آخرت
میں بڑے عذاب کا سامنا ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں یعنی مسلمانوں کو بدنام نہ کرو کہ یقین لانے
والے شک میں پڑیں اور تم پر گناہ چڑھے ۱۲ (۹۴)
اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض اور جو عہد تم نے
خدا تعالیٰ سے کیا اُس کے بدلے میں دنیا کا تھوڑا سا
فائدہ مت حاصل کیا کرو بلاشبہ جو عوض اور جو بدلا اللہ
تعالیٰ کے ہاں ہے اور جو ذخیرۂ آخرت اسکے پاس
ہے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم اس بات
کو سمجھو :: اوپر کی آیت میں باہمی عہد و پیماں کے
نباہنے کی تاکید فرمائی اب اُس عہد کا ذکر ہے جو اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہر بندے کا عہد ہے ثمن قلیل سے
دنیاوی فوائد مراد ہیں دنیا خواہ کتنی ہی زائد ہو آخرت
کے مقابلہ میں بہرحال کم بھی ہے اور فانی بھی حضرت
شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے مذکور تھا آپس کے قول

توڑنے کا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑنے کا یعنی مال کی طرح سے حکم شرع سے خلاف نہ کر دو وہ مال وبال بدلا دے گا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں ۱۲ (۹۵) جو کچھ تمہارے پاس ہے
وہ سب ختم ہو جائے گا اور تبر جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا اور دائمی ہے اور جو لوگ وفائے عہد میں ثابت قدم رہتے ہیں اور عہد کے پورا کرنے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر کرتے اور
ثابت قدم رہتے ہیں ہم اُن کو ان کے اچھے کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے ضرور صلہ اور اجر عنایت فرمائیں گے :: یعنی تمہارے پاس جو دنیا ہے وہ فنا ہونیوالی ہے اور اُس کے مقابلہ میں آخرت اور وہاں
کا اجر جو ہماری بارگاہ سے ملے گا وہ دائمی ہے آیت کے آخری حصے میں اُس اجر کے ملنے پر تاکیدی وعدہ کیا گیا ہے (۹۶) جو شخص نیک اعمال کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن اور صاحب
ایمان ہو تو ہم اُس کو زندگی عطا کریں گے ایک پاکیزہ اور پُر لطف زندگی اور ہم اُن کو اُن کے اچھے اعمال کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے اُن کا اجر اور صلہ عطا فرمائیں گے :: حیات طیبہ یعنی (باقی صفحہ ۴۴۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۴۳) دنیا میں اطمینانِ قلب اور ذکر و شغل کی لذت اور آخرت میں اجر و ثواب اور صلہ یا آخرت کی زندگی کو حیاتِ طیبہ فرمایا اور یہ واقعہ ہے کہ وہاں سے بہتر زندگی کہاں مل سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اچھی زندگی قیامت کو جلادیں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں ۱۲ (۹۷) آگے بعض اعمال صالحہ کے آداب کا ذکر فرمایا اور اے پیغمبر جب قرآن پڑھیں اور قرآن پڑھنے کا ارادہ فرمائیں تو پہلے شیطان مردود سے خدا کی پناہ طلب کر لیا کریں :- تلاوتِ قرآن کا ادب تعلیم فرمایا کہ قرآن شروع کرنے سے پہلے شیطان کے مکر و فریب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو چونکہ قرآن کی فہم پر عقائد و اعمال کا دارو مدار ہے نہ معلوم کہ شیطان خبیث کہاں وسوسہ ڈال دے اور کس موقعہ پر صحیح راہ سے بھٹکادے (۹۸) تفسیر صفحہ ہذا۔ یقیناً اس شیطان کا اُن لوگوں پر زور نہیں چلتا اور اس کا وسوسہ اُن پر اثر انداز نہیں ہوتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر پوری طرح بھروسہ رکھتے ہیں اور توکل کرتے ہیں :- یعنی ایسے لوگوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہو سکتا اور قابو نہیں چل سکتا جو کامل مومن ہیں اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں خدا ان کی مدد کرتا ہے اور شیطان کے فریب سے ان کی حفاظت کرتا ہے۔

لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
اُن لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اس شیطان کا کچھ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ
زور نہیں چل سکتا۔ اس شیطان کا قابو تو صرف اُن لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور
الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ
اُن لوگوں پر چلتا ہے جو خدا کیساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں
اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ
حالانکہ اللہ جو حکم نازل کرتا ہے اسکی مصلحت کو وہی خوب جانتا ہے تو یہ کافر اس تبدیلی پر کہتے ہیں کہ بس تو ہی اپنے دل سے بنا لاتا
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ
ہے یہ بات نہیں بلکہ ان میں کے اکثر لوگ جاہل ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس قرآن کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے
مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى
حکمت کے موافق لایا ہے تاکہ جو لوگ اہلِ ایمان ہیں ان کو یہ کلام ثابت قدم رکھے اور فرمانبرداروں کیلئے
وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
موجب ہدایت اور خوش خبری ہو۔ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ
اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ
یہ قرآن محمدؐ کو ایک آدمی سکھاتا ہے حالانکہ جس آدمی کی طرف یہ سکھانے کی نسبت کرتے ہیں
اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن نہایت سلیس عربی زبان میں ہے۔ بے شک جو لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ
اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے یعنی ضد سے تو خدا ایسے لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا اور انکو
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ
دردناک عذاب ہوگا۔ بس جھوٹی افترا پردازی تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں

(۹۹) بس شیطان کا قابو اور اُس کا زور تو اُن لوگوں پر چلتا ہے جو اُس کو رفیق بناتے اور اُس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر چلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں :- جو لوگ شیطان سے دوستی کریں اور اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کریں ایسوں کو خدا کی مدد اور توفیق نصیب نہیں ہوا کرتی اور یہ لوگ شیطان ہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اُس کے آگے رجوع نہ ہو وہ اور سر پر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اسی کا کلام ہے اور اسی کا نام ہے ۱۲ (۱۰۰) اور ہم جب کسی آیت کی بجائے دوسری آیت کو بدلتے ہیں اور ایک آیت کے حکم کی جگہ دوسری آیت کا حکم لے آتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم نازل کرتا ہے اور جو حکم بھیجتا ہے اس کی حکمت اور مصلحت کو وہ خوب جانتا ہے تو یہ دینِ حق کے منکر اس تبدیلی پر کہتے ہیں کہ بس تو ہی افترا کرنیوالا ہے اور تو اپنے دل سے خود گھڑنے والا اور بنانے والا ہے یہ بات نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر لوگ جاہل اور نا سمجھ ہیں :- یعنی جب کوئی آیت لفظاً یا معناً منسوخ ہو جاتی ہے اور اس آیت کے حکم کی بجائے ہم دوسرا حکم بھیجتے ہیں تو مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب تیری من گھڑت ہے اگر یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہوتا تو اس میں نسخ نہ ہوتا گویا وہ نسخ کو کلام الٰہی کے منافی سمجھتے تھے اور یہی ان کی جاہلانہ باتیں ہیں اگر وہ نسخ کی حقیقت کو سمجھتے اور جانتے تو کبھی یہ بات نہ کہتے نسخ کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ ایک حکم کی مقررہ مدت ختم ہو جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا یعنے ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجئے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے ۱۲ (۱۰۱) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ اس قرآن کو روح القدس یعنی جبرئیلؑ آپ کے پروردگار کی طرف سے حکمت کے موافق لایا ہے تاکہ اہلِ ایمان کو یہ کلام ایمان پر ثابت رکھے اور مسلمانوں اور فرماں برداروں کے لیئے ذریعہ ہدایت اور خوش خبری ہو :- یعنی جبرئیل امینؑ لاتے ہیں اور ضرورت کے موافق حکمتِ الٰہی کیساتھ نازل ہوتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کا ایمان مضبوط ہو اور اطاعت گزاروں کو ہدایت و بشارت میسر ہوتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر حال میں اس کے موافق راہ سمجھا دے اور ہر کام پر دلیسی خوش خبری پہونچا دے ۱۲ (۱۰۲) اور بیشک ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ قرآن کے منکر یوں کہتے ہیں بس محمدؐ کو قرآن تو ایک آدمی سکھاتا ہے اور اس قرآن کی تعلیم تو محمدؐ کو ایک شخص دیا کرتا ہے حالانکہ جس شخص کی طرف یہ منکر تعلیم قرآن کی نسبت کرتے ہیں وہ تو ایک عجمی شخص ہے اور یہ قرآن نہایت سلیس اور فصیح عربی زبان میں ہے :- کوئی نصرانی غلام تھا رومی صیقل گر لوہار وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور قرآن سنا کرتا تھا حضورؐ بھی جب کبھی بازار میں جاتے تو اُس کی دوکان پر ٹھہر جاتے اس کی طرف نسبت کر دی کہ وہ محمدؐ کو قرآن سکھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ وہ تو غیر ملکی ہے اُس کی زبان عربی زبان نہیں ہے تو وہ اس قدر فصیح و بلیغ عربی میں کلام کس طرح کر سکتا ہے کہ جس کلام کا مقابلہ خود اہلِ عرب بھی نہ کر سکیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۴۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۴۴) ایک شخص کا غلام رومی نصرانی مکہ میں تھا حضرتؐ کے پاس آ بیٹھتا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھاتا ہے ۱۲ (۱۰۴) بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا ؛ یعنی جو لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی کرتے ہیں اور ایمان نہ لانے پر نامعقول استدلال کیے جاتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں نے جن کا ذکر ہوا طریقہ اختیار کر رکھا ہے تو ان لوگوں کو کبھی ہدایت نہیں ہوگی بلکہ آخرت میں یہ عذاب کے مستحق ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جتنا سمجھاتے دے نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہے ۱۲ (۱۰۵) تفسیر صفحہ ہذا ۔ آگے حضورؐ کو (معاذ اللہ) مفتری کہنے کا جواب ہے ارشاد ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جھوٹی افترا پردازی کے تو وہ ہی لوگ مرتکب ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ پورے اور کامل جھوٹے ہیں ؛ یعنی معاذ اللہ جو پیغمبر کو مفتری بتاتے ہیں یہ لوگ خود ہی جھوٹے افترا پردازیاں کرنے کے عادی اور خوگر ہیں اور یہ لوگ واقعی جھوٹے ہیں (۱۰۵) جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے پیچھے اس کے ساتھ کفر کرے اور ایمان باللہ سے پھر جائے مگر ہاں اسپر جبر کیا جائے اور وہ مجبور ہو کر محض جان کے خوف سے کوئی کفر کی بات زبان سے کہدے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور ایمان پر قائم ہو تو ایسا شخص مستثنیٰ ہے اور اسپر کوئی مواخذہ نہیں لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی جی کھول کر کفر کو اچھا اور مستحسن سمجھ کر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا ؛ یعنی مومن کے کفر کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ کوئی شخص اُس کو ڈرائے اور کفر کی بات پر مجبور کرے اور کہے اگر کفر نہیں کیا تو تجھ کو قتل کردوں گا اور یہ شخص جان کے خوف سے محض اپنی زبان سے کوئی بات کفر کی کہدے تو وہ غضب الٰہی اور عذاب عظیم سے مستثنیٰ ہوگا لیکن اگر کوئی بدنصیب شرح صدر کے ساتھ کفر کو اچھا سمجھ کر کفر کی بات کہے اور اس کا سینہ کشادہ ہو اور کفر کو مستحسن سمجھ کر کفر کرے تو یہ لوگ یقیناً غضب الٰہی اور عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے کہا جاتا ہے کہ جان کے خوف سے کفر کی بات کا واقعہ حضرت عمارؓ کو پیش آیا اور وہ روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور کشادہ دلی کے ساتھ کفر کرنیوالے مثلاً عبداللہ بن سرح یا بعض دوسرے لوگ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہے سنکر ایمان سے پھر جائے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر کفر کا لفظ منہ سے کہوا دے اور دل میں ایمان برقرار رہے تو اس کو گناہ نہیں لیکن اگر مرنا قبول کرلے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جبر اگر متحقق ہو تو کفر کی بات کہدینے میں رخصت ہے لیکن اگر کوئی ثابت قدم رہے اور مارا جائے تو یہ عزیمت ہے اسی کو حضرت شاہ صاحبؒ نے شہید اکبر فرمایا ہے (۱۰۶) اس عذاب اور غضب الٰہی کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی کو عزیز رکھا اور دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں ترجیح دی اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا ؛ یعنی جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں اور کفر پر اصرار کریں اور ایمان لانے کے بعد پھر شرح صدر کے ساتھ مرتد ہوجائیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان سے ڈر کر یا برادری کی خاطر سے یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہیے جب ڈر کا وقت جاچکے پھر توبہ استغفار کرکر ثابت ہوجاوے ۱۲ (۱۰۷) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مُہر کردی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے انجام سے بالکل غافل ہیں ؛ یعنی اصرار علی الکفر کی یہ حالت ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دل، کان اور آنکھوں پر مُہر کردی ہے نہ حق دل میں اُترتا ہے نہ کان حق کو سننا گوارہ کرتے ہیں اور نہ آنکھیں حق کو دیکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آخرت میں جو ان کا انجام ہونیوالا ہے اُس سے بالکل غافل ہیں (۱۰۸) اور جب ان کی حالت یہاں تک پہونچ چکی ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ یہ لوگ آخرت میں بھی بالکل گھاٹے اور نقصان میں رہیں گے ؛ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے کام نہ لیں اور اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقتوں کو ضائع کردیں تو ان سے بڑھ کر آخرت میں کون نقصان اُٹھانے والا ہوگا (۱۰۹) پھر بلاشبہ آپ کا پروردگار اُن

(باقی ص ۴۴۶ پر)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ

جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیکے بعد اسکے ساتھ کفر کرے مگر یہ کہ اسپر جبر کیا جائے اور وہ مجبوراً محض زبان سے کفر کی بات

مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

کہدے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر قائم ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن جو کوئی ایمان کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے اور

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

کفر بھی کشادہ دلی کیساتھ یعنی کفر کو صحیح سمجھ کر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور اُن کو بڑا عذاب ہوگا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ

یہ غضب اور عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو عزیز

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ

رکھا اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ ایسے لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا جو کفر کے خوگر ہیں یہی وہ لوگ

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ

ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر رکھی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

اور یہی وہ لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آخرت میں بھی یہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ

گھاٹے میں رہیں گے۔ پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کیلئے جنہوں نے مبتلائے کفر

بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد بھی کیا اور ایمان ہی پر قائم رہے تو آپ کا رب ان اعمال

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ

کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ وہ دن یاد کرو جس دن ہر شخص اپنی ہی حمایت و طرفداری میں

ع ۱۴ / ۱۰ / ۲۰

بقیہ صفحہ ۴۴۵) لوگوں کے لئے جنھوں نے کفر میں مبتلا ہو جانیکے بعد ہجرت کی اور اپنا وطن چھوڑا اور جہاد بھی کیا اور ثابت اور قائم رہے تو بے شک ان اعمال کے بعد آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ÷ یعنی اوپر کی آیتوں میں کفر کے ارتکاب کا ذکر تھا خواہ وہ مجبوراً ہو یا کشادہ دلی سے ہو اس آیت میں فرمایا اگر اس کے بعد جبر والے توبہ کرلیں اور کشادہ دلی والے توبہ کرکے ایمان لے آئیں اور جو کام اسلام کے ہیں مثلاً ہجرت و جہاد اور ایمان پر ثابت قدمی تو بلاشبہ ان اعمال صالحہ کے بعد ان کے ساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ کیا جائے گا اور ایمان و اعمال صالحہ کی برکت سے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مکے میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے پھل گئے تھے یا زبانی لفظ کہہ لیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی ایک بزرگ تھے عمار ان کے باپ تھے یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مرگئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرتؐ پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں ۱۲ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شان نزول کا تعلق ایک قول کی بنا پر اختیار کیا ہے ہم نے ایک دوسرے قول کی بنا پر آیت کا مفہوم عام لے لیا ہے واللہ اعلم ۔ (۱۱۰)

عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا

سوال و جواب کرتا ہوا آئیگا اور ہر شخص کو اسکے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان لوگوں پر

يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

ظلم نہیں کیا جائیگا ۔ اور خدا ایک بستی کی یعنی وہاں کے لوگوں کی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ بڑے

مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

امن و اطمینان کیساتھ رہتے تھے ان کو ہر چہار طرف سے بافراغت روزی پہنچتی تھی پھر ان بستی والوں نے خدا کی

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

نعمتوں کی ناسپاسی کی اس پر اللہ تعالیٰ نے اس ناشکری کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے ان کو بھوک اور خوف

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

کے لباس کا مزہ چکھایا ۔ اور ان بستی والوں کے پاس انہی میں سے ایک رسول بھی آیا پھر انہوں نے اسکی تکذیب

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

کی اس پر ان کو عذاب نے آگھیرا اور ان کا حال یہ تھا کہ وہ ظالم تھے ۔ پس جب کفر کا انجام معلوم ہو گیا

اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

تو جو روزی تم کو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر بجالاؤ اگر تم

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اسی کے عبادت گزار ہو ۔ اس نے تو بس تم پر یہی چیزیں حرام کی ہیں مرا ہوا جانور اور خون اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ

گوشت اور وہ چیز جسکو غیر اللہ کے نام پر نامزد کردیا گیا ہو پھر جو شخص بالکل ہی مجبور ہوجائے بشرطیکہ وہ طالب لذت نہ ہو اور

لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ

نہ حد سے تجاوز کرنیوالا ہو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں

اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى

محض جھوٹا دعویٰ کیا کرتی ہیں تم انکی نسبت یوں کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے اس کہنے کا انجام یہ ہوگا کہ

تفسیر صفحہ ہٰذا ۔ اور اے مخاطب اُس دن کو یاد کر جس دن ہر شخص اپنی طرف داری اور اپنی ہی حمایت میں سوال و جواب اور جھگڑتا ہوا آئے گا اور ہر شخص کو جو اس نے کیا ہے اُس کے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائیگا ÷ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خطاب عام ہو جیسا کہ ہم نے اختیار کیا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مخاطب ہو مطلب یہ ہے کہ اُس دن یعنی قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی کسی دوسرے کی جانب توجہ ہی نہ ہوگی اپنے ہی متعلق جواب و سوال کرتا ہوا اور اپنی ہی فکر میں مبتلا ہوگا لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ ظلم کی نفی فرمائی ۔ نیکی کے بدلے میں کمی نہ ہوگی اور بُرائی کے بدلے میں زیادتی نہ ہوگی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا ۱۲ (۱۱۱) ناسپاسی اور کفر کے انجام کی آگے مثال بیان فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک بستی کی حالت عجیب بیان کرتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی مثال بیان فرماتا ہے کہ اس بستی کے لوگ بڑے امن اور اطمینان کیساتھ رہتے تھے ان کو ہر طرف سے بافراغت معذی پہونچتی تھی اور ان کے پاس ہر چہار طرف سے روزی پہونچا کرتی تھی پھر اُس بستی نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری اور ناسپاسی کی اس پر اللہ تعالیٰ نے اس ناشکری کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے اُن کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا ÷ یہ بستی کی صفت فرمائی لیکن مراد اس سے بستی کے رہنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں اشارہ کیا ہے ۔ لباس جس طرح انسان کے جسم سے ملاصق ہوتا ہے اور گھیرے رہتا ہے اسی طرح نافرمانی اور ناسپاسی کی وجہ سے بجائے امن و اطمینان کے خوف نے اور بافراغت رزق کی بجائے بھوک نے گھیر لیا لباس سے استعارہ فرمایا مقصود یہ ہے کہ بستی کے لوگ جس طرح بے خوف تھے اور روزی سے بے نیاز تھے کفران نعمت کی وجہ سے خوف اور بھوک میں مبتلا کردیئے گئے فارغ البالی اور بے خوفی دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں اطعمھم من جوع وامنھم من خوف فرمایا سورۂ قریش میں اور بات بھی یہ ہے کہ جو نعمت کا کفر کرے بلا میں مبتلا کیا جائے لئن کفرتم ان عذابی لشدید سورۂ ابراہیم ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایسے بہت سے شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کے کاتن کے کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے ۱۲ (۱۱۲) اور بلاشبہ ان لوگوں کے پاس ایک رسول بھی اُن ہی میں سے آیا پر اُن بستی والوں نے اس رسول کو جھوٹا بتایا اور اس کی تکذیب کی اس پر اُن کو عذاب نے آپکڑا اور اُن کا حال یہ تھا کہ وہ ظلم کے عادی ہوچکے تھے ÷ یعنی رسول بھی ہدایت کو آیا لیکن جب نہ مانے تو بالآخر عذاب نے آلیا اور وہ تھے بھی ظالم (۱۱۳) کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا یہ کفر کا شیوہ ہے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو حلال اور پاکیزہ روزی دی ہے اُس میں سے کھاؤ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ اور اس کا احسان مانو اگر تم اُسی کے عبادت گزار ہو اور اُسی کی پرستش کرتے ہو ÷ یعنی اللہ تعالیٰ کے تم اگر پرستار ہو تو اُس کی ناسپاسی نہ کرو اور جن لذیذ اور مرغوب الطبع چیزوں کو اس نے حلال کیا ہے اُنہی کو کھاؤ اور خدا کا شکر بجالاؤ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنی عقل سے ۱۲ (۱۱۴) سوائے اس کے نہیں کہ (باقی ص۴۴۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۴۴۶) اللہ تعالیٰ نے تو تم پر جو چیزیں حرام کی ہیں وہ مرا ہوا جانور ہے اور خون ہے اور سؤر کا گوشت ہے اور وہ چیز جس کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص بھوک سے بالکل ہی بیقرار ہو جائے بشرطیکہ وہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی جن چیزوں میں تم گفتگو کرتے رہتے ہو اُن میں تو صرف یہ چیزیں حرام ہیں مرا ہوا جانور ہے جو خود مر جائے اور دم مسفوح اور خنزیر کا گوشت اور تقرب کی نیت سے جو غیر اللہ کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو پھر اگر فاقہ ہو اور کوئی شخص بھوک سے مضطر اور بیقرار ہو جائے اور زندگی بچانے کیلئے کچھ تھوڑا سا کھالے تو اجازت ہے بشرطیکہ مقصد لذت حاصل کرنا نہ ہو اور حد سے تجاوز کرنیوالا بھی نہ ہو۔ سورۂ مائدہ میں تفصیل گزر چکی ہے۔ (۱۱۵) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں بغیر کسی دلیل کے محض جھوٹے دعوے کیا کرتی ہیں تم ان کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے اس کہنے کا نتیجہ اور انجام یہ ہو گا کہ تم اللہ تعالیٰ پہ جھوٹی تہمت اور جھوٹا بہتان لگاؤ گے اور بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں

اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

تم اللہ پر جھوٹا بہتان لگاؤ گے۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَ

وہ فلاح نہیں پاتے۔ یہ تھوڑے دن کا فائدہ ہے اور آئندہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

اور اے پیغمبر صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان اس سے پہلے (یعنی سورۂ انعام میں) ہم

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

پھر بیشک آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جو نادانی سے کوئی برائی کر بیٹھیں پھر اس برائی کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

انہوں نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک آپ کا رب اس توبہ کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ بیشک ابراہیم بھلائی کی تعلیم دینے والا اللہ کا فرمانبردار تھا جو سب طرف سے

حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ

یکسو ہو کر خدا کا ہو گیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ وہ خدا کی نعمتوں کا شکر گزار تھا

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى

خدا نے اس کو منتخب کر لیا تھا اور سیدھی راہ کی طرف خدا ہی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم کو

الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

دنیا میں بھی خوبیاں عطا کی تھیں اور یقیناً وہ آخرت میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے لوگوں میں سے ہو گا۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ

پھر ہم نے آپ کی طرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر چلئے جو بالکل یکسو ہو چکا تھا اور

اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹی افترا پردازی کے مرتکب ہوتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے اور ان کو کبھی فلاح نصیب نہیں ہوتی ؛ مکہ کے کافر یہ اختراع کیا کرتے تھے کہ بہائم میں سے کسی کو حلال کر لیتے کسی کو حرام کر لیتے جیسا کہ سورۂ انعام میں گزر چکا ہے اس کو منع فرمایا اور چونکہ کسی جانور کو حلال یا حرام کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اسلئے اس کہنے کا حاصل یہ ہے کہ اس کو اللہ نے حلال کیا ہے اور اس کو اللہ نے حرام کیا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی افترا پردازی ہے اس نے حرام نہیں کیا اور تم کہتے ہو کہ یہ حرام ہے یا اس نے حلال نہیں کیا اور تم کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان اور طوفان باندھیں اور جھوٹی تہمتیں لگائیں وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ۱۲ (۱۱۶) یہ تھوڑا سا فائدہ ہو، دنیا کا چند روزہ عیش ہے اور آئندہ آخرت میں ان کے لئے دردناک سزا اور عذاب ہے ؛ یعنی جن چیزوں کا یہ منکر ارتکاب کر رہے ہیں یہ دنیا کا چند روزہ فائدہ ہے باقی آخرت میں ان کیلئے سوائے عذاب کے اور کیا ہے (۱۱۷) اور اے پیغمبر ہم نے صرف ان لوگوں پر جو یہودی تھے یہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا ذکر ہم اس سے پہلے یعنی سورۂ انعام میں آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان یہود کیساتھ کوئی زیادتی اور ناانصافی نہیں کی بلکہ وہی خود اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے ؛ یعنی یہی لوگ ملت ابراہیمی کی مخالفت کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے اُن کی اس مخالفت کے باعث ہم نے اُن پر بعض چیزیں حرام کر دی تھیں فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم۔ یہی ان کا ظلم تھا کہ وہ انبیاء سابقین کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہود پر جو بعض چیزیں حرام ہوئی تھیں وہ تحریم ہماری جانب سے تھی اور کفار مکہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ محض اپنی جانب سے اختراع کر رہے ہیں اس لئے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے (۱۱۸) پھر بیشک آپ کا پروردگار ان لوگوں کیلئے جنہوں نے جہالت اور نادانی سے کوئی برا کام کر لیا پھر اس برائی کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور انہوں نے اپنی اصلاح کر لی تو بیشک آپ کا پروردگار اس توبہ کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ برے اعمال سے مراد ہر قسم کی برائی ہے یا حلال کو حرام کر لینا۔ جہالت کا مطلب یہ ہے کہ نادانی سے کوئی برا عمل کر لیا۔ یا جو شخص گناہ کرتا ہے وہ بے عقل ہوتا ہے اگر عقل سے کام لے اور تھوڑی سی توجہ اور سمجھ سے کام لے تو گناہ سے بچ سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو برا کام کرے وہ جاہل ہے۔ بہرحال برے کام کرنے والے اپنے کفریات اور اپنے افترا سے توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور آئندہ کیلئے اپنے اعمال کی اصلاح کریں تو سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ۱۲ (۱۱۹) بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدا اور بھلائی کی تعلیم دینے والا اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا وہ سب سے یکسو ہو کر ایک خدا کا ہو گیا تھا اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا (۱۲۰) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر ادا کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کو چن لیا تھا اور اُسی نے ابراہیم کو سیدھی راہ کی طرف ڈال دیا تھا اور سیدھی راہ کی طرف چلنے کی اُسی نے رہنمائی فرمائی تھی ؛ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی مسلم فریقین تھی اہل کتاب بھی اُن کا (باقی ص ۴۴۸ پر)

۱۵ ع ۹ ۲۱

(بقیہ صفحہ ۴۴۲) احترام کرتے تھے اور مکہ والے بھی ملتِ ابراہیمی کا دعوےٰ کرتے تھے اور مکہ والے ان کی اولاد میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ ابراہیمؑ جن کو تم بھی مانتے ہو وہ اللہ کے پیغمبر تھے اور خیر و بھلائی کے معلّم تھے اور وہ اللہ کے فرماں بردار تھے وہ مشرکوں میں سے نہ تھے مگر تم نبوت میں بھی اُلجھتے ہو اپنے نفس کی پیروی کرتے ہو خدا نے جس کو حرام کیا اسکو حلال کہتے ہو اور خدا نے جسکو حلال فرمایا اسکو حرام بتاتے ہو وہ ایک خدا کا ہو گیا تھا تم بے شمار معبودوں کی پرستش میں مبتلا ہو اور شرک کرنے میں خاص شہرت کے مالک ہو وہ شکر گزار تھے تم ناسپاس ہو وہ راہ یافتہ تھے تم گمراہ ہو اور چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے چیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے تم انہی کی اولاد میں ہو لیکن اُن کے طریقہ اور ان کی ملت کے خلاف تم نے کفر و شرک کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حلال حرام میں اور دین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپکو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں ۱۲ (۱۲۱) اور ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں بھی خوبیوں اور بھلائیوں سے نوازا تھا اور بلاشبہ وہ آخرت میں بھی اعلیٰ مرتبے کے لوگوں میں سے ہوگا ∴ دنیا کی خوبیاں یہ کہ سب کے مقتدا نیک اولاد اور مقبولیتِ عامہ۔ اور آخرت میں طبقات انبیاء میں ہونا اور والحقنی بالصالحین کی دعا کا قبول ہونا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا کی خوبی آسودگی اور قبولیت سارے جہان میں ۱۲ (۱۲۲) تفسیر صفحہ ہٰذا۔

مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ

وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا - بس ہفتہ کے دن کی تعظیم تو اُن ہی لوگوں پر

عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

فرض کی گئی تھی جنھوں نے آخر کار اس دن میں اختلاف کیا اور بیشک آپ کا رب قیامت کے دن اُن

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾

لوگوں کے مابین ان باتوں کا قطعی فیصلہ کردے گا جن باتوں میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اے پیغمبر آپ اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصائح کے ذریعے

الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ

دعوت دیجئے اور ان کے ساتھ بہترین طریقہ پر مباحثہ کیجئے، بے شک آپ کا رب ہی

هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہی ان کو بھی خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا

جو راہ یافتہ ہیں۔ اور اگر تم کافروں سے بدلہ لینے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم کو تکلیف

عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾

پہونچائی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنا یقیناً صبر کرنیوالوں کے حق میں بہت ہی بہتر ہے۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور اے پیغمبر آپ صبر ہی کیجئے اور آپ کا صبر کرنا بھی صرف خدا ہی کی توفیق اور مدد سے ہو سکتا ہے اور آپ انکی مخالفت پر غم نہ کیجئے

وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ

نہ ہوں اور یہ لوگ جو فریب آمیز تدبیریں کیا کرتے ہیں ان سے آپ تنگ دل نہ ہوا کیجئے۔ بلاشبہ اللہ

مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو گناہوں سے بچتے اور نیک روش اختیار کرتے ہیں۔

۱۶ ع ۹ ۲۲

پھر اے پیغمبر ہم نے آپکی جانب یہ وحی بھیجی کہ آپ حضرت ابراہیمؑ کے طریقے اور اُن کی ملت پر چلئے جو سب سے کٹ کر یکسو ہو چکا تھا اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا ∴ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت ملتِ ابراہیمی تھی اس لئے اسپر چلنے کا حکم دیا گیا۔ ملت اور شریعت کا فرق ہم پوری تفصیل کے ساتھ پہلے پارے کی تیسیر میں عرض کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کر لیا جائے یہاں مطلب یہ ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نہ یہودی ہیں نہ نصرانی اور نہ مشرک ہیں بلکہ اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق ان کے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخری پیغمبر پھر اُسی ملت پر آئے ۱۲ (۱۲۳) سوائے اس کے نہیں کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم تو صرف اُن ہی لوگوں پر مقرر کی گئی تھی جنھوں نے آخر کار اُس دن میں اختلاف کیا اور بلاشبہ آپ کا پروردگار قیامت کے دن اُن لوگوں کے مابین ان باتوں کا قطعی فیصلہ کر دیگا۔ جن باتوں میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے ∴ یعنی ملتِ ابراہیمی میں ہفتہ کے دن کی تعظیم کا حکم نہ تھا اسی طرح نبی آخرالزماں کی ملت میں بھی نہیں ہے البتہ جن لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے سے اختلاف کر کے ہفتہ کے دن کو پسند کیا تھا انہی پر اس کی تعظیم فرض کی گئی۔ اور اُن کو اس دن مچھلی کے شکار کی ممانعت کی گئی اور جو لوگ اس آزمائش میں پورے نہ اترے ان کو دنیا میں سزائیں دی گئیں اور آخرت میں تو ہر اختلاف کا عملاً فیصلہ ہونا ہی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ اصل ملتِ ابراہیمی میں ہفتہ کا کچھ حکم نہ تھا اس اُمت پر بھی نہیں ۱۲ (۱۲۴) اے پیغمبر آپ اپنے پروردگار کے راستے کی طرف لوگوں کو علم و حکمت کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے دعوت دیجئے اور بغرضِ اگر بحث و مباحثہ کی نوبت آجائے تو ان سے بہترین طریقہ کے ساتھ بحث کیجئے۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہی انکو بھی جانتا ہے جو راہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں ∴ حرام حلال کی بحث کے بعد حضرت حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تبلیغ کا حکم فرمایا۔ علم کی باتیں یا پکی باتیں یعنی جن سے مدعا ثابت کیا جا سکے اور دلائل و براہین کے ذریعہ دینِ حق کی حقانیت کو ثابت کیا جائے یہ طریقہ خواص کو دعوت دینے اور دین کی طرف بُلانے کا ہے۔ مواعظِ حسنہ یعنی ترغیب و ترہیب اور رقت انگیز مضامین کے ذریعہ لوگوں کو دعوت دی جائے یہ طریقہ عوام کو دعوت دینے کا ہے جادلھم بالتی ھی احسن اُن کج بحث معاند اور جھگڑالو لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ ہے۔ جو بات بات پر کٹ حجتی اور مناظرہ و مباحثہ کرنے اور بلاوجہ اُلجھنے کو آمادہ رہتے ہیں اگر ایسی نوبت آجائے تو بدون کسی حتی کے تہذیب و شائستگی کے ساتھ بحث کی جائے اور دل آزار طریقہ اختیار کرنے سے پرہیز کیا جائے اس سلسلہ میں جو طریقہ بھی اچھا ہو اس کو اختیار کرنا التی ھی احسن ہے (باقی ضمیمہ میں)

بقیہ صفحہ ۴۴۸

بہرحال طریقۂ دعوت و تبلیغ بتانے کے بعد فرمایا کہ اے پیغمبر جو طریقہ تم کو بتایا ہے اس طریقے سے دعوت دیتے رہو ۱۲ اور اس کی فکر نہ کرو کہ کون قبول کرتا ہے اور کون انکار کرتا ہے کس کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اور کون گمراہ رہتا ہے یہ سب باتیں اپنے پروردگار پر چھوڑ دیجئے وہی راہ پر آنے والے اور نہ آنے والوں کے حالات کو پوری طرح جانتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ۱۲ (۱۲۵) تبلیغ کے طریقے سکھانے کی اس راہ میں مشکلات پیش آئیں ان کا حکم فرمایا کہ کفار کی جانب سے اس دعوت حق کے بدلے میں ظلم کئے جائیں تو برداشت کرو اور اگر انتقام لینا چاہو اور بدلے کی قدرت حاصل ہو تب بھی اس کا خیال رکھو کہ زیادتی نہ ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ایذا پہنچانے والوں سے تم بدلہ لینے لگو تو اسی قدر اور اتنا ہی بدلہ لو جتنا اور جس قدر اُن کی جانب سے تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو اور دکھ دیا گیا ہو اور اگر عزیمت پر عمل کرتے ہوئے صبر کرو اور بدلے کا خیال چھوڑ دو تو یہ صبر کرنا یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے اور برداشت کرنے والوں کے حق میں بہت ہی بہتر بات ہے ؎ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے جو فرمایا سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بھی بری نہیں پر صبر کرو تو بہتر ہے ۱۲ (۱۲۶) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا اور اے پیغمبر آپ تو بجائے انتقام کے صبر ہی کیجئے اور آپ کا صبر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اُسی کی مدد سے ہو سکتا ہے اور آپ ان کی مخالفت پر غم نہ کیجئے اور غمگین نہ ہو جیئے اور یہ لوگ جو آپ کی مخالفت میں فریب آمیز تدبیریں کرتے رہتے ہیں ان سے آپ تنگ دل نہ ہوا کیجئے ؎ پہلے لوگوں کی تین قسمیں بیان کی گئیں کیونکہ کچھ اہل علم اور سمجھدار ہیں کچھ عوام ہیں اور کچھ ضدی اور ہٹ دھرم ہیں پہلے گروہ کے لئے حکمت دوسرے کے لئے مواعظ حسنہ اور تیسرے گروہ کے لئے مناظرہ اور مجادلہ۔ ان طرق تبلیغ کے بعد زیادتی کرنے والوں کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ بتایا اس میں رخصت بھی بتائی اور انتقام کو مثل کے ساتھ مقید کیا اور عزیمت بھی سکھائی اور اپنے پیغمبر کے لئے بھلائی اور احسان کا طریقہ پسند کیا اور صبر کا حکم دیا جو عزیمت ہے اور اپنے رسول کو تسلی دی اور آخر میں عزیمت پر عمل کرنے والوں کا مرتبہ بتایا۔ (۱۲۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اُس کی معیت، حمایت اور مدد اُن کو میسر ہوتی ہے جو پرہیزگار اور تقوے کے پابند ہوتے ہیں اور جو لوگ نیک کردار اور نیکی کرنے والے ہوتے ہیں ؎ یعنی اہل تقویٰ جو بُرائی کا بدلہ لینے سے بچتے ہیں اور اہل احسان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور معیت حاصل ہوتی ہے (۱۲۸) الحمدللہ سورۂ نحل کی تیسیر آج ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۲ء اتوار کے دن عشا اور صبح کے مابین پوری ہوئی۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ بنی اسرائیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ

وہ خدا جملہ عیوب سے منزہ ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرد اگرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں، اس بندے

حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① وَ

کو لیجانے سے مقصود یہ تھا کہ ہم اسکو اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک خدا بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے اور

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی توریت عنایت کی اور ہم نے اس توریت کو بنی اسرائیل کے لئے

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا

موجب ہدایت بنایا اور ان سے کہہ دیا کہ میرے سوا کسی کو اپنا کارساز مقرر نہ کرنا۔ اے اولاد ان لوگوں کی

مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ

جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا یعنی حام سام وغیرہ بیشک وہ نوح بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ اور ہم نے اس کتاب توریت

اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ

میں بنی اسرائیل کو یہ بات صاف بتادی تھی کہ تم ضرور ملک میں دو دفعہ فساد برپا کروگے اور تم بڑی

لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا

سخت سرکشی کروگے۔ پھر جب ان دو بار میں سے پہلی بار کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ

عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا

میں اپنے وہ بندے بھیجے جو بڑے سخت جنگ جو تھے سو وہ تمہارے شہروں میں

سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں :: شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے :: ہر قسم کے عیوب سے وہ اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے جو اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات مسجد حرام یعنی کعبہ کی مسجد سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک لے گیا وہ مسجد اقصیٰ جس کے چاروں طرف اور جس کے ارد گرد ہم نے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی برکتیں رکھی ہیں۔ ہم اسکو اسلئے لے گئے تاکہ ہم اُسکو اپنے عجائبات قدرت میں سے کچھ دکھلادیں، بلاشبہ وہ بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے :: واقعہ معراج کا یہاں اجمالی ذکر فرمایا ہے، کعبہ کی مسجد سے بیت المقدس تک جانیکو اسریٰ کہتے ہیں اور بیت المقدس سے عرش تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں اگرچہ ایک کا اطلاق دوسرے پر یا مجموعہ پر ہوا کرتا ہے چونکہ واقعہ میں ندرت ہے اس لئے لفظ سبحان سے ابتدا فرمائی جو تنزیہ تقدیس اور تعجب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ رات کے تھوڑے وقت میں اس طویل سفر کا طے ہونا واقعی عجیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اعتبار سے کچھ مستبعد نہیں مسجد اقصیٰ کے چاروں طرف ظاہری اور باطنی برکتیں ہیں یعنی ملک شام کی زمین پھلوں اور میووں سے لبریز ہے اور بیشمار انبیاء اس سرزمین میں دفن ہیں۔ عجائبات قدرت اور حضرت حق کی خاص نشانیاں اَن گنت ہیں انہیں سے کچھ دکھادیں اور یہ واقعہ ہے کہ اس سفر میں جو واقعات پیش آئے اور حضورؐ نے جن باتوں کو ملاحظہ فرمایا وہ سب آیات الٰہی تھیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکہ سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر۔ یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے ۱۲ (۱) اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات ہے۔ آگے اسکی مزید تائید فرمائی اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو کتاب یعنی توریت عطا فرمائی تھی اور ہم نے اس توریت کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنایا، اور بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا وکیل اور کارساز نہ بنانا :: یعنی ہم نے موسیٰؑ کو اسی طرح توریت عطا کی جس طرح نبی آخر الزماںؐ کو قرآن مجید عطا کیا جس طرح حضرت موسیٰؑ ہمارے رسول تھے اسی طرح یہ پیغمبر بھی ہمارے رسول ہیں اور شرک کا رد ہر پیغمبر نے کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے بنی اسرائیل کو بھی یہ حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا کارساز مقرر نہ کرنا اور میرے علاوہ اپنا کام کسی اور کے حوالے نہ کرنا (۲) اے اولاد اُن لوگوں کی جن کو ہم نے حضرت نوحؑ کے ہمراہ کشتی پر سوار کیا تھا۔ بلاشبہ وہ نوحؑ بڑا شکر گزار بندہ تھا :: طوفان نوحؑ کے بعد چونکہ نسل انسانی اُن لوگوں سے چلی جو حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے حام سام یافث سے نوع انسانی کا سلسلہ شروع ہوا، اس لئے فرمایا کہ تم سب کشتی والوں کی اولاد ہو۔ اگر کشتی والے نجات نہ پاتے تو تم کو بھی یہاں آنا نصیب نہ ہوتا، نوحؑ چونکہ بڑا شکر گزار بندہ تھا لہٰذا تم بھی حضرت حق کے احسان کا شکر بجا لاؤ اور کفران نعمت کرنے کا فرت ہو بعض مفسرین نے یہ خطاب سام کی اولاد کے ساتھ فرمایا ہے جس میں اہل عرب ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ تم سب جن لوگوں کی اولاد ہو تمہارے بڑوں پر جو احسان ہم نے کیا تھا اس کا شکر بجا لاؤ اور حضرت نوحؑ کے نقش قدم پر چلو (۳) اور ہم نے بنی اسرائیل پر کتاب میں یہ بات واضح کردی تھی اور ان کو یہ بات بتادی تھی کہ تم یقیناً ملک میں دو بار فساد برپا کروگے اور چڑھ جاؤ گے بُری طرح کا چڑھنا اور تم بڑی سخت سرکشی کا ارتکاب کروگے :: یعنی توریت میں یا لوح محفوظ میں یہ بات بنی اسرائیل کو صاف طور پر بتادی تھی کہ تم ملک میں دو دفعہ فساد برپا کروگے اور صحیح تعلیم سے ہٹ جاؤ گے اور تکبر کے مرتکب ہو کر بہت اونچے ہو جاؤ گے اور اپنے کو بہت بلند سمجھنے لگو گے۔ اور جب دنیا کی اقوام میں نافرمانی، کفران نعمت، غیر اللہ پرستی اور خصائل قبیحہ مذمومہ پیدا ہوجاتے ہیں تو اس قوم پر مختلف عذاب نازل ہوتے ہیں اُسی کا آگے ذکر فرمایا (۴) پھر جب اُن دو بار میں سے پہلی بار کا موقع آیا تو ہم نے تم پر اپنے اُن بندوں کو مسلط کردیا اور تمہارے مقابلے اور تمہاری سزا کے لئے اپنے وہ بندے بھیجے جو بڑے جنگ جو تھے سو وہ تمہارے شہروں اور گھروں میں پھیل پڑے اور وہ وعدہ ایسا تھا جو ضرور پورا ہونا ہی تھا :: فساد برپا کرنا یہی کہ شریعت موسوی کی اعتقاداً اور عملاً مخالفت کروگے اور سزا یہی کہ تمہارے اوپر بے رحم کافروں کو مسلط کردیا جائیگا اور وہ تمہاری انتہائی ذلیل و بے آبروئی کریں گے جیسا کہ جالوت کا ان پر غلبہ ہوا اور وہ عبادت گاہوں کی توہین کے ساتھ ساتھ بے شمار یہود کو گرفتار کرکے لے گیا۔ اور قتل بھی کیا۔ آسمانی شریعت کے ماننے والوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور جیسا کہ امت محمدیہ کیساتھ ہو رہا ہے (۵)

پھر ان دشمنوں پر ہم نے تم کو دوبارہ غلبہ دیا اور تمہاری باری اور تمہارے دن پھیردیئے یعنی تمہاری توبہ کرنے کے بعد اور تمہاری مال سے اور بیٹوں سے مدد کی اور تم کو شمار کے اعتبار سے زیادہ کردیا یعنی دوسروں کی غلامی کے بعد جب تم کو احساس ہوا اور تم نے توبہ کی اور ناشائستہ اعمال ترک کردیئے تو ہم نے تمہارے نقصانات کی تلافی کردی اور تمہاری باری لوٹادی اور مال و اولاد کی فراوانی سے نواز دیا اور جب اولاد بڑھی تو شمار کی زیادتی ہوگئی (٦) اگر تم نے اچھے کام اور نیک کام کئے تو اپنے ہی بھلے کے لئے اور ان اعمال کا فائدہ تم ہی کو پہنچے گا اور اگر تم نے بُرے کام کئے تو بھی اپنے ہی لئے کرو گے اور دین و دنیا میں ان اعمال کی سزا بھگتو گے پھر جب دوسری بار کا وقت آیا یعنی بنی اسرائیل نے مکرر فساد کیا اور شریعت موسوی کی مخالفت کی تو ہم نے دوسرے بندوں کو تم پر غلبہ دے دیا اور تم پر مسلط کردیا تاکہ وہ تم کو مار مار کر تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ کے حملہ آور لوگ مسجد میں گھس گئے تھے اسی طرح یہ پہلے بھی مسجد یعنی بیت المقدس میں گھس جائیں نیز اس لئے کہ جس چیز پر یہ حملہ آور قابو پالیں اس کو بالکل برباد کرڈالیں اور تہس نہس کردیں یعنی تم نے دوبارہ شرارت کی تو اب کی دفعہ دوسرے لوگوں نے تم کو اسی طرح لوٹا اور مارا اور تمہاری مسجد کی بے حرمتی کی جس طرح پہلے بندوں نے لوٹا اور مارا تھا اور قتل و غارت گری کی تھی اور بیت المقدس کی توہین کا ارتکاب کیا تھا اور جس طرح پہلوں نے شہروں میں پھیل کر اور گھروں میں گھس کر ہر قابو یافتہ چیز کو تباہ اور برباد کرڈالا تھا اسی طرح ان دوسرے چڑھائی کرنے والوں نے بھی کیا کہتے ہیں کہ یہ دوسرا حملہ آور طیطس رومی تھا واللہ اعلم (٧) عجب نہیں کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر ان شرارتوں کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی اسی قسم کی سزا کا اعادہ کریں گے اور آخرت میں تو ہم نے جہنم کو کافروں کا قیدخانہ بنا ہی رکھا ہے یعنی اس کے نافرمانوں کو دنیا میں بھی سزا دی جائے گی اور آخرت میں تو بہرحال جہنم کا قیدخانہ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے بنا ہی رکھا ہے۔ مفسرین نے حملہ آوروں کی تعیین میں بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ دوبار بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک میں غالب ہوں گے اسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا پیچھے ان اسرائیل کا رونق زیادہ دی حضرت سلیمانؑ کی سلطنت میں دوسری بار فارسی لوگوں میں بخت نصر غالب ہوا تب سے ان کی سلطنت نے قوت نہ پکڑی اب فرمایا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہے اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کردے اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے (٨) بلاشبہ یہ قرآن اس راستے اور طریقے کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایسی راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی راہ ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کے پابند ہیں اس بات کی بشارت اور خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے سب سے سیدھی راہ یعنی اسلام جو ہر قسم کی افراط و تفریط سے بچا ہے اور ان اہل ایمان کو جو نیک عمل کرتے ہیں یہ بشارت سناتا ہے کہ ان کو بڑا اجر و ثواب حاصل ہوگا (٩) اور یہ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور آخرت کے منکر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے یعنی جہنم اور اس کا عذاب (١٠) اور انسان شر کی اور برائی کی دعا بھی اسی طرح کرتا ہے جس طرح خیر کی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے اور انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے یعنی بھلائی کی دعا میں جس طرح قبولیت دعا کا تقاضا کرتا ہے اسی طرح شر کی دعا کو بھی چاہتا ہے جلد قبول ہوجائے اگرچہ تاخیر ہوجائے تو بگڑتا اور بدگمانی کرتا ہے شر کی دعا کا مطلب یہ ہے جیسے کفار کا عذاب مانگنا یا جیسے حوادثات سے تنگ آکر موت مانگنا یا نادانستہ طور پر کسی دعا پر اصرار کرنا اور اس کی قبولیت کا تقاضا کرنا مگر حضرت حق کے علم میں اس دعا کی قبولیت میں جو نقصانات اور خرابیاں پیدا ہونے والی ہیں وہ موجود ہیں۔ اور وہ ان برائیوں کو جانتا ہے لیکن جاہل انسان مانگے جاتا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ میری دعا قبول فرما۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گھبراتا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی اور اس کی دعا بعض اسکے حق میں بری ہے اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو۔ سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے چاہیئے کہ اس کی رضا پر شاکر رہے ١٢۔

خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

پھیل پڑے اور وہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تم کو ان دشمنوں پر

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ

دوبارہ غلبہ دیا اور تمہاری مال سے اور بیٹوں سے مدد کی اور تم کو شمار کے اعتبار

اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ

سے زیادہ کردیا اگر تم اچھے عمل کرو گے تو اس کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہوگا اور اگر

اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ

تم برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے کرو گے۔ پھر جب دوسری بار کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا

بندے بھیجے تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ کے حملہ آور مسجد میں گھس گئے تھے اسی طرح یہ بھی

مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ

مسجد میں گھس پڑیں اور نیز اس لئے کہ جس چیز پر وہ حملہ آور قابو پالیں اسکو بالکل برباد کرڈالیں عجب نہیں کہ تمہارا

عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا

رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قیدخانہ بنا رکھا ہے بیشک

الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کیا کرتے ہیں

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ

اس بات کی خوش خبری دیتا ہے کہ ان کو بہت بڑا اجر ملے گا اور یہ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے سخت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور

اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ

انسان برائی کی دعا بھی اسی طرح مانگتا ہے جس طرح بھلائی کی دعا کیا کرتا ہے اور انسان

(۱۱) اور ہم نے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنایا اور مقرر کیا ہے پھر ہم نے رات کی نشانی کو رات ہی ہے. مٹا دیا اور ماند کر دیا اور تاریک کر دیا اور دن کی نشانی کو جو دن ہی ہے روشن بنایا اور دیکھنے کو تاکہ اپنے رب کی روزی کو تلاش کرو اور نیز اس لئے کہ تم برسوں کی گنتی اور مختلف قسم کے حساب معلوم کر سکو اور ہم نے ہر چیز کو مفصل اور خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے: یعنی رات دن میں فرق ملحوظات کو ملحوظ رکھ اور دن کو روشن بنایا اور ان سے جو فوائد مرتب ہوتے ہیں رات دن کا باری باری آنا. چھوٹا بڑا ہونا. غرض ہر کام کی مصلحت نمایاں ہے دن میں عام طور سے ہر شخص روزی کماتا ہے اور رات کو آرام یا خفیہ امور انجام دئے جاتے ہیں اور تمام حسابات خواہ وہ قمری ہوں یا شمسی، اسی گردش لیل و نہار سے انجام پاتے ہیں اور یہ جو فرمایا ہے ہر شے کو مفصل کیا ہے یا لوح محفوظ میں یا قرآن میں. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ گھبرانے سے فائدہ نہیں ہر چیز کا وقت اور اندازہ مقرر ہے جیسے رات اور دن کسی کے گھبرانے سے اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی اپنے وقت پر آپ صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونے اس کی قدرت کے ہیں

الْإِنسَانُ عَجُولًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ

بڑا جلد باز واقع ہوا ہے اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر رات کی نشانی

فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا

کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن اور دیکھنے کا سبب بنایا تاکہ تم دن میں اپنے رب کا فضل

فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَ

یعنی روزی تلاش کرو اور نیز یہ کہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو اور ہم نے ہر چیز کو

كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ

خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کی گردن

طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ

کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے اور ہم قیامت کے دن انسان کا نامۂ اعمال نکال کر اس کے لئے

مَنشُورًا ﴿۱۳﴾ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

رکھ دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا پائے گا تو کہا جائے گا تو اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج اپنی ذات کا حساب

حَسِيبًا ﴿۱۴﴾ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن

لینے کو تو خود ہی کافی ہے جو شخص سیدھی راہ پر چلا تو وہ اپنے ہی فائدہ کو چلا اور جو سیدھی راہ سے بے راہ

ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ

ہوا وہ اپنے ہی نقصان کو بے راہ ہوا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾ وَإِذَا أَرَدْنَا

اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں کیا کرتے جب تک کسی رسول کو اتمام حجت کیلئے نہ بھیج لیں اور جب

أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ

ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس بستی کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں یعنی زبان اور اطاعت کا پھر

عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ

وہ بجائے حکم ماننے کے اس بستی میں نافرمانی کرتے ہیں تب اس بستی پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو بالکل تباہ

(۱۲) اور ہم نے ہر انسان کی برائی اور بھلائی کو اس کی گردن کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے خواہ یہ برے بھلے اعمال ہوں یا شقاوت و سعادت ہو اور ہم قیامت کے دن انسان کا نامۂ اعمال اس کے لئے نکال کر رکھ دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا پائے گا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے "عملہ وما قدر علیہ" مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمال جو وہ اپنے اختیار سے کرنے والا ہے اور اس کا مقدر اور اس کی قسمت گلے میں لٹکی ہوئی ہے بعض حضرات نے فقط قسمت اور بعض نے فقط اعمال لئے ہیں مفسرین کے چند اقوال میں سے ہم نے بعض قول کو اختیار کر لیا ہے. خلاصہ یہ ہے کہ انسان جو آئندہ عمل کرنے والا ہے اور جو باتیں اس کو پیش آنے والی ہیں سب اس کی گردن میں لٹکی ہوئی ہیں جو اس سے جدا ہونے والی نہیں اور وہ ہو کر رہیں گی اور قیامت کے دن ہر شخص کے روبرو اس کا نامۂ اعمال پیش ہوگا جو لپٹا ہوا نہیں بلکہ کھلا ہوا ہوگا. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آئیں گے قیامت میں (۱۳) ارشاد ہوگا تو خود اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے یعنی نامۂ اعمال میں ہر عمل لکھا ہوا موجود ہے کسی کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں. گنتا جا اور خود ہی قائل ہوتا جا (۱۴) جو شخص سیدھی راہ چلا وہ اپنے ہی نفع اور فائدہ کو چلا اور جو سیدھی راہ سے بھٹک گیا اور بے راہ ہوا تو وہ اپنے ہی نقصان کو بے راہ اور گم کردہ راہ ہوا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک عذاب کرنے اور سزا دینے والے نہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیج لیں: یعنی راہ یافتہ ہونا اپنے بھلے کو اور گم راہ ہونا اپنے ضرر کو ظاہر ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے بوجھ کو اٹھانا تو کیسا ہاتھ بھی نہیں لگائیگا کیونکہ اس دن ہر ایک کو اپنے بوجھ سے فرصت کہاں؟ قاعدہ یہ ہے کہ پہلے ہدایت دے کر رسول کو بھیجا جاتا ہے پھر اگر کوئی بستی نہیں مانتی تو وہ عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے یہ رسول بلا واسطہ تشریف لائیں یا کسی واسطے سے ان کی خبر آئے اور ان کی ہدایت آئے. مثلاً کسی مرکزی مقام پر رسول کو بھیجا گیا اور آس پاس کے مقام پر لوگوں نے اس کی اطلاع پہنچائی اور لوگوں نے نافرمانی کی اور نہیں مانا. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی برے عمل آفت لاتے ہیں پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے ۱۲ (۱۵) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک اور تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس بستی کے عیش پسند لوگوں کو ایمان اور فرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں پھر وہ بجائے حکم ماننے کے نافرمانی کرتے اور شرارت برپا کرتے ہیں تب اس بستی پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے اور ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو ہم تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں: یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بستی کے لوگوں کو ان کی نافرمانی کے باعث بمقتضائے حکمت تباہ کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس بستی کے لوگوں کو حکم دیا جاتا ہے خاص طور پر مرفہ الحال اور خوش عیش لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اور حضرت حق کی فرمانبرداری بجا لاؤ اور رؤسا اور عیش پسند لوگوں کو اس لئے خاص طور پر کہا جاتا ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور یہ ایمان پر آمادہ ہو جائیں تو عوام جو ان کے عام طور پر تابع ہوتے ہیں وہ بھی ایمان لے آئیں گے لیکن یہ امرا اور رؤسا رسول کا کہنا نہیں مانتے اور بستی میں شرارت اور فساد بند نہیں ہوتا تب کلمۂ عذاب ان پر ثابت ہو جاتا ہے اور اس بستی کی تباہی کے ساتھ ارادے کا تعلق ہو جاتا ہے اور وہ بستی ... تباہ و برباد کر دی جاتی ہے بعض لوگوں نے ....

الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

ویران کر دیتے ہیں اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی قوموں کو ہلاک کیا ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں کے

خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ

گناہوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا کافی ہے اور جو کوئی عاجلہ یعنی دنیا ہی چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا ہی میں جتنا

فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا

چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں پھر ہم اس کے لئے دوزخ مقرر کر دیتے ہیں جس

مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

میں وہ برا بن کر راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو کوئی آخرت کا خواستگار ہوا اور اس آخرت کے لائق اس

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾

کی کوشش بھی کرے بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی سعی و کوشش مقبول ہوگی اے

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ

پیغمبر ہم آپ کے رب کی عطا میں سے ہر فریق کی امداد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی یہ

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى

عطا کسی پر بند نہیں ہے اے پیغمبر آپ دیکھ لیجئے ہم نے بعض آدمیوں کو بعض پر کس طرح

بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾ لَا

افزونی اور برتری دے رکھی ہے اور یقیناً آخرت باعتبار درجات کے بہت بلند ہے اور باعتبار

تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿٢٢﴾ ع وَ

فضیلت کے بہت بڑی ہے اے مخاطب خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو ورنہ تو مذمت کیا گیا اور بے

قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا اور تیرے رب نے یہ حکم دے دیا ہے کہ اس معبود برحق کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ

تم والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اگر ان میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو

"امرنا" کے معنی زیادہ کر دینے کے کئے ہیں یعنی اس بستی کے خوش عیش لوگوں کے سامان عیش زیادہ کر دیتے ہیں بعض نے امر تکوینی کے ساتھ توجیہ کی ہے بہرحال بعثت رسل اور کافی مہلت دینے کے بعد گرفت ہوتی ہے (١٦) اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا اور دیکھنے والا کافی ہے ؛ یعنی قاعدہ مذکورہ کے مطابق حضرت نوحؑ کے بعد بھی بہت سی امتیں اپنے فسق و فجور کے باعث ہم نے ہلاک کی ہیں اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہ جاننے کو اور دیکھنے کو بس ہے (١٧) جو شخص عاجلہ یعنی دنیا ہی چاہتا ہے اور دار دنیا ہی کا طلب گار ہے تو ہم اس کو دنیا میں جتنا چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جلد اور فی الحال دیدیتے ہیں پھر ہم اس کے لئے جہنم مقرر کر دیتے ہیں اس جہنم میں وہ برا بن کر اور بدحال و راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔ عاجلہ فرمایا دنیا کو چونکہ انسان پہلے دنیا ہی میں آتا ہے لہٰذا جو شخص دنیا ہی کا طلب گار ہوتا ہے تو وہ بھی ہر شخص کو نہیں ملتی بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کو دے دیتا ہے اور یہ بھی نہیں کہ جتنی وہ چاہے اتنی ہی دیدے بلکہ جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اتنی دیتا ہے لیکن آخرت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور وہاں جہنم میں ملوم و مدحور بنا کر داخل ہوتا ہے اور اس کو جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے دنیا بھی پوری نہ ملی اور آخرت بھی ہاتھ سے گئی (١٨) اور جو شخص آخرت و دار آخرت چاہتا ہو اور آخرت کیلئے جیسی سعی اور کوشش کرنی چاہئے وہ کوشش بھی کرتا ہو درانحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی سعی اور کوشش مقبول و مشکور ہوگی یعنی عمل میں نیت ٹھیک ہو اور عمل بھی شریعت کے موافق ہو اور اعتقاد بھی درست اور صحیح ہو تو سمجھو لوگ ان کی محنت ٹھکانے لگی اور اس کی کوشش ٹھیک لگ گئی دو خیال کے لوگوں کا بیان فرمایا ایک وہ جن کے ہر عمل میں دنیا مطلوب ہو اور ریاکاری اور شہرت اور دنیوی نفع مقصود ہو دوسرے وہ لوگ جن کا ہر عمل خالصانہ ہو صحیح ہو اور مقصد عمل سے آخرت ہو اور اعتقاد صحیح ہو اور تمام دوڑ دھوپ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہو تو ایسوں کی دوڑ دھوپ ٹھیک لگتی ہے (١٩) ہم دونوں قسم کے فریقوں میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان کی بھی مدد اور ان کی بھی آپ کے پروردگار کی بخشش سے اور آپ کے رب کی یہ بخشش اور عطا کسی پر بند نہیں ہے ؛ یعنی اے پیغمبر ہم آپ کے پروردگار کی عطا میں سے ان مقبولین کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان غیر مقبولین کی بھی امداد کرتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر روکی نہیں گئی ہے خلاصہ یہ کہ دنیا کا کسی کے پاس زیادہ ہونا اور دنیا زیادہ مل جانے کو قبولیت اور عدم قبولیت میں کوئی دخل نہیں ہے اکثر کفار مومنین سے زیادہ مال دار اور سرمایہ دار ہوتے ہیں سرمایہ کی بہتات صداقت کی دلیل نہیں ہے (٢٠) اے پیغمبر آپ دیکھ لیجئے ہم نے اس عطاء دنیوی میں کس طرح بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت اور برتری دے رکھی ہے اور یقیناً آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بلند ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے ؛ یعنی یہاں کا ایک دوسرے پر تفوق اور یہاں کی ایک دوسرے پر برتری ناقابل توجہ اور ناقابل استدلال ہے (٢١) اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو تجویز نہ کر اور نہ کسی دوسرے کو مقرر کر ورنہ مذمت کیا گیا اور بے کس و بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ جو برحق ہے اس کے ساتھ کوئی اور معبود قرار دینے پر تم کو ملامت بھی ملے گا الزام بھی دیا جائے گا اور تم قابل نفرین قرار پاؤ گے اور تم بے کس اور بے یار و مددگار ہو کر رہ جاؤ گے (٢٢) اور اے مخاطب تیرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس معبود برحق کے کسی کی پوجا نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں تیرے پاس اور تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی ان کو ہوں تک نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے جو بات کہہ نہایت نرمی اور ادب سے کہہ ۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنانے کو منع فرمایا۔ اس آیت میں اسی کی تاکید فرمائی کہ سوائے معبود برحق کے کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ عبادت انتہائی تذلل کو کہتے ہیں۔ اس عبادت کا وہی مستحق ہے جو نہایت عظمت کا مالک ہو اور یہ ظاہر ہے کہ انتہائی عظمت کا وہی مالک ہے لہٰذا وہی عبادت کا مستحق ہے دوسری بات ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے بڑھاپے میں چونکہ وہ خدمت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور ان کی خدمت کرنی طبیعت کو بھاتی نہیں اسلئے بڑھاپے کا خاص طور سے ذکر فرمایا کہ خواہ طبیعت کو ناگوار ہو لیکن ان کو ہوں بھی نہ کہو یعنی کوئی لفظ جھڑکی یا غصہ آمیز نہ نکلنے پائے۔ پھر جھڑکنے کی ممانعت فرمائی پھر ہر بات میں نرمی اور (باقی صفحہ ٤٥٣ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۵۲) ادب کا حکم دیا غرض ماں باپ خواہ وہ ایک ہو یا دونوں ان کے حقوق کی بہت تاکید اور رعایت فرمائی آگے بھی ان ہی کے ساتھ نیک برتاؤ کا حکم ہے (۲۳) اور ان کے سامنے تواضع اور عاجزی اور انکساری کے بازو شفقت اور نیازمندی سے جھکائے رکھیو اور ان کے حق میں یوں دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار تو ان دونوں پر رحمت فرما جیسا انھوں نے مجھ کو بچپنے میں پالا اور پرورش کیا ہے یعنی ان کی خدمت میں لگا رہ اور ان کے ساتھ پوری انکساری اور شفقت و مہربانی کا سلوک کر اور ان کے لئے دعا بھی کیا کر۔ دعا میں بچپنے کی بات یاد دلائی تاکہ ماں باپ کے اس سلوک کا خیال آجائے جو وہ پرورش کی غرض سے چھوٹی اولاد کے ساتھ کیا کرتے ہیں سبحان اللہ کیا انداز تعلیم ہے (۲۴) لوگو تمہارا پروردگار ان باتوں کو خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں۔ اگر تم نیک ہو گے اور تم اپنی نیت اور اپنے مقصد کو درست رکھو گے تو وہ توبہ کے ساتھ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے یعنی ظاہری طور پر تعظیم نہیں بلکہ دلوں میں بھی ان کی خدمت ان کا ادب اور ان کی اطاعت کا ارادہ رکھنا اور باوجود اس نیک ارادے اور صاف قصد کے پھر بھی کوئی کوتاہی اور قصور ہو جائے گا اور تم توبہ کرو گے اور ہماری طرف رجوع کرو گے تو بلاشبہ وہ اپنے سعادت مندوں کے لئے غفور ہے اور ان کی کوتاہیوں کو بخشنے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کبھی دل میں آئے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نبھانا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خطا کرے پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے ۱۲ (۲۵) اور ناتے والوں کو اس کا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی دیا کر اور مال کو بے موقع نہ اڑایا کر یعنی قرابت دار کا حق مالی ہو یا غیر مالی جو حق بھی ہو اس کو ادا کرنا چاہیئے اور مسکین اور مسافر کو بھی دیتے رہو اور بے موقعہ نہ اڑاؤ یعنی غیر شرعی مراسم میں اور محض شہرت کی غرض سے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بے جگہ خرچ کر کے خراب نہ کر ۱۲ (۲۶) بلاشبہ مال کو بے جا اور بے موقعہ اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بیجا اڑانا ناشکری ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ مال اڑانے والا بھی ناشکرا اور شیطان بھی ناشکرا پس ناشکری میں دونوں بھائی بن گئے (۲۷) اور اگر کسی وقت مذکورہ اہل حاجت کے دینے کے لئے تیرے پاس کچھ نہ ہو اور تو اپنے رب کی اس روزی کی اور مال کی تلاش میں ہو جس کی توقع اور امید ہو اور اس مفلسی کی وجہ سے تجھ کو ان اہل حاجت سے پہلو بچانا اور اعراض کرنا پڑے تو ان سے نرم بات کہہ دیا کر اور ان کی دل جوئی کا خیال رکھ یعنی اگر کوئی ایسا موقعہ ہو کہ تمہارے پاس کچھ دینے کو نہ ہو اور تم خود اپنے رب کے اس مال کی یا روزی کی تلاش میں ہو جس کی تم کو اپنے پروردگار سے مل جانے کی امید ہو اور اس منتظرہ رزق یا مال کے آنے تک تو ان اہل حاجت سے پہلو بچانا چاہے تو اتنا ضرور کیا کر کہ اہل حاجت سے نرم بات کہہ دیا کر کہ اس وقت کچھ نہیں ایک جگہ سے آنے والا ہے اور مجھ کو امید ہے لہٰذا جب آجائے گا تو تیری خدمت کر دوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو کوئی سخاوت کرتا ہو اور ایک وقت اسکے پاس نہیں تو اللہ کے ہاں امید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا اس محتاج کی قسمت

أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا

ہوں تک نہ کہنا اور نہ اُن کو جھڑک اور انتہائی نرمی اور ادب کے ساتھ ان سے بات کر اور ان کے سامنے تواضع کے

جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي

بازو شفقت و مہربانی سے جھکائے رکھ اور ان کے حق میں یوں دعا کر اے میرے رب جس طرح انھوں نے بچپنے

صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا

میں میری پرورش کی ہے اسی طرح تو بھی ان دونوں پر رحم فرما تمہارا رب تمہارے باطنی ضمیر کو خوب جانتا ہے اگر

صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا

تم نیک مقصد رکھو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بڑا بخشنے والا ہے اور قرابت دار کو اس کا حق دیا

الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾

کر اور مسکین کو اور مسافر کو بھی دیا کر اور بے جا و بے موقع نہ اڑایا کر

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

بیشک مال کو بے موقع اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی

لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ

ناسپاس ہے اور اگر کبھی تجھے اپنے رب کی اُس روزی کے تلاش کرنے کی وجہ سے جس کی

رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ

تجھ کو توقع ہو ان مستحقین سے پہلو بچانا پڑے تو ان سے نرم بات کہہ دیا کر اور بخل کی وجہ سے نہ تو اپنا ہاتھ

مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ باندھ کر رکھ اور نہ اس ہاتھ کو بالکل کھول دے ورنہ تو الزام خوردہ اور

مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

تہیدست ہو کر بیٹھ رہے گا بے شک تیرا رب جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے

يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾

اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بلاشبہ وہی اپنے بندوں کے حق میں خوب دانا اور بینا ہے

ع ۸ ۳

سے اللہ کسی کو بھیجدیتا ہے اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے سکے تو میٹھا جواب کہہ کر اگلی جزا کیں برباد نہ ہوں ۱۲ چونکہ اللہ تعالیٰ امید والے کا محروم جانا پسند نہیں کرتے اور وہ خود بھی امید والے کو خالی نہیں لوٹاتے اسی لئے فرمایا ہے "ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا" (۲۸) اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لے یعنی بالکل بخیل بن جائے اور نہ اس ہاتھ کو بالکل ہی کشادہ کر دے اور کھول دے کہ پھر تو الزام خوردہ اور تنگ دست و تہیدست ہو کر بیٹھ رہے یعنی دینے اور نہ دینے میں طریقہ متوسط تعلیم فرمایا کہ نہ تو بالکل ہی کنجوس ہو جاؤ کہ کسی محتاج کو کچھ دو ہی نہیں نہ اس قدر خرچ کرو کہ بقول ابن کثیر آمدنی سے زیادہ خرچ کر ڈالو کہ محتاج ہو جاؤ اور سر کوئی [illegible] فرمایا تھا اسکی تاکید ہو گی اور اس کے انجام کی طرف اشارہ ہو گا اور [illegible] پڑے کہ (باقی صفحہ ۲۵۴ پر)

(بقیہ ص ۲۵۳) ہر شخص اور کہاں ؛ عام طریقہ خیرات یہی ہے کہ صدقات نافلہ میں آمد و خرچ کا خیال رکھے کہیں اپنی ضروریات کے لئے بھیک نہ مانگنی پڑے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ما عال من اقتصد یعنی جس نے توسط اور اعتدال کی راہ اختیار کی وہ محتاج نہیں ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج ہو گئے ۱۲ (۲۹) بلاشبہ تیرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے اس کا رزق فراخ اور اس کی روزی کشادہ کر دیتا ہے اور وہی رزق کو تنگ اور روزی کو کس دیتا ہے بلاشبہ وہ اپنے بندوں کے حال سے پوری طرح واقف ہے اور ان کی حالت کو دیکھنے والا ہے یعنی جس کی روزی کو چاہتے ہیں وسیع کر دیتے ہیں اور جس کو چاہیں اس کی روزی تنگ اور نپی تلی کر دیتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میں اپنے کسی بندے کے رزق میں زیادتی کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اگر اس کی روزی میں کمی کروں گا تو وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھے گا اور کسی کی روزی میں کمی کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اگر اس کی روزی فراخ کی جائے تو یہ کفر اور نافرمانی کرے گا اسی لئے فرمایا " انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا " حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا۔ اس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں اللہ کے ذمہ پر ہے لیکن یہ باتیں پیغمبر کو فرمائیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقید ہے دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم ؎ (۳۰) اور اپنی اولاد کو ناداری اور افلاس کے خوف سے قتل مت کیا کرو ہم ہی ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی رزق دیتے ہیں، بلاشبہ ان کا قتل کر دینا بڑا گناہ اور بڑی بھاری چوک ہے۔ دور جاہلیت میں غربت اور افلاس کی وجہ سے اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے بیٹیوں کو تو عام طور سے زندہ درگور کر دینے کی رسم تھی کوئی بیٹوں کو بھی قتل کر دیتا ہوگا یا اولاد کا لفظ محض ترحم اور شفقت کی وجہ سے فرمایا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے کہ اس کا خرچ کہاں سے لائیں گے ۱۲ (۳۱) اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو اور قریب بھی نہ جاؤ بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور وہ بہت بری راہ ہے۔ یعنی فی حد ذاتہ بے حیائی اور مفاسد کے اعتبار سے بری راہ ہے قریب نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مبادی اور اس کے دواعی سے بھی دور رہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے کوئی اس کی عورت پر کرے ۱۲ (۳۲) اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہ کرو مگر ہاں کسی شرعی حق کے ساتھ اور جو شخص ناحق قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس مقتول کے وارث کو قصاص لینے اور بدلہ لینے کا اختیار دیا ہے سو بدلہ لینے والے کو قتل کے بارے میں حد شرع سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور آگے نہیں نکلنا چاہئے کیونکہ وہ قصاص حاصل کرنے والا وارث مدد دیا گیا ہے اور اس کی طرف داری کی گئی ہے۔ بے گناہ کو قتل کرنے کی مذمت فرمائی اور بنی نوع انسان میں سے کسی انسان کو بلا وجہ قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ مگر حق پر قتل کرنا درست ہے اگر حق شرعی کی بنا پر اس کا قتل واجب یا مباح ہو مثلاً اس نے کسی کو بدون حق شرعی کے قتل کر دیا ہو یا محصن ہو کر زنا کا ارتکاب کیا ہو یا جماعت اسلام سے خارج ہو گیا ہو تو ایسا شخص " حرم اللہ " میں داخل نہیں پھر فرمایا اگر کوئی شخص ناحق قتل کر دیا جائے تو حضرت حق کی جانب سے ورثائے مقتول کو قصاص لینے کا اختیار دیا ہے کہ وہ امیر یا اس کے نائب سے کہہ کر اپنا انتقام قاتل سے لے لیں لیکن بدلہ لینے وقت ورثاء کو حد سے تجاوز نہ کرنا چاہئے تجاوز یہی کہ کسی بے گناہ کو پھنسانے کی کوشش کریں یا قتل کیا ہو ایک نے اور نام لے دیں ایک سے زائد کا یا قاتل کے ہاتھ پاؤں کاٹنے لگیں اور قتل سے پہلے اور اذیتیں دینے لگیں یہ سب اسراف فی القتل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکام کو تنبیہ کیا ہو کہ طرف قاتل سے انتقام دلائیں اور کسی قسم کی زیادتی نہ کریں بہرحال اگر قاتل کا وارث حد شرع سے تجاوز نہ کرے تو وہ حمایت اور طرف داری کا مستحق ہے اور اگر زیادتی کرے گا تو پھر دوسرا فریق مدد اور طرفداری کے قابل ہو جائے گا اس لئے جو شرعی مدد حاصل ہوتی ہے اور جو منصوریت ملی ہے اس کو زیادتی کر کے وارث مقتول کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ لانے میں مدد کرے نہ الٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے ۱۲ (۳۳) اور یتیم کے مال کے قریب (باقی ضمیمہ میں)

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

اور اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی

إِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا

دیتے ہیں بے شک اولاد کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو

الزِّنَىٰٓ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا

کیونکہ وہ زنا بڑی بے حیائی کی بات ہے اور وہ بہت بری راہ ہے اور جس شخص کے قتل

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ

کرنے کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہ کرو مگر ہاں کسی حق شرعی کے ساتھ اور جو شخص ناحق

مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

قتل کیا جائے تو ہم نے اس مقتول کے وارث کو قصاص کا اختیار دیا ہے

الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ

پھر وارث کو خون کا بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اسکو مدد دی گئی ہے اور یتیم کے

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ

مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ہاں اس طریقہ پر جو بہتر ہو یہاں تک کہ وہ یتیم اپنی قوت یعنی بلوغ کو پہنچ جائے

إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولًا ﴿۳۴﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ

اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس کی جائے گی اور جب ناپ کر دو تو پیمانہ کو پورا بھرا کرو اور تولو تو

وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

سیدھی ترازو سے تولا کرو یہ پورا ناپنا اور تولنا اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہے

تَأْوِيلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ

اور اے مخاطب جس بات کی تجھے تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے نہ ہو لیا کر کیونکہ کان اور

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ﴿۳۶﴾ وَ

آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں ہر شخص سے باز پرس کی جائے گی اور

(۳۶) اور زمین پر متکبرانہ چال سے اتراتا ہوا نہ چلا کر کیوں کہ نہ تو زمین کو اپنی چال سے پھاڑ سکے گا اور نہ تو اکڑ کر چلنے کی وجہ سے پہاڑوں کی لمبائی تک پہنچ سکے گا۔ یعنی یہ بھی تیری قدرت سے باہر اور وہ بھی تیری قوت سے باہر پھر اترا کر چلنا عبث اور بے کار اور جن چیزوں پر بظاہر قدرت معلوم ہوتی ہے ان پر بھی حقیقی قدرت و اختیار نہیں لہٰذا ہر امور میں تکبر اور اترانا ممنوع ہوا (۳۷) یہ تمام کام اور یہ تمام بری عادتیں تیرے پروردگار کے نزدیک بالکل ناپسندیدہ اور لائق بیزاری ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری اور جن کا حکم کیا ان کا نہ کرنا بیزاری ہے" (۳۸) یہ باتیں جو مذکور ہوئیں اے پیغمبران ہی حکمت و دانائی کی باتوں میں سے ہیں جو آپ کے پروردگار نے آپ کی جانب وحی فرمائی ہیں اور وحی کے ذریعے آپ کی طرف بھیجی ہیں اور اے مخاطب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور دوسرا معبود تجویز نہ کیجیو اور کوئی دوسرا معبود مقرر نہ کیجیو ورنہ تو الزام خوردہ اور اللہ کا راندہ درگاہ ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یعنی یہ اوامر و نواہی کی پندرہ باتیں جو مذکور ہوئیں یہ بھی ان ہی حکمت و دانش کی باتوں میں سے ہیں جو آپ کی جانب وحی کی جاتی رہی ہیں۔ آخر میں پھر شرک سے منع فرمایا کہ شرک کی وجہ سے ملامت خوردہ بھی ہوگا اور دوزخ میں دھکیل کر اور راندہ ہو کر ڈال دیا جائے گا (۳۹) اے منکرو کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے خاص کر لیا ہے اور بیٹوں کے لئے تم کو چن لیا ہے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے بلاشبہ تم بہت بھاری اور بڑی سخت بات کہتے ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے لئے اول تو اولاد اور پھر اولاد بھی بیٹیاں جن کو خود اپنے لئے بھی پسند نہ کرو اس سے زیادہ اور بری بات کیا ہو سکتی ہے عرب کے بعض قبائل یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جن کو اس نے پردہ میں رکھ چھوڑا ہے "معاذ اللہ" (۴۰) اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر پیرایہ سے بار بار سمجھایا اور طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور سوچیں مگر ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو ہمارے بیان کرنے اور سمجھانے سے اور نفرت کرنا اور ان کا بدکنا بڑھتا جاتا ہے۔ یعنی ہم نے توحید کے دلائل اور شرک کی مذمت نئے نئے پیرایہ اور مختلف دلائل اور شواہد ان کے روبرو بیان کئے تاکہ یہ لوگ کفر و عصیان سے باز آجائیں اور دین حق کو قبول کریں لیکن ان بدبختوں کو اس سمجھانے سے نفرت و وحشت ہی بڑھی اور بدک بدک کر بھاگتے ہی رہے جیسے کسی مریض کو دوا اور غذا الٹا اثر کرتی ہے وہی ان کے روحانی مرض کی حالت ہے اور یہی وہ حالت ہے کہ جس کو مریض کی آخری حالت سے تعبیر کیا جاتا ہے (۴۱) اے پیغمبر آپ فرمائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا کہ یہ مشرک کہتے ہیں تو اس حالت میں انہوں نے صاحب عرش تک معاندانہ طور پر غلبہ حاصل کرنے کا راستہ تلاش کر لیا ہوتا۔ یعنی جیسا کہ عام طور سے کم اختیار لوگ آپس میں مل کر اقتدار اعلیٰ سے بغاوت کرتے ہیں اور جو اقتدار اعلیٰ کا مالک ہوتا ہے اس سے اقتدار چھین لیتے ہیں تو اسی طرح یہ چھوٹے چھوٹے معبود مل کر اس معبود حقیقی کے خلاف دوڑ پڑتے اور صاحب عرش پر غلبہ پا کر اس کے اختیار اور اقتدار کو چھین لیتے اور اس کے محکوم نہ رہتے اور چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ تعدد الٰہ کا قول باطل اور شرک ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہلا یا محکوم بنا کیوں قبول کرتے تخت کے مالک کو الٹ ڈالتے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بھی ہوتے تو ان کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ بھی معبود برحق کی طرف تقرب و توسل کا طریقہ اختیار کرتے اور تلاش کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ رجحو الکتاب (۴۲) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے اور بہت بلند اور دور ہے۔ یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کی جناب میں یہ مشرک جو گستاخیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ان عیوب سے منزہ اور بلند تر ہے (۴۳) وہ ایسا پاک ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان آسمانوں میں اور زمین میں ہے (باقی ص۴۵۶ پر)

لَاتَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ

زمین پر متکبرانہ چال سے نہ چلا کر کیوں کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ تو تن کر چلنے سے پہاڑوں کی بلندی

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

تک پہنچ سکے گا یہ تمام مذکورہ برے کام تیرے رب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّا أَوْحٰى إِلَيْكَ رَبُّكَ

ہیں یہ مذکورہ احکام بھی اسی حکمت و دانائی کی باتوں میں سے ہیں جو آپ کے رب نے

مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ

آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہیں اور اے مخاطب اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا

جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ

معبود مقرر نہ کر ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ درگاہ ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اے مشرکو کیا تم کو تمہارے

وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

رب نے بیٹے دینے کے لئے چن لیا ہے اور خود فرشتوں میں سے اپنے لئے اس نے بیٹیاں کر لیں بلاشبہ یہ تم بڑی

عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ وَمَا

بھاری بات کہتے ہو اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر

يَزِيْدُهُمْ إِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ

ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو ہمارے سمجھانے سے اور نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے آپ کہہ دیجئے کہ اگر خدا کے ساتھ جیسا یہ

إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

لوگ کہتے ہیں اور معبود بھی ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ سب مل کر صاحب عرش تک غلبہ پانے کی کوئی راہ نکال

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ

چکے ہوتے جس قسم کی باتیں یہ خدا کے متعلق کہتے ہیں وہ ان سب سے پاک اور برتر اور بہت ہی دور ہے ساتوں آسمان

وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۗ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ

اور زمین اور جو کوئی ان آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہیں سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو حمد کی

منزل ۴

ع ۴ / ۱۰

(بقیہ صفحہ ۴۵۵) سب اس کی پاکی اور تقدیس بیان کرتے ہیں. اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی حمد کے ساتھ پاکی نہ بیان کرتی ہو مگر تم ان چیزوں کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے تحمل والا بخشنے والا ہے: یعنی زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہے اسی طرح تم دوسری مخلوق کی ساقی تسبیح کے سمجھنے سے قاصر ہو اور بعض مخلوق جو خاموش ہے اس کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی مترشح ہوتی ہے جو سوائے اہل اللہ کے دوسرا نہیں سمجھ سکتا بہر حال تسبیح زبانِ حال سے ہو یا زبانِ قال سے ہر ایک شخص کو اس کا ادراک نہیں ہو سکتا بالخصوص وہ جو سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرے تحمل اور غفران کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق کے کفر و عناد کی وجہ سے ان کی گرفت میں جلدی نہیں کرتا اور توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ بخشتا ہے ۱۲ (۴۴) اور اے پیغمبر جب آپ قرآن شریف پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک غیر مرئی اور پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اس کے حساب میں کہیں نہیں ۱۲ (۴۵) اور وہ یہ کہ ہم ان کے دلوں پر پردے ڈالتے ہیں تاکہ وہ اس قرآن کو سمجھ نہ سکیں اور ہم ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے پروردگار کی خوبیاں اور اس کے اوصاف و کمالات کا ذکر کرتے ہیں تو وہ کافر پیٹھ پھیر کر نفرت ظاہر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں: یعنی کفر و عصیان موجب ہوتا ہے عدم فہم اور عدم ارادۂ فہم کا اسی کو پردہ اور ثقل فرمایا ہے یہ باتیں مومنین پر بھی کبھی ظاہر ہوتی ہیں جب کوئی غلطی اور گناہ ہو جاتا ہے تو عبادت کی لذت سلب ہو جاتی ہے یا جماعت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ اور جہاں بالکل ہی عناد اور سرکشی ہو اور دین حق کا مقابلہ ہو اس کا اثر بھی اتنا ہی سخت ہونا چاہیے جہاں صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نفرت ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کی تعریف و توصیف کی خواہش ہو اور جہاں یہ دعوے ہوں "وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب" وہاں جتنے بھی پردے ہوں اور جتنی بھی رکاوٹ ہو وہ کم ہے بہر حال انسان کی نافرمانی اور طغیانی اور سرکشی ہی کا نام پردہ ہے اور اسی کا نام ثقل ہے اعاذنا اللہ منہ (۴۶) جس وقت یہ کافر سننے کے لئے اے پیغمبر آپ کی جانب کان لگاتے ہیں تو جس غرض کے لئے یہ اس قرآن کو کان لگا کر سنتے ہیں اس کو ہم خوب جانتے ہیں اور جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں اس کو بھی ہم خوب جانتے ہیں جب یہ ظالم اپنی سرگوشیوں میں یوں کہتے ہیں

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو مگر ہاں تم لوگ ان چیزوں کی تسبیح کو سمجھتے نہیں

حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ

اس میں شک نہیں کہ خدا بڑا تحمل والا بڑا بخشنے والا ہے اور اے پیغمبر جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے

بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

اور ان لوگوں کے مابین جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک غیر مرئی پردہ حائل کر دیتے ہیں اور وہ

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

یہ کہ ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ اس قرآن کو سمجھ نہ سکیں اور ہم ان

وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا

کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں اور جب قرآن میں آپ صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو

عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ

وہ کافر پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے چل دیتے ہیں اے پیغمبر جس وقت یہ کافر آپ کی طرف

بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ

کان لگاتے ہیں تو جس غرض کے لئے یہ قرآن کو کان لگا کر سنتے ہیں اس کو ہم خوب جانتے ہیں

الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ

اور ہم ان کی سرگوشیوں کو بھی خوب جانتے ہیں جب یہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب یہ ظالم

كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایک شخص کے کہنے پر چل رہے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو آپ کے متعلق

سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

کیسی کیسی مثالیں گھڑتے ہیں سو بھٹکتے پھرتے ہیں اور اب یہ راہ حق نہیں پا سکتے اور یہ لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کے

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ

بعد ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر از سر نو زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ پتھر ہو جاؤ یا

کہ تم لوگ پیروی نہیں کر رہے ہو مگر ایک ایسے شخص کی جو سحر زدہ ہے اور جس پر جادو کیا گیا ہے: کفار کو جو کبھی پیغمبر کی مجلس میں رسول کی باتیں یا قرآن کان لگا کر اور متوجہ ہو کر سنتے تھے اس کو فرمایا کہ جس غرض سے یہ سنتے ہیں اس کو ہم خوب جانتے ہیں یعنی اعتراض اور طعن و تشنیع کی غرض سے توجہ کے ساتھ سنتے ہیں پھر سننے کے بعد جو سرگوشیاں آپس میں بیٹھ کر کرتے ہیں ان کو بھی ہم جانتے ہیں اور سرگوشیوں میں یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم یعنی اہل عرب جو اس رسول کی پیروی کر رہے ہو وہ محض ایک سحر زدہ شخص ہے یعنی مجنون و پاگل کی پیروی کر رہے ہو (۴۷) اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو آپ کے متعلق اور آپ کی شان میں یہ کیسی کیسی مثالیں گھڑتے اور بیان کرتے ہیں سو یہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہ ہو گئے ہیں تو اب یہ راہ حق اور صحیح راستہ نہیں پا سکتے: یعنی قرآن کا استہزاء (باقی ۴۵۷)

بقیہ ص ۴۵۶: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سبب جو گمراہی ان کو میسر ہوئی ہے سو اب ان کے لئے راہ حق کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے (۴۸) اور یہ دین حق کے منکر کہتے ہیں کہ ہم جب مرنے کے بعد ہڈیاں اور ہڈیوں کا بھی چورا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے یعنی دوسری بار قیامت میں زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں (۴۹) آپ فرما دیجئے کہ تم ہڈیوں کے زندہ ہونے پر حیرت کرتے ہو تم خواہ پتھر ہو جاؤ یا لوہا بن جاؤ (۵۰) یا کوئی اور ایسی مخلوق اور چیز بن جاؤ جس کا زندہ ہونا تمہارے خیال میں بہت ہی بعید اور مشکل ہو کچھ بھی ہو جاؤ مگر زندہ ضرور ہو گے اس پر یہ یوں کہیں گے اچھا بتاؤ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا آپ ان سے فرما دیجئے وہی زندہ کرے گا جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اس پر یہ آپ کے سامنے اپنے سروں کو ہلانے اور مٹکانے لگیں گے اور کہیں گے اچھا بتاؤ یہ دوبارہ زندہ ہونا کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے عجب نہیں کہ اس کام کا وقت قریب ہی آپہنچا ہو یعنی اول تو مر کر دوبارہ زندہ ہونا مشکل پھر جب محل حیات بھی باقی نہ رہے اور محل حیات کے تمام اجزا منتشر ہو جائیں ارشاد ہوا تم تو محل حیات پر شبہ کر رہے ہو ہم کہتے ہیں تم پتھر یا لوہا بن جاؤ یا کوئی اور چیز جو تمہارے ذہن میں حیات اور زندگی سے بہت بعید ہو اور جس میں قبول حیات کی کوئی توقع ہی نہ ہو تم وہ چیز بن جاؤ اور یہ کوئی حکم نہیں بلکہ تعلیق ہے کہ اگر پتھر اور لوہا وغیرہ ہو جاؤ تب بھی محل قدرت ہی رہو گے اور جب پتھر اور لوہا جو کبھی حیات حیوانی سے آشنا ہی نہیں ہوئے ان کا زندہ ہونا ہو سکتا ہے تو اجزائے انسانی جو محل حیات رہ چکے ہیں ان کا زندہ ہو جانا تو بہت ہی اقرب ہے اور جب قابلیت ظاہر ہو گئی تو اب فاعل حیات کو پوچھنے کا جواب سکا جواب ہو گیا اور فاعل بتا دیا گیا کہ فاعل وہی ہے جس نے محض جماد کو زندگی بخشی۔ تو بطور انکار سر کو ہلا کر وقت کا سوال کریں گے کہ آخر یہ دوبارہ زندہ ہونا ہوگا کب؟ اس کا جواب دیا گیا کیا عجب ہے کہ اس کا وقت قریب ہی آگیا ہو۔ وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا (۵۱) یہ اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا یا فرشتے کے ذریعے سے آواز دی جائے گی اور تم کو میدان حشر میں زندہ ہو کر حاضر ہو جانے کا حکم دیا جائے گا۔ اضطراراً اس کی حمد بیان کرتے ہوئے تعمیل حکم کرو گے اور زندہ ہو کر حاضر ہو جاؤ گے اور تم اس دن یہ اندازہ کرو گے کہ تم دنیا میں نہیں رہے مگر بہت ہی کم۔ مطلب یہ ہے کہ دوبارہ زندہ ہونے کا وہ دن ہوگا جس دن تم کو اللہ تعالیٰ یا اس کے حکم سے اس کا فرشتہ پکارے گا تو تم زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے پیش ہو جاؤ گے اور چوں کہ یہ حمد اضطراری ہوگی اس لئے اس حمد پر کوئی فائدہ مرتب نہ ہوگا دنیا کی زندگی کو تھوڑا سمجھیں گے یا اس دن اتنا ہول اور خوف ہوگا کہ دنیا اور قبر کی مدت کو بہت کم خیال کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اب شتابی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں (۵۲) اور اے پیغمبر آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ مذاکرے اور مباحثے کے دوران میں مخالفوں سے گفتگو کا اچھا اور بہتر طریقہ اختیار کریں کیوں کہ شیطان سخت بات کی وجہ سے لوگوں میں باہم فساد کرانا چاہتا ہے واقعی شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے یعنی کفار کی جہالت اور کج بحثی کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو حسن اخلاق کی تعلیم دی کہ تم نرمی اور محبت سے ان منکروں کے ساتھ گفتگو کیا کرو اور مباحثے میں ایسا طریقہ اختیار کرو جو بہتر ہو اور اس میں کسی کی دل آزاری کا پہلو نہ ہو اور شیطان

حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

یا کوئی اور ایسی چیز بن جاؤ جس کا زندہ ہونا تمہارے خیال میں بہت ہی بعید ہو مگر زندہ

مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

ضرور کئے جاؤ گے اس پر یہ یوں کہیں گے اچھا بتاؤ وہ کون ہے جو دوبارہ ہم کو زندہ کرے گا آپ

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

فرما دیجئے وہی زندہ کرے گا جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا تو اس پر یہ لوگ آپ کے سامنے اپنے سر

قَرِيْبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ

ہلانے لگیں گے اور کہیں گے اچھا یہ بتاؤ کہ یہ کب ہوگا آپ کہہ دیجئے عجب نہیں کہ اس کام کا وقت قریب ہی آپہنچا ہو

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ ع وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ

یہ اس دن ہوگا جس دن خدا تم کو پکارے گا اور تم اس کی تعریف کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ گے اور تم اس دن یہ خیال

هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کرتے ہو گے کہ تم دنیا میں نہیں ٹھیرے مگر بہت ہی کم اور آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ ایسی بات کیا کریں جو بہتر ہو

كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ

کیونکہ شیطان لوگوں میں سخت بات کی وجہ سے فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تم سب کا حال

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب کرے اور ہم نے آپ کو ان پر

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کوئی ذمہ دار مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے اور اے پیغمبر آپ کا رب ان سب کے حال سے بخوبی واقف ہے جو آسمانوں

الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ

میں ہیں اور زمین میں ہیں اور بلا شبہ ہم نے بعض انبیا کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور ہم ہی نے داؤد کو زبور

وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

عطا کی آپ ان کافروں سے فرمائیے کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود سمجھے

ع ١٢ ٥ ٥

منزل ٤

جو انسان کا کھلا دشمن ہے اس کی مراد پوری نہ ہونے دو کیوں کہ وہ شیطان تو آپس میں جھگڑا کرانے اور فساد ڈلوانے کی فکر میں لگا رہتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھتا بھی ہو تو نہ سمجھے (۵۳) تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر رحم فرمائے اور اپنی رحمت تم پر فرما دے اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب کر دے اور تم کو رحمت سے محروم کر دے اور ہم نے اے پیغمبر آپ کو ان پر کوئی مختار اور ذمہ دار مقرر کر کے نہیں بھیجا۔ منکروں کی ضد بحث پر کبھی کبھی تبلیغ کرنے والوں کو غصہ آجاتا ہے کہ یہ لوگ حق بات کو نہیں مانتے اس کی اصلاح فرمائی کہ تم غصہ نہ کیا کرو ہر شخص کی اہلیت اور قابلیت کو تمہارا پروردگار جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم کو ہدایت کی توفیق دے کر رحم فرمائے اور چاہے تو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دے اور عذاب کرے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر ذمہ داری کی نفی فرمائی کہ جب مبلغ اعظم جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وکالت اور ذمہ داری نہیں دی گئی تو دوسرے لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے اس لئے نہ ماننے پر آزردہ ہونے اور بگڑنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (بقیہ ص ۴۵۸ میں)

دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾
بیٹھے تو ذرا ان کو پکارو تو وہ نہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ
نہ تکلیف کے بدلنے کا اختیار ان کو حاصل ہے جن لوگوں کو یہ مشرک پکارا کرتے ہیں ان کی خود یہ حالت
الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ
ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور وہ
عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ
خدا کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے
مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
کی چیز اور کوئی نافرمانوں کی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا کسی
اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي
اور سخت آفت میں مبتلا نہ کریں یہ بات یعنی ہلاکی یا عذاب کتاب میں لکھی جا چکی ہے اور ہم کو منہ مانگی
الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ
نشانیاں بھیجنے سے صرف یہی بات مانع ہوئی کہ پہلے لوگ ان معجزوں کو جھٹلا چکے ہیں اور ہم نے ثمود
اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ
کی قوم کو دلیل کے طور پر اونٹنی دی تھی پھر انہوں نے اس اونٹنی کے ساتھ بڑی زیادتی کی اور
مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾
ہم اس قسم کے معجزے نہیں بھیجا کرتے مگر عذاب سے ڈرانے کو اور وہ وقت
وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا
یاد کیجیے جب ہم نے آپ سے کہا تھا بے شک آپ کے رب نے سب لوگوں کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور ان عجائب
الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
قدرت کا دکھلانا جو ہم نے آپ کو دکھائے تھے اس کو اور اس درخت کو جس کی مذمت

(۵۶) یہ مشرک جن لوگوں کو پکارتے ہیں ان کی خود یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ ان میں کون نزدیک تر ہے اللہ تعالیٰ جس کو وسیلہ بنائیں اور وہ پروردگار عالم کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خوف کھاتے اور ڈرتے رہتے ہیں واقعی آپ کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے قابل یعنی اس کی تحت میں کئی قول ہیں ایک یہ بھی ہے کہ یہ اس وسیلہ کی تلاش میں ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جو ان میں سے مقرب بنتا ہے وہ بھی ایسے وسیلے کی تلاش میں ہے جس سے اور زیادہ قرب حاصل ہو اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو جنات اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے ملائکہ تو قرب خداوندی کے لئے وسیلہ کے متلاشی رہتے ہیں جن اتفاق سے وہ جن جی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور ان کافروں کو جو ان کے پجاری تھے انھیں خبر نہ ہوئی اس لئے ان کے عار دلانے کو فرمایا کہ تم ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر قرب الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے خدا کی عبادت اور ریاضت میں لگے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وے آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ رب کا پیغمبر ہے آخرت میں انھیں سے شفاعت ہوگی ۱۲ (۵۷) اور منکروں کی کوئی بستی ایسی نہیں ہے جس کے رہنے والے کو ہم قیامت کے پہلے ہلاک نہ کریں یا اُن کو کسی سخت ترین عذاب میں مبتلا نہ کریں یہ بات کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے یعنی کسی معمولی آفت سے تباہ کریں یا کسی سخت ترین عذاب سے برباد کریں، ہو سکتا ہے کہ مختلف آفتوں سے ہلاکت قبل قیامت ہو اور سخت ترین عذاب بعد قیامت ہو واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہیں شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھیرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں، سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا ۱۲ (۵۸) اور ہم کو ان منکروں کی منہ مانگی نشانیاں اور ان کی حسب فرمائش نشانیاں بھیجنے میں کوئی بات مانع نہیں ہوئی مگر یہ کہ پہلے لوگ اس قسم کی نشانیوں کی تکذیب کر چکے ہیں اور ان نشانیوں کو جھٹلا چکے ہیں اور ہم نے ثمود والوں کو دلیل کے طور پر اونٹنی دی تھی پھر انھوں نے اس اونٹنی کے ساتھ بڑا ظلم اور زیادتی کی اور ہم اس قسم کے معجزے اور نشانیاں نہیں بھیجا کرتے مگر عذاب سے ڈرانے اور خوف دلانے کو یعنی کفار طرح طرح کے معجزے طلب کیا کرتے تھے اس کو فرمایا کہ پہلے لوگوں نے بھی معجزے طلب کئے تھے پھر ایمان نہ لائے اور ان پر عذاب استیصال بھیجا گیا اور ان کو بالکل برباد کر دیا گیا جس امت کو بالکل ہلاک کرنا ہماری حکمت و مصلحت کے خلاف ہوتا ہے ہم ان کی اس قسم کی فرمائشوں کو پورا نہیں کرتے ہدایت تو مشیت الٰہی پر موقوف ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ معجزے دیکھ کر بھی ایمان لانے والے نہیں اور خیر الامم کا استیصال ہماری مصلحت کے خلاف ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہدایت موقوف نہیں نشانی پر ۱۲ (۵۹) اور وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے پروردگار کی قدرت اور اس کے علم نے تمام لوگوں کو احاطہ میں لے رکھا ہے اور سب کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور وہ دکھاوا جو ہم نے آپ کو دکھایا تھا یعنی معراج کی شب میں جو عجائبات قدرت آپ کو دکھائے گئے تھے اس دکھاوے کو اور اس درخت کو جس کی مذمت قرآن میں کی گئی ہے یعنی زقوم کا درخت جو دوزخی کھائیں گے ان دونوں چیزوں کو ہم نے محض لوگوں کی آزمائش و ابتلاء کا ذریعہ بنایا اور ان کو خوف دلاتے اور ڈراتے رہتے ہیں مگر ہمارا ڈرانا ان کی سرکشی اور طغیانی کو بہت بڑھاتا ہے اور ان کی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے ۵ یعنی جو چیز ہدایت میں دخل رکھتی ہے اس سے ان کو ہدایت نہیں ہوتی تو نشانیاں جن کو ہدایت میں دخل نہیں ان کے دکھانے سے ان کو کیا ہدایت ہو سکتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جب کہہ دیا کہ رب نے گھیرے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر تو نشانی کیوں مانگی اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے کچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا ہوا یعنی درخت زقوم قرآن میں ہے کہ دوزخ والے کھائیں گے ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیوں کر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا ۱۲ (۶۰)

(٦٠) اور وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدمؑ کے روبرو اور آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو، تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور کہنے لگا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے ٭ یہ واقعہ کئی جگہ قرآن میں گذر چکا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالنے کافروں کے وہی چال ہے ابلیس کی ١٢ (٦١) ابلیس نے کہا یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر فوقیت اور فضیلت دی ہے اور جس کو تو نے مجھ پر بڑھایا ہے بھلا یہ تو بتا کہ اس میں کونسی فضیلت کی وجہ ہے اچھا اگر تو نے مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دی اور زندہ رہنے کا موقع دیا تو میں اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کرلوں گا اور دھاٹی ڈال دوں گا مگر ہاں تھوڑے سے آدمی میرے قابو میں نہیں آئیں گے ٭ یعنی قیامت تک مجھ کو زندہ رکھا تو تمام اولادِ آدم کو گمراہ کردونگا اور اپنے کہنے پر چلاؤں گا مگر ہاں تھوڑے سے آدمی جو مخلصین ہوں گے وہ بے شک میرے بس میں نہ آئیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنا مسخر کروں گا جیسے گھوڑے کو لگام دیا ١٢ دھاٹی دینا گھوڑے کے منہ پر رسی ڈال کر بل دینے کو کہتے ہیں اس سے گھوڑا بے بس ہوجاتا ہے (٦٢) ارشاد ہوا جا، تو جو کرنا چاہے وہ کر پھر اولادِ آدم میں سے جو شخص تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پوری سزا ہے ٭ یعنی جو ہو سکے وہ کرلے ہم نے تیری اور تیرے متبعین کی سزا جہنم رکھی ہے جو پوری اور ہمیشہ کی سزا ہے ١٢ (٦٣) اور اولادِ آدم میں سے جس جس کو تو اپنی آواز اور چیخ پکار سے اکھاڑ سکے اور اس کو اس کی جگہ سے ہلا سکے اور اکھیڑ سکے تو اکھیڑ دیکھو اور ہلا دیکھو اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا لائیو اور ان کے مال اور ان کی اولاد میں شریک ہوجائیو اور ان سے وعدے کیجیو اور شیطان اولادِ آدم سے جو وعدے کرتا ہے وہ وعدے نہیں ہوتے مگر فریب اور دھوکہ ٭ آواز یعنی وسوسہ اور اغوا اکھیڑنا یعنی راہ راست سے ان کا قدم ڈگمگانے اور ہلانے میں کسر نہ کیجیو لشکر چڑھا لانا یعنی سب مل کر گمراہ کرنا مال اور اولاد کے ذریعے گمراہ کرنا جھوٹے وعدے کرنا یہ سب امور تہدیری ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ فحشا اور گناہوں کی اجازت نہیں دیا کرتا مطلب یہ ہے کہ جو کیا جا سکے وہ کر دیکھو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتلاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا ١٠ (٦٤) یقیناً میرے خاص اور مخلص بندوں پر تیرا کوئی زور اور بس نہ چل سکے گا اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار کافی کارساز ہے ٭ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے لئے کافی کارساز ہے اس لئے ان کے مقابلے میں شیطان بے بس اور عاجز ہے ١٠ (٦٥)

الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا

قرآن میں کی گئی ہے ان دونوں چیزوں کو ہم نے محض لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنایا اور ہم ان کو

طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

ڈراتے رہتے ہیں مگر ہمارے ڈرانے سے ان کی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی اور زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ

وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور

طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ ز

یوں کہا کیا میں اس شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے ابلیس نے یہ بھی کہا یہ شخص جس کو تو نے

لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ

مجھ پر فضیلت دی ہے بھلا یہ تو بتا کہ اس میں کونسی فضیلت ہے اگر تو نے مجھ کو قیامت کے دن تک زندہ

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ

رہنے کا موقع دیدیا تو اس کی تمام اولاد کو بجز تھوڑے آدمیوں کے اپنے بس میں کرلوں گا خدا نے کہا جا اپنی راہ

جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

لے پھر بنی آدم میں سے جو شخص تیرے کہنے پر چلے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پوری سزا ہے اور اولادِ آدم میں سے

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ

جس جس کو تو اپنی جگہ سے ہلا سکے اس کو اپنی آواز یعنی وسوسہ سے ہلا دیکھو اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ

کو چڑھا لائیو اور ان کے مال اور ان کی اولاد میں شریک ہوجائیو اور ان سے غلط سلط وعدے کیجیو اور شیطان

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي

اولادِ آدم سے جو بھی وعدہ کرتا ہے وہ صرف فریب ہی فریب ہے یقیناً میرے خاص بندوں پر تیرا کوئی بس نہ چل

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ

سکے گا اور با اعتبار کارساز ہونے کے آپ کا رب کافی ہے لوگو! تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے

ع ٦ ٨

الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ

دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اس میں شک نہیں کہ

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی

خدا تم پر بہت مہربان ہے اور جب دریا میں تم کو کوئی آفت پہنچ

الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

ہے تو اس وقت بجز خدائے تعالیٰ کے وہ سب تمہارے دلوں سے گم ہو جاتے ہیں جن کو تم پکارا کرتے ہو پھر جب تم کو

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ

خدا خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر تم روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناسپاس ہے تو کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا

کہ وہ تم کو خشکی کے کنارے لا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی کنکر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے پھر تم کسی کو

لَكُمْ وَكِیْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً

بھی اپنا کارساز نہ پاؤ یا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ خدا تم کو دوسری مرتبہ پھر دریا میں لوٹا

اُخْرٰى فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ

کر لے جائے پھر تم پر ہوا کا ایک سخت طوفان بھیج دے اور تم کو تمہارے کفر کی وجہ سے

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ﴿۶۹﴾ وَ لَقَدْ

غرق کر دے پھر اس غرق کر دینے پر تم کسی کو اپنے لئے ہمارا پیچھا کرنے والا بھی نہ پاؤ اور بلاشبہ ہم نے

كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

اولاد آدم کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں چلنے والی سواریوں پر سوار کیا اور ہم نے ان کو عمدہ

الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾ ع

عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور ہم نے بنی آدم کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت عطا کی وہ

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ

دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن ہم ہر فرقے کو اس کے امام کے ہمراہ بلائیں گے پھر جن کا نامہ اعمال اُن کے سیدھے

(۶۵) لوگو تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے نفع کمانے کے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ دریا اور سمندر ایک ملک کو دوسرے ملک کے ملنے میں حائل ہے قدرت نے کشتیوں کے سفر سے ایک ملک کا دوسرے ملک سے جوڑ لگا دیا ہے جس سے تجارت میں بڑی ترقی ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کا فضل یعنی روزی۔ روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے فضل کے معنی زیادتی سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہانکتا ہے یعنی دریا میں اپنا زور نہیں چلتا۔ بلی یا چتو پر مگر باد سو اسی کے اختیار میں ہے ۱۲ (۶۶) اور جب تم کو دریا میں کوئی آفت اور مصیبت پہنچتی ہے تو اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ سب معبود ان باطلہ جن کو تم پکارتے ہو تمہارے دلوں سے گم ہو جاتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ تم کو دریا سے خشکی کی جانب بچا لاتا ہے تو تم پھر سابقہ عادت کے موافق روگردانی اور اعراض کرنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا اور ناسپاس ہے۔ یعنی جب دریا میں ناموافق ہوا کی وجہ سے غرق ہونے کا خطرہ ہو جاتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ سے نجات کی دعائیں مانگتے ہیں اور ایمان لانے کا وعدہ کرتے ہیں اور اپنے جھوٹے معبودوں کو کمزور اور لغو سمجھ کر فراموش کر دیتے ہو "لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین" اور جہاں نجات ملی اور خشکی پر اللہ تعالیٰ نے پہنچایا تب ہی اپنی جبلت کے موافق کفر کرنے لگے (۶۷) آگے اس کا فرانہ روش پر تنبیہ فرماتے ہیں تو کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ تم کو خشکی کے کنارے پر لا کر اور خشکی کی طرف لا کر تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی کنکر پتھر برسانے والی سخت تند و تیز ہوا بھیجے پھر تم کسی کو اپنا مددگار اور کارساز بھی نہ پاؤ۔ یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زمین زلزلے یا کسی اور وجہ سے پھٹ جائے یا کسی دلدل میں پھنس کر زمین میں دھنس جاؤ یا کوئی تیز آندھی آ جائے جس میں کنکر پتھر ہوں اور تم اس آندھی سے ہلاک کر دیئے جاؤ اور تمہاری کوئی مدد کرنے والا بھی نہ ہو (۶۸) یا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر دریا میں لوٹا کر لے جائے پھر تم پر سخت ہوا کا کوئی طوفان بھیجے اور تمہارے کفر کی وجہ سے تم کو غرق کر دے پھر تم کسی کو اپنے لئے ہمارا پیچھا کرنے والا بھی نہ پاؤ۔ یعنی کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے جس کی وجہ سے دوبارہ دریا کا سفر کرنے پر مجبور ہو جاؤ اور پھر کسی طوفان میں مبتلا کر کے تم کو غرق کر دے اور تم کسی کو ہمارا پیچھا کرنے والا بھی نہ پاؤ جو تمہارا انتقام لینے کے لئے ہمارا پیچھا کرے اور ہم سے تمہارا بدلا لے (۶۹) اور بلاشبہ ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت اور بزرگی عطا فرمائی اور ہم نے خشکی اور تری میں چلنے والی سواریوں پر انکو سوار کیا یعنی ان کیلئے خشکی میں اور دریا میں چلنے والی سواریاں پیدا کیں اور ہم نے ان کو ستھری اور نفیس وعمدہ چیزوں سے روزی عطا کی اور ہم نے اولاد آدم کو اپنی پیدا کردہ مخلوقات میں سے بہت سوں پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جانوروں کو سواری زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میوے کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا ۱۲ خلاصہ یہ کہ آدمی میں بہت سی خوبیاں اور بعض صفات خاصہ ایسی ہیں جو دوسرے حیوانات میں نہیں اسی وجہ سے یہ دوسرے حیوانات کو قابو میں لا کر ان سے کام لیتا ہے تدبیر عقل اور حواس وغیرہ جو چیزیں انسان کو حاصل ہیں وہ حیوانات کو میسر نہیں ہیں اس آیت میں بشر کی فضیلت ملائکہ پر زیر بحث نہیں ہے بلکہ آیت اس سے ساکت ہے وہ مسئلہ اپنے مقام پر آئے گا یہاں جن انعامات کا ذکر ہے وہ تمام بنی نوع انسان کو شامل ہیں۔ فافہم (۷۰) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر فرقے کو ان کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے پھر جس شخص کا نامہ اعمال اور اس کی کتاب داہنے ہاتھ میں دی جائے گی

تو ایسے لوگ اپنی اپنی کتاب کو پڑھتے ہونگے اور خوش ہو کر پڑھنے لگیں گے اور ان پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہیں کیا جائیگا: یعنی جو شخص اور جو فرقہ جس کے کہنے پر چلتا تھا اس پیشوا کو بھی ساتھ ہی طلب کیا جائیگا پھر تمام لوگوں کے نامۂ اعمال اڑا دیے جائیں گے اور نیک لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں آجائیں گے تب خوش ہو کر پڑھیں گے بلکہ دوسروں کو بھی بلا کر کہیں گے آؤ میری کتاب اور میرا نامۂ اعمال پڑھو، هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے نیکوں کے ہاتھ میں آئیگا داہنے ڈھب اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے بعض حضرات نے امام کا ترجمہ نامۂ اعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے نامۂ اعمال کے ساتھ بلائیں گے فتیل کھجور کی گٹھلی پر جو سفید دھاگا ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں (۷۱) اور جو شخص اس عالم میں راہ حق سے اندھا بنا رہا تو وہ آخرت میں بھی راہ نجات پانے سے اندھا ہی رہیگا اور اس عالم سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہوگا یعنی دنیا میں تو راہ حق بتانے والے موجود تھے اور وہاں کوئی راہ بتانیوالا بھی نہ ہوگا وَانّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے" اوپر ذکر تھا اصحاب یمین کا اور یہ لوگ اصحاب الشمال ہوں گے جن کے بائیں ہاتھ میں

بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾

ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ اپنے نامۂ اعمال کو پڑھنے لگیں گے اور ان پر ایک تاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائیگا

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ

اور جو شخص اس عالم میں اندھا بنا رہا وہ عالم آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور اندھے سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہوگا

اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ

اور اے پیغمبر یہ کافر تو آپ کو اس چیز سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجی کر

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ

ان کافروں کی یہ کوشش اس غرض سے تھی کہ آپ اس حکم کے سوا جو ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے کوئی غلط بات ہماری طرف منسوب

خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ

کردیں اور ایسا کرنے پر وہ کافر آپکو اپنا گہرا دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ انکی طرف کچھ تھوڑا سا مائل

شَيْـًٔـا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ

ہونیکے قریب ہوجاتے اگر ایسا ہوجاتا تو اس وقت ہم آپ کو حالت حیات میں بھی اور مرنیکے بعد بھی سزا کا دگنا

الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا

مزا چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار بھی نہ پاتے اور وہ کافر تو اس سرزمین سے

لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا

آپ کے قدم ہی اکھیڑنے لگے تھے تاکہ آپکو یہاں سے نکال دیں اور اگر ایسا ہوجاتا تو آپ کے جانے پیچھے ان کو بھی یہاں

لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ

رہنا نصیب نہ ہوتا مگر بہت تھوڑا اسی جیسا دستور ان حضرات کے بارے

اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

میں رہا ہے جن کو ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے اس دستور میں تبدیلی نہ

تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ

پائیں گے اے پیغمبر آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے لیکر رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے

نامۂ اعمال دیا جائے گا (۷۲) اور اے پیغمبر یہ کافر تو آپ کو اس چیز سے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے اور فریب دے کر ان احکامات سے ہٹانا چاہتے تھے اور ان کی یہ کوشش اس لیے تھی تاکہ آپ ان احکام کے سوا جو ہم نے آپ کو بھیجے ہیں کوئی غلط بات ہماری طرف منسوب کردیں اور ایسا کرنے پر وہ کافر آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے ؛ مفسرین کے ان آیات کے متعلق مختلف اقوال ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر بحث کا تعلق مکہ کے کفار کے ساتھ ہے کیونکہ یہی لوگ اس قسم کی سازشوں میں دن رات لگے رہتے تھے ان کافروں کا مطالبہ خواہ یہ ہو کہ قرآن میں سے بتوں کی برائی اور شرک کی مذمت کو بدل دیا جائے یا یہ کہ غریب اور مزدور طبقے کو ہمارے ساتھ بٹھا کر قرآن نہ سنایا جائے اگر آپ ہماری بات مان لیں تو ہم آپ کو اپنا دوست بنالیں گے اور آپ کی دشمنی ترک کردیں گے اور چونکہ نبی کا فعل خلاف شرع نہیں ہوتا اگر نبی کا کوئی مطالبہ مان لیتا تو اس کی نسبت حکم الٰہی کا ہونا لازم آتا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر افترا ہوتا اس لیے فرمایا "لتفتری علینا غیرہ" حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے یہ بدل ڈال تو ہم اس کو سنیں" (۷۳) اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور ہم کو آپ ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف کچھ تھوڑا سا مائل ہوجانے کے قریب ہوجاتے ؛ پیغمبر کی عصمت کا اظہار ہے اول تو رکن کے معنی ہی تھوڑا سا مائل ہونا ہے پھر اس میں "شیئا قلیلا" بڑھا کر یہ ظاہر کردیا کہ رسول ثابت قدم رہا اور ہم نے اس کو بچایا اور ادنیٰ میلان بھی نہ ہونے دیا اور آپ میں کوئی جھکاؤ ان کے خلاف شرع مطالبہ پر نہ ہوا اور ان کی دوستی اور دوست بن جانے تک کا خیال تک نہ لائے اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد (۷۴) اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوجاتا کہ آپ کو ان کی خواہش پورا کرنے کا ادنیٰ سا میلان بھی ہوجاتا تو ہم آپ کو اس وقت حالت حیات میں بھی اور آپ کی وفات اور مرنے کے بعد بھی دوہرے عذاب کا اور سزا کا مزہ چکھاتے مزید براں یہ کہ پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کسی کو اپنا مددگار بھی نہ پاتے ؛ یعنی اس کی نوبت ہی نہ آتی چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم بنایا ہے اور ہر امتحان میں آپ کو ثابت قدم رکھا ہے اس وجہ سے آپ کو میلان سے بھی بچایا اور میلان پر متفرع ہونے والی سزا سے بھی محفوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد بھی آپ کے شامل حال رہی دوگنی سزا یعنی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے اس لیے سزا بھی مرتبے کے موافق دی جاتی "بعد الممات" کا مطلب یہ کہ عالم برزخ میں یا قیامت میں یعنی ادنیٰ میلان تو کیا وسوسے کے درجہ میں بھی کوئی چیز متحقق نہیں ہوئی الحمدللہ علیٰ احسانہٖ (۷۵) اور وہ کافر تو آپ کے قدم ہی اس سرزمین سے اکھیڑنے اور پھسلانے لگے تھے تاکہ آپ کو یہاں سے نکال دیں اور اگر ایسا ہوجاتا تو آپ کے تشریف لے جانے [illegible] تو ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی اور تھوڑے [illegible] ہی ہوجیسا کہ (باقی صفحہ ۴۶۲ پر)

(بقیہ ص۴۶۱) بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہود نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ نبی ہیں آپ کو شام میں جا کر بسنا چاہئے کیونکہ گذشتہ انبیا کا وہی مسکن تھا بہرحال اگر مدینہ کی بات ہو تو وہ پوری نہیں ہوئی اور حضور تبوک سے واپس تشریف لے آئے ہم نے ابن کثیر سے دونوں قولوں کی تشریح کر دی ہے واللہ اعلم بالصواب (۷۶) یہی جیسا دستور اور قاعدہ ان حضرات انبیاء کے بارے میں رہا ہے جن کو ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے اس دستور اور قاعدے میں کوئی تغیر اور تفاوت نہ پائیں گے یہ قاعدہ یہی کہ جب کسی بستی کے لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا تو ان بستی والوں کو بھی تھوڑے دنوں سے زیادہ بستی میں رہنا نصیب نہ ہوا (۷۷) **تفسیر صفحہ ہذا** اے پیغمبر زوال آفتاب سے کر رات کے اندھیرے تک نماز کو قائم رکھا کیجئے اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی بے شک صبح کا قرآن پڑھنا فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے یعنی صبح کی نماز میں چونکہ قرأت طویل ہوتی ہے اس لئے صبح کی نماز کو فجر کا قرآن پڑھنا فرمایا زوال کے وقت سے رات کے اندھیرے تک ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں

اور فجر کے قرآن پڑھنے سے صبح کی نماز مراد ہے یہ پانچ وقت کی نماز کا ذکر فرمایا صبح کی نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے یا حفظ فرشتے عصر کے وقت اور صبح کے وقت جمع ہوتے ہیں پہلے چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے آجاتے ہیں اس لئے " ان قرآن الفجر کان مشھودا " فرمایا (۷۸) اور رات کے کچھ حصہ میں بھی سو اس رات کے حصہ میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کیجئے یہ تہجد آپ کے لئے ایک زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے یہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کے خلق کو چھڑا دیں گے تکلیف سے ۱۲ اور یہ جو فرمایا کہ یہ تیرے لئے زائد ہے یعنی آپ پر پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد فرض ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ تہجد آپ کے لئے بھی نفل تھا علماء کے دونوں قول ہیں ان احکام کے بعد حضور کو مقام محمود کی بشارت دی گئی یہ مقام آپ کی شفاعت کا مقام ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ مقام عطا کیا جائے گا اور میدان حشر کی گرمی سے پریشان ہو کر لوگ ہر ایک پیغمبر کے پاس جائیں گے اور آخر میں رحمۃ للعالمین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اس وقت آپ سجدے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں گے اور حساب و کتاب کے لئے درخواست کریں گے آپ مقام محمود میں اتنی حمد بیان کریں گے کہ تمام انبیاء کی حمد و ثنا سے آپ کی حمد بڑھ جائے گی لیکن وہ حمد کے الفاظ آپ کو دنیا میں نہیں بتلائے گئے وہ قیامت ہی میں تعلیم کئے جائیں گے اس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں آپ کی حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی تفسیر ابن کثیر نے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں ہم نے ان میں سے ایک روایت نقل کر دی ہے (۷۹) اور اے پیغمبر آپ یوں دعا کیجئے کہ اے میرے پروردگار تو مجھ کو جہاں لے جائے خوبی اور راحت کے ساتھ لے جائیو اور جہاں سے مجھ کو نکالے اور لے جائے خوبی اور راحت کے ساتھ نکالیو اور لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور زور عنایت کیجیو جس کو تیری مدد اور نصرت حاصل ہو

الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ

اور صبح کی نماز بھی پڑھا کیجئے بیشک صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے یعنی فرشتوں کے اور کسی

مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ

قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کیجئے یہ تہجد آپ کے لئے ایک زائد چیز ہے امید

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ

ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا اور آپ یوں دعا کیا کیجئے اے میرے رب جہاں مجھ کو پہنچائے

صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ

خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور جہاں سے مجھ کو نکالے خوبی کے ساتھ نکالیو اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ عطا کیجیو

لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

جس کو تیری مدد حاصل ہو اور آپ کہہ دیجئے کہ حق یعنی اسلام آپہنچا اور

الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

باطل یعنی شرک گیا گذرا ہوا اور واقعی باطل تو زائل ہو جانے والی ہی چیز ہے اور یہ قرآن جو ہم نازل

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

فرماتے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ناانصافوں کے لئے اس سے اور

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ

الٹا نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو ہمارا حق

وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ

ماننے سے منہ موڑتا اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اس کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو وہ بالکل مایوس ہو جاتا ہے آپ کہہ دیجئے

يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع ۹

کہ ہر ایک اپنے ڈھنگ پر کام کرتا ہے اور تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کون شخص زیادہ صحیح راہ پر ہے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَ

اور اے پیغمبر لوگ آپ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ پہنچا آبرو سے، اللہ تعالیٰ نے مدینے میں پہنچایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی ۱۲ چونکہ کوئی غلبہ اور تسلط جب تک حق تعالیٰ کی نصرت اس کو حاصل نہ ہو اس کو پائیداری نہیں ہوتی اس لئے " واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا " فرمایا دعا میں آگے اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے (۸۰) اور آپ کہہ دیجئے کہ دین حق یعنی اسلام آپہنچا اور باطل دین یعنی کفر و شرک گیا گذرا ہوا اور بھاگ گیا اور واقعی باطل تو زائل اور بھاگ جانے والی ہی چیز ہے یہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگا مکہ میں سے اور تمام عرب میں سے ۱۲ چنانچہ ہجرت کے بعد مکہ معظمہ فتح ہوا اور کفر کا دھڑ ٹوٹ گیا اور یہ پیشین گوئی شاندار طریقے سے پوری ہوئی (۸۱) اور یہ قرآن جو ہم نازل فرماتے ہیں یہ مسلمانوں اور مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے اور ناانصافوں اور ظالموں کو یہ نہیں بڑھاتا مگر نقصان (بقیہ ضمیمہ میں)

مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا

علم سے بس ہی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر ہم نے

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

آپ پر وحی بھیجی ہے اس سب کو سلب کر لیں پھر آپ اس سلب شدہ وحی کو واپس دلانے کے لئے ہمارے مقابلہ میں

عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ

کوئی اپنا حمایتی بھی نہ پائیں مگر یہ صرف آپ کے رب کی مہربانی ہے کہ اُس نے ایسا نہیں کیا بے شک آپ پر

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ

اس کا بڑا فضل ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس کے لئے

الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو بھی اس جیسا قرآن نہ لا سکیں گے خواہ وہ

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ

آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں اور یقیناً ہم نے

صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰٓى

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے مگر پھر

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

بھی اکثر لوگ انکار اور ناشکری کئے بغیر نہ رہے اور کفار مکہ آپ سے یوں کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک

حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ

ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک تو ہمارے لئے یا تو اس سرزمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے یا خاص طور پر تیرے لئے

لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر تو اس باغ کے درمیان جگہ جگہ بہت سی نہریں جاری

خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ

کر دے یا جیسا تو ہم سے کہا کرتا ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے

(۸۵) اور اے پیغمبر ہم اگر چاہیں تو جس قدر اور جو کچھ ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی ہے وہ سب سلب کرلیں پھر اس سلب شدہ وحی کو واپس لانے کے لئے آپ ہمارے مقابلے میں اپنا کوئی حمایتی بھی نہ پائیں (۸۶) مگر یہ آپ کے پروردگار ہی کی رحمت ہے کہ اُس نے ایسا نہیں کیا بلاشبہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ؛ یعنی قرآن شریف ایک نعمت عظمیٰ ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس نعمت کو سلب کرسکتا ہے یعنی نہ وجود خارجی باقی رہے نہ وجود ذہنی اور اگر یہ چیز سلب ہوجائے تو تمہارا کوئی حمایتی ہم سے واپس بھی نہیں دلا سکتا مگر آپ کے پروردگار کی مہربانی سے ایسا نہیں ہوگا، کیوں کہ آپ پر اُس کا بڑا فضل ہے شاید یہاں سلب وحی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کوئی روح خواہ کتنی ہی کامل ہو اُس کے سب اوصاف و کمالات اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے ہیں اور مستعار ہیں کوئی کمال کسی کا ذاتی نہیں ہے (۸۷) آگے قرآن کے اعجاز کا ذکر فرمایا اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے اگر تمام انسان اور جنات سب کے سب اس بات پر جمع ہوجائیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو اس جیسا قرآن نہ لاسکیں گے خواہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں ؛ یعنی تمام مخلوق مل کر بھی قرآن کا جواب لانے سے عاجز اور بے بس ہے (۸۸) اور یقیناً ہم نے لوگوں کو اس قرآن میں ہر پیرایے بار بار ہر قسم کا عمدہ اور عجیب مضمون بیان کیا ہے پھر بھی بہت سے لوگ بن ناشکری کئے نہیں رہے ؛ یعنی جہاں تک سمجھانے کا تعلق ہے ہم نے اس قرآن میں مختلف انداز سے ہر قسم کے دلائل اور مثالیں لوگوں کے لئے بیان کیں اور بار بار بیان کیں لیکن باوجود اس کے اکثر لوگوں نے سوائے شیوۂ کفر کے ہر بات کا انکار کیا یعنی کفر کو نہ چھوڑا اور ایمان و شکر گذاری کی پوری بات اختیار نہ کی، (۸۹) اور اے پیغمبر مکہ کے کفار آپ سے یوں کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تو ہمارے لئے اس مکہ کی سرزمین میں یا تو کوئی چشمہ جاری کردے (۹۰) یا خاص طور پر تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر تو اس باغ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں جاری کردے (۹۱) یا جیسا تو ہم سے کہا کرتا ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے یا تو اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے روبرو لاکر کھڑا کردے اور ہمارے سامنے لے آ (۹۲)

عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ

یا اللہ کو اور فرشتوں کو کھلم کھلا ہمارے سامنے لے آ یا تیرے

يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ

پاس کوئی سونے کا بنا ہوا رہنے کا مکان ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور

وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

ہم تیرے آسمان پر چڑھ جانے کا بھی اس وقت تک یقین نہ کریں گے جب تک تو وہاں

نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا

سے کوئی کتاب نہ لے آئے جس کو ہم پڑھ بھی لیں آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام

رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ

پہنچانے والا بشر ہوں اور جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو ان کو ایمان لانے سے صرف یہی

الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ

ایک بات مانع ہوئی کہ انھوں نے یوں کہا کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے آپ فرما دیجئے

لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ وہ اس میں چلتے پھرتے رہتے بستے تو بے شک ہم ان کے لئے

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفٰى

آسمان سے کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے آپ فرما دیجئے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

میرے اور تمہارے درمیان از روئے گواہ اللہ تعالیٰ کافی ہے وہی اپنے بندوں کے احوال کو

خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

خوب جانتا دیکھتا ہے اور جس کو خدا راہ دکھلائے وہی ہے راہ یافتہ اور جس کو وہ بے راہ

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

کر دے تو اے پیغمبر ایسے گمراہوں کا سوائے خدا کے آپ کسی کو مددگار نہ پائیں گے اور ہم ان گمراہوں

یا تیرے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر رہنے کو ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم خالی آسمان پر چڑھ جانے کا بھی اس وقت تک یقین نہ کریں گے جب تک تو ہمارے پاس وہاں سے کوئی لکھی ہوئی ایسی کتاب نہ اتار لائے جس کو ہم پڑھ بھی لیں آپ ان سب مطالبات اور منہ مانگی نشانیوں کے جواب میں کہہ دیجئے میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا بشر ہوں اور آدمی یعنی مجھے جو کام تفویض ہوا ہے وہ کر رہا ہوں مجھے اس سے زیادہ کوئی اختیار نہیں لہٰذا ان آیات کا کوئی تعلق بشر یا رسول سے نہیں رہا حضرت حق تعالیٰ کا منشا تو وہ اپنی حکمت و مصلحت کو جانتے ہیں وہ چاہیں تو بلا ضرورت یہ نشانیاں تم کو دکھائیں اور تم فرمائشی نشانی کو دیکھ کر پھر ایمان نہ لاؤ تو تم سب کو ہلاک کر دیں وہ چاہیں فرمائشی نشان دکھلائیں یا نہ دکھائیں یہ ان کی حکمت بالغہ پر محمول ہے میرا کوئی دخل ان کی مصلحت غامضہ میں نہیں ہے اس قسم کے فرمائشی معجزوں کے متعلق اسی سورۃ میں بحث گذر چکی ہے (۹۳) اور جب لوگوں کے پاس ہدایت و رہنمائی آئی تو ان کو ایمان لانے اور ہدایت کو قبول کرنے سے صرف یہی بات مانع ہوئی کہ انھوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی اگرچہ اور بھی شبہات تھے لیکن سب سے اہم اور قابل توجہ یہی بات مانع ہوئی کہ وہ رسالت اور بشریت میں منافات سمجھے اور یہی کہتے رہے کہ فرشتہ کیوں نہیں آیا ہماری ہدایت کو بشر کیوں آیا "فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا" (سورۂ تغابن) لولا انزل علینا الملٰئکۃ (سورۂ فرقان) (۹۴) آپ اس قسم کے معترضین سے فرما دیجئے اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو یقیناً ہم ان کے لئے آسمان کے کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے یعنی اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے اور وہ باوجود فرشتے ہونے کے آسمان پر نہ جا سکتے تو ان کا رسول بھی فرشتہ ہی ہوتا لیکن یہاں بشر آباد ہیں اس لئے ان کی ہدایت کے لئے بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجنا تھا (۹۵) آپ فرما دیجئے میرے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اپنے بندوں کے تمام احوال کو خوب جانتا ہے، خوب دیکھتا ہے یعنی تمہارے عناد اور تمہاری بے ہودہ حرکات کو بھی جانتا اور دیکھتا ہے اور میرے معقول دلائل اور میری صحیح باتوں سے بھی واقف ہے (۹۶) اور جس کو اللہ تعالیٰ راہ پر لائے اور جس کی رہنمائی فرمائے وہی شخص راہ یافتہ ہے اور وہ جس کو بے راہ رکھے تو اے پیغمبر ایسے گمراہوں کا سوائے اللہ تعالیٰ کے آپ کسی کو مددگار نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے دن اندھا بہرا گونگا بنا کے منہ کے بل چلائیں گے اور منہ کے بل چلا کر حشر میں لائیں گے اور ان کا آخری ٹھکانا دوزخ ہے جب وہ جس وقت اس کی آگ بجھنے

دھیمی اور ہلکی ہونے لگے گی تب ہی ہم اُس آگ کو ان کے لئے بھڑکا دیں گے اور تیز کردیں گے ۵ یعنی ہدایت اس کو میسر آتی ہے جس کو خدائے تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور وہ جس کی سرپرستی نہ فرمائے تو ایسے گمراہ جن کو اپنا مددگار سمجھتے ہیں ان میں سے ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا اور اپنی گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ قیامت کے دن اندھے بہرے گونگے ہو کر اپنے مونھوں کے بل میدانِ حشر میں جمع ہوں گے اور ہم اسی حال سے اُن کو جمع کریں گے اور ان کا آخری ٹھکانا دوزخ ہوگا اور اس کی آگ کبھی کم نہ ہوگی جب ذرا ہلکی ہوگی تب ہی بھڑکا کر تیز کردی جائے گی میدانِ حشر میں بجائے پاؤں سے چلنے کے سر کے بل چلیں گے (۹۷) یہ جہنم ان کی سزا اس سبب سے ہوگی کہ انھوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ کیا جب ہم مرنے کے بعد ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر از سرِ نو زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ۶ یعنی مذکورہ سزا ان کو اس وجہ سے دی جائے گی کہ احکامِ الٰہی کا انکار کرتے تھے اور مرنے کے بعد عالمِ آخرت کی زندگی کے قائل نہ تھے (۹۸) کیا یہ لوگ اتنا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ
کو قیامت کے دن اندھا بہرا گونگا کر کے ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے ان کا آخری ٹھکانا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾
دوزخ ہے جب اس کی آگ ذرا ہلکی ہونے لگے گی تب ہی ہم اسے بھڑکا کر ان پر اور تیز کر دیں گے

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا
یہ ان کی سزا اس لئے ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم ہڈیاں

كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾
اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر از سرِ نو اٹھائے جائیں گے کیا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لوگ اتنا نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس پر

قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا
قادر ہے کہ ان جیسوں کو دوبارہ پیدا کردے اور اس نے ان کے دوبارہ پیدا ہونے کا ایک وقت مقرر کر

لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ
رکھا ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں اس پر بھی یہ ظالم انکار کئے بدوں نہ رہے اے پیغمبر آپ

اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ
ان سے فرمائیے اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو تم ان خزانوں کو بھی اس ڈر سے روک

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ
رکھتے کہ کہیں خرچ نہ ہو جائیں اور انسان بڑا ہی تنگ دل واقع ہوا ہے اور بلاشبہ

اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ہم نے موسیٰ کو جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے نو نشانیاں کھلی ہوئی دی تھیں آپ بنی اسرائیل یعنی ان کے

اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى
علماء کو پوچھ دیکھیے پس فرعون نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ میں تیرے متعلق یہ خیال کرتا ہوں کہ تجھ پر جادو

نہیں جانتے اور ان کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے وہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارا پیدا کردے اور اس نے ان کے دوبارا پیدا کرنے کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں کوئی شک کرنے کی گنجائش نہیں اس پر بھی یہ ظالم انکار کئے بدوں نہ رہے ۷ یعنی جو آسمان و زمین کا خالق ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارا پیدا کردے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہزارہا آدمی مرتے چلے جاتے ہیں اور کسی کو دوبارا پیدا ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے اس عالم بعث کا اور سب کے زندہ ہونے کا ایک وقت اور ایک میعاد مقرر ہے اس وقت سب دوبارا پیدا کئے جائیں گے لیکن ان کافروں کی حالت یہ ہے کہ کفر کا شیوہ جو انھوں نے اختیار کر رکھا ہے اس کے علاوہ دینِ حق کی ہر بات کا انکار ہی کئے جاتے ہیں اور کسی معقول سے معقول بات پر کان نہیں دھرتے (۹۹) اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو تم ان خزانوں کو بھی اس خوف سے روک رکھتے کہ کہیں خرچ نہ ہو جائیں اور انسان بڑا ہی دل تنگ واقع ہوا ہے ۸ یعنی رحمتِ رب عام طور سے نبوت کے لئے قرآن میں استعمال ہوا ہے اس لئے شاید یہ اس شبہ کا جواب ہو جو یہ منکر کیا کرتے تھے کہ ابن عبداللہ کو کیوں یہ قرآن دیا گیا اور ان کو کیوں نبوت دی گئی جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پروردگار کی رحمت کے خزانے تم کو دے دیئے جاتے تو تم اس میں بھی بخل کرتے اور خرچ ہو جانے کے خوف سے اپنا ہاتھ روک لیتے چنانچہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے خود ہی تقسیم کئے اور جس کو اہل پایا اور جس میں صلاحیت پائی اس کو اپنی رحمت یعنی نبوت سے سرفراز فرمایا چونکہ نبوت کی بحث اوپر سے ہو رہی ہے اس مناسبت سے ہم نے یہ معنی کئے ہیں ورنہ آیت کے معنی اور طرح بھی کئے گئے ہیں بخل کی مذمت تو ظاہر ہی ہے جیسے پانچویں پارے میں فرمایا "ام لهم نصيب من الملك فاذا لا يؤتون الناس نقيرا" ابن کثیر نے اس آیت کو بخل کی مذمت پر محمول کیا ہے اور یہی معنی لئے ہیں (۱۰۰) اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے نو نشانیاں واضح اور کھلی ہوئی دی تھیں آپ بنی اسرائیل سے دریافت کر دیکھیے پس فرعون نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ میں تیرے متعلق یہ خیال کرتا ہوں کہ تو سحر زدہ ہے اور تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے ۹ یعنی یہ نو نشانیاں حضرت موسیٰ کو اس وقت عطا ہوئی تھیں جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو فرعونی مظالم سے نجات دلانے کے لئے تشریف لائے یہ نو نشانیاں نویں پارے میں مذکور ہو چکی ہیں چونکہ یہ نشانیاں بنی اسرائیل اور اُن کے علماء کو معلوم تھیں اس لئے فرمایا بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھو جب حضرت موسیٰ آئے فرعون سے باتیں ہوئیں تو اس نے بجائے ایمان لانے اور بنی اسرائیل کے ساتھ انصاف کرنے کے الٹا موسیٰ کو سحر زدہ کہہ دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وے جو فرعون کے مقابلہ میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ تورات کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا ۱۲ (۱۰۱)

ع ۱۱

مَسْحُورًا (١٠١) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا

کر دیا گیا ہے ۔ موسیٰ نے جواب دیا اے فرعون تو بھی خوب جانتا ہے کہ ان نشانیوں کو جو بطور بصیرت

رَبُّ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ

افروز دلائل کے ہیں صرف آسمانوں اور زمین کے رب نے ہی نازل کیا ہے اور میں اے فرعون تیرے متعلق خیال کرتا ہوں

يَٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا (١٠٢) فَأَرَادَ أَن يَسْتَفِزَّهُم مِّنَ الْأَرْضِ

کہ تو ہلاک ہوا چاہتا ہے ۔ پھر فرعون نے ارادہ کیا کہ سرزمین مصر سے بنی اسرائیل کو ختم کر دے تو

فَأَغْرَقْنَٰهُ وَمَن مَّعَهُ جَمِيعًا (١٠٣) وَقُلْنَا مِنۢ بَعْدِهِ

ہم نے فرعون کو اور جو اس کے ساتھی تھے سب کو غرق کر دیا ۔ اور فرعون کے ڈوبنے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل

لِبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ

سے کہا اب اس زمین میں سکونت اختیار کرو پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائیگا تو ہم تم سب کو ملا جلا کر لا حاضر

جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (١٠٤) وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَٰهُ وَبِالْحَقِّ

کریں گے ۔ اور اے پیغمبر ہم نے قرآن کو سچائی ہی کے ساتھ نازل کیا

نَزَلَ ۗ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (١٠٥) وَقُرْءَانًا

اور وہ سچائی ہی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۔ اور اس مصلحت سے کہ

فَرَقْنَٰهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَٰهُ تَنزِيلًا (١٠٦)

کہ آپ اس قرآن کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں ہم نے اس قرآن کو تقسیم بھی کر دیا ہے اور اسکو نازل بھی کیا ہے تھوڑا تھوڑا کر کے

قُلْ ءَامِنُوا بِهِٓ أَوْ لَا تُؤْمِنُوٓا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

آپ ان کو کہہ دیجئے تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن کی پہلے کتب آسمانی کا علم دیا گیا ان کا حال تو یہ

مِن قَبْلِهِٓ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۩ (١٠٧)

ہے کہ جب ان کے سامنے یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل یعنی منہ کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں

وَيَقُولُونَ سُبْحَٰنَ رَبِّنَآ إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا (١٠٨)

اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے اور وہ

.... حضرت موسیٰ نے فرعون کو قسم کھا کر جواب دیا اے فرعون بلاشبہ تو خوب جانتا ہے کہ ان معجزات اور نشانات کو جو بطور بصیرت افروز دلائل کے ہیں صرف آسمان اور زمین کے مالک اور پروردگار ہی نے نازل فرمایا ہے اور اے فرعون میں تیرے متعلق خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک و برباد ہوا چاہتا ہے یعنی بلاشبہ تجھ کو یقین ہے اور تو دل میں قائل ہے کہ یہ نشانات اور عجائبات جو ہدایت اور روشنی حاصل کرنے کے لئے کافی ذریعہ ہیں بجز آسمان و زمین کے مالک اور پروردگار کے کسی اور کی جانب سے نازل شدہ نہیں ہیں مگر تو اپنی ہٹ دھرمی اور سخن پروری کے باعث اقرار نہیں کرتا اور چونکہ ایسے ہٹ دھرم جو حق کو حق سمجھتے ہوئے قبول نہ کریں زیادہ دن سرسبز نہیں رہتے اس لئے میرا گمان ہے کہ تیری ہلاکت اور تیری شامت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے (١٠٢) پھر فرعون نے ارادہ کیا کہ سرزمین مصر سے بنی اسرائیل کو اکھیڑ دے اور ان کو گھبرا دے یعنی قتل کر دے یا نکال دے اس پر ہم نے فرعون کو اور اس کے ساتھیوں کو سب کو غرق کر دیا اور سمندر میں ڈبو دیا یعنی فرعون کو حضرت موسیٰ کا جواب بن نہ آیا تو اس نے یہ تدبیر سوچی کہ بنی اسرائیل کو ختم کیا جائے تاکہ یہ فرعون غیر ملکیوں کا قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو یہ تدبیر سوچ کر مسلمانوں پر از سر نو زیادتی شروع کر دی چنانچہ فرعون اور اس کے ساتھی غرق کر دیئے گئے اس کے بعد بنی اسرائیل کو حکم دیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (١٠٣) اور فرعون کے غرق ہونے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اب تم زمین مصر میں مالکانہ حیثیت سے رہو سہو اور سکونت اختیار کرو پھر جب آخرت آئے گی اور آخرت کے وعدے کا ظہور ہوگا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لا حاضر کریں گے یعنی سرزمین مصر کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا خواہ وہ اس میں ابھی آباد ہو جائیں یا کچھ عرصہ کے بعد آئیں باقی یہ مالکیت یا وارث بنانا دنیا کی زندگی میں ہے تب قیامت آئے گی تو ہم تم سب کو میدان حشر میں لا کھڑا کریں گے اور وہاں سب بحیثیت مملوک کے حاضر ہوں گے (١٠٤) اور اے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ اتارا اور وہ سچائی اور راستی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا یعنی جیسا بھیجا تھا ویسا ہی پہنچا جو لوگ اس کے ماننے سے انکار کرتے ہیں ان سے متاثر نہ ہوجئے آپ کا کام صرف خوش خبری اور ڈرانا ہے ہم نے آپ کو صرف مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ ایمان لانے والے کو ثواب کی بشارت دیں اور کفر کرنے والوں کو عذاب سے ڈرائیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں سچ کے ساتھ اترا یعنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ (١٠٥) اور ہم نے اس مصلحت سے کہ آپ اس قرآن کو لوگوں کے سامنے ٹھیر ٹھیر کر پڑھیں اس قرآن میں فصل اور فرق کر دیا ہے اور اس کو نازل بھی کیا ہے تدریجاً تھوڑا تھوڑا کر کے یعنی قرآن کی سچائی اور راستی کے ساتھ اس کی اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں کہ ہم نے اس کو آیتوں اور سورتوں کے ساتھ مفصل سے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کو ٹھیر ٹھیر کر لوگوں پر پڑھیں ایک آیت کو دوسری آیت کو اور ایک سورت کو دوسری سورت سے جدا رکھا اور نازل بھی کیا تدریج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا تاکہ معانی کا بھی انکشاف ہو اور مسائل بھی معلوم ہوتے رہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں بعضے کتاب سے مطلب فقط معنے سمجھے ہیں اور اس کے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتی ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا ہر وقت پر موافق اس کے حکم بھیجا ١٢ (١٠٦) اس عنایت و مہربانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ منکر اس پر ایمان لاتے لیکن یہ مخالفت کرتے ہیں تو ان سے فرما دیجئے کہ تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے کتب آسمانی کا اور دین کا علم دیا گیا تھا ان کی یہ حالت ہے کہ یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں (١٠٧) اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک اور بے عیب ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے یعنی اگر تم اس پر ایمان نہ لاؤ گے تو تیرا کیا نقصان ہوگا آخر اہل کتاب میں منصف سمجھ دار اور اہل علم ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ قرآن کو سن کر منہ کے بل سجدے میں گرتے اور یوں کہتے ہیں کہ تو نے جو کتب سابقہ میں آخری کلام اور آخری کتاب کا وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا اور یہ قرآن نازل ہوا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اگلے پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اللہ وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترنے کا ٹھیک پاتے ہیں ١٢

(۱۰۸) اور وہ اپنی ٹھوڑیوں اور مونھوں کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور قرآن کا سننا ان میں عاجزی اور خشوع کو بڑھا دیتا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اسی واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی ۱۲ (۱۰۹) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا اس کو رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام کو چاہے پکارو اچھے اچھے سب نام اسی کے لئے خاص ہیں اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھا کیجئے اور نہ اس نماز میں بالکل چپکے چپکے پڑھا کیجئے بلکہ دونوں کے مابین ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یا اللہ یا رحمٰن سن کر کافر کہتے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دو نام پکارا کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی دو معبودوں کا قائل ہے اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ اس کو کسی نام سے پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں اور جب مسمّیٰ ایک ہے تو نام خواہ کتنے ہی ہوں فرق تو جب ہوتا جب مسمّیٰ بھی دو یا دو سے زائد ہوتے دوسری بات نماز میں قرأت کا معاملہ تھا نماز میں جب آپ قرأت پڑھتے تو کافر قرآن کی توہین کا ارتکاب کرتے اور بکواس بکتے اور اگر بالکل اخفا کرتے تو مقتدیوں کے پلے کچھ نہ پڑتا یہ شاید جہری نماز میں ہوتا ہو گا اس لئے درمیانی طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہو سکتا ہے کہ دعا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہو حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کا یہی خیال تھا قبیلہ بنی تمیم کا ایک بدو حضور کے سلام پھیرتے ہی پکار کر کہتا یا اللہ مجھے اونٹ دے مجھے اولاد دے اس پر حکم ہوا کہ دعا میں نہ تو بہت جہر کرو نہ بالکل اخفا بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرو واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رحمٰن نام اللہ کا عرب کے لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے (۱۱۰) اور یوں کہیے کہ تمام تعریفیں اور سب خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ وہ ایسا کمزور اور حقیر ہے کہ اس کا کوئی مددگار ہے اور آپ اس کی پوری پوری بڑائی بیان کیا کیجئے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ مددگار چاہیے بادشاہوں کے ہاں امیر اس سے زیر پڑ جاتے ہیں کہ برے وقت میں ان کی رفاقت ضرور ہوتی ہے وہاں یہ مذکور ہی نہیں ، یہاں جس سے تقویت حاصل ہوتی ہے وہ یا تو اولاد ہے یا کوئی برابر کا ساتھی اور شریک یا کوئی بڑا جو قوت میں زیادہ ہو اور وہ حامی اور مددگار ہو: اللہ تعالیٰ کو ان تینوں قسموں میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں نہ وہاں اولاد نہ شریک نہ کوئی طاقت میں زیادہ جو حامی اور مددگار ہو پریشانی اور حملہ آوروں کے حملے اور شکست اور ذلت کے خوف سے انسان کو حمایتیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ حضرت حق جل مجدہٗ کے ہاں نہ کوئی ذلت اور شکست کا اندیشہ نہ کوئی ان پر حملہ آور اور نہ کسی خطرہ اس لئے ان کو نہ کسی حامی کی ضرورت نہ وہ کسی مددگار کے محتاج نہ ان کا کوئی مددگار ، سورۂ بنی اسرائیل کو تسبیح سے شروع کیا اور تحمید و تکبیر پر ختم کیا "سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے تمام بڑوں چھوٹوں کو یہ آیت سکھایا کرتے تھے اور اس آیت کو آپ آیت العز یعنی عزت والی آیت فرمایا کرتے تھے بعض آثار میں ہے کہ جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے وہ گھر آفت اور چوری وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے حضرت ابوہریرہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دکھ بیماری دور ہونے کے لئے فرمایا یوں کہا کر "توکلت علی الحی الذی لا یموت والحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا" (۱۱۱)

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ (۱۰۹)

ٹھوڑیوں اور منہ کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور یہ قرآن کا سننا ان میں خشوع اور عاجزی کو اور بڑھا دیتا ہے

قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ

آپ کہہ دیجئے کہ تم خدا کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو جس نام کو بھی چاہو پکارو اچھے اچھے سب نام اسی کے

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ

لئے خاص ہیں اور آپ اپنی جہری نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ اس میں بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے

بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا (۱۱۰) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

بلکہ جہر اور اخفاء کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے اور کہہ دیجئے سب خوبیاں اللہ کے لئے

الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ

ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ وہ عاجز و بے کس ہے کہ اس لئے اس کا

وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (۱۱۱) ع

کوئی مددگار ہے اور خوب اس کی بڑائی بیان کیا کیجئے

سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَعَشْرُ آيَاتٍ وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

سورۂ کہف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس کتاب میں ذرا

يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ۜ (۱) قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا

سی بھی کوئی کجی نہیں رکھی بالکل سیدھی اور ٹھیک اتاری تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے

مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

جو خدا کی طرف سے ہوگا لوگوں کو ڈرائے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے رہیں

(۱) سورۂ کہف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں ذرا سی بھی کوئی کجی نہیں رکھی اور اس کو کسی طرح کی کجی سے موصوف نہیں بنایا (۱) بالکل سیدھی اور ٹھیک اتاری اس لئے نازل کی اور اتاری تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا لوگوں کو ڈرائے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں

اس بات کی خوش خبری اور بشارت دے کہ اُن کو اچھا اجر ملے گا (۲) جس میں وہ ایمان والے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۳) اور تاکہ یہ کتاب اُن کو بھی ڈرائے جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے (۴) حالانکہ اس دعوے کی کوئی دلیل نہ تو ان کے پاس ہے اور نہ اُن کے بڑوں اور ان کے باپ دادوں کے پاس کوئی دلیل تھی جو ان کے مُنہوں سے نکلتی ہے بڑی بھاری بات ہے جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ سراسر کذب اور جھوٹ ہے یعنی اپنے خاص اور مقرب بندے پر اس کتاب کو نازل فرمایا اس میں کوئی نیڑھی ترچھی بات نہیں نہ لفظاً نہ معنیً عبارت نہایت سلیس اور شستہ معنی میں کوئی تناقض نہیں قیم سیدھی افراط تفریط سے پاک یا مگر کتب سماویہ کی صحت و تصدیق کرنے والی اور ان کی تعلیمات کو دنیا میں قائم رکھنے والی یا بندوں کی ضروریات اور ان کی مصالح کی کفالت کرنے والی اور ان کی دنیا اور دین کو سنوارنے والی وغیرہ ہم نے سیدھی اور ٹھیک کے ساتھ ترجمہ کیا ہے سخت عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے کہ یہ کتاب اس سے ڈراتی اور خوف دلاتی ہے اور ایمان والوں کو آخرت کے اجر و ثواب اور بیکراں انعامات کی خوش خبری سناتی ہے جن انعامات میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ابدی راحت سے مستفید ہوں گے اور علاوہ دیگر منکرین کے ان لوگوں کو بھی یہ کتاب ڈراتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ اور عرب کے بعض مشرک یہ اولاد تجویز کرنا ایک ایسا نامعقول دعویٰ ہے جس کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ ان کے بڑے بھی دلیل سے خالی اور تہی دست تھے اور اولاد کی بات جو ان کے منہوں سے نکلتی ہے بہت ہی بھاری اور خطرناک بات ہے اور چونکہ یہ عقلاً اور نقلاً ہر اعتبار سے غلط ہے اس لئے یہ کہنا ان کا سراسر کذب ہے اور یہ جو کہتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہے (۵) سو اے پیغمبر شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہ لائے تو غم کھاتے کھاتے اپنی جان دے دیں گے۔ آپ پیغمبر کو تسلی دی کہ اس قدر غم نہ کیجئے اور کڑھئے نہیں کہ آپ کی زندگی خطرے میں پڑ جائے یہ عالم دار الابتلاء ہے یہاں اقرار اور انکار سب ہی چلتا ہے آپ کا کام تبلیغ کرنا اور ان تک صحیح چیز کا پہنچا دینا ہے باقی یہ مانتے ہیں یا نہیں مانتے اس کی فکر آپ کو نہ ہونی چاہئے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ بہت شغف اور بے انتہا محبت تھی اس لئے آپ کو لوگوں کے ایمان نہ لانے پر بہت رنج ہوتا تھا اور آپ بے چین رہا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سمجھایا کہ تم افسوس کرتے کرتے کہیں اپنی جان کھو دو گے اتنا غم نہ کھاؤ ایمان ہماری مشیت پر موقوف ہے۔ (۶) جو کچھ زمین پر ہے یقیناً ہم نے اس سب کو زمین کے لئے موجب زینت اور موجب رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے باعتبار عمل کے کون زیادہ اچھا ہے یعنی دیکھنا ہے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے کون یہاں کی رونق میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور کون اس کو مانتا اور اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ۱۲ غرض یہ دار الابتلاء ہے کوئی کفر پر اڑتا ہے اور کوئی اسلام کو قبول کرتا ہے یہ دونوں ہی باتیں ہوتی ہیں اس لئے کہ ان پر غم کھانے کی راہ ہے (۷) اور یقیناً ہم زمین کے اوپر کی تمام چیزوں کو ایک صاف اور چٹیل میدان کرنے والے ہیں یعنی ایک دن ایسا ہوگا کہ جو کچھ زمین پر ہے خواہ وہ پہاڑ ہوں یا اشجار ہوں یا عمارات اور محلات ہوں سب کو صاف کر کے زمین کو ایک میدان کر دیا جائے گا فاعا صفصفا لا تریٰ فیہا عوجا ولا امتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ۱۲ (۸) آگے اصحاب کہف کے قصہ کی تمہید ہے یہود کے مشورے سے کفار عرب نے حضور سے تین سوال کئے تھے ایک روح کی حقیقت دوسرے اصحاب کہف کا حال تیسرے ذوالقرنین چنانچہ روح کا جواب گذر چکا ذوالقرنین کا حال سورت کے آخر میں آئے گا اور اصحاب کہف کا بیان یہاں ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور کھوہ والے ہماری قدرت کی نشانات میں سے کچھ تعجب اور اچنبھے کی چیز تھے شاید یہود نے کہا تھا کہ اصحاب کہف کا حال عجیب و غریب ہے اس لئے فرمایا ہو کہ اصحاب کہف کے واقعہ سے زیادہ تو تم روزمرہ اس کی نشانات دیکھتے ہو ان کے مقابلے میں تو کہف والوں کا حال کچھ زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے آسمان اور زمین میں جو قدرت کارفرما ہے اور قوموں کے عروج و زوال اور حق و باطل کے نشیب و فراز جو تمہاری نگاہوں سے گذرتے رہتے ہیں وہ بہت عجیب و غریب ہیں اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اکثر مفسرین کے نزدیک ایک ہی ہیں ابن کثیر نے کہا رقیم یا تو ایلہ کے پاس کی وادی کا نام ہے یا اس عمارت کا نام ہے جو اس جگہ (ضمیمہ میں)

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾

ہیں اس بات کی بشارت دے کہ ان کو اچھا صلہ اور اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ

اور ان کو بھی ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے اس بات کی کوئی

مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ

دلیل نہ تو ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس بھی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہوں

اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

سے نکلتی ہے جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ سراسر جھوٹ ہے سو اے پیغمبر اگر یہ لوگ اس قرآن پر

نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

ایمان نہ لائے تو کہیں آپ ان کے پیچھے غم کھاتے کھاتے اپنی جان کو

اَسَفًا ﴿۶﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

بیٹھیں گے جو کچھ زمین پر ہے ہم نے ان تمام چیزوں کو زمین کے لئے موجب زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا

کو آزمائیں کہ ان میں سے از روئے عمل کے کون اچھا ہے اور یقیناً ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو

عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

ایک چٹیل میدان کرنے والے ہیں اے پیغمبر کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار اور کھوہ والے

وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے وہ وقت قابل ذکر ہے جب ان نوجوانوں

اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

نے پہاڑ کی کھوہ میں پناہ لی اور اپنے رب سے یوں کہا اے ہمارے رب تو اپنے پاس سے ہم کو رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے

وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ

کام میں صحیح رہنمائی کا سامان مہیا کر دے پھر ہم نے اس پہاڑ کی کھوہ میں ان کے کانوں پر

پھر ہم نے ایک مدت دراز کے بعد ان کو نیند سے جگا دیا تاکہ ہم اس بات کو معلوم کریں کہ غار میں ٹھیرے رہنے کی مدت ہر دو فریق میں سے کس نے زیادہ یاد رکھی ۞ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں دو فرقے تاریخ لکھنے والوں میں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بعضے کہنے لگے اس سے کم ۱۲ بہرحال بر سہا برس کے بعد جب یہ اٹھے اور شہر میں آئے تو باہم اختلاف ہونا قدرتی امر تھا ان میں آپس میں بھی اختلاف ہوا اور دیکھنے والوں میں تاریخیں دیکھی جانے لگیں ہم معلوم کرلیں کہ ایک طویل مدت کے بعد اٹھنا قیامت کے یقین اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر لوگ ایمان لاتے ہیں یا نہیں آگے آجائے گا کہ ایک فریق کہتا تھا لبثنا یوما او بعض یوم اور ایک فریق کہتا تھا ربکم اعلم بما لبثتم (۱۲) ہم ان اصحاب کہف کی خبر اور ان کا واقعہ آپ کو ٹھیک ٹھیک بیان کرتے اور سناتے ہیں یہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت کے اعتبار سے اور زیادہ کردیا ۞ یعنی یہ نوجوان خاندانی تھے ان کو بت پرستی سے نفرت تھی اور یہ دین عیسوی یا دین موسوی کی شریعت پر ایمان لے آئے تھے ابن کثیر کی رائے یہ ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ سے قبل کا واقعہ ہے یہ نوجوان اپنے بزرگوں کے ساتھ بت پرستوں کا کوئی میلہ دیکھنے گئے تھے وہاں ان کو بت پرستی سے نفرت ہوئی اور یہ موحد ہوگئے اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی اور ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اور لیاقت دی ۱۲ (۱۳) اور ہم نے ان کے دلوں کو اس وقت استوار اور مضبوط و مستحکم کردیا جس وقت وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم اس کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی ہرگز عبادت نہیں کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو یقیناً ہم بڑی بے جا اور عقل سے دور بات کہیں گے ربط قلب ثبات و صبر کا ایک مرتبہ ہے جس سے دل جم جاتا ہے اور مضبوط ہوجاتا ہے جب وہ کھڑے ہوئے یعنی دقیانوس کے سامنے یا لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے کھڑے ہوئے تو انھوں نے بے دھڑک ہوکر کہہ دیا کہ ہمارا معبود تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اگر ہم اس کو چھوڑ کر کسی اور معبود کا اقرار کریں گے تو عقل سے بہت دور کی بات کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو بتوں کو نہ پوجتا تھا اس کو عذاب سے مارتا یا بت پجاتا یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چغلی کی۔ اس نے روبرو بلا کر پوچھا اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی یعنی ثابت رکھا کہ اپنی بات صاف کہہ دی اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا اور شہر سے پھر کر آؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کرواؤں یا عذاب دوں وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کے نکل گئے ۱۲ (۱۴) یہ جو ہماری قوم کے لوگ ہیں انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں یہ لوگ ان غیر اللہ کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے تو بھلا ایسے شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرے جھوٹ افترا یہی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی کو معبود بتائیں اگر یہ ہماری قوم کے لوگ مدعی ہیں تو کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے جس طرح موحدین اور قائل توحید لوگ پیش کرتے ہیں اور بے دلیل ہونے کے باوجود غیر اللہ کی عبادت کا اقرار اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات پر محض افترا ہے (۱۵) اور اس جواب کے بعد ان نوجوانوں نے آپس میں کہا کہ جب تم ان لوگوں سے عقیدے اور دین میں جدا ہی ہوگئے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے ان کے تمام معبودوں سے بھی الگ ہوگئے اور کنارہ کشی اختیار کرچکے تو اب تم پہاڑ کے کسی غار میں چل بیٹھو جہاں تم پر تمہارا پروردگار اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے اس کام میں تمہارے لئے آرام و سہولت مہیا کردے گا ۞ یعنی جب تم اپنی قوم کی بدعقیدگی اور ان کے جھوٹے معبودوں سے کنارہ کش ہی ہوگئے تو اب تم ہی فکر کرو اور کسی پہاڑ کی کھوہ میں چل بیٹھو وہاں تم پر تمہارا پروردگار اپنی رحمت اور مہربانی پھیلائے گا اور تمہارے کام میں بھی سہولت و آسانی مہیا فرمادے گا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورت کرکر وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سوگئے کسی کو معلوم نہ ہوا اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ تعالیٰ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سوگئے ۱۲ (۱۶) اور اے مخاطب جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو تو دیکھے گا کہ دھوپ ان کے غار سے دائیں جانب کو بچتی رہتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو دھوپ ان سے بائیں جانب (باقی ۲ پر)

فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ

کتنے ہی برسوں کے لئے نیند کا پردہ ڈال دیا پھر ہم نے ان کو اٹھا دیا تاکہ ہم اس بات کو معلوم

الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

کریں کہ غار میں رہنے کی مدت ہر دو فریق میں سے کس نے زیادہ یاد رکھی ہم ان اصحاب کہف کا واقعہ

عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ

آپ کو صحیح صحیح سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے از روئے

وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا

ہدایت ان کو اور بڑھا دیا اور ہم نے اُن کے قلوب کو اس وقت استوار و مضبوط کردیا

فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ

جس وقت وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اسکو چھوڑ کر کسی

مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هَٰؤُلَاءِ

اور معبود کی ہرگز عبادت نہیں کرینگے اور اگر ہم ایسی بات کہینگے تو یقیناً ہم بہت ہی بیجا بات کہینگے یہ جو ہماری قوم کے

قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ

لوگ ہیں انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں یہ لوگ ان غیر اللہ کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں

بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

نہیں پیش کرتے تو اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ

كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ

بہتان باندھے اور جب تم اپنی قوم سے اور قوم کے ان معبودوں سے جنکو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں کنارہ کش ہوگئے

فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ

تو اب تم پہاڑ کی کھوہ میں چل بیٹھو جہاں تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے اس کام میں تمہارے لئے

يُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا

سہولت کا سامان مہیا کر دے گا اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ جب آفتاب طلوع

بقیہ ۴۰۹ یہ اجمالی ہے اوران اصحاب کہف کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کھوہ کے کشادہ اور فراخ میدان میں ہیں یہ بات کہ باوجود میدان میں ہونے کے وہ آفتاب کی تمازت اور دھوپ کی گرمی سے محفوظ ہیں اللہ تعالیٰ کے نشانہائے قدرت میں سے ایک نشانی ہے جس کی رہنمائی اللہ تعالیٰ فرمائے اور جس کو ہدایت دے وہی بے راہ یافتہ اور جس کو وہ بے راہ رکھے اور جس سے وہ دست کش ہو جائے تو آپ اس کا کوئی ایسا مددگار نہ پائیں گے جو اس کی رہنمائی کر سکے یعنی اس کھوہ کا جائے وقوع کچھ ایسا واقع ہوا ہے اور شمال رویہ یا جنوب رویہ کچھ اس طور سے وہ کھوہ واقع ہوئی ہے کہ غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے وقت دھوپ ان اصحاب کہف سے بچکر نکل جاتی ہے اوران کو تکلیف نہیں ہوتی وہ ایک کشادہ میدان میں ہیں یعنی پہاڑ کے اندر کھوہ میں بعض حصے تنگ اور بعض کشادہ ہوتے ہیں تو وہ اصحاب کہف

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ

ہوتا ہے تو دھوپ ان کی کھوہ سے داہنی جانب بچکر جاتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو دھوپ

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ

ان سے بائیں جانب کترا جاتی ہے اوران اصحاب کہف کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کھوہ کے کشادہ میدان میں

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

ہیں یہ بات کہ باوجود میدان میں ہونے کے دھوپ سے محفوظ ہیں خدا کی قدرتوں میں سے ایک قدرت ہے جسکو اللہ تعالیٰ راہ دکھائے وہی

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ

بے راہ یافتہ اور جسکو وہ بے راہ رکھے تو آپ اس کا کوئی ایسا مددگار نہ پائینگے جو اسکی رہنمائی کر سکے اور اے مخاطب تو انہیں

اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ

دیکھ کر یہ سمجھا کہ وہ جاگتے ہیں حالاں کہ وہ سوتے تھے اور ہم اُن کو دائیں اور بائیں جانب کروٹ

الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ

بدل دیتے تھے اور ان کا کتا کھوہ کی چوکھٹ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا اگر تو ان اصحاب

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَ

کہف کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور ان کی دہشت تجھ میں بھر جاتی اور

كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

جس طرح ہم نے ان کو سلایا اسی طرح ہم نے ان کو اٹھا بھی دیا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ

كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ

کریں چنانچہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی مدت رہے ایک فریق نے جواب دیا ایکدن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہوں گے

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى

دوسرے فریق نے کہا یہ تو تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ تم کتنی مدت رہے اب تم اپنے میں سے ایک شخص کو یہ روپیہ دیکر شہر کو بھیجو پھر وہ

الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ

جاکر دیکھے کہ کونسا کھانا عمدہ یعنی حلال و پاکیزہ ہے سو اس پاکیزہ کھانے میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آئے

ایک ایسے حصے میں ہیں جو فراخ اور کشادہ ہے جہاں روشنی بھی ہے اور ہوا بھی یہ باوجود کمزوری اور ضعف کے ان کو ایسی جگہ کا مل جانا اور دشمنوں سے ان کو محفوظ رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے ایک قدرت اور نشان ہے اللہ تعالیٰ جس کی رہنمائی اور سرپرستی فرمائے تو اس پر ہدایت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جس سے وہ ہاتھ اٹھالے اور بے راہ چھوڑ دے اس کا کوئی مددگار اور رہنما نہیں ہو سکتا اور نہ تم کوئی سرپرست اور مرشد مل سکتا ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں حق تعالیٰ کی قدرت سے اس مکان میں نہ ان پر دھوپ آوے نہ مینہ اور نہ برف اور کھلی جا ہے تنگ اور خفا نہیں ۱۲ (۱۷) اور اے مخاطب تو اگر دیکھتا تو ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا اور سمجھتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ان کو دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب کروٹ بدل دیتے رہتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا اگر اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور ان کی دہشت اور رعب تجھ میں بھر جاتی اور سما جاتی یعنی دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا کہ جاگ رہے ہیں اور وہ سوتے ہیں سونے کی علامات ان پر نمایاں نہ تھی ان کو رعب دیا تاکہ لوگ ان کو بے آرام نہ کریں کتا ان کا چونکہ ان کے ساتھ چلا گیا تھا اس لئے وہ کھوہ کے دروازے پر اپنی عادت کے موافق پاؤں پھیلائے بیٹھا ہو یہ تمام سامان حضرت حق کی طرف سے اُن کی حفاظت کے کئے گئے تھے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہتے ہیں سونے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ تماشا نہ کریں کر دے بے آرام ہوں ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاگ میں ایک بھلا بھی ہے ۱۲ ہو سکتا ہے کہ جس شریعت پر وہ ایمان لائے تھے اس شریعت میں کتا رکھنے کی ممانعت نہ ہو (۱۸) اور جس طرح ہم نے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے سلایا اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا اور اٹھا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ گچھ کریں چنانچہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم اس حالت میں یعنی نیند میں یا کھوہ میں کتنی مدت رہے ایک فریق نے جواب دیا ایکدن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہوں گے دوسرے فریق نے کہا یہ تو تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ تم کتنے عرصے اور کتنی مدت رہے اب تم اپنے میں سے کسی شخص کو یہ روپیہ دے کر بھیجو وہ جاکر دیکھے کہ کونسا کھانا عمدہ اور حلال و پاکیزہ ہے سو اس حلال کھانے میں سے ہمارے پاس کچھ کھانا لے آئے اور یہ کام خوش تدبیری نرمی اور ہوشیاری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے یعنی جب آنکھ کھلی تو آپس میں یہ گفتگو کرنے لگے کہ تم کو سوتے ہوئے اور یہاں رہتے میں کتنا عرصہ گذرا بعض نے کچھ کہا اور بعض نے کچھ لگایا آخر میں ایک فریق نے بحث کو ختم کرتے ہوئے کہا ہوگا یہ تو تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے اور چونکہ جاگتے ہی بھوک محسوس ہوئی تو روپیہ نکال کر دیا اور کھانے کے ساتھ حلال و پاکیزہ کی قید لگائی کیونکہ وہاں بتوں کے نام کا ذبیحہ ... فرماتے ہیں سنکڑوں برس رہنمان کو ایک دن معلوم ہوا مردہ اور سوتا برابر ہے ۱۲

کیوں کہ اگر تمہاری قوم کے لوگ کہیں تمہاری خبر پا جائیں گے تو تم کو سنگسار کر دیں گے اور پتھر مار مار کر تمہیں قتل کر دیں گے یا تم کو زبردستی اپنے دین میں لوٹا لیں گے اور اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا کہ تم نے کفر منظور
کر لیا تم کو تو کبھی فلاح نصیب نہ ہوگی اور کبھی خیر میسر نہ آئے گی۔ چونکہ وقت کا صحیح اندازہ نہ تھا اس لئے انہوں نے یہ خیال کیا کہ شہر میں دقیانوس اور اسی کی پارٹی حکمراں ہوگی اور وہی لوگ ہوں گے جن کے فتنے
سے بھاگ کر نکلے تھے حالانکہ شہر کے تمام حالات بدل چکے تھے اور چونکہ وہ لوگ سخت سزائیں دینے اور قتل کرنے کے عادی تھے اسی خیال سے یہ کہا کہ دیکھو ہماری خبر نہ ہو ورنہ یا قتل کئے جاؤ گے یا کافر بنا لئے جاؤ گے عود
اس لئے فرمایا کہ جس بت پرستی سے نفرت ہوئی تھی اور ایمان لائے تھے وہی پھر اختیار کرنی پڑے گی خواہ جبراً ہی ہو لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد کفر سے آدمی مانوس ہو جاتا ہے اور ایمان کو بھول جاتا ہے اور یہ
جو کہا کہ فلاح نصیب نہ ہوگی تو مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں تو خیر ہاتھ سے نکل جائے گی اور کفر کے عادی ہو جاؤ گے اور قیامت میں کفر کا جو انجام ہوگا وہ جانتے ہی ہو اس لئے نہ دنیا میں فلاح
ملے گی نہ آخرت میں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے

وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِنْ

اور یہ کام نرمی اور ہوشیاری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے کیونکہ اگر تمہاری قوم کے لوگ تمہاری

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَ

خبر پا جائیں گے تو یا تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا تم کو اپنے دین میں لوٹا لیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح

لَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا

نصیب نہ ہوگی اور جس طرح ہم نے ان کو سلایا اور جگایا اسی طرح ہم نے ان کے حال سے

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

اس زمانہ کے لوگوں کو مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس امر کا یقین کر لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نیز یہ کہ قیامت میں ذرا شک کی

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ط

گنجائش نہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اس زمانہ کے لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان میں سے کچھ

رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ط قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

لوگوں نے کہا کہ ان اصحاب کہف کی کھوہ پر کوئی عمارت بنا دو ان کا رب ہی انکے حالات کو خوب جانتا ہے جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ

انھوں نے کہا ہم تو ان اصحاب کہف کی کھوہ پر یعنی اس کے قریب مسجد تعمیر کریں گے اب کچھ لوگ تو یوں کہیں گے کہ وہ اصحاب کہف تین ہیں

كَلْبُهُمْ ج وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا

چوتھا انکا کتا ہے اور کچھ یوں کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا انکا کتا ہے ان لوگوں کا کام بن دیکھے نشانہ پر تیر پھینکنا ہے اور بعض ان میں سے

بِالْغَيْبِ ج وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ط قُلْ رَبِّي

یوں کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں انکا کتا ہے آپ ان اختلافات کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ انکی گنتی کو میرا رب خوب جانتا ہے انکی صحیح تعداد

أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۵ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا

کو نہیں جانتے مگر بہت کم لوگ۔ ور اے پیغمبر ان اصحاب کہف کے بارے میں سوائے سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے اور نہ انکے متعلق

مِرَاءً ظَاهِرًا ص وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا

ان لوگوں سے میں کسی سے کچھ دریافت کیجئے اور آپ کسی

ہیں ایک ان میں روپیہ لے کر گیا وہاں سب چیز اوپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے۔ شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل دوسرے منکر۔ جھگڑا پڑ رہا تھا بادشاہ منصف تھا۔ چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے اللہ نے یہ سند بھیج دی۔ بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا۔ ہر ایک سے احوال سن آیا تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں ۱۲ (۲۰) اور جس طرح ہم نے ان کو سلایا اور جگایا اسی طرح ان کے احوال سے اس زمانے کے لوگوں کو مطلع کر دیا تاکہ منجملہ اور فوائد کے اس شہر کے لوگ اور وہاں کی حکومت سب اس امر کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور وعدہ یہ کہ قیامت کے واقع ہونے میں ذرا شک کی گنجائش نہیں وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ اس زمانے کے لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کی کھوہ اور غار کے منہ پر ایک عمارت تعمیر کرا دو ان کا پروردگار ہی ان کے حالات کو خوب جانتا تھا بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب اور قابو یافتہ تھے یعنی ذی اقتدار تھے انھوں نے کہا ہم تو ان اصحاب کہف کے غار پر یعنی اس کے قریب ایک مسجد تعمیر کرا دیں گے یعنی جس طرح ان کو سلایا اور ان کے اجسام کی حفاظت کی اور ان کو ایک خاص موقعہ پر جب کہ دقیانوس کا نام و نشان نہ رہا تھا زندہ کر دیا اسی طرح ان کے حال سے اہل شہر کے باشندوں کو باخبر بھی کر دیا کیوں کہ قیامت کے وقوع اور عدم وقوع کا قصہ چل رہا تھا ان کے حالات سے قائلین وقوع قیامت کو تقویت پہنچے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے وقت ان لوگوں کا حال معلوم ہوا جب کہ شہر میں ان کا چرچا بہت تھا اور لوگ ان کا تاریخی طور پر ذکر کرتے تھے، کوئی کہتا تھا ان کو تلاش کرو، کوئی کہتا تھا وہ مر کھپ گئے ہونگے اب کہاں رکھے ہیں ان کو بھاگے ہوئے تو مدت ہو گیا غرض جتنے منہ اتنی باتیں ان کا حال ظاہر ہو جانے سے وہ سب باتیں صاف ہو گئیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

ع ۳ / ۵ / ۱۵

جھگڑا عمارت کے بنانے نہ بنانے میں ہوا ہو عمارت کا فیصلہ ہونے کے بعد نقشے کے تعین میں جھگڑا ہوا ہو اور بار بار ہو۔ حکومت اور اصحاب اقتدار نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم یہاں ایک مسجد بنا دینگے تاکہ سب جھگڑا ختم ہو جو لوگ تعمیر چاہتے تھے ان کا منشا یا تو یادگار قائم کرنا ہوگا اور یا عوام سے حفاظت مقصود ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اصحاب کہف کا دین و مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کے پھر سو گئے ۱۲ (۲۱) اب کچھ لوگ تو یوں کہینگے
یعنی اصحاب کہف کا قصہ بیان کرتے وقت ان کی تعداد کے متعلق ... ان لوگوں کا کام بن دیکھے نشانے
پر تیر پھینکنا ہے یعنی محض ... ان اصحاب (باقی ضمیمہ میں)

تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ

کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کر دوں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا کر کہا کیجئے

اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي

یعنی انشاءاللہ کہہ دیا کیجئے اور جب آپ بھول جائیں تو یاد آنے پر اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے اور آپ ان کہہ دیجئے مجھے توقع ہے کہ میرا رب

لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ

مجھے کوئی ایسی بات بتائے جو باعتبار دلیل نبوت کے اصحاب کہف کے قصے سے بھی قریب تر ہو اور وہ اصحاب کہف اپنی اس کھوہ

سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا

میں تین سو برس رہے اور نو برس اور اوپر اس پر بھی نہ مانیں تو کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت

لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم

کو بہتر جانتا ہے آسمانوں اور زمین کا تمام علم غیب اسی کو ہے اللہ تعالیٰ کیا ہی دیکھنے والا اور کیا ہی سننے والا ہے اس کے سوا بندوں

مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾

کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے اور

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ

آپ کے رب کی جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعے سے نازل ہوئی ہے اس کو پڑھ کر سنا دیا کیجئے اس کی باتوں کو کوئی

لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ

بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے سوا کہیں پناہ کی جگہ نہ پائیں گے اور جو لوگ صبح اور شام

نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَ

اپنے رب کی عبادت محض اسکی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کیا کرتے ہیں آپ انکی ہم نشینی کا اپنے آپ کو پابند رکھئے

الْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

اور یہ نہ ہو کہ دنیوی زندگی کی زینت و آرائش کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان مخلصین سے پھر جائیں

تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا

اور آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے

مگر ہاں اللہ تعالیٰ کے چاہنے اور اس کی مشیت کے ساتھ معلق فرما کر کہا کیجئے یعنی انشاءاللہ تعالیٰ کہہ دیا کیجئے اور جب کبھی آپ اتفاق سے بھول جائیں تو یاد آنے پر اپنے پروردگار کا ذکر کر لیا کیجئے اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھ کو کوئی ایسی بات بتا دے جو میری نبوت کی دلیل ہونے کے اعتبار سے اصحاب کہف کے قصے سے بھی قریب تر ہو یعنی جب کوئی کام کرنے کے متعلق آپ وعدہ کریں تو انشاءاللہ یا اس سے ملتے جلتے کلمات فرما دیا کیجئے جیسے عسٰی ان یھدین ربی مثلاً پھر حضرت حق کے چاہنے کا ذکر کر دیا جائے اور کبھی بتقاضائے بشریت یاد نہ رہے تو جب یاد آئے جب فرما دیا کیجئے کیونکہ انشاءاللہ کے فصل اور وصل کی بحث عقود میں ہے روزمرہ کے کلام اور وعدوں میں نہیں ہے جب یاد آ جائے جب ہی کہہ لیں روزمرہ کے کلام میں اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرنا مقصود ہے، تاخیر سے مضر نہیں ہوتا اور یہ جو فرمایا اقرب من ھذا رشدا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے جو روح کا سوال اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا سوال کیا تھا تو تمہارے نزدیک ان باتوں کا جواب میری نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل تھی حالانکہ یہ محض غیب کی خبروں میں سے ایک خبر تھی جو صبح سے شام تک میں تم کو وحی الٰہی کے ذریعے بتا دیتا ہوں یہ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اور ایسی چیز میرے ہاتھ سے ظاہر کرے جو اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی واقعی عجیب و غریب ہو اور لوگوں کے لئے اس واقعہ سے زیادہ رشد ہو اور میری نبوت کے لئے اس واقعہ سے بھی قریب تر دلیل ہو اور اس کے بعد تم ایمان نہ لاؤ جیسا کہ صدہا واقعات کو سن کر اور صدہا معجزات کو دیکھ کر ایمان نہیں لاتے تو تم پر وہ دلیل اور ایک حجت ساطعہ قائم ہو جائیگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی کافروں نے یہود کے سکھلانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا اس بھروسہ پر کہ جبرئیل آئیں گے تو پوچھ دونگا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ آگے کی بات پر وعدہ نہ کرے بغیر انشاءاللہ کے اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لے اور فرمایا کہ امید رکھ کہ تیرا رب جتا اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی نہ بھولے۔ (۲۴) اور وہ اصحاب کہف اپنے اس غار اور کھوہ میں تین سو برس رہے اور نو برس اوپر یعنی اصحاب کہف جہاں جا کر چھپے تھے وہاں کے سونے اور جاگنے کی مدت تین سو نو برس تھی گویا صحیح بات یہ ہے کہ ان کی نیند کی مدت تین سو نو برس تھی اس کے بعد جاگے اگر اس میعاد پر بھی یہ اپنی عادت کے موافق اختلاف کریں تو آگے اس کا جواب ہے (۲۵) آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو بہتر اور خوب جانتا ہے یعنی تم سے زیادہ وہ جانتا ہے تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ کیا ہی دیکھنے والا اور کیا ہی سننے والا ہے اس کے سوا بندوں کا کوئی کارساز اور رب۔ دن پر کوئی مختار نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو ساجھی اور شریک کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جتنی مدت سو کر دے جاگے تھے تاریخ والے کسی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ تعالیٰ بتا دے یہاں تک قصہ ہو چکا۔ خلاصہ یہ کہ جس قدر تفصیل مقصود تھی اور ضروری تھی وہ پوری ہو گئی نہ اس کے سوا بندوں کا کوئی کارساز و مختار ہے اور نہ اس کے حکم میں کسی کی شرکت ہو وہ کیسا سننے والا اور کیسا جاننے والا ہے اس سے کون سی بات چھپی ہوئی ہے جو کچھ اس نے بتا دیا وہی ٹھیک اور سچ ہے اس کے علاوہ جو کہا جائے وہ خرط القتاد ہے (۲۶) اور اے پیغمبر آپ کا کام تو صرف اس قدر ہے کہ آپ کے رب کی جو کتاب وحی کے ذریعہ آپ کی جانب اتاری گئی ہے اور آپ کے پاس آئی ہے اس کو پڑھ کر سناتے رہیے اللہ تعالیٰ کی باتوں کو اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ اس کے سوا کہیں پناہ کی اور چھپنے کی جگہ نہ پائیں گے یعنی مجرموں اور نافرمانوں کا کوئی ٹھکانا نہیں فرماں برداروں کے لئے البتہ اس کی رحمت وسیع ہے جیسا کہ اصحاب کہف کی مدد اور حمایت کی گئی ہے کسی کے انکار کی جانب توجہ نہ کیجئے ان کو قرآن پڑھ کر سنا دیجئے خدا کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا (۲۷) اور اے پیغمبر جو لوگ صبح اور شام اپنے رب کی یاد اور اس کی عبادت محض اس کی خوشنودی اور رضا جوئی کی غرض سے کیا کرتے ہیں ان کی ہم نشینی اور ان کے ساتھ بیٹھنے کے پابند رہیے اور ایسا نہ ہو کہ دنیوی زندگی کی زینت و آرائش کے خیال سے آپ کی آنکھیں اور آپ کی توجہات خصوصی ان مخلصین سے پھر جائیں اور آپ ایسے شخص کا کہنا مانئے اور اس کی اطاعت نہ کیجئے۔

(بقیہ صفحہ ۴۷۳ پر)

(بقیہ ۲۸) جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش پر چلتا اور نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا یہ کام حد سے گزر چکا ہے ۔ ساتویں پارے میں مفصل بحث گزر چکی ہے واقعہ یہ ہے کہ مکہ کے دولت مند کافر غریب مسلمانوں کے ہمراہ بیٹھ کر قرآن سننا پسند نہ کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ قرآن سننے کے لئے ہماری مجلس کا تقران سے علیحدہ کیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ غریب مسلمانوں کی ہم نشینی اختیار کیجئے اور رؤسا اور سرمایہ داروں کی وجہ سے مسلمان غربا کا ساتھ نہ چھوڑیے یہ لوگ صبح و شام یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت محض اس کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں ان کا مقصد صرف اس کی ذات ہے اور جو بھلائی کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کو راضی کرنے کی غرض سے کرتے ہیں ان کی اور کوئی دنیوی غرض نہیں ہوتی ایسے لوگوں کو نظر انداز نہ فرمائیے اور کفار رؤسا کی دل جوئی کے لئے اپنی خصوصی توجہات سے غریب مسلمانوں کو محروم نہ کیجئے اور آپ ایسے شخص کا مشورہ نہ قبول کیجئے جو اپنی نفسانی خواہش کا تابع ہے اور جس بدنصیب کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے ایسے لوگ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی خاطر سے مخلصین کو چھوڑا جائے۔ یہ رؤسا مکہ تو وہ لوگ ہیں جو نفسانی خواہشات کی پیروی میں حد سے گزر چکے ہیں اور افراط و تفریط میں ملوث ہیں۔ آیت سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور کفر پر اصرار کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر کی لذت سلب کر لی جاتی ہے بلکہ دل کو یاد الٰہی سے غافل کر دیا جاتا ہے اور یہ حالت روحانی مرض کی انتہا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تمہارے پاس بیٹھیں۔ رذالا کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری ۱۲ (۲۸)

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اور وہ اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے گزر چکا ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ

اور آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ دین حق تمہارے رب کی جانب سے آیا ہے پس جو چاہے اس کو

شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ

مانے اور جو چاہے نہ مانے بے شک ہم نے ظالموں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں

بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ

ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایک ایسے پانی سے کی جائیگی

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ

جو پگھلے ہوئے تانبے کی شکل ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہے اور وہ آگ آسائش کے لحاظ سے کیا ہی بری

مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آرام گاہ ہے بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ہم اس شخص

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ

کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو بھلا کام کیا کرتا ہے ایسے ہی نیک لوگوں کے

لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

رہنے کو دائمی باغ ہیں ان لوگوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان کو ان باغوں میں سونے کے

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کے باریک اور دبیز ریشمی کپڑے پہنیں گے ان باغوں میں یہ لوگ

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا

مسہری نما تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا بدلا ہے اور وہ جنت

عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

آسائش کے لحاظ سے کیا ہی خوب آرام گاہ ہے

ع ۹ ۱۶

اور آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ دین حق تمہارے پروردگار کی جانب سے آیا ہے سو جس کا جی چاہے اس کو مانے اور ایمان لائے اور جو چاہے اس کو نہ مانے اور کافر رہے بلاشبہ ہم نے ایسے ظالموں اور ناانصافوں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ آگ کی قناتیں ان ظالموں کو گھیرے ہوئے ہوں گی اور اگر وہ کافر پیاس کی وجہ سے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایک ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی شکل ہوگا جو اپنی حرارت کی وجہ سے ان ظالموں کے منہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔ یعنی دین حق پروردگار کی جانب سے آچکا اب اگر ایمان لاؤ گے تو تمہارا ہی فائدہ اور بھلا ہے ایمان نہ لاؤ گے تو تمہارا ہی نقصان اور ضرر ہے چنانچہ اس نفع اور نقصان کی تفصیل بیان فرمائی جہنم کی قناتیں جن سے اہل دوزخ کو گھیرا جائیگا وہ بھی آگ کی ہوں گی اور جب پانی مانگیں گے اور پیاس پیاس کریں گے تو ایسا پانی دیا جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ اور دوزخیوں کی پیپ اور ٹھنی ہوئی اور گرم ایسا جیسے تانبا پگھلا ہوا جس کو منہ سے قریب کرتے ہی منہ جھلس جائے پانی بھی برا اور جہنم کی آگ آسائش و آرام کے اعتبار سے کیا ہی بری آرام گاہ ہے (۲۹) اب آگے ایمان لانے والوں کے نفع اور بھلائی کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال کے بھی پابند رہے تو ہم ایسے شخص کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کیا کرتے جو بھلا کام کیا کرتا ہے (۳۰) ایسے ہی نیک عمل کرنے والوں کے لئے رہنے کو دائمی باغ ہوں گے ان کے محلات و مکانات کے پاس نہریں بہہ رہی ہوں گی ان لوگوں کو ان باغوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کے باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے پہنیں گے یہ لوگ ان باغوں میں مسہری نما تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ اور بدلا ہے اور وہ جنت آسائش کے لحاظ سے کیا ہی خوب آرام گاہ ہے یہ ایمان نہ لانے کا نقصان بھی اور ایمان لانے کا فائدہ بھی مذکور ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمین کپڑے مردوں کو ملنا ہے بہشت میں، جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے ۱۲ (۳۱)

اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں کے لیے جو دنیا سے محبت کرتے ہیں اور آخرت اور عقبیٰ سے بیزار ہیں اُن دو شخصوں کا حال بیان کر دیجیے جن دو میں سے ہم نے ایک کو تو انگور کے دو باغ دیے تھے اور ہم نے ان دونوں باغوں کو چاروں طرف سے کھجور کے درختوں سے گھیر رکھا تھا اور دونوں باغوں کے چاروں طرف کھجور کے درختوں کی باڑھ لگا رکھی تھی اور دونوں باغوں کے درمیان ہم نے کھیتی بھی پیدا کی تھی ۃ یعنی انگوروں کے دو باغ چاروں طرف کھجوروں کی باڑ بیچ میں کھیتی اور آگے بہتا ہے نہر کا پانی یہ دونوں شخص یا تو قرابت دار تھے یا دونوں آپس میں ملاقات اور میل رکھتے تھے یہ دو باغ والا بددین تھا اور دوسرا دین دار تھا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اگلے زمانے میں ایک شخص مال دار مر گیا۔ دو بیٹے رہے۔ برابر مال بانٹ لیا ایک نے زمین خریدی دو طرف میوے کے باغ لگائے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا اولاد ہوئی اور نوکر رکھے تدبیر دنیا درست کر کے آسودہ گزران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت کو بیٹھ رہا (۳۲) وہ دونوں باغ اپنے پورے پھل لایا کرتے تھے اور پھل لانے میں ذرا سی بھی کمی نہیں کرتے تھے اور پھلوں کو گھٹاتے نہیں تھے اور ان دونوں باغوں کے درمیان ہم نے نہر جاری کر رکھی تھی (۳۳) اور اس کے پاس اور بھی بہت سے پھل تھے پھر اس مال دار مگر بددین نے اپنے دوسرے ساتھی سے باتیں کرتے کرتے کہا میں تجھ سے مال میں بھی بڑھا ہوا ہوں۔ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی میں تجھ سے زیادہ عزت دار اور غلبہ والا ہوں ۃ یعنی ان باغوں میں علاوہ کھجور اور انگور کے اور پھل بھی تھے یا یہ مطلب کہ پھلوں کے علاوہ آمدنی کے اور بھی ذرائع تھے اور اقسام مال میں سے اور بھی انواع مال اس کے پاس تھے۔ بہرحال دوران گفتگو میں اس اپنے دین دار ساتھی سے کہنے لگا کہ تو میرے طریقے کو ناپسند کرتا ہے اور اپنے طریقہ کو اچھا کہتا ہے لیکن دیکھ اگر تیرا طریقہ اچھا ہوتا تو تیری حالت اچھی ہوتی اور میرا طریقہ برا ہوتا تو میرے ساتھ برا سلوک ہوتا حالانکہ میں مال کے لحاظ سے بھی اور ساتھیوں کے اعتبار سے بھی تجھ سے بہت زیادہ اور بڑی عزت اور غلبہ کا مالک ہوں (۳۴) اور وہ اسی حالت میں کہ وہ اپنے حق میں برا کر رہا تھا اپنے ساتھی کو لیے ہوئے اپنے باغ میں داخل ہوا باغ میں داخل ہونے کے بعد کہنے لگا کہ میں تو یہ خیال نہیں کرتا اور میں تو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو (۳۵) اور میں یہ بھی خیال نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے یعنی اول تو قیامت کا مجھ کو یقین ہی نہیں اور اگر میں اتفاقاً اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو بھی اپنے موقعہ بازگشت اور لوٹنے کی جگہ کو اس باغ سے بہتر ہی پاؤں گا ۃ یعنی نہ تو مجھ کو اس کا یقین ہے کہ میرے جیتے جی یہ باغ کبھی تباہ و ہلاک ہوگا اور نہ مجھ کو قیامت کے آنے کا اتفاق و یقین ہے اور اگر ایسا ہوا بھی کہ مجھے لوٹایا گیا تو وہاں بھی اس باغ سے بہتر باغ کا مالک بنوں گا اور لوٹنے کی جگہ یہاں سے اچھی ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سو ہرگز ہوتا نہیں ۷ (۳۶) اور اس کے ساتھی ایمان دار نے باتیں کرتے کرتے اس کو جواب دیا کیا تو اس پاک ذات کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو ابتداءً مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے جو اس مٹی کا جوہر تھا اس سے پیدا کیا پھر تجھ کو پورا اور صحیح و سالم آدمی بنا دیا (۳۷) لیکن میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ۃ یعنی اس نے تیرے باپ آدم کو مٹی سے بنایا پھر آدم سے سلسلہ شروع کیا اور اسی مٹی کے جوڑ اور سلالہ سے تجھ کو پیدا کیا اور تیرے تمام اعضاء کو ایک نسل میں کر کے ایک بہترین شکل و صورت کا آدمی بنایا میں تو اسی کو اپنا حقیقی رب مانتا ہوں اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک قرار نہیں دیتا (۳۸)

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ

اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں کے لیے اُن دو شخصوں کا حال بیان کیجیے کہ ہم نے ان دونوں میں سے ایک کو انگور

مِنۡ أَعۡنَٰبٖ وَحَفَفۡنَٰهُمَا بِنَخۡلٖ وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعٗا ۝٣٢

کے دو باغ دیے تھے اور ہم نے ان دونوں باغوں کو چاروں طرف سے کھجور کے درختوں کو گھیر رکھا تھا اور دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی

كِلۡتَا ٱلۡجَنَّتَيۡنِ ءَاتَتۡ أُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِم مِّنۡهُ شَيۡـٔٗاۚ

پیدا کی تھی وہ دونوں باغ اپنے پورے پھل لاتے تھے اور پھل لانے میں ذرا سی بھی کمی نہ کرتے تھے اور ان دونوں باغوں کے

وَفَجَّرۡنَا خِلَٰلَهُمَا نَهَرٗا ۝٣٣ وَكَانَ لَهُۥ ثَمَرٞ فَقَالَ

درمیان ہم نے نہر جاری کر رکھی تھی اور اس شخص کے پاس اور بھی بہت سے پھل تھے پھر اس

لِصَٰحِبِهِۦ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَنَا۠ أَكۡثَرُ مِنكَ مَالٗا وَأَعَزُّ

شخص نے اپنے ایک ساتھی سے باتیں کرتے کرتے کہا کہ میں تجھ کو مال میں بھی زیادہ ہوں اور بلحاظ جتھے کے بھی تجھ سے زیادہ

نَفَرٗا ۝٣٤ وَدَخَلَ جَنَّتَهُۥ وَهُوَ ظَالِمٞ لِّنَفۡسِهِۦ قَالَ مَآ

عزت دار ہوں اور وہ اسی حالت میں کہ وہ اپنے حق میں برا کر رہا تھا اس اپنے باغ میں پہنچا اور پہنچ کر کہنے لگا

أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِۦٓ أَبَدٗا ۝٣٥ وَمَآ أَظُنُّ ٱلسَّاعَةَ

میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور میں یہ بھی یقین نہیں کرتا کہ قیامت قائم

قَآئِمَةٗ وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيۡرٗا مِّنۡهَا

ہونے والی ہے اور اگر میں اتفاقاً اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو بھی اپنے موقعہ بازگشت کو اس باغ سے بہتر ہی

مُنقَلَبٗا ۝٣٦ قَالَ لَهُۥ صَاحِبُهُۥ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَكَفَرۡتَ

پاؤں گا اس کے ساتھی نے باتیں کرتے کرتے جواب دیا کیا تو اس ذات کے

بِٱلَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٖ ثُمَّ مِن نُّطۡفَةٖ ثُمَّ سَوَّىٰكَ

ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو اول مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا پھر تجھ کو

رَجُلٗا ۝٣٧ لَّٰكِنَّا۠ هُوَ ٱللَّهُ رَبِّي وَلَآ أُشۡرِكُ بِرَبِّيٓ أَحَدٗا ۝٣٨

پورا آدمی بنا دیا لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا

وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ

اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے اور خدا

إِلَّا بِٱللَّهِ إِن تَرَنِ أَنَا۠ أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾

کی مدد کے بغیر کوئی زور نہیں اگر تو مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں۔

فَعَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ

تو میرے رب کی شان سے یہ بعید نہیں ہے کہ وہ مجھ کو تیرے باغ سے بہتر باغ عطا کردے اور تیرے اس

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ

باغ پر آسمان سے کوئی سخت آفت بھیجدے کہ دفعتاً وہ باغ ایک صاف چٹیل میدان ہو کر رہ جائے

يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُۥ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَ

اس ناگہانی آفت سے اس باغ کا پانی اتنا زمین کے اندر اتر جائے کہ تو اس کو کسی طرح تلاش نہ کر سکے اور

أُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا

اسکے تمام پھل آفت ناگہانی سے گھیر لئے گئے پھر جو مال اس نے اس باغ کے بنانے میں خرچ کیا تھا اس پر صبح کو اپنے

وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِى لَمْ

ہاتھ ملتا رہ گیا اور اس باغ کی حالت یہ ہوئی کہ وہ اپنی ٹٹیوں پر ڈھیا ہوا پڑا تھا اور وہ کہنے لگا اے کاش کہ میں اپنے رب

أُشْرِكْ بِرَبِّىٓ أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا اور اس کی مدد کے لئے کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو خدا کے سوا

دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ

اس کی مدد کر سکتی اور نہ وہ خود ہی بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا خدائے برحق ہی کا

ٱلْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ

کام ہے وہی باعتبار انعام کے بہتر ہے اور وہی باعتبار انجام کے بہتر ہے اور آپ ان لوگوں کے لئے دنیوی

ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخْتَلَطَ

زندگی کی حالت بیان کر دیجئے کہ یہ زندگی ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے زمین کا

(۳۸) اور تو جس وقت اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو تو نے یوں کیوں نہیں کہا کہ جو اللہ چاہتا ہے اور جو اس کو منظور ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد اور استعانت کے بغیر کسی میں کوئی زور اور قوت نہیں ہے اگر تو مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کمتر ہوں (۳۹) تو میرے رب کی شان سے یہ بعید نہیں ہے کہ وہ مجھ کو تیرے باغ سے بہتر باغ عطا کر دے اور تیرے اس باغ پر آسمان سے کوئی سخت آفت بھیجدے کہ وہ باغ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے (۴۰) یا اس ناگہانی اور بلا سے اس باغ کا پانی زمین کے اندر اتنا اتر جائے کہ تو اس کو کسی طرح تلاش نہ کر سکے اور اس کو نکالنے کی کوشش بھی نہ کر سکے ۔ یعنی تجھ کو باغ میں داخل ہوتے وقت چاہئے تھا کہ باغ کو اچھی حالت میں دیکھ کر کہتا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ رہی یہ بات تو مجھ کو اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے کہ میرے پاس مال کم ہے اور جتھا بھی زیادہ شاندار نہیں ہے تو اس کا مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ سے یہ بات کچھ بعید نہیں ہے اور امید ہے کہ وہ مجھے تیرے باغ سے بھی اچھا اور بہتر باغ عنایت کر دے اور اس تیرے باغ پر کوئی آسمانی آفت اور لو کا کوئی جھونکا بھیج دے جس سے یہ باغ ایک چٹیل میدان اور بنجر زمین ہو کر رہ جائے یا خلاف توقع یہ نہر کا پانی زمین میں اتنا نیچے اور گہرا اتر جائے کہ تو اس کو تلاش اور حاصل نہ کر سکے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رسولؐ نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آئے تو یہی لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ ٹوک نہ لگے ۱۲ (۴۱) اور اس کے تمام پھل اور جملہ سامان تمول آفت آسمانی سے گھیر لیا گیا اور جو اس نے اس باغ پر روپیہ خرچ کیا تھا اور باغ کی درستی پر جس قدر روپیہ خرچ ہوا تھا یہ اس پر صبح کو ہاتھ ملتا رہ گیا اور اس باغ کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا اور ڈھیا ہوا پڑا تھا اس حالت سے متاثر ہو کر کہنے لگا اے کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر بکنے سے آفت آئی ۱۲ (۴۲) اور اس کے لئے کوئی جماعت ایسی نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مدد کر سکتی اور نہ وہ خود ہی اپنا بدلہ لے سکا۔ یعنی نہ اپنے میں بدلہ لینے کی سکت اور نہ کوئی اور جتھا اور مال و اولاد کی کثرت اس کے کام آسکی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آخر اس باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا۔ رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا پونجی۔ بڑھانے کو وہ بھی کھو بیٹھا ۱۲ (۴۳) ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا انعام سب سے اچھا ہے اور اسی کی طاعت و فرماں برداری کا انجام اور نتیجہ اچھا ہے۔ یعنی اس کا دیا ہوا ثواب اور بدلہ بھی سب سے بہتر اور اسی کی طاعت کا نتیجہ اور انجام بھی سب سے بہتر (۴۴) اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان کر دیجئے کہ یہ زندگی ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی کے ذریعے زمین کا سبزہ خوب گنجان ہو کر بڑھا اور اس پانی کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ سبزہ خشک ہو کر اس طرح چورا اور ریزہ ریزہ ہو گیا کہ ہوائیں اس کو اڑاتی

ع ۵ ۱۴ ۱۷

(باقی صفحہ ۴۷۶ پر)

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَ

سبزہ خوب گنجان ہو کر بڑھا اور پھر وہ سبزہ اس طرح ریزہ ریزہ ہو گیا کہ اس کو ہوائیں اڑائی پھرتی ہیں اور

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

اللہ کو ہر شئے پر پورا اقتدار ہے مال اور بیٹے تو دنیوی

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ

زندگی کی رونق ہیں اور جو اعمال صالح باقی رہنے والے ہیں وہ آپکے رب کے نزدیک

رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى

باعتبار ثواب کے بھی بہتر ہیں اور ازروئے امید کے بھی بہتر ہیں اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم تمام پہاڑوں کو

الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ ۚ

ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ وہ ایک کھلا ہوا میدان ہے اور ہم سب لوگوں کو جمع کر لیں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا

اور سب لوگ آپکے رب کے روبرو صف بستہ پیش کئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا جس طرح ہمنے تم کو پہلی بار

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ

پیدا کیا تھا اسی طرح تم ہمارے سامنے حاضر ہوئے بلکہ تم تو یوں سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے لئے وعدے کا کوئی وقت ہی مقرر

مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ

نہیں کریں گے اور نامۂ عمل رکھ دیا جائیگا تو اس وقت آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ جو اس نامۂ عمل میں لکھا

مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ

ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے اے ہماری بدقسمتی اس نامۂ عمل کی کیسی عجیب حالت ہے

لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَ

کہ اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا مگر یہ کہ اس نے سب گناہوں کو گھیر رکھا ہے اور

وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع

جو کچھ انہوں نے کیا تھا ان سب اعمال کو موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا

بقیہ صفحہ ۴۷۵

پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری پوری قدرت حاصل ہے ؛ یعنی اس عارضی دنیا کی زندگی میں جو رونق اور بہار نظر آتی ہے اسکی اور زوال کی یہ حالت ہے جیسے ہمنے آسمان سے پانی اتارا اس پانی سے زمین کی روئیدگی کو تقویت پہنچی اور کھیتی خوب ہری بھری اور خوب گنجان ہو کر بڑھی اور وہ کھیتی یکایک خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو گئی کہ ہوائیں اس کو اڑاتی پھریں یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے کہ آج ہری بھری ہے اور کل کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر قدرت حاصل ہے جب چاہیں کسی کو پیدا کریں اور جب چاہیں فنا کر دیں قوموں کے عروج و زوال سب اسکے قبضۂ قدرت میں ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جب چاہے پھر چلا دے ۱۲ (۴۵) مال اور بیٹے تو دنیوی زندگی کی رونق اور بہار ہیں اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپکے پروردگار کے نزدیک اس دنیا سے باعتبار ثواب کے بھی بدرجہا بہتر ہیں اور ازروئے امید کے بھی بدرجہا بہتر ہیں ؛ یعنی مال جو اولاد بیٹے ہوئے یہ تو صرف یہاں کی رونق ہیں انکے ساتھ نہ کوئی امید وابستہ کی جاسکتی ہے اور نہ یہ چیزیں امید کے قابل ہیں نہ ان پر بھروسہ کیا جائے البتہ اعمال صالحہ جو باقی رہنے والے ہیں وہ ثواب کے اعتبار سے بھی دنیا کے مقابلے میں بہتر اور امید اور بھروسہ کے اعتبار سے بھی بہتر اور بدرجہا بہتر ہیں یہاں کی بے ثباتی کسی اعتبار سے بھی آخرت سے بہتر نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے مسجد کنواں سرائے باغ کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کے صالح چھوڑ جاوے ۱۲ ابن کثیر نے باقیات الصالحات کے سلسلے میں بہت سی روایتیں نقل کی ہیں سعید بن مسیبؓ کے نزدیک سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کا پڑھنا باقیات الصالحات میں سے ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حدیث میں مذکور ہے (۴۶) اور وہ دن قابل ذکر ہے جسدن ہم پہاڑوں کو چلا دینگے اور وہ اپنی جگہ قائم نہ رہیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ وہ ایک صاف کھلا ہوا میدان ہے اور ہم سب لوگوں کو میدان حشر میں جمع کر لیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑینگے ؛ یعنی ابتدا میں پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے اور آخر کو ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں گے فقل ینسفہا ربی نسفا اور زمین بالکل صاف ہو جائیگی لا تریٰ فیہا عوجا ولا امتا میدان ہو جانیکے بعد سب کو قبروں سے اٹھا کر جمع کیا جائیگا اور کسی ایک شخص کو بھی نظر انداز نہ کیا جائیگا (۴۷) اور سب لوگ آپکے پروردگار کے سامنے صف بستہ اور قطار در قطار پیش کئے جائیں گے ارشاد ہوگا جس طرح ہمنے تمکو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح تم ہمارے پاس آ گئے بلکہ تم تو یوں سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے لئے وعدے کا کوئی وقت ہی مقرر نہیں کرینگے ؛ یعنی منکرین حشر کو کہا جائیگا کہ تم تو منکر تھے لیکن تم نے دیکھ لیا کہ جس طرح اول بار ہمنے تم کو پیدا کیا تھا اسی طرح آج بھی زندہ ہو کر ہمارے روبرو آ گئے تم تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہم دوبارہ پیدا کرنے کیلئے کوئی وقت و خود لانیکے ہی نہیں یعنی قیامت آئیگی ہی نہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ انکی تنبیہ کو فرمائیگا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہو کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہیگا ختنہ بھی نہ رہیگا ۱۲ (۴۸) اور نامۂ عمل رکھدیا جائیگا تو اس وقت آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ جو اس نامۂ عمل میں لکھا ہوگا اسکے انجام اور اسکی سزا سے ڈر رہے ہونگے اور یوں کہتے ہونگے ہائے ہماری مصیبت اور بدقسمتی اس کتاب کو کیا ہو گیا اور اسکی کیسی عجیب حالت ہے کہ اسنے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا مگر یہ کہ سب انکو شمار کر رکھا ہے اور ان سب کو گھیر رکھا ہے اور جو کچھ دنیا میں انہوں نے کیا تھا ان سب اعمال کو موجود پائیں گے اور آپکا پروردگار کسی پر ظلم نہ کریگا ؛ یعنی نامۂ اعمال ہر شخص کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں کھلا ہوا دیدیا جائیگا اور اسکو دیکھ کر گنہگار افسوس اور تعجب کا اظہار کرینگے کہ یہ کیسا نامۂ عمل ہے کہ کوئی ایسی چھوٹی بڑی چیز نہیں جو اسمیں نہ ہو اور جو اعمال کئے تھے وہ سب اس نامۂ عمل میں موجود پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

ع ۶ / ۵ / ۱۸

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو کچھ نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا بیگناہ کو دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھ لے جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے اور جو کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اسکی سمجھ پر بندہ بھی پرکھے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہیگا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کردیا ۱۲ (۴۹) اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو پس سب نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا وہ ابلیس جنات کی قسم میں سے تھا سو اس نے اپنے پروردگار کی حکم عدولی کی اور نافرمانی کا مرتکب ہوا تو کیا تم مجھے چھوڑ کر میرے نافرمان کو اور اسکی اولاد و اتباع کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ شیطان اور اسکی اولاد سب تمہارے دشمن ہیں اللہ تعالی کو چھوڑ کر شیطان کی دوستی ظالموں کیلئے بہت برا بدل ہے ؛ یعنی شیطان میں آگ اور عناصر کے مقابلے میں زیادہ تھی اسی وجہ سے اسکو جنات میں سے فرمایا اور تکبر و انانیت کے باعث اس نے آدم کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا جیسا کہ پہلے پارے میں تفصیل گذر چکی ہے اس پر تعجب ہے کہ آدم کی اولاد پھر بھی شیطان اور اسکی اولاد و اتباع کو اپنا دوست اور مددگار سمجھتی ہے اور اللہ تعالی کو چھوڑ رکھا ہے اور دشمن کو دوست بنا رکھا ہے اللہ تعالی جیسے محسن کو چھوڑ کر شیطان جیسے کھلے دشمن کو دوست بنانا بہت برا بدل ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اسی کی اولاد ہیں ۱۲ یعنی جن جن چیزوں سے شیطان کو خوشی پہنچے اور اسکی تحریکات کامیاب ہوں وہ سب ابلیس کی اولاد ہیں (۵۰) میں نے ان شیاطین کو نہ تو آسمان و زمین کو پیدا کرتے وقت بلایا اور نہ خود ان کو پیدا کرتے وقت میں نے ان کو بلایا اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنیوالوں کو اپنا بازو اور مددگار بناتا ؛ بلانا ہوتا ہے مدد کیلئے یا مشورے کیلئے اللہ تعالی نہ کسی کی مدد کا محتاج ہے اور نہ کسی کے مشورے کا آسمان و زمین کی ایجاد کے وقت نہ کسی کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی نہ خود انکے پیدا کرتے وقت ان شرکا سے مشاورت کی ضرورت پڑی اور میں کچھ ایسا گیا گذرا تو نہ تھا کہ بلا ضرورت و احتیاج کسی کو مددگار بناتا اور خاص کر ان شیاطین اور گمراہ کرنیوالوں کو اپنا دوست و بازو بنانا میری شان سے بالکل بعید تھا (۵۱) اور اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالی شرک کرنیوالوں سے فرمائے گا جن کو میرا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو آج اپنی حمایت کیلئے پکارو پس وہ مشرک ان کو پکاریں گے سو وہ شریک ان مشرکوں کو کوئی جواب ہی نہیں دیں گے اور ہم ان کافروں کو اور ان شرکا کے درمیان ایک مہلک آڑ حائل کردیں گے ؛ یعنی قیامت میں ایسا ہوگا کہ اللہ تعالی اہل شرک کو حکم دیگا کہ جن کو تم نے میرا شریک سمجھ رکھا تھا انکو پکارو تاکہ آج وہ کچھ تمہاری مدد کریں اور تم کو عذاب سے بچائیں یہ ان کو پکاریں گے مگر وہ اپنی پریشانی میں مبتلا ہوں گے انکو جواب ہی کیا دیتے پھر اللہ تعالی ایک مہلک اور خطرناک آڑ حائل کردیں گے تاکہ انکی امداد سے بالکل مایوس ہو جائیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خندق ہے آگ سے بھری ۱۲ (۵۲) اور گنہگار جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو اس وقت اس امر کا یقین کرلیں گے کہ وہ مجرم اس آگ میں گرنیوالے ہیں اور وہ اس آگ سے بچنے اور پلٹ آنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے ؛ یعنی جب مشاہدہ ہو جائے گا تو یقین آجائیگا لیکن اس وقت یقین بیکار ہوگا (۵۳) اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر قسم کے عمدہ مضامین نئے نئے پیرایہ سے بیان کئے ہیں اور انسان سب جھگڑنے والوں سے زیادہ جھگڑنے والا واقع ہوا ہے ؛ یعنی اور مخلوق بھی جھگڑا کرتی ہے لیکن منکر انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے (۵۴) اور لوگوں کے پاس جس وقت ہدایت آچکی تو ہدایت آجانے کے بعد ان کو ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے استغفار کرنے اور بخشش طلب کرنے سے کوئی امر مانع نہیں رہا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ

سجدہ کیا وہ ابلیس جنات کی قسم میں سے تھا سو وہ اپنے رب کے حکم کو بجالانے سے نکل بھاگا تو کیا پھر بھی تم اپنے فرمان

ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ

کو اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو مجھے چھوڑ کر حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں ظالموں کیلئے یہ خدا کی بجائے

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ

شیطان کی دوستی بہت برا بدل ہے میں نے نہ تو آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت ان شیاطین کو بلایا اور

الْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ

نہ خود ان شیاطین کو پیدا کرتے وقت انہیں بلایا اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا

عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

مددگار بناتا اور اس دن کو یاد کرو کہ خدائے تعالی کہے گا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھا کرتے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾

تھے انکو پکارو پس وہ انکو پکاریں گے مگر وہ شریک ان کافروں کو کوئی جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کافروں اور ان

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ

شرکاء کے مابین ایک مہلک آڑ حائل کر دینگے اور گنہگار دوزخ کو دیکھیں گے تو اس وقت اس امر کا یقین کریں

يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

گے کہ وہ اس آگ میں گرنیوالے ہیں اور وہ مجرم اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے اور بلاشبہ ہمنے اس قرآن میں لوگوں

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

کیلئے ہر قسم کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کئے ہیں اور انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو واقع ہوا ہے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ

اور جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو ان کو ایمان لانے اور اپنے رب سے بخشش

ع ۴
۱۹

يَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ

طلب کرنے بجز اس انتظار کے اور کوئی مانع نہیں رہا کہ ان کو بھی گذشتہ لوگوں کا سا معاملہ پیش آئے یا عذاب

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

آخرت انکے روبرو آموجود ہو اور ہم رسولوں کو تو صرف بشارت دینے والے اور ڈرانیوالے بنا کر

وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

بھیجا کرتے ہیں اور کافر لوگ لغو شبہات پیدا کر کے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس جھگڑے کے ذریعہ سے حق کو

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾

اسکی جگہ سے ہٹا دیں اور ان کافروں نے میری آیتوں کو اور اس عذاب کو جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے ایک مذاق بنا رکھا ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَ

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے کہ جسکو اسکے رب کی آیتوں کیساتھ نصیحت کیگئی پھر اسنے ان آیتوں سے منہ پھیر لیا اور

نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ

جو اسکے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ان کو فراموش کر دیا یقیناً ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے

أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى

ہیں تاکہ اس کلام کو سمجھ نہ سکیں اور ہم نے ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے اور اگر آپ انکو راہ راست کی طرف

الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو

بلائیں تو ایسی حالت میں ہرگز کبھی راہ پر نہ آئیں گے اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا ہے مہربانی

الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

اس کا شیوہ ہے اگر خدا لوگوں کو ان کے کیے پر پکڑتا تو ان پر فوراً ہی عذاب بھیج دیتا مگر ان کے

بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ

عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت یہ لوگ عذاب سے ورے کوئی جگہ پناہ کی نہ پائیں گے اور یہ ہیں وہ سب

الْقُرَى أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ﴿٥٩﴾

بستیاں کہ جب انکے باشندوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان بستیوں کو تباہ کر دیا اور انکے بھی ہلاک ہونیکا ہم نے ایک وقت مقرر کر دیا تھا

سوائے اس انتظار کے کہ ان لوگوں کو بھی گذشتہ لوگوں کی طرح کا معاملہ پیش آئے یا یہ کہ عذاب آخرت انکے روبرو آموجود ہو اور عذاب انکے سامنے آجائے :: یعنی ہدایت کا مقتضایہ تھا کہ ہدایت آنیکے بعد ایمان لے آتے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو پہلی قوموں کے ساتھ جو معاملہ ہلاکت وغیرہ کا ہوا وہ انکے ساتھ بھی ہو اس عذاب استیصال کا انتظار کر رہے ہیں یا شاید اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ عذاب الٰہی انکے سامنے آکھڑا ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ ہدایت کے آجانیکے بعد ایمان لانے سے کوئی امر مانع تو رہا نہیں بجز اسکے کہ پہلی نافرمان قوموں کی طرح عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں یا قیامت کے عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں جب شاید مانیں تو مانیں تو گویا ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات کے وقوع کا انتظار ہے (۵۵) اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجا کرتے مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں اور کافر لوگ لغو اور ناحق کی باتیں اور رکیک شبہات پیدا کر کے جھگڑے کرتے ہیں تاکہ اس جھگڑے کی وجہ سے حق کو اسکی جگہ سے ہٹا دیں اور پھلا دیں اور ان کافروں نے میری آیتوں اور اس عذاب کو جس سے انکو ڈرایا گیا ہے ایک مذاق اور دل لگی بنا رکھا ہے :: یعنی رسولوں کا عذاب کے آنے یا نہ آنے سے کوئی تعلق نہیں ان کا کام تو صرف بشارت اور انذار ہے یعنی جھوٹی باتیں نکال کر جھگڑا کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹے جھگڑوں سے حق کو ڈگمگا دیں اور حق کی آواز کو پست کر دیں تو ایسا ہونیوالا نہیں اور کلام الٰہی اور عذاب الٰہی کا مذاق اڑانے کا انہوں نے شیوہ اختیار کر رکھا ہے (۵۶) اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم اور بے انصاف ہو سکتا ہے جس کو اسکے پروردگار کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کیگئی پھر اس نے ان آیتوں سے اعراض کیا اور منہ پھیر لیا اور جو اسکے ہاتھ گناہ سمیٹ سمیٹ کر آگے بھیج رہے ہیں انکو اور انکی جزا کو فراموش کر رکھا ہو یقیناً ہم نے اس کلام کو سمجھنے سے انکے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور انکے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے اور اگر آپ ان کو صحیح راہ کی طرف بلائیں بھی تو ایسی حالت میں ہرگز راہ راست پر نہ آئیں گی :: یعنی انکے عناد اور انکی سرکشی کے باعث ان کے دلوں پر پردے اور انکے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا گیا ہے نہ سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور ان کے ہاتھ جو کچھ کما رہے ہیں اسکے انجام کو بھول چکے ہیں تو انکے راہ راست پر آنیکی کیا امید اور ایسے لوگوں سے بڑھ کر اور ظالم بھی کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے کلام کا اور عذاب کا تمسخر کریں اور مذاق اڑائیں (۵۷) اور عذاب میں تاخیر ہونیکی وجہ سے یہ سمجھتے ہوں کہ عذاب آئیگا ہی نہیں تو یہ غلط ہے بلکہ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ اے پیغمبر آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے اور رحمت و مہربانی اس کا شیوہ ہے اگر اللہ تعالیٰ انکے اعمال پر دار و گیر کرتا اور انکے کئے پر پکڑتا تو فوراً ہی عذاب بھیج دیتا اور عذاب نازل کرنے میں جلدی اور تعجیل سے کام لیتا مگر انکے عذاب کیلئے ایک معین وقت ٹھہرا رکھا ہے اور عذاب کا ایک وقت موعود ہے اس وقت یہ عذاب سے ورے اور عذاب سے پہلے کوئی سرک جانیکی جگہ نہ پائیں گے :: یعنی تاخیر کی وجہ محض شفقت اور اسکا غفور ہونا ہے اسکا یہ طریقہ نہیں کہ گنہگاروں کی گرفت میں عجلت سے کام لے ہر مجرم کیلئے ایک وقت مقرر ہے اسی طرح کفار مکہ کی تعذیب کا ایک وقت موعود ہے اور جب وہ وقت آئیگا تو سوائے اللہ تعالیٰ کے یا سوائے عذاب کے کوئی اور جگہ پناہ کی یا سرک جانے کو نہ پائیں گے (۵۸) اور یہ ہیں وہ بستیاں کہ جب انکے بسنے والوں نے شرارت اور ظلم کا شیوہ اختیار کیا تو ہم نے ان بستیوں کو ہلاک و برباد کر دیا اور انکے بھی ہلاک ہونیکا ایک وقت ہم نے مقرر اور معین کر دیا تھا :: مراد کعبہ کے آس پاس کی بستیاں ہیں عاد و ثمود وغیرہ وہاں بھی کچھ یہی قاعدہ برتا گیا کہ لوگ پیغمبروں سے عذاب کا مطالبہ کرتے رہے لیکن عذاب کا جو وقت مقرر ہو چکا تھا اس سے پہلے عذاب نہیں آیا اور تاخیر ہونیکی وجہ سے عذاب ان پر سے ٹلا نہیں اسی طرح کفار عرب بھی عذاب کی تاخیر سے یہ قیاس نہ کریں

۸ ع ۲۰

کہ عذاب نہیں آنے گا (۵۹) اوپر کی آیتوں میں کفار مکہ کے اس اعتراض کا جواب تھا کہ ہم غربا کے ساتھ بیٹھ کر قرآن سننے کو تیار نہیں ہیں اور چونکہ اس اعتراض کا منشا دولت پر غرور اور تکبر تھا اس کی مناسبت سے دو بھائیوں کا ذکر فرمایا جس میں ایک کو اپنے باغوں پر اور اپنے حمایتوں پر گھمنڈ تھا پھر اس کے آگے ابلیس کی انانیت اور غرور و تکبر کا ذکر فرمایا اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جس میں اسی قسم کی ایک بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکل گئی بات بظاہر صحیح تھی لیکن اس کا اظہار حضرت حق جل مجدہٗ کو پسند نہیں آیا وہ بات یہ کہ ایک دن حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے مجمع میں تقریر فرما رہے تھے مجمع میں سے ایک شخص نے سوال کیا اے موسیٰ کیا زمین پر آپ اپنے سے کسی کو زیادہ عالم پاتے ہیں آپ نے جواب دیا نہیں یہ بات اگرچہ صحیح تھی کیوں کہ ایک اولوالعزم پیغمبر سے کون شخص علم میں بڑھ کر ہو سکتا ہے مگر حضرت حق کو یہ الفاظ پسند نہ آئے شاید پسندیدہ یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے اور یوں فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے مقرب اور مقبول بندے ہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس کا علم زیادہ ہے وہی خوب جانتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے اس پر موسیٰ کو اس بندے سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور انہوں نے اپنے خادم خاص کو ہمراہ لے کر سفر اختیار کیا یہ خادم خاص حضرت یوشع علیہ السلام تھے جو بعد میں نبی اور حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوئے اسی واقعہ کو یہاں ذکر کیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں اس وقت تک اپنے سفر سے باز نہ آؤں گا اور برابر چلتا رہوں گا جب تک کہ میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا میں یوں ہی سالہا سال تک اور مدت دراز تک چلتا رہوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ تو ہم بیٹھیں اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰؑ اور خضرؑ کا کہ اللہ والے لوگ بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰؑ تم سے بھی زیادہ کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی کہ ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کے ملاپ پاس اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو وہاں وہ ملے یہ جوان فرمایا یوشع کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے ۱۲ (۶۰) پھر جب وہ دونوں کے دونوں یعنی حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہ اپنی مچھلی وہاں بھول گئے اور اس مچھلی نے زندہ ہو کر دریا میں اپنا راستہ لیا اور سرنگ بناتی ہوئی چلی گئی۔ یعنی مجمع البحرین پر پہنچ کر حضرت موسیٰؑ ایک پتھر پر سر رکھ کر سو گئے حضرت یوشع وضو کرنے لگے انہوں نے دیکھا کہ وہ مچھلی جس کے وہ محافظ تھے اور اس کی حفاظت کو معمولی بات سمجھتے تھے وہ زندہ ہو کر پانی کو پھاڑتی ہوئی دریا میں گھس گئی اور اس کے جانے سے پانی میں ایک طاق سا بن گیا خواہ وہ مچھلی کے جانے کا راستہ کھلا رہ گیا ہو یا مل گیا ہو حضرت یوشع کو بڑا تعجب ہوا (بقایا ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں اس وقت تک باز نہ آؤں گا جبتک دو دریاؤں

الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا میں یونہی سالہا سال تک چلتا رہونگا پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ

نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا

پہنچے تو وہ اپنی مچھلی وہاں بھول گئے اور اس مچھلی نے دریا میں سرنگ جیسا اپنا راستہ بنالیا پھر جب وہ

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ

آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا ہمارے پاس لا ہم نے تو اپنے اس سفر

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى

میں بڑی تکلیف اٹھائی خادم نے جواب دیا آپ نے ملاحظہ بھی کیا جب ہم اس پتھر

الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا

کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی رکھ کر بھول گیا اور مجھ کو یہ بات کہ میں آپ سے اس

الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ

کا ذکر کرتا صرف شیطان ہی نے بھلائی اور اس مچھلی نے کچھ عجیب طور پر دریا میں اپنا

عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا

راستہ کر لیا موسیٰ نے کہا وہی تو جگہ ہے جسکو ہم تلاش کر رہے تھے پھر وہ دونوں اپنے نشان ہائے قدم کو

قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً

ڈھونڈتے ہوئے الٹے پھرے پس انہوں نے ہمارے بندوں میں اس بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنے

مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ

پاس سے ایک خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے اس کو ایک خاص علم سکھایا تھا موسیٰ نے اس سے یعنی

مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾

خضرؑ سے کہا کیا میں تیرے ساتھ اس شرط سے رہ سکتا ہوں کہ جو مفید و بھلی چیز تجھکو سکھائی گئی ہے اس میں سے تو کچھ مجھ کو بھی سکھلا دے

حضرت خضرؑ نے جواب دیا کہ یقیناً تو میرے ساتھ رہ کر صبر و ضبط نہ کرسکے گا (۶۷) اور موسیٰؑ تو اس پر صبر بھی کس طرح کرسکتا ہے جو تیرے احاطہ واقفیت سے باہر ہے اور تیری سمجھ اس پر قابو نہیں پاسکتی ؛ حضرت خضرؑ نے اندازہ لگا لیا کہ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت اور اولوالعزم پیغمبر ہیں یہ ہر بات پر اپنے نقطۂ نگاہ سے غور کریں گے ان کے نزدیک وہ شریعت کے خلاف ہوگی تو اس پر اعتراض کریں گے تو ان سے نباہ مشکل ہوگا اسرار کونیہ میں تو اشارہ پاتے ہی کام کر دینا ہے ان سے بحث کون کرے گا اسرار کونیہ کسی جزئی بات کا علم جو عام قانون اور قاعدے سے مستثنا اور علم شریعت کلیات کا علم جہاں ہر بات کی رعایت اور ہر بات کا ضابطہ یہ گھبرا کر اعتراض کریں گے پھر آخر تفریق اور جدائی ہوجائیگی (۶۸) حضرت موسیٰ نے فرمایا انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر اور ضابطہ یعنی ضابطہ کا آدمی پائیں گے اور آپکے حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی نہ کروں گا ؛ حضرت موسیٰؑ نے انشاء اللہ کہہ کر وعدہ کیا اگرچہ حضرت موسیٰؑ کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ کوئی بات ایسی کریں گے جو کبھی بھی شریعت موسوی کے خلاف ہوگی (۶۹) حضرت خضرؑ نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو اس وقت تک آپ مجھ سے کوئی سوال اور روک ٹوک نہ کریں جبتک میں خود آپ سے اس کا ذکر شروع نہ کروں ؛ یعنی اگر کوئی بات بظاہر ناحق نظر آئے تو آپ اس وقت تک مجھ سے کوئی سوال یا کسی قسم کی بازپرس نہ کریں جب تک میں خود ہی آپ سے اس کا ذکر نہ کروں (۷۰) بہرحال اس گفتگو کے بعد دونوں روانہ ہوئے اور چل پڑے یہاں تک کہ یہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضرؑ نے اترتے وقت کشتی کا ایک تختہ توڑ کر کشتی کو پھاڑ دیا اور کشتی میں سوراخ کر دیا حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا آپ نے کشتی کو اسلئے پھاڑ دیا کہ آپ کشتی کے بیٹھنے والوں کو غرق کردیں اور اس کا انجام یہ ہو کہ کشتی پر سوار ہونیوالے ڈوب جائیں بیشک یہ آپ نے انوکھی اور بھاری بات کی (۷۱) حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر و ضبط نہ کرسکیں گے (۷۲) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ میری بھول چوک پر اور جو میں بھول گیا اس پر مجھ سے مواخذہ اور میری گرفت نہ کیجئے اور میرے اس کام میں مجھ پر سختی اور دشواری نہ ڈالئے ؛ یعنی جب کشتی سے اترتے تو اس میں سوراخ کر دیا اس پر حضرت موسیٰ بول پڑے کہ اس میں کشتی والوں کا ضرر تو ظاہر ہی ہے اور ڈوب جانے کا بھی خطرہ ہے تو یہ واقعی بڑی بھاری بات کی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر مفت چڑھا لیا اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا لیکن کنارے کے نزدیک جا کر توڑا لوگ نہ ڈوبے توڑنا یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا ۱۲ پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ

خضرؑ نے جواب دیا یقیناً میرے ساتھ رہ کر تجھ سے صبر نہ ہوسکے گا اور ان امور پر تو صبر کر بھی کس طرح

عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ

سکتا ہے جو تیرے احاطہ واقفیت سے باہر ہیں موسیٰ نے کہا انشاء اللہ تو مجھ کو ضبط کرنیوالا پائے

اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ

گا اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا خضرؑ نے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ

رہنا چاہتا ہے تو مجھ سے اس وقت تک کسی چیز کے متعلق سوال نہ کیجیو جبتک میں خود تجھ سے اس کی بابت کوئی

مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

ذکر شروع نہ کروں پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضرؑ

خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ

نے کشتی کا ایک تختہ توڑ کر سوراخ کر دیا موسیٰؑ نے کہا کیا تو نے کشتی میں اسلئے سوراخ کر دیا کہ کشتی والوں کو

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ

غرق کر دے بیشک تو نے عجیب انوکھی بات کی خضرؑ نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ تو

لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا

میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکے گا موسیٰؑ نے کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر تو

نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ٚ

مجھ سے مواخذہ نہ کر اور میرے اس کام میں مجھ پر دشواری نہ ڈال پھر دونوں روانہ ہوئے

حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا

یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو خضرؑ نے اس لڑکے کو قتل کر دیا موسیٰؑ نے کہا کیا تو نے

زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

بغیر کسی جان کے بدلے ایک بیگناہ جان کو مار ڈالا بیشک تو نے بڑی ہی اَن ہوئی اور بیجا بات کی

قصداً ۔ جان بوجھ کو ۱۲ (۷۳) پھر دونوں بزرگ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب ان دونوں نے ایک کم سن اور نابالغ لڑکے سے ملاقات کی تو حضرت خضرؑ نے اس لڑکے کو مار ڈالا حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا آپ نے ایک پاکیزہ اور بیگناہ جان کو قتل کر دیا اور وہ بھی بغیر کسی جان کے بدلے قتل کیا بلاشبہ یہ تو آپ نے بڑی اَن ہوئی اور بیجا حرکت کی ؛ یعنی اس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا جو قصاص کے طور پر قتل کرتے اس سے بڑھ کر اور کیا بیجا اور اَن ہوئی حرکت ہوسکتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ستھری یعنی بیگناہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا اور چل کھڑے ہوئے (۷۴)

بقیہ صفحہ ۴۵۴

نہ جاؤ مگر ہاں اس طریقہ کے ساتھ جو شرعاً بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ یتیم اپنے بلوغ اور اپنی قوت کو پہنچ جائے اور عہد و پیمان کو پورا کیا کرو، بلاشبہ عہد کی بازپرس کی جائے گی ؛ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ مگر ہاں اگر یتیم کے مال کی حفاظت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں اور جب یتیم بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دو تفصیل کئی جگہ گزر چکی ہے۔ سورۂ نساء میں ملاحظہ کر لیا جائے۔ عہد سے مراد عہد شروع ہے خواہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا اس کے بندوں سے ہو اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس میں احکام الٰہی کی تعمیل بھی داخل ہو گئی اور بندوں کے حقوق اور عہود بھی آ گئے البتہ غیر شروع عہد نکل گئے۔ قیامت کے دن بندے سے ایفائے عہد کی بازپرس ہو گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اگر اس کے مال کو سنوار دے تو مضائقہ نہیں اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول و قرار صلح و غیرہ بدی کرنی اس کا وبال ضرور پڑتا ہے ۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذرؓ سے فرمایا تھا خبردار کسی دو شخصوں کا والی نہ بننا اور کبھی یتیم کے مال کا متولی نہ بننا (۳۴) اور جب ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھر کر دو اور تولو تو سیدھی اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ پورا ناپنا اور پورا تولنا اچھی بات ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی اچھی ہے ؛ یعنی جو چیز پیمانہ سے دی جاتی ہو اس میں پیمانہ پورا بھر کر دیا جائے اور جو تول کر دی جاتی ہے اس میں صحیح ترازو اور سیدھی ڈنڈی سے تولا جائے یہ بات دنیا میں بھی اچھی ہے یعنی نیک نامی اور اعتبار قائم ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی کا سبب ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اچھا انجام یعنی دغابازی اول چلتی ہے پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے ۱۲ (۳۵) اور اے مخاطب جس بات کی تجھ کو صحیح تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے خواہ قولاً خواہ فعلاً نہ ہو لیا کر کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں ہر ایک شخص سے بازپرس ہو گی ؛ یعنی جب تک کسی چیز کی تحقیق نہ کر لو اس پر عمل نہ کرو اور اس کو زبان سے نہ نکالو۔ اس نہی میں تمام امور داخل ہو گئے۔ جھوٹی تہمت، جھوٹی شہادت، محض سنی سنائی باتوں پر کسی سے بغض و عداوت یا محض باپ دادا کی رسوم کفریہ اور شرکیہ اختیار کر لینا۔ کیونکہ کان سے بھی سوال ہو گا کہ تم نے ان سے کیا کیا سنا اور آنکھوں سے بھی سوال ہو گا کہ تم نے ان سے کیا کیا دیکھا اور دل سے بھی سوال ہو گا کہ تم نے اس میں کس کی محبت اور اور کس کی عداوت رکھی۔ غرض انسان کے تمام ہی قوائے جسمانی کے متعلق سوال کیا جائے گا اس لئے ہر فعل اور ہر عمل میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور ان چیزوں کو ان ہی باتوں میں استعمال کرنا چاہئے جو شرعاً جائز ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اس کو دعویٰ کر کے نہ کہو یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی ۱۲۔

بقیہ صفحہ ۴۵۷

کو منا کرے میں حق والا جھنجھلاتا ہے کہ دوسرا مرتبہ

حق کو نہیں مانتا سو فرما دیا کہ تم پر ان کا ذمہ نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سجھا دے ۱۲ (۵۴) اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار ان کو بھی خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو زمین میں ہیں اور بلاشبہ ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی تھی ؛ یعنی منکروں کا یہ مطالبہ صحیح نہیں ہے کہ فرشتوں کو نبی بنایا جائے یا زمین والوں میں سے فلاں کو بنایا جائے اور فلاں کو نہیں۔ تمام مخلوق کو آپ کا پروردگار ہی جانتا ہے اور وہی جس کو چاہتا ہے منصب نبوت عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ہم نے آپ کو نبوت عطا فرمائی اور آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت عطا کی، اور تم کو قرآن عطا فرمایا۔ ان باتوں پر تعجب اور انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بعض نبی تھے کہ جھنجھلا گئے، تیرا حوصلہ ان سے زیادہ رکھا ہے اور داؤدؑ کا ذکر کیا کہ دونوں باتیں رکھتے تھے جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو وہی دونوں باتیں یہاں بھی ہیں ۱۲ (۵۵) اے پیغمبر آپ اس دین حق کے منکروں سے کہہ دیجئے کہ تم جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کو ذرا پکارو تو سہی، سو وہ فرضی معبود نہ تم سے کسی تکلیف اور دکھ کے دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس تکلیف کو بدلنے کا اختیار ان کو حاصل ہے ؛ یعنی وہ معبود جن ہوں یا ملائکہ یا اصنام، ان کو کسی اپنی تکلیف کو دور کرنے کی غرض سے پکارو دیکھو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کو نہ تو تکلیف دور کرنے کا اختیار ہے نہ تکلیف کو بدلنے کا کہ تم سے ہٹا کر کسی دوسرے پر ڈال دیں یا سخت تکلیف کو کچھ ہلکا کر دیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں ۱۲ (۵۶)۔

بقیہ صفحہ ۴۶۲

یعنی مومن چونکہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کو مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں تو ان کے لئے موجب رحمت اور امراض باطنی کی شفا کا سبب ہے اور کافر چونکہ اس قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے ان کو اس سے الٹا نقصان ہی پہنچتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں روگ چنگے ہوں، دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی رفع ہوں ۱۲۔ قرآن کی بعض آیات سے جسمانی امراض کو بھی شفا ہوتی ہے اپنے اکابر کا یہی مسلک ہے۔ (۸۲) اور انسانوں میں سے بعض انسان ایسا ہے کہ جب ہم اس کو اپنی نعمت عطا کرتے ہیں اور اپنے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہمارا حق اور ہمارے احکام ماننے سے منہ موڑتا اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اس کو کوئی سختی اور دکھ پہنچتا ہے تو وہ بالکل مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے ؛ یہ کافر کی حالت بیان فرمائی کہ نعمت کی حالت میں نافرمان اور دکھ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بازو ہٹا دے یعنی بندگی سے سرکتا جاوے ۱۲۔ گویا کسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں نہ نعمت میں نہ مصیبت میں (۸۳) آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یا برا ہر شخص اپنے اپنے ڈھنگ اور طریقہ پر کام کر رہا ہے اور آپ کا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ صحیح راہ اور ٹھیک راستہ پر ہے ؛ یعنی ہر کافر اور مومن اپنی اپنی نیت اور اپنی اپنی طبیعت کے موافق کام کر رہا ہے۔ لیکن کون کس قدر صحیح چل رہا ہے اور کون کج روی اختیار کئے ہوئے ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ ہر ایک کی چال کو خوب جانتا ہے اور اے پیغمبر لوگ آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور میرے پروردگار کے امر کن سے بنی ہے اور تم کو علم نہیں دیا گیا مگر بہت تھوڑا ؛ یعنی آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ سے دریافت کرتے ہیں اور یہود ان کو سکھلاتے ہیں کہ یہ سوال کرو۔ روایات میں ہے کہ کچھ لوگ مکہ معظمہ میں گئے اور وہاں کے یہود سے دریافت کیا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کوئی ایسی بات بتاؤ جو ہم اس سے دریافت کریں۔ یہود نے ان کو سکھایا کہ تم ذوالقرنین اور اصحاب کہف اور روح انسان کے متعلق سوال کرو ہو سکتا ہے کہ کفار مکہ اور یہود نے مل کر یہ سوال کیا ہو۔ بہرحال جواب دیا گیا کہ روح اللہ تعالیٰ کے امر کن سے بنی ہے اور اس کی مخلوق ہے۔ جب مادہ سے ایک جسم بنا اور اس میں صلاحیت آئی تو مبدأ فیاض کی جانب سے اس کو روح عطا کر دی گئی۔ بعض حضرات نے یہاں روح سے جبریل امین یا قرآن شریف یا حضرت مسیح ابن مریمؑ یا اور کوئی عظیم الخلقت فرشتہ مراد لیا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس روح سے سوال ہے جس کے داخل ہونے سے انسان زندہ ہوتا ہے اور جس کے نکل جانے سے مر جاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا۔ آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہ کہیں۔ اتنا جانتا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آ پڑی وہ جی اٹھا جب نکل گئی مر گیا ۱۲۔ یہ جو تھوڑا علم فرمایا سو اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں (۸۵)۔

بقیہ صفحہ ۴۶۸

تعمیر کی گئی تھی یا پہاڑ کا نام ہے یا کسی اور آبادی کا نام۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رقیم کو میں نہیں جانتا کہ رقیم کتاب کا نام ہے یا اس بنا کا جو وہاں تعمیر کی گئی بعض نے کہا رقیم بمعنی مرقوم ہے چونکہ ایک تختی پر ان لوگوں کے حالات لکھ کر شاہی خزانے میں رکھ دیئے تھے اس لئے ان کو اصحاب رقیم کہتے ہیں بعض نے اصحاب رقیم ان تین شخصوں کو کہا جن کے غار میں چھپنے اور غار کے منہ پر پتھر گر جانے کا واقعہ بخاری میں آتا ہے واللہ اعلم۔ رومی بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ بت پرست ہو گیا تھا ہو سکتا ہے کہ اس کا نام دقیانوس ہو۔ بہرحال وہ لوگوں کو زبردستی بتوں کی پرستش پر مجبور کرتا تھا۔ یہ چند نوجوان جو اعیان سلطنت میں سے تھے اپنے ایمان کو بچانے اور دقیانوس کے ظلم سے بچنے کے لئے پہاڑ کے کسی غار اور کھوہ میں جا چھپے تھے جن کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی ان کا کتا بھی ان کے ساتھ تھا جس کا نام ابن کثیر نے حمران بتایا ہے (۹) اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب ان چند نوجوانوں نے ایک ظالم اور کافر بادشاہ سے بچنے کے لئے پہاڑ کی کھوہ میں پناہ لی، اور اپنے پروردگار سے یوں دعا کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے کام میں صحیح رہنمائی کا سامان مہیا کر دے ؛ ابن کثیر نے

کہا ہے دعا اس طرح کی تھی جیسے حدیث میں آتا ہے کہ اے خدا جو فیصلہ تو ہمارے حق میں کرے اسے انجام کے لحاظ سے بہتر کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔ یا اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر کر اور ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے۔ چنانچہ ابتداءً ایک شخص ان میں سے بھیس بدل کر شہر جایا کرے اور ضرورت کا کچھ سامان بھی لے آیا کرے اور خبر بھی معلوم کیا کرے۔ چنانچہ اس شخص نے ایک دن آکر کہا شہر میں ہماری تلاش ہو رہی ہے اور ہمارے رشتہ داروں کو تنگ کیا جارہا ہے کہ بتاؤ وہ پوری جماعت کہاں ہے۔ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی اور یہ سب کے سب سو گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں (۱۰) پھر ہم نے اس پہاڑ کی کھوہ میں ان نوجوانوں کے کانوں پر سالہا سال کے لئے پردہ ڈال دیا۔ یعنی ان کو گہری نیند سلا دیا۔ (۱۱)

بقیہ صفحہ ۴۷۱

کہف کی گنتی کو میرا پروردگار خوب جانتا ہے۔ ان کی ٹھیک ٹھیک گنتی کو نہیں جانتے مگر بہت تھوڑے اور قلیل لوگ۔ لہٰذا اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے ان اصحاب کہف کی تعداد وغیرہ کے سلسلے میں سوائے بحث کے زیادہ جھگڑا نہ کیجئے اور نہ ان اصحاب کہف کے متعلق ان لوگوں میں سے کسی سے کچھ پوچھئے اور دریافت کیجئے۔ یعنی ان کے واقعات میں سے جس قدر ضروری تھا وہ وحی کے ذریعہ بتایا گیا مزید تفصیل جو غیر ضروری تھی وہ نہیں بتائی گئی۔ لہٰذا اب ان کے بارے میں مزید گفتگو اور مزید بحث و مباحثہ یا سوال و جواب اور مزید تفصیل معلوم کرنے کی کوشش سب بے کار ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان باتوں میں جھگڑا کرنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو بن دیکھا نشان کہا اور اس کو نہیں کہا۔ ابن کثیر نے عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے کہ جن قلیل کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے ان ہی قلیل میں میں بھی ہوں۔ (۲۲) اور آپ اے پیغمبر کسی کام کے متعلق یوں نہ فرمادیا کیجئے کہ اس کام کو یا اس بات کو کل کر دوں گا۔ (۲۳)۔

بقیہ صفحہ ۴۷۹

اور انھوں نے خیال کیا کہ حضرت موسیٰؑ جب بیدار ہوں گے تو میں ان سے عرض کر دوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰؑ سو رہے اور یوشعؑ دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی۔ وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰؑ جاگیں تب ان سے کہوں۔ وے

جائے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے ۵ (۶۱) پھر جب وہ دونوں اس جگہ سے آگے بڑھ گئے اور دور چلے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا ہمارے چاشت کا کھانا اور ناشتہ ہمارے پاس لے آ۔ بلاشبہ ہم نے تو اپنے اس سفر میں بڑی مشقت اور تکلیف اٹھائی۔ یعنی جب وہ نکل گئے تو حضرت موسیٰ کو بھوک معلوم ہوئی اور مشقت و تھکن بھی زیادہ محسوس ہوئی تب خادم سے ناشتہ طلب کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب پیچھے رہا اس چلنے سے تھکے ۱۲ خلاصہ یہ کہ مجمع البحرین پر سونے کے بعد اٹھے تو بھوک تھی جو کھانا مانگنے۔ مچھلی کا کوئی ذکر نہیں آیا خادم کو بھی مچھلی کا واقعہ یاد نہیں آیا (۶۲) خادم نے کہا آپ نے ملاحظہ بھی کیا جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی رکھ کر بھول گیا اور مجھ کو یہ بات کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا اور اس کے واقعہ کو بیان کرتا سوائے شیطان کے اور کسی نے نہیں بھلایا اور اس مچھلی نے زندہ ہو کر کچھ عجیب طریقہ سے اپنا راستہ دریا میں کر لیا اور دریا میں داخل ہو گئی۔ خادم کے تعجب کی وجہ یہ ہوئی کہ اول تو مچھلی کا زندہ ہو جانا پھر تھیلے میں سے نکل کر دریا میں گھس جانا پھر دریا میں گھسنا بھی اس انداز سے کہ سرنگ سی بناتے ہوئے دریا میں چلا جانا اور بطور خرق عادت دریا میں نشان کا بن جانا (۶۳) موسیٰؑ نے یہ تمام ماجرا سن کر فرمایا یہی تو وہ جگہ ہے جس کو ہم تلاش کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں اپنے نقش ہائے قدم کو تلاش کرتے اور کھوج لگاتے ہوئے واپس ہوئے۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اپنے خادم کو ساتھ لئے ہوئے واپس ہوئے اور راستہ بھول نہ جائیں اس لئے اپنے نقش ہائے قدم کی کھوج لگاتے ہوئے واپس آئے (۶۴) پس انہوں نے وہاں پہنچ کر ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص رحمت عنایت کی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے ان کو ایک خاص علم سکھایا تھا۔ یعنی حضرت خضر سے ملاقات ہوئی رحمت یعنی نبوت یا ولایت خاص علم یعنی اسرار کونیہ کا علم نہ اسرار الٰہیہ کا علم جو موسیٰؑ کے لئے خاص تھا اور وہ قرب الٰہی حاصل کرنے کا صحیح ذریعہ اور موجب تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ بندہ خضر تھا مل کر سبب پوچھا آنے کا۔ موسیٰؑ نے بتایا خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں ایک چڑیا دکھا دی دریا میں سے پانی پیتے، کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں ۱۲ حضرت خضر کے ولی یا نبی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ علماء عام طور سے ان کے نبی ہونے کے قائل ہیں چڑیا دکھائی سمجھانے کو ورنہ مخلوق کے علم کو خالق کے علم کے ساتھ اتنی بھی نسبت نہیں جتنی چڑیا کے چونچ کے پانی کو سمندر سے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید اور راہ پائی اور بھلی چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے سکھائی گئی ہے اس میں سے کچھ مجھ کو بھی آپ سکھا دیں۔ یعنی میں آپ کی خدمت میں رہوں مگر اس شرط پر کہ آپ کو بدون کسب و اکتساب کے محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے اس میں سے کچھ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ (۶۶)

حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہ کر سکیں گے (۷۵) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اگر میں اس واقعہ کے بعد آپ سے کچھ پوچھوں اور آپ سے کوئی سوال کروں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیں بیشک آپ نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی اور میری طرف سے آپ نے الزام اتار دیا۔ یعنی آپ نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ آپ پر کوئی الزام رکھا جا سکے (۷۶) پھر یہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہونچے تو بستی والوں سے کھانا طلب کیا مگر اُن گاؤں والوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی اور کھانا مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو اس قدر جھک گئی تھی کہ گرا ہی چاہتی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت خضرؑ نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے پھر فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس دیوار کی درستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری لے لیتے؛ یعنی آپ نے ایسے لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جو اپنے بخل کی وجہ سے اس سلوک کے مستحق نہیں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں اُن کی دیوار مفت بنانی کیا ضرور ۱۲ (۷۷) حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یہ وقت میری اور آپ کی علیحدگی اور میرے اور آپ کے مابین جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی صحیح حقیقت سے آگاہ کئے دیتا ہوں اور بتائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا؛ یعنی آپ کی شرط کے مطابق اس سوال کے بعد جدائی اور علیحدگی ہے۔ ہاں میں آپ کو ان تمام باتوں کی حقیقت اور تاویل بتائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اب کی بار موسیٰؑ نے جا کر پوچھا رخصت ہونے کو۔ سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰؑ کا وہ علم تھا جس میں خلق پیروی کرے تو اُن کا بھلا ہو۔ حضرت خضرؑ کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے ۱۲ (۷۸) بہر حال وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب اور مساکین لوگوں کی تھی۔ یہ مساکین دریا میں اس کشتی سے محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔ میں نے یہ چاہا اور ارادہ کیا کہ اس کشتی میں کوئی عیب پیدا کر دوں کیونکہ ان کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی غصب کر لیا کرتا تھا اور زبردستی چھین لیا کرتا تھا؛ یعنی کشتی بھی مساکین کی اگر ظاہری طور پر ٹھیک رہتی تو ظالم بادشاہ چھین لیتا۔ میرے عیب پیدا کر دینے سے اس غاصب کے غصب سے اُن کی کشتی محفوظ رہ گئی۔ (۷۹) اور رہا وہ لڑکا تو اس کا حال یہ تھا کہ اُس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان تھے پس ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈالدے؛ یعنی ماں باپ ہیں مومن اور اس لڑکے سے ان کو محبت بہت ہے۔ یہ بڑا ہو کر کافر ہوگا کہیں ایسا نہ ہو کر جوان ہو کر ماں باپ کو مجبور کرے۔ چونکہ یہ بات تحقیق تھی اس لئے حضرت خضرؑ کو ڈر ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا تو اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے۔ بعضے آدمی کی بنیاد بُری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی۔ جیسے کڑی کھیرا کوئی میٹھا پڑا کوئی کڑوا۔ اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل بہتر ہے بگڑ کر کوئی بھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

خضرؑ نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا

صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا

موسیٰؑ نے کہا اگر میں اس واقعہ کے بعد تجھ سے کچھ پوچھوں تو تو مجھ کو

تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا

اپنے ساتھ نہ رکھیو بے شک تو نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی۔ پھر دونوں چلے

حَتّٰٓي اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہونچے تو گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ

مہمان نوازی سے انکار کر دیا لیکن ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی یہ دیکھ کر خضرؑ نے اس دیوار

فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ

کو سیدھا کر دیا اس پر موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس دیوار کی درستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری ہی لے لیتا۔ خضرؑ نے کہا

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ

بس اس وقت میرے اور تیرے مابین علیحدگی ہوتی ہے۔ میں تجھ کو ان چیزوں کی صحیح حقیقت سے آگاہ کئے دیتا ہوں

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

جن پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ بہر حال وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب آدمیوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ

جو دریا میں اس سے محنت مزدوری کرتے تھے میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کشتی میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ انکے سامنے کی طرف

مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اور رہا وہ لڑکا تو اس کا حال یہ ہے کہ اسکے ماں

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ

باپ دونوں ایمان والے تھے سو ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ اُن ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر

پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں ١٢ (٨٠) لہٰذا ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان دونوں ماں باپ کا پروردگار ان کو اس لڑکے کی بجائے کوئی اور اولاد دیدے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے سے بہتر اور محبت و شفقت میں قریب تر ہو ؛ یعنی کوئی ایسی اولاد عطا کردے جو خصائل رذیلہ اور کفر و بددینی کی آلائشوں سے پاک ہو اور بنی نوع انسان کی ہمدرد اور شفقت و محبت کرنے والی ہو۔ یہ دونوں خوبیاں ظاہر ہے کہ مسلمان میں ہی ہوسکتی ہیں یا جس میں یہ خوبیاں ہوں وہ مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی پیدا ہوئی ایک نبی سے بیاہی گئی اُس سے ایک نبی پیدا ہوئے جس سے ایک اُمت قائم ہوئی ١٢ (٨١) اور رہی وہ دیوار سو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس قصبے میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے اُن دونوں کا خزانہ دبا ہوا تھا اور ان دونوں لڑکوں کا باپ جو مرگیا تھا ایک نیک آدمی تھا۔ لہٰذا آپ کے پروردگار نے اپنی مہربانی سے یہ چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ وہ دونوں یتیم لڑکے اپنی جوانی کو پہونچ جائیں اور خود اپنا دبا ہوا مال جو اُن کو ورثہ میں ملا تھا نکال لیں اور یہ تمام کام اللہ ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا وہ حضرت حق کے حکم اور الہام سے کیا ہے۔ یہ اُن تمام باتوں کی صحیح حقیقت تھی جن پر آپ سے صبر نہیں ہوسکا اور آپ اُن پر صبر نہیں کرسکے ؛ آخر میں حضرت خضرؑ نے بات صاف کہدی کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی جو حکم ہوتا گیا وہ کرتا رہا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری نہیں لینی۔ آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھانے سے مکہ کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحابِ کہف کا قصہ ١٢ خلاصہ یہ کہ جب مکہ کے لوگ قرآنی دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہوجاتے تو اہلِ کتاب سے مشورہ کرتے کہ تم پڑھے لکھے لوگ ہو کوئی ایسی بات اور کوئی ایسا سوال ہم کو بتاؤ جو ہم اس شخص سے دریافت کریں اور اس کو اس کا جواب بن نہ پڑے اور یہ زچ ہوجائے۔ اور اہلِ کتاب وقتاً فوقتاً انکو بتانے رہتے۔ چنانچہ اس موقع پر انھوں نے تین سوال سکھائے تھے۔ روح۔ اصحابِ کہف۔ ذوالقرنین کے حالات چنانچہ دو باتوں کا جواب گزر چکا۔ تیسرے سوال کا جواب آگے مذکور ہے (٨٢) اور اے پیغمبر یہ منکرین مکہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں اُس کا ذکر ابھی تم کو پڑھ کر سناتا ہوں اور اس کا واقعہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سروں پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر۔ بعضے کہتے ہیں یہ لقب ہے سکندر کا بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گزرا ہے ١٢ بعض حضرات نے کہا ہے ذوالقرنین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور معانقہ کیا ہے اور اس کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ مکہ میں ہیں تو یہ سواری پر سوار نہ ہوا اور پیدل چل کر حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو دعا دی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت خضرؑ اس کے وزیر تھے اس پر بہت لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ یہ کوئی دیندار بادشاہ تھا جو نبی یا ولی ہو گزرا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ اہلِ عرب میں سے تھا عرب کے شعراء اس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اس کا نام بہت ادب و احترام سے لیتے ہیں۔ چونکہ یہ واقعہ تدوین تاریخ سے پہلے کا ہے اس لئے تاریخ میں کوئی اطمینان بخش تفصیل نہیں ملتی واللہ اعلم (٨٣) بلاشبہ ہم نے اس کو روئے زمین پر اقتدار دیا تھا اور ہم نے اس کو ملک میں جمایا تھا اور ہم نے اُس کو ہر قسم کا ضروری ساز و سامان دیا تھا (٨٤) لہٰذا وہ ایک سامان کے پیچھے لگا اور وہ ایک راہ پر ہولیا ؛ یعنی فتوحات کے قصد سے سامانِ سفر کی تیاری کرنے لگا اور مغرب کی راہ ہولیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سرانجام کرنے لگا سفر کا ١٢ (٨٥) یہاں تک کہ وہ چلتے چلتے جب غروبِ آفتاب کے موقع پر پہونچا تو اس نے آفتاب کو ایک سیاہ کیچڑ اور دلدل کے چشمے اور کنڈ اور ندی میں ڈوبتا ہوا پایا اور اس نے اس چشمہ کے نزدیک ایک قوم کو آباد پایا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان لوگوں کو خواہ تو کوئی سزا دے یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ اختیار کر ؛ یعنی ذوالقرنین چلتے چلتے اور فتوحات کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا جہاں اس نے آفتاب کو ایک سیاہ دلدل میں غروب ہوتا ہوا پایا۔ گویا اس کو سمندر کا آخری حصہ ایسا معلوم ہوا جیسے دلدل میں آفتاب غروب ہورہا ہے حالانکہ آفتاب غروب نہیں ہوتا مگر سمندر میں

(باقی صفحہ ٤٨٣ پر)

كُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً

نہ ڈال دے۔ لہٰذا ہم نے یہ چاہا کہ ان دونوں کا رب انکو اس لڑکے کی بجائے کوئی ایسی اولاد دیدے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے

وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ

سے بہتر اور رحم کرنے میں اس سے بڑھکر ہو۔ اور رہی وہ دیوار سو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا

اور اس دیوار کے نیچے اُن لڑکوں کا مال مدفون تھا اور اُن لڑکوں کا مرحوم باپ

صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

ایک نیک آدمی تھا لیں تیرے رب نے اپنی رحمت سے یہ چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہونچ جائیں اور اپنا

كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي

خزانہ خود نکال لیں اور ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا

ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ

یہ حقیقت اُن باتوں کی جن پر کچھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا کچھ واقعہ تم کو پڑھ کر سناتا ہوں

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝

بے شک ہم نے روئے زمین پر اس کو اقتدار عطا کیا تھا اور ہم نے اس کو ہر قسم کا ضروری سامان دیا تھا۔

فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

چنانچہ وہ ایک راہ پر چل کھڑا ہوا یعنی مغرب کی سمت۔ یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کے موقع پر پہنچا تو اس کو آفتاب

تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا

ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اس نے ایک قوم کو آباد پایا

يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ

ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان لوگوں کو خواہ تو کوئی سزا دے اور خواہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ

حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

اختیار کر۔ ذوالقرنین نے کہا ان لوگوں میں سے جو کفر کرے گا اُسکو ہم سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی

إِلَىٰ رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اُس کو سخت انوکھی سزا دے گا۔ اور ان لوگوں میں سے جو ایمان لے آئے گا اور نیک

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءً ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ أَمْرِنَا

عمل کریگا تو اس کو بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اُس کے ساتھ آسانی

يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰىٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

کریں گے پھر وہ ایک دوسری راہ پر ہولیا یعنی مشرق کی سمت۔ یہاں تک کہ وہ جب طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

تو اُس نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا کہ ہم نے اُن کیلئے آفتاب سے بچاؤ کی کوئی اوٹ اور پردہ نہیں رکھا تھا

كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

یہ واقعہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اُس کا ہم کو پورا پورا علم تھا۔ پھر وہ ایک اور راہ پر ہو گیا

حَتّٰىٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا

یہاں تک کہ چلتے چلتے جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اُس نے ان دونوں پہاڑوں سے ذرا ورے ایک ایسی قوم کو آباد

يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوْجَ

پایا جو کسی بات کو سمجھنے سے قریب بھی نہ تھی۔ انھوں نے عرض کیا اے ذوالقرنین یاجوج

وَمَأْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ

اور ماجوج کی قوم کے لوگ اس سرزمین پر بڑا فساد برپا کرتے ہیں تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم

خَرْجًا عَلٰٓى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ

تیرے لئے کچھ مال بطور امداد جمع کر دیں بشرطیکہ تو ہمارے اور اُن کے مابین ایک آڑ بنا دے۔ ذوالقرنین نے جواب دیا جس مال پر میرے

فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَأَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

رب نے مجھے اختیار دیا ہے وہ بہت کافی ہے ہاں تم اتنا کرو کہ ہاتھ پاؤں کی مزدوری سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان یاجوج ماجوج کے مابین ایک مضبوط

(بقیہ صفحہ ۴۸۲) ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عام طور سے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوا کرتا ہے۔ انتہائے مغرب میں اُس نے ایک قوم کی بستی پائی جس پر اُس نے قبضہ کر لیا۔ وہاں جو قوم آباد تھی وہ کافر اور بت پرست ہوگی۔ اُس کے متعلق بذریعہ الہام ارشاد ہوا کہ اے ذوالقرنین تجھ کو ان پر حاکمانہ اقتدار حاصل ہے تو انکے ساتھ چاہے سزا کا رویہ کر اور چاہے حسن سلوک کا طریقہ اختیار کر۔ یعنی اول اسلام کی دعوت دو پھر نہ مانیں تو سزا دو۔ یا یہ مطلب ہو کہ ان کے ساتھ زیادتی کرو یا منصفانہ برتاؤ کرو کہتے ہیں کہ اس نے پہلے اسلام کی دعوت دی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ذوالقرنین کو شوق ہوا دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہونچا کہ دلدل تھا۔ نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا اسکو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی۔ ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملی ہے چاہے وہ خلق کو ستاوے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے ۱۲ (۸۶) تفسیر صفحہ ہذا۔ ذوالقرنین نے کہا ان لوگوں میں سے جو کفر کا مرتکب رہے گا اور ظلم پر قائم رہے گا تو اس کو ہم سزا دیں گے پھر وہ قیامت میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اس کو سخت انوکھی سزا دیگا۔ (۸۷) اور ان لوگوں میں سے جو ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کو آخرت میں بھی بدلے میں بھلائی ملیگی اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اُس کے ساتھ آسانی کریں گے اور اس کو نرم اور آسان بات کہیں گے یعنی ہم کسی پر زیادتی نہیں کریں گے بلکہ جو جس سلوک کا مستحق ہوگا اُس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ہماری دعوت سے روگردانی کریگا وہ سزا کا مستوجب ہوگا یہاں بھی اور وہاں بھی اور جو ہماری دعوت کو قبول کر کے بھلی راہ اختیار کرے گا اُسکو وہاں بھی بھلا صلہ اور یہاں بھی نرمی اور آسانی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حاکم جو عادل ہو اُس کی یہی راہ ہے بُروں کو سزا دے برائی کی اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی یعنی یہ چال اختیار کی ۱۲ (۸۸) پھر وہ ایک ساز و سامان کے پیچھے لگا اور ایک دوسری راہ ہولیا۔ یعنی ساز و سامان درست کر کے اب کے مشرق سمت اختیار کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اور سفر کا انجام کیا ۱۲ (۸۹) یہاں تک کہ جب وہ چلتے چلتے طلوع آفتاب کی جگہ پہونچا تو اُس نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا کہ ہم نے اُن کے لئے آفتاب سے بچاؤ کی کوئی اوٹ اور کوئی پردہ نہیں رکھا تھا۔ یعنی انتہائے مشرق میں پہنچا تو وہاں منتہائے مشرق میں ایک قوم کو پایا جو برہنہ اور بے خانماں تھی۔ مکان وغیرہ بنانا نہیں جانتی تھی جو سایہ کا کوئی انتظام کرتی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید وے لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر کا بنانا اور چھت ڈالنا اُن میں دستور نہ ہوگا ۱۲ (۹۰) یہ واقعہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو ساز و سامان تھا اُس کا ہم کو پورا پورا علم تھا اور ہم نے از روئے علم و خبر اس کا احاطہ کر رکھا تھا۔ یعنی مشرق و مغرب کی جو تفصیل بیان کی گئی یہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کی فتوحات اور اُس کے ساز و سامان کا سب کا ہم کو پورا پورا علم تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ذوالقرنین نے جو سلوک اہل مغرب سے کیا تھا وہی اہل مشرق سے کیا ہو اور کذٰلک سے ادھر ہی اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں گے۔ فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا ۱۲ (۹۱) پھر وہ ایک اور سفر کے ساز و سامان کے پیچھے لگا اور ایک راہ ہولیا۔ یعنی پھر مشرق کے سفر سے فارغ ہو کر اور ایک سفر کا ساز و سامان کرنے لگا اور ساز و سامان مہیا کر کے ایک تیسرا سفر اختیار کیا یہ سفر غالباً شمال کی جانب ہوگا جیسا کہ عام مفسرین کا خیال ہے لیکن قرآن میں کوئی تصریح اس سفر کے سمت کی نہیں ہے (۹۲) یہاں تک کہ جب وہ چلتے چلتے دو پہاڑوں کے درمیان پہونچا تو اُس نے اُن پہاڑوں سے ورے ایک ایسی قوم کو پایا جو کسی بات کو سمجھنے کے بالکل قریب نہ تھی۔ یعنی دو پہاڑ تھے اور ان کے قریب ہی ایک قوم ایسی آباد تھی جو ذوالقرنین اور اُس کی فوج کی بات اور بولی سمجھنے کے قریب ہی نہ تھی اُن کی بولی اور تھی اور شاید کچھ ہوشیار اور سمجھدار بھی نہ تھی ورنہ کچھ اشارے سے معاملہ کو سمجھتی۔ دو پہاڑ شاید اُس درے کو فرمایا جو پہاڑوں میں واقع تھا۔ پہاڑ کے درے اور گھاٹی کے دو سمت پہاڑ ہوتے ہیں اور بیچ میں راستہ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کسی کی بولی اُن سے نہ ملتی تھی اور وہ آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھی اُن پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے ۱۲ (۹۳) (باقی ضمیمہ میں)

اچھا تو تم میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ یہاں تک کہ جب ان تختوں کو دونوں پہاڑوں کے درمیان اوپر تلے چن کر پہاڑوں کے بالائی حصہ تک برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا کہ اب ان تختوں پر آگ جلا کر دھونکو یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے آگ کی طرح سُرخ کر دیا اور ان کو آگ بنا دیا تو ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ میں اس گرم دیوار پر انڈیل دوں ؛ یعنی بجائے اینٹوں کے لوہے کی چادریں اور تختے اوپر تلے رکھ کر چُنے اور درے کو اس طرح بند کیا۔ جب یہ لوہے کے تختے اور چادریں اوپر تک چن دیئے گئے تو اس پر سے پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا۔ تانبا درجوں میں گھس گیا اور وہ سب دیوار آپس میں مل کر ایک جان ہو گئی اور پہاڑ بن گئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوّل لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا۔ پھر تانبا پگھلا اس کے اوپر سے ڈالا۔ درجوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا۔ فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اُس نے کہا جیسے چارخانہ کی لنگی۔ فرمایا تو سچا ہے۔ وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درجوں کی لکیر تانبے کی سُرخ ۱۲ (۹۶) لہٰذا وہ یاجوج ماجوج نہ تو اس لوہے کی دیوار پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں نقب لگانے کی طاقت رکھتے ہیں ؛ یعنی باوجود کوشش کے دونوں باتوں کی قدرت نہیں رکھتے اگرچہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہونگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم اور صاحب حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا ۱۲ (۹۷) دیوار کی تکمیل کے بعد ذوالقرنین نے کہا یہ دیوار میرے پروردگار کی مہربانی ہے پھر جس وقت میرے پروردگار کا وعدہ آ جائے گا تو وہ اس دیوار کو برابر کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق اور سچا ہے جو یقیناً پورا ہوگا ؛ یعنی اس وقت تو یاجوج ماجوج کے شر سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں لیکن جب فنا کا وقت آئے گا تو حق تعالیٰ اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کے وقت میں روپیہ برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰؑ کے وقت اُن کے نکلنے کا وعدہ ہے۔ سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے، آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰؑ کی بددعا سے ایک بارگی سارے مر رہیں گے۔ ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر مغرور نہ تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور ۱۲ (۹۸) اور ہم اس دن اُن کی ایسی حالت کر دیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح گھس رہے ہوں گے۔ اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب کو یک جا جمع کریں گے ؛ یا تو یہ مطلب ہے کہ وہ اُس دن اس کثرت سے نکلیں گے کہ ان کا اژدہام ایسا ہوگا کہ ایک دوسرے میں موجوں کی مانند گھسے جاتے ہوں گے یعنی بے شمار ہوں گے یا پہلے نفخۂ صور کیطرف اشارہ ہوگا کہ اُس وقت اس کی خوفناک آواز کا یہ اثر ہوگا کہ سب گڈمڈ ہو جائیں گے حتیٰ کہ درندے بھی آبادیوں میں بھاگ آئیں گے اور سب ختم ہو جانے کے بعد دوسری بار جب صور پھونکا جائے گا تو پھر ایک ایک کر کے سب کو جمع کر لیا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قیامت کے دن ہوگا جو رب کا وعدہ ہے ۱۲ (۹۹) اور ہم جہنم کو اُس دن کافروں کے سامنے لے آئیں گے (۱۰۰) وہ کافر جن کی آنکھیں

رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ

دیوار بنادوں۔ اچھا تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے یعنی تختے لاؤ یہاں تک کہ جب ان تختوں کو دونوں پہاڑوں کے

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ

بالائی حصے تک برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا اب تم اس پر آگ جلا کر دھونکو یہاں تک کہ جب اس لوہے کی چادروں کو دھونکتے

آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ

دھونکتے آگ بنادیا تو ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ میں اس گرم دیوار پر انڈیل دوں۔ پھر یاجوج اس دیوار

وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي

پر نہ چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ دیوار میرے رب کی ایک مہربانی ہے

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي

لیکن جس وقت میرے رب کا وعدہ آ پہنچے گا تو وہ اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یقیناً

حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَ

پورا ہونے والا ہے۔ اور ہم اس دن ان کی ایسی حالت کر دیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح گھسے جاتے ہونگے اور

نُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

صور پھونکا جائے گا پھر ہم تمام مخلوق کو یک جا جمع کر دیں گے۔ اور ہم جہنم کو

يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ

اس دن کافروں کے سامنے لے آئیں گے۔ وہ کافر جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے

فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾

پردہ غفلت میں تھیں اور وہ ہمارے کلام کو سن بھی نہ سکتے تھے

ع ۱۱ / ۹ / ۲

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ

کیا اب بھی کافروں کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو

دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

اپنا کارساز قرار دیں بلاشبہ ہم نے کافروں کی مہمانی کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

ہمارے ذکر یعنی قرآن سے پردۂ غفلت میں تھیں اور وہ ہمارے کلام کو سن بھی نہ سکتے تھے ؛ یعنی آنکھوں پر غفلت کے پردے اور کانوں میں ثقل پھر ایمان کس طرح نصیب ہوتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لاویں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے کھیں ۱۲ ذوالقرنین بادشاہ کے سلسلے میں متقدمین مفسرین کے باہمی اقوال مختلف ہیں۔ حضرات متاخرین نے اپنی تحقیق سے اس میں کچھ اور اضافہ کیا لیکن مسئلہ کو اور بھی اُلجھا دیا اور ہمارے زمانہ کے لوگوں نے تو یاجوج ماجوج اور سد اور ذوالقرنین کے واقعات میں ایسی ایسی تاویلات بعیدہ سے کام لیا کہ قرآن و حدیث کا مفہوم ہی مسخ کر دیا اس بارے میں تین باتیں زیادہ موضوع بحث رہیں۔ اوّل یہ ذوالقرنین کون ہے۔ سد کہاں ہے۔ اور یاجوج ماجوج کون ہیں اور وہ آج کل کہاں ہیں۔ ہم اس بارے میں اُن اہل علم کی تحقیق کا ذکر [illegible] طور پر (باقی ضمیمہ میں۔)

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ

آپ ان سے کہدیجئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے خسارے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکی تمام وہ دوڑ

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ

دھوپ جو دنیوی زندگی میں تھی سب گئی گزری ہوگئی اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بھلا اور اچھا کام

صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ

کررہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا اور اپنے رب کی پیشی میں حاضر ہونے کا انکار کرتے رہے

فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾

تو اُن کے تمام اعمال نیست ونابود ہوگئے اور قیامت کے دن ہم اُن کے اعمال کیلئے کوئی وزن نہیں قائم کریں گے

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

یہی بدلہ ہے اُن کا جہنم اس سبب سے کہ اُنھوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں کا اور میرے

رُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل بھی کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا

اُن کی مہمانی کیلئے بہشت بریں کے باغ ہوں گے۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ

اور وہ وہاں سے منتقل ہونا نہ چاہیں گے۔ آپ کہدیجئے اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر کا پانی سیاہی

رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا

ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہوجائیگا اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد کے لئے

بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا

ایک اور سمندر اسی جیسا لے آئیں۔ آپ ان سے کہدیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں ہاں یہ فرق ہے کہ میری طرف یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ

تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو اُس کو چاہیے کہ وہ

آپ ان سے فرمایئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو باعتبار اعمال کے سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے ÷ یعنی جن کے تمام اعمال اکارت ہوجائیں گے اور اعمال کے اعتبار سے گھاٹے ہی گھاٹے میں رہیں گے (١٠٣) یہ وہ لوگ ہیں جن کی وہ تمام دوڑ دھوپ اور کی کرائی محنت جو دُنیوی زندگی میں اُنھوں نے کی تھی سب گئی گزری اور بے کار ہوگئی اور اُن کی حالت یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بہت اچھا کام کر رہے ہیں ÷ یعنی وہ اپنے جہل کی وجہ سے بُرے کاموں کو اچھا سمجھ کر کرتے رہے اور اگر کوئی اچھا کام بھی کیا تو وہ کفر کی وجہ سے بیکار ہوگیا (١٠٤) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی آیتوں کا اور اُس کی پیشی میں حاضر ہونے کا انکار کرتے رہے لہٰذا ان کے تمام اعمال نیست ونابود اور اکارت ہوگئے۔ پس ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے ÷ یعنی جب عمل ہی نہیں رہے تو تُلے کیا۔ یا یہ کہ قیامت کے دن ان کا کوئی وزن اور ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا۔ پھر ایک پڑ کیا تولے ١٢ (١٠٥) ان لوگوں کا بدلہ وہی ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی جہنم بسبب اس کے کہ انھوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور کافرانہ روش اختیار کی اور میری آیات کا اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا ÷ یعنی ان کی جزا اور ان کا بدلہ جہنم ہے چونکہ یہ منکر رہے اور کفر پر قائم رہے اور میری قدرتوں کا اور میرے قرآن کا اور میرے رسولوں کا مذاق اُڑاتے رہے (١٠٦) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور دعوتِ ایمانی کو قبول کیا اور نیک اعمال کے پابند رہے ان کی مہمانی کے لئے سایہ دار باغ ہوں گے (١٠٧) وہ حضرات ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے کی خواہش نہ کریں گے ÷ مطلب یہ ہے کہ بہشت کے باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے اُکتا کر کسی دوسری جگہ جانے اور منتقل ہونے کی خواہش اور آرزو نہ کرینگے (١٠٨) اے پیغمبر آپ فرمادیجئے اگر میرے پروردگار کی باتیں لکھنے اور منضبط کرنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی ہو تو میرے پروردگار کی باتیں ختم ہونے سے پہلے وہ سمندر ختم ہوجائے گا اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد اور امداد دینے کے لئے اُسی جیسا ایک اور سمندر لے آئیں ÷ یعنی وہ عبارات اور وہ کلمات جو صفاتِ الٰہیہ اور کمالاتِ الٰہیہ پر دال ہوں۔ پس ایسے کلمات لکھنے کیلئے ایک سمندر کے پانی کو روشنائی بنایا جائے تو وہ سمندر اس سے پہلے کہ وہ کلمات پورے ہوں ختم ہوجائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُس کے اوصاف سے تعبیر کرنے والے کلمات ختم نہ ہوں بلکہ اگرچہ ہم ایک سمندر اس کی مثل اور بھی لے آئیں تب بھی کلماتِ رب کے ختم ہونے سے پہلے وہ سمندر بھی ختم ہوجائے گا اور دو سمندر بھی ناکافی ہوں گے (١٠٩) آپ ان سے فرمادیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی اور بشر ہوں مگر ہاں میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبودِ حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملاقات کا امید وار ہے اور اس سے ملنے کا آرزومند ہے اس کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت اور بندگی میں کسی اور کو شریک نہ کرے ÷ یعنی مجھے مُلکیت یا اور کوئی مخلوق ہونیکا دعویٰ نہیں میں تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں اور مجھ پر یہ وحی ضرور آتی ہے کہ معبود تم سب کا صرف ایک ہی ہے لہٰذا اُس سے ملاقات کا جو خواہش مند ہے اُس کیلئے دو باتیں ضروری ہیں ایک نیک اعمال کی

پابندی اور دوسرے شرک سے احتراز (۱۱۰) تمت تفسیر سورۃ کہف ٭ سورۂ مریم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں ٭ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مریم مکی ہے اور یہ اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ

کھیعص ۔ اے پیغمبر یہ آپ کے رب کی اُس مہربانی کا ذکر ہے جو اُس نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی ۔ جب

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ

اُس نے اپنے رب کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا ۔ زکریاؑ نے عرض کی اے میرے رب میری ہڈیاں بڑھاپے سے

مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ

ضعیف ہوگئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اُٹھا اور میرے رب تجھ سے دعا کر کے میں کبھی

رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ

محروم نہیں رہا ۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ

بیوی بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک ایسا وارث عطا کر ۔ جو میرا بھی

وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ

وارث ہو اور اولادِ یعقوبؑ کا بھی وارث ہو اور تو اس وارث کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ اور مقبول بنائیو ۔ جواب دیا گیا اے زکریا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ

ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام

قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

نہیں پیدا کیا ۔ زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے رب مجھے لڑکا کیوں کر عطا ہوگا حالانکہ

ع ۹ / ۱۲ / ۳

کھیعص (۱) اے پیغمبر یہ آپ کے پروردگار کی اُس رحمت ومہربانی کا تذکرہ ہے جو اُس نے اپنے مقبول بندے زکریاؑ نامی پر فرمائی تھی ٭ یعنی یہ قصہ جو آگے بیان کیا جاتا ہے یہ اُس رحمت کا تذکرہ ہے جو اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی تھی۔ (۲) جبکہ اُس زکریاؑ نے اپنے پروردگار کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا اور ندا کی ٭ شاید اسلئے دعا کو پوشیدہ رکھا ہو کہ بڑھاپے میں اولاد مانگی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے نہ ملے تو لوگ ہنسیں ۱۲ (۳) زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے سے کمزور اور ضعیف ہوگئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اٹھا اور اے میرے پروردگار میں آپ سے کوئی چیز طلب کرکے اور مانگ کر کبھی محروم اور ناکام نہیں رہا ٭ یعنی جو مانگا وہ ملا اور جو دعا کی وہ قبول ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ڈیک بڑھاپے کی یعنی بال سفید ۱۲۔ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ تیری طلب اور تیرے بلانے پر میں کبھی محروم نہیں رہا یعنی جس خدمت کے لئے آپ نے حکم دیا میں فوراً بجالایا اور کبھی آپ کے حکم کی تعمیل سے محروم نہیں رہا (۴) اب وجہ بیان کرتے ہیں بیٹا مانگنے کی اور میں اپنے مرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے سو آپ مجھ کو اپنے پاس سے کوئی ایسا وارث یعنی بیٹا عطا کریں (۵) جو میرا بھی وارث ہو اور اولادِ یعقوبؑ کا بھی وارث ہو اور آپ اس وارث کو اے میرے پروردگار اپنا پسندیدہ اور مقبول بنائیو ٭ یعنی مرنے کے بعد میرے رشتہ دار شاید ملتِ ابراہیمی کی حفاظت نہ کرسکیں اور دین کو بجا نہ لائیں اور بظاہر بیٹے کے اسبابِ عادیہ بھی مفقود ہیں میں بھی بوڑھا اور میری بیوی بھی بوڑھی اور بانجھ سو ان اسبابِ عادیہ کے مفقود ہونیکے باوجود اپنے پاس سے اور اپنی رحمتِ خاص سے کوئی بیٹا عطا فرما جو میرے بھی علم کا وارث ہو اور جو علم اولادِ یعقوبؑ میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اُس کا بھی وارث اور نگہبان ہو اور وہ وارث تیرا پسندیدہ اور مقبول بھی ہو یعنی عالم باعمل ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں۔ یہ ڈر ہوگا اور فرماتے ہیں اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کردیا لیکن وہ بردی قائم مقام رہا ان کے پیچھے نہیں رہا ۱۲ (۶) جواب دیا گیا اے زکریا ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری اور بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہمنام نہیں بنایا اور ہمنام نہیں پیدا کیا ٭ یعنی دعا قبول ہونے کی بشارت دی گئی اور اس کے پیدا ہونے سے پہلے کوئی اس کا ہمنام یا ہم صفت نہیں کیا یا خاص اوصاف میں وہ یگانہ ہوگا اس سے پہلے کوئی اور اُن اوصافِ خاصہ سے متصف نہ ہوا ہوگا۔ حضرت یحییٰؑ کی ولادت سے قبل انکا نام بھی تجویز کردیا گیا (۷)

اَمْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ

میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں ۔ جواب دیا

كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ

اسی طرح ہوگا تیرے رب نے کہا ہے ۔ یہ بات یعنی بڑھاپے میں اولاد کا دینا مجھ پر آسان ہے اور میں اس سے قبل خود تجھ کو

مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ

پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا ۔ زکریا نے عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر کیجئے

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾

خدا نے فرمایا تیرے لئے علامت یہ ہے کہ تو تین رات تک لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا حالانکہ تو صحیح سالم ہوگا ۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

پھر زکریا اپنی عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن کو اشارے سے سمجھایا کہ تم

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ

لوگ حسب معمول صبح و شام عبادت کرتے رہو ۔ اے یحییٰ اس کتاب توریت کو پوری قوت سے

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ

سنبھالے رہنا اور ہم نے اس کو بچپنے ہی میں دین کی سمجھ اور اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی تھی

وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا

اور وہ بہت پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کا بڑا خدمت گزار تھا اور وہ سرکشی کرنے والا

عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

نافرمانی کرنے والا نہ تھا ۔ اور جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کرکے اُٹھایا جائے

يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

ہر حال میں اس پر سلامتی ہے ۔ اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے جب کہ وہ مریم اپنی قوم کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

ایک ایسے مکان میں گئی یعنی غسل کیلئے جو جانب مشرق میں واقع تھا ۔ اور اُس نے ان لوگوں کے سامنے پردہ ڈال لیا

ع ۵

حضرت زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے لڑکا کیونکر اور کہاں سے عطا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں اور بڑھاپے کی وجہ سے خشک ہو گیا ہوں ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا ۱۲ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ کے اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ اسی حالت میں ہوگا۔ یا ہم میاں بیوی جوان کر دیئے جائیں گے یا مجھے کسی دوسرے نکاح کا حکم ہوگا آخر صورت کیا ہوگی (۸) فرشتے نے جواب دیا اسی طرح ہوگا یعنی موجودہ حالت یوں ہی رہے گی۔ تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ بڑھاپے میں اولاد عطا کرنا مجھ پر سہل اور آسان ہے اور میں اس سے پہلے خود تجھ کو پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کوئی چیز نہ تھا ٭ یعنی جب معدوم کو موجود کر سکتے ہیں تو موجود میں سے کسی کو موجود کر دینا ہمارے لئے کیا مشکل ہے کیوں کہ اُن کی قدرت کے مقابلہ میں اسباب عادیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض حضرات نے کذٰلک کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ جس طرح تو کہتا ہے بات تو اسی طرح ہے لیکن تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ کام اسباب عادیہ کے موجود نہ ہونے کے باوجود بھی مجھ پر آسان ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ فرشتے نے کہا ۱۲ (۹) زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے یعنی وقوع حمل کے قرب کی۔ ارشاد ہوا تیرے لئے علامت یہ ہے کہ تو تین رات اور تین دن تک لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا حالانکہ تو صحیح سالم اور تندرست ہوگا ٭ یہاں تین راتوں کا ذکر اور آل عمران میں تین دن مذکور ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ تین دن اور تین رات یہ حالت رہے گی کہ بجز اشارے کے زبان میں گویائی کی طاقت نہ ہوگی (۱۰) پھر زکریاؑ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن کو اشارے سے سمجھایا کہ تم لوگ حسب معمول صبح اور شام خدا تعالیٰ کی عبادت اور اُس کی پاکی بیان کرتے رہو ٭ یعنی جو طریقہ تمہاری عبادت کا مقرر ہے اُس کو صبح و شام بجا لاتے رہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مُنہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا ۱۲ کہتے ہیں ذکر الٰہی کے لئے زبان چلتی تھی لیکن لوگوں سے بات نہ کر سکتے تھے۔ حضرت زکریاؑ حضرت داؤد علیہ السلام کی چوتھی پشت میں تھے انکی بیوی کی عمر اٹھانوے اور ان کی ننانوے سال تھی۔ غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچے تو ان کو ارشاد ہوا (۱۱) اے یحییٰ اُس کتاب توریت کو مضبوطی کے ساتھ سنبھال کر لو اور ہم نے اُس کو بچپنے ہی میں دین کی سمجھ (۱۲) اور اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی تھی اور وہ بہت پرہیزگار (۱۳) اور اپنے ماں باپ کا بڑا خدمت گزار تھا اور وہ سرکشی کرنیوالا اور نافرمانی کرنیوالا نہ تھا ٭ یعنی دین کا فہم اور رحم دلی اخلاق کی پاکیزگی پرہیزگاری والدین کا اطاعت گزار اور خدمت گزار اور سرکش نہیں نافرمان نہیں گویا تمام خوبیوں سے اس کو توانا تھا خواہ وہ حقوق العباد ہوں یا حقوق اللہ ہوں سب باتیں ان اوصاف میں شامل ہو گئیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی علم کتاب لوگوں کو سکھانے لگے اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور وہ جوان ۱۲ ایک لڑکے نے انکو بلایا کھیلنے کو کہا ہم کو اس واسطے نہیں بنایا ۱۲ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ایسا نہ تھا ۱۲ (۱۴) اور اُس یحییٰ پر سلامتی ہو جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کرکے اُٹھایا جائے ٭ یعنی ہر حال میں اس پر سلامتی نازل ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ جو بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ دنیا میں آفات سے محفوظ برزخ میں ہر قسم کی سختی سے محفوظ قیامت کے دن عذاب سے محفوظ (۱۵) اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں حضرت مریم کے قصے کا بھی ذکر کیجئے ٭ وہ قصہ اس وقت کا ہے جبکہ حضرت مریم اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کے لوگوں سے علیحدہ اور یکسو ہو کر ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی جانب تھا ٭ یعنی وہ مکان بیت المقدس

کی مشرقی جانب تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئیں شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں مشرق کو ۱۲ (۱۶) پھر اُس نے ان لوگوں کے ورے اور اُن کے بالمقابل ایک پردہ ڈال لیا۔ پس ہم نے اُس مریم کے پاس اپنے ایک فرشتے کو بھیجا وہ فرشتہ اُس کے سامنے ایک صحیح الخلقت آدمی کی شکل وصورت اختیار کرکے ظاہر ہوا ؛ حضرت مریم نے اپنے اہل سے دور نکل جانے کے باوجود پھر پردہ ڈال لیا۔ جب نہانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان خوب رو کھڑا ہوا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جوان خوش صورت ہو خلاصہ یہ کہ فرشتہ اپنی اصلی حالت میں نہیں آیا کہ حضرت مریم کو دحشت نہ ہو اور وہ ڈر نہ جائیں اس لئے بشر بن کر آئے یہ فرشتہ بقول مفسرین حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے (۱۷) حضرت مریم اس بشری صورت کو دیکھ کر کہنے لگیں میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے ؛ یعنی اگر تو متقی ہے تو مجھے ایذا مت دے اور یہاں سے ہٹ جا۔ اور یہ مطلب بھی بعض نے بیان کیا ہے کہ اگر تو خدا ترس ہے تب بھی تجھ سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں اور متقی نہیں ہے تو پھر اور بھی تجھ سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور تجھ سے خدا کی پناہ کیسے نہ مانگوں (۱۸) اُس بشری صورت نے جواب میں کہا میں تو تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں تاکہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دیدوں ؛ یعنی میں تو خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تیرے گریبان میں پھونک ماروں اور تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دیدوں اور تجھ کو حمل رہ جائے اور تیرے ہاں بیٹا ہو جائے (۱۹) حضرت مریم نے جواب دیا میرے ہاں لڑکا کیونکر اور کس طرح ہو جائیگا حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں اور میں کبھی بدکاری کی مرتکب بھی نہیں ہوئی اور نہ میں کبھی بدکار تھی ؛ یعنی حضرت مریم نے تعجب سے فرمایا کہ لڑکا کس طرح ہوگا لڑکا پیدا ہونے کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا میرا نکاح ہوا ہوتا اور مجھ سے کسی مرد نے مباشرت کی ہوتی اور مجھ کو حمل قرار پاتا یا پھر میں بدکار اور آوارہ ہوتی تو حرام سے کوئی بچہ ہو جاتا یہاں دونوں باتیں مفقود ہیں۔ تو میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو سکتا ہے (۲۰) فرشتے نے جواب دیا یہ بچہ یوں ہی بلا مس بشر ہو جائے گا۔ تیرا پروردگار فرماتا ہے یہ بغیر باپ کے لڑکا دیدینا مجھ پر آسان ہے اور بلا اسباب عادیہ لڑکا ہم اس لئے دیں گے تاکہ ہم لوگوں کے لئے اسکو اپنی قدرت کا ایک نشان بنائیں اور اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے باعث رحمت بنائیں اور یہ بات یعنی بن باپ کے بچہ کا ہونا ایک طے شدہ بات ہے ؛ قدرت خداوندی کا نشان یعنی وہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہوگا اور رحمت یہ کہ اسکو پیغمبر بنا کر ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے امر مقضی فرمایا کہ یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔ اولاد کے ہونے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) بدوں ماں باپ کے کوئی پیدا ہو جائے جیسے آدم علیہ السلام (۲) بدوں ماں کے پیدا ہو جیسے حضرت حوا (۳) ماں باپ دونوں کے اشتراک سے پیدا ہو جیسے عام مخلوق کی پیدائش (۴) بغیر باپ کے پیدا ہونا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نشانی لوگوں کیلئے یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوا یہ اللہ کی قدرت ہے ۱۲ (۲۱) پھر مریم کو لڑکے کا حمل ہو گیا اور بیٹے کا پیٹ رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے لوگوں سے علیحدہ اور یکسو ہو کر ایک دور جگہ چلی گئی ؛ یعنی حضرت جبرئیل کی پھونک سے حمل رہ گیا پھر جب آثار وضع حمل ظاہر ہوئے تو وہ شرم کی وجہ سے کسی دور مقام پر چلی گئی۔

حِجَابًا ۚ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

یعنی غسل کرنیکی وجہ سے تو ہم نے اس مریم کے پاس اپنے ایک فرشتہ کو بھیجا اور وہ فرشتہ انکے سامنے ایک صحیح الخلقت آدمی کی شکل بنکر ظاہر ہوا

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

اُسکو دیکھ مریمؑ نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اُس نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ

مریمؑ نے جواب دیا میرے ہاں لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ میں

أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ

کبھی بدکار تھی۔ فرشتے نے کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے یہ بات مجھ پر آسان ہے۔

الربع

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا

اور اُس کو اس لئے پیدا کریں گے تاکہ ہم لوگوں کیلئے اُسکو اپنی قدرت کی ایک نشانی بنائیں اور اُسکو اپنی رحمت کا ذریعہ بنائیں

مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

اور یہ بات ایک طے شدہ امر ہے۔ پھر مریم کو بیٹے کا حمل ہو گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور جگہ علیٰحدہ چلی گئی

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ

پھر دردِ زہ کی تکلیف اُس کو کھجور کے ایک تنے کی طرف لے گئی۔ کہنے لگی

يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا

کاش میں اس حالت سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہی ہوتی۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے

مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

مریم کو ایک ایسے مکان سے جو نشیب میں واقع تھا پکار کر کہا اے مریم غمگین نہ ہو تیرے نیچے تیرے رب نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا اس ہلانے سے تجھ پر تر و تازہ

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جننے کے وقت ۱۲ پھر حضرت مریم علیہا السلام کو حمل رہنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بقول عبداللہ بن عباسؓ ایک گھڑی میں ہوئی یعنی قیام حمل کے تھوڑی دیر کے بعد وضع حمل ہو گیا۔ بعض حضرات نے فرمایا ایک گھڑی حمل ٹھہرا اور دوسری گھڑی میں صورت بنی اور تیسرے گھنٹے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا حضرت عیسیٰ عام بچوں کی طرح نو ماہ میں پیدا ہوئے واللہ اعلم (۲۲) پھر حضرت مریم کو دردِ زہ کی تکلیف کھجور کے ایک تنے کے پاس لے آئی اے درخت کے سہارے بیٹھ کر کہنے لگی اے کاش میں اس واقعہ سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہی ہوتی ؛ یعنی جنگل میں درد زہ کی تکلیف پھر کوئی ہمدم پاس نہیں ضرورت اور راحت کا سامان مفقود، بدنامی اور بری شہرت کا خیال ان باتوں سے (باقی ضمیمہ میں)

اے مریم تو یہ کھجوریں کھا اور اس چشمہ کا پانی پیتی رہ اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ پھر اگر تم آدمیوں سے کسی آدمی کو دیکھو تو اشارے سے کہہ دینا کہ میں نے تو آج رحمان کیلئے خاموشی کے روزے کی منت مان لی ہے لہٰذا میں آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی اور کوئی بات کسی سے نہیں کروں گی ؛ یعنی کھانے پینے کا بھی انتظام کر دیا گیا۔ آنکھیں ٹھنڈی کرنیکا مطلب یہ ہے کہ بچہ کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر۔ بدنامی کا یہ علاج بتایا کہ کوئی آدمی آئے یا کوئی اعتراض کرے تو تم جواب نہ دینا تم تو صرف اتنا اشارہ کر دینا کہ میں نے خاموشی کے روزے کی نذر کر رکھی ہے میں تو کسی آدمی سے بولوں گی نہیں۔ اس قسم کا روزہ اُن کی شریعت میں رکھنا جائز تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُن کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں ۱۲ (۲۶) پھر حضرت مریمؑ اس مولود مسعود کو گود میں اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں تو قوم کے لوگوں نے کہا اے مریم یہ تو تو نے بہت ہی بُرا کام کیا ؛ یعنی شادی ہوئی نہیں اور بچہ ہو گیا۔ یہ تو بڑے طوفان اور غضب کی بات ہوئی (۲۷) اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی ؛ یعنی ہارون جو تیرے رشتے کے بھائی ہیں اور اُن کا نام حضرت ہارونؑ نبی کے نام پر رکھا گیا تھا تو ایسے بھلے آدمی کی بہن ہے پھر تیرا باپ بھی بُرا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی ایسے نیک اور بھلے آدمیوں کی اولاد ہو کر تیری یہ حرکت بہت ہی قابل افسوس ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بہن ہارون کی یعنی نبی ہارونؑ کی بہن دادے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد اور ثمود یہ تھیں حضرت ہارونؑ کی اولاد میں ۱۲ غرض یا تو ہارون ان کے کسی بھائی کا نام تھا یا حضرت ہارون کے خاندان سے ہوں گی اور حضرت ہارونؑ نبی ان کے مورث اعلیٰ ہوں گے۔ بہرحال حضرت مریم نے اس تمام طعن و تشنیع کے بعد کوئی جواب نہیں دیا بلکہ بچہ کیطرف اشارہ کیا کہ ان سب باتوں کا جواب یہ دے گا کیونکہ میں تو روزے سے ہوں (۲۸) اس پر حضرت مریم نے اس مولود مسعود کی جانب اشارہ کیا کہ اس سے بات کر دیہ جواب دیگا۔ قوم کے لوگ کہنے لگے بھلا ہم اس بچے سے کس طرح کلام کر سکتے ہیں جو ابھی گود کا بچہ ہے اور ماں کی گود اس کا گہوارہ ہے ؛ یعنی ایسے بچے سے بات کرنے کو کہہ رہی ہے جو شیر خوار بچہ ہے اور ماں کی گود میں ہے ۱۲ (۲۹) اتنی دیر میں اُس لڑکے نے ماں کا دودھ چھوڑا اور بولنا شروع کر دیا اور کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اُس نے مجھ کو کتاب عطا کی ہے اور اُسی نے مجھ کو نبی بنایا ہے ؛ پہلی بات میں اپنے بندے ہونے کا اعتراف کیا پھر کتاب ملنے کی خبر دی اور پھر اپنی نبوت کا اظہار کیا اور بالکل یقین کی بنا پر مستقبل کی خبر ماضی کے صیغوں کے ساتھ دی (۳۰) اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو اسی اللہ تعالیٰ نے برکت والا بنایا ہے اور اُسی نے مجھ کو جب تک میں زندہ ہوں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے ؛ یعنی برکت والا یہ برکت تبلیغ کی ہوگی کہ میں جس حالت میں بھی ہوں اُس کے دین کی تبلیغ کرتا رہوں گا۔ یا عام برکت مراد ہوگی جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا جب تک میں مکلف زندگی یعنی دنیوی زندگی کے ساتھ مقید ہوں اور اگر کوئی اور صورت پیش آجائے اور یہ دُنیوی زندگی کسی اور زندگی میں تبدیل ہو جائے اُس کے احکام دوسرے ہوں گے اور وہاں کی نماز اور زکوٰۃ کسی اور طرح کی ہوگی (۳۱) اور اُس نے مجھ کو میری ماں کا خدمت گار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا ؛ ماں کا خدمت گزار بنایا باپ کا نام نہیں لیا اس لئے کہ اُن کا کوئی باپ نہ تھا وہ محض کلمہ کُن کا ظہور تھے نہ بدبخت کیا نہ سرکش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تحمل اور اُن کی نرمی ضرب المثل ہے۔ اور اُن کی طاقت برداشت سے ہر شخص واقف ہے (۳۲) اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا ؛ یعنی مجھ کو سلامتی کا پیغام دیا گیا ہے خواہ وہ پیدا ہونے کا دن ہو یا قیامت کے قریب مرنے کا دن ہو یا قیامت کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا دن ہو (۳۳) جس کا ذکر ہوا یہی تو عیسیٰؑ بن مریم ہے۔

جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

کھجوریں جھڑیں گی۔ تو کھجوریں کھا اور چشمے کا پانی پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ پھر اگر آدمیوں میں سے تو کسی کو

الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا

دیکھے تو اشارہ سے کہہ دیجیو کہ میں نے رحمٰن کیلئے روزہ کی منت مان رکھی ہے

فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ

لہٰذا میں آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی۔ پھر مریمؑ اس لڑکے کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائی

قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ

لوگوں نے کہا اے مریمؑ یہ تو تو نے بہت ہی بُرا کام کیا۔ اے ہارونؑ کی بہن

مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

نہ تو تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی یعنی نیکوں کی اولاد ہو کر یہ حرکت

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

اس پر مریمؑ نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے بھلا ہم اس سے کس طرح بات کر سکتے ہیں جو ابھی

صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي

گود کا بچہ ہے۔ اتنے میں وہ گود کا لڑکا بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور اُس نے مجھ کو نبی

نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي

بنایا ہے۔ اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو خدا نے بابرکت کیا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَ

اُس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی ماں کا مجھ کو اُس نے خدمت گزار بنایا اور

لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ

اُس نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا

وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ

اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے دوبارہ اُٹھایا جاؤں گا۔ یہ جس کا ذکر ہوا یہی عیسیٰ بن

میں سچی بات کہہ رہا ہوں اور میں اس کی صحیح حقیقت بیان کر رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں ؛ یعنی افراط کرنے والے جیسے نصاریٰ اور تفریط کرنے والے جیسے یہود نصاریٰ ایک بندۂ خدا کو خدا کا شریک بناتے ہیں اور یہود اس کی تنقیص کرتے ہیں اور اُس کو نبوت کے درجے سے گراتے ہیں۔ العیاذ باللہ (۳۴) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے اور کسی کو بیٹا بنائے وہ جملہ عیوب سے پاک اور ہاتھ منزہ ہے جب وہ کسی کام کے سرانجام کا ارادہ کرتا ہے اور جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھہرا لیتا ہے تو بس اس کو اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے یعنی صرف ارادہ کا تعلق شئی کے وجود کو مستلزم ہے (۳۵) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ لہٰذا اسی کی بندگی اور عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے ؛ یعنی توحید اور دین کا سیدھا راستہ ہے۔ یہ رسول کو فرمایا کہ منکرین حق سے یہ بات کہو عبادت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو (۳۶) پھر اہل کتاب کے فرقوں نے آپس میں اختلاف ڈال لیا پس جو لوگ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں ان کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے سخت تباہی اور خرابی ہے ؛ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اہل کتاب کے فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا کوئی انکو خدا کا بیٹا کہنے لگا کوئی اقانیم ثلاثہ کا قائل ہوا۔ کسی نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور اُن کو ملعون و مردود قرار دیا۔ یوم عظیم قیامت کے دن کو فرمایا کیوں کہ اُسکی ہولناکی اور اس کی سختی کے باعث وہ دن بڑا ہوگا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت عام ہو اور یہ مطلب ہو کہ خدا کی عبادت میں لوگوں نے اختلاف ڈال لیا اور کفر و شرک کے مرتکب ہوگئے تو ایسے سب لوگوں کیلئے قیامت کے دن میں بڑی خرابی اور تباہی ہوگی (۳۷) جس دن یہ لوگ ہمارے پاس آئیں گے یعنی سزا اور حساب و کتاب کی غرض سے اُس دن کیسے دیکھنے والے اور کیسے کچھ سُننے والے ہوں گے لیکن آج یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ؛ یعنی قیامت کے دن خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے کیونکہ وہ سب باتیں جو پیغمبر فرماتے تھے سامنے آجائیں گی مگر آج بدبخت ظالم صریح گمراہی میں مبتلا ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں (۳۸) اور اے پیغمبر آپ انکو حسرت و پشیمانی کے دن سے ڈرا دیجئے جب کام کا آخری فیصلہ ہو جائیگا اور ان کا حال یہ ہے کہ یہ غفلت میں مبتلا ہیں اور یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ؛ یعنی جس دن ہر ایک کا آخری فیصلہ ہو جائے گا اُس دن دوزخیوں کو انتہائی حسرت و ندامت ہوگی اور جبکہ موت کے آنے کی بھی توقع نہ رہے اسی لئے اُس دن کو یوم حسرت فرمایا۔ غرض اُس حسرت و یاس کے دن یعنی قیامت سے ڈرا دیجئے جبکہ اہل جہنم کا آخری فیصلہ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت غفلت میں اور بے خبری میں مبتلا ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹) اور بلاشبہ تمام زمین اور زمین کے اوپر رہنے والوں کے ہم ہی وارث اور مالک ہیں اور سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ؛ یعنی آج ایمان نہیں لاتے لیکن ایک دن یہ سب مر جائیں گے اور وہی باقی رہ جائے گا اس لئے تمام زمین کا وارث اور مالک وہی ہے اور سب کا مرجع اور بازگشت اُسی کی طرف ہے نہ کسی کا مُلک رہے گا نہ کسی کی مِلک باقی رہے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل کر بہشت میں جاویں گے تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے ۱۲ (۴۰) اور اے پیغمبر اس قرآن میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ بڑا سچا اور نبی تھا ؛ یعنی توحید و رسالت کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی واقعہ بیان کیجئے چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی تمام قوموں میں مسلّم تھی۔ کفار مکہ تو آپ کی اولاد ہی میں تھے۔ اہل کتاب بھی آپ کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اس لئے توحید اور رسالت کے بارے میں اُن کے واقعہ کو بڑا دخل ہے اور چونکہ صدیقیت کو نبوت مستلزم نہیں جیسے حضرت مریم کو فرمایا وامہ صدیقہ۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ حضرت مریم نبیہ نہیں تھیں اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو صدیق ہو وہ نبی بھی ہو۔ حضرت ابراہیم صدیق بھی تھے اور نبی بھی تھے۔ اور حدیث ثلاث کذبات اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ وہاں کذبات کے وہ معنی نہیں ہیں جو بظاہر سمجھے جاتے ہیں (۴۱) واقعۂ ابراہیمی میں وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو ایسی چیز کی

مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ

مریم ہے میں اس کی صحیح حقیقت بیان کر رہا ہوں جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے شایاں نہیں

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ تمام عیوب سے پاک ہے جب وہ کسی کام کے سرانجام کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کو

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

اتنا کہدیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے

فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ

سو اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر اہل کتاب کے فرقوں نے

مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ

آپس میں اختلاف کیا سو جو لوگ کفر کر رہے ہیں اُن کیلئے ایک بڑے دن کے پیش آنے سے

عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ

سخت تباہی ہے۔ جس دن یہ لوگ ہمارے پاس آئیں گے اُس دن یہ کیا ہی سننے والے اور کیا ہی دیکھنے والے ہونگے لیکن

الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ

آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو

الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا

پشیمانی کے دن سے ڈرا دیجئے جبکہ کام کا آخری فیصلہ کر دیا جائیگا اور اُن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ غفلت میں مبتلا ہیں اور

وقف لازم

يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا

ایمان نہیں لاتے۔ یقیناً تمام زمین کے اور زمین کے اوپر بسنے والوں کے ہم ہی وارث ہوں گے اور یہ سب ہماری ہی طرف

يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ

لوٹائے جائیں گے۔ اور اے پیغمبر آپ اس کتاب یعنی قرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجئے بیشک وہ ابراہیم بڑا

ع ۲ ۲۵ ۵

صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا

سچا اور نبی تھا۔ جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو اس چیز کی یوں عبادت کرتا ہے جو

يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ

نہ کچھ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ وہ تیرے کچھ کام آسکتی ہے ۔ اے میرے باپ بلاشبہ

إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

مجھ کو وہ علم عطا ہوا ہے جو تجھ کو نہیں دیا گیا سو تو میری پیروی کر

أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ

میں تجھ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا ۔ اے میرے باپ تو شیطان کی عبادت نہ کر کیونکہ

الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ

شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے ۔ اے میرے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں

أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

کہ کہیں ایسا نہ ہو تجھ کو رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب آ پکڑے اور تو شیطان کا ساتھی

وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن

بن جائے ۔ یہ سن کر ابراہیم کے باپ نے جواب دیا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو اس

لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ

حرکت سے باز نہیں آیا تو یقیناً میں تجھ کو سنگسار کردوں گا اور تو ایک مدت دراز کیلئے میرے سامنے سے دور ہوجا ابراہیمؑ نے کہا اچھا تجھ پر

عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

میرا سلام ہو میں باوجود اس کے بھی اپنے رب سے تیرے لئے بخشش یعنی ہدایت طلب کرونگا بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ۔

وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي

اور میں تم سے اور اُن سے جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے ہو سب سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور میں تو اپنے رب کی عبادت کروں گا

عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا

مجھے اُمید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا ۔ پھر جب ابراہیم

اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ

ان کافروں سے اور اُن کے ان بتوں سے جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے تھے کنارہ کش ہو گیا تو ہم نے اُس کو

عبادت اور بندگی کیوں کرتا ہے جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ وہ تیرے کچھ کام آسکتی ہے ٭ یعنی نہ سننے کی طاقت نہ دیکھنے کی قوت اور نہ بُرے وقت کام آنے کی صلاحیت تو اللہ رب العزت کی موجودگی میں اگر یہ چیزیں کچھ نافع ہوتیں تب بھی قابل پرستش نہ تھیں چہ جائیکہ جب ان میں کسی قسم کی صلاحیت اور اہلیت بھی نہ ہو تو ان مورتیوں کا پوجنا سوائے حماقت کے اور کیا ہے (۴۲) اے میرے باپ بلاشبہ میرے پاس وہ علم پہونچا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا اور تجھ کو نہیں دیا گیا لہٰذا تو میری اتباع اور پیروی کر اور میرے کہنے پر چل میں سیدھی راہ کی طرف تیری رہنمائی کروں گا اور میں تجھ کو سیدھی راہ دکھاؤنگا ٭ یعنی میری معلومات کا ذریعہ وحی الٰہی ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں اور تو اللہ تعالیٰ کی وحی سے محروم ہے لہٰذا تو میرا کہا مان تاکہ تو صحیح راہ پاسکے اور غلط اور گمراہی کی راہ سے بچ جائے (۴۳) اے میرے باپ تو شیطان کی عبادت اور پرستش نہ کر کیونکہ شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے ٭ بتوں کے پجاری شیطان کے پجاری ہیں جو شیطان کی بات اور اُس کے کہنے کو مانتے ہیں اور خدا کے احکام کو پس پشت ڈالدیتے ہیں (۴۴) اے میرے باپ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھ کو رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپکڑے اور تو شیطان کا ہمیشہ کے لئے ساتھی ہوجائے ٭ یعنی کفر پر قائم رہے اور عذاب نازل ہونے کے وقت خواہ وہ عذاب دُنیوی ہو یا آخرت کا عذاب ہو تو شیطان کا ہمیشہ کیلئے ساتھی بن جائے اور جو حشر اُس کا ہو وہی تیرا ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں ۱۲ (۴۵) یہ تمام باتیں سن کر حضرت ابراہیمؑ کے باپ نے جواب دیا اے ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اور کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرنیوالا ہے ۔ اگر تو اپنی اس حرکت اور اپنے ان خیالات فاسدہ سے باز نہ آیا تو یقیناً میں تجھ کو سنگسار کردونگا اور پتھر مارتے مارتے تجھ کو مار ڈالوں گا پس تو باز آجا اور مجھ کو ایک طویل مدت یعنی ہمیشہ کیلئے چھوڑ دے ۔ اور تو ہمیشہ کے لئے میرے سامنے سے دور ہوجا ٭ یعنی ابراہیمؑ کا باپ جو اپنے شرک میں غالی اور سخت تھا بجائے ابراہیمؑ کی بات ماننے کے اُلٹا حضرت ابراہیمؑ کو ڈانٹنے لگا اور اُس کو قتل کی دھمکی دینے لگا اور اس نے کہا مجھ کو کچھ کہنے سننے سے ہمیشہ کیلئے الگ ہوجاؤ ۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب اُس کی یہ حالت دیکھی تو کنارہ کشی کو اختیار کیا (۴۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اچھا تجھ پر میرا سلام ہو اور میرا سلام لو میں جاتا ہوں لیکن میں تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا اور تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرتا رہوں گا بلاشبہ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ٭ یعنی حضرت ابراہیمؑ نے یہ متارکت کا سلام کیا جیسے عام محاورہ ہے کہ تم نہیں مانتے تو اچھا میرا سلام ۔ سورۂ قصص میں آئے گا ۔ سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین پس یہ سلام بھی اعتزال اور مفارقت کا سلام ہے ۔ استغفار کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مجھ کو حضرت حق کی جانب سے کوئی ممانعت نہ ہوگی میں تیرے لئے استغفار کرتا رہوں گا اور اگر ہدایت کی دعا مراد ہو جو بخشش کا سبب ہے تو پھر بات صاف ہے ۔ مزید تفصیل کیلئے سورۂ توبہ کی تفسیر ملاحظہ کرنی چاہیے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جائے تو عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انھوں نے وعدہ کیا تھا ۔ جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا ۱۲ (۴۷) اور میں تم سے اور ان معبودانِ باطلہ سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو ان سب سے بالکل کنارہ کش ہوجاتا ہوں اور میں تم سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی عبادت کیا کروں گا اور اُسی کو پکاروں گا اور مجھ کو پوری اُمید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کرکے محروم اور بدبخت نہیں رہوں گا ٭ یعنی دل سے تو علیحدہ ہی ہوں اب اپنے جسم اور بدن کو بھی تم سے جدا کرلیتا ہوں اور ہجرت کرکے چلا جاتا ہوں کیونکہ اب تم خدا کی عبادت میں بھی مزاحمت کروگے اور مجھ کو یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت اور اُس کو پکار کر کے محروم نہ رہوں گا اور میری عبادت بیکار نہ جائے گی جیسا کہ معبودانِ باطلہ کے پجاری اپنے معبودوں کی حمایت اور مدد سے محروم ہیں (۴۸) پھر جب ابراہیمؑ اُن کافروں سے اور اُن کے معبودانِ باطلہ سے علیحدہ ہوگیا جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے تو ہم نے اُس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے یعنی بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی اور

ان دونوں میں سے ہر ایک کو ہم نے نبی کیا اور دونوں کو نبوت عطا فرمائی ÷ یعنی جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کر کے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن سے بہتر رفیق اور خدمت گار عطا فرمائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے اُن سے بہتر اپنے دیئے اُنسیت کو یہاں اسمٰعیلؑ کا ذکر نہ فرمایا کہ وہ اُن کے پاس نہ رہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر اہل عرب کو متاثر کرنیوالا تھا اور اسحٰقؑ و یعقوبؑ کا ذکر اہل کتاب کیلئے کیا اور حضرت اسمٰعیل کا ذکر آگے آتا ہے (۴۹) اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ عطا فرمایا اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند کیا اور ہم نے اُن کے سچے بول کو بالا کیا ÷ یعنی ہر ایک کو مختلف قسم کے کمالات سے نوازا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصہ ہے پھر اُن کے اخلاق اور اُن کے کردار اور اُن کی سچی باتوں کا بول بالا کیا کہ تمام اُمتیں ان پر رحمت بھیجتی ہیں اور اُن کے ذکر خیر کا احترام کرتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ لوگ اُن کی تعریف کرتے رہے اور اُن پر رحمت بھیجتے رہے ۱۲ جیسا کہ مسلمان درود پڑھنے میں اُن کا نام لیتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرک بھی اُن کی تعریف و توصیف کرتے ہیں (۵۰) اور اے پیغمبر اس قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کا چیدہ اور خاص بندہ تھا اور وہ رسول تھا نبی تھا ÷ رسول اور نبی کے سلسلہ میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں اُمت رکھتے ہیں یا کتاب دے رسول ہیں ۱۲ بعض مقامات پر رسول کے فرستادوں کو بھی رسول فرمایا ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ کے خاص شاگرد جو انطاکیہ بھیجے گئے تھے اور بعض مقامات پر فرشتوں کو بھی رسول فرمایا ہے (۵۱) اور ہم نے موسیٰ کو طور کی داہنی جانب سے پکارا تھا اور سرگوشی کرنے اور بھید بتانے کو اُسے اپنے سے قریب کیا ÷ یعنی بھید بتانے کو اسے اپنا مقرب بنایا اور چونکہ موسیٰؑ سے جہاں ہم کلامی ہوئی وہ مقام طور کا حضرت موسیٰؑ کی داہنی جانب تھا سرگوشی اور بھید اس لئے فرمایا کہ سوائے موسیٰ کے اُس وقت اور کوئی شخص نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن سے کلام ہوا۔ بیچ میں فرشتہ نہ تھا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ طور اُن کی داہنی جانب تھا جب اُن کو پکارا گیا۔ اُن سے سرگوشی کی گئی اسرار اور راز بتائے گئے اور ان کو اپنے سے قریب کیا یعنی مقرب بنایا (۵۲) اور ہم نے اپنی رحمت سے اُن کے بھائی ہارونؑ کو نبی بنا کر اُن کو دیا اور عطا کیا ÷ یعنی انھوں نے درخواست کی کہ میری زبان میں لکنت ہے اس لئے ہارونؑ کو میری امداد کے لئے بھیج دیجئے۔ حضرت حق جل مجدہٗ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کی اور اُن کے بھائی ہارونؑ کو نبوت عطا فرما کر ان کے ہمراہ کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُن کے ساتھ مددگار ہوئے۔ ۱۲ (۵۳) اور اے پیغمبر اس قرآن میں اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کیجئے وہ وعدے کا بڑا سچا تھا اور رسول تھا نبی تھا ÷ یعنی اسمٰعیلؑ کا جو ذکر ہم کر رہے ہیں اے پیغمبر وہ اُن لوگوں کو پڑھ کر سنا دیجئے وعدے کا سچا فرمایا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کو یوں اور اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ کے یہ وصف بہت نمایاں تھا کہ جو وعدہ فرماتے اُس کو پورا کرتے رسول تھا یعنی ملت ابراہیمی کی تبلیغ کرتا تھا نبی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مہبط تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے ۱۲ (۵۴) اور وہ اپنے متعلقین کو خاص طور پر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے رب کی بارگاہ میں بڑا پسندیدہ اور مقبول تھا ÷ یعنی یوں تو عموماً تمام احکام کی بجا آوری کا حکم دیتے تھے اور خاص طور سے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ یہ تاکید محض نماز و زکوٰۃ کے اہتمام کی وجہ سے تھی بطور انحصار نہ تھی اور وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھا۔ لفظ اہل کا ترجمہ ہم نے متعلقین کے ساتھ کیا ہے خواہ وہ اُن کے گھر والے ہوں یا اُن کی قوم ہو (۵۵) اور اے پیغمبر اس قرآن میں ادریسؑ کا ذکر بھی کیجئے بلاشبہ وہ بڑا سچا تھا نبی تھا ÷ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جد ہیں اور حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیانی پیغمبروں میں سے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ دنیا میں حساب کا طریقہ اور قلم سے لکھنا (باقی گ۴۹۳ پر)

إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ

اسحٰق اور یعقوب عطا کیا۔ اور ان دونوں میں سے ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ان سب کو ہم نے

مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ ع

اپنی رحمت سے بہرہ مند کیا اور ہم نے اُن کے ذکر جمیل کو بلند کیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰى ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَّ

اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں موسیٰ کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ خدا کا چیدہ بندہ تھا اور

كَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ

وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔ اور ہم نے موسیٰ کو کوہ طور کی داہنی جانب سے پکارا

الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا

اور سرگوشی کرنے کو اُسے اپنے سے قریب کیا۔ اور ہم نے اپنی رحمت سے موسیٰ کے

أَخَاهُ هٰرُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيلَ

بھائی ہارونؑ کو نبی بنا کر موسیٰ کو دیا۔ اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں اسماعیلؑ کا بھی ذکر کیجئے

إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ ج

یقیناً وہ وعدہ کا بڑا سچا تھا اور وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ

اور وہ اپنے متعلقین کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ اپنے رب کی

عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ

بارگاہ میں پسندیدہ تھا۔ اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں ادریسؑ کا بھی ذکر کیجئے۔ بیشک

كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾

وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ اور ہم نے اُس کو ایک بلند مقام پر پہونچایا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ مِنْ

یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا منجملہ دوسرے انبیاء کے

ع ۳ / ۶

(بقیہ صفحہ ۴۹۲) ستاروں کی گردش۔ نجوم کا حساب۔ درزی یعنی خیاطی کا کام ناپنے اور تولنے کے طریقے آلات حرب اور اسلحہ سازی یہ کام سب اُن سے چلے اور جاری ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب چوتھے آسمان پر اُن سے ملاقات کی۔ وہ صدیق یعنی راست باز اور بڑا سچا تھا اور اس خوبی کے ساتھ نبی بھی تھا (۵۶) اور ہم نے اُس کو بلند مقام پر پہونچایا اور اُس کو مقام عالی پر اُٹھایا ؛ مکان اعلیٰ کے متعلق مختلف اقوال ہیں اکثر ان میں سے اسرائیلی ہیں جن پر علماء نے سخت تنقید کی ہے۔ خصوصاً ابن کثیر سے صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ اُن کے درجات عالیہ اور مراتب علیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس بلندی سے اُن کی معنوی بلندی مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لکھا ہے کہ حضرت ادریسؑ پہلے تھے حضرت نوحؑ سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انھیں سے سیکھا خلق نے۔ ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے' حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاسؑ کا لقب ہے ادریسؑ اور وے بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے خضرؑ کی طرح وے بھی زندہ رہ گئے ہیں ۱۲ (۵۷) یہ لوگ جن کا ذکر ہوا یعنی حضرت زکریاؑ سے لیکر حضرت ادریسؑ تک یہ وہ لوگ ہیں جن پر منجملہ دیگر انبیاء کے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وانعام فرمایا یہ سب مذکورین آدمؑ کی نسل سے تھے اور کچھ اُن میں سے اُن لوگوں کی نسل سے تھے جن کو ہم نے نوحؑ کیساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور کچھ ان میں سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسرائیل یعنی یعقوبؑ کی ذریت اور نسل سے تھے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا۔ یہ سب حضرات اُن لوگوں میں سے تھے جن کی رہنمائی ہم نے فرمائی تھی اور جن کو ہم نے منتخب فرمایا تھا اور جن کو مقبولیت کے لئے چُن لیا تھا ان حضرات کا حال باوجود اس بزرگی اور مقبولیت کے یہ تھا کہ جب اُن کے سامنے رحمان کی آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو یہ حضرات روتے اور سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے تھے۔

؎ یعنی شروع سورت سے لیکر حضرت ادریسؑ تک جن پیغمبروں کا ذکر ہوا یہ منجملہ دیگر پیغمبروں کے وہ حضرات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام یعنی نبوت عطا فرمائی تھی یہ آدمؑ کی ذریت تھے یعنی نسل آدمؑ سب کی شرکت ہے اور حضرت ادریسؑ کے علاوہ بعض ان لوگوں کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اس میں حضرت ادریسؑ کے علاوہ سب شریک ہیں اور بعضے ان میں سے حضرت یعقوبؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سب اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت عطا فرمائی تھی اور جن کو نبوت اور قبولیت کیلئے منتخب فرمایا تھا۔ اور ان تمام مراتب عالیہ کے باوجود اُن کی حالت یہ تھی کہ جب اُن کے روبرو رحمان کی آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو یہ روتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر پڑتے تھے یعنی انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سام بن نوحؑ کی اولاد میں ہیں باقی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ۔ زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ یہ سب حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں (۵۸) پھر ان حضرات مذکورین کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ اُنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی

ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ

یہ آدم کی نسل سے ہیں۔ اور اُن کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے نوحؑ کیساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے ہیں

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ

اور یہ سب انبیاء مذکورین اُن لوگوں میں سے ہیں جن کی ہم نے رہنمائی کی تھی اور جن کو ہم نے منتخب کیا تھا۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾

ان حضرات کی باوجود اس مرتبے کے حالت تھی کہ جب اُنکے سامنے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو یہ لوگ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا

پھر ان حضرات مذکورین کے بعد بعض ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ جنھوں نے نمازوں کو برباد کیا اور نفسانی خواہشات کی

الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ

پیروی کی تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کا پھل پائیں گے۔ مگر ہاں اُن میں سے جس نے توبہ کرلی اور

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کی

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ

ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ یہ جنت وہ دائمی باغات ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ

الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾

کر رکھا ہے حالانکہ بندوں نے ان کو دیکھا بھی نہیں۔ بلاشبہ خدا نے جس کا وعدہ کیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا

یہ لوگ اس جنت میں سوائے سلام کے اور کوئی لغو بے ہودہ بات نہیں سنیں گے اور ان کو ان کی روزی

بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ

اس جنت میں صبح و شام ملا کرے گی۔ یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اُس شخص کو وارث و مالک

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ

بنائیں گے جو بندہ پرہیزگار ہوگا۔ اور ہم یعنی فرشتے آپ کے رب کے حکم کے بغیر دنیا میں نہیں اتر سکتے اور جو

اور ناجائز خواہشات کی پیروی کی اور نفسانی خواہشات کے پیچھے ہولئے تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کو دیکھ لیں گے اور اپنی گمراہی سے ملاقی ہوں گے ؛ نماز کا ضائع کرنا یہ کہ نماز چھوڑ دی یا بے وقت پڑھی۔ یا جماعت ترک کردی۔ یا نماز کے ضروری آداب اور خشوع وخضوع ترک کردیا۔ ناجائز خواہشات وہ خواہشیں جو اطاعت الٰہی سے روکنے والی ہوں۔ غیّ ایک دوزخ کی وادی ہے یا تو وہ مراد ہے یا یہ کہ اُن کی گمراہی اور بے راہ روی سامنے آئے گی اور دوزخ میں داخل ہوں گے خواہ دوزخ کا داخل ہونا ابدی نہ ہو اور اگر نماز کی فرضیت کا اعتقاد ہی نہ ہو تو ابدی ہو یہ اُن ناخلف لوگوں کی سزا کا بیان تھا آگے ان کو مستثنیٰ فرمایا جنھوں نے اپنی اصلاح کرلی (۵۹) مگر ہاں جس نے معصیت سے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کرنے لگا تو ایسے لوگ جنت میں ہوں گے اور ان کو ذرا سا نقصان بھی نہ پہونچے گا یہ مطلب ہے کہ اگر ناخلف لوگ جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور ناجائز شہوات کی پیروی کی تائب ہوجائیں اور ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کی پابندی کرنے لگیں (باقی ضمیمہ میں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے بار بار آنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا اور ایک ضابطہ فرما دیا کہ یہ فرشتے اپنے اختیار سے نہیں آتے جاتے بلکہ آپ کے پروردگار کے حکم سے اُترتے چڑھتے ہیں اس لئے آپ کی اس خواہش کو بغیر ہمارے حکم کے نہیں پورا کر سکتے۔ آگے کا مکان جو مُنہ کے سامنے ہو پیچھے کا مکان جو پس پشت ہو اور مابین سے وہ مقام جہاں وہ شخص موجود ہو آگے کا زمان مستقبل۔ پیچھے کا ماضی اور مابین سے مراد حال۔ غرض ہر قسم کے مکان و زمان اور ہر ایک مکانی و زمانی اُسی کے زیر تصرف اور اُسی کی ملک ہیں۔ اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں جیسا کہ اسے پیغمبر آپ کو معلوم ہے کہ وہ نسیان سے پاک ہے۔ جبرئیلؑ اور اُن کے ہمراہی فرشتوں کا تاخیر سے آنا اس کا سبب نسیان نہیں بلکہ اُس کی مشیت اور اُس کے حکم پر موقوف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بار جبرئیلؑ گئے اور نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم کو سکھایا اور

لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

زمان و مکان ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب اسی کی ملک ہے اور آپکا

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رب بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کا بھی رب ہے

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع

سو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہیے۔ بھلا آپکے علم میں اس کا ہم صفت کوئی اور بھی ہے۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾

اور انسان یوں کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا واقعی پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

کیا انسان یہ بات یاد نہیں کرتا کہ ہم اس سے قبل اس کو عدم سے وجود میں لا چکے ہیں حالاں کہ

شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ

وہ کچھ بھی نہ تھا۔ سوائے پیغمبر قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو زندہ کر کے جمع کریں گے اور انکے ساتھ شیاطین کو بھی پھر ہم ان سب کو جہنم

حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ۚ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ

کے گرداگرد اس حالت سے لا حاضر کریں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے۔ پھر ہم ہر گروہ میں سے اُن لوگوں کو کھینچ

اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ

نکالیں گے جو ان میں سب سے زیادہ رحمان سے سرکشی کیا کرتے تھے۔ اور ہم ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں

بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ

جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں۔ ہے جس کا

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ۚ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

گزر جہنم پر نہ ہو یہ ورود مذکور آپ کے رب پر لازم شدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ پھر ہم اُن لوگوں کو جو خدا سے ڈرتے

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

رہتے تھے اس جہنم سے نجات دیدیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دینگے۔ اور جب انکے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں

ہمارے آگے پیچھے کہا آسمان و زمین اُترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے ۱۲ غرض یہ ہے کہ جس طرح فرشتے اپنے پروردگار کے مطیع و فرماں بردار ہیں اسی طرح انسان کو بھی فرماں بردار ہونا چاہئے۔ تاکہ متقی بن کر جنت کا وارث ہو سکے (۶۴) وہ تمام آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُس کا پروردگار بھی وہی ہے پس تو اُس کی عبادت اور اطاعت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم اور ثابت قدم رہ۔ بھلا آپ کے علم میں اُس کا ہم صفت اور ہم نام کوئی اور بھی ہے ؛ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ہو سکتا ہے کہ خطاب عام ہو اور ہر مخاطب مراد ہو۔ بہرحال وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ صرف اُسی کی عبادت کر اور اُسی کی عبادت و بندگی پر قائم رہ کسی کے کہنے سُننے اور اعتراض کرنیکا خیال نہ کر داور پر عامت کرو بھلا تم کسی اور کو بھی اُس کا ہم صفات جانتے ہو جب ان صفات کا کوئی دوسرا مالک ہی نہیں تو عبادت کا بھی اُس کے سوا کوئی مستحق نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کے نام سب اُس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا ۱۲ (۶۵) اب منکرین قیامت اور منکرین بعث کے بعض شبہات کا جواب فرماتے ہیں۔ اور انسان یوں کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا واقعی دوبارہ زندہ کر کے پھر زمین سے نکالا جاؤں گا ؛ یہ شبہ وہ لوگ کرتے تھے جو دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے آسمانی مذاہب میں یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور اسی عقیدے پر اسلام کا مدار ہے (۶۶) کیا انسان اتنی بات نہیں سمجھتا اور یہ بات یاد نہیں کرتا کہ ہم اب سے پہلے اس کو عدم سے موجود کر چکے ہیں حالانکہ یہ اُس وقت کچھ بھی نہیں تھا ؛ یعنی ایسے انسان کی سمجھ میں اتنی موٹی بات نہیں آتی کہ یہ پیدا ہونے سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اُس نے اس کو عدم سے وجود بخشا۔ نیست سے ہست کیا اس سے پیشتر اسکا کوئی نام لینے والا نہ تھا اب اس کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر لینا کیا مشکل ہے بلکہ ابتدائی ساخت کے مقابلہ میں دوبارہ بنانا کچھ سہل ہی ہو سکتا ہے (۶۷) سوائے پیغمبر قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم ان سب کو زندہ کر کے جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی ان کے ساتھ جمع کرینگے پھر ہم ان سب کو جہنم کے گرداگرد اس حالت سے لا حاضر کریں گے کہ وہ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے ؛ یعنی حشر کے موقف میں سب کو دوبارہ زندہ کر کے جمع کریں گے اور اُن شیاطین کو بھی جمع کریں گے جن کے بہکانے میں آ کر ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی تھی پھر ان سب ملزمین کو دوزخ کے چاروں طرف اور جہنم کے آس پاس اس طرح حاضر کریں گے کہ وہ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مارے دہشت کے کھڑے کھڑے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا ۱۲ (۶۸) پھر ہم ہر گروہ میں ان لوگوں کو کھینچ کر جدا کر لیں گے جو ان میں سب سے زیادہ رحمان سے سرکشی کیا کرتے تھے اور جو رحمان کے مقابلہ میں اکڑ رکھنے میں سخت تھے ؛ یعنی دین حق کے منکروں میں خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مجوس اور بُت پرست ان تمام گروہوں میں سے اُن لوگوں کو علیحدہ کر لیا جائیگا جو دین حق کی مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے اور رحمان سے اکڑ رکھنے میں زیادہ سخت تھے (۶۹) اور ہم اُن لوگوں کو خوب جانتے ہیں اور اُن سے اچھی طرح واقف ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں ؛ یعنی دوزخ میں جانے کو تو سب ہی جائیں گے یہ جدا کرنا کسی خاص تحقیق کیلئے نہیں ہوگا (باقی ضمیمہ میں)

بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ

تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو منکر ہیں ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ دونوں فریق میں سے کونسا فریق

خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

باعتبار مسکن کے بہتر اور باعتبار مجلس کے عمدہ ہے۔ اور ہم ان سے پہلے ایسی بہت سی قوموں کو ہلاک

مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

کرچکے ہیں جو باعتبار ساز و سامان اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کے ان سے کہیں اچھی تھیں۔ آپ فرما دیجئے جو لوگ

فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں رحمان ان کو طویل مہلت دے رہا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو دیکھ لیں گے

مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ

جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت تو اُس وقت انکو یہ بات معلوم ہو جائیگی

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ

کہ باعتبار مسکن اور باعتبار گروہ بندی کے کونسا فریق بُرا اور کمزور ہے۔ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ

الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ

انکو از روئے ہدایت کے اور ترقی دیتا ہے یعنی انکی ہدایات کو بڑھاتا ہے اور جو نیک اعمال ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ

نزدیک باعتبار ثواب کے بھی بہتر ہیں اور باعتبار انجام کے بھی بہتر ہیں۔ اور اے پیغمبر بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی ملاحظہ فرمایا

بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ

جو ہماری آیتوں کیساتھ کفر کرتا اور باوجود کفر کے یوں کہتا ہے کہ مجھ کو یقیناً مال اور اولاد ملیں گے۔ کیا اُس نے غیب کی اطلاع پالی ہے

اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا

یا یہ خدا کے ہاں سے کوئی عہد اور وعدہ حاصل کرچکا ہے۔ ہرگز نہیں جو کچھ یہ کہتا ہے

يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهُ مَا

وہ ہم تحریر کر لیتے ہیں اور ہم اس پر عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔ اور یہ جس مال و اولاد کو

اور جب ان دین حق کے منکروں کے سامنے ہماری واضح اور کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو لوگ منکر ہیں اور جن کی کافرانہ روش ہے وہ اہل ایمان اور حضرات مومنین سے یوں کہتے ہیں کہ بتاؤ دونوں فریقوں میں سے کس کی حالت اچھی ہے یعنی ہم میں اور تم میں سے کون سا فریق خوش حال ہے اور باعتبار مکان و مسکن کے کون بہتر اور بلحاظ محفل و مجلس کے کون عمدہ اور اچھا ہے ۞ یعنی جب قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اُن آیتوں میں مومنین کی نجات اور کافروں کے عذاب کا حال سنتے ہیں تو منکرین مومنین سے کہتے ہیں اور دنیوی عیش و تنعم پر آخرت کو قیاس کرتے ہیں اور بطور طعن کہتے ہیں مسلمانو! بتاؤ دنیا میں ہم تم میں سے کون سا فریق زیادہ اچھا ہے کس فریق کے پاس رہنے کو اچھا مکان ہے کس کی سوسائٹی اچھی ہے کس کے حمایتی زیادہ ہیں۔ مدعا اس طعن کا یہ ہوتا تھا کہ ہم یہاں بھی اچھے ہیں اور اگر تمہارے اعتقاد میں وہ عالم ہوا بھی تو ہم وہاں بھی اچھے ہوں گے اور تم ایسے ہی شکستہ حال ہو گے جیسے یہاں ہو یہ سب باتیں اپنے مال اور عز و جاہ کے گھمنڈ پر کہتے تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے آگے جواب فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ۱۲ (۷۳) اور ہم اُن سے پہلے بہت سی قوموں اور گروہوں کو ہلاک و برباد کرچکے ہیں جو باعتبار ساز و سامان اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمود کے اعتبار سے اُن سے کہیں اچھے تھے ۞ یعنی دُنیوی ساز و سامان اور سوسائٹی کی بلندی اور ظاہری نمود و نمائش عذاب الٰہی کو نہیں روک سکتی جس طرح پہلی جماعتیں برباد ہو گئی ہیں اُسی طرح تم بھی برباد کر دیے جاؤ گے حالانکہ وہ جماعتیں ان سے کہیں اچھی اور بہتر تھیں (۷۴) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے جو لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں رحمان اُن کو ڈھیل اور طویل مہلت دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کا معائنہ کرلیں گے جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ وہ دنیا کا عذاب ہو یا قیامت کا تو وہ معلوم کرلینگے اور اُن کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ مکان و مسکن کے لحاظ سے کونسا فریق بُرا اور گروہ بندی اور حمایتیوں کے اعتبار سے کون سا فریق کمزور اور ضعیف ہے ۞ یعنی کفار کے اعتراض اور طعن کا ایک جواب تو الزامی تھا جو پہلی آیت میں گزرا دوسرا تحقیقی تھا جو اس آیت میں فرمایا کہ مجرموں کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ ڈھیل ملتی ہے سمجھدار ڈھیل سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں جو نالائق اور کج فہم ہوتے ہیں وہ گمراہی میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان پر عذاب آجائے وہ کوئی دنیوی عذاب ہو یا قیامت کا عذاب ہو بہرحال جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو ان کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ رہنے کی جگہ کے اعتبار سے کون بُرا ہے اور کس کے حمایتی کس کی فوج اور مددگار کمزور ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بہکاوے میں جاتے وے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پا دیں گے آخرت میں یہاں نیک و بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں ۱۲ اور فرماتے ہیں فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں بتوں کو، اور ایمان والے اللہ کو ۱۲ (۷۵) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ انکو از روئے ہدایت اور ترقی دیتا ہے اور جو نیک اعمال ہمیشہ کو باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک باعتبار ثواب کے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں ۞ ہدایت یافتہ یعنی مسلمان تو اُن کی ہدایت میں ترقی ہوتی رہتی ہے دنیا کی دولت نہ ہو تو نہ ہو جو اصل دولت ہے وہ اُن کے پاس ہے اور اُس میں اللہ تعالیٰ ترقی اور بڑھوتری کرتا رہتا ہے ہدایت کی ترقی یہی کہ دین کی راہیں کھلتی رہتی ہیں۔ عبادت میں لطف آتا ہے اور مزید ریاضت کو جی چاہتا ہے۔ یہی اُن کے پاس سرمایہ ہے اور آخرت میں اُن کے نیک اعمال جو باقیات الصالحات ہیں اُن کا ثواب ملنے والا ہے اور ان اعمال کا اچھا انجام ہونے والا ہے اور جو گھاٹیاں اور خطرات پیش آنیوالے ہیں اُن سب میں اعمال نیک سودمند ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا کی رونق رب کے ہاں کام کی نہیں نیکیاں سب رہیں گی دنیا نہ رہے گی ۱۲ (۷۶) اے پیغمبر بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر و انکار کی روش اختیار کرتا یعنی جن آیاتِ الٰہی پر ایمان لانا چاہئے یہ اُن کا انکار کرتا ہے اور باوجود کفر کے یوں کہتا ہے کہ مجھ کو یقیناً مال اور اولاد مل کر رہے گا ۞ یہ عاص بن وائل کا قول ہے جو اُس نے ایک مسلمان خباب بن ارت کی مزدوری مانگنے پر بطور استہزا کہا تھا یا مشروط طور پر کہا ہو گا کہ اگر دوبارہ زندگی ہوئی اور قیامت میں اُٹھنا ہوا تو وہاں میرا سب کچھ مل جائیگا وہاں تجھ کو مزدوری دیدوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک کافر مال دار ایک لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو میں تیری مزدوری دوں اُس نے کہا تو مرے پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں (باقی صفحہ)

(بقیہ صفحہ ۴۹۵) اُس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو بھی مال اور اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دیدوں گا اُسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں ۱۲ (۷۷) کیا اُس نے غیب کی اطلاع پالی ہے اور غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اُس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد حاصل کر لیا ہے اور خدا سے کوئی وعدہ لے لیا ہے ؛ یعنی اُس نے کیا غیب کا حال معلوم کر لیا ہے کہ اُس کو مال اور اولاد ملے گی یا اُس نے خدا سے کوئی وعدہ اور اقرار لے لیا ہے کہ قیامت میں تجھ کو مال اور اولاد عطا کروں گا۔ دونوں باتیں عقلاً منتفی ہیں (۷۸) ہرگز نہیں جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اُس کو لکھ لیں گے اور ہم اُس پر عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے ؛ یعنی جو کچھ اُس نے کہا ہے یہ ہم اُس کے اعمال بد کی فہرست میں لکھ دیں گے اور شامل کر دیں گے اور سزا دینے میں اُس کا عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے (۷۹) تفسیر صفحہ ہذا ۔ اور یہ جس مال و اولاد کو کہتا ہے اُس کے ہم وارث اور مالک ہوں گے اور وہ ہمارے حضور میں بغیر مال و اولاد کے تنہا اور اکیلا حاضر ہوگا ؛ یعنی جس مال و اولاد کے ملنے کا متوقع ہے اُس مال و اولاد کے ہم مالک ہوں گے اور قیامت میں اُس کے پاس نہ مال ہوگا اور نہ اولاد بلکہ یہ بدون مال و اولاد کے تنہا ہمارے حضور میں حاضر ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو بتاتا تھا یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے ۱۲ (۸۰) اور اُن دین حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ باطل معبود اُن کے لئے باعث عزت اور موجب مدد ہوں (۸۱) ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ معبود تو قیامت میں ان مشرکوں کی عبادت ہی سے انکار کر دیں گے اور وہ معبودان باطلہ ان مشرکوں کے مخالف اور دشمن ہو جائیں گے ؛ یعنی جن کی پرستش کیا کرتے تھے وہ مدد تو کیا خاک کرتے اور قوت تو کیا نصیب ہوتی اُنکے طرز عمل سے اور ذلت و رسوائی ہوگی وہ اُنکی پرستش کا ہی انکار کریں گے کہ ہم تو ان کو جانتے بھی نہیں کیسی عبادت ان کنا عن عبادتکم لغافلین اور مزید برآں وہ ان مشرکوں سے لڑنے کو تیار ہو جائیں گے اور ان کے دشمن اور سخت مخالف ہو جائیں گے واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین۔ غیروں کی عبادت کا ان مشرکوں کو یہ صلہ ملے گا کہ جن سے عزت و نصرت کی اُمید باندھی تھی وہی موجب ذلت اور موجب شکست ہوں گے (۸۲) اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو ان کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو ان کو خوب اُکساتے رہتے ہیں ؛ یعنی اے پیغمبر آپ ان منکروں کی حرکات ناشائستہ سے متاثر نہ ہوں کیونکہ یہ مخالف قوتوں کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں شیاطین جو ان کے صریح دشمن ہیں اور اُن کو اُچھالتے اور اکساتے رہتے ہیں اور یہ ان کے کہنے میں آکر دین حق کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو جن کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے اختیار سے دشمنوں کے آلۂ کار بن رہے ہوں اُن کی حرکات شنیعہ سے آپ کیوں متاثر ہوں (۸۳) سو آپ ان کافروں کیلئے عذاب میں جلدی نہ کیجئے اور تعجیل سے کام نہ لیجئے ہم ان کے اعمال بد کو خوب شمار کرتے رہتے ہیں ؛ یعنی ہم نے اپنی حکمت بالغہ سے اُن کو ڈھیل دے رکھی ہے اور ان کی زندگی کے دن پورے کئے جا رہے ہیں اور ان کا ایک ایک عمل ہمارے ہاں گنا جا رہا ہے اُن گناہوں کی تعداد جن سے یہ سزا کے مستحق ہوتے ہیں وہ پوری ہو جائے گی تو خود ہی عذاب آجائیگا (۸۴) یہ عذاب اُس دن ہوگا جس دن ہم متقیوں اور پرہیزگاروں کو رحمان کے حضور میں بحیثیت مہمان کے جمع کریں گے (۸۵) اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا اور پیاس کی حالت میں ہنکاتے ہوئے لیجائیں گے (۸۶) اُس دن کسی کو سفارش کا اختیار نہ ہوگا مگر ہاں جس نے رحمان سے کوئی وعدہ اور اجازت حاصل کر لی ہو ؛ یعنی جس گرفت اور عذاب کے جلدی کرنے سے پیغمبر کو منع کیا گیا ہے اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گنتی پوری ہونے کے بعد جس دن وہ عذاب آئے گا تو اُس دن حالت یہ ہوگی کہ تقوے کے پابند لوگوں کو جنت جو رحمان کی طرف سے اہل تقویٰ کے لئے مقرر کی گئی ہے اُس کی طرف باعزت طریقہ سے بطور مہمان اکٹھا کر کے ہم لیجائیں گے اور جرائم پیشہ دین حق کے مجرموں کو ہانکتے ہوئے پیاسا جہنم کے گھاٹ جا اُتاریں گے یعنی جس طرح ڈھور ڈنگروں کو ہنکاتے ہوئے لیجاتے ہیں اسی طرح ان منکروں کو ہانکتے ہوئے لیجائیں گے۔ اس دن کسی کو کسی کی سفارش کا اختیار نہ ہوگا بجز اُن حضرات کے جن کو رحمان کی جانب سے اجازت ہو (باقی ضمیمہ میں)

يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً

کہتا ہے اُس کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے حضور میں اکیلا حاضر ہوگا۔ اور ان مشرکوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں

لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ

تاکہ وہ معبود ان کیلئے موجب عزت و مدد ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ وہ معبود تو ان مشرکوں کی عبادت ہی سے انکار کر دیں گے

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا

اور وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے کافروں پر

الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ

شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے جو ان کافروں کو خوب اُبھارتے رہتے ہیں۔ سو آپ کافروں کیلئے

عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى

عذاب میں جلدی نہ کیجئے ہم اُن کی باتوں کو خوب شمار کر رہے ہیں۔ وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمان کی

الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

حضور میں بحیثیت مہمان کے جمع کریں گے۔ اور مجرموں کو سخت پیاس کی حالت میں ہم جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے

لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾

اس دن سوائے اس شخص کے جس نے رحمان کے پاس سے کوئی اجازت حاصل کر لی ہو کسی کو سفارش کرنیکا اختیار نہ ہوگا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ تم نے یہ ایک ایسی سخت نامعقول بات گھڑی ہے

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ

قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ

الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي

ہو کر گر پڑیں۔ اس بنا پر کہ یہ لوگ رحمان کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ حالانکہ رحمان کی

لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ

یہ شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔ کوئی شخص بھی آسمانوں میں

یعنی تمام مخلوقات اُس کے پاس بندہ اور غلام بن کر حاضر ہو گی اور جب تمام مخلوقات غلام اور بندہ ہوئی تو بندہ بیٹا بیٹی کس طرح ہو سکتا ہے (۹۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور ان سب کی پوری پوری گنتی کر رکھی ہے یعنی کوئی اس کی معلومات اور اس کے شمار سے خارج نہیں ہے (۹۴) اور قیامت کے دن اُن میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پاس فرداً فرداً اور تنہا تنہا حاضر ہوگا ۞ یعنی جب سب کے سب اُس کے محتاج ہیں تو اُس کی اولاد ہو اور پھر محتاج ہو کہاں قدرت و علم کی وسعت اور کہاں افتقار و انقیاد۔ جو خود غلام اور مطیع و منقاد ہو بھلا وہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہو سکتا ہے (۹۵) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک اعمال کئے اور نیک عمل کے پابند رہے تو رحمان اُن کیلئے محبت پیدا کر دیگا ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُن سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا ۱۲ خلاصہ یہ کہ جو لوگ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی پابندی کرتے ہیں اُن کو علاوہ بے شمار نعمتوں کے یہ بہت بڑی نعمت عطا کی جاتی ہے کہ اُن کے ساتھ محبوبیت کا سلوک اور برتاؤ ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ بہت بلند ہے۔

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ

اور زمین میں ہیں ہے مگر یہ کہ وہ رحمان کے حضور میں بطور ایک بندے کے حاضر ہوگا۔ بیشک خدا نے ان سب لوگوں کا احاطہ کر رکھا ہے اور ان کی

عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

پوری پوری گنتی کر رکھی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے قیامت کے دن خدا کے حضور میں فرداً فرداً حاضر ہوگا۔ بے شک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے تو رحمان ان کے لئے محبت پیدا کریگا۔

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ

سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اسکی وجہ سے پرہیزگاروں کو خوشی سنائیں اور اسکے

بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ

ذریعہ سے اُن لوگوں کو ڈرائیں جو جھگڑالو اور معاند ہیں۔ اور ہم ان معاندین سے قبل بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں بھلا

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع

کیا آپ ان ہلاک شدگان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا آپ ان میں سے کسی کی ہلکی سی آواز بھی سنتے ہیں

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکی ہے اور یہ ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۞

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ﴿۲﴾ اِلَّا

طٰہٰ۔ اے پیغمبر ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نہیں اُتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ بلکہ

تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ﴿۳﴾ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

یہ تو اُس شخص کی نصیحت کیلئے نازل کیا ہے جو ڈرتا ہے۔ یہ قرآن اُس خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ﴿۵﴾

اور اونچے اونچے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ بیحد مہربان اور عرش پر اپنی شان کے موافق قائم ہے۔

ع ۶ — ۱۶ — ۹

(۹۶) سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس کی وجہ سے متقیوں کو اور خدا سے ڈرنے والوں کو خوشخبری دے دیں اور خوشی سنا دیں اور اس قرآن کے ذریعہ جھگڑالو اور جھگڑا کرنیوالوں کو ڈرا دیں ۞ یعنی قرآن کو آپ کی زبان عربی میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ جو نیک لوگ بشارت کے مستحق ہیں اُن کو بشارت سُنا دیجئے۔ اور جو جھگڑالو اور معاند ہیں اُنکو عذاب الٰہی سے ڈرا دیجئے (۹۷) اور ہم اُن سے پہلے بہت سی قوموں اور گروہوں کو تباہ و ہلاک کر چکے ہیں سو کیا اے پیغمبر آپ ان ہلاک شدگان میں سے کسی کو دیکھتے اور کسی کی آہٹ پاتے ہیں یا آپ ان میں سے کسی کی ہلکی سی آواز اور بھنک بھی سنتے ہیں ۞ یعنی ایک ڈرانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں کا انجام ان کو بتا دُ تاکہ یہ اُن تباہ شدہ قوموں کے حالات سن کر عبرت پکڑیں جنکی نہ آج کوئی آواز ہے نہ کوئی آہٹ، نہ وہ دیکھنے میں آتے ہیں اور نہ ان کی کوئی آواز سنائی دیتی ہو خواہ وہ آواز کتنی ہی ہلکی اور پست ہو (۹۸)

تمت تفسیر سورۂ مریم ۞

سورۂ طٰہٰ مکہ معظمہ میں نازل کی گئی ہے یہ سورت ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوعوں پر مشتمل ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰہٰ (۱) حروف مقطعات کی ابتدا میں ہم بحث کر چکے ہیں۔ کہ ان کے معنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ محنت میں پڑ جائیں اور تکلیف اٹھائیں (۲) بلکہ اُس شخص کی نصیحت کیلئے نازل کیا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے ۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت اور تہجد میں قرآن کی تلاوت کو دیکھ کر کفار کہا کرتے تھے کہ قرآن کے اترنے سے یہ شخص محنت اور مشقت میں پڑ گیا ہے اُس کا جواب دیا گیا کہ یہ تو ایک نصیحت ہے جو اس لئے نازل کی گئی ہے کہ جو لوگ خدا کا ڈر رکھتے ہیں وہ اُس کو قبول کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں (۳) یہ قرآن اُس ذاتِ اقدس کی جانب سے اتارا گیا ہے جس نے زمین کو اور اونچے اونچے اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے ۞ یعنی جو زمین اور بلند آسمانوں کا خالق و مالک ہے اُسی کی جانب سے یہ کلام نازل کیا گیا ہے اور یہ اُسی کا کلام ہے (۴) وہ بے حد مہربان اور عرش پر اپنی شان کے لائق قائم اور جلوہ گر ہے ۞ یعنی عرش سے جملہ امور کی تدبیر فرماتا ہے۔ عرش ایک جسم عظیم ہے جو تمام آسمانوں پر ایک قبہ کی طرح ہے تمام آسمان اور کرسی اُس کے نیچے ہیں وہ تمام آسمان و کرسی سے بڑا ہے اُس کے پایوں کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ وہ چار فرشتے ہیں احادیث میں ان کی تسبیح بھی منقول ہے دو فرشتوں کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ۔ اور دو فرشتوں کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ (۵)

جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں گیلی مٹی کے نیچے ہے۔ یہ سب چیزیں اسی حق تعالیٰ کی مملوک ہیں ۔ گیلی مٹی یا سیلی مٹی زمین کے نیچے کا وہ حصہ جہاں سے پانی شروع ہوتا ہے یہ حصہ پانی کی نمی کی وجہ سے سیلا ہوا ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات کا وہی مالک و قابض ہے خواہ وہ بالائی عالم ہو یا سفلی عالم ہو آسمان و زمین کے درمیان عالم ہو یا ہوا اور بادل اور پرندے وغیرہ یا کوئی دوسری مخلوق (۶) اور اے مخاطب اگر تو کوئی بات پکار کر کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک پوشیدہ بات اور پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو جانتا ہے ۔ یعنی اگر کوئی بات جہر اور پکار کر کہی جائے تو اُس کے سننے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جبکہ اُس کے احاطہ علمی کی یہ حالت ہے کہ وہ ہر ایک مخفی اور پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی وہ جانتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چھپا ہوا آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو ۱۲ (۷) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ جس کے سوا اور کوئی معبود برحق ہونے کا مستحق نہیں ہے اور نہ اُس کے سوا کوئی بندگی اور عبادت کے قابل ہے اور سب اچھے اچھے نام اُسی کے لئے خاص ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر جب رحمان سنتے تو کہتے تم ایک کو ٹھہرا کر کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت حق جل مجدہٗ کے صفاتی ناموں پر یہ کہتے کہ مسلمان بھی متعدد خدا مانتے ہیں اُس کا جواب دیا گیا کہ اُس مجمع صفات کمالیہ کے اور اچھے اچھے نام ہیں اس کو رحمان یا رحیم کہنا توحید الٰہی کے منافی نہیں ہے تعدد اسماء سے تعدد ذات لازم نہیں آتا (۸) اور اے پیغمبر کیا آپ کو موسیٰؑ کی بات اور اس کی خبر پہنچی ہے ۔ یعنی استفہام تشویق کی بنا پر پوچھا گیا تاکہ شوق دلا کر واقعہ ذکر کیا جائے اور وہ واقعہ سنایا جائے جس میں اُن کو نبوت دینے کا ذکر ہے اور یہ واقعہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی نبوت پر ایک دلیل ہو (۹) وہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ موسیٰؑ نے مدین کی واپسی پر رات کو طور پر ایک آگ دیکھی اور آگ کو دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا یہیں ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں شاید اُس آگ میں سے تمہارے پاس کوئی انگارا لے آؤں یا وہاں آگ کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پالوں گا ۔ یعنی یہ سمجھے کہ پہاڑ کے لوگوں نے آگ جلا رکھی ہے وہاں جا کر آگ بھی لے آؤں گا تاکہ اس سے سردی میں تاپنے کا کام لیا جاسکے اور آگ کے پاس جو شخص ہوگا اس سے راستہ کا پتہ بھی معلوم کر لوں گا ۔ تردید بطور مانعۃ الخلو تھی ۔ دونوں باتیں ہو جائیں یا دونوں میں سے کوئی ایک ہو جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں سے پورا معلوم ہو۔ جب حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر کو آنے لگے عورت اور بکریاں ساتھ لیکر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا ادھر سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اُن سے کلام کیا اور نبی بنا کر فرعون کی طرف بھیجا پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی ۱۲ کوہ طور پر دونوں ہی باتیں مل گئیں آگ بھی ایسی ملی جو بجھائے نہ بجھے اور ہادیٔ مطلق سے ملاقات ہو گئی جس کی راہ بتانے کے بعد کوئی بے راہ نہ رہ سکے ۔ (۱۰) سو جب موسیٰؑ آگ کے پاس پہنچا تو اُس کو آواز دی گئی اور اُس کو پکارا گیا اے موسیٰؑ ۔ یہ ندا حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے آئی (۱۱) یقیناً میں تمہارا پروردگار ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اُتار دے کیونکہ تو اس وقت ایک مقدس وادی میں ہے جس کا نام طُویٰ ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں میدان شاید پہلے سے بزرگ تھا یا اب ہو گیا اُن کی پاپوش ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھتے پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں اُتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں ۱۲ کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کی جوتیاں گدھے کی کھال کی تھیں اور وہ کھال غیر مدبوغ تھی یا یہ کہ اشارہ ہو بیوی اور بچے کا خیال دل سے نکال دو جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے واللہ اعلم (۱۲) اور میں نے تجھ کو منجملہ دوسرے لوگوں کے نبوت کے لئے پسند فرمایا ہے اور منتخب کیا ہے لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اور جو وحی کی جاتی ہے اُس کو کان لگا کر سُن ۔ یعنی میں نے تجھ کو اپنی پیغمبری کے لئے پسند فرمایا ہے اب میں تجھ پر جو وحی بھیجتا ہوں اُس کو غور سے سُن (۱۳) بلاشبہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں لہٰذا میری ہی عبادت اور بندگی کیا کر اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کر ۔ یعنی جب کوئی دوسرا میرے معبود ہونے کے قابل ہی نہیں تو میری ہی عبادت کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز ادا کر۔ (۱۴)

(باقی صفحہ ۴۹۹ پر)

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ

جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے مابین ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں گیلی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کی مِلک ہے۔ اور اے مخاطب اگر تو کوئی بات پکار کر کہے تو خدا اُس کا محتاج نہیں کیونکہ وہ تو پوشیدہ بات اور پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں سب اچھے اچھے نام اُسی کیلئے خاص ہیں۔ اور اے پیغمبر بھلا آپ کو موسیٰ کا وہ واقعہ بھی پہنچا ہے جبکہ اُس کو ایک آگ نظر آئی تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ذرا ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں اُس آگ میں سے شاید تمہارے لئے کچھ آگ لے آؤں یا اس آگ کے پاس میں کوئی راستہ بتانے والا پاؤں۔ سو جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو اس کو آواز دی گئی اے موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اُتار دے کیونکہ تو ایک طُویٰ نامی مقدس میدان میں ہے۔ اور میں نے تجھ کو نبوت کیلئے منتخب کیا ہے سو جو حکم کیا جاتا ہے اُسکو کان لگا کر سُن۔ یقین کر کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تو میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کر۔ بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے کئے کا بدلا دیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے

وقف لازم

۳۲ / ۲

(بقیہ ص ۴۹۸) بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے میں اُسکے وقت کو جملہ مخلوق سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہرشخص کو جو کچھ وہ کرتا ہے اُسکے کیے کا بدلا دیا جائے ÷ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلی وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی وہی ہے اور قیامت کو چھپاتا ہوں یعنی وقت کسی کو نہیں بتاتا ۱۲ خلاصہ یہ کہ توحید کی تعلیم اور عبادات میں سے اہم عبادت کا ذکر فرمانے کیساتھ قیامت کا ذکر یہ بتانے کے لئے ہے کہ یہ ایک اہم عقیدہ ہے اُس کی علت بیان فرمائی کہ ہرشخص کو اُس کے کیے کا بدلا دیا جائے اور نیک کو نیکی کا پھل ملے اور بد کو بدی کی سزا دی جائے لہٰذا قیامت کا یقین اور اس کا فکر رکھو (۱۵) تفسیر صفحہ لہٰذا ہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص قیامت کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی نفسانی خواہش اور چاؤ کی پیروی کرتا ہے وہ تجھ کو قیامت پر اعتقاد رکھنے اور اس کے فکر کرنے سے روک دے اور تو ہلاک ہو جائے یعنی قیامت کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کسی بد اعتقاد آدمی کی صحبت سے تم قیامت کے اعتقاد میں ڈھیلے ہو جاؤ تو یہ تو بات تم کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے گی اور تم ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ قیامت کا عقیدہ: ہو تو حرام و حلال کی تمیز باقی نہیں رہتی اور عذاب و ثواب کا خیال بھی نہیں آتا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بُرے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عنہا ضمیر کا مرجع قیامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ نماز ہو (۱۶) اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے ÷ یہ بطور استفہام تقریری کے ارشاد ہوا (۱۷) حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یہ میری لکڑی ہے میں کبھی اس پر ٹیک لگا کر سہارا لے لیتا ہوں اور کبھی اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میری اور دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں ÷ یعنی سفر میں اس پر اسباب لٹکا لینا اور درندوں کو اس سے بھگانا اور بھی کام جو لاٹھی سے نکل سکتے ہیں۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس لکڑی کو ڈالدے اے موسیٰ ÷ لکڑی پھینکنے کو فرمایا نبی بنانے اور دین تعلیم کرنے کے بعد آیات و معجزات عطا فرمائے (۱۹) چنانچہ حضرت موسیٰ نے لکڑی ڈالدی لکڑی زمین پر ڈالتے ہی یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا ÷ یعنی ادھر لکڑی ڈالی اور اُدھر وہ سانپ بنا اور حسب عادت وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگا حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ لاٹھی سانپ بن گئی تو حضرت موسیٰ ڈرے۔ (۲۰) حضرت حق نے ارشاد فرمایا اس سانپ کو پکڑ لے اور ڈر نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹائے دیتے ہیں ÷ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی پھر لاٹھی ہو جاوے گی ۱۲ (۲۱) اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل سے ملا دے وہ بغیر کسی بُرائی اور عیب کے روشن اور چمکدار ہو کر نکل آئے گا اور تیرا یہ دوسرا معجزہ ہو گا ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آزار سے سفید نہیں" خلاصہ یہ کہ دو معجزے ظاہر فرمائے ایک لاٹھی کا اژدہا ہو کر پھر لاٹھی ہو جانا دوسرے ید بیضا یعنی ہاتھ کو بغل سے ملا کر نکالنے پر اس کا چمکدار بن کر نکلنا۔ اور یہ سفیدی کسی عیب سے یا مرض سے جیسے برص وغیرہ کی نہیں ہوگی (۲۲) ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ اے موسیٰ تجھ کو اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھائیں ÷ یعنی اس لئے تجربہ کرا دیا کہ معجزے کے ظہور کے وقت کوئی گھبراہٹ نہ ہو (۲۳) توحید اور نبوت کی تعلیم دینے کے بعد تبلیغ کیلئے ارشاد ہوا اے موسیٰ تو فرعون کی طرف جا کیونکہ وہ عبودیت کی حد سے آگے بڑھ گیا ہے ÷ یعنی بجائے بندگی کا اظہار کرنے کے خود خدائی کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔ لہٰذا یہ نشانیاں لیکر اس کے پاس جا (۲۴) حضرت موسیٰ نے جب دیکھا کہ مجھ کو نبوت عطا کی گئی ہے اور فرعون کی طرف تبلیغ کی غرض سے بھیجا جا رہا ہے تو حضرت حق کی جناب میں عرض کیا اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے اور کشادہ کر دے (۲۵) اور میرے تبلیغی کام کو میرے لئے آسان کر دے (۲۶) اور میری زبان کی گرہ کھول دے یعنی میری زبان کی لکنت ہٹا دے اور دور کر دے (۲۷) تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (۲۸) اور میرے گھر والوں میں سے میرے لئے ایک مددگار مقرر کر دے (۲۹) وہ مددگار ہارون کو بنا دے جو میرا بھائی ہے (۳۰) اُس ہارون کے ذریعہ میری کمر کو مضبوط کر دے اور میری قوت کو مستحکم کر دے (۳۱) اور میرے تبلیغی کام میں اُسکو شریک کر دیجئے (۳۲)

بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾

وہ تجھ کو اس قیامت کی فکر سے روک دے اور تو ہلاک ہو جائے۔ اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

موسیٰ نے عرض کیا یہ میری لکڑی ہے میں اس پر سہارا لیا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا

غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

کرتا ہوں اور میری اور دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ اس لکڑی کو ڈالدے

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا

چنانچہ موسیٰ نے لاٹھی ڈالدی لکڑی کو پھینکتے ہی دیکھا کہ وہ تو ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے۔ خدا نے فرمایا اسکو پکڑ لے

تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ

اور ڈر نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹائے دیتے ہیں۔ اور تو اپنے ہاتھ کو اپنی

اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً

بغل میں دے دے وہ بلا کسی عیب کے چمکدار ہو کر نکلے گا یہ دوسرا

اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى

معجزہ ہوگا۔ ہم نے یہ اسلئے کیا تاکہ ابھی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں تجھے دکھا دیں۔ تو فرعون کے

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾

پاس جا کیونکہ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔ موسیٰ نے درخواست کی اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر دے

وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾

اور میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے

يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾

تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے اقرباء میں سے میرے لئے ایک مددگار مقرر کر دے

هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾

وہ مددگار ہارون کو بنا دے جو میرا بھائی ہے۔ اس ہارون کے ذریعہ میری قوت کو مضبوط کر دے۔ اور ہارون کو میرے کام میں شریک کر دے

ع ۱ / ۲۴ / ۱۰

تاکہ ہم دونوں مل کر بکثرت تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں (۳۳) اور خوب کثرت سے آپ کا ذکر اور آپ کی یاد کریں (۳۴) بلاشبہ تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے ؛ تبلیغ کی راہ میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اُن کے دور ہونے کے لئے حضرت موسیٰؑ نے دعا کی ۔ شرح صدر کا مطلب یہ ہے کہ دل میں کشادگی پیدا ہو ۔ بُرا کہنے والوں اور تکلیف پہنچانیوالوں سے دل ملول نہ ہو ۔ تبلیغ کے کاموں میں سہولت اور آسانی ہو زبان کی لکنت یا تو یہ لکنت پیدائشی تھی یا بچپنے میں ایک دفعہ فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی تھی اور وہ حضرت موسیٰ کو قتل کرنے کے درپے ہو گیا تھا فرعون کی عورت نے سمجھایا کہ یہ بچہ ہے ۔ فرعون نے کہا اس کے آگے ایک آگ کا طشت رکھو اور اس کا امتحان لو جب طشت رکھا گیا تو حضرت موسیٰؑ نے آگ اٹھا کر مُنہ میں رکھ لی اور حضرت موسیٰ کی زبان جل گئی اور اس کے اثر سے زبان کے ایک حصہ میں لکنت ہو گئی ۔ بہرحال لکنت کے کھل جانے کی دعا کی تاکہ لوگ بات سمجھ لیں ۔ اسی قدر لکنت کے اثر کو زائل کر دیا گیا ۔ حضرت ہارونؑ کو طلب کیا اور سورۂ قصص میں وجہ بھی بیان کی کہ اس کی زبان زیادہ فصیح ہے ۔ نیز یہ کہ ایک سے دوسرے کو تقویت پہونچے گی ۔ اور ہم دونوں ملکر ہر عیب سے اور ہر نقص سے تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں گے اور تیرے اوصاف کا خوب ذکر کریں گے ۔ کیونکہ تبلیغ کے موقع پر احتمال ہے کہ فرعون اور اس کے حاشیہ نشین آپ کی شان میں گستاخی کریں تو ہم دونوں مل کر خوب اچھی طرح اُن کا رد کریں گے یا یہ کہ جب ہم ایک دوسرے سے تقویت حاصل کریں گے اور مطمئن ہوں گے تو ذکر اور شغل خوب دل جمعی کے ساتھ ہوگا ۔ آپ ہماری حالت کو خوب دیکھ رہے ہیں اور تو اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم کو کس قدر آپس میں ایک کو دوسرے کی احتیاج ہے اور موقع کس قدر نازک ہے اور معاملہ کیسے ظالم سے پڑنے والا ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے ۱۲ ۔ اور فرماتے ہیں ایسے بڑوں پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیشکار چاہئے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبرؐ کے آگے ابوبکرؓ تھے اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ اُن کے سمجھانے سے ایمان لائے ۱۲ ۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝۳۳ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝۳۴ اِنَّكَ كُنْتَ

تاکہ ہم دونوں مل کر بکثرت تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں ۔ اور خوب کثرت سے تیرا ذکر کریں ۔ یقیناً تو ہمارے

بِنَا بَصِيْرًا ۝۳۵ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝۳۶ وَ

حال کو دیکھ رہا ہے ۔ خدا نے فرمایا ۔ اے موسیٰ تیری سب درخواستیں پوری کر دی گئیں ۔ اور

لَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ۝۳۷ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا

بلاشبہ ہم تو تجھ پر اور بھی ایک مرتبہ احسان کر چکے ہیں ۔ وہ احسان اس وقت کیا جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ بات الہام کی جو بات

يُوْحٰٓى ۝۳۸ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

الہام کرنے کی تھی ۔ وہ بات یہ تھی کہ موسیٰ کو صندوق میں رکھدے پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ

پھر دریا اس صندوق کو کنارے جا لگا دیگا تاکہ موسیٰ کو وہ شخص اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰؑ کا بھی دشمن ہے

لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ۬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۝۳۹

اور اے موسیٰ میں نے تجھ پر اپنی جانب سے محبت ڈالدی تاکہ جو دیکھے تجھ سے محبت کرے اور تاکہ تو میری نگاہ کے سامنے پرورش کیا جائے

اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ

یہ وہ وقت تھا جب تیری بہن چلتی ہوئی فرعون کے گھر آئی اور کہنے لگی تم کہو تو میں تم کو کوئی ایسی شخصیت بتاؤں جو اسکی

يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

پرورش کرے پھر ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ

تَحْزَنَ ۥ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ

غمگین نہو اور موسیٰ تو نے ایک شخص کو یعنی قبطی کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تجھ کو اس کی پریشانی سے نجات دی اور ہم نے تجھ کو

فُتُوْنًا ۥ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ

کئی کئی طرح امتحان میں مبتلا کیا پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا اور آخرکار ایک وقت مقررہ پر جو

عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝۴۰ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝۴۱ اِذْهَبْ

مقدر تھا تو اے موسیٰؑ یہاں آیا ۔ اور میں نے تجھ کو خاص اپنے لئے منتخب کیا ہے ۔ اب تو اور تیرا بھائی

وقف لازم

(۳۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰؑ تمہاری درخواستیں اور تمہاری سب مانگیں پوری کر دی گئیں ؛ یعنی تم نے جو کچھ مانگا وہ تم کو عطا کر دیا گیا اور ربِ اشرح لی صدری سے لیکر حضرت ہارونؑ کو نبی بنانے تک کی سب مانگیں تجھ کو دیدی گئیں اور ان درخواستوں کی قبولیت پر ہی کیا موقوف ہے ہم تو تم کو اپنے کرم ہائے بے کراں سے نوازتے ہی رہتے ہیں (۳۶) اور یقیناً ہم تو تجھ پر بے مانگے ایک دفعہ اور بھی بہت بھاری احسان کر چکے ہیں ؛ یعنی ہم تو بدون تمہاری درخواست کے تم پر احسان کر چکے ہیں آگے اُس احسان کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۷) وہ احسان اُس وقت کیا جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ بات الہام کی جو الہام سے بتانے کے قابل تھی ؛ یعنی یا تو براہ راست موسیٰؑ کی ماں کو خواب میں تعلیم کی گئی یا کسی نامعلوم الاسم نبی کو وحی کی گئی ہو اور انھوں نے موسیٰ کی والدہ کو باخبر کیا ہو ۔ بہرحال حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وے پیغمبر نہیں ہو گئیں ۱۲ (۳۸) وہ بات یہ کہ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھدے پھر اس صندوق کو جس میں موسیٰؑ ہوں دریا میں ڈال دو پھر دریا اُس موسیٰ کے صندوق کو کنارے جا لگائے گا کہ موسیٰ کو ایک ایسا شخص پکڑے اور اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰ کا بھی دشمن ہے اور اے موسیٰ میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈال دی تاکہ جو دیکھے وہ تجھ سے محبت کا برتاؤ کرے اور تاکہ تو میری نگرانی میں اور میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائے ؛ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جس سال ہوئی وہ سال وہ تھا جس میں فرعون پیدا شدہ بچوں کو قتل کراتا تھا ان کی والدہ کو خوف ہوا اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ۔ چنانچہ اُن کی والدہ نے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا وہ فرعون کے پاس پہونچ گیا اس کی بیوی آسیہ نے صندوق اٹھالیا ۔ فرعون ان کی پرورش پر آمادہ ہو گیا ۔ میرا دشمن اور موسیٰ کا دشمن ۔ اللہ تعالیٰ کی دشمنی تو ظاہر ہی ہے کہ خدا کا دعویٰ کرتا تھا اور جیسا کہ ایسے لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اللہ والوں سے بھی دشمنی کیا کرتے ہیں موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے والے تھے اور وہ اُن کا دشمن ہونیوالا تھا ۔ اپنی جانب سے محبت ڈال دینا مقبول بندوں پر محبت کا ایک اثر ڈال دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مخلوق اُن سے محبت کرتی ہے ۔ (باقی ضمیمہ میں)

اب تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں اور معجزات لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا ÷ یعنی وہ نشانیاں جن کی تعداد نو ہے اور جن کا ذکر قرآن میں کئی جگہ آیا ہے یا حضرت موسیٰ کی لکڑی اور ہاتھ کے روشن ہونے کی طرف اشارہ ہوا اور جمع کا لفظ ان کی عظمت اور تعدد اعجازی وجوہ کے اعتبار سے ہو۔ بہرحال دلائل و معجزات کے ہمراہ جانے کا حکم ہوا اور لا تنیا محض اہتمام کے لئے فرمایا ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ذکر الٰہی میں خود ہی بہت چست ہوتے ہیں۔ چونکہ سخت دشمن سے مقابلہ تھا اس لئے ذکر الٰہی میں تاکید فرمائی کیونکہ ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے رہنا ہی اطمینان قلب کا موجب ہے (۴۲) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیوں کہ وہ حد سے بہت آگے نکل چکا ہے ÷ یعنی شرع کی حد سے بڑھ گیا ہے اور عبودیت کی حد سے آگے نکل گیا ہے۔ ظلم اور سفاکی پر کمر باندھ لی ہے (۴۳) پھر تم وہاں جا کر فرعون سے نرم بات اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت سے ڈر جائے ÷ یعنی موقعہ نرمی کرنے کا ہے سختی اور درشتی کا نہیں کبھی ایسا نہ ہو کر گفتگو کی تلخی سے حق بات کو قبول نہ کرے اور اُچٹ جائے (۴۴) اس حکم کے بعد دونوں بھائیوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہم اس بات سے ڈرتے ہیں اور ہم کو اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر کوئی زیادتی نہ کر بیٹھے یا وہ اور زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے ÷ یعنی تبلیغ سے پہلے ہی کوئی زیادتی کرے یا دوران تبلیغ میں کافرانہ حرکات کا مرتکب ہو اور ان حرکات میں حد سے تجاوز کرے (۴۵) حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تم بالکل خوف نہ کرو اور کچھ اندیشہ نہ کرو بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب سنتا اور دیکھتا ہوں ÷ یعنی میں تمہارا محافظ اور نگراں ہوں خوف کی کوئی وجہ نہیں (۴۶) اچھا تو اب تم اُس فرعون کے پاس جاؤ اور جا کر اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے اور رسول ہیں لہٰذا تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچا بلاشبہ ہم تیرے پروردگار کی جانب سے تیرے پاس نشان لیکر آئے ہیں اور اس شخص پر امن و سلامتی کا نزول اور سایہ ہو جو صحیح راہ کی پیروی کرے اور سیدھی راہ چلے ÷ چونکہ فرعون نے بنی اسرائیل کو ہر قسم کی قیود کا پابند کر رکھا تھا اس لئے موسیٰ اور ہارون نے اُن کی آزادی کے لئے اپیل کی اور کہا کہ اُن کو تکلیف نہ پہونچا اور اُن کے جانے آنے پر جو پابندیاں عائد کر رکھی ہیں ان سے آزاد کر دے۔ یہ جہاں چاہیں وہاں رہیں بسیں اور ہم اپنی نبوت پر تیرے پروردگار کی طرف سے دلیل بھی لیکر آئے ہیں یعنی ہماری تحریک کوئی بناوٹی اور مصنوعی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ ایک آسمانی تحریک ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور جو ہماری بات سُن کر قبول کرے گا اور ہمارا بتایا ہوا طریقہ اختیار کرے گا اس کو دونوں جہان میں عذاب الٰہی اور اُس کی گرفت سے سلامتی نصیب ہوگی (۴۷) اور بلاشبہ ہم کو یہ حکم بھیجا گیا ہے اور ہم کو یہ بات وحی کی گئی ہے کہ ہر قسم کا عذاب اُس شخص پر ہوگا جو تکذیب کا مرتکب ہو اور احکام الٰہی سے روگردانی کرے ÷ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کا وہی شخص دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جہان میں مستحق ہوگا جو دین حق کی تکذیب کرے اور راہِ حق سے روگردانی کرے اور پیٹھ پھیرے (۴۸) فرعون نے یہ سب سُن کر بات کو ٹلانے کی غرض سے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے ÷

اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ

دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا ۔ تم دونوں

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ

فرعون کے پاس جاؤ وہ حد سے بہت تجاوز کر چلا ہے ۔ پھر وہاں جا کر اس سے نرم بات کرنا شاید وہ

يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ

نصیحت مان لے یا ڈر جائے ۔ دونوں بھائیوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ

عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا وہ اور زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے ۔ خدا نے فرمایا تم ڈرو نہیں بیشک میں تم دونوں کے ساتھ

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ

ہوں سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں ۔ اچھا تو اب تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں

فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ

سو تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچا بلاشبہ

جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ

ہم تیرے رب کی طرف سے تیرے پاس نشان یعنی معجزہ لیکر آئے ہیں اور اس شخص پر سلامتی ہو جو صحیح راہ

الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي

کی پیروی کرے ۔ بیشک ہم پر یہ بات وحی کی گئی ہے کہ ہر قسم کا عذاب اُس شخص کو ہوگا

مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

جو جھٹلائے اور روگردانی کرے ۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ وہ تم دونوں کا رب کون ہے

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ

موسیٰ نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شئی کو اُس کے مناسب اُس کی صورت و شکل عطا فرمائی

هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ

پھر اس کی رہنمائی کی ۔ فرعون نے کہا اچھا تو پہلی قوموں کا کیا حال ہوا یعنی جو تکذیب کیا کرتی تھیں ۔ موسیٰ نے کہا

یعنی ذات و صفات کی بحث میں الجھانا چاہا جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے وما رب العالمین فرعون یا تو دہری ہوگا یا صانع عالم کا قائل ہوگا یا خود خدائی کا مدعی ہوگا جیسا کہ سورۂ قصص میں ہے ما علمت لکم من الٰہ غیری (۴۹) حضرت موسیٰ نے برجستہ جواب دیا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر شئی کو اس کے مناسب اور اس کی استعداد کے موافق شکل و صورت عطا فرمائی پھر اس کی رہنمائی فرمائی اور اس کو راہ بتائی ÷ یعنی ہر جاندار کو اُس کی استعداد کے موافق ساخت عطا کی پھر ہر قسم کے منافع اور مصالح کے حصول کی سمجھ عطا فرمائی بلکہ زندہ رہنے کے اسباب میں اس کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو وہ دودھ پینا نہ سکھائے تو کون سکھا سکے (۵۰) اس کے بعد فرعون نے ایک اور شبہ کیا اور کہا اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا ÷ یعنی تم جو کہتے ہو کہ جو شخص تکذیب کرتا ہے اور منہ موڑتا ہے تو وہ شخص عذاب کا مستحق ہے تو پچھلی امتوں میں سے جن لوگوں نے دین حق کی تکذیب کی اور پیغمبروں کو جھٹلایا اُن کا کیا حشر ہوا اُن کے تفصیلی حالات مجھے بتاؤ۔

اس پر پھر حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا (۵۱) موسیٰؑ نے کہا اُن سب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس دفتر میں موجود ہے میرا پروردگار نہ غلطی کرتا ہے اور نہ وہ بھولتا ہے ؞ یعنی اُن کا تفصیلی علم پیغمبر کو جاننا ضروری نہیں ان سب کے اعمال اور ان اعمال کے انجام کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ میں یا اُن لوگوں کے دفتر حساب میں محفوظ ہے جن کو دنیا میں عذاب کیا گیا وہ اور جن کو عذاب نہیں کیا گیا وہ سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہیں اور اُن کو ان کے اعمال کے موافق سزا ملنے والی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزہ نہ تو اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہوگیا نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہوگیا جب سُنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی تبایا کہ اُن کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہوگا ۱۲

(۵۲) وہ پروردگار وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اُس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور راہیں جاری کیں اور آسمان کی جانب سے پانی نازل فرمایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ مختلف انواع واقسام کی نباتات اُگائیں ۔

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾

اُن لوگوں کا علم میرے رب کے پاس کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ وہ بھولتا ہے ۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا

وہ رب وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور تمہارے لئے اُس زمین میں راستے

سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا

جاری کئے اور آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اُس پانی کے ذریعہ مختلف انواع واقسام کی

مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ﴿٥٣﴾ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي

نباتات اگائیں ۔ تم کو اجازت دی کہ تم بھی کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ کچھ شک نہیں کہ

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا

ان باتوں میں اہل عقل کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ۔ ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا ہے اور تم کو

نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ

پھر اسی میں لوٹا دیں گے اور اسی سے پھر تم سب کو دوبارا نکالیں گے ۔ اور بلا شبہ ہم نے فرعون کو اپنی سب

آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا

ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب ہی کرتا رہا اور انکار ہی کرتا رہا ۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے

مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ

کہ تو اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دے ۔ اچھا تو اب ہم بھی تیرے مقابلہ میں ایسا ہی

مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ

جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھیرا لے کہ جس کا نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو

نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

اس کا خلاف کرے یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو ۔ موسیٰ نے کہا تمہارے وعدہ کا دن وہی ہے جو جشن

الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ

منانے کا دن ہے اور یہ کہ سب لوگ چاشت کے وقت تک جمع کئے جائیں ۔ اس پر فرعون مجلس سے چلا گیا

(۵۳) اور تم کو اجازت دی کہ اس نباتات میں سے خود بھی کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ بلاشبہ اہل عقل کیلئے ان امور میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ؞ یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عام صفات بیان فرمائیں جسے ہر عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے ۔ زمین کو فرش بنایا جس پر بہ ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کیلئے راستے بنائے ۔ آسمان سے پانی برسے کو بھی ہر شخص دیکھتا ہے اور اُس پانی کے فوائد سے بھی واقف ہے ۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس پانی سے ہم نے مختلف قسم کی نباتات پیدا فرمائیں جس کا عام مشاہدہ سب کرتے ہیں پھر اس پیداوار کے متعلق اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو تمہارے مناسب ہو تم کھاؤ اور جو مویشیوں کے قابل ہو وہ اُن کو کھلاؤ ۔ اہل عقل و دانش کیلئے ان امور میں بڑی بڑی نشانیاں اور بڑے بڑے دلائل اللہ تعالیٰ کے وجود اور اُس کی توحید کے مضمر ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اُس کی تدبیر اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھو گے ۱۲

ع ۲ / ۱۱

(۵۴) ہم نے تم کو اُسی زمین سے پیدا کیا ہے اور تم کو پھر اُسی زمین میں لوٹا دیں گے اور اُسی زمین سے تم کو دوبارا نکال لیں گے ؞ یعنی مٹی سے پیدا کئے گئے ہو مٹی ہی میں مل کر خاک ہو جاؤ گے پھر اسی مٹی سے دوبارہ قیامت میں نکال لئے جاؤ گے (۵۵) اور یقیناً ہم نے فرعون کو اپنی تمام نشانیاں دکھلا دیں سو وہ پھر بھی جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا ؞ زمین سے پیدا ہونا زمین میں مل جانا اور قیامت کے دن زمین سے نکل آنا یہ دین حق اور ملت اسلامیہ کا ایسا مسئلہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزماں تک ہر پیغمبر نے اس کا ذکر کیا ہے ۔ حضرت موسیٰؑ نے ہر قسم کے معجزات فرعونیوں کو دکھائے لیکن فرعون نہیں مانا اور طرح طرح کی بہانے بازیاں کرتا رہا اور اعجاز موسوی کو جادو بتاتا رہا اور جادوگروں کو جمع کرکے موسیٰؑ کے مقابلہ کی فکر میں لگا رہا چنانچہ تکذیب و انکار کے بعد اُس کی حرکات ناشائستہ کا بیان فرمایا (۵۶) فرعون کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو اپنے جادو سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دے ؞ یعنی ہماری حکومت ہم سے چھیننا اور ہمارے ملک سے ہم کو بے دخل کرنا چاہتا ہے اور جادو کے زور سے ہم کو شکست دینے پر آمادہ ہے (۵۷) لہٰذا ہم بھی اب تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ مقرر کرلے جس کا نہ تو ہم خلاف کریں اور نہ تو اس کا خلاف کرے اور یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو ؞ یعنی ایک تاریخ مقرر کرلو تاکہ اُس دن مقابلہ ہوکر فیصلہ ہو جائے تم بھی اُس تاریخ کا خلاف نہ کرو ہم بھی نہ کریں یہ مقابلہ کھلے اور صاف میدان میں ہو تاکہ سب لوگ اچھی طرح سے دیکھ لیں (۵۸) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تمہارے وعدے کا دن وہی ہے جس دن تمہارے جشن کا میلا ہوا کرتا ہے بس وہی دن وعدے کا وقت ہے اور یہ لوگ دن چڑھے اور چاشت کے وقت جمع ہو جائیں ؞ یعنی جس دن تمہارے ہاں جشن ہوتا ہے اور جشن کا میلہ بھرتا ہے وہی دن مقرر کرلو اور دن چڑھے تک لوگوں کو جمع کرلیا جائے [illegible] حضرت شاہ صاحبؒ

فرماتے ہیں دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہتے کہ ان کو ہرادے سب کے روبرو دے چاہیں کہ دے ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا ۱۲ (۵۹) دن کی بات طے ہونے کے بعد فرعون مجلس سے چلا گیا۔ اور اپنی جگہ لوٹ گیا اور اپنے مکر و فریب کا سامان جمع کرنے لگا اور آخر کار وعدے کے دن سب کو لیکر آموجود ہوا ÷ یعنی جب مقابلہ کی تاریخ اور جگہ وغیرہ طے ہو گئی تو فرعون مجلس سے لوٹ گیا اور اپنے مکر و فریب کی غرض سے جادوگروں کو اکٹھا کرنے لگا۔ اور آخر کار مقررہ وقت پر تمام حمایتیوں کو لیکر آموجود ہوا (۶۰) حضرت موسیٰؑ نے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ایک عام خطاب فرمایا اور مخالفوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تمہارے لئے خرابی ہو اللہ تعالیٰ کے اوپر جھوٹ افترا اور بہتان نہ لگاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی عذاب سے نیست و نابود کردے اور کسی سزا سے تم کو برباد

فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا

اور اس نے اپنی مکاری کا سامان جمع کرنا شروع کردیا اور آخر کار وعدے کے دن آموجود ہوا۔ موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا تمہارے لئے خرابی ہو

تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کردے اور جس نے خدا پر افترا

خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا

پردازی کی وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ موسیٰ کے اس کہنے پر جادوگر اپنے کام میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے

النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن

سرگوشیاں کرتے رہے۔ جادوگروں نے کہا بیشک یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ان کی خواہش یہ ہے کہ

يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ

اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہاری بہترین و شائستہ تہذیب کو

الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ

اٹھا دالیں۔ سو اب تم بھی سب ملکر اپنی تدبیر کا پختہ انتظام کرو اور صفیں باندھ کر آؤ یعنی مقابلہ میں اور آج

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ

وہی کامیاب رہا جو غالب آیا۔ جادوگروں نے مقابلہ میں آکر کہا اے موسیٰ یا تو تو ڈال یا

وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ

ہم ڈالنے میں پہل کرنیوالے بنیں۔ موسیٰؑ نے کہا نہیں تم ہی پہلے ڈالو

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ

پھر اچانک ان جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے

أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾

لگیں کہ جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے اپنے دل میں تھوڑا سا خوف محسوس کیا

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي

ہم نے کہا تو ڈر نہیں یقیناً تو ہی غالب رہے گا۔ اور جو چیز تیرے داہنے ہاتھ میں ہے

کردے اور جس نے افترا پردازی کا شیوہ اختیار کیا وہ برباد ہوا اور اپنے مقصد میں ناکام ہوا ÷ یعنی یا تو یہ جادوگروں کو فرمایا یا اعیانِ سلطنت اور جادوگر سب کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور انبیا کے معجزات کو جادو کہہ کر اُن کا مقابلہ نہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے اور تباہ و برباد کردیئے جاؤ گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اُسی بات پر اٹھا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کردی جدا جدا ۱۲ (۶۱) حضرت موسیٰ کے سمجھانے اور کہنے سے جادوگر اپنے کام میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے ÷ حضرت موسیٰ کی تقریر نے ان جادوگروں پر اثر کیا اور وہ باہم مقابلہ کے متعلق کچھ اختلاف کرنے لگے بعض کی رائے مقابلہ کے خلاف تھی بعض مقابلہ کی تائید میں تھے اور چونکہ مجمع میں فرعون اور اُس کے امرا بھی موجود تھے اس لئے کچھ چپکے چپکے مشورہ کرتے رہے اور علانیہ اپنی گفتگو کا اظہار نہیں کیا اور آخر کار اُنھوں نے فرعون کی حمایت اور اُس کی معاونت کا اعلان کردیا اور وہی کہا جو فرعون اور اُس کے امرا عام طور سے کہتے تھے (۶۲) جادوگروں نے کہا بلاشبہ یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دیں اور تمہاری تہذیب اور تمہارے شائستہ چلن کو بالکل اٹھا دیں ÷ حکومت کے دباؤ سے حکومت کی پالیسی کے مطابق کہنے لگے فرعون کی تہذیب اور اس کے چلن کو اچھا کہا اور یہ خطرہ ظاہر کیا کہ یہ تم کو نکال کر اپنی تہذیب اور اپنا مذہبی چلن یہاں رائج کریں (۶۳) لہٰذا اب تم بھی سب مل کر اپنی تدبیر کا پختہ انتظام کرو پھر صفیں باندھ کر مقابلہ میں آؤ اور آج وہی شخص کامیاب ہوا جو غالب رہا یعنی جس نے غلبہ پالیا جیت اُسی کی ہے اور وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہے (۶۴) جادوگروں نے مقابلہ کے وقت کہا اے موسیٰ تو اپنی لاٹھی پہلے ڈالتا ہے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں ÷ مطلب یہ ہے کہ پہل کون کرے پہل تیری طرف سے ہو یا ہماری طرف سے (۶۵) حضرت موسیٰؑ نے کہا نہیں بلکہ تم ہی پہلے ڈالو پھر اچانک اُن جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظربندی اور جادو سے موسیٰ کو ایسی معلوم ہونے لگیں کہ جیسے وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں ÷ یعنی جب تم باطل سے حق کا مقابلہ کرنے آئے ہو اور تم کو یہ زعم ہے کہ تم کامیاب اور غالب ہو تو تم پہلے اپنے کرتب دکھا دو تاکہ باطل پوری طرح کھل کر میدان میں آجائے اور پھر سب کو حق کا غلبہ معلوم ہو جائے چنانچہ جب انھوں نے اپنا شعبدہ دکھایا تو ان کی دیدبندی کے اثر سے حضرت موسیٰؑ اور دیگر حاضرین کو اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ بن کر دوڑتی ہوئی معلوم ہوئیں اور ایسا خیال ہوا کہ بے شمار سانپ میدان میں دوڑ رہے ہیں (۶۶) یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے اپنے دل میں تھوڑا سا ڈر اور خوف محسوس کیا ÷ یعنی یہ معمولی سا وسوسہ گزرا کہ اگرچہ یہ ان کی محض دیدبندی ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں لیکن مبادا عوام حق و باطل میں کوئی تمیز نہ کرسکیں کیونکہ یہ رسیاں بھی سانپ معلوم ہو رہی ہیں اور وہ حقیقی سانپ بھی ان کو سانپ ہی دکھائی دے گا اس لئے شاید امتیاز نہ کرسکیں اس قسم کے وسوسہ سے یقین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (۶۷) ہم نے موسیٰ سے کہا تو ڈر نہیں یقیناً تو ہی غالب رہے گا ÷ اہلِ حق کے ساتھ حضرت حق کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ اس وسوسہ کو جو اتفاقیہ طور پر گردو پیش کے حالات سے پیدا ہوا تھا اور جس میں بشریت کو بھی دخل تھا لا تخف کہہ کر دفع فرما دیا اور ارشاد ہوا (۶۸) اور جو چیز تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔

یعنی لاٹھی اسکو میدان میں ڈالدے وہ عصا اُس تمام سوانگ کو جو انھوں نے بنایا ہے نگل جائیگا سوائے اس کے نہیں کہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا فریب اور کرتب ہے اور جادوگر خواہ کہیں بھی جائے اس کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی ۞ یعنی اپنا عصا ڈال دے وہ ان جادوگروں کے تمام مکروفریب کو ختم کردے گا اور جو ڈھونگ انھوں نے رچایا ہے وہ اُس سب کو نگل جائے گا انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگروں کے فقط داؤں ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں اور جادوگر خواہ کہیں بھی آئے جائے حق کے اور معجزے کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوا کرتا اور فلاح نہیں پاتا (٦٩) حضرت موسیٰؑ کے عصا پھینکنے اور جادو کے سوانگ ختم ہونیکے بعد فوراً ہی جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آئے ۞ یعنی اعجاز موسوی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ اللہ تعالیٰ کے فرستادے ہیں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ

يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ

اُسے میدان میں ڈالدے کہ وہ اس سب کو نگل جائے جو انھوں نے بنایا ہے کیونکہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا کرتب

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا

اور فریب ہے اور جادوگر خواہ کہیں بھی چلا جائے کامیاب نہیں ہوتا۔ موسیٰ کے عصا پھینکنے کے بعد جادوگر سجدے میں گر پڑے

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ

اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اجازت دوں

قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ

تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے بے شک وہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا ہے جس نے تم کو جادو

السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ

سکھایا ہے سو اَب میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا

اور تم سب کو کھجوروں کے ٹھنڈ پر سولی دوں گا اور یقیناً تم کو اس بات کا پتہ لگ جائے گا کہ مجھ میں اور موسیٰؑ

أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا

کے رب میں کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے

جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا

مقابلہ میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اُس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے تو جو کچھ کرنا

أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾

چاہے وہ کر ڈال تو صرف اس دنیا کی زندگی ہی میں حکم چلا سکتا ہے۔

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا

بس اب ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف کردے اور اس جادو کو بھی معاف کردے جس کا ارتکاب

عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ إِنَّهُ مَن

تو نے ہم پر زبردستی کر کے کرایا ہے اور اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے۔ بلاشبہ جو شخص

رب العالمین پر ایمان لانے کا اعلان کردیا اور رب ہارونؑ و موسیٰؑ کہہ کر اُس اشتباہ کو دور کردیا جو فرعون کا دعویٰ تھا یعنی وہ خود کو رب العالمین سمجھتا تھا اسلئے جادوگروں نے رب ہارونؑ و موسیٰؑ فرمایا تاکہ یہ علوم ہوجائے کہ ہمارا موہن یہ فرعون نہیں ہے (٧٠) فرعون یہ دیکھ کر بہت سٹ پٹایا اور جادوگروں سے کہنے لگا کہ تم میری اجازت اور حکم دینے سے پہلے ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے میں نے تم کو اجازت نہیں دی اور تم اس پر ایمان لے آئے بلاشبہ وہ موسیٰ تم سب کا بڑا اور اُستاد ہے جس نے تم کو یہ جادو سکھایا اور تعلیم کیا ہے لہٰذا اب تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تم کو کھجوروں کے ٹھنڈ پر سولی دوں گا اور یقیناً تم کو یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ ہم دونوں یعنی میں اور موسیٰ کے پروردگار میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہوتا ہے ۞ یعنی اعجاز موسوی کے بعد جادوگروں کے نعرۂ حق نے رنگ بدل دیا فرعون نے یہ دیکھ کر جادوگروں کو الزام دیا کہ جادو سکھانے میں تمہارا استاد ہے تم استاد شاگردوں نے میری حکومت کے تختہ اُلٹنے کی سازش کی ہے یہ الزام لگانے کے بعد سزا کی دھمکی دی کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواکر تم کو سولی دوں گا اور عبرت کے طور پر یہ بھی کہا کہ اونچی چیز پر لٹکاؤں گا تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ حکومت سے بغاوت کا سب انجام دیکھیں اور چونکہ حضرت موسیٰؑ اپنی تقریر میں عذاب الٰہی سے ڈرا چکے تھے اس لئے اپنے عذاب کا مقابلہ کم بخت نے خدا کے عذاب سے کیا مطلب یہ تھا کہ میرا عذاب سخت بھی ہے اور دیرپا بھی۔ لیکن جادوگروں کے قلب میں اسلام اپنا گھر کر چکا تھا اس لئے انھوں نے نہایت دلیری اور ہمت سے جواب دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا ١٢ (٧١) ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف اور واضح دلائل کے مقابلے میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اُس اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے اور نہ تجھ کو اختیار کریں گے بس تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزر اور کر ڈال تو محض اس دنیا کی زندگی ہی میں جو کچھ کرے کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہے تو اسی زندگی ہی میں اپنا حکم چلا سکتا ہے ۞ نومسلم جادوگروں نے دلیرانہ جواب دیتے ہوئے صاف کہدیا کہ جس خدا نے اپنے واضح دلائل ہم تک پہنچائے اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہم اس کے مقابلہ میں تجھ کو ترجیح نہیں دے سکتے رہی سزا تو ہم ہر قسم کی سزا بھی جھیلنے کو تیار ہیں تیری سزا ہی کیا دنیا کی زندگی میں تو اپنا حکم چلا سکتا ہے اور ہمارے اجسام کو تکلیف پہونچا سکتا ہے باقی روح پر تیرا کوئی اختیار نہیں تو ہمارے اعتقاد کو نہیں بدل سکتا (٧٢) بس اب ہم اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف فرمادے اور اُس جادو کو بھی معاف فرمادے جس کا ارتکاب تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے اور اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر ہے اور وہ ہمیشہ رہنے والا اور سدا باقی رہنے والا ہے ۞ یعنی ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے کفر وغیرہ کو معاف کردے اور تو نے جو ہم کو مجبور کرکے خدا کے پیغمبروں کا جادو سے مقابلہ کرایا ہے اس کو بھی معاف فرمادے اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے بھی بدرجہا بہتر اور سزا و جزا کے اعتبار سے بھی دائم اور ہمیشہ رہنے والا ہے لہٰذا اُس کا عذاب بھی دائمی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زور آوری کروایا کہتے ہیں کہ جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی

دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں مقابلہ نہ کرے پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سوان پر نہ کرسکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے ١٢ (٧٣) بلاشبہ جو اپنے پروردگار کی حضور میں مجرم اور باغی بن کر حاضر ہوا تو اس کیلئے دوزخ اور جہنم مقرر ہے جس میں نہ وہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا ﴿ یعنی جو شخص کافر بن کر اُس کے حضور میں حاضر ہوگا اُس کو جہنم کا عذاب ہوگا اور جہنم کے عذاب کی یہ حالت ہے کہ وہاں موت تو ہے ہی نہیں اور جس زندگی میں زندگی کا آرام نہ ہو وہ زندگی نہ ہونے کے برابر (٧٤) اور جو شخص اُس کے حضور میں مومن اور ایمان دار بنکر حاضر ہوا درآنحالیکہ وہ نیک اعمال کا بھی پابند تھا اور نیک اعمال کیا کرتا تھا تو ایسے لوگوں کے لئے بڑے اونچے اونچے درجے ہوں گے (٧٥) وہ بلند درجے دائمی باغات ہوں گے جن کے پائیں نہریں جاری ہونگی یہ لوگ ان دائمی باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی صلہ ہے اُس شخص کا جو پاک رہا ﴿ یعنی کفر و معاصی سے پاک اور صاف رہا (٧٦) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کیطرف وحی بھیجی اور موسیٰ کے پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا پھر اُن کیلئے دریا میں خشک راستہ بنا دے نہ تجھ کو دشمن کے تعاقب اور گرفت کا اندیشہ اور نہ دریا میں غرق ہونیکا ڈر ہو ﴿ یعنی فرعون کے مظالم کچھ اور دن جاری رہے اور جب مظالم کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ بتایا کہ تو رات کو میرے بندوں کو لے کر نکل جا راستہ میں دریائے قلزم پڑے گا اُس پر لاٹھی مارلو دریا میں خشک راستہ بن جائیگا اُس راستہ سے دریا کو عبور کرلینا اور دشمن کی گرفت کا خطرہ نہ کیجیو اور نہ ڈوبنے اور غرق ہونے سے ڈریو یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہوگی (٧٧) چنانچہ حضرت موسیٰ رات کو بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر نکل گئے فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر ان کا تعاقب اور پیچھا کیا پھر فرعونیوں کو دریا نے ڈھانک لیا جیسا کہ ڈھانک لیا ﴿ یعنی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے تو وہ بھی اپنا لشکر لے کر پیچھے چلا اور دریا میں راستہ دیکھ کر سب کے سب دریا میں گھس پڑے تو دریا کا پانی مل گیا بنی اسرائیل پار کھڑے ان کا ڈوبنا اور غرق ہونا دیکھتے رہے اور فرعون و آلِ فرعون ہلاک کردیئے گئے (٧٨) اور فرعون نے اپنی قوم اور اپنے لوگوں کو غلط راہ پر چلایا اور صحیح راہ ان کو نہیں بتائی ﴿ یعنی کہتا تو یہ تھا وما اھدیکم الا سبیل الرشاد اور کیا یہ کہ سیدھی راہ جو ترقی اور نجات کی تھی اُس سے بھٹکا دیا اور غلط راستے پر ڈال دیا لہٰذا غلط اور گمراہ لیڈر کی راہ نمائی سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ پہونچا (٧٩) اب بنی اسرائیل کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہِ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ نازل کیا ﴿ یعنی فرعون کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد جب تم نے دستور العمل کی خواہش کی تو ہم نے توریت عطا کرنے کا وعدہ کیا اور کوہِ طور کی داہنی جانب موسیٰ کو بلا کر توریت عطا فرمائی اور تم کو تیہ کے میدان میں من و سلویٰ کھانے کو دیا من و سلویٰ کی تفسیر پہلے پارے میں گزرچکی ہے وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔ من و سلویٰ دیتے وقت ارشاد فرمایا (٨٠) ہم نے تم کو نفیس اور مرغوب چیزیں

يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي ﴿٧٤﴾

مجرم بن کر اپنے رب کے روبرو حاضر ہوگا تو اُس کیلئے جہنم ہے یہ مجرم اس جہنم میں نہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ

اور جو شخص اُس کے حضور میں مومن بن کر حاضر ہوا درآنحالیکہ وہ نیک اعمال کا بھی پابند تھا تو ایسے لوگوں

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کیلئے بڑے اونچے درجے ہوں گے۔ وہ بلند درجے دائمی باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ ع وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ

یہ لوگ ان دائمی باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی صلہ ہے اُس شخص کا جو پاک رہا۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کے

اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي

پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا پھر اُن کیلئے دریا میں خشک راستہ

الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

بنا دے نہ تجھ کو دشمن کی گرفت کا اندیشہ ہو اور نہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔ فرعون نے اپنے لشکروں کو لیکر بنی اسرائیل

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ

کا پیچھا کیا پھر دریا نے ان فرعونیوں کو جیسا ڈھانکنا تھا ڈھانک لیا یعنی غرق کردیا۔ اور فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ

قوم کو غلط راہ پر ڈالا اور اُن کو نیک راہ نہ بتائی۔ اے بنی اسرائیل بے شک

اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

یعنی توریت دینے کیلئے اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ نازل کیا۔ اور تم سے کہا کہ جو ہم نے

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

تم کو نفیس روزی دی ہے اُسے کھاؤ اور اس روزی میں حدِ شرعی سے تجاوز نہ کرو ورنہ میرا غضب تم پر

ع ٣ ٢٢ ١٢

غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ﴿٨١﴾ وَ

نازل ہو جائے گا اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوا تو وہ ہلاک ہو گیا۔ اور

إِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ وَ

بلاشبہ میں اُس شخص کیلئے بڑی بخشش کرنیوالا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے پھر راہِ راست پر قائم بھی رہا۔ اور

مَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ

اے موسیٰ تجھ کو اپنی قوم سے جلدی آجانے کا کیا سبب ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا وہ لوگ یہ رہے میرے پیچھے

أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾ قَالَ فَإِنَّا قَدْ

آرہے ہیں اے میرے پروردگار اور میں نے تیرے پاس آنے میں اسلئے جلدی کی کہ تو خوش ہو جائے۔ خدا نے کہا ہم نے

فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ

تیری قوم کو تیرے نکل آنیکے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور اُن کو سامری نے گمراہ کر دیا۔ غرض موسیٰ

مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ

اپنی میعاد پوری کرنیکے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ آکر قوم سے کہا اے میری قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر کوئی طول مدت گزر گئی تھی

أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم

یا تم نے یہ ارادہ کر لیا کہ تم پر تمہارے خدا کا غضب واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا

مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ

اُس کا خلاف کیا۔ قوم کے لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تجھ سے جو وعدہ کیا تھا اُس کا خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا

لَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا

لیکن واقعہ یہ ہوا کہ قبطی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا وہ زیورات ہم نے ڈال دیئے یعنی آگ میں

فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

پھر اسی طرح سامری نے بھی جو کچھ اُسکے پاس تھا اُسے آگ میں ڈال دیا۔ پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک بچھڑا بنا نکالا جو محض ایک دھڑ تھا

اور لذیذ روزی عطا فرمائی ہے اُس میں سے کھاؤ اور اس کھانے میں حدِ شرعی سے تجاوز نہ کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو کہیں میرا غصہ اور غضب تم پر نازل ہو جائے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوا تو وہ پٹکا گیا اور ہلاک ہو گیا ٭ یعنی بنی اسرائیل کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو وقتاً فوقتاً ان پر کی گئی تھیں۔ دشمن کی غلامی سے آزادی توریت عطا کرنے کا وعدہ منّ اور سلویٰ عطا کرتے وقت تنبیہ حد سے گزرنے کا مطلب یہ کہ نفیس روزی کھا کر مثلاً عصیاں کا ارتکاب کرنا۔ اگر ایسا کرو گے تو میرا غضب واقع ہو جائیگا اور جس پر میرا غضب واقع ہوتا ہے تو وہ برباد اور گیا گزرا ہو گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زیادتی نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو ۱۲ حد سے تجاوز کا یہ مطلب کہ بچا کر دوسرے روز کیلئے رکھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے انحراف ہے (۸۱) اور بلاشبہ میں ایسے شخص اور ایسے لوگوں کیلئے بڑی بخشش اور مہربانی کرنیوالا ہوں جس نے کفر و عصیاں سے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک اعمال کرتا رہا پھر صحیح اور سیدھی راہ پر قائم بھی رہا ٭ یعنی جو لوگ غلط راہ روی سے توبہ کریں اور باز آجائیں ایمان کی راہ اختیار کریں اعمالِ صالحہ کے پابند رہیں اور ایمان کی راہ پر قائم رہیں تو میں ایسے لوگوں کے ساتھ بڑی بخشش کا برتاؤ کرنیوالا ہوں (۸۲) ارشاد ہوا اور اے موسیٰ تجھ کو اپنی قوم سے جلدی آگے آنے کا کیا سبب ہوا ٭ یعنی جو قوم کے نمائندے اور نقبا تیرے ساتھ آرہے تھے تو ان سے آگے کیسے چلا آیا اور اس کا سبب کیا ہے (۸۳) موسیٰؑ نے عرض کیا وہ لوگ یہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے تیرے پاس اے میرے پروردگار آنے میں اس لئے جلدی کی تاکہ تو خوش ہو جائے اور راضی ہو ٭ یعنی شاید یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام توریت لینے کی غرض سے طور پر تشریف لے گئے تھے اور ستر نمائندے قوم کے آپ کے ہمراہ تھے آپ حضرت حق سے کلام کرنے اور خطاب کرنے اور امتثالِ امر کی بجا آوری کے لئے وعدے کی جگہ جلدی پہونچ گئے اس پر دریافت فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ توریت لینے گئے تو ہارون کو قوم کا نگراں بنا گئے پیچھے قوم سامری کے پیچھے لگ کر گمراہ ہو گئی۔ قوم کی گمراہی اور سامری کے پیچھے ہو جانے کی اطلاع موسیٰ کو طور پر دی گئی چنانچہ ارشاد ہوا (۸۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک فتنے اور بلا میں مبتلا کر دیا اور ایک جانچ میں ڈال دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا ٭ سامری نے ان کو گمراہ کیا اور ہم نے ان کو ایک امتحان میں مبتلا کر دیا۔ یہ نسبت انا قد فتنا کی باعتبارِ تخلیق اپنی جانب فرمائی۔ واقعہ کی تفصیل آگے مذکور ہے (۸۵) غرض حضرت موسیٰؑ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد غصے اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور آکر قوم سے فرمایا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے پروردگار نے ایک اچھا اور خوش آیند وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر مقررہ میعاد سے زیادہ زمانہ اور طویل مدت گزر گئی تھی یا تم نے یہ ارادہ کر لیا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب اور غصہ واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا ٭ تفصیل تو نویں پارے میں گزر چکی ہے یہاں جب حضرت موسیٰؑ افسوس کی حالت میں توریت لے کر واپس آئے تو قوم کو خطاب کر کے فرمایا مجھ سے کچھ ایسی تاخیر تو نہیں ہو گئی تھی کہ تم بالکل ناامید ہو گئے یا ناامید ہونے کی کوئی وجہ پا کر تم نے یہ ارادہ کیا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو جائے اور تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی واپسی تک توحید خداوندی پر قائم رہیں گے اُس وعدے کے خلاف کا ارتکاب کیا آخر بات کیا ہوئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وعدہ توراۃ دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے ۱۲ (۸۶) قوم کے لوگوں نے جواب دیا ہم نے جو تجھ سے وعدہ کیا تھا اس کا خلاف ہم نے اپنے اختیار سے نہیں کیا لیکن واقعہ یہ ہوا کہ فرعونی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا تو ہم نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیا ٭ یعنی ہوا یہ کہ مصر سے چلتے وقت جو زیور ہم قبطیوں سے عاریتاً مانگ لائے تھے اس کا بوجھ ہم پر تھا اور اس زیور کا حکم ہم کو معلوم نہ تھا کہ اس زیور کا کیا کریں کیونکہ اصلی مالک غرق ہو چکے تھے اُن تمام زیورات کو ہم نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا مقصد یہ تھا کہ گلا کر ایک جگہ کر لیا جائے سامری نے بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا اُسے [illegible] سے عاریت مانگ کر لیا تھا

ئی کر دے یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا ۱۱ بہرحال اس زیور کے استعمال کو بنی اسرائیل پسندیدہ نہ سمجھتے تھے سامری جو ایک منافق تھا اس نے سب کا زیور لیکر گلا دیا اور ایک بچھڑا بنا لیا جیسا آگے آتا ہے (۸۷) پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک بچھڑے کا نقشہ بنا نکالا جو محض ایک مجسمہ تھا اور اُس میں آواز بچھڑے کی سی تھی اس شعبدے کو دیکھ کر تو ہم پرست اُٹ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا پروردگار یہی تو ہے وہ موسیٰ تو بھول گیا ۞ یعنی زیور گلا کر ایک مجسمہ بنا لیا اور اس میں حضرت جبریل کے نقش قدم کی مٹی ڈال دی جس سے اُس میں سے آواز بچھڑے کی نکلنے لگی لوگ اُسی کو معبود کہنے لگے اور موسیٰؑ کے طور پر جانے کو بھول سے تعبیر کرنے لگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی موسیٰ بھولا کر اور جگہ چلا گیا ۱۱ بہرحال حضرت حق جل مجدہٗ اس گوسالہ پرستی کا رد فرماتے ہیں (۸۸) بھلا کیا یہ گمراہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے کہ وہ گوسالہ کا آواز دار مجسمہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ اُن کے کسی نفع یا ضرر پر کوئی اختیار رکھتا ہے ۞ یعنی نہ تو نفع اور نقصان کا مالک اور نہ اتنی سمجھ کہ بات کو سمجھ کر کسی بات کا جواب دے ایسے مجسمے کو معبود بنانا کیسی جاہلانہ حرکت ہے (۸۹) اور بلاشبہ حضرت ہارونؑ نے حضرت موسیٰ کی تشریف آوری سے قبل ہی اپنی قوم سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کے سبب آزمائش اور جانچ میں مبتلا ہو گئے ہو اور اس بچھڑے کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا حقیقی پروردگار تو رحمان ہی ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو ۞ یعنی حضرت ہارونؑ جن کو حضرت موسیٰؑ اپنا نائب اور قائم مقام بنا گئے تھے اُنھوں نے بنی اسرائیل کی یہ گمراہی دیکھ کر اُن کو بہت سمجھایا کہ دیکھو تم اس بچھڑے کی وجہ سے امتحان میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارا حقیقی پروردگار رحمان ہے تم میرے قول و فعل کی اقتدا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے محفوظ رہو (۹۰) بنی اسرائیل کے لوگوں نے حضرت ہارونؑ کو جواب دیا ہم تو جب تک موسیٰؑ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اُس وقت تک اسی بچھڑے کی پوجا اور عبادت میں جمے بیٹھے رہیں گے ۞ یعنی جب تک موسیٰ واپس نہ آئے ہم تو اپنے اس اعتقاد سے ہٹتے نہیں چنانچہ حضرت موسیٰ تشریف لے آئے اور اُنھوں نے تمام حالات کو ملاحظہ کیا اور سب سے پہلے بھائی پر ناراض ہوئے (۹۱) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے ہارون جب تو نے یہ دیکھا تھا کہ یہ بالکل بھٹک گئے اور گمراہ ہو گئے ہیں (۹۲) تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ۞ یعنی جب تو نے ان کی یہ حالت دیکھی تھی کہ یہ شرک پر مائل ہو گئے ہیں اور کفر و شرک کے شوق میں بے قابو ہو چکے ہیں تو تو نے میرے حکم کی پیروی کیوں نہ کی یعنی ان کا مقابلہ کیوں نہیں کیا

الاتتبعن کی تفسیر لوٹ

بہرحال قوم کی اس ناشائستہ حرکت پر حضرت موسیٰ بہت غضب ناک اور برہم ہوئے اور ہارونؑ پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چلتے وقت حضرت موسیٰؑ ہارونؑ کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انھوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا دے نہ ۱۲ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے اس پر حضرت ہارونؑ نے عرض کیا (۹۳) ہارونؑ نے کہا اے میری ماں کے بیٹے یعنی اے بھائی میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑ میں تو اس بات سے ڈرا کہ کہیں آپ یوں نہ فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرق اور پھوٹ ڈلوا دی اور میری بات کا پاس نہ کیا اور لحاظ نہ رکھا ۞ یعنی اگر میں مسلمانوں کو لے کر مقابلہ کرتا یا آپ کے پاس چلا آتا دونوں صورتوں میں اس کا اندیشہ تھا کہ آپ فرماتے کہ تو نے بنی اسرائیل میں باہمی تفرق اور خانہ جنگی ڈلوا دی میں نے اس ڈر سے نہ تو مقابلہ کیا اور نہ گوسالہ پرستوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس آیا (۹۴) اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے سامری سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے یعنی تو نے ایسا کیوں کیا (۹۵) سامری نے جواب دیا میں نے ایک ایسی چیز دیکھی تھی جو اور سب نے نہیں دیکھی تو میں نے اُس فرشتے کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر کے رکھ لی بس وہی مٹی کی مٹھی میں نے اس

لَهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا

اس میں آواز بچھڑے کی سی تھی اس شعبدہ کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہی تو ہے وہ موسیٰ تو بھول گیا ۔ بھلا کیا

يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ

یہ گمراہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ بچھڑا نہ تو ان کو کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نفع یا ضرر پر وہ کوئی

لَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا

اختیار رکھتا ہے ۔ اور بلاشبہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کی واپسی سے پہلے ہی بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم

فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہو اور یقیناً تمہارا حقیقی رب تو رحمان ہی ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا

اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

کہنا مانو ۔ قوم نے جواب دیا کہ ہم تو اُس وقت تک جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اسی بچھڑے کی پوجا میں

مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾

لگے رہیں گے ۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا اے ہارونؑ جب تو نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ۔ ہارونؑ نے کہا اے میری ماں کے

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ

جائے تو میری ڈاڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال پکڑ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تو یوں کہنے لگے کہ تو نے بنی اسرائیل کے

بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا

درمیان پھوٹ ڈال دی اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا ۔ موسیٰؑ نے سامری سے کہا اے

خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

سامری تیرا کیا معاملہ ہے ۔ اُس نے جواب دیا میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ

تو میں نے اس فرشتے کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی پھر میں نے وہی مٹی کی مٹھی ڈال دی یعنی بچھڑے کے منہ میں اور

ع ۱۳ ۱۳

كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ

اُس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی۔ موسیٰؑ نے کہا چل دور ہو تیری سزا اس زندگی میں

فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ

یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے

تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ

خلاف نہ کیا جائیگا اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا تھا،

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ

یقیناً ہم اسکو جلا ڈالیں گے پھر اسکی راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم لوگوں کا حقیقی معبود تو صرف اللہ ہی ہے

الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ از روئے علم کے ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس طرح

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا

ہم نے موسیٰ کا واقعہ سنایا اسی طرح ہم اے پیغمبر آپکو واقعات گزشتہ کی خبریں بھی سناتے رہتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپکو نصیحت کی

ذِكْرًا ۖۚ ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ ۙ

کتاب عطا فرمائی ہے۔ جو لوگ اس نصیحت کی کتاب سے روگردانی کریں گے تو وہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہونگے

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ

وہ اس بوجھ میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت میں ان کیلئے بہت ہی برا ہوگا۔ قیامت کا دن وہ دن ہے

فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ ۖۚ يَّتَخَافَتُوْنَ

جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں جمع کریں گے کہ انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ وہ چپکے چپکے آپس

بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

میں کہتے ہونگے کہ تم صرف کوئی دس دن ٹھہرے ہوگے یعنی دنیا میں یا قبر میں جس مدت کے متعلق وہ باہمی گفتگو کرتے ہونگے اسکی حقیقت کو ہم خوب جانتے

اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع وَ

ہیں جبکہ اس گفتگو میں ان میں کا بہترین رائے رکھنے والا یوں کہے گا کہ نہیں تم صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو۔ اور

ع ٥ / ١٥ / ١٤

بچھڑے کے منہ میں ڈال دی اور اُس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی ﴿ یعنی میں نے جبرئیلؑ کو دیکھا اور اُن کے پاؤں کے نیچے کی مٹی یا اُن کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی مٹی میں ایک خاص اثر محسوس کیا تو میں نے وہ مٹی ایک مٹھی بھر کر رکھ لی اور اُس مٹی کو اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دیا اُس سے یہ آواز پیدا ہو گئی اور یہ بات میں نے اپنے جی سے کی اور میرے نفس نے یہی بات مجھ کو درست بتائی۔ یہ جبرئیلؑ کا آنا یا تو فرعون کے غرق ہونیکے وقت کا ہوگا یا کوئی حکم لیکر آئے ہوں گے اُس وقت کا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس وقت بنی اسرائیل بستے دریا میں پیٹھے فرعون ساتھ فوج کے پیٹھا جبرئیلؑ بیچ میں ہو گئے کہ اُن کو اُن تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیلؑ ہیں اُن کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی سونا تھا کا فروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جان دار کی اور آواز اُس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے اس سے بت پرستی بڑھتی ہے ۱۲ ﴿٩٦﴾ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا چل جا دُنیوی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور تیرے لئے ایک اور بھی وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے ہرگز خلاف نہ کیا جائیگا اور وہ تجھ سے ٹلنے والا نہیں۔ اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پرستش پر تو جما بیٹھا تھا یقیناً ہم اس کو جلا ڈالیں گے اور اس کے ذروں کو دریا میں بہا دیں گے ﴿ یعنی دنیا کی سزا یہ کہ کسی سے مس نہ ہو اور اچھوتوں کی طرح ہر ایک سے بچکر چلے اور بھاگتا پھرے سوسائٹی میں کوئی درجہ نہ ہو اور آخرت میں عذاب کا وعدہ جس کا خلاف نہ ہوگا۔ رہا یہ معبود باطل تو اس کو ہم ابھی ختم کئے دیتے ہیں اسکو آگ میں جلا کر اس کی راکھ اور اس کے ذروں کو دریا میں بہا کر ختم کریں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں اس کو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا تھا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی اس مارے وہ لوگوں کو دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کرے گا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے وے خارجی نکلے کہ لگے اپنے پیشواؤں پر اعتراض پکڑنے جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے ۱۲ جو لوگ بچھڑے کو لحم شحم کا کہتے ہیں اُن کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ بچھڑے کو ذبح کر کے جلائیں گے اور اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے اور جو لوگ اس کو محض سونے کا مجسمہ کہتے ہیں ان کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اس کو آگ میں گلا کر ریتی سے اس کا برادہ کرنے کے بعد دریا میں بہا دیں گے۔ ہم نے تیسیر میں دونوں خیالات کی ترجمانی کی ہے واللہ اعلم ﴿٩٧﴾ بس تمہارا معبود حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اُس کے سوا کوئی اور عبادت اور پرستش کے قابل نہیں وہ اللہ تعالیٰ از روئے علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے ﴿ یعنی اس کے احاطۂ علمی سے کوئی چیز باہر نہیں ﴿٩٨﴾ جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا اسی طرح ہم آپ کو واقعات گزشتہ کی خبریں بھی سناتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک پڑھنے کی اور نصیحت کی کتاب دی ہے ﴿ یعنی آپ کو قرآن عنایت کیا ہے جس میں واقعات گزشتہ کی خبریں بھی ہیں اور وہ قرآن آپ کی نبوت پر دلیل بھی ہے ﴿٩٩﴾ جو لوگ اس نصیحت کی کتاب یعنی قرآن مجید سے روگردانی کریں گے وہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے ﴿١٠٠﴾ یہ لوگ ہمیشہ اس بوجھ کے تلے دبے رہیں گے اور یہ بوجھ ان کیلئے قیامت میں بہت ہی برا ہوگا ﴿١٠١﴾ قیامت کا دن وہ ہے جس دن صور میں پھونکا جائیگا اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں جمع اور اکٹھا کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی اور کرنجی ہوں گی ﴿ یہ منکرین قرآن کی سزا کا ذکر ہے جو قرآن سے منہ پھیرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم پر ایمان نہیں لاتے وہ قیامت کے دن عذاب الٰہی کے بوجھ میں دبے ہوئے ہوں گے اور وہ اس بوجھ میں ہمیشہ دبے رہیں گے اور قیامت کے دن اُن کا حشر اس حال میں ہوگا کہ اُن کی آنکھیں نیلی اور کرنجی ہوں گی یعنی بدصورت اور بدنما۔ بعض نے کہا ہے کہ اندھے ہوں گے ﴿١٠٢﴾ وہ چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں یا قبر میں صرف دس روز ٹھہرے ہو ﴿ یعنی میدان حشر کے عذاب اور ہول سے متاثر ہو کر دنیا کے قیام یا قبر کے قیام کا اندازہ دس دن لگائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی ص ٥٠٩ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۰۸) یعنی اندھے یا یوں ہی نیلی ہوں گی بدنمائی کے واسطے ۱۱ (۱۰۳) جو کچھ یہ کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں جبکہ ان میں سے بہترین رائے اور اچھی راہ رکھنے والا یوں کہے گا کہ نہیں تم تو صرف ایک دن رہے ہوگے ؛ یعنی میدانِ حشر میں جو خفیہ سرگوشیاں کرتے ہیں وہ ہم کو سب معلوم ہے جبکہ ان میں سے ایک اچھی رائے کا سمجھ دار اور ہوشیار یوں کہے گا کہ دس دن کس کے تم تو صرف ایک دن رہے ہوگے۔ اس کو امثلھم طریقۃ اس لئے فرمایا کہ اس نے وہاں کے عذاب اور وہاں کی ہولناکی کا دوسروں سے بہتر اندازہ کیا یہ نہیں کہ تحدید میعاد کا اندازہ صحیح ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا ۱۱۔ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا ۱۱ (۱۰۴) تفسیر صفحہ ہذا ؛ ۔ اور اے پیغمبر وقوعِ قیامت کے سلسلے میں لوگ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ ان کا کیا ہوگا آپ فرما دیجئے کہ ان پہاڑوں کو میرا پروردگار بالکل اڑا دے گا ؛ یعنی ان کو ریزہ ریزہ کرکے ہوا میں اڑا دے گا۔ (۱۰۵) پھر زمین کو ایک ایسا ہموار اور صاف میدان کر چھوڑے گا اور ایسا میدان کردے گا (۱۰۶) کہ جس میں تو اے مخاطب نہ کوئی موڑ اور ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی ٹیلا اور بلندی نظر آئے گی ؛ یعنی زمین ایک صاف اور چٹیل میدان ہو جائے گی (۱۰۷) اُس دن تمام لوگ بغیر کسی انحراف کے ایک بلانے اور پکارنے والے کی آواز اور کہنے پر چل پڑیں گے اور تمام آوازیں رحمان کے سامنے پست ہو جائیں گی اور اے مخاطب تو سوائے پاؤں کے چلنے کی آہٹ اور کھس کھساہٹ کے کوئی آواز نہیں سنے گا ؛ یعنی اُس دن حضرت اسرافیلؑ کے بُلانے پر سب لوگ بغیر کسی انحراف اور بغیر کسی اکڑ کے قبروں سے نکل کر چل پڑیں گے نہ بُلانے والے کی بات میں کوئی ٹیڑھ نہ حاضر ہونے والوں کی چال میں کوئی اکڑ اور اینٹھ اور خوف و ہیبت کے مارے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی۔ لوگوں کے چلنے کی کھس کھساہٹ اور کھس کھس کی آواز کے کوئی آواز تو اے مخاطب نہ سنے گا (۱۰۸) اُس دن کسی کے حق میں سفارش نفع نہیں دیگی اور شفاعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا مگر ہاں اُس شخص کو شفاعت کا فائدہ حاصل ہوگا جس کے لئے رحمان نے شافع کو اجازت دی ہو اور اُس کیلئے شافع کی بات کو پسند کرلیا ہو ؛ یعنی سفارش اُس کے حق میں مفید ہوگی جس کے لئے رحمان اجازت دے اور اس کا بولنا پسند کرے، مراد یہ ہے کہ وہ جس کی سفارش کی جائے وہ مومن ہو کافر کے لئے نہ سفارش کی اجازت نہ سفارش مفید اور مقبول حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُس کی سفارش چلے گی ۱۱ خلاصہ یہ کہ شافع ماذون ہو اور مشفوع مسلمان (۱۰۹) وہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے اگلے اور پچھلے احوال کو جانتا ہے اور مخلوق باعتبار اپنے علم کے معلومات باری تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتی ؛ یعنی اللہ تعالیٰ تو مخلوقات کے تمام حالات اور معلومات کو جانتا ہے لیکن سب لوگ حضرت حق تعالیٰ کی معلومات کا احاطہ نہیں کرسکتے (۱۱۰) اور اُس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے کے آگے سب کے چہرے جھکے ہوتے ہوں گے اور بلاشبہ وہ شخص نامراد اور ناکام ہوگا جو ظلم لے کر آیا ہوگا اور اُس پر ظلم لدا ہوا ہوگا ؛ یعنی جس پر شرک کا بارِ عظیم ہوگا اور شرک لدا ہوا ہوگا وہ بالکل ہی ناکام اور نامراد رہے گا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾

اے پیغمبر لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں سو آپ فرما دیجئے کہ ان پہاڑوں کو تو میرا رب بالکل اڑا دے گا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾

پھر زمین کو ایک ایسا ہموار میدان کردے گا۔ کہ جس میں تو اے مخاطب کہیں کوئی موڑ دیکھے گا اور نہ کہیں کوئی ٹیلا۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

اُس دن سب لوگ بغیر کسی انحراف کے ایک بُلانے والے کے کہنے پر ہولیں گے اور تمام آوازیں رحمان کے

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ

سامنے پست ہو جائیں گی اور اے مخاطب تو پاؤں کے چلنے کی آہٹ کے سوا کوئی آواز نہ سنے گا۔ اُس دن کسی کے حق میں سفارش نفع

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا

نہ دیگی مگر اس شخص کے حق میں جس کیلئے رحمان نے شافع کو اجازت دی ہو اور اُس کیلئے شافع کا بولنا پسند کرلیا ہو۔ وہ سب لوگوں کے تمام

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور لوگ از روئے علم معلومات باری تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

اُس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے کے روبرو سب کے چہرے جھکے ہوئے ہونگے اور یقیناً وہ شخص مراد ہے گا جو ظلم کا بوجھ اٹھائے ہو ہوگا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا

اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو کسی نہ کسی بے انصافی کا خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان

وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا

اور دباؤ کا۔ اور اسی طرح ہم نے اس تمام قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے

فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

ڈرانے کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا یہ قرآن ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کردے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

سو اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے بہت بلند مرتبہ ہے اور اے پیغمبر آپ قرآن میں قبل اس کے کہ آپ پر اُس کی وحی پوری

چہرے جھکے ہوئے ہوں گے یعنی بڑے بڑے متکبر و سرکش حضرت حق کی جناب میں سرنگوں ہوں گے اور کوئی جاحد و منکر ایسا نہ ہوگا جو حی قیوم کے روبرو سجدہ کناں نہ ہو (۱۱۱) اور جو شخص نیک عمل کا پابند رہا ہوگا در آنحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو اُس کو نہ کسی نا انصافی کا خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان اور دباؤ کا ؛ یعنی جو مسلمان نیک اعمال کا پابند ہوگا تو اُس کو کامل ثواب ملے گا اور ثواب کے ملنے میں کسی بے انصافی اور دباؤ کا اندیشہ نہ ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُس پر زور نہ ہوگا اللہ کے ہاں انصاف ہے (۱۱۲) اور ہم نے جس طرح یہ مذکورہ باتیں اور مضامین بیان کئے ہیں اسی طرح ہم نے اس پورے قرآن کو عربی زبان کا نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی باتیں سنائیں تاکہ لوگ ان کو سُن کر پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کریں اور عذاب کی باتوں سے ڈریں یا یہ قرآن ان میں سوجھ بوجھ پیدا کردے ؛ یعنی جس طرح اوپر کے مضامین صاف صاف مذکور ہیں اسی طرح ہم نے پورے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس وعید یعنی قیامت اور عذاب کے وعدوں کو مختلف (باقی صفحہ ۵۱۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۰۹) ہر طریقوں سے بار بار بیان کیا ہے تاکہ لوگ ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں اور اگر کامل خوف خشیت اور تقویٰ و پرہیزگاری نہ بھی حاصل ہو تو کم از کم سوچنے سمجھنے کی ان میں قرآن صلاحیت ہی پیدا کر دے اور اس صلاحیت کے بعد ان کو اپنے انجام کی فکر ہو جائے اور یہ دین حق کو قبول کریں (۱۱۳) تفسیر صفحہ ہذا: سو اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے وہ بہت بلند مرتبہ ہے اور اس کا درجہ بہت بلند ہے اور اے پیغمبر آپ قرآن میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی کا پورا نزول ہو چکے جلدی نہ کیجئے اور آپ ہم سے یوں دعا کیجئے کہ اے پروردگار میرا علم بڑھا دے اور میرے علم زیادہ کر دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب قرآن کا نزول ہوتا تو آپ حضرت جبرئیل کیساتھ اس خوف سے کہ کہیں بھول نہ جاؤں جلدی جلدی پڑھتے جاتے تھے اس سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ آپ عجلت سے کام نہ لیجئے بلکہ ہم سے دعا کیا کیجئے کہ میرے علم میں ترقی اور اضافہ فرما دیجئے۔ اس دعا میں تمام باتیں شامل ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت ان کے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھتے جاتے کہ بھول نہ جاؤں اس کو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کر دی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے

اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ

نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجئے اور یوں دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرے علم میں ترقی اور اضافہ فرما۔ اور

لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ

ہم نے اب سے بہت پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں استقلال

عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ

نہ پایا۔ اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا

اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ

مگر ابلیس نے اس نے تعمیل حکم سے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہا اے آدم یہ ابلیس یقیناً تیرا اور تیری بیوی کا

لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ

دشمن ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو جنت سے باہر نکلوا دے پھر تو مصیبت میں پڑ جائے۔ جنت میں تیرے لئے

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا

یہ بات ہے کہ یہاں نہ تو بھوکا رہے گا اور نہ ننگا۔ اور نہ یہاں تو پیاسا رہے گا اور نہ دھوپ کی تکلیف

تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ

اٹھائیگا۔ پھر شیطان نے آدم کے قلب میں وسوسہ ڈالا آدم سے کہنے لگا اے آدم کیا میں تجھ کو ہمیشہ زندہ رکھنے والا درخت

عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

بتا دوں اور نیز ایسی بادشاہت بتا دوں جو کبھی پرانی نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں میاں بیوی نے اس ممنوعہ درخت میں سے کھا لیا

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ وَ

اس پر ان دونوں کی شرم گاہیں ان پر کھل گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے ملا ملا کے رکھنے لگے اور

عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ

آدم نے اپنے رب کے حکم کی بجا آوری میں قصور کیا اور وہ غلطی میں پڑ گیا۔ پھر توبہ کے بعد اس کے رب نے اسکو نوازا اور اسکی توبہ قبول فرمائی اور

هَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اسکو صحیح راہ پر قائم رکھا۔ خدا نے کہا تم دونوں کے دونوں بہشت سے نیچے اتر و درانحالیکہ تم ایک دوسرے کے دشمن

لیکن بندہ بشر ہیں شاید بھول گئے ہوں پھر تقید کیا اور بھولنے پرشش فرمائی آدمؑ کی واحقیقی بادشاہ کی بلندی کا ذکر آیت کی ابتدا میں فرمایا کیوں کہ اس شان کا قرآن نازل فرمانا جو نجات کی راہیں بتاتا ہے اور دین و دنیا کی فلاح تعلیم کرتا ہے یہ بادشاہ حقیقی ہی کا کام ہے (۱۱۴) اور بلاشبہ ہم نے اب سے بہت پہلے آدم کو تاکید کی تھی اور حکم دیا تھا مگر وہ بھول گیا اور بے احتیاطی سے کام لیا اور یاد نہ رکھا اور ہم نے اس میں پختگی اور استقلال نہ پایا۔ یعنی حضرت آدمؑ نے اس حکم اور تاکید کو یاد نہ رکھا جس چیز کے کھانے سے منع کیا تھا اس کے کھانے میں مبتلا ہو گئے ہم نے اس کے ارادے میں ہمت و استقلال اور پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہی جو دانا کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے (۱۱۵) اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو اس پر سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس ابلیس نے تعمیل سے انکار کیا (۱۱۶) پھر ہم نے آدمؑ سے کہا اے آدمؑ یہ ابلیس یقیناً تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو کسی غلطی کے ارتکاب کے باعث جنت سے نکلوا دے پھر تو تکلیف و مصیبت میں پڑ جائے۔ یعنی ابلیس تجھ کو کسی غلطی پر بہکا کر آمادہ کر دے اور تم دونوں جنت سے نکال دئے جاؤ اور معیشت کے چکر میں پھنس جاؤ چونکہ بیوی کی ذمہ داری بھی خاوند پر ہوتی ہے اس لئے آدمؑ کو مشقت میں مبتلا ہونے سے ہوشیار کیا اگرچہ پریشانی بیوی کو بھی ہوتی ہے (۱۱۷) جنت میں تیرے لئے یہ بات ہے کہ یہاں نہ تو بھوکا رہے گا اور نہ ننگا۔ (۱۱۸) اور نہ یہاں تو پیاسا رہے گا اور نہ دھوپ کی تکلیف اٹھائے گا۔ یعنی بھوک پیاس برہنگی اور دھوپ ان تمام تکالیف سے یہاں محفوظ ہو اور اگر شیطان کے بہکانے سے کوئی غلطی کر بیٹھے اور یہاں سے نکال دئے گئے تو ہر قسم کی تکلیف اور مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے (۱۱۹) پھر شیطان نے آدمؑ کے جی میں وسوسہ ڈالا اُن سے کہنے لگا اے آدمؑ کیا میں تجھ کو ہمیشہ زندہ رکھنے والا درخت بتا دوں نیز ایسی بادشاہت بتا دوں جو کبھی پرانی نہ ہو۔ ممنوعہ درخت کے کھانے پر یہ کہہ کر ابھارا کہ تم کو ایسا درخت بتا دوں جس کی خاصیت یہ ہو کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ زندہ اور خوش و خرم رہو اور ایسی بادشاہی ملے جو لازوال ہو نہ اس میں ضعف آئے نہ کبھی پرانی ہو۔ لازوال حکومت اور لازوال زندگی کا لالچ دیکر شجر ممنوعہ کے کھانے پر آدمؑ کو آمادہ کر دیا (۱۲۰) اس وسوسے اور کہنے کا یہ اثر ہوا کہ دونوں میاں بیوی نے اس درخت میں سے کچھ کھا لیا بس کھاتے ہی دونوں کی شرم گاہیں اُن پر کھل گئیں اور وہ دونوں جنت کے پتے ملا ملا کر اپنے اوپر رکھنے لگے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری میں قصور کیا اور وہ غلطی میں پڑ گیا۔ یعنی آدم پر شیطان کا داؤں چل گیا اور اس سے کوتاہی سرزد ہو گئی اور ہمیشگی حاصل کرنے کے لئے غلطی میں پڑ گئے شرم گاہیں کھل گئیں اور برہنہ ہونے کی حالت میں اپنے اپنے بدن پر پتے چپکانے لگے اور معذرت کرنے لگے معذرت کے سوا رشاد ہوتا ہے (۱۲۱) پھر توبہ کے بعد اس کے پروردگار نے اس کو نوازا اور برگزیدہ بنا لیا اور اسکی توبہ قبول فرمائی اور اسکو راہ راست پر قائم رکھا (باقی ط ۵۱۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۱۰) یعنی اس پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اس کو نواز دیا اور صحیح راہ پر قائم رکھا یعنی اس سے پھر غلطی کا ارتکاب نہیں ہوا (۱۲۲) شجر ممنوعہ سے کھانے کے بعد ارشاد ہوا تم دونوں جنت سے نیچے اُتر جاؤ در آں حالیکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے یعنی تمہاری اولاد باہم ایک دوسرے کی دشمن ہوگی تفسیر صفحہ ہٰذا۔ پھر اگر میری جانب سے تمہارے پاس کوئی ہدایت پہونچے تو اس ہدایت کے پہونچنے کے بعد جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ نہ بے راہ ہوگا اور نہ وہ تکلیف میں مبتلا ہوگا اور شقاوت و بدبختی سے دور رہے گا ؛ جنت سے نکالتے وقت تعلق کو منقطع نہیں فرمایا بلکہ یوں ارشاد ہوا کہ اولادِ آدم میں باہم دشمنی ہوگی اور آپس میں پھوٹ ہوگی میں تمہارے پاس بذریعہ کتاب اور پیغمبر اپنی ہدایت بھیجوں گا پھر اگر تمہارے پاس میری ہدایت پہونچے تو رسول کا کہنا ماننا اور کتاب پر عمل کرنا جو بذریعہ کتاب و رسول بھیجی ہوئی میری ہدایت کی اتباع اور پیروی کرے گا تو وہ دنیا میں گمراہی سے مامون اور قیامت میں شقاوت سے محفوظ رہے گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک دوسرے کی دشمن بنے اُن کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کرکے گناہ کیا اس رفاقت کا بدلا یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی ۱۲ (۱۲۳) جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض اور روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اور نابینا کرکے اُٹھائیں گے ؛ یعنی جو اس بھیجی ہوئی نصیحت سے روگردانی کا مرتکب ہوگا تو ہم قیامت سے پہلے اس پر دنیا اور قبر کی زندگی تنگ کر دیں گے اور قبر سے اندھا اُٹھائیں گے۔ یعنی نہ دنیا میں چین نصیب ہوگا اور نہ قبر میں۔ چین اور اطمینان تو موقوف ہے ذکرِ الٰہی پر وہ نصیب نہیں تو ایسوں کو اطمینان کہاں اور جب محشر میں اندھا بن کر آئیگا تو گھبرا کر کہے گا (۱۲۴) اے میرے پروردگار آپ نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا ؛ یعنی میں تو خاصہ اچھا بھلا دیکھتا بھالتا تھا آج میدانِ حشر میں مجھے اندھا کیوں کر دیا (۱۲۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا جیسی تجھ کو سزا دی گئی ایسا ہی تیرا عمل تھا ہماری آیات و احکام تیرے پاس پہونچے تھے سو تو نے اُن کو بھلا دیا اور ان کا کچھ خیال نہ کیا لہٰذا آج تجھ کو بھی اُسی طرح فراموش کر دیا جائیگا ؛ یعنی ہمارے احکام تیرے پاس پہونچے تھے تو نے اُن کی کچھ پروا نہ کی اور اُن احکام کا کچھ خیال نہ کیا اُن احکام سے غفلت برتی اور بالکل ہی بھلا دیا۔ بس اس طرح آج تیرا بھی خیال نہ رکھا جائیگا اور تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا جیسے کسی بھلائے ہوئے شخص سے کیا جاتا ہے تجھ کو جو سزا دی گئی وہ تیرے عمل کے مناسب دی گئی ہے پھر تو تعجب کیوں کرتا ہے (۱۲۶) اور ہم اسی طرح ہر اُس شخص کو بدلا دیں گے جو حدِ عبودیت سے بڑھ جائے اور حد سے تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور یقیناً آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بڑا ہی دیرپا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا کہ میری اُمت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑھ کر گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی کو یاد ہوئی پھر اُس نے بھلا دی۔ یعنی یہ عذاب اندھے ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ ۱۲ (۱۲۷) کیا ان لوگوں کو اس بات سے بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی اور ان کو ہدایت میسر نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں اور بہت سے ایسے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ جن کے رہنے اور بسنے کے مکانوں اور مقامات میں یہ کفارِ مکہ چلتے آتے اور چلتے پھرتے ہیں بلاشبہ ان قوموں کی تباہی میں اہلِ عقل و فہم کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ؛ یعنی جو بستیاں اپنی نافرمانی کے باعث ان سے پہلے ہلاک کی جا چکی ہیں اور یہ ان کے اُجڑے ہوئے مکانوں اور کھنڈروں میں چلتے پھرتے ہیں اور سفر میں وہ مقامات ان کی گزرگاہ بھی ہیں انہیں دیکھ کر انہیں ہدایت و بصیرت اور عبرت نہیں ہوتی اگر ان کو عقل ہوتی اور یہ فہم سے کام لیتے تو سابقہ اقوام کی تباہی میں موعظت اور ہدایت کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں (۱۲۸) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی اور ایک وقت کا تقرر اور تعین نہ ہو چکا ہوتا تو ان پر یقینی طور پر عذاب لازم ہو جاتا ؛ یعنی حضرت حق تعالیٰ ان کی گرفت کے متعلق اگر ایک بات پہلے طے نہ کر چکا ہوتا اور ان کے عذاب کا وقت مقرر نہ فرماتا تو ان پر عذاب لازم ہو جاتا اور ان کا بھینٹا ہو چکا ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آخر وعدے پر بھینٹا ہوا کافروں اور مسلمانوں میں ۱۲ (۱۲۹) سو اے پیغمبر

عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ

ہوگے پھر اگر تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت پہونچے تو جو شخص میری اس ہدایت کی

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن

پیروی کریگا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں مبتلا ہوگا۔ اور جو شخص میری اس نصیحت سے

ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ

روگردانی کرے گا تو اس کو ایسی زندگی نصیب ہوگی جو تنگ ہوگی اور ہم اس کو قیامت کے دن

الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ

اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ

كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَ

میں تو دیکھنے والا تھا۔ خدا تعالیٰ فرمائیگا تو نے ایسا ہی عمل کیا تھا کہ ہماری آیتیں تیرے پاس پہنچی تھیں سو تو ان آیتوں کو بھول گیا

كَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

اور جس طرح تو نے ان کو بھلایا اسی طرح آج تو بھی فراموش کر دیا جائیگا اور اسی طرح ہم اس شخص کو بدلا دیں گے جو حد سے گزر جائے

يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾

اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور یقیناً آخرت کا عذاب بڑا ہی سخت اور بہت ہی دیرپا ہے۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ

کیا ان لوگوں کو اس بات سے بھی ہدایت حاصل نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ جن کے

فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا

رہنے اور بسنے کے مکانوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں بیشک ان قوموں کی تباہی میں اہلِ عقل کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور اگر آپ کے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾

رب کی طرف سے ایک بات کی پہلے اور ایک وقت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا تو ان پر عذاب لازمی طور پر ہو جاتا۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

سو جو کچھ یہ کافر کہتے ہیں اے پیغمبر اس پر آپ صبر کرتے رہیے اور آفتاب نکلنے سے

ع ۷ / ۱۳ / ۱۶

طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ

پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کیساتھ پاکی بیان کیا کیجئے اور رات کی بعض گھڑیوں میں بھی اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے

وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

اور دن کے کناروں پر بھی تاکہ آپ خوش ہوں۔ اور ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دنیاوی زندگی کی

إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

رونق کا جو سامان برتنے کو دے رکھا ہے تاکہ ہم اس سے ان کو آزمائیں آپ اس ساز وسامان کی جانب آرزو بھری نگاہ

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

کیجئے اور آپکے رب کا عطیہ اس ساز وسامان سے بدرجہا بہتر اور بہت زیادہ دیرپا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ

نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے روزی تو آپ کو ہم دیا کرتے ہیں

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن

اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ اور یہ مشرک یوں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے رب کی جانب سے ہمارے پاس

رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّا

کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتا کیا ان لوگوں کے پاس کتب سابقہ کے مضامین کا مصداق نہیں پہنچا یعنی قرآن یا رسول۔ اور اگر ہم انکو

أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا

اس مصداق کے پہنچنے سے قبل کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو اس وقت یہ لوگ یوں کہتے اے ہمارے رب تو نے

أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ

ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم قبل اس کے کہ عذاب سے خوار و رسوا ہوں تیرے احکام کی

وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ

پیروی کرتے۔ آپ ان سے فرما دیجئے تم اور ہم سب مستقبل کے منتظر ہیں سو تم اور انتظار کر دو اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا

مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾

کہ سیدھی راہ چلنے والے کون ہیں اور راہ یافتہ کون ہے یعنی ہم یا تم۔

ع ٨ / ١٧

یہ کافر جو کچھ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور برداشت سے کام لیجئے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور رات کی بعض گھڑیوں میں اپنے رب کی پاکی بیان کیا کیجئے اور دن کے کناروں اور حدوں پر بھی پاکی بیان کیا کیجئے۔ شاید کہ آپ راضی اور خوش ہوں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دن کی حدوں پر یعنی پہر پہر پر وقت ہے نمازوں کے سوائے پہلے پہر کے تو راضی ہوگا یعنی اُمت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے ۱۲ اپنے پیغمبر کو کفار کی جانب سے جو اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں اُن کا علاج بتایا کہ صبر کرتے رہو اور نماز پڑھو۔ صبر کی تلقین اور نماز کی تاکید یہ علاج ہے کفار کے ستانے کا۔ اس آیت میں تمام نمازوں کی طرف اشارہ ہے قبل طلوع و غروب میں فجر و عصر کی طرف اشارہ ہے رات کی گھڑیوں میں مغرب عشا اور تہجد آگئی اور اطراف النہار میں ظہر کی نفل کی طرف اشارہ ہے بعض حضرات نے قبل غروبہا میں ظہر عصر کو شامل کیا ہے۔ اگر صبر کیا اور نماز کی پابندی رکھی تو اس قدر اجر و ثواب ملے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے یا یہ کہ آپ کی ایسی مدد ہوگی اور ستانے والے ایسے مغلوب ہوں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے یا یہ کہ آپ کی امت کو آپ کی سفارش سے بخشا جائیگا (۱۳۰) اور ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دُنیوی زندگی کی رونق کا جو سامان برتنے کو دے رکھا ہے تاکہ ہم انکو اس سے آزمائیں آپ اُس سامان کی طرف آرزو بھری نظر نہ دوڑائیے اور آپ کے پروردگار کا عطیہ اور اُس کی دی ہوئی روزی بدرجہا بہتر اور دیرپا اور باقی رہنے والی ہے ؎ یعنی منکرین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے آزمانے کے لئے رونق اور عیش کے سامان دے رکھے ہیں ان پر نظر نہ دوڑائیے اور استحسان و اعجاب اور تمنا کی نظر نہ ڈالیے یعنی اس سامان کو اچھا سمجھنا یا ان کے سامان کو تعجب یا ان کے سامان اور رونق کی تمنا کرنا اور للچائی ہوئی نظر نہ ڈالو۔ اور جو کچھ پروردگار نے دے رکھا ہے یا جو آخرت میں عطا ہونے والا ہے وہ آپ کے پروردگار کا عطیہ بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والا ہے یعنی دائمی رونق اور عیش کے مقابلہ میں یہ سب کچھ بے حیثیت ہے اور نگاہ اٹھا کر دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ اپنے پیغمبر کو فرمایا دوسروں کے سنانے کو ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کفار کے سامان آرائش کو نگاہ بھر کے نہیں دیکھا (۱۳۱) اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے اور روزی نہیں طلب کرتے روزی تو ہم آپکو دیا کرتے ہیں اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے ؎ یعنی جو بات زیادہ اہم اور قابل توجہ ہے وہ تو نماز ہے اپنے متعلقین سے بھی پڑھوائیے اور خود بھی پابند رہیے کیونکہ خود ایک کام کو کرنا اور زبان سے دوسروں کو سمجھانا زیادہ مفید اور ابلغ ہے ہم آپ سے روزی نہیں طلب کرتے جس طرح دنیا کے آقا غلاموں کو روزی کمانے پر مجبور کرتے ہیں وہ آقا اور مالک روزی خود ہر ایک کو دیتا ہے وہ تو عبادت چاہتا ہے اور تمام مخلوق کو وہ خود روزی دیتا ہے اور انجام کار تقویٰ اور پرہیزگاری ہی کا بھلا ہے اس لئے کافروں کی رونق پر توجہ کرنے کی ضرورت نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور خاوند غلام سے روزی کرواتے ہیں وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے ۱۲ (۱۳۲) اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے پروردگار کی جانب سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتا کیا ان لوگوں کے پاس کتب سابقہ اور صحف سابقہ کے مضامین کا مصداق نہیں پہنچا ؎ یعنی جہاں ان مخالفین کے اور اعتراض ہیں منجملہ اُن کے یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کوئی نشانی خدا تعالیٰ کی جانب سے ہمارے پاس کیوں نہیں لے آتا۔ حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب میں فرمایا کہ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس رسول کا اور اس قرآن کا کتب سابقہ میں ذکر موجود ہے اور جو صحائف اور کتب پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں جو مضامین اُن میں لکھے وہی اس قرآن میں ہے اور جن نبی آخر الزماں کا تذکرہ اُن میں آیا ہے اسی کے مصداق یہ پیغمبر تشریف لائے ہیں اتنی صاف اور واضح نشانی کی موجودگی میں اور کسی نشانی کا مطالبہ ایک لایعنی مطالبہ ہے خود قرآن ہی اتنا بڑا نشان ہے اور کتب سابقہ کے تمام مضامین کا محافظ اور معاون ہے کہ اس کے بعد کسی نشانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے آخر زمانے کے رسول کی

(باقی حاشیہ میں)

بقیہ صفحہ ۴۸۳

اس قوم کے افراد نے عرض کیا. شاید کسی ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو ہوئی ہوگی ۔ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم کے لوگ اس سرزمین میں بہت فساد برپا کرتے ہیں توکیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم تیرے لئے بطور امداد کچھ روپیہ اور مال جمع کر دیں تاکہ تو ہمارے اور اُن کے درمیان ایک آڑ اور دیوار بنا دے ۔ یاجوج ماجوج کوئی قوم غیرمعمولی طاقت کی مالک ہوگی ۔ اگرچہ اس وقت تک اس قوم کا پتہ اور اس دیوار کا سراغ نہیں مل سکا لیکن کیا عجب ہے کہ مستقبل قریب یا بعید میں پتہ لگ جائے جس طرح بعض براعظم ایسے پہلے معلوم نہ تھے اور بعد میں معلوم ہوئے ۔ یہ قوم ان کی مدافعت کی طاقت نہ رکھتی تھی اس لئے ذوالقرنین کو بڑا بادشاہ سمجھ کر اس سے درخواست کی اور اس نے منظور کر لی ۔ اور اس درّے کو جس سے یاجوج ماجوج نکل کر مار دھاڑ کرتے تھے بند کر دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج واسباب صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا ذو داد دن کی اولاد ایک یاجوج ایک ماجوج ۔ نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا کیا نام تھا ۔ ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے مفسرین کے مختلف اقوال میں سے ایک قول کو اختیار کر لیا ہے (۹۴) ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے جس مال پر اقتدار اور اختیار دیا ہے وہ بہتر اور کافی ہے یعنی چندہ جمع کرنے اور باچھ کا مال اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں البتہ تم اتنا کرو کہ ہاتھ پاؤں سے میری امداد کرو تو میں تمہارے اور ..... یاجوج ماجوج کے مابین ایک مضبوط دیوار بنا دوں اور اس درّے کو بند کر دوں ۔ یعنی میرے پروردگار نے مجھے جس مال پر تصرف کا اختیار دے رکھا ہے وہ کافی ہے ۔ مجھے تو ہاتھ بٹانے والوں کی ضرورت ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو ۱۲ (۹۵) ؞

بقیہ صفحہ ۴۸۴

اہل تاریخ کا خیال ہے کہ یہ سکندر وہ ہے کہ جس کا پایۂ تخت یونان تھا اور یہی اسکندریہ کا بانی تھا ۔ یہ سکندر حضرت مسیحؑ سے تقریباً تین سو برس پہلے ہوا تھا ۔ کسی نے کہا وہ ایک رومی جوان تھا ۔ کسی نے کہا اس کا نام عبداللہ بن ضحاک تھا ۔ لیکن سہیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو ذوالقرنین ہوئے ہیں ایک وہ جو یونانی ہے اور ایک وہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ہوا ہے اور ملت ابراہیمی کا پیرو تھا اور حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لایا تھا ۔ قرآن میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے یہ وہی ذوالقرنین ہے ابن کثیر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے ۔ البتہ امام رازی نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے ۔ واللہ اعلم ۔ یہ ذوالقرنین نبی ہو یا نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ سکندر ایک صالح ۔ دیندار مومن اور منصف مزاج بادشاہ تھا اور اس کے وزیر حضرت خضرؑ تھے اور یونانی سکندر کافر اور اس کا وزیر ارسطو تھا اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ ابراہیمی ذوالقرنین اولیاء اللہ میں

سے ہو ۔ رہی ذوالقرنین کی سد اور دیوار جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے اُس کے متعلق قرآن و حدیث سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) وہ دیوار لوہے کی ہے (۲) اس دیوار کے دونوں سرے دو طرفہ پہاڑ سے ملے ہوئے ہیں جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ وہ ایک پہاڑی درہ اور گھاٹی ہے جو اس دیوار سے بند کر دی گئی ہے (۳) اس کا بنانے والا کوئی ذی مرتبت بادشاہ ہے (۴) اس دیوار کے اس پار جو یاجوج ماجوج ہیں وہ ابھی تک نہیں نکلے اور ظاہر نہیں ہوئے (۵) وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے رہتے ہیں مگر ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ۔ صرف حضورؐ کے زمانے میں ایک سوراخ اس میں ہو گیا تھا جس قدر وہ چھیلتے ہیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے وہ رات کو پھر اسی طرح کر دی جاتی ہے ۔ قرب قیامت میں شام کو انشاء اللہ کہہ کر جائیں گے اور وہ رات کو درست نہ ہوگی اور دوسرے روز اس کو توڑ کر نکل آئیں گے (۶) وہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نکلیں گے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور طاقت میں بھی عام انسانوں سے بہت زیادہ ہوں گے (۷) وہ دفعتہً حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے مر جائیں گے اس وقت حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ہمراہی طور پر پناہ گزیں ہوں گے اور دوسرے لوگ اپنے اپنے مکانوں میں بند ہوں گے ۔

ظاہر ہے کہ باوجود ترقی کے اور جغرافیائی تحقیق کے لوگ اس کا پتہ نہیں لگا سکے اور وہ ابھی تک پردہ اخفا میں ہے ۔ جو کچھ قرآن نے فرمایا ہے اور جو کچھ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کی تصدیق کرنی اور اُس پر ایمان رکھنا چاہیئے (۱۰۱)

کیا اب بھی منکرین دین حق کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز اور اپنا حمایتی بنائیں اور میرے سوا میرے بندوں کو اپنا معبود و حاجت روا مقرر کریں بلاشبہ ہم نے ان منکروں کی مہمانی کو دوزخ تیار کر رکھی ہے ۔ یعنی میرے بندے مثلاً مسیح علیہ السلام اور فرشتہ وغیرہ جو میرے مملوک اور محکوم ہیں میرے مقابلہ میں ان کو اپنا معبود اور حمایتی پکڑیں ۔ اس توقع پر کہ یہ قیامت میں ہم کو عذاب سے بچائیں گے تو یہ بات بالکل غلط ہے وہ ان کے کچھ کام آنے والے نہیں اور وہ اُس جہنم سے بچانے والے نہیں ۔ جو بطور مہمانی ان منکروں کے لئے ہم نے تیار کر رکھی ہے (۱۰۲)

بقیہ صفحہ ۴۸۸

گھبرا کر ایک کھجور کے سوکھے ہوئے درخت سے کمر لگا کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی میں اس حالت سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی یعنی دنیا میں کوئی میرا نام لینے والا بھی نہ ہوتا اور میں بالکل نیست و نابود ہو چکی ہوتی (۲۳) اس وقت حضرت جبریلؑ نے بحکم خداوندی حضرت مریم جس ٹیلے پر بیٹھی تھیں اُس کے نیچے سے پکار کر کہا اے مریم غمگین نہ ہو تیرے پائیں اور اس ٹیلے کے نشیبی حصہ میں تیرے پروردگار نے ایک چشمہ اور نہر کو جاری کر دیا ہے ۔ یعنی حضرت مریم زمین کے ایک بالائی حصہ میں بیٹھی تھیں فرشتہ سامنے نہیں آیا بلکہ نشیب اور زیرین حصہ سے پکار کر کہا کہ غمگین نہ ہو غمگین اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں ۔ آپ کے نشیبی اور پائیں حصہ میں آپ کے پروردگار نے نہر جاری کر دی ہے یعنی ایک چشمہ پھوٹ نکلا ہے یہ پانی پینے اور نہلانے کے کام آئے گا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت جبریلؑ اگر سامنے نہیں آئے لیکن حضرت مریمؑ نے ان کی آواز پہچان لی ہوگی (۲۴)

اور اے مریم اس سوکھی ہوئی کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا اور اُس کو حرکت دے اس حرکت دینے اور ہلانے سے تجھ پر تر و تازہ اور پکی کھجوریں جھڑیں گی (۲۵)

بقیہ صفحہ ۴۹۳

تو یہ اپنی گمراہی کا پھل پانے والوں سے متشنیٰ ہوں گے اور یہ لوگ جنتی ہوں گے اور جزا دیتے وقت ان کا نقصان اور کوئی حق تلفی نہ ہوگی (۶۰) وہ جس میں داخل ہوں گے وہ دائمی اور ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے بن دیکھے اور غائبانہ وعدہ فرمایا ہے ۔ بلاشبہ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر سے پہنچنا ؞ غیب پر ایمان لانے کا صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالےٰ نے ان دیکھی جنت کا وعدہ فرما لیا اور اللہ تعالےٰ نے جس چیز کا وعدہ فرمایا ہے بندے اُس کو ضرور پہنچیں گے اور ضرور حاصل کر کے رہیں گے ۔ ماتیا کا ترجمہ ہم نے دونوں طرح کر دیا ہے (۶۱) یہ جنتی لوگ اس جنت میں کوئی لغو اور فضول بات نہیں سنیں گے مگر سلام کی آواز اور ان لوگوں کو ان کی روزی صبح اور شام ملا کرے گی ؞ یعنی وہاں سوائے سلام کے اور کوئی لغو اور بیہودہ بات یا بک بک نہیں ہوگی یہ سلام یا تو فرشتے کریں گے اور یا آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے ہوں گے ۔ صبح شام کا یہ مطلب کہ مقدار صبح و شام یعنی اندازے سے ورنہ وہاں یہ دنیا کی صبح و شام کہاں اور جہاں نور ہی نور ہو وہاں تاریکی کہاں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بک بک نہ سنیں گے سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے ۱۲ (۶۲) یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اُس شخص کو وارث اور مالک بنائیں گے جو بندہ خدا سے ڈرنے والا ہوگا ؞ یعنی متقی اور پرہیزگار بندے اس جنت کے مالک ہوں گے جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ شرک سے بچا ہو اور مشرک نہ ہو ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ۔ میراث آدمؑ کی کہ اول اُن کو بہشت ملی ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت عطا ہوئی تھی لہٰذا آدم کی وہی اولاد اس کی میراث پائے گی جو ان کی ہم مشرب اور ہم عقیدہ ہوگی (۶۳) ؞

اور ہم آپ کے پروردگار کے حکم دیئے بدون نہیں اتر سکتے ۔ جو زمان و مکان ہمارے آگے ہے اور جو زمان و مکان ہمارے پیچھے ہے اور جو ان دونوں کے مابین ہے سب اسی کی ملک ہے یعنی جملہ مکان و زمان میں اسی کی فرماں روائی ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے ؞

بقیہ صفحہ ۴۹۴

کیونکہ ان اشقیا کو تو وہ خوب جانتا ہی ہے ۔ بلکہ یہ چھٹائی اس لئے کی جائے گی کہ پہلے جہنم میں ان سرکشوں کو اور اکڑنے والوں کو ڈالا جائے گا یعنی یہ چھٹائی پہلے ڈالنے کے لئے ہوگی نہ کسی مزید تحقیقات اور معلومات میں اضافہ کی غرض سے (۷۰)

اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کا گذر جہنم پر نہ ہو یہ ورود مذکور اور یہ جہنم سے گذر آپ کے پروردگار پر حسب وعدہ لازم شدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا ؞ چونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اس لئے اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کو پورا کرے گا اور جب وہ پورا کریگا تو یقین کرو کہ یہ بات پوری ہو کر رہے گی ۔ کوئی دخول

جہنم کے لئے گذرے گا اور کوئی محض عبور کے لئے۔ گرنے والوں کی بھی دو قسمیں ہیں کوئی ہمیشہ کے لئے اور کوئی کچھ عرصہ کے لئے جیسے مومن گنہگار۔ (۷۱) پھر ہم ان لوگوں کو جو خدا سے ڈرتے رہتے تھے نجات دے دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا اوندھا پڑا ہوا چھوڑ دیں گے ∴ یعنی مومنین کاملین کو تو پہلے ہی نجات مل جائے گی اور وہ سلامتی کے ساتھ گذر جائیں گے اور مومن گنہگار کچھ عرصہ کے بعد نجات حاصل کرلیں گے اور دین حق کے منکرین اس میں ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے اور گھٹنوں کے بل اوندھے گر پڑیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بہشت کو راہ نہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے۔ بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال۔ برابر تیز جیسے تلوار کا چھتی۔ ایمان والے اس پر سلامت گذر جائیں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا ۱۲ خلاصہ یہ کہ کامل مومنین تو گذر جائیں گے اور اعصاۃ مومنین سزا بھگت کر یا شفاعت سے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غرض جو سچے دل سے کلمہ پڑھنے والا ہے وہ آگے پیچھے نکل ہی جائے گا۔ خواہ کچھ دنوں سزا بھگتنی پڑے آخر میں صرف دین حق کے منکر ہی رہ جائیں گے اور ان پر دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا اعاذنا اللہ منہا (۷۲) ∴

بقیہ صفحہ ۴۹۶

اور انہوں نے رحمان سے وعدہ حاصل کرلیا ہوگا جیسے ملائکہ انبیاء صلحاء اور علماء یہ لوگ حسب اجازت صرف مومنین کے شفیع ہوں گے اہل انکار اور اہل کفر کا کوئی شفیع نہ ہوگا اور دین حق کے منکر شفاعت سے محروم ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ نے جس کو وعدہ دیا ہے وہی سفارش کرے گا ۱۲ (۸۷)

اور یہ منکر کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے ∴ یعنی حضرت حق تعالیٰ سے بیٹا اور بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں جیسے نصاریٰ اور یہود کے بعض فرقے اور کفار عرب کے بعض لوگ (۸۸) بلاشبہ تم نے یہ ایک سخت نامعقول اور بھاری بات گھڑی ہے اور تم ایک ایسی بھاری چیز میں آگئے ہو ∴ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بھاری گناہ ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت ایک ایسا بھاری گناہ ہے جس کے نیچے تم آدبے ہو اور آپھنسے ہو کہ العیاذ باللہ (۸۹) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں ✲ یعنی اس بات سے غضب الٰہی حرکت میں آجائے اور تمام کائنات کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر رکھ دے یا عذاب اکبر یعنی قیامت آجائے اور سارا عالم درہم برہم ہو جائے (۹۰) اس بات سے کہ یہ منکر رحمان کی جانب اولاد کی نسبت کرتے ہیں ✲ یعنی اللہ کے لئے احتیاج ثابت کرنے سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہو سکتا ہے (۹۱) حالانکہ رحمان کو یہ لائق نہیں اور اس کی یہ شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے اور وہ اولاد رکھے (۹۲) کوئی نہیں آسمانوں میں اور زمین میں مگر یہ کہ رحمان کے حضور حاضر ہوں گے بندہ بن کر ✲

بقیہ صفحہ ۵۰۰

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا جو دیکھتا وہ محبت کرنے لگتا۔ اپنی نگرانی میں تیار کرنے اور پرورش کا مطلب یہ ہے کہ خاص نگرانی اور مہربانی کے ماتحت ان کی پرورش ہو اور ملکات نبوت سے ان کو سرفراز کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں :- فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰؑ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا تب خواب میں یہ دیکھا، صندوق نہر میں ڈال دیا وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھایا ان کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اپنا بیٹا کر کر پالا ۱۲ (۳۹) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تیری بہن اجنبی بنی ہوئی فرعون کے گھر چلتی ہوئی آئی اور فرعون والوں سے کہنے لگی " تم کہو تو میں تم کو ایک ایسی شخصیت بتاؤں اور کسی ایسی شخصیت کا پتہ بتا دوں جو اس کی پرورش اور کفالت کرسکے۔ پس اس تدبیر سے ہم نے تجھ کو تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کھائے اور اے موسیٰؑ تو نے ایک شخص یعنی قبطی کو مار ڈالا تھا پھر ہم نے تجھ کو اس کی پریشانی اور غم سے نجات دی اور بچالیا اور ہم نے تجھ کو کئی کئی طرح امتحان میں مبتلا کیا پھر تو مدین والوں میں کئی سال قیام پذیر رہا اور آخر کار ایک وقت خاص پر جو مقدر تھا تو یہاں آیا ∴ حضرت موسےٰ کی پیدائش سے لے کر پہاڑ پر آنے تک کے تمام واقعات بطور احسانات یاد دلائے مزید تفصیل انشاء اللہ سورہ قصص میں آجائے گی۔ بچپنے میں فرعون کے ہاتھوں انہی کی ماں کی گود میں پرورش کرائی اور جوانی میں بھی ان کی غلطی سے جو قبطی مارا گیا تھا فرعون کے شر سے محفوظ رکھا اور مدین کے راستے میں جو تکلیف برداشت کیں ان کو فرمایا وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا۔ ایک وقت خاص جو مقرر تھا یعنی راستہ بھولے اور تقدیر یہاں لے آئی جس کا تم کو گمان بھی نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سارہ قصہ سورہ قصص میں ہے ۱۲ (۴۰) اور میں نے تجھ کو خاص اپنے لئے منتخب کیا اور بنایا ہے ∴ یعنی اپنی توحید کی تبلیغ کے لئے ہم نے تمہارا انتخاب کیا ہے اور تمہاری ساخت اس لئے کی ہے کہ جہاں ہم کہیں تم ہمارا پیام لے کر وہاں جاؤ (۴۱)

بقیہ صفحہ ۵۱۲

یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے ۱۲ (۱۳۳) اور اگر ہم ان کو اس مصداق کے پہنچنے سے قبل کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو اس وقت یہ لوگ یوں کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم تیرے احکام اور تیری کتاب اور تیرے کلام کی پیروی کرتے ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ∴ یعنی اب تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کیوں نہیں لاتا اور اگر فرض کرو نزول قرآن اور پیغمبر کی تشریف آوری سے قبل ہم ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ہلاک و برباد کر دیتے تو یہ قیامت کے دن یوں کہتے کہ آپ نے اس ذلت و رسوائی سے پہلے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور تیرے کلام کا اتباع کرتے یعنی قیامت میں جہنم کا عذاب دیکھ کر دنیوی ہلاکت اور وہاں کے عذاب کا گلا کرتے کہ بعثت رسول سے پہلے ہم کو دنیا میں ہلاک کیوں کیا اور یہاں کی ذلت و رسوائی کا مستحق کیوں بنایا ذلت عذاب کی اور رسوائی غیروں کے سامنے (۱۳۴) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اور ہم سب کے سب منتظر ہیں سو تم اور انتظار کرو اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے والے کون ہیں اور راہ یافتہ کون ہے ∴ یعنی تم ہمارے انجام کے منتظر ہو اور ہم تمہارے انجام کے منتظر ہیں لہٰذا چند سال اور ٹھیر جاؤ اور انتظار کرلو مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور وہ کون ہے جو راہ یافتہ اور منزل مقصود تک پہنچنے والا ہے یعنی مرنے کے بعد ہی یہ سب معلوم ہو جائے گا اور قیامت میں تو سب کچھ آشکارا ہی ہو گا (۱۳۵)

الحمد للہ والمنۃ کہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ

مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۵۳ء پیر کے روز

سورہ طٰہٰ کی تیسیر ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰیَةً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ

ان لوگوں کے حساب کا وقت ان کے قریب آلگا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ غفلت میں ہیں۔

مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

اور روگردانی کر رہے ہیں کوئی نئی نصیحت ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس نہیں آتی

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ

مگر یہ کہ وہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَاۤ

اور جانب مشغول ہوتے ہیں، اور یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ شخص یعنی محمدؐ کچھ بھی نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

مگر تم ہی جیسا ایک بشر ہے تو تم کیوں آنکھوں دیکھتے جادو میں

تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ

پھنسے کو آتے ہو پیغمبر نے فرمایا میرا رب ہر بات کو خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں

وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْۤا

خوب جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے بلکہ ان ظالموں نے یہ بھی کہا

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ

کہ یہ قرآن پریشان خواب و خیالات کا مجموعہ ہے نہیں بلکہ محمدؐ نے اسکو خود گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ یہ محمدؐ تو ایک شاعر ہے

فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَاۤ

سو اس کو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی بڑی نشانی لائے جیسی نشانی کے ساتھ پہلے لوگ بھیجے گئے ہیں جس کسی

ان منکرین کے حساب کا وقت قریب آلگا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ ابھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اعراض و بے اعتنائی کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ یعنی قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ ہر روز قریب ہو رہی ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ یہ غفلت و جہالت میں پڑے ہوئے ہیں اور اگر کوئی نصیحت کی بات سناؤ تو اس کو ٹلا جاتے ہیں اور اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور بے پروائی کا برتاؤ کرتے ہیں (۱) ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے کوئی نئی نصیحت اور تازہ نصیحت نہیں آتی مگر یہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔ یعنی جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے اور ان کو خدا کا کلام سنایا جاتا ہے تو یہ کھیلنے اور استہزا کرتے رہتے ہیں۔ یعنی اس کو کھیل اور استہزا کی حالت میں سنتے ہیں جو نہ سننے کے برابر ہے۔ (۲) ان کے دل اور جانب مشغول ہوتے ہیں اور یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ محمد کچھ نہیں مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے تم تو آنکھوں دیکھتے کیوں جادو میں پھنسے کو آتے ہو یعنی سنتے وقت ان کے دل اور جانب متوجہ و مشغول ہوتے ہیں، اور چپکے چپکے سازشیں کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ محمد بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہے یہ کسی خاص شخصیت کا مالک نہیں ہے اور نہ پیغمبر ہے اور یہ جو کلام سناتے ہیں اس میں ایک قسم کی دلکشی ضرور ہے مگر وہ دل کشی جادو کی ہے اور یہ جادو آمیز کلام ہے لہٰذا تم دیکھتے بھالتے اور جانتے بوجھتے کیوں جادو میں مبتلا ہونے کو آتے ہو۔ مکہ میں کافروں کی قوت اگرچہ کمزور نہ تھی لیکن پھر بھی پروپیگنڈہ کرنے والوں کی عام عادت یہی ہے کہ وہ چپکے چپکے لوگوں کو اپنا ہمخیال بناتے ہیں۔ اس لئے فرمایا واسروا النجوٰی یعنی چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ (۳) پیغمبر نے فرمایا میرا پروردگار ہر بات کو خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ یعنی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ان کے اقوال کو سنتا اور ان کے افعال کو جانتا ہے (۴) ان لوگوں نے صرف جادو ہی نہیں کہا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن پریشان خواب و خیالات ہیں اور پریشان خواب و خیالات کا مجموعہ ہے۔ بلکہ محمدؐ نے خود اس کو اپنے قصد و اختیار سے گھڑ لیا اور بنا لیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ محمدؐ ایک شاعر ہیں اور شعر کہتے ہیں اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو کوئی نشانی ایسی لائیں جیسے پہلے لوگ رسول بنائے گئے اور جیسی نشانیوں کے ساتھ وہ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں مختلف خیال رکھتے تھے کوئی جادو کہتا اور حضورؐ کو جادوگر یا جادو زدہ کہتا کوئی اس سے بڑھ کر پریشان خوابی اور پریشان خیالی کا مجموعہ بتاتا کوئی اس سے بڑھ کر یہ کہتا کہ انہوں نے خود اپنے اختیار اور ارادے سے گھڑ لیا ہے کوئی یہ کہتا کہ یہ ایک شاعر ہے اور یہ تک بندی اور شعر گوئی ہے اور یہ مطالبہ کرتے کہ اچھا یہ رسول ہیں تو جس طرح ان سے پہلے رسول نشانیاں لے کر آتے تھے ویسے ہی یہ بھی کوئی بڑی نشانی لے کر آتے۔ حالاں کہ یہ بدنصیب نہ پہلے رسولوں کو جانتے تھے نہ ان کے معجزات کی خبر تھی نہ ان کو یہ معلوم تھا کہ منہ مانگی نشانی کے بعد ایمان نہ لانے کا انجام کیا ہوتا ہے یہ باتیں محض مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کرنے کیلئے کرتے تھے چنانچہ حضرت حق تعالیٰ جواب فرماتے ہیں۔

آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ
بستی کے لوگوں کو ان سے پہلے ہم نے ہلاک کیا ہے وہ تو ایمان لائے نہیں تو کیا یہ ان نشانات کو دیکھ کر
يُؤْمِنُونَ ⑥ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي
ایمان لے آئیں گے اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر وہ سب آدمی ہوتے تھے کہ جن کی طرف
إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ⑦
ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم کو اس کا علم نہیں ہے تو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو
وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا
اور ہم نے ان رسولوں کے لئے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ دنیا میں
كَانُوا خَالِدِينَ ⑧ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ
ہمیشہ رہنے والے ہوئے پھر ہم نے جو وعدہ ان رسولوں سے کیا تھا اس کو سچا کر دیا سو ان رسولوں کو
وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ⑨ لَقَدْ أَنْزَلْنَا
اور جن جن کو ہم نے چاہا بچا لیا اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا یقیناً ہم نے تمہارے لئے
إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ⑩ وَكَمْ
ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمہاری نصیحت موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور ہم نے
قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا
بہت سی بستیوں کو کہ جن کے رہنے والے ظالم تھے۔ چورا چورا کر دیا اور ان بستیوں کو
بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ⑪ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا
تباہ کرنے کے بعد دوسری قوم کو پیدا کر دیا سو جب ان ہلاک ہونے والوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی
هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ⑫ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ
تب ہی اس بستی سے بھاگنے لگے ان کو کہا گیا بھاگو مت اور اسی سامان عیش کی طرف۔ جو تم کو
مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ⑬
دیا گیا تھا لوٹ جاؤ اور نیز اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ شاید تم پوچھے جاؤ

ع ۱ / ۱۰

(۵) ہم نے جس بستی کو ان سے پہلے ہلاک کیا وہ تو باوجود نشان دیکھنے کے ایمان نہیں لائے تو کیا یہ لوگ نشان دیکھ کر ایمان لے آئیں گے نہ یعنی پہلے لوگ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے آخر ہم نے اُن کو ہلاک و برباد کر دیا تو کیا یہ لوگ جو روز روز نئی نئی فرمائشیں کرتے ہیں اگر ان کے فرمائشی نشانات دکھائے گئے کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلوں کی طرح ایمان نہیں لائیں گے اور پہلوں کی طرح ان پر بھی عذاب استیصال کا قاعدہ جاری ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کی تباہی و ہلاکت کی مقتضی نہیں ہے اس لئے منہ مانگی نشانی اور فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا جا سکتا باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صدہا نشانات و معجزات کا صدور ہوا جو پوشیدہ نہیں ہے (۶) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف آدمیوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ مگر تم کو معلوم نہیں ہے تو اہل ذکر یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو نہ یہ شاید اس بات کا جواب ہے کہ رسول بشر نہیں ہونا چاہئے بلکہ فرشتہ ہونا چاہئے۔ ارشاد فرمایا کہ آج تک جتنے رسول آئے سب مرد ہی آئے اور مردوں ہی پر ہم وحی نازل کرتے رہے یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ سب جانتے ہیں اگر تم کو اتنی بات بھی نہیں معلوم اور تم اتنا بھی نہیں جانتے تو یہود و نصاریٰ جو تمہارے نزدیک بھی مسلّم ہیں اُن اہل کتاب سے دریافت کرلو کہ پہلے رسول بھی آدمی ہوا کرتے تھے یا فرشتے ہوتے تھے (۷) اور ہم نے اُن انبیاء سابقین کے ایسے جسد اور ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہوں اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہنے والے تھے نہ یہ شاید اس بات کا جواب ہے کہ یہ پیغمبر کھانا کیوں کھاتا ہے اور یہ وفات کیوں پائے گا۔ سو بتایا کہ آج تک کوئی رسول ایسا نہیں آیا کہ فرشتوں کی طرح کھانا نہ کھاتا ہو اور نہ ہم نے اس کے جسم کی ساخت ایسی رکھی کہ وہ کھانے سے بے نیاز ہو۔ بس جس طرح اور پہلے رسول آدمی تھے اور کھانا کھانے کی احتیاج رکھتے تھے اسی طرح یہ پیغمبر بھی فرشتہ نہیں ہے یہ آدمیوں کی طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور اس کی وفات بھی ہوگی کیونکہ کوئی رسول دنیا میں ہمیشہ رہنے کو نہیں آیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی موت بھی آئی ان کو ۱۲ (۸) پھر ہم نے جو وعدہ ان رسولوں سے کیا تھا اس کو سچا کر دیا سو ان رسولوں کو اور جن جن کو ہم نے چاہا عذاب موعود سے بچا لیا اور حدِ اطاعت و عبودیت سے گزر جانے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا یعنی جو وعدے اُن پیغمبروں سے کئے تھے وہ یہی کہ تمہاری تکذیب کرنے والوں اور معاندوں کو ہلاک کروں گا اور تم کو اور تمہارے ساتھ جس کو چاہوں گا بچا لوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے معاندین اور سرکشوں کو جو حد سے گزر گئے تھے ہلاک کر دیا اور انبیاء علیہم السلام کو اور اُن کے ہمراہ جن جن کو چاہا بچا لیا ایسا ہی ایک دن اس پیغمبر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں اور معاندوں کے ساتھ بھی ہو گا کہ حد سے نکلنے والے ہلاک ہوں گے اور پیغمبر اور اس کے متبعین کو بچا لیا جائے گا۔ (۹) بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہاری نصیحت اور خیر خواہی کا کافی سامان موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے نہ یعنی ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے کافی نصیحت ہے اور جس میں تمہارا ذکر بھی ہے اور اس میں تمہاری عزت اور شرف بھی ہے اور تمہارے لئے موجب فخر بھی ہے اور تمہارے دین اور دنیا کی حفاظت کا سامان بھی ہے اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو یہ سب باتیں تم کو میسر ہو جائیں۔ کیا اب بھی تم سمجھ سے کام نہیں لو گے ذکرکم کی تفسیر کئی طرح بیان کی گئی ہے ہم نے تیسیر میں تمام اقوال کو جمع کر دیا ہے (۱۰) اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو جو ظالم تھیں یعنی جن کے رہنے والے ظالم تھے ہلاک کر ڈالا اور چورا چورا کر دیا اور ان بستیوں کی ہلاکت کے بعد ہم نے دوسرے لوگوں کو پیدا کر دیا نہ یعنی ظالموں اور کافروں کو مٹا کر اُن کی جگہ دوسروں کو پیدا کر دیا (۱۱) سو جب ان ظالموں کو ہمارے عذاب کا احساس ہوا اور انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تب ہی اُس بستی سے بھاگنے لگے نہ یعنی عذاب کے خوف سے ایڑ لگا کر بھاگے۔ ایڑ لگانا شاید سواریوں پر سوار ہو کر بھاگے ہوں گے اس بھاگنے پر ارشاد ہوا (۱۲) ایڑ لگا کر بھاگو نہیں اور اسی

(بقیہ صفحہ ۵۱۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۱۴)

سامانِ عیش کی طرف جو تم کو دیا گیا تھا واپس چلو اور نیز اپنے رہنے کے گھروں کی طرف واپس ہو جاؤ اور پھر چلو شاید تم سے کچھ پوچھ گچھ کی جائے ۔ یہ بطور تعریض اور تحکم کے طور پر فرمایا ورنہ سامانِ عیش اور مکان وغیرہ کہاں رہا۔ یعنی بھاگ کر کہاں چلے واپس ہی اس عیش میں اور اپنے گھروں میں آ جاؤ جہاں تم مزے اڑایا کرتے تھے اور خدا کے پیغمبروں کی تکذیب کے مرتکب ہوتے تھے ۔ شاید تم سے پوچھا جائے کہ کہو کیا گزری اور وہ سامانِ تعیش کہاں گیا یا شاید یہ مطلب ہو کہ تم قوم کے بڑے تھے ہر مشورے میں بلائے جاتے تھے اور ہر مجلس میں یاد کئے جاتے تھے واپس جاؤ ۔ شاید تمہارے مشورے اور تمہاری رائے کی کو ضرورت ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ بات ہوئی تو تمہی خلاصہ بریہ ارشاد تہکم ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا (۱۴) وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی اور ہماری کمبختی بیشک ہم ہی ظالم تھے یعنی عذاب خداوندی کو دیکھ کر کہنے لگے اور اپنی زیادتی اور ظلم کا اعتراف کرنے لگے انکی یہ چیخ و پکار یہی رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ڈھیر کر دیا ۔ یعنی عذاب آ جانے کے بعد ندامت کچھ مفید نہ ہوئی اور ظلم کا اعتراف کچھ کام نہ آیا اور ہم نے ایسا کر دیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی یا بجھی ہوئی آگ کہ سوائے کوڑے اور راکھ کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ

وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ہی ظالم تھے اُن کی پکار یہی ہائے

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

خرابی رہی یہاں تک کہ ہم نے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح اُن کا ڈھیر کر دیا اور

مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اسکو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم کوئی فعل عبث کرنے والے تھے

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ

اگر ہمکو کوئی کھیل یعنی شغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم اپنے پاس ہی کی چیزوں کو شغلہ بناتے بشرطیکہ ہم

كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

کو ایسا کرنا ہوتا بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں اور وہ حق اس باطل کا سر کچل دیتا ہے

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور وہ باطل دفعتہً نابود ہو جاتا ہے اور جو بے بنیاد باتیں تم گھڑتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اور جو کوئی بھی آسمان و زمین میں ہے سب اسی کے مملوک ہیں اور جو کوئی اس کی بارگاہ میں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

مقرب ہیں یعنی فرشتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت سے نہ تو سرکشی کرتے ہیں اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

وہ فرشتے رات و دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں کسی وقت بھی تسبیح کرنے سے نہیں رکتے کیا ان مشرکوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

زمین میں کچھ ایسے معبود بنا لئے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر کے اٹھا کھڑا کریں اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

کچھ اور بھی معبود ہوتے تو یقیناً دونوں زمین و آسمان کبھی کے درہم برہم ہو چکے ہوتے سو اللہ تعالیٰ جو عرش کا مالک ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ

(۱۵) اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم کوئی بے کار اور عبث فعل کرنے والے تھے ۔ یعنی اوپر کی آیتوں میں رسالت کا اثبات تھا۔ اب توحید کے دلائل کا ذکر ہے مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہم نے بنایا اور پیدا کیا ہے وہ کوئی بیکاری کا شغلہ یا فعل عبث نہیں ہے بلکہ یہ تمام مصنوعات ہماری توحید اور وحدانیت پر دلالت کرنیوالی ہیں یہ ہم نے کوئی کھیل کے طور پر نہیں بنائی ہیں (۱۶) اور اگر ہمکو کوئی کھیل یا شغلہ کرنا ہی ہوتا اور ہم کھیل کا ارادہ کرتے تو اپنے پاس ہی کی چیزوں کو شغلہ کرتے بشرطیکہ ہم ایسا کرنیوالے ہوتے ۔ یعنی ہماری شان کے لائق نہیں کہ عالم کو عبث بنائیں اور اگر مقصد کھیل ہوتا تو عالم روحانیات اور عالم مغیبات کی چیزوں سے کھیلتے یا یہ مطلب ہے کہ اگر بیٹا اور بیوی کا شغلہ منظور ہوتا تو عالم روحانیات کی مخلوق کو بیٹا اور بیوی بنا کر ان سے اپنا دل بہلاتے آخری تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے آیت کی تفسیر کئی طرح کی گئی ہے ہم نے تیسیر میں بعض اقوال کو اختیار کر لیا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کھلونا یعنی بیٹا ۱۲ (۱۷) زمین و آسمان اور ان کی درمیانی چیزوں کو عبث اور کھیل نہیں بنایا بلکہ حق و باطل کی آویزش میں حق کو ثابت کرنا مقصود ہے لہٰذا اثباتِ حق کیلئے ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں اور وہ حق اس باطل کا سر کچل دیتا ہے اور اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور وہ باطل اچانک نابود ہو جاتا ہے اور جو بے بنیاد باتیں تم گھڑتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی ۔ یعنی یہ مصنوعات اثبات توحید اور اثباتِ حق کیلئے بڑی طاقت ہیں جو شرک اور باطل کو کچل کر رکھ دیتی ہیں اور باطل بھاگتا نظر آتا ہے یعنی یہ چیزیں غلبہ حق کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ حق غالب اور باطل مغلوب ہو اور باطل کی بالکلیہ نفی ہو جائے اور جو باتیں تم لوگ دینِ حق کے خلاف گھڑتے رہتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی دنیا میں بھی عذاب کے مستحق ہو گے اور آخرت میں تو بھی عذاب اور ہلاکت ہے ہی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے قدرت کا ایک نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کا ملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا ۱۲ (۱۸) اور جو کوئی بھی آسمان و زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں اور جو اس کے پاس رہتے اور اس کے مقرب ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہ تو سرکشی کرتے ہیں اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں ۔ یعنی جب تمام مخلوق اس کی مملوک ہے تو اللہ تعالیٰ کی شریک کس طرح ہو سکتی اور جو مخلوق اس کے نزدیک اور اس کی مقرب ہے یعنی فرشتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرتابی اور تکبر نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اس کی عبادت اور اطاعت و فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے کرتے تھکتے بھی نہیں جب مقربین

(بقیہ ۵۱۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۱۵)

اور ساکنان عالم بالا کی یہ حالت ہے تو خاکی مخلوق کو کس قدر عبادت کی ضرورت ہے؟ (۱۹) وہ فرشتے رات اور دن اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے رہتے ہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ تسبیح و تقدیس اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ٹھہرتے اور رکتے نہیں اور تسبیح کو موقوف نہیں کرتے۔ یعنی جس طرح انسان سانس لیتے ہیں اور سانس لینے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی اور ہر وقت سانس لیتے رہتے ہیں اسی طرح فرشتے کسی وقت عبادت میں کاہلی نہیں کرتے اور ٹھہرتے نہیں یہی حالت جنت میں اہل جنت کی ہوگی کہ ذکر الٰہی اُن کے سانس میں الہام کر دیا جائے گا اور جنت میں بے تکلف اور بلا مشقت ذکر کرتے رہیں گے آگے معبودان باطلہ کا دوسرے دلائل سے رد فرماتے ہیں (۲۰) کیا ان لوگوں نے زمین کی مخلوق میں سے کچھ ایسے معبود بنا رکھے ہیں اور تجویز کر رکھے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر کے اٹھا کھڑا کریں۔ یعنی یہ بڑے نادان اور جاہل ہیں کہ زمین کی پیدا شدہ مخلوق کو معبود بناتے ہیں اور ان میں اتنی صلاحیت بھی نہیں کہ وہ کسی مُردے کو زندہ کر سکیں۔ زمین کا ذکر شاید اس لئے فرمایا کہ زمین آسمان سے پست ہے ان کی پست خیالی ملاحظہ ہو کہ پتھروں اور درختوں کو معبود بناتے ہیں جو اپنی زندگی اور بقا کے خود کفیل نہیں وہ کسی مُردے کو بھلا کب زندہ کر سکتے ہیں اس سوال سے مقصود مشرکوں پر تعریض اور ان کی تجہیل ہے ورنہ ان کا معبود بنانا تو واقع اور ظاہر ہے (۲۱) اگر زمین و آسمان میں سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے معبود تھے اور دوسرے معبودوں کی رسائی ہوتی تو یقیناً دونوں زمین و آسمان کبھی کے درہم برہم ہو چکے ہوتے پس اللہ تعالیٰ جو عرش بریں کا مالک ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ یعنی اگر فرض کرو کہ زمین و آسمان کی تخلیق اور تدبیر و امور میں چند معبود شریک ہوتے تو ان میں باہمی مخالفت کی حالت میں زمین و آسمان کا قائم رہنا ناممکن تھا اور اگر اتفاق بھی رہتا تب بھی ایک دوسرے کا محتاج ہوتا اور اگر ایک ہی مدابیر امور کا مالک ہوتا تو دوسرا بیکار رہتا اور یہ سب باتیں حضرت حق تعالیٰ کی شان کے منافی ہیں اور جب زمین و آسمان میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی تو تعدد آلہ کا قول باطل ہو گیا۔ لہٰذا عرش بریں کے مالک کی شان میں جو باتیں یہ کہتے ہیں وہ اُن سے پاک اور منزہ ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا (۲۲) اس کی عظمت و شان ایسی ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے اُس کے کئے کی کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور اُن سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔ یعنی وہ ایسا مالک و مختار اور قادر مطلق ہو کہ وہ جو کچھ کرے اُس پر اُس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں اور باقی تمام مخلوقات سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے باز پرس کر سکتا ہے اور اس سے کوئی دوسرا باز پرس نہیں کر سکتا جس کی یہ عظمت و شان ہے اس کی معبودیت میں کوئی دوسرا کس طرح شریک ہو سکتا ہے (۲۳) کیا ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں آپ اُن سے کہئے کہ اچھا تم اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اور ان معبودان باطلہ کی عبادت پر کوئی سند پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کا قرآن اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں یعنی ان کو دیکھ لو ان میں کہیں شرک کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ حق بات کا یقین نہیں رکھتے اور اس حق بات سے روگردانی اور اعراض کرتے ہیں۔ یعنی دلیل کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو کوئی عقلی دلیل ہو تو ان کے پاس کوئی عقلی دلیل تو ہے نہیں اور جو دلائل اور اثبات توحید کے سلسلے میں برہان تمانع وغیرہ پیش ہوئے ان کے بعد ان کی ہمت ہی کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی عقلی دلیل پیش کر سکیں اب رہی نقلی دلیل تو اس کی حالت یہ ہے کہ میری امت کا یہ قرآن موجود ہے اور پہلے لوگوں کی توریت و انجیل وغیرہ موجود ہیں انہیں کہیں کوئی شرک کے جواز کی دلیل ہو تو وہ لے آؤ حالانکہ کسی سماوی مذہب میں اور کسی سماوی کتاب میں کہیں شرک کا ذکر نہیں دلیل کے فقدان کے باوجود ان کی حالت یہ کہ ان میں اکثر دین حق کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ یقین کرتے ہیں بلکہ امر حق سے روگردانی اور اعراض کا برتاؤ کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے ان معبودوں کا ذکر فرمایا جن کو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہوتا

(باقی ضمیمہ میں)

يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾

بیان کرتے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے اس کے کئے کی باز پرس نہیں کی جا سکتی اور سب سے باز پرس کی جائے گی۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا

کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنائے ہیں آپ ان سے فرمائیے کہ تم لوگ اپنی دلیل پیش کرو یہ

ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

میرے ساتھ والوں کی کتاب یعنی قرآن اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتاب یعنی توریت و انجیل موجود ہے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں کے اکثر حق بات کو

الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن

نہیں سمجھتے اور وہ اس حق سے اعراض کرتے ہیں اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا کہ جس پر

رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾

ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے اس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں ہیں بلکہ اسکے

مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ

ذی عزت بندے ہیں یہ فرشتے خدا سے بات کرنے میں پیش قدمی نہیں کر سکتے اور وہ سب فرشتے خدا ہی کے حکم کے موافق

يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے اگلے اور پچھلے حالات کو جانتا ہے اور وہ فرشتے بجز اس شخص کے

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ

کہ جس کے حق میں خدا کی مرضی ہو کسی اور شخص کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب اس کی ہیبت سے

مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ ۞ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ

ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی ان فرشتوں میں سے بفرض محال یوں کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں

فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾

تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

ع ۲ — ۱۹

کیاان لوگوں کو جو کفر وانکار کے مرتکب ہیں یہ بات معلوم نہیں کہ آسمان وزمین دونوں بند تھے یعنی نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی اور نہ زمین سے روئیدگی۔ پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے :: یعنی جب زمین پر کوئی مخلوق نہ تھی تو آسمان اور زمین بھی بند تھے نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی اور نہ زمین سے کچھ اگتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے دونوں کو کھول دیا اور آسمان سے بارش شروع ہوئی اور زمین کے مسامات کھل گئے اور نباتات اگنی شروع ہوئی اور ہم نے ہر چیز کو بالواسطہ یا بلا واسطہ پانی سے بنایا ہے کیا پھر یہ لوگ ان باتوں کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پہلے جب زمین پر مخلوق نہ تھی تو نہ پانی تھا اور نہ نباتات تھی جیسا کہ اب بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ

برسات کے مہینوں میں بارش ہوتی ہے اور برسات کا موسم نہ ہو تو بارش بالکل نہیں ہوتی یہی حال پہلے تھا پانی سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی سے زندگی ہے پانی اور خوراک نہ ہو تو تولید بھی بند ہو جائے اور مخلوق کی زندگیاں ختم ہو جائیں یعنی ان چیزوں کا علم ہونے کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی کھلی ہوئی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بھی کیا یہ لوگ ایمان لانے پر تیار نہیں ہیں۔ یہ تفسیر عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ رتق اور فتق کے سلسلہ میں بعض اور اقوال بھی ہیں مثلاً زمین آسمان ملے ہوئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے جدا کیا یا عالم عدم میں دونوں یکجا تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ بالغہ نے ان کو وجود بخشا اور دونوں کو اپنی اپنی جگہ قائم کیا اور دونوں کو کام میں لگایا واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھے زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزے بھانت بھانت نکلے آسمان میں سے کئے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفے سے ١٢ (٣٠) اور ہم نے زمین میں اس لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے کہ وہ زمین ان لوگوں کو لے کر نہ ہلنے لگے اور ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ کشادہ گھاٹیاں اور کھلے رستے بنائے تاکہ وہ لوگ منزل مقصود تک پہنچ سکیں :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہیں بند ہو جائیں تو یہ بات کہاں تھی ١٢ (٣١) اور ہم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ اس کی نشانیوں سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں :: یعنی آسمان ایک چھت کی طرح معلوم ہوتا ہے نہ ٹوٹتا ہے نہ پرانا ہوتا ہے نہ اس میں کوئی شگاف اور دراڑ ہے بغیر کسی ستون کے قائم ہے ہر طرح سے محفوظ ہے، کسی شیطان رجیم کو اس میں جانے کی ہمت نہیں۔ اس کی نشانیاں یہ کہ اندھیرا اجالا رات اور دن کا تغیر و تبدل ان باتوں پر دھیان نہیں دیتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا اور اس کے نمونے تارے اور چاند اور رات اور دن ١٢ (٣٢) اور وہ قادر مطلق ایسا ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج و چاند کو بنایا یہ سب آسمان

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا

کیا ان کافروں کو یہ بات معلوم نہیں کہ آسمان و زمین دونوں

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ

بند تھے پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے

أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ

کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ بنائے تاکہ وہ زمین لوگوں کو

تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ

لے کر کہیں ہلنے نہ لگے اور ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ لوگ

يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۚ وَ

منزل مقصود تک پہنچ سکیں اور ہم نے آسمان کو ایک ایسی چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے اور

هُمْ عَنْ آيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ان نشانیوں سے جو آسمان میں ہیں اعراض کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِي فَلَكٍ

جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو بنایا یہ سب کے سب آسمان میں

يَسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ

چکر لگایا کرتے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا

أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

پھر اگر آپ کی وفات ہو جائے تو کیا یہ آپ کے مخالف ہمیشہ جیتے رہیں گے ہر جاندار موت کا مزہ

الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَإِلَيْنَا

چکھنے والا ہے اور ہم تمہارے آزمانے کو تمہیں خیر کے ساتھ اور شر کیساتھ اچھی طرح جانچتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف

تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ

لوٹائے جاؤ گے اور یہ کافر جب کہیں آپ کو دیکھتے ہیں تو بس ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ آپ کا مذاق اڑانا

یعنی اپنے اپنے مدار پر تیرتے رہتے ہیں :: مدار کو خاص مناسبت سے فلک فرمایا۔ مدار پر اس طرح گھومتے اور چکر لگاتے ہیں جس طرح کوئی پانی میں تیرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی راہ پر ہیں اس سے نہیں ہٹتے ١٢ یعنی اجرام علویہ بھی اس کے اسی طرح زیر نگیں ہیں جس طرح عالم سفلی پر اس کا تصرف ہے جس کے لئے جو جگہ مقرر کر دی ہے اسی پر وہ حرکت کرتا رہتا ہے (٣٣) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے اور آپ کی وفات ہو جائے تو کیا یہ آپ کے مخالف ہمیشہ جیتے رہیں گے :: پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آپ کی نبوت پر کفار مکہ کو دو اعتراض تھے۔ ایک تو یہ کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اس پر حوادثات بشری کیوں نازل ہوتے ہیں۔ مثلاً ضعیف ہونا کمزور ہونا بوڑھا ہونا مرنا - دوسرے یہ کہ اگر اس نبی کو مرنا ہے تو چند دن (باقی ضمیمہ میں)

یعنی ان بدنصیبوں کی حالت یہ ہے کہ خود تو رحمٰن جل مجدہ کے منکر ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اس بنا پر مذاق اڑاتے ہیں کہ وہ بچارے ٹھاکروں اور معبودوں کا تحقیر کے ساتھ کیوں نام لیتے ہیں اور ان کی برائی کیوں کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے ۱۲ (۳۶) فطرت انسانی کی وضع جلدی پر رکھی گئی ہے۔ ہم تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں پس تم ان نشانیوں کے طلب کرنے میں جلدی نہ کرو۔ ایک طرف کافر عذاب کی وعید سن کر عذاب میں عجلت کرتے تھے اور دوسری طرف شاید مسلمان بھی ان کے توہین آمیز سلوک سے پریشان ہو کر ان کے لئے عذاب نازل ہونے میں جلدی کرتے ہوں اسلئے فرمایا کہ انسان کے خمیر میں جلدی رکھی گئی ہے اس لئے دونوں گروہ جلدی کرتے ہیں عذاب کی سو میں اپنی نشانیاں اور سزائیں عنقریب ظاہر کروں گا جیسے دنیا میں بدر کی سزا اور آخرت کا عذاب تو اپنی جگہ مقرر ہی ہے آگے جلدی کا وہ قول ہے جو کفار عام طریق پر کہا کرتے تھے (۳۷) اور یہ کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا یعنی عذاب الٰہی کی دھمکیاں دیتے ہو آخر یہ عذاب کی وعید کب پوری ہوگی اور عذاب کس تاریخ کو آئے گا (۳۸) کاش ان کافروں کو اگر اسوقت کی خبر ہوتی اور اسوقت کی خرابیوں کو جانتے کہ جب انکو آگ سب طرف سے گھیرے گی اور یہ کو دوزخ کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اس آگ کو روک سکیں گے اور نہ ان کی کہیں سے کوئی مدد کی جائے گی تو یہ کبھی عذاب کی جلدی نہ کرتے یعنی ان کو عذاب کی حقیقت معلوم نہیں اگر ان کو معلوم ہوتی تو یہ کبھی جلدی نہ کرتے اور مسلمانوں سے متیٰ ہٰذا الوعد نہ کہتے (۳۹) بلکہ وہ آگ تو ان کو اچانک اور یکایک آئے گی اور ان کو مبہوت و بدحواس کردے گی پھر یہ اس عذاب کی آگ کو نہ ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو اس کی مہلت ہی دی جائے گی یعنی چونکہ قیامت اور اس کا عذاب دفعتہً نازل ہوگا اس لئے ہوش و حواس سب باختہ ہوجائیں گے۔ اس آگ کو نہ دفع کرنے کی قدرت ہوگی اور نہ ایسا کرنے کی مہلت عطا ہوگی (۴۰) اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے اور آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر ان مذاق کرنے والوں کو اسی عذاب نے آگھیرا جس عذاب کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے یعنی جس عذاب کے آنے کا مذاق اڑاتے تھے وہی عذاب گلے کا ہار بن گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا ۱۲ (۴۱) اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے فرمایئے وہ کون ہے جو رات کو اور دن کو رحمٰن کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی یاد سے ہی روگردانی کرتے ہیں اثبات نبوت کے بعد پھر توحید کے دلائل بیان فرماتا ہے

اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ

شروع کردیتے ہیں۔ کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کو یاد کیا کرتا ہے حالانکہ ان کافروں کی تو یہ حالت

الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ

کہ یہ رحمٰن کے نام سے انکار کرتے ہیں انسانی فطرت کی وضع جلدی پر کی گئی ہے

سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى

میں عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں سو تم مجھ سے انکے طلب کرنے میں جلدی نہ کرو اور یہ کافر کہتے ہیں کہ مسلمانو

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا کاش اگر ان کافروں کو

كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا

اس وقت کی خبر ہوتی کہ جب یہ لوگ دوزخ کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ

اسکو دفع کرسکیں گے اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی تو یہ کبھی قیامت کی جلدی نہ کرتے بلکہ وہ آگ ان کو یکایک

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ

آلے گی اور وہ ان کے ہوش و حواس گم کردے گی پھر نہ تو وہ اس آگ کو لوٹا سکیں گے اور نہ ان کو

یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

مہلت ہی دی جائے گی اور بے شک آپ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے پھر ان مذاق

فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اڑانے والوں کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا یہ

یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ

مذاق اڑایا کرتے تھے آپ ان سے فرمایئے وہ کون ہے جو رات کو اور دن کو رحمٰن کے عذاب سے

مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾

تمہاری حفاظت کیا کرتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر ہی سے روگردانی کرنے والے ہیں

ع ۳ ۲

پیغمبر آپ ان سے یہ فرمایئے کہ رات اور دن میں رحمٰن کی گرفت اور اس کے عذاب سے تمہارا بچاؤ کون کرتا ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ تو اپنے پروردگار کے ذکر اور اس کی توحید سے روگردانی ہی کرتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ رحمٰن کی گرفت سے سوائے رحمان کے کون بچا سکتا ہے اتنی صاف اور کھلی ہوئی بات کے بعد بھی یہ لوگ توحید کے قائل نہیں ہوتے اور توحید کے قائل کس طرح ہوں واقعہ یہ ہے کہ یہ تو اپنے پروردگار کا نام سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور اس کی یاد سے منہ موڑتے اور روگردانی کرتے ہیں ۱۲

(۴۲) کیا ان لوگوں کے ہمارے سوا کچھ ایسے معبود ہیں جو ان کی حفاظت اور ان کا بچاؤ کرتے ہیں جو خود اپنی مدد آپ نہیں کرسکتے اور اپنی مدد کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے ۔ یعنی ان کے کچھ اور معبود ہیں جو ان کو آفاتِ سماوی اور ارضی سے یا ہمارے عذاب سے بچاتے ہیں ۔ حالانکہ وہ ان کی حفاظت تو کیا کریں گے ان میں خود اپنی حفاظت کی بھی سکت نہیں کوئی ان کو توڑنے پھوڑنے لگے یا کچھ ان سے چھین کر لے جائے تو ان میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کا کچھ بگاڑ سکیں اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے یا یہ کہ نہ ہمارے مقابلہ میں ان کا کوئی ساتھ دے سکتا ہے ۔ یا یہ کہ نہ ہم سے پناہ دیئے جائیں گے ۔ چند اقوال ہیں واللہ اعلم (۴۳) نہ ان کا کوئی رحمٰن کے سوا معبود ہے نہ کوئی بچانے والا ہے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے اور اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ

کیا ہمارے سوا ان کے کچھ اور ایسے معبود ہیں جو ان کو بچا سکتے ہوں وہ خود اپنی بھی مدد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے

نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ

اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے اصل واقعہ یہ ہے

مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ

کہ ہم نے ان کو اور انکے باپ دادوں کو ہر قسم کے سامان سے بہرہ مند کیا یہانتک کہ اسی عیش میں ان پر ایک زمانہ گزر گیا

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ

کیا وہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں کی طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ

تو کیا ان حالات میں وہ غالب ہونیوالے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو تم کو صرف وحی الٰہی کے موافق ڈراتا ہوں

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ﴿٤٥﴾

اور بہروں کی حالت یہ ہے کہ بہرے جب ڈرائے جائیں تو کسی کی پکار کو نہیں سنا کرتے

وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ

اور اگر آپ کے رب کے عذاب کا ان کو ذرا سا جھونکا بھی لگ جائے تو یقیناً یہ یوں کہنے لگیں

يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ

ہائے ہماری خرابی واقعی ہم ہی گنہگار تھے اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں

الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ

قائم کریں گے تو کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا

وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ

اور اگر رائی کے دانے کے برابر کسی کا کوئی عمل ہوگا تو ہم

أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اس کو بھی لاموجود کرینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ

ان کو اور ان کے باپ دادوں کو ہر قسم کے سامان عیش و تنعم سے بہرہ مند کیا اور ان کو ہر قسم کا سامان برتنے کو دیا یہانتک کہ اسی حالت میں ان پر ایک طویل زمانہ گزر گیا تو کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو ان کے کناروں کی طرف سے کم کرتے اور گھٹاتے چلے آتے ہیں تو کیا وہ ان حالات میں غالب ہونے والے ہیں ۔ یعنی ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے جو ان کی رات اور دن میں حفاظت کرے بلکہ پشتہا پشت سے چین اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے گمراہ ہوگئے انہوں نے کسی عذاب کی شکل نہیں دیکھی اس لئے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ان کو یہ نہیں دکھائی دیتا کہ سرزمین عرب پر چاروں طرف سے آہستہ آہستہ اسلام کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اسلام پھیلتا جاتا ہے تو ان حالات میں ان کے کفر کا غلبہ اور سرمایہ دارانہ تعیش کب تک چل سکیگا اور یہ کافرانہ اقتدار کیونکر قائم رکھ سکیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا ۱۲ (۴۴) اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو صرف تم کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ اور وحی الٰہی کے موافق ڈراتا ہوں اور جو لوگ بہرے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ یہ بہرے جب ڈرائے جائیں تو کسی کی پکار کو نہیں سنا کرتے ۔ یعنی عذاب میں جلدی کرنا یا تاخیر کرنا میرے بس میں نہیں ہے میں تو صرف وحی الٰہی کے مطابق نافرمانوں کو ڈراتا ہوں مگر جو لوگ صحیح آواز کو سننے سے بہرے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو جب ڈرایا جائے اور ہوشیار کیا جائے تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں اس میں میرا کیا قصور ہے (۴۵) اور اگر آپ کے پروردگار کے عذاب کا ایک ہلکا سا جھونکا اور ایک ہلکی سی بھاپ ان کو لگ جائے تو یقیناً یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ظالم تھے یعنی یہ بہرا پن اسی وقت تک ہے جب تک ان کو عذاب کی خبر نہیں ہوتی ۔ اگر ان کو کوئی ہلکی سی بھاپ اور ہلکا سا جھونکا بھی چھو لے گا تو پھر چیخنے پھریں گے اور کہتے پھریں گے ہائے ہماری بدبختی ہم ہی ظالم تھے اپنے جرم کا اقرار بھی کرینگے اور پناہ بھی تلاش کرتے پھرینگے اس کمزوری کے باوجود عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ عذاب کا ایک ہلکا سا جھٹکا بھی نہیں سہہ سکتے (۴۶) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے اور قائم کرینگے سو کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور بالکل ناانصافی نہیں کی جائے گی اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی ہم حاضر کر دینگے اور لاموجود کرینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں ۔ شاید بہت سی ترازوئیں ہوں گی یا ایک ہی ترازو بہت بڑی ہوگی اسکو موازین فرمایا ہو اس ترازو میں اعمال تولے جائیں گے یا صحائف اعمال یا دونوں باتیں ہوں گی یعنی صحائف بھی تلیں گے اور اعمال بھی تولے جائینگے جیسا کہ احادیث میں منقول ہے اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی لے آیا جائیگا کوئی عمل پوشیدہ نہ رہے گا ہم حساب لینے کو کافی ہیں یعنی ہمارے بعد کوئی حساب لینے والا نہیں ہم نہ تو حساب لینے میں کسی کے محتاج ہیں [illegible] ۱۲ (۴۷)

اور بلاشبہ ہمنے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی اور ایک روشن اور ڈرنے والوں یعنی متقیوں کے لئے ایک نصیحت کی چیز عطا کی تھی ۔ مراد توریت ہے یعنی اس پیغمبر کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح اس سے پہلے پیغمبروں کو کتابیں اور صحائف دیئے گئے ہیں ۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو ایک کتاب توریت دی تھی جس کے مضامین حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے تھے اور اسکے مضامین ایک روشنی تھے جس سے گمراہوں کو روشنی ملتی تھی اور متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے وہ کتاب توریت ایک نصیحت تھی جس طرح وہ کتاب تھی اسی طرح قرآن بھی ایک کتاب ہے ۔ جس طرح حضرت موسیٰ پیغمبر تھے اسی طرح یہ بھی پیغمبر ہیں ۔ انہوں نے کونسی نئی بات کہی ہے جو منکران کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں ۔ آگے ان متقیوں کی تعریف ہے جنہوں نے توریت کے مضامین پر عمل کیا اور ان سے روشنی حاصل کی ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴۸) متقی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں اور قیامت سے خائف ہیں ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے چونکہ ڈرنے والے ہیں اس لئے قیامت سے بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے اس دن کیا ہو اور اللہ تعالیٰ کیسا معاملہ فرمائے (۴۹) اور یہ قرآن بھی ایک بڑی بابرکت اور کثیر الفائدہ نصیحت ہے جس کو ہمنے اتارا اور نازل کیا ہے سو کیا پھر تم اس نصیحت کو قبول کرنے اور ماننے سے انکار کرتے ہو یعنی اس نصیحت نامہ کے فوائد اور اس کی روشنی تو توریت سے بڑھی ہوئی ہے تو کیا تم اس قرآن کو ماننے اور قبول کرنے سے انکار کرتے ہو (۵۰) اور بلاشبہ ہمنے موسیٰ کو توریت عطا کرنے سے پہلے ابراہیم کو اُن کی شان کے مناسب اُن کی صحیح ہدایت اور نیک راہ عطا فرمائی تھی اور ہم اُن کی اہلیت اور صلاحیت کو جاننے والے تھے ۔ یعنی موسیٰ اور ہارون کے زمانے سے پہلے ہم ابراہیم کو اُس کی نیک راہ یعنی نبوت عطا کر چکے ہیں اور ہم ابراہیم کے لئے نبوت و رسالت کی صلاحیت اور اہلیت کو خوب جانتے تھے ۔ اور ہم اسکی صلاحیت سے خوب واقف تھے (۵۱) ابراہیم کا وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جنکی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو یعنی یہ پتھر کی مورتیاں یا کواکب کی تصویریں کیا لغو چیزیں ہیں جن کی خدمت میں تم ہر وقت مشغول اور جن کی جانب ہر وقت متوجہ رہتے ہو اور انکی تعظیم کو بجا لانے میں لگے رہتے ہو ۔ مطلب یہ کہ انکی عبادت کیا کرتے ہو اور ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے ہو (۵۲) انہوں نے جواب دیا ہمنے اپنے بڑوں کو انہی مورتیوں اور تماثیل کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے ۔ یعنی اپنے بڑوں کو یہی کرتے دیکھا ہے ۔ (۵۳) ابراہیم نے کہا بلاشبہ تم بھی صریح غلطی میں مبتلا ہو اور تمہارے بڑے یعنی تمہارے باپ دادا بھی کھلی غلطی میں مبتلا تھے ۔ اس سے بڑھ کر اور صریح غلطی کیا ہوگی کہ غیر مستحق عبادت کی عبادت کرتے ہو اور حقیقی معبود کو چھوڑے بیٹھے ہو (۵۴) وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس کوئی حق اور واقعی بات لایا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے ۔ یعنی تو جو بات کہتا ہے یہ کوئی امر حق اور واقعی بات ہے یا محض کوئی ہنسی اور دل لگی کرنے والا ہے (۵۵) ابراہیم نے جواب دیا دل لگی اور خوش طبعی نہیں بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ شہادت دیتا ہوں اور میں اس دعوے پر دلیل رکھتا ہوں ۔ یعنی میرا یہ دعویٰ کہ تم سب کا پروردگار وہی ہے جو تمام آسمان و زمین کو ترتیب دینے والا اور پیدا کرنے والا ہے میں اس دعوے پر حجت و براہین رکھتا ہوں ۔ میں اسی کا قائل ہوں اور میں پوری بصیرت کے ساتھ اس دعوے پر شہادت دیتا ہوں ۔ (۵۶)

مُوسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا

اور ہارونؑ کو حق و باطل کے درمیان ایک فیصلہ کرنیوالی اور ایک روشن اور ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت یعنی

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ

توریت عطا کی تھی ۔ وہ ڈرنے والے وہ ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور

هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

وہ لوگ قیامت سے خائف ہیں اور یہ قرآن ایک بڑی بابرکت نصیحت ہے

اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ

جس کو ہمنے نازل کیا ہے سو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو ۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کو

اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ

توریت عطا کرنے سے پہلے ابراہیم کو اس کی صحیح ہدایت کی تھی اور ہم اس کی اہلیت و صلاحیت کو خوب جانتے تھے

قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ

جبکہ اس ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پرستش پر تم جمے

لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

بیٹھے ہو ۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے بڑوں کو انہی مورتیوں کی پوجا کرتے پایا ہے

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾

ابراہیمؑ نے کہا بیشک تم بھی صریح غلطی میں ہو اور تمہارے بڑے بھی صریح گمراہی میں مبتلا تھے ۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾

وہ بولے کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

ابراہیمؑ نے کہا دل لگی کی بات نہیں بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو

فَطَرَهُنَّ ۡ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ شہادت دیتا ہوں

ع ۴

صفحہ ۵۲۱ پر

اور خدا کی قسم میں تمہارے ان مورتیوں کے پاس سے چلے جانے کے بعد ان کا علاج کروں گا اور ان کی گت بناؤں گا؛ یعنی جب تم ان کے پاس سے چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا اور ان سب کو ٹھیک کر دوں گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ علاج کرنا انہوں نے چپکے کہا پھر جب وے شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانہ میں جا کر سب کو توڑا (۵۷) چنانچہ وہ تمام پجاری جب چلے گئے تو ان کے چلے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں اور لوٹیں۔ یعنی وہ لوگ تو کسی میلے میں شریک ہونے کی غرض سے چلے گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے ایک ہتوڑا لے کر سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جو بت سب سے بڑا تھا اس کے کندھے پر ہتھوڑا رکھ کر چلے آئے تاکہ یہ لوگ جب میلے سے واپس آئیں تو شاید اس بڑے بت کی طرف غور کریں کہ اس نے ان بتوں کو کیوں توڑ دیا یہ مطلب کہ حضرت ابراہیمؑ سے رجوع کریں اور ان سے پوچھ گچھ کریں (۵۸) وہ واپسی پر بتوں کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے اور اس بے ادبی کا کون مرتکب ہوا اس میں شک نہیں کہ وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے؛ یعنی جب وہ میلے سے واپس آئے اور بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ گستاخی کس نے کی ہے وہ کوئی بہت ہی گستاخ اور ظالم ہے۔ جس نے یہ غضب کیا ہے (۵۹) انہی لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان بتوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اس نوجوان کو ابراہیمؑ کہا جاتا ہے؛ یعنی اس کا نام ابراہیمؑ ہے وہ نوجوان ان معبودوں کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرتا ہے۔ شاید یہ نام بتانے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ جب تم چلے جاؤ گے تو میں ان مورتیوں سے بھگتوں گا اور ان کی خبر لوں گا (۶۰) یہ بات سن کر وہ لوگ کہنے لگے اچھا اس ابراہیمؑ کو عام لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اور لوگ بھی گواہ ہو جائیں؛ یعنی جن لوگوں کو حضرت ابراہیمؑ کے برا کہنے کا علم نہ تھا انہوں نے کہا ہوگا یا سب نے کہا ہوگا کہ ابراہیمؑ کو لاؤ اس سے دریافت کیا جائے اور وہ اس حرکت کا اقرار کرے تو سب لوگ اس کے اقرار پر گواہ ہو جائیں اور جب لوگ گواہ ہو جائیں گے تو مقدمہ مضبوط ہو جائے گا اور حاکم اس کو سزا دے سکے گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو بلایا گیا تو حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا گیا (۶۱) ان لوگوں نے کہا کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ کی حرکت اے ابراہیمؑ تو نے کی ہے؛ یعنی ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توہین آمیز سلوک کیا تو نے کیا ہے اے ابراہیمؑ (۶۲) حضرت ابراہیمؑ نے کہا نہیں بلکہ یہ کام اس بڑے دیوتا اور بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ پتھر کے معبود بول سکتے ہوں تو ان سے دریافت کر لو اور ان سے پوچھ لو؛ یعنی بظاہر یہ احتمال قوی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرکت اس بڑے بت نے کی ہے میرے متعلق یہ خیال کرنا کہ یہ میرا فعل ہے اس قسم کے احتمال کی گنجائش نہیں ہے۔ بہرحال جب یہ معبود ہیں اور تم ان میں قوت فاعلیت سمجھتے ہو تو اس احتمال پر کیوں بحث نہیں کرتے کہ اس بڑے معبود نے محض رقابت کی وجہ سے ان چھوٹے معبودوں کو توڑا ہے اور اس سے بھی آسان طریقہ تحقیق کا یہ ہے کہ اگر یہ بولتے ہوں تو خود انہی سے پوچھ لو کہ تم کو کس نے توڑا ہے۔ مفسرین نے اس موقع پر کئی طرح کلام کیا ہے لیکن ہم نے سہل تقریر کر دی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا انکار اور بڑے بت کی طرف اثبات یہ جھوٹ نہیں ہے البتہ اس کی شکل جھوٹ کی سی ہے یہ ایک مناظرے کا طریقہ ہے کہ مخاطب کی توجہ کو اپنی طرف سے ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیا جائے اس لئے ایک ایسی بات فرمائی کہ ان کی توجہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے ہٹ گئی اور ابراہیمؑ کا بتوں کو توڑنے کا احتمال کمزور ہو گیا اور وہ آپس کی سوچ بچار میں پڑ گئے اور چونکہ شکل جھوٹ کی سی تھی اس لئے حدیث میں کذب کا لفظ مذکور ہے۔
(باقی ضمیمہ میں)

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾
اور جب تم چلے جاؤ گے تو خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾
پھر ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾
وہ واپسی پر بتوں کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾
بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو جس کو ابراہیمؑ کہا جاتا ہے ان بتوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
انہوں نے کہا اچھا تو اس ابراہیمؑ کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اور لوگ بھی گواہ ہو جائیں لوگوں نے ابراہیمؑ سے دریافت کیا اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا
کی حرکت کی ہے ابراہیمؑ نے کہا نہیں بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى
اگر یہ بت بول سکتے ہوں تو خود ان بتوں ہی سے تم دریافت کر لو اس پر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا
متوجہ ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾
جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے کہا تو تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ
ابراہیمؑ نے کہا تو کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ

(۶۶) تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ تف کا استعمال جھڑکی اور ناخوشی کے لئے ہوتا ہے یعنی تمہارے لئے ناخوشی اور بیزاری ہو اور ان معبودوں سے بھی ناخوشی ہو اور ان کے لئے برائی ہو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ اگر ان کو پوجنا چھوڑ دو تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں اور پوجتے رہو تو کوئی فائدہ اور نفع تم کو نہ پہنچا سکیں ایسے بے بسوں اور بے کسوں سے بھی اظہار بیزاری اور تم سے بھی اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس گفتگو سے کھسیانے ہو کر باہم انتقام کی گفتگو کرنے لگے اور حضرت ابراہیمؑ سے بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہو گئے (۶۷) وہ مشرک آپس میں کہنے لگے ابراہیم کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یہ کرو یعنی ابراہیم کو آگ میں جلا کر ختم کر دو اور اپنے ٹھاکروں کی مدد کرو کیونکہ یہ تو کچھ کر ہی نہیں سکتے اور چونکہ ان کے ساتھ ابراہیمؑ نے بڑی گستاخی کی ہے اس لئے اس سے بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو بس یہ کام کرو۔ چنانچہ یہی طے ہوا حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے ایندھن جمع کیا گیا ایک احاطہ بنوایا گیا۔ آگ روشن کی گئی جب شعلے بھڑک گئے تو سیدنا ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھا کر اس آگ میں ڈالا گیا آگ کی تیزی اور لپٹ کی وجہ سے کوئی آگ کے قریب نہ جا سکتا تھا (۶۸) اس وقت ہم نے آگ کو حکم دیا اے آگ ٹھنڈی اور راحت و آرام ہو جا ابراہیمؑ پر یعنی ٹھنڈی ہو جا مگر نہ اتنی کہ یخ بن جائے جس سے ہمارے ابراہیمؑ کو تکلیف ہو بلکہ ایک معتدل کیفیت ہو جس سے ابراہیمؑ کو راحت اور آرام میسر ہو۔ علیٰ ابراہیمؑ فرمایا ورنہ حضرت حق تعالیٰ کے اس حکم کے بعد تمام عالم کی ہی آگ بے کار ہو جاتی۔ علیٰ ابراہیم کہنے سے صرف اس آگ پر اثر ہوا جو حضرت ابراہیمؑ کے جلانے کو روشن کی گئی تھی کہتے ہیں آگ میں احراق اور جلانا باقی نہ رہا البتہ روشنی باقی تھی۔ واللہ اعلم (۶۹) اور ان مشرکوں نے ابراہیمؑ کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا اور ابراہیمؑ کا برا چاہا اور ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا مگر ہم نے انہی مشرکوں کو ناکام کر دیا اور ان کو نقصان میں ڈال دیا یعنی انہوں نے ہمارے خلیل کے ساتھ بری چال چلنی چاہی اور ابراہیمؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کا کید اور مکر خود ان پر الٹ گیا، اور اُن کو نقصان اٹھانے والے خسارہ پانے والے ہم نے بنایا اور ان کو ہلاک ہونیوالوں میں سے کر دیا۔ نمرود جیسے جابر کی حکومت ختم کر دی گئی۔ اور ان پر مچھروں کا عذاب مسلط کر دیا گیا (۷۰) اور ہم ابراہیمؑ کو اور اس کیساتھ لوطؑ کو ایک ایسی سرزمین کیطرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے اقوام عالم کیلئے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں یعنی دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچا کر اور لوطؑ جو ان کی تصدیق کرنے والے اور ان کے بھتیجے تھے انکو بھی ان سے بچا کر ملک عراق سے ملک شام پہنچا دیا جہاں ظاہری اور باطنی برکتیں رکھی ہیں اور مختلف اقوام عالم ان برکتوں سے بہرہ مند ہیں یعنی پھلوں کی کثرت اور بے شمار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مدفن اور انکی شرائع کا فیض جس سے اقوام عالم کو روشنی اور روحانیت نصیب ہوتی ہے (۷۱) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ عطا کیا اور مزید براں یعقوبؑ نامی پوتہ بھی دیا اور ہم نے ان سب کو نیکوکار بنایا۔ یعنی ابراہیمؑ کو اسحاقؑ نامی بیٹا اور یعقوبؑ نامی نبیرہ یعنی پوتا عطا فرمایا اور ان کو نیک کیا۔ یعنی سب کو پیغمبر بنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ۱۲ دعا کی بیٹے کی انعام میں دیا پوتا ۱۲ نافلہ کے معنی غنیمت عطیہ۔ جو چیز مانگی نہ ہو اور لڑکے کا لڑکا (۷۲) اور ہم نے ان سب کو لوگوں کا پیشوا بنایا اور امام بنایا کہ یہ لوگ ہمارے حکم کے موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور خلق خدا کو ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان سب کے پاس بھلائی اور نیک کام کرنے اور نماز کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور یہ سب ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے یعنی پیشوا تھے۔ لوگ ان کی اقتدا کرتے تھے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتے تھے یعنی نبی تھے ہمارے سفیر تھے ان کو ہم نے ہی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مقرر کیا تھا اور ان کے پاس بھلے بھلے کام کرنے کا اور خاص طور پر نماز کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا تھا یعنی ان کو وحی [illegible] بقیہ بر صفحہ ۵۲۳

شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ

نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم

مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ

خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے وہ مشرک آپس میں کہنے لگے ابراہیم کو آگ میں جلا ڈالو

وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا

اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے ہم نے

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا

آگ کو حکم دیا اے آگ ٹھنڈی اور آرام ہو جا ابراہیم کے حق میں اور ان لوگوں نے ابراہیم

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا

کی برائی کا ارادہ کیا تھا مگر ہم نے اُن کو ہی ناکام کر دیا اور ہم ابراہیم کو اور لوط کو

اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَ

ایک ایسی سرزمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے اقوام عالم کیلئے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا

ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطا کیا اور مزید برآں یعقوب نامی پوتا بھی دیا اور

جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ

ہم نے ان سب کو نیک کیا اور ان سب کو ہم نے لوگوں کا پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم کے

بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ

موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے

اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا

اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ سب ہماری ہی

لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ

عبادت میں لگے رہتے تھے اور لوطؑ کو بھی ہم نے نبوت اور

(بقیہ صفحہ ۵۲۲) وحی کی گئی تھی کہ بھلے اور نیک کام کرنا اور نماز کی پابندی کرنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور وہ سب بڑے عبادت گزار تھے جو ہر وقت ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے (۷۳) اور ہم نے لوط ؑ کو حکمت یعنی نبوت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے لوط ؑ کو اس شہر سے بچا نکالا جس شہر کے لوگ ناپاک اور گندے کام کیا کرتے تھے۔ بیشک وہ لوگ بہت برے اور بدکار تھے ف یعنی سدوم کی بستیوں میں حضرت لوط ؑ کو نبی بنا کر بھیجا تھا وہاں کے لوگ ہر قسم کی برائی اور بدکاریوں میں مبتلا تھے یہ سمجھاتے رہے مگر وہ باز نہ آئے ان کی بیوی بھی کافروں سے مل گئی۔ جب وہ ہر طرح ان کے درپے آزار ہوگئے تو اللہ تعالےٰ نے بستی والوں پر عذاب بھیجا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو عذاب سے قبل بچا لیا عام طور سے یہ لوگ اغلام بازی۔ ڈاکہ ڈالنا لوگوں کو لوٹنا مسافروں کو غلط راستہ بتانا وغیرہ بہت سے افعال قبیحہ اور افعال شنیعہ کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔ آخر یہ بستیاں الٹی گئیں اور آج تک الٹی ہوئی پڑی ہیں (۷۴) اور ہم نے لوط ؑ کو اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نکوکار لوگوں میں سے تھا ف یعنی عذاب کے وقت لوط ؑ کو اپنے دامانِ رحمت میں لے لیا اور عذاب سے بچا لیا۔ یا یہ کہ وہ نکوکار تھا اس لئے جن بندوں پر رحمت ہوتی ہے اس کو بھی انہی بندوں میں داخل کر لیا۔ یا یہ کہ رحمتِ خاص میں لے لیا کیونکہ ایک عام رحمت ہے اور ایک خاص رحمت ہے۔ رحمت عام جو سب کے لئے ہے ورحمتی وسعت کل شیٔ اور خاص رحمت خواص کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کی خصوصیت اور ان کے مراتب علیا اور مقاماتِ وصول کا اظہار ہے (۷۵) اور اے پیغمبر آپ نوح ؑ کا تذکرہ بھی کیجئے جبکہ اس نے ان واقعاتِ ابراہیمی سے بہت پہلے دعا کی پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور ہم نے اس کی پکار سن لی اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین اور متبعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی ف یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر بھی کیجئے اور ان کا تذکرہ بھی سنایئے خاص کر وہ وقت جبکہ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ شاید یہ دعا ہوگی رب انی مغلوب فانتصر یعنی اے میرے پروردگار میں دب گیا میرا بدلا لیجئے چنانچہ ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کو ان کے تابعین کے ساتھ ان کے دشمنوں سے نجات عطا فرمائی (۷۶) اور ہم نے ان لوگوں سے اس کا بدلا لیا جو ہماری آیتوں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرنے کے عادی اور خوگر ہو چکے تھے اور جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا تھا بلاشبہ وہ بہت برے لوگ تھے۔ لہٰذا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا یعنی جب نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی اور ان کو ہر قسم کی تکلیف پہنچائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم پر پانی کا طوفان بھیجا گیا چنانچہ سب غرق ہوگئے۔ جزاء لمن کان کفر اور اس طرح ایک پیغمبر کی ناسپاسی کا انتقام لیا گیا (۷۷) اور حضرت داؤد ؑ اور حضرت سلیمان کا وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ وہ دونوں کسی کھیتی کے جھگڑے کا کہ اس کھیتی میں ایک قوم کی بکریاں رات میں گھس آئیں اور کھیتی کو خراب کر گئیں یہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگے اور ہم اس فیصلے کو جو ان لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے ف یعنی فیصلے کے وقت ہم وہاں موجود تھے ایک باغبان تھا ایلیا اس کے باغ میں یوحنا چرواہے کی بکریاں یوحنا کی بے خبری سے گھس آئیں اور باغ کو خراب کر گئیں یہ مقدمہ پیش ہوا حضرت داؤد ؑ نے باغ والے کے نقصان میں یوحنا کی بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ چونکہ نقصان کی قیمت بکریوں کی قیمت کے برابر تھی اسلئے بطور ضمان بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ بعض مفسرین نے بجائے باغ کے کھیت کا ذکر کیا ہے۔ بہرحال جب فیصلہ کے بعد مدعی اور مدعا علیہ باہر نکلے تو حضرت سلیمان جو عدالت کے دروازے پر موجود رہا کرتے تھے انہوں نے دریافت کر کے فیصلہ معلوم کر لیا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اگر یہ مقدمہ میرے سپرد کیا جاتا تو میں اس کا فیصلہ اور طرح کرتا یہ اطلاع حضرت داؤد کو ملی تو انہوں نے سلیمان کو بلا کر پوچھا کہ اگر یہ معاملہ تمہارے سپرد کیا جائے تو تم اس میں کیا فیصلہ کرو۔ حضرت سلیمان نے عرض کیا میں باغبان کو بکریاں دلاؤں کہ وہ ان بکریوں کے دودھ سے فائدہ اٹھائے اور ان بکریوں سے

(باقی ضمیمہ میں)

عِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ

علم عطا کیا اور ہم نے لوط ؑ کو اس بستی سے بچا نکالا جس بستی کے لوگ گندے گندے کام

الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝۷۴

کیا کرتے تھے اس میں شک نہیں کہ وہ برے لوگ تھے نافرمان

وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ ع

اور ہم نے لوط ؑ کو اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھا

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ

اور اے پیغمبر آپ نوح ؑ کا بھی تذکرہ کیجیے جبکہ اس نے ان واقعات سے بہت پہلے دعا کی سو ہم نے اس کی پکار سن لی پھر ہم نے

وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝۷۶ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

اس کو اور اس کے متبعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کے مقابلہ میں

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی نوح ؑ کی مدد کی بے شک وہ برے

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۷۷ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا اور داؤد ؑ اور سلیمان کے اس واقعہ کا بھی تذکرہ

اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

کیجیے کہ جب وہ دونوں کسی کھیتی کے جھگڑے کا کہ اس کھیتی میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت گھس گئی تھیں

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝۷۸ فَفَهَّمْنٰهَا

فیصلہ کرنے لگے اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے اور پھر ہم نے فیصلہ کی آسان شکل

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا

سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم عطا کیا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو اور

مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۷۹

پرندوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے

۷۹) اور ہم نے داؤدؑ کو تمہارے لئے زرہ کا بنانا سکھایا تاکہ وہ زرہ تمہاری لڑائی میں تم کو محفوظ رکھے سو کیا تم اس نعمت کا شکر بجالاؤ گے حضرت داؤدؑ کو زرہ بنانا سکھایا۔ پرانے زمانے کی لڑائی میں یہ زرہ بڑے بچاؤ کا کام دیتی تھی یہ ایک قسم کا کرتہ ہوتا تھا جو لوہے کے تاروں سے بنا جاتا تھا۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں چونکہ لوہا نرم ہو جاتا تھا اس لئے وہ بے تکلف بدون آگ کے یہ کام کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت داؤدؑ کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ۱۲ (۸۰) اور سلیمان کے لئے ہم نے زور سے چلنے والی ہوا کو تابع کردیا تھا کہ وہ ہوا ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی۔ جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے زیر فرمان ہوا کو کردیا تھا اور وہ ان کے تخت کو اڑا کر لے جاتی تھی اور ایک مہینہ کی مسافت دوپہر دن میں طے ہو جاتی تھی برکت والی زمین سے مراد ملک شام ہے جہاں کی سرزمین ظاہر و باطن کی برکتوں سے لبریز ہے ہم ہر چیز سے باخبر ہیں یعنی ہوا کو تابع کردینا بھی ہماری مصلحت کا تقاضا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باد آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اوپر نرم باد چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینے کی راہ دوپہر میں پہنچاتی ۱۲ سورۂ سبا میں انشاء اللہ تفصیل آئے گی (۸۱) اور شیاطین یعنی جنات میں سے بعض شیاطین بھی سلیمان کے تابع کئے جو سلیمانؑ کے لئے سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس غوطہ خوری کے علاوہ دوسرے کام بھی کیا کرتے تھے اور ہم ان جنات کی حفاظت اور نگہبانی کرنے والے تھے بعض جنات بھی تابع تھے۔ چونکہ یہ جنات بڑے شریر تھے اس لئے فرمایا کہ ہم اُن کی نگہبانی کرتے تھے کہ وہ شرارت نہ کرنے پائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام انسے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کے اور کنوئیں برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت سخت کام ان سے لیتے ۱۲ (۸۲) اور اے پیغمبر ایوب علیہ السلام کا تذکرہ بھی کیجئے جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا واقعہ فرمایا جب بیماری کو عرصہ ہو گیا تب انہوں نے ایک دن دعا کی حق تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی (۸۳) لہٰذا ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس کو جو تکلیف اور دکھ تھا اس کو دور کردیا اور ہم نے ایوبؑ کو اس کے بال بچے دیدئے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا فرمائے یہ سب اپنی رحمت خاص اور مہربانی کے سبب عطا فرمایا اور اس لئے کہ عبادت کرنیوالوں کے لئے ایک یادگار رہے حضرت ایوب علیہ السلام اچھے خوشحال پیغمبروں میں سے تھے کسی سخت بیماری میں مبتلا ہوئے اور اولاد مر گئی یا کہیں گم ہو گئی

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ

اور ہم نے داؤد کو تمہارے لئے زرہ کا بنانا سکھایا تاکہ وہ زرہ تمہاری لڑائی میں تم کو

بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ

محفوظ رکھے تو کیا تم اس نعمت کا شکر بجالاؤ گے اور ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کا تابع کیا تھا

عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

کہ وہ اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی کہ جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی تھیں

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ

اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں اور جنات میں سے بعض جن بھی سلیمانؑ کے تابع کئے

مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ

جو سلیمانؑ کے لئے سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس غوطہ خوری کے علاوہ اور دوسرے کام بھی کیا کرتے تھے

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ

اور ہم ہی ان جنات کی دیکھ بھال اور نگہبانی کرنیوالے تھے اور اے پیغمبر ایوبؑ کا بھی تذکرہ کیجئے جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ

سو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو جو تکلیف تھی اُسے دور کردیا اور ہم نے ایوبؑ کو اس کے

اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

بال بچے دیدیئے اور انکے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا کئے یہ سب کچھ ہم نے اپنی مہربانی سے عطا کیا اور

ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ

اس لئے تاکہ عبادت کرنے والوں کیلئے یہ ایک یادگار ہو اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ

وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ہم نے ان سب کو

بہرحال ان تمام مصائب پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی دعا کے سخت قبول فرمائی جو اولاد گم ہو گئی تھی وہ واپس مل یا مر گئی تھی وہ زندہ کر کے عطا ہوئی اتنی ہی اولاد اور دی گئی یا اولاد کے بال اولاد دی گئی۔ مفسرین کے مختلف اقوال ہیں مزید تفصیل انشاء اللہ سورۂ صٓ میں آجائے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت ایوبؑ کو حق تعالیٰ نے سب طرف سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گزار تھے۔ پھر کا زمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا۔ کھیت جل گئے مویشی مر گئے اور اولاد کثرت دب مری اور دوستدار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شکر گزار تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد جلائی اور بھی نئی اولاد دی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر اور نہا کر

(باقی صفحہ ۵۲۵ پر)

فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ
اپنی رحمت میں لے لیا بیشک یہ نیک لوگوں میں سے تھے اور مچھلی والے یونس کا تذکرہ کیجئے

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر غصہ کی حالت میں چلا گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ ہم اس پر کوئی داروگیر نہیں کریں گے

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ
پھر اس نے سخت تاریکیوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو جملہ عیوب سے منزہ ہے

اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ
بے شک میں ہی قصوروار ہوں سو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو مصائب سے

الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ
نجات عطا کی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں اور زکریا کا تذکرہ کیجئے جبکہ

نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ
اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے

الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى
بہتر وارث ہے سو ہم نے اس کی پکار سن لی اور ہم نے اس کو یحییٰؑ عطا کیا

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ
اور اس کے لئے اس کی بیوی کو ولادت کے قابل کردیا یہ سب مذکورۂ بالا حضرات بھلے کاموں کے

فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا
کرنے میں دوڑتے تھے اور امید و خوف کے ساتھ ہم کو پکارا کرتے تھے اور یہ لوگ ہمارے سامنے

لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
عاجزی و نیازمندی کرنے والے تھے اور اس پاکدامن عورت کا ذکر کیجئے جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ
پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو

(بقیہ تفسیر صفحہ ۵۲۴) چھپے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کردیا ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ مفسرین کے حضرت ایوبؑ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے بعض قول کو اختیار کرلیا ہے عبادت گزاروں کے لئے یادگار کا مطلب یہ ہے کہ نیک لوگ یہ معلوم کرکے کہ صبر کرنے والوں کو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازا کرتا ہے، برداشت اور صبر کا طریقہ اختیار کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ بہت طویل ہے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ صٓ میں تفصیل آجائے گی (۸۴) اور اے پیغمبر اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفل کا تذکرہ بھی کیجئے یہ سب ثابت قدم رہنے والے اور صبر کرنے والے تھے (۸۵) (تفسیر صفحہ ہٰذا) اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت کاملہ میں لے لیا۔ بلاشبہ یہ نیک لوگوں میں سے تھے؛ حضرت اسمٰعیلؑ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں جو احکام الٰہی کی بجا آوری میں نہایت ثابت قدم تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر سورۂ مریم میں گزرا ہے یہ بہت متقدمین میں سے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے سو برس بعد حضرت ادریسؑ پیدا ہوئے تھے ان کا نام اخنوخ ہے درس و تدریس کے باعث ان کا نام ادریس ہوگیا۔ ذوالکفل کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض ان کی نبوت کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں ایک صالح اور بزرگ آدمی تھے۔ کسی نے کہا یوشع علیہ السلام کا نام ذوالکفل ہے۔ بعض نے کہا یہ الیاس ہیں بہرحال یہ سب لوگ احکام شرعیہ کے بجالانے میں بڑے صابر اور ثابت قدم تھے۔ رحمت میں لے لینے کا مطلب یہی ہے کہ خواص میں سے تھے اسلئے خاص رحمت میں داخل کرلیا یا یہ کہ صالحین اور برگزیدہ لوگوں کی جماعت میں ان کو داخل کردیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں ذوالکفل تھے حضرت ایوبؑ کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہوکر کئی برس قید رہے اور صدیہ محنت سہی ۱۲ حضرت مجاہد نے ان کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن انہوں نے بھی ذوالکفل کی نبوت سے انکار کیا البتہ ایک نبی کے ضامن ہوگئے تھے کہ ان کی قوم ان کو تکلیف نہ پہنچائے گی ان پیغمبر نے اپنی آخری عمر میں ان کو اپنا وصی مقرر کردیا تھا اور تین باتوں کا ان سے عہد لیا تھا ایک یہ کہ رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کریں گے دوسرے یہ کہ دن کو روزہ رکھا کریں گے کبھی افطار نہیں کریں گے تیسرے یہ کہ جب کسی قضیے کے چکانے کیلئے حکم بنیں گے تو غضب اور غصہ نہ کریں گے چنانچہ انہوں نے یہ شرطیں منظور کرلیں اور اس پیغمبر نے ان کو اپنا خلیفہ بنا کر ان کو خلافت دیدی انکو ان تینوں شرطوں کے پورا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں لیکن یہ ثابت قدم رہے اور ان شرطوں کو پورا کیا جن پر خلافت حاصل کی تھی۔ بعض حضرات نے کہا ہے ذوالکفل حضرت زکریاؑ ہیں واللہ اعلم بالصواب (۸۶) اور مچھلی والے یعنی حضرت یونسؑ بن متّی کا تذکرہ کیجئے جب وہ قوم سے خفا ہو کر غصہ کی حالت میں چلا گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ ہم اس کو نہ پکڑ سکیں گے اور اس پر کوئی داروگیر نہ کریں گے پھر اس نے سخت اندھیریوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور تو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے بلاشبہ میں ہی قصورواروں میں سے تھا یعنی یونس علیہ السلام نینوا میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے انکی قوم نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کی مخالفت کی وہ ناراض ہوکر اور اپنی قوم کو عذاب کا وعدہ دے کر بستی سے تشریف لے گئے اور یہ سمجھ کر گئے کہ اس نکل جانے پر مجھ سے کوئی بازپرس اور گرفت نہ ہوگی اور چونکہ ان کا جانا بلاامر خداوندی تھا اسلئے راستے میں جبکہ یہ کشتی میں سوار ہوئے ان کی گرفت ہوگئی کشتی بھنور میں آگئی۔ کشتی والوں نے کہا ہماری کشتی میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر یہاں آبیٹھا ہے چنانچہ کشتی والوں نے قرعہ ڈالا حضرت یونس کا نام نکلا کشتی والوں نے حضرت یونسؑ کی شکل و صورت دیکھ کر یقین نہ کیا دوسری تیسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا تب بھی حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا۔ آخر حضرت یونسؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہوں یہ کہہ کر دریا میں کود پڑے۔ فوراً ایک مچھلی نے نگل لیا مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس تیری غذا نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ اس کے لئے قیدخانہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے قصور کا

(باقی ضمیمہ میں)

آيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

اور تمام عالم کیلئے ایک بہت بڑی نشانی بنایا لوگو یہ طریقہ تمہارا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے

وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور وہ یہ کہ میں تمہارا رب ہوں سو میری ہی عبادت کیا کرو اور لوگوں نے آپس میں اختلاف ڈالکر اپنے دین کو ٹکڑے

كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ

ٹکڑے کر دیا یہ سب ہمارے پاس واپس آنے والے ہیں سو جو شخص نیک عمل کرتا رہے بشرطیکہ وہ

هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

مومن بھی ہو تو ایسے شخص کی محنت نظرانداز نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی کوشش کو لکھتے رہتے ہیں

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور ہم جن بستیوں کے رہنے والوں کو فنا کر چکے ہیں ان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ

یہاں تک کہ جب یا جوج و ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ

كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں اور سچے وعدہ کا وقت نزدیک آ پہنچے

فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا

تو یکایک اس وقت یہ قصہ ہوگا کہ دین حق کے منکروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائینگی ہائے ہماری خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾

ہم اس دن کے واقعات سے بڑی غفلت میں تھے نہیں بلکہ ہم ہی گنہگار تھے

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ

بلاشبہ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش کر رہے ہو سب جہنم کا ایندھن ہوں گے

اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا

تم سب اس جہنم میں داخل ہونے والے ہو اگر تمہارے یہ معبود واقعی معبود ہوتے تو

ع ۱۸ / ۶

(۹۱) لوگو! یہ آں حضرات مذکورہ کا طریقہ اور دین تمہارا طریقہ اور دین ہو درانحالیکہ وہ ایک ہی طریقہ اور ایک ہی دین ہے اور وہ یہ کہ میں تمہارا پروردگار ہوں بس میری ہی عبادت کیا کرو یعنی حق تعالیٰ عام خطاب فرماتا ہے کہ انبیائے مذکورہ کا توحید الٰہی کے بارے میں جو طریقہ تمہاری تمہاری ملت اور طریقہ ہے جو حقیقت میں اصولی اعتبار سے ایک ہی ہے اور تم کو بھی وہی دین اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اس دین اور ملت کا ماحصل یہ ہو کہ تمہارا پروردگار میں ہی ہوں، لہٰذا عبادت بھی صرف میری ہی کرو۔ ظاہر ہے کہ توحید میں تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی طریقہ ہے البتہ فروع میں زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق ہے لیکن اتنی بات میں کہ پروردگار یکتا ہو اور صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ سب پیغمبروں کا مسلک ایک ہی ہے (۹۲) اور لوگوں نے آپس میں اختلاف ڈال کر اپنے کام کو اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں۔ یہ سب ہماری طرف واپس ہونے والے ہیں۔ یعنی لوگوں نے دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرکے آپس میں تقسیم کر لیا اور باہم بانٹ لیا ان سب کو ہماری طرف واپس آنا ہے واپسی پر ہم ان کو بتائیں گے اور جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے تھے ان کی حقیقت ان پر واضح کر دیجائے گی (۹۳) پس جو شخص نیک عمل کا پابند رہتا ہے اور نیک کام کرتا رہتا ہو بشرطیکہ وہ مومن یعنی صحیح ایمان رکھنے والا ہو تو ایسے شخص کی محنت ضائع نہ ہوگی اور اس کی سعی کو نظر انداز نہیں کیجائے گی اور ہم اس کی محنت اور سعی کو لکھ لیا کرتے ہیں اور اس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ یعنی جو سعی اور دوڑ دھوپ اور اعمال صالحہ کے بجالانے میں کوشش کرتا ہو وہ سب نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے وہی نامۂ اعمال قیامت میں ظاہر ہوجائے گا اور اس کے موافق اجر ملیگا اس میں کوئی کمی نہ ہوگی (۹۴) اور ہم جن بستیوں کے باشندوں کو فنا کر چکے ہیں ان کے لئے یہ بات مقرر ہو چکی ہے اور طے شدہ ہے کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یعنی جزا و سزا کے لئے جو دوبارہ زندگی ہوگی وہ اس عالم کے لئے نہیں بلکہ دوسرے عالم کے لئے ہے جس کے واقع ہونے کی بعض علامات کا آگے ذکر ہے خلاصہ یہ کہ دوبارہ زندگی یقینی ہے یہ نہیں جیسا کہ منکرین سمجھتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہونا ہی نہیں اور یہ بات بھی نہیں جیسا کہ منکرین مطالبہ کرتے ہیں کہ قیامت کیوں نہیں آجاتی بلکہ اس کا ایک وقت موعود ہے جب وہ وقت موعود آجائیگا تو ابتداءً اس کی علامات ظاہر ہوں گی، ان علامات میں سے یاجوج ماجوج کا خروج بھی ہے ہم نے فنا ترجمہ کیا ہے تاکہ عذاب سے ہلاک ہونے والوں اور اپنی موت سے مرنے والوں کو سب کو شامل ہوجائے اور یہ معلوم ہوسکے کہ سزا و جزا کا عالم دوسرا ہے۔ کسی مرنے والے کو دوبارہ اس عالم میں آنا نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں کہ (۹۵) یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے پھیلتے اور دوڑتے چلے آئیں یعنی یاجوج و ماجوج جو اس وقت سد سکندری سے بند ہیں انکو کھول دیا جائے اور وہ ہر بلندی یعنی پہاڑوں پر سے اترتے اور نکلتے چلے آئیں۔ یعنی ان کی کثرت اتنی ہوگی کہ ہر طرف وہی چلتے پھرتے معلوم ہوں گے بالائی مقامات سے اترتے اور میدانی مقامات سے نکلتے چلے آئیں گے اور ہر طرف وہی دکھائی دیں گے۔ ینسلون فرمایا تاکہ سرعت سیر معلوم ہو (۹۶) اور سچا وعدہ قریب آ پہنچا تو یکایک اس وقت یہ قصہ ہوگا کہ کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ کہتے ہوں گے ہائے ہماری خرابی ہم اس دن کے واقعات سے بڑی غفلت میں تھے نہیں بلکہ ہم ہی گنہگار اور قصوروار تھے یعنی یاجوج اور ماجوج کے خروج کے ایک عرصہ کے بعد صور پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد جب دوسرا نفخۂ صور ہوگا تو لوگوں کی حیرت اور خوف کی وجہ سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ حسرت و ندامت سے کہتے ہونگے ہائے ہماری کم بختی ہم اس دن سے بڑی غفلت میں تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ یعنی اس دن کا انکار کیا کرتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خبر پہنچی تھی جان کر ٹلا دی ۱۲ (۹۷) بلاشبہ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا اور پرستش کر رہے ہو سب جہنم کا ایندھن ہونگے (بقیہ صفحہ ۵۲۷)

وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ

جہنم میں نہ جاتے حالانکہ یہ جھوٹے معبود اور ان کے پجاری یہ سب اس جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں دوزخ میں ان سب کو چیخنے سے کام ہوگا

وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ

اور وہ اس چیخ پکار میں کسی کی کوئی بات نہ سن سکیں گے بیشک جن لوگوں کے لئے ہماری جانب سے

لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ ۙ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾

پہلے ہی بھلائی مقدر ہوچکی ہے وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ

اس دوری کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگا کہ وہ دوزخ کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنینگے اور وہ اپنی من مانی اور جی چاہی

أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ

لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرسکے گی

وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ

اور رحمت کے فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہی وہ تمہارا دن ہے جس دن کا تم سے

تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

وعدہ کیا گیا تھا وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم آسمانوں کو اسی طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ہوئے مضمون کا

لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے ہم نے جسطرح پہلی بار مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتدا کی تھی اسیطرح ہم اس کا دوبارا اعادہ کرینگے یہ دوبارا

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي

پیدا کرنا ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے ہم اس کو ضرور پورا کرنے والے ہیں اور بلاشبہ ہم لوحِ محفوظ میں لکھنے کے بعد یہ مضمون

الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا

تمام کتب سماوی میں لکھ چکے ہیں کہ جنت کے حقیقی مالک میرے

عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا

نیک بندے ہی ہوں گے بیشک اس قرآن میں حصول مقصد کیلئے کافی مضامین ہیں

(بقیہ تفسیر ۵۲۶) اور تم سب اس جہنم میں جھونکے جاؤ گے اور تم سب اس میں داخل ہوگے یعنی جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اس میں ہر قسم کے اصنام اور شیاطین داخل ہوگئے یہ سب مع اپنے پجاریوں کے دوزخ میں جھونکے جائیں گے اور داخل کر دیئے جائینگے یا صرف غیر ذی روح اشیاء اس میں داخل ہیں بہر حال انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اس میں داخل نہیں ہیں جیسا کہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ سے ظاہر ہے (۹۸) اگر یہ معبود واقعی اور حقیقی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے حالانکہ یہ سب عابد و معبود اس جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (تفسیر صفحہ ہذا) یعنی یہ معبودان باطلہ اگر واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں کیوں جاتے حالانکہ یہ خود بھی دوزخ میں ہمیشہ پڑے رہیں گے اور ان کی پوجا کرنیوالے بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور جب یہ معبود دوزخ سے نہ بچ سکے تو معلوم ہوا معبود نہ تھے بلکہ جھوٹے تھے کہ نہ خود کو عذاب سے بچا سکے نہ اپنے پرستش کرنے والوں کو بچا سکے (۹۹) دوزخ میں ان سب کو رونے اور چیخنے سے کام ہوگا اور وہاں اس چیخ پکار میں کسی کی کوئی بات نہ سن سکیں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اپنے چلانے کے شور سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ وہاں اس قدر غل و شور ہوگا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیگی (۱۰۰) بلاشبہ جن لوگوں کے لئے ہماری جانب سے پہلے ہی بھلائی مقرر ہوچکی ہے وہ لوگ اس جہنم سے دور رہیں گے یعنی حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے جن لوگوں کیلئے بھلائی اور جنت مقدر ہوچکی ہے وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے مطلب یہ کہ دوزخ کو گزرنے کے بعد دوزخ سے اتنی دور کر دیئے جائیں گے کہ ان کو اسکی آہٹ بھی نہیں پہنچے گی۔ کیونکہ وہ جنت میں ہونگے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ایک بار گزر کر پھر ہمیشہ دور رہیں گے ۱۲ آگے دور رہنے کی مقدار کیطرف اشارہ ہے (۱۰۱) اس دوری کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگا کہ وہ اس دوزخ کی ہلکی سی آواز اور آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من مانی اور جی چاہی لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے یعنی وہ جنت میں ہوں گے اور جنت و جہنم میں بہت فاصلہ ہوگا (۱۰۲) ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور غم میں نہیں ڈالے گی اور رحمت کے فرشتے ان کو لائیں گے اور ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے یہی دن تو تمہارا وہ دن ہے جس دن کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا یعنی جن کے لئے ازل ہی بھلائی مقدر ہوچکی ہے ان کی یہ حالت ہوگی کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد جب قبروں سے اٹھیں گے تو ان پر کوئی پریشانی نہ ہوگی نہ کسی غم اور فکر میں مبتلا ہونگے بلکہ ملائکہ مقربین انکا استقبال کرتے ہونگے اور ان سے کہا جائیگا یہ تو وہ دن ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا رہا ہے کہ ایک دن آنیوالا ہے جس دن تم کو تمہارے اعمال کا صلہ ملنے والا ہے (۱۰۳) اور وہ دن قابلِ ذکر ہے جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہمنے اول مرتبہ مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم اس کا دوبارہ اعادہ کرینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم اس کو ضرور کرنیوالے ہیں۔ یعنی جس طرح کسی لمبے اور طویل کاغذ کی نبی بنا لیتے ہیں جیسا کہ نبالہ نویس کیا کرتے ہیں اسی طرح حضرت حق جل مجدہٗ آسمانوں کو لپیٹ لیں گے اور یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا آگے مخلوق کے دوبارہ پیدا کرنے کا ذکر ہے کہ نفخۂ ثانیہ کے وقت سب کو دوبارہ زندہ کرلیا جائیگا۔ جس طرح پہلی مرتبہ آفرنیش کی ابتداء ہوئی تھی اسی طرح پھر اعادہ کیا جائے گا۔ آگے تاکید فرمایا یہ دوبارہ پیدا کرنا ہمارے ذمہ وعدہ ہے جس کو ہم ضرور پورا کرنیوالے ہیں (۱۰۴) اور ہم لوحِ محفوظ میں درج کرنے کے بعد تمام کتب سماویہ میں یہ بات لکھ چکے ہیں کہ جنت کی زمین کے حقیقی مالک میرے نیک بندے ہی ہونگے۔ اس آیت کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات نے زبور سے عام کتب سماویہ مراد لی ہے اور ذکر سے لوحِ محفوظ مراد لی۔ یعنی لوحِ محفوظ میں لکھنے کے بعد تمام کتب سماویہ میں یہ بات کہی اور بتلائی گئی ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ بعض نے کہا زبور سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور ذکر سے مراد اسی کے ایک حصہ کا نام ہے۔ اس ذکر کے بعد فرمایا ہے کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے ذکر سے مراد تورات ہے، تورات کے بعد جس قدر آسمانی صحائف نازل ہوئے ہیں اس میں یہ بات کہی گئی ہے

(باقی ضمیمہ میں)

لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

ان لوگوں کے واسطے جو عبادت گزار ہیں اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جملہ اہل عالم کے لئے رحمت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

بنا کر بھیجا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ میری طرف تو صرف یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا

ایک ہی معبود ہے سو کیا تم بھی اس حکم کے فرماں بردار ہوتے ہو پھر اگر یہ لوگ روگردانی کریں

فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ

تو آپ فرما دیجئے میں نے تم سب کو یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے اور خود کو نہیں معلوم کہ جس چیز کا تسے وعدہ کیا گیا ہے وہ

بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ

نزدیک ہے یا دور ہے بیشک خدا اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے

وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

اور اس کو بھی جانتا ہے جو تم دلیں چھپاتے ہو اور میں نہیں جانتا کہ عذاب کی تاخیر میں تمہارے لئے کوئی امتحان ہو

وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَ

اور ایک وقت مقرر تک تم کو بہرہ مند کرنا مقصود ہو پیغمبر نے یوں دعا کی اے میرے پروردگار انصاف کیساتھ فیصلہ کر دے

رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾

اور ہمارا رب رحمٰن ہے اور ان باتوں کے مقابلہ میں جو تم بناتے ہو اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ

(١٠٦) اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جملہ اقوام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ٭ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کے لئے موجب رحمت بن کر تشریف لائے ہیں کیونکہ آپ جو شریعت اور تہذیب لے کر آئے ہیں اس نے تمام دنیا کو ایک صحیح راستہ دکھا دیا ہے جو آپ پر ایمان لے آئے وہ تو اس رحمت خداوندی سے مستفید ہو گئے لیکن جو ایمان نہیں لائے ان کو بھی کچھ نہ کچھ نفع ضرور پہنچا وہ بھی اس دنیا میں خسف اور مسخ اور عذاب استیصال سے محفوظ ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے قانون شریعت سے اپنی اصلاح کر لی اگرچہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیہ پر ایمان نہیں لائے محض تعصب و ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کرتے رہے لیکن باوجود اس انکار کے بھی رحمت للعالمین کی رحمت عامہ سے کم و بیش مستفید سب ہی ہوئے (١٠٧) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میری جانب تو صرف یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے سو کیا تم بھی اس حکم کو مانتے ہو اور اس حکم کے فرمانبردار بنتے ہو؟ ٭ یعنی جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم یہی آتا ہے اور اسلام کا منشا اور دعوے یہی ہے کہ صرف ایک معبود حقیقی ہی کی پرستش کی جائے تو بتاؤ اب تم بھی توحید الٰہی کے قائل ہو کر اسلام کے پابند ہوتے ہو یا نہیں؟ مطلب استفہام کا یہ ہے کہ اسلام لے آؤ۔ (١٠٨) پھر اگر یہ لوگ روگردانی کریں اور اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو آگاہ اور یکساں طور پر خبردار کر دیا میں نے تم کو اطلاع کر دی دونوں طرف برابر اور جس چیز کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اور جس عذاب اور سزا کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ہے یعنی میں نے صاف تم کو اطلاع دیدی کہ اب نہ مجھ پر کوئی بار ہے اور نہ تمہارے لئے کوئی حجت اور عذر ہے۔ تمہارا راستہ الگ اور میرا راستہ جدا۔ رہی یہ بات کہ جس عذاب کا تم کو خوف دلایا جاتا ہے اور نافرمانی کی صورت میں جس سزا سے ڈرایا جاتا ہے وہ عذاب یا سزا کبھی نہیں واقع ہوتی تو اس کے متعلق مجھے وقت نہیں معلوم کہ وہ دور ہے یا نزدیک ہے۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ حق کو نہ ماننے اور حق بات جو دلائل سے ثابت ہو چکی ہو اس کا انکار کرنے کی سزا ضرور ملے گی چاہے جب ملے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا ١٢ یعنی دونوں باتیں برابر جس چاہے قبول کر دیا رد کر دو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے (١٠٩) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے اور اس کو بھی جانتا ہے جو بات تم دل میں چھپاتے ہو یعنی کوئی بات حضرت حق تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔ (١١٠) اور میں نہیں جانتا کہ تاخیر عذاب میں تمہارے لئے کوئی امتحان اور آزمائش ہے اور ایک وقت معین تک تم کو فائدہ پہنچانا اور بہرہ مند کرنا مقصود ہو۔ یعنی جب اس کو سب باتیں معلوم ہیں تو تمہاری بدکرداری کی سزا ضرور ملے گی اور عذاب میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس کی وجہ مجھ کو معلوم نہیں۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شاید تاخیر عذاب کی وجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کر رہا ہے اور تم کو مہلت دے رہا ہے کہ تم ایمان لے آؤ اور تم کو موت کے معین وقت تک کیلئے زندگی کے ساز و سامان سے بہرہ مند کرنا مقصود ہے عذاب کی مہلت میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا ایمان لے آئیں یا کفر میں مبتلا رہ کر زیادہ سزا کے مستحق ہو جائیں بہر حال احتمال کا اظہار فرمایا اور حقیقت سے لاعلمی ظاہر کی کہ میں نہیں جانتا کہ حقیقی مصلحت کیا ہے (١١١) پیغمبر علیہ السلام نے یوں دعا کی اے میرے پروردگار میرے اور میری قوم کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور ہمارا پروردگار بے حد مہربان ہے اور ان باتوں کے مقابلے میں جو تم بناتے رہتے ہو اسی سے مدد چاہی اور طلب کی جاتی ہے ٭ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب ان کی قوم نے ان کو تنگ کیا اور لغو باتوں سے ان کو پریشان کیا تو جناب باری عز اسمہٗ کی بارگاہ عالی میں دعا کرتے تھے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ پروردگار یہ لوگ تو کسی طرح میری دعوت و تبلیغ کو قبول نہیں کرتے بلکہ ہر بات کا

(باقی ضمیمہ میں)

بقیہ تفسیر ۵۲۸ صفحہ) سورۂ حج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو بلاشبہ قیامت کے دن کا بھونچال ایک بڑی سخت چیز ہے یا تو یہ زلزلہ اور بھونچال وہ ہے جس کو سورۂ حاقہ اور سورۂ واقعہ میں فرمایا یعنی زمین میں قیامت قائم ہوتے وقت ایک عام زلزلے سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی اور پہاڑ اڑ جائیں گے اور ظاہر یہی ہے یا قیامت میں کوئی زلزلہ ہوگا جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے واللہ اعلم۔ بہرحال وہ بھونچال اور امن چین ایسا ہولناک ہوگا کہ اس وقت کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی اس حالت کا ذکر آگے فرماتا ہے (تفسیر صفحہ ہذا) (۱) جس روز تم اس زلزلے کو دیکھو گے تو اس دن یہ حالت ہوگی کہ ہر ایک دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے شیر خوار بچے سے غافل ہوجائیگی

شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱﴾ یَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ کُلُّ مُرۡضِعَةٍ

بڑی ہی ہولناک چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے تو یہ حال ہوگا کہ ہر ایک دودھ پلانیوالی عورت

عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا

اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہوجائے گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دیں گی

وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا هُمۡ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ

اور اے مخاطب تو لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیۡدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ

خدا کا عذاب بڑا ہی سخت ہے اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بے جانے بوجھے

فِی اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیۡطٰنٍ مَّرِیۡدٍ ﴿۳﴾

اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر ایسے سرکش شیطان کے پیچھے چل پڑتے ہیں کہ

کُتِبَ عَلَیۡهِ اَنَّهٗ مَنۡ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ

جس کے متعلق یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو کوئی اس سے تعلق رکھے گا تو وہ شیطان مرید اس کو گمراہ کردیگا اور

یَهۡدِیۡهِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیۡرِ ﴿۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ

دوزخ کے عذاب کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا اے لوگو! اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے

کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ

شک میں ہو تو دیکھو ہم نے تم کو ابتداءً مٹی سے بنایا

مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ

پھر تم کو بتدریج نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمۡ ؕ وَ

جو پوری بھی ہوتی ہے اور کبھی ادھوری بھی ہوتی ہے پیدا کیا تاکہ ہم تم پر اپنی قدرت ظاہر کریں اور

نُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ

ہم جس کو چاہتے ہیں رحم میں ایک مدت مقررہ تک ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر

اور شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنے حمل کو ڈال دے گی اور اے مخاطب تو لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھیگا حالانکہ حقیقتاً وہ نشے کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے یعنی اس زلزلے کی ہیبت کا یہ عالم ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے شیر خوار اور دودھ پینے والے بچوں کو بھول جائیں گی اور پیٹ والیوں کے پیٹ گر جائیں گے اور اے دیکھنے والے تو عام لوگوں کو دیکھیگا کہ وہ مدہوش ہیں ان کی یہ مدہوشی کسی نشے کی چیز استعمال کرنے کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ عذاب الٰہی کی سختی اور زلزلے کی ہیبت کے باعث ہوش و حواس گم ہوجائیں گے یہ حالت غالباً نفخۂ اول کے وقت ہوگی جو قیامت کی علامت ہے بعض حضرات اہلِ علم نے نفخۂ ثانیہ اور قیامِ قیامت مراد لیا ہے اور دودھ پلانے والیوں اور پیٹ والیوں میں توجیہہ کی ہے واللہ اعلم بالصواب بہرحال حضرات مفسرین کے دو قول ہیں (۲) اور انسانوں میں سے بعض وہ بھی ہیں جو بے جانے بوجھے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر ایسے سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور اس کی پیروی کرنے لگتے ہیں (۳) جسکے متعلق یہ لکھا جا چکا ہے اور طے ہوچکا ہے کہ جو کوئی شخص اس سے دوستانہ تعلقات رکھے گا اور اس کا اتباع کریگا تو وہ سرکش شیطان اس کو گمراہ کردیگا اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کی رہنمائی کریگا یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو باوجود جاہل ہونے کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت جھگڑالو تھا ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتا اور قرآن کو اساطیر الاولین اور کہانیاں کہتا اور یہ کہتا کہ جب ہم مر گئے اور گل گئے تو پھر خدا ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا اس کو فرمایا کہ وہ ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتا ہے حالانکہ شیطان سرکش کے متعلق یہ امر طے شدہ ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی کرتا اور اس کا پیرو ہوتا ہے تو وہ شیطان اسکو گمراہ کردیتا ہے اور اس کو جہنم کے عذاب کا رستہ بتاتا ہے یعنی اس کا کہنا ماننے سے سوائے گمراہی اور عذاب دوزخ کے اور کچھ نہیں ملتا (۴) اے لوگو! اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہو تو دیکھو اور غور کرو کہ ہم نے تم کو ابتداءً مٹی سے بنایا پھر تم کو نطفے سے پھر تم کو بستہ اور جمے ہوئے خون سے پھر تم کو گوشت کے لوتھڑے اور بوٹی سے جو پوری بھی ہوتی ہے اور بعض ادھوری ہوتی ہے بنایا اور پیدا کیا اور تدریجاً تم کو اسلئے پیدا کیا تاکہ ہم تم پر اپنی قدرت کا کمال ظاہر کریں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک مدتِ مقررہ تک رحم میں ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو طفولیت اور بچہ پنے کی حالت میں نکالتے ہیں پھر تمہاری پرورش کرتے ہیں اور تمکو مہلت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال اور پوری جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض وہ بھی ہے جو مر جاتا ہے اور بعض تم میں سے وہ بھی ہے جو نکمی اور ناکارہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جسکا انجام اور اثر یہ ہوتا ہے کہ سمجھنے اور جاننے کے بعد کسی شئی کو نہ سمجھتا ہے اور نہ جانتا ہے اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک اور دبی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں ایک خاص قسم کی حرکت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی پر رونق نباتات اگاتی ہے۔

(باقی صفحہ ۵۳۰ پر)

ع ۱

(بقیہ صفحہ ۵۲۹) یعنی جو لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ ہم کو زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس پر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرتے ہوئے یہاں دو باتیں فرمائیں ایک ابتدائی پیدائش اور پھر تدریجی طور پر انسانی پیدائش کا سلسلہ اور دوسری بات مری ہوئی زمین کا دوبارہ زندہ کر دینا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اپنی پیدائش میں غور کرو کہ پہلے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان کی غذا سے نطفہ بنایا اور اس نطفہ سے پیدائش کا سلسلہ جاری کر دیا اور چونکہ انسان کی غذا بھی مٹی ہی سے حاصل ہوتی ہے اور نطفہ اسی غذا کا سلالہ اور جوہر ہوتا ہے اس لئے بنی نوع انسان مٹی ہی سے پیدا کیا جاتا ہے اور مٹی باعتبار دوسرے عناصر کے زیادہ ہوتی ہے۔ پھر یہی نطفہ کچھ دنوں کے بعد ایک جمے ہوئے خون کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد ایک گوشت کا لوتھڑا اور لگدی کی شکل اختیار کر لیتا ہے وہ گوشت کی لگدی کبھی پوری ہوتی ہے اور کبھی ناقص ہوتی ہے جو ضائع ہو جاتی ہے اور جس کو حمل کا نکلنا بولتے ہیں اور کچا حمل ضائع ہونا کہتے ہیں وہی گوشت کا لوتھڑا اور لگدی ہوتی ہے جس میں سے انسانی اعضا پھوٹتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ نہیں کہ یعنی تم کو اپنی قدرت کا کمال دکھائیں کہ ہم کس طرح تدریجی طور پر ایک بیجان نطفہ کو جان عطا کرتے ہیں اور ایک مدت مقررہ تک اس کو رحم مادر میں ٹھہرا کر تغیر صفحہ ہذا

نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ

ہم تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتے ہیں پھر تمہاری پرورش کرتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض وہ

يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

بھی ہیں جو مر جاتا ہے یعنی عمر طبعی سے پہلے اور بعض تم میں سے وہ بھی ہو جو نکارہ عمر کی طرف پہنچا دیا جاتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً

سب کچھ جاننے کے بعد کسی چیز کو نہیں جانتا اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے

فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ

پھر جہاں ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں ایک خاص قسم کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

کی پر رونق نباتات اگاتی ہے یہ سب کچھ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت و برحق

وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

ہے اور یہ کہ وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور یہ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ

اور یہ بھی جان لو کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اس کے آنے میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو قبروں میں

مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ

پڑے ہیں زندہ کر کے اٹھائے گا اور لوگوں میں سے کوئی کوئی شخص ایسا بھی ہے جو خدا کے بارے میں بدون کسی

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ

واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے تکبر سے

عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

اپنا پہلو موڑ کر جھگڑا کرتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بے راہ کر دے ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی

خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹

رسوائی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن بھی جلانے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے

اور بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر اس کی پرورش دودھ اور غذا سے کرتے ہیں اور مہلت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی بھرپور جوانی تک پہنچ جاؤ۔ پھر تم میں سے کوئی جوان ہو کر مر جاتا ہے یا جوانی سے پہلے یا جوانی سے کچھ بعد مر جاتا ہے اور کوئی تم میں سے بوڑھا ہو کر بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بچوں کی طرح انجان اور بھولا ہو جاتا ہے۔ ابھی ایک بات اس کو بتائی اور پھر وہ بے خبر ہو گیا جن باتوں کا علم اس کو حاصل تھا ان سے بے علم ہو جاتا ہے اور باخبر ہونے کے باوجود بے خبر بن جاتا ہے اسی لئے اس عمر کو عمر ارذل فرمایا یعنی نکمی اور نکارہ عمر سورہ یٰسین میں فرمایا وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ۔ منکرین بعث کے لئے دوسرا استدلال خشک زمین سے کیا کہ زمین خشک ہو جاتی ہے اور اس میں روئیدگی اور سبزہ اگانے کی طاقت نہیں رہتی لیکن ادھر بارش ہوئی اور ادھر مری ہوئی زمین میں آثار حیات اور آثار نمو پیدا ہو گئے چنانچہ اسی کو آگے بیان فرمایا (۵) یہ سب کچھ اس سبب سے ہوا تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت و برحق ہے اور وہی ہستی میں کامل ہے اور یہ کہ وہی بے جانوں میں جان ڈالتا اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور یہ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے یعنی جو باتیں اوپر مذکور ہوئیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتی ہیں اور یہ باتیں اس لئے بیان کی گئی ہیں تاکہ یہ امر صاف ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت اور برحق ہے اور وہی نطفۂ بیجان کو جاندار کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶) اور یہ بات بھی تم جان لو اور تم کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آنیوالی ہے اس کے آنے اور واقع ہونے میں کچھ شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں زندہ کر کے اٹھائے گا یعنی جو کامل قدرت رکھتا ہو وہ قیامت کے لانے اور مُردوں کے جلا اٹھانے پر قادر ہے (۷) اور لوگوں میں سے بعض شخص وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم و واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے (۸) تکبر سے اپنا پہلو موڑ کر جھگڑا کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے... صحیح راستے سے لوگوں کو بے راہ کرے ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن بھی عذاب سوزاں کا مزا چکھائیں گے اور جلانے والے عذاب کا مزا چکھائیں گے (۹)

اس سے کہا جائیگا یہ اس کئے کا بدلہ ہے جس کو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے صاحب مدارک نے فرمایا کہ یہ آیت ابوجہل کی حرکات قبیحہ کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ تین باتیں اس کی جہالت کے متعلق فرمائیں۔ علم نہیں یعنی علم ضروری اور بدیہی بھی نہیں۔ دلیل عقلی سے بھی یکسر خالی اور کوئی روشن کتاب یعنی دلیل نقلی بھی نہیں اور باوجود اس کم مائیگی اور حماقت وجہل کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے بارے میں جھگڑا اور موشگافی کرتا ہے اور ہر قسم کے دلائل سے عاری اور خالی ہونے ہوئے بھی تکبر کا یہ عالم کہ سیدھے منہ بات نہیں کرتا پہلو پھیر کر اور منہ موڑ کر بات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا اس لئے کرتا ہے تاکہ لوگوں کو شبہات اور شکوک میں مبتلا کر کے صحیح راہ سے روکدے دنیا کی رسوائی کا مطلب یہ ہے کہ اہل دانش کی نگاہ میں بے عزتی اور جنگ میں شکست اور آخرت میں آگ کا عذاب جہنم کے عذاب میں داخل کرتے وقت فرشتے کہیں گے یہ سزا تجھ کو ان کاموں کے بدلے دی جارہی ہے جو تو نے اور تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجے (١٠) اور لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طرح کرتا ہے جیسے کوئی کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہوا ہو پھر اگر اس کو دنیوی نفع پہنچ گیا تو اس نفع کی وجہ سے ظاہری طور پر ٹھہرا رہا اور دین پر قائم رہا اور اگر اس پر کوئی امتحان و آزمایش آگئی تو اپنے منہ کے بل الٹا پھر گیا ایسے شخص کی حالت یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھا۔ یہ دونوں جہان کا نقصان ہی تو کھلا ہوا خسارہ اور ٹوٹا ہے اس آیت میں منافقوں اور اصحاب اغراض کی حالت بیان فرمائی۔ جیسا کہ بعض دیہاتی لوگ آکر ایمان لاتے تھے اگر ایمان کے بعد اولاد اور مال میں کچھ ترقی ہوجاتی تو دین پر ظاہری طور سے قائم رہتے اور اگر کچھ نقصان پہنچ جاتا۔ بیمار ہوجاتے یا مال میں کچھ گھاٹا ہوجاتا تو پھر کفر پر لوٹ جاتے حضرت حق تعالیٰ نے استعارہ تمثیلیہ کے طور پر ان کی حالت بتائی۔ عرب میں قاعدہ تھا کہ بزدل لوگ فوج کے کنارے پر رہتے تھے اگر فتح کی توقع ہوئی تو آگے بڑھ گئے اور شکست کے آثار نظر آئے تو بھاگ گئے یہی حالت ان کی فرمائی، دنیوی منفعت کی امید لے کر مسلمان ہوئے کچھ منفعت ہوگئی۔ فارغ البالی حاصل ہوئی مویشی اور اولاد میں کثرت دیکھی تو ظاہری طور پر دین کا نام لیتے رہے اطمان یہ کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح ایک مخلص مسلمان کو اطمینان اور قرار ہوتا ہے وہ حاصل ہوگیا اسی لئے جمنے ظاہری طور پر دین کا نام لینا اور قائم رہنا اور قرار پکڑنا کہا اور اگر کوئی آزمایش پیش آگئی جس طرح اہل ایمان کو پیش آتی رہتی ہے تو آزمایش کو دیکھتے ہی کفر میں لوٹ گیا ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا نہ تو وہ اسلام معتبر ہے جو دنیوی اغراض اور حصول منافع کی غرض سے قبول کیا تھا اور آزمائش میں لوٹ جانے تو نہ دین رہا اور نہ دنیا۔ دین و دنیا کے گھاٹے سے بڑھ کر اور کونسا گھاٹا ہوسکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دنیا کی نکی پاوے تو دین پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے۔ ادھر دنیا تھی ادھر دین تھا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی نہ اس طرف ہے نہ اس طرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل جائے (١١) دنیوی نفع سے ناامید ہو کر پلٹا تو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کو پکارتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے جو نہ اس کو کچھ

ع ١٠ — ٨ — ١

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

اس سے کہا جائے گا یہ اس کئے کا بدلہ ہے جس کو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ بندوں پر

لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٠﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

ظلم کرنے والا نہیں ہے اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو دین کے کنارے پر اللہ کی عبادت کرتا ہے

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

پھر اگر اس کو کوئی دنیوی نفع پہنچ گیا تو اس نفع کی وجہ سے دین پر ٹھیرا رہا اور اگر اس کو کوئی آزمائش آگئی

فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ

تو اپنے منہ کے بل الٹا پھر گیا وہ دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھا

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١١﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

یہ دونوں جہان کا نقصان ہی تو کھلا ہوا خسارہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کو پکارتا ہے

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

جو نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے یہ خدا کے سوا دوسروں کو پکارنا ہی پرلے درجے

الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۚ

کی گمراہی ہے وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے جس کی عبادت کا ضرر اس کی عبادت کے موہوم نفع سے قریب تر ہے

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ

کچھ شک نہیں کہ ایسا مددگار برا اور ایسا دوست بھی برا یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ

کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو شخص

يَّظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

نقصان پہنچا سکتی ہے نہ کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ اس کا کچھ بھلا کر سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا ہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے یعنی ان چیزوں کی عبادت نہ کرے تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکیں اور عبادت کرے تو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیں۔ بھلا جو چیز اللہ تعالیٰ سے نہ حاصل ہو وہ جمادات اور پتھروں سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حماقت اور پرلے درجے کی گمراہی اور کیا ہوسکتی ہے (١٢) وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے جس کی عبادت کا ضرر جو کہ واقعی ہے اس کی عبادت کے موہوم اور غیر واقع نفع سے قریب تر ہے کچھ شک نہیں ایسا مددگار اور کارساز بھی برا اور ایسا رفیق اور دوست بھی برا یعنی ان کی عبادت

(باقی ضمیمہ میں)

فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ
مدد نہیں کرے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے پھر گلے میں پھندا لگا کر گلا گھونٹ لے پھر

هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ
دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو رد کر سکتی ہے جو اسکو غصہ میں ڈالنے والی ہے اور ہمنے اسی طرح قرآن کو نازل کیا

آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ ﴿۱۶﴾ إِنَّ
جو کہ اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اس میں کوئی شک نہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَ
کہ جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور صابئین اور

النَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ
نصاریٰ اور مجوس اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ تعالیٰ ان سب

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
لوگوں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے

شَهِيدٌ ﴿۱۷﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
آگاہ ہے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو مخلوق بھی آسمانوں میں ہے

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَ
اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور

الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ
پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور اکثر انسان یہ سب اللہ تعالیٰ کو اپنی اپنی حالت کے مناسب سجدہ

وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ
کرتے ہیں اور اکثر ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو خدا ذلیل کرے

فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿۱۸﴾ السجدة
اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

سجدہ

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا گمان کرتا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ دنیا میں کوئی مدد کرے گا دنیا میں مدد یہی کہ آپ کے دین کو غالب و منصور نہیں فرمائے گا اور نہ آخرت میں کوئی مدد فرمائے گا۔ آخرت میں مدد یہی کہ آپ کے مراتب بلند نہیں کریگا تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کی چھت میں رسی باندھ کر پھانسی لگائے پھر دیکھے کہ اُس کی یہ تدبیر اور اس کا یہ داؤں اس چیز کو رد کرتا ہے یا نہیں جو اس کو غصہ اور حسد میں ڈالتی ہے یعنی اپنے غصہ اور حسد میں مر جائے پھر دیکھے کہ اُس کی موت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر دنیا اور آخرت میں کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ اس آیت کی یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت قتادہ رضہ۔ حضرت عطاء رضہ۔ حضرت عکرمہ رضہ اور ابو الجوزاء سے منقول ہے ابن زیدؒ نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دنیا اور آخرت میں کوئی مدد نہیں کریگا تو وہ آسمان سے ایک رسی تان لے اور اس کے ذریعہ سے آسمان پر چڑھ کر وحی الٰہی کو منقطع کر دے اور اسباب وحی کو ختم کرا دے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کو بند کر دے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی آسمان پر چڑھ کر وحی الٰہی یا اس کی مدد کو منقطع کر دے تو پھر غور کرے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس کے لئے مفید ہو سکتی ہے اور اس کے غیظ و غضب کو دور کر سکتی ہے اور جب نہیں کر سکتی تو اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کی مدد نہیں روکی جا سکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس آیت کا تعلق ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف سے ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ کچھ بُرا نہ بھلا وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جاوے جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب معنی فرمائے۔ مطلب یہ ہے کہ کنارے پر کھڑے ہو کر عبادت کرنے والا نہ بنے اور دنیوی تنگی اور آزمائش سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ سے امید منقطع نہ کر دے اور غیر اللہ کی پوجا نہ کرنے لگے۔ اگر کوئی شخص رسی پکڑے رہے تو کبھی نہ کبھی کامیابی کی توقع ہے جس نے رسی چھوڑ دی وہ گیا گزرا ہوا اور دستگیری کی امید منقطع کر بیٹھا (۱۵) اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کو نازل کیا ہے کہ اس میں کھلی کھلی اور واضح دلیلیں ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے یعنی جس طرح ہم نے یہ احکامِ مذکورہ نازل فرمائے اسی طرح تمام قرآن نازل کیا۔ درآنحالیکہ وہ دلائل واضحہ پر مشتمل ہے اور سب کو غور و فکر کا موقع دیا گیا ہے مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا اور جس کے لئے ارادہ کرتا ہے اُسی کو ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور دستور یہ ہے کہ تلاش حق کی نیت سے جو شخص کوشش کرتا ہے اس کی ہدایت کے ساتھ ارادۂ باری تعالیٰ کا تعلق ہو ہی جاتا ہے اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یہدی الیہ من ینیب (۱۶) بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے مابین قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ اور ہر چیز پر مطلع ہے یعنی دنیا کے مختلف فرقے مثلاً مسلمان یہودی۔ صابئین یعنی کواکب پرست اور نصرانی اور آتش پرست اور بت پرست ان سب کے درمیان کھلا اور عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرما دیگا بے شک اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز ہے یعنی سب کے اعمال اور عقائد سے وہ اچھی طرح واقف ہے ان سب کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جائے گا۔ فیصلہ یہی کہ جو راہ راست پر ہوگا وہ بہشت میں بھیج دیا جائے گا اور جو گمراہ ہوں گے وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ صابئین کی تحقیق پہلے پارے میں گزر چکی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ (لکھتے) ہیں مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ پیچھے بگڑ گیا ہے انہوں نے یا سرے سے غلط ہیں ۱۲ کہتے ہیں مجوس دو خدا کے قائل ہیں ایک کو خالق شر کہتے ہیں اور ایک کو خالق خیر مانتے ہیں۔

(باقی ضمیمہ میں)

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ مومن اور کافر دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں باہم جھگڑا کیا ہے سو جو لوگ کافر ہیں

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

اُن کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے اُن کے سروں پر کھولتا ہوا

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ

گرم پانی ڈالا جائے گا۔ اس گرم پانی کی وجہ سے جو چیزیں ان کے پیٹ میں ہوں گی وہ

الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ

اور انکی کھالیں سب پگھل جائینگی۔ اور ان کافروں کو مارنے کیلئے لوہے کے گرز ہوں گے جب بھی یہ کافر

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ق

دوزخ سے اس کی تکلیف اور گھٹن کے مارے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اسی میں پھر دھکیل دئے جائیں گے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

اور جلانے والے عذاب کا مزہ چکھتے رہو بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا

نہریں بہہ رہی ہونگی ان باغوں میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور یہ لوگ وہ ہوں گے جن کی کلمۂ طیبہ کی جانب

الْقَوْلِ ج وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

رہنمائی کی گئی تھی اور خدائے ستودہ صفات کے راستے کیجانب انکی رہنمائی کی گئی تھی بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کفر کرتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی راہ سے اور اُس مسجد حرام سے روکتے ہیں

(۱۸) یہ دو فریق ہیں یعنی مومن اور کافر دو فریق جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا ہے اور اختلاف کیا پس جو لوگ منکر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے اور آگ کا لباس قطع کیا جائیگا اُن کے سروں پر سخت کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائیگا (۱۹) اس گرم پانی سے جو چیزیں ان کے پیٹ میں ہوں گی اور نیز ان کی کھالیں سب پگھل جائیں گی (۲۰) اور ان منکروں کو مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے (۲۱) جب بھی یہ معذبین آگ دوزخ سے اس کی تکلیف اور اس کی گھٹن سے گھبرا کر نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اسی پر دھکیل دیئے جائیں گے اور اسی میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ عذاب سوزاں اور جلنے کے عذاب کا ہمیشہ کے لئے مزا چکھتے رہو۔ دونوں فریق نے اپنے رب کے بارے میں اختلاف اور جھگڑا کیا۔ یہ جھگڑا اعتقاد میں بھی ہے اور عمل میں بھی پھر جو لوگ دین حق کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہوگی کہ ان کو چاروں طرف سے آگ کے عذاب نے اس طرح گھیر رکھا ہوگا جس طرح لباس اور کپڑے بدن سے لپٹے رہتے ہیں نیز گرم اور کھولتا ہوا پانی سر پر لا کر ڈالا جائیگا جس سے تمام جسم گل جائیگا پیٹوں میں جو کچھ ہے یعنی آنتیں وغیرہ گھل جائیں گی اور کھالیں گل جائیں گی باہر نکلنے کو بھاگیں گے تو عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز مار کر الٹا دھکیل دیں گے اور ان کو کہا جائیگا اس عذاب سوزاں اور عذاب سوختنی کا ہمیشہ مزہ چکھتے رہو۔ محرق کی بجائے حریق فرمایا۔ بطور مبالغہ یعنی یہ عذاب دائمی ہوگا۔ اب آگے اُس فریق کا ذکر ہے جو اہل ایمان ہے (۲۲) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اُن کو اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے پائیں نہریں بہتی ہونگی ان باغوں میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس عام طور سے ریشمی ہوگا فریق منکر کے سلسلے میں آگ کے کپڑوں کا ذکر آیا تھا۔ اب اس کے مقابلے میں اہل ایمان اور مومنین صالحین کا ذکر فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں ورگہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈالدیتے ہیں ہاتھ میں ۱۲ بعض احادیث میں ہے کہ جو شخص دنیا میں ریشمین کپڑے پہنے گا وہ آخرت میں ریشمین لباس سے محروم رہیگا اگر یہ شخص کافر ہوگا تب تو جنت میں نہیں جائیگا اور اگر مومن ہوگا تو شاید ابتدا میں محروم رہے اور پھر ریشمین لباس کی اجازت ہوجائے واللہ اعلم۔ اوپر ہر دو فریق میں سے منکرین کا ذکر تھا اس آیت میں تبعین کا تذکرہ فرمایا آگے ان نعمتوں کا سبب فرمایا (۲۳) یہ لوگ وہ ہیں جن کی پاکیزہ اور ستھری بات یعنی کلمۂ طیب کی جانب رہنمائی کی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ جو ستودہ صفات اور سب خوبیوں سے سراہا گیا ہے اس کے راستے کی ان کو ہدایت ہوگئی تھی۔ پاکیزہ قول یعنی کلمہ لاالٰہ الا اللہ کی ہدایت نصیب ہوئی۔ صراط الحمید یعنی اللہ تعالیٰ کا راستہ جو اسلام ہے اس کی ہدایت بھی ان کو نصیب ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ بھی حمید ہے اور جو راستہ اس تک پہنچاتا ہے وہ بھی حمید ہے اور خوبیوں والا ہے (۲۴) بلاشبہ جو لوگ منکر ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اُس مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے خواہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر سے آنے والا ہو یکساں طور پر معبد مقرر کیا ہے اور جو شخص ظلم اور شرارت سے اس مسجد حرام یعنی مقام حرم میں کوئی بے دینی اور بےطبعی راہ کا قصد اور ارادہ کرے گا تو ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور اس کو دردناک عذاب کریں گے کفار میں سے بعض لوگ ایسے کفر کے خوگر تھے جن کی حالت یہ تھی کہ دوسرے لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے منع کرتے اور روکتے تھے اور نہ صرف اسلام سے روکتے تھے بلکہ مسلمانوں کو حرم میں آنے اور عمرہ کرنے سے بھی روکتے تھے حالانکہ حرم محترم سب مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ ہے خواہ کوئی مقامی ہو یا آفاقی ہو یعنی حرم کا رہنے والا ہو یا باہر سے عمرہ کرنے آئے سب کے لئے اس کے دروازے کھلے رہنے چاہئیں۔ پھر فرمایا کہ حرم ایک مقدس جگہ ہے یہاں کوئی جان بوجھ کر قصداً الحاد اور بے دینی اور کجروی پھیلائے گا اور اسی کے ساتھ وہ مشرک بھی ہوگا تو ضرور دردناک عذاب اور سزا کا مستحق ہوگا۔ اگرچہ بد دینی اور الحاد ہر جگہ برا ہے لیکن حرم میں اور زیادہ موجب عقوبت ہے۔ جن مقامات پر ارکان عمرہ ادا کئے جاتے ہیں یعنی طواف (بقیہ برصفحہ ۵۴۲)

الَّذِي جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَنِ الْعَاكِفُ فِيهِ وَ

جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے خواہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر سے آنیوالا ہو یکساں طور پر

الْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ

معبد مقرر کیا ہے اور جو شخص ظلم سے اس مسجد حرام یعنی حرم میں کوئی بے دینی کی بات کرنی چاہیگا تو ہم اس کو

عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيمَ مَكَانَ

دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتائی

الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو اور

لِلطَّآئِفِينَ وَالْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۲۶﴾ وَأَذِّنْ

طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک رکھیو اور لوگوں

فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

میں حج کے فرض ہونیکا اعلان کردے کہ وہ لوگ تیری طرف پا پیادہ چلے آئینگے اور ان دُبلی دُبلی اونٹنیوں پر

يَّأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ

سوار ہو کر بھی جو دور دراز کی راہ طے کر کے پہنچتی ہیں تاکہ یہ سب آنے والے اپنے فائدوں کی غرض

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومٰتٍ عَلٰى

سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ دنوں میں ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں

مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوا مِنْهَا وَ

پر ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیں جو خدا نے انکو عطا کئے ہیں سو اے امت محمدیہ تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ

أَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَ

اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ پھر قربانی کے بعد لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل اتار دیں اور

لْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۲۹﴾

اپنی منتوں یعنی واجبات حج کو پورا کریں ، اور بیت عتیق یعنی کعبہ کا طواف کریں

(بقیہ صفحہ ۵۳۳) اور سعی بین الصفا والمروہ یہ مقامات کسی کے مملوک بھی نہیں ہیں اسلئے یہاں ملک اور عدم ملک کی بحث کو ہم نے نظر انداز کر دیا ہے اور مسجد حرام سے مفسرین نے حرم مراد لیا ہے اور حرم میں مسجد حرام بھی داخل ہے۔ ظلم کا ترجمہ بعض حضرات نے شرارت کیا تھا جیسے شرک اور شرارت دونوں لفظ تیسیر میں رکھے ہیں اور ترجمہ میں ظلم کا ترجمہ ظلم ہی کر دیا ہے یعنی شرک بھی کرتے ہیں اسلام سے بھی روکتے ہیں اور مسجد حرام یعنی حرم میں بھی آنے سے منع کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حرم میں الحاد اور بے دینی کی ترویج ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور رسلمانوں کی راہ ۱۲ اور فرماتے ہیں یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا دے سزا پائیں گے" (۲۵) اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی نہ کیجیو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھیو مسجد حرام اور اس کی عظمت واحترام کے سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر اور تطہیر کا واقعہ بیان کیا یعنی حضرت ابراہیمؑ جب حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کو حرم میں بسا آئے اور وہاں آتے جاتے رہے تب ہم نے ان کو شہر بسانے کا حکم دیا اور کعبہ کی بنیادوں کو انہیں بتایا اور کعبہ بنانے کا حکم دیا اور دونوں باپ بیٹوں نے کعبہ کی تعمیر کی اس وقت ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ اس گھر کو ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے پاک رکھیو یعنی ظاہری گندگی سے بھی اور کفر و شرک کی نجاست سے بھی یہ گھر پاک وصاف رہے اور تو میرا کسی کو شریک نہ کیجیو۔ اس گھر میں چونکہ طواف کرنیوالے اور قیام کرنیوالے رکوع و سجدہ کرنیوالے آئیں گے اس لئے اس کا پاک وصاف رہنا ضروری ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اس کی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور اگلی امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اس کو آباد کرنیوالے ۱۲ یہ جو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں رکوع نہ تھا شاید اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی امتوں میں نماز کی یہ شکل نہ ہوگی یعنی یہ ہیئت مجموعی مع تعداد رکعات وغیرہ جو اس امت میں ہے وہ شاید نہ ہو واللہ اعلم (۲۶) اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کردے اس اعلان سے لوگ تیرے پاس پا پیادہ یعنی پاؤں چلتے آویں گے اور ان دبلی دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز کی راہ طے کر کے آتی ہونگی یعنی حج کی فرضیت کا اعلان کرا یا ابراہیمؑ سے۔ آنے والوں کی دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں قریب کے رہنے والے پیدل آکر حج کریں گے اور دور کے رہنے والے سواریوں پر آکر فریضۂ حج ادا کرینگے تیرے پاس آئیں گے سے مطلب یہ ہے کہ تیرے تعمیر کردہ کعبہ کے پاس آئیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حج کو آؤ۔ باپ کی پشت میں لبیک کہا جس کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے کہ سواری پیدا ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے ہاں فرض ہے ۱۲ بہرحال حضرت ابراہیمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور حج کے فرض ہونیکا اعلان ہو گیا مسلمان جہاں جہاں آباد ہیں ان کے اہل مقدرت پر حج فرض ہے۔ ضامر اصل میں دبلی اور چھریری اونٹنی کو کہتے ہیں یہ اونٹنی تیز رفتار ہوتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اونٹ پر ہی آئیں چونکہ پہلے ان ممالک میں عام طور سے سفر اونٹ پر ہوا کرتا تھا اس لئے ضامر فرمایا اگر کوئی سواری میسر ہو تو اس پر سفر کریں۔ یہاں ضامر کا یہ مطلب بھی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دور دراز کے سفر کی وجہ سے وہ اونٹ دبلے ہونگے۔ آگے حج کا سبب بیان کرتے ہیں (۲۷) تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدے اور منافع کی غرض سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ ایام میں ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے اور دیتے ہیں پس اے امت محمدیہ تم ان قربانیوں میں سے خود کھانا چاہو تو کھاؤ۔

(باقی ضمیمہ میں)

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ کے محترم احکام کی عزت کریگا تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کیلئے

رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

بہتر ہوگا اور ان چوپایوں کے سوا جن کی حرمت تم کو پڑھ کر سنا دی گئی ہے دوسرے چوپائے تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ

ہیں سو تم بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے

الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ

اجتناب کرو اور تمہاری حالت یہ ہو کہ تم صرف اللہ ہی کے ہو رہو اور اس کے ساتھ شریک مقرر کرنیوالے نہ ہو اور جس شخص نے اللہ کیساتھ

بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ

شرک کیا تو اسکا حال ایسا ہے کہ جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر اس کو گوشت خوار پرندوں نے یا تو اچک لیا

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ

یا اسکو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لے جا پھینکا یہ بات ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا

شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِيْهَا

پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا یہ احترام دلوں کی پرہیزگاری سے ہوا کرتا ہے تمہارے لئے ان چوپایوں

مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ

سے ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنا جائز ہے پھر ان کو قربانی کے لئے بیت عتیق تک

الْعَتِيْقِ ۝۳۳ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا

پہنچنا ہے۔ اور ہم نے ہر امت کے لئے اس غرض سے قربانی کرنا مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم

اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ

کے مخصوص جانوروں کو قربانی کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں جو اللہ نے ان کو عطا کئے تھے

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝۳۴ الَّذِيْنَ

سو لوگو! تم سب کا معبود برحق تو ایک ہی معبود ہے تم سب اسی کے مطیع و فرمانبردار رہو اور اے پیغمبر آپ ان عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو

یہ بات تو ہو چکی اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ تعالیٰ کے ادب اور اس کی حرمتوں کی اور اس کے محترم احکام کی عزت و وقعت کریگا تو یہ اس کے پروردگار کے ہاں اس کے لئے بہتر ہوگا اور ان چوپایوں کے سوا جنکی حرمت تم کو سنا دی گئی ہے۔ دوسرے چوپائے تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں سو تم بتوں کی ناپاکی اور گندگی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے بچو (۳۰) تمہاری حالت یہ ہو کہ سب سے یکسو ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو رہو اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے نہ ہو اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو اس کی حالت ایسی ہے جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر اس کو راستے میں گوشت خور پرندوں نے اچک لیا یا اسکو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لیجا پھینکا یعنی اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو لائق ادب اور احترام قرار دیا ہے ان کی تعظیم اور ان کی بڑائی ملحوظ رکھنا یا جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو برا اور بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا لائق ادب چیزیں جیسے بیت اللہ، میدان سعی، میدان عرفات، منیٰ قربانی کا جانور وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام خواہ وہ اوامر ہوں یا نواہی سب ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ آگے چوپایوں کی حلت کا بیان فرمایا کہ ان چوپایوں کو چھوڑ کر جن کی حرمت سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں گزر چکی ہے اور چوپائے تمہارے لئے حلال و مباح ہیں۔ سورۂ مائدہ۔ بقرہ اور انعام میں ہم مفصل بحث کر چکے ہیں، قرآن میں جن کی حرمت مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جن کی حرمت ثابت ہے وہ سب چیزیں حرام ہیں۔ بتوں کی گندگی یہ کہ بت پرستی کرنا یا کسی جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا تلبیہ پڑھتے وقت شرکیہ کلمات کہنا ان تمام مشرکانہ حرکات سے اجتناب کرو اور جھوٹ بولنے اور جھوٹی گواہی دینے سے اجتناب کرو اور بچو اور صرف اللہ کے ہو کر رہو آگے شرک کی مثال ہے۔ مشرک کا یہ حال ہے جیسے وہ آسمان سے گرا اور راستے میں جانوروں نے اچک لیا اور اتفاقاً جانوروں سے بچ گیا تو ہوا نے اڑا کر کہیں سے کہیں پھینک دیا یعنی توحید کی بلندی سے گر کر پھر سوائے جہنم کے اور کہیں ٹھکانہ نہیں خواہ اس کو کوئی قتل کر دے یا طبعی موت سے مر جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے آئے ہوئے جانور نہ لوٹے اور قیمتی جانور لائے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تم کو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں مباح ہے اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور بچو بتوں کی گندگی سے یعنی جو کسی تھان پر ذبح ہوا وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے بچو یعنی جو کسی کے نام کا کر کر ذبح کیا وہ بھی حرام ہوا اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال بیان فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وے سب اس کو راہ سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا۔ (۳۱) یہ بات ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا احترام دلوں کی پرہیزگاری سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی شعائر اللہ اللہ کے نام لگی ہوئی چیزیں خواہ ان کا تعلق زمان سے ہو یا مکان سے ان کا پورا پورا ادب و احترام کرنا تو یہ علامت ہے اس خوف کی جو ایک مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوتا ہے جس کے دل میں ڈر ہوتا ہے وہ تمام احکام کی رعایت کرتا ہے خواہ وہ قربانی کرنے سے پہلے کے احکام ہوں یا قربانی کے بعد کے یا حج کے دوسرے احکام ہوں یا قربانی کے گوشت کے متعلق ہوں۔ شعائر کی تفصیل پارہ سیقول میں گزر چکی ہے (۳۲) تمہارے لئے ان چوپایوں سے ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنے کی اجازت ہے پھر جب تم نے ان کو قربانی کے لئے نامزد کر دیا تو ان کو قدیم گھر کے پاس پہنچ کر حلال ہونا ہے یعنی ان چوپایوں سے تمہارے مختلف منافع ہیں دودھ پینا بار برداری کا کام لینا وغیرہ۔ لیکن جب ان کو ہدی بنا لو تو ہدی ہونے کے بعد پھر ان کو حرم لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کر دینا ہے بیت عتیق خانہ کعبہ کو کہتے ہیں یہ نام یا تو قدامت کی وجہ سے ہے یا ظالم اور جابر حکمرانوں سے اس کو بچانے اور آزاد رکھنے کی وجہ سے ہے۔ یہاں مراد پورا حرم ہے ہدی بنانے سے پہلے ہر قسم کے فوائد حاصل کرنے (بقیہ بر صفحہ ۵۳۶)

٨ ع ١١

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۵) جانور سے جائز ہیں لیکن بدی مقرر کرنے کے بعد سوائے کسی اشد ضرورت کے اس کی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مواشی میں ان کا حق ہے کہ کام لے لیجئے۔ پھر کعبہ کے پاس لے جا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہو تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبہ کو چڑھایا دور ہو یا نزدیک (۱۲/۳۴) اور امم سابقہ میں سے ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کرنا اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں اور چوپایوں کو ذبح کرنے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے تھے سو لوگو تم سب کا معبود برحق تو ایک ہی معبود ہے تم سب اسی کے مطیع و فرماں بردار رہو اور اے پیغمبر آپ ان عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سنا دیجئے (۳۴) (تفسیر صفحہ ہذا) جو ایسے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہو تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں ان کو سہارتے اور برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو ایسے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خیرات بھی کیا کرتے ہیں یعنی صرف امت محمدیہ کو قربانی کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ تمام شرائع ماسبق میں جہاں اور عبادات کا حکم ہے وہاں قربانی کا بھی ان کو حکم تھا اور اس عبادت میں بھی یہی حکم تھا کہ قربانی پر اللہ کا نام لیا جائے اگر غیر اللہ کے نام پر قربانی کی گئی تو یہ شرک ہوگا۔ قربانی کے لئے چوپایوں میں سے وہی مخصوص چوپائے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور چونکہ معبود برحق ایک ہی ہے اس لئے قربانی صرف اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ اور ایک قربانی کیا بلکہ اس کے ہر فرمان کو بجا لاؤ اور ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو آگے بشارت دی مخبتین کو مخبتین وہ جو کسی پر ظلم نہیں کرتے اور جب کوئی ان پر ظلم کرے تو وہ بدلا بھی نہیں لیتے بعض مفسرین نے فرمایا مخبتین وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں جو تکالیف پہنچتی ہیں ان کو سہتے اور ان پر صبر کرتے ہیں نماز کے پابند ہیں اور جو ہمارے دیئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مواشی ذبح کرنی نیاز اللہ کی ہر دین میں عبادت رکھا ہے اس کے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا (۳۵) اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادت الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر کیا ہے ان جانوروں میں تمہارے لئے اور بھی فائدے ہیں پس تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کر کے ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو یعنی تکبیر کہا کرو پھر جب وہ نحر کے بعد اپنے کسی پہلو پر گر پڑیں یعنی بالکل ٹھنڈے ہو جایا کریں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور فقیروں کو بھی کھلاؤ وہ فقیر صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوالی ہو جس طرح ہم نے ان جانوروں کی قربانی کا ذکر کیا اسی طرح ہم نے ان کو تمہارا فرمانبردار بنایا اور تمہارے بس میں ان کو دے دیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ۔ بدن جمع بدنۃ کی یہ اونٹ اور گائے دونوں پر بولا جاتا ہے لیکن نحر صرف اونٹ کو کیا جاتا ہے اس لئے ہم نے اونٹ ترجمہ کیا ہے۔ قربانی کے جانوروں کا شعائر اللہ

إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا

ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں

أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

اُن کو برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو ہمارے دیئے میں سے کچھ خیرات

يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ

بھی کیا کرتے ہیں اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادت الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر

اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا

کیا ہے ان میں تمہارے لئے اور بھی فائدے ہیں سو تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام

صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ

لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور

أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ

فقیر کو بھی کھلاؤ خواہ وہ صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوال کرتا پھرتا ہو جس طرح ہم نے ان جانوروں کی قربانی کا حال بیان

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا

کیا اسی طرح انکو تمہارا تابعدار بنا دیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت

وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ

اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اُس کے پاس تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے

كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ

اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لئے اسی طرح مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اُسنے تمکو

وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ

قربانی کی صحیح راہ بتائی اور اے پیغمبر مخلصین کو خوشخبری سنا دیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر سے مشرکین کے ضرر کو

آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ ع

ہٹا دے گا یقین جانو کہ اللہ کسی خیانت کرنیوالے ناسپاس کو پسند نہیں کرتا

ع ۵ / ۵ / ۱۲

ہونا تو ظاہر ہے ان جانوروں کے فوائد اوپر مذکور ہو چکے ہیں مثلاً دودھ اون اور نسل وغیرہ۔ اونٹ کو چونکہ نحر کرتے ہیں اس لئے فرمایا کہ اس کا ذبح یہی ہے کہ آگے کی دونوں ٹانگوں کے بیچ اونٹ کی گردن کی جڑ میں بھالا مارو اور تکبیر ذبح پڑھو یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہو۔ اور جب اس کا خون نکل جائے گا تو وہ اپنے پہلو کے بل گر پڑے گا اور جب بالکل ٹھنڈا ہو جائے تب کھال اتار کر اس کا گوشت حاصل کرو اور گوشت خود بھی کھاؤ اور فقراء کو بھی کھلاؤ خواہ وہ سوالی ہوں یا بے سوالی یعنی بعض فقیر تو مانگتے پھرتے ہیں اور بعض صبر سے بیٹھے رہتے ہیں ان کے گھر جا کر اور ان کو تلاش کر کے دو۔ جانوروں کا مسخر ہونا بھی ظاہر ہے بڑے سے بڑے جانوروں کو انسان کا تابع فرمان بنا رکھا ہے اگر وہ تابع نہ بناتے تو انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ ان پر قابو پا سکے انسان کو اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر اس کا شکر گزار

(باقی ضمیمہ میں)

جن لوگوں سے بلا وجہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ اب وہ بھی لڑیں اس اجازت اور حکم کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ یعنی مکہ کے منکر مسلمانوں پر برابر ظلم کرتے رہے اور ان کو ہر قسم کی اذیت پہنچاتے رہے اور آن کو مکہ چھوڑنے پر کفار مکہ نے مجبور کردیا اور آن کی مظلومیت اور بیچارگی کی انتہا ہوگئی اور وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مدینے میں جا بسے تب حکم دیا مظلوموں کو کہ اب تم سے جو لڑے تم بھی اس کا مقابلہ کرو (۳۹) یہ مظلوم وہ ہیں جو ناحق محض اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا اور بعض کا زور بعض سے نہ گھٹواتا اور دور نہ کرتا رہتا تو راہبوں کے صومعے اور نصاریٰ کی گرجائیں اور یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیا جاتا ہے تمام کے تمام برباد و ویران کردیئے گئے ہوتے۔ اور اللہ یقیناً اس کی مدد کریگا جو اس کی یعنی اُس کے دین کی مدد کریگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑے غلبے والا ہے مسلمانوں کی مظلومیت کا اظہار فرمایا کہ یہ لوگ صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے قتل کئے گئے اور جلاوطن کئے گئے پھر ان کی بے گناہی کے بعد جہاد کا فلسفہ بیان فرمایا کہ اگر حضرت حق جل مجدہٗ لوگوں میں یہ طریقہ رائج نہ کرتا کہ بعض شرارت پسندوں اور ظالموں کو بعض کے ہاتھوں تباہ نہ کراتا اور ایک کا زور دوسرے سے کم نہ کراتا تو دشمنانِ دین اور بدمعاش لوگ کسی کا خلوت خانہ چھوڑتے نہ عیسائیوں کی گرجائیں اور نہ یہود کے صلوات اور نہ مسلمانوں کی مسجدیں کسی ایک کو بھی زمین پر باقی نہ رہنے دیتے اور سب دین کے نشانات مٹا دیئے جاتے یہ تو جہاد کی برکت ہے کہ ایک کا سر دوسرے سے کچلواتے رہتے ہیں اور لوگ امن کے ساتھ اپنے اپنے طریقے پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے دین کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اس کی مدد کریگا یعنی اس کے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے۔ لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے بُرے آپس میں سزا پائیں ۱۲ (۴۰) یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں ذی اقتدار اور بااختیار کردیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے یعنی اگر مسلمان اور اہل حق کو غلبہ حاصل ہوجائے تو وہ خود بھی نمازوں کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دیں اور بدی سے بچائیں۔ چنانچہ یہ بات پوری ہوئی۔ آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین و انصار اور حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صداقت و حقانیت ثابت ہے۔ آیت کے آخری حصہ کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں یا تو یہ مطلب ہے کہ اگرچہ مسلمان آج کمزور ہیں اور کافر غالب ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے کہ مسلمانوں کو غالب اور منصور کردے اور کفار کمزور ہوجائیں۔ یا تو حضرت شاہ صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مطلب یہ ہو یعنی یہ امت دین قائم کریں گے۔ ایک مدت آخر اللہ ہی جانے ۱۲ چونکہ کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے تھے جیسا کہ سورت کی ابتدا میں ذکر ہوا اس جھگڑے سے محض آپ کی تکذیب تھی۔ اس لئے آگے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں (۴۱) اور اے پیغمبر اگر یہ منکر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم اور عاد و ثمود (۴۲) اور ابراہیم ؑ کی قوم اور لوط ؑ کی قوم بھی۔ (۴۳)

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

جن لوگوں سے لڑائی کیجاتی ہے اُن کو حکم دیا جاتا ہے کہ اب وہ بھی لڑیں کیونکہ اُن پر ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ

عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن

ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے یہ مظلوم لوگ وہ ہیں جو بلا وجہ

دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا

محض اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے اور اگر

دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو نصاریٰ کے راہب خانے اور

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا

عبادت خانے اور یہود کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا

اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ

بکثرت ذکر کیا جاتا ہے سب برباد و ویران کردیئے گئے ہوتے اور یقیناً اللہ اسکی مدد کریگا جو اسکی یعنی خدا کے دین

اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ

کی مدد کریگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا غلبہ والا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں بااختیار کردیں تو

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ

یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلے کام کرنے کا حکم دیں

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن

اور بُرے کام کرنے سے لوگوں کو روکیں اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اے پیغمبر اگر

يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ

یہ کافر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم اور عاد

وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَ

اور ثمود نے اور ابراہیم ؑ کی قوم اور لوط کی قوم نے بھی اور

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ

مدین والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی ہے اور موسٰی کو بھی جھٹلایا جاچکا ہے سو میں نے کافروں کو چندے مہلت

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ

دی پھر میں نے اُن کو پکڑ لیا سو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی ہی بستیاں ہیں

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

جن کو ہم نے برباد کر ڈالا اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے رہنے والے نافرمانی کیا کرتے تھے اب ان کا حال یہ ہے کہ وہ

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾ اَفَلَمْ

اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں بیکار اور بہت سے پختہ محل ویران پڑے ہیں کیا یہ کافر

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے اُن کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے سمجھنے لگتے

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى

یا ان کے کان ایسے ہو جاتے کہ اُن سے سننے لگتے اصل بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں

الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾

ہو جایا کرتیں بلکہ وہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ

اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے عذاب جلدی طلب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی

وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

نہیں کرے گا اور بلاشبہ آپ کے رب کے ہاں کا ایک دن تمہاری موافق ایک ہزار برس کے

تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

برابر ہوتا ہے اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی حالانکہ ان کے رہنے والے

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

گنہگار تھے پھر میں نے ان بستیوں کو پکڑ لیا اور ہر ایک کو میری ہی طرف واپس ہونا ہے اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے

ع ۱۰ / ۱۳

اور مدین والے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کر چکے ہیں اور موسٰیؑ کو بھی جھٹلایا جاچکا ہے پس میں نے ان کافروں کو چندے مہلت دی پھر میں نے اُن کی گرفت کی اور ان کو پکڑ لیا سو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا یعنی اگر یہ کفار عرب آپ کی تکذیب کرنے کے در پے ہیں تو اس پر غم نہ کیجئے یہ اہل باطل کا پرانا طریقہ ہے یہ لوگ اپنے زمانے میں اپنے پیغمبروں کو جھوٹا کہتے رہے ہیں. جیساں چنان سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود یعنی حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کی قوم اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہما السلام کی قومیں اور اہل مدین یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم غرض ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی ہے. اسی طرح یہ اہل مکہ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں ان سب کا انجام یہ ہوا کہ میں ان کو مہلت دیتا رہا اور آخر کار ان کو پکڑا پھر دیکھ لو کہ میری گرفت کیسی ہوئی آگے اس کی مختصر تفصیل ہے (۴۴) غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک و برباد کر ڈالا اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ بستیاں یعنی ان کے رہنے والے ظالم اور نافرمانی کے خوگر ہو چکے تھے اور اب ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں بیکار اور بہت سے چونے اور گچ گری کے پختہ محل ویران پڑے ہوئے ہیں یعنی نافرمان بستیوں کا تباہ کر دینا مجھے مشکل نہیں مجھ نے بہت سی ایسی بستیوں کو ویران کر دیا جن کے رہنے والے نافرمانی کرتے تھے آج ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی چھتیں گری پڑی ہیں یعنی مکانات مع چھتوں کے بیٹھ گئے اور جب آبادی برباد ہو گئی تو کنوئیں سب بے کار ہو گئے اور بڑے بڑے چونے کے پختہ محل سب ویران ہو گئے (۴۵) سو کیا یہ منکر لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے سمجھنے لگتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے سننے لگتے اصل بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ وہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں یعنی سفر کرتے اور ان تباہ شدہ بستیوں کو دیکھتے تو ان کو کچھ عبرت ہوتی تب تو شاید ان کے دلوں سے گمراہی اور کانوں سے متعارت کا تعلق دور ہو جاتا واقعہ یہ ہے کہ کچھ آنکھوں کا اندھا ہو جانا نقصان رساں نہیں ہے بلکہ دل کے اندھے ہو جاتے ہیں تو پھر ہدایت مستبعد ہو جاتی ہو ورنہ امم سابقہ کے حالات ہی سے اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ نافرمانی حضرت حق تعالیٰ کو پسندیدہ نہیں ہے اگر انبیاء کی تکذیب اور نافرمانی حضرت حق کی ناراضگی کا سبب نہ ہوتی تو پہلی امتوں کو کیوں ہلاک کیا جاتا چونکہ کفر کی وجہ سے ان کے دل اندھے ہو چکے ہیں اس لئے اتنی سی بات بھی ان کے دل میں نہیں اترتی۔ جب دل میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہ رہے تو آنکھوں سے دیکھنا اور کانوں سے سننا نہ سننے اور نہ دیکھنے کے برابر ہے (۴۶) اور اے پیغمبر آپ سے یہ لوگ عذاب جلدی طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے وعدے کی خلاف ورزی اور اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا اور بلاشبہ آپ کے پروردگار کے پاس کا ایک دن تمہارے شمار اور تمہاری گنتی کے موافق ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یعنی یہ ناسمجھ اور دل کے اندھے آپ سے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں اور عذاب نہیں آتا تو آپ کی تکذیب کرتے ہیں آپ کے دعوئے نبوت کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عذاب اپنے وقت مقررہ پر آکر رہے گا۔ اس میں جلدی کرنا فضول ہے پھر ان کے ہاں کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے اگر اس حساب سے کسی عذاب کا وقت دو گھنٹے یا چار گھنٹے ہو تب بھی کئی صدی سمجھنا چاہئے یا یہ مطلب ہے کہ وہ ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ قیامت کے عذاب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک دن ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ وقت کی کمی بیشی اور دن کا کم ہونا یا بڑھ جانا تکلیف اور راحت پر موقوف ہے۔ یوم لا راک کالف شہر و شہر لا اماک کالف عام مغارسی کے ایک مشہور شاعر نے کہا ہے ؎ آں دم کہ تو باشم یک سالہ ہست روزے ﴿ داں دم کہ بے تو باشم یک لحظہ ہست سالے ہو سکتا ہے کہ ایک دن ایک ہزار برس بلکہ پچاس ہزار برس کے برابر ہو یا ایک دن عصر سے لے کر مغرب تک کا معلوم ہو (۴۷) اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی اور ان کی حالت یہ تھی (بقیہ بر صفحہ ۵۴۰)

النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِيْنَ

اے لوگو! سوائے اس کے نہیں کہ میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں سو جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے تو ان کیلئے مغفرت ہے اور ان کے لئے

كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ

باعزت روزی ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو ہرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو ایسے ہی

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

لوگ جہنمی ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول

رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ

اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اسکے پڑھنے میں

اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ

شبہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ان ڈالے ہوئے شبہات کو زائل اور دور کر دیتا ہے اور

يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا

اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو زیادہ محکم اور مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کے حال سے باخبر اور حکمت والا ہے اسلئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ

يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

شیطان کے ڈالے ہوئے شکوک و شبہات کو ان لوگوں کیلئے موجب آزمایش کر دے جنکے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ

اور جن کے دل سخت ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ یہ ظالم ایک ایسی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں جو طریق حق سے

بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ

بہت دور ہے اور نیز یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جو اہل علم ہیں وہ اس امر کا اور زیادہ یقین کریں کہ جو پیغمبر نے

مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ

پڑھا ہو وہی آپ کے رب کی جانب سے حق ہے پھر اس پر ایمان لانے میں اہل علم اور پختہ ہو جائیں اور انکے دل اس قرآن کے سامنے اور جھک جائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۸) کہ انہوں نے ظلم اور نافرمانی کا شیوہ اختیار کر رکھا تھا پھر میں نے ان بستیوں کو پکڑ لیا اور ہر ایک کی بازگشت میری ہی طرف ہے اور ہر ایک کو میری طرف واپس ہونا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہزار دن کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے یہ مہلت تعدد دن پر شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جب میری طرف واپس ہونا ہے اسوقت کفر کی پوری طرح سزا دی جائیگی (۴۸) (تفسیر صفحہ ہذا) اے پیغمبر آپ کہدیجئے اے لوگو! سوائے اس کے نہیں کہ میں تو تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں یعنی عذاب کی تعجیل اور تاخیر سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے (۴۹) پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے تو ان کے لئے مغفرت اور بخشش ہے اور ان کے لئے باعزت روزی ہے (۵۰) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے ہرانے اور نیچا دکھانے کی سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں ڈرانے والے کا کام یہی ہے کہ وہ ایمان کی دعوت دے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے خطرات سے آگاہ کر دے جو شخص اس کی دعوت کو قبول کرتا ہو وہ دوسرے عالم میں آرام کی بلکہ من مانی زندگی گزارتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے احکام کو ہرانے کی کوشش کرتا ہو وہ جہنم اور دائمی عذاب کا مستحق ہوتا ہے (۵۱) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں اور اس کے پڑھے ہوئے الفاظ میں شکوک و شبہات ڈالے یعنی نبی نے تلاوت فرمائی اور شیطان نے لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شکوک و شبہات کو مٹا دیتا ہے اور زائل کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور زیادہ مستحکم اور مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کے حال سے باخبر اور حکمت والا ہے۔ مفسرین نے آیت کی تفسیر کئی طرح بیان کی ہے بعض کو اہل تحقیق نے جرح قرار دیا ہے اور بعض کو راجح کہا ہے۔ ایک طریقہ وہ ہے جس کو حضرت شاہ صاحبؒ نے اختیار کیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال اس میں جیسے اور آدمی۔ کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ سے مکہ میں گئے عمرہ کیا خیال کیا شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا۔ خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ۱۲ جو طریقہ آیت کی تفسیر کا ہم نے اختیار کیا ہے وہ بعض محققین کا طریقہ ہے یعنی جب آپ کوئی آیت تلاوت کرتے ہیں تو شیطان موقعہ پاکر لوگوں کے قلوب میں شبہات پیدا کرتا ہے۔ شاید آیات متشابہات کی طرف اشارہ ہو پھر اللہ تعالیٰ آیات محکمات سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ فرما دیتا ہے۔ ۱۲ تفسیر سے قرآن کی بعض آیات مطابقت کرتی ہیں اور اوپر کی آیت والذین سعوا فی آیتنا کے بھی یہی مناسب ہے رہی وہ تفسیر جو بعض حضرات نے کی ہے کہ آپ والنجم کی تلاوت کر رہے تھے اور آپ کی زبان سے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی جاری ہوا الخ یہ واقعہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ امام رازی نے اس قصہ کو باطل کہا۔ امام بیہقی نے فرمایا یہ قصہ غیر ثابت ہے امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا یہ قصہ زنادقہ کی وضع ہے۔ آگے وجہ بیان فرماتے ہیں کہ شیطان اس قسم کے شبہات کیوں پیدا کرتا ہے (۵۲) یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شکوک و شبہات کو جو شیطان ڈالتا ہے ان لوگوں کے لئے موجب امتحان و آزمایش کر دے جن کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ یہ ظالم ایک ایسی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں جو طریق حق سے بہت دور ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق آل عمران کی ابتدا میں فرمایا تھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے تو وہ متشابہات کے پیچھے ہو لیا کرتے ہیں اور فتنے ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

(باقی ضمیمہ میں)

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو ان کا نام بہکنا ہوا اور ایمان والے مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح اور کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے ۱۲ بہر حال اہل علم و فہم کی فراست اور ان کے ایمان کی پختگی کا اظہار کرنے کے بعد شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے والوں کا ذکر فرمایا (۵۴) اور یہ لوگ جنہوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے ہمیشہ اس آیت کے حکم اور اس مضمون میں شبہ ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان پر اچانک قیامت آجائے یا ان پر ایک ایسے دن کا عذاب آجائے جو خیر و برکت سے خالی ہو یعنی اس وقت تک شک میں مبتلا رہیں گے اور شکوک و شبہات میں مبتلا رہیں گے جب تک ان پر قیامت یا قیامت کا عذاب نہ آجائے۔ عقیم جس کے ہاں اولاد نہ ہو اس سے عذاب کے دن کو تشبیہ دی۔ بانجھ عورتوں سے تشبیہ دینے کا سبب یہ ہے کہ اس دن کے بعد کوئی دن ایسا نہ ہوگا جس کو عقیم کہا جا سکے حضرت ابن عباسؓ ابی ابن کعبؓ۔ سعید بن جبیرؓ اور عکرمہؓ نے کہا اس دن سے مراد یوم بدر ہے۔ حضرت مجاہدؓ نے کہا قیامت ہے۔ کیونکہ اس دن کوئی خیر نہیں نہ اس دن بارش ہے یہ دن سب دنوں سے جدا ہے واللہ اعلم بالصواب (۵۵) اس دن بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی۔ وہی ان لوگوں کے درمیان حقیقی اور عملی فیصلہ فرمائے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بھی کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہونگے (۵۶) اور جن لوگوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے رہے تو اُن کے لئے سخت رسوا کن اور ذلت کا عذاب ہوگا جنت کو نعمت فرمایا کیونکہ وہاں ہر قسم کا اکرام و چین میسر ہوگا کافروں اور مکذبوں کو عذاب ہوگا جو رسوا کن اور کفار کی ذلت کا موجب ہوگا (۵۷) اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا پھر وہ قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کو عمدہ اور اچھی روزی عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے اُبھر فرمایا تھا اخرجوا من دیارہم انہی کی تفصیل ہے کہ جن کو ترک وطن کرنا پڑا پھر اگر وہ کبھی جنگ میں مار ڈالے گئے یا راستہ چلتے کسی نے ان کو مار ڈالا یا وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے تو ان کو کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق حسن عطا فرمائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے بہتر ہے۔ والمحصنٰت میں گزرا ہے۔ ومن یخرج من بیتہ مہاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (۵۸) یقیناً اللہ تعالیٰ ان مہاجرین مذکور کو ایک ایسی جگہ پہنچائے گا کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر بہت ہی پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب جاننے والا اور بڑے تحمل والا ہے۔ یعنی رزق حسن کے ساتھ مسکن بھی ایسا ہوگا جس کو یہ مہاجرین بہت پسند کریں گے۔ رہی یہ بات کہ مسلمان قتل کیوں کئے گئے اور کفار کو پکڑا کیوں نہیں تو اس کا جواب ہے کہ ہم اپنی مصالح کو خوب جانتے ہیں اور بڑے علیم ہیں۔ کفار سے جلدی بدلہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ ہم بڑے علم اور تحمل کے مالک ہیں (۵۹) یہ مضمون تو ہو چکا

ع ٩
١٤

وَإِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾

اور یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کو اللہ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّىٰ

اور کافر ہمیشہ اس آیت کے مضمون میں شک ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

ان پر اچانک قیامت آجائے یا ان پر ایک ایسے دن کا عذاب آجائے جو خیر و برکت سے

عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ

خالی ہو بادشاہت اُس دن اللہ ہی کی ہوگی وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کریگا سو جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَ

ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے تو وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ

جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے رہے تو اُن کو سخت

عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ

رسوا کن عذاب ہوگا اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

پھر وہ لوگ قتل کردیئے گئے یا اپنی موت سے مرگئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کو عمدہ روزی

حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ

عطا فرمائے گا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان

مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾

مہاجرین مذکورہ کو ایک ایسی جگہ پہنچائیگا کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب جاننے والا بڑے تحمل والا ہے

ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ

یہ مضمون تو ہو چکا اور جس نے دشمن کو صرف اتنی ہی تکلیف پہنچائی جتنی کہ اس کو پہنچائی گئی تھی پھر

اور جس نے اپنے تکلیف پہنچانے والے کو صرف اتنی تکلیف پہنچائی جتنی اس کو پہنچائی گئی تھی پھر اس برابر سرابر بدلا لینے والے پر دوبارہ زیادتی کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی جس پر زیادتی کی گئی ضرور مدد کریگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگزر کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے یعنی کسی شخص نے یا کسی جماعت نے دوسرے شخص یا جماعت پر زیادتی کی کوئی تکلیف پہنچائی یا گھر سے بے گھر کیا پھر اس جماعت یا شخص نے اپنا بدلا لیا اور بدلا بھی برابر سرابر یعنی بدلا لینے میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ لیکن برابر سرابر بدلا لینے کے بعد پھر پہلے فریق یا شخص نے زیادتی کی تو یہ وعدہ ہے کہ اس مظلوم شخص یا فریق کی ضرور مدد کی جائیگی جس پر دوبارہ زیادتی کی جائیگی اور یہ جو فرمایا درگزر کرنیوالا اور بخشنے والا ہے یہ شاید اس لئے فرمایا کہ بدلا لینے میں کچھ تھوڑی سی بلاقصد زیادتی ہو جائے تو وہ قابل معافی اور لائق درگزر ہوگی۔

بُغِیَ عَلَیۡهِ لَیَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۶۰﴾

اس برابر برابر بدلہ لینے کے بعد پھر دوبارہ اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی جس پر زیادتی کی جائیگی ضرور مدد کریگا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگذر کرنیوالا بڑا بخشنے والا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوۡلِجُ

یہ امداد اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں

النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۶۱﴾

داخل کر دیا کرتا ہے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب کی سنتا سب کو دیکھتا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ

نیز اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے اور اللہ کے سوا جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں

مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِیُّ

وہ سراسر باطل ہیں اور اللہ ہی سب سے عالیشان اور

الۡكَبِیۡرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫

بڑا ہے اے مخاطب کیا تو نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتا ہے

فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ

پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مہربان سب کی

خَبِیۡرٌ ﴿۶۳﴾ ۚ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ اِنَّ

خبر رکھنے والا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اسی کی ملک ہے اور کچھ شک نہیں

اللّٰهَ لَهُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۶۴﴾ ع اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

کہ اللہ ہی ایسا ہے جس کی ذات بے نیاز اور ستودہ صفات ہے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ان چیزوں کو

لَكُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ وَ الۡفُلۡكَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ؕ

جو زمین میں ہیں تم لوگوں کے لئے مسخر کر دیا ہے اور کشتی کو بھی جو خدا کے حکم سے دریا میں چلتی ہے

وَ یُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَی الۡاَرۡضِ اِلَّا

اور اسی نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے مگر ہاں

یا شاید اسلئے فرمایا کہ انتقام اور بدلا لینے کے مقابلہ میں معاف کر دینا اور صبر کرنا بہتر ہے ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بدلا راجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلا نہ لینا بہتر تھا۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلا لیا کافروں کی ایذا کا۔ پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ تعالیٰ نے پوری مدد کی ۱۲ (۶۰) یہ وعدۂ نصرت اور یہ وعدۂ غلبہ اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا یہ اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیا کرتا ہے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب کی سنتا سب کو دیکھتا ہے یعنی جس اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی قدرت اور عالم علوی اور سفلی پر اتنی بڑی فرمانروائی ہے کہ رات کے اجزا کو دن میں اور دن کے اجزا کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور کبھی کا دن بڑا اور کبھی کی رات بڑی ہو جاتی ہے، وہی اللہ تعالیٰ اس کی بھی قدرت رکھتا ہے کہ مظلوم کی مدد فرما کر اس کو ظالم پر غالب کر دے وہ مظلوم مسلمانوں کی دعا کو سننے والا اور کافروں کے مظالم اور اُن کی زیادتیوں کو دیکھنے والا ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو مجبور کیا اور مکہ کو چھوڑ کر گھر سے بے گھر ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کر دے گا ۱۲ (۶۱) نیز یہ امداد اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات حق اور اپنی ہستی میں کامل اور واجب الوجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں وہ سراسر باطل یعنی لچر اور پوچ اور غلط اور لغو ہیں اور نیز اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سب سے عالی شان اور بڑی ہے یعنی ہماری نصرت اور ہماری مدد کی کامیابی اس بنا پر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ہستی میں کامل ہے اور دوسرے جن کو یہ لوگ پکارتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں باطل اور حادث ہیں۔ وہ سب ضعیف و ناتوان اور عاجز ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے اس لئے جس کو اس کی مدد حاصل ہے وہی غالب اور کامیاب ہے آگے اور اس کی قدرت کا بیان ہے ۱۲ (۶۲) اے مخاطب کیا تو نے یہ نہیں دیکھا اور تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب سے پانی اتارتا ہے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور خبر رکھنے والا ہے۔ یعنی بندوں کی ضرورتوں سے مطلع اور خبردار ہے اسی لئے سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے (۶۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کی مملوک ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو بے نیاز اور کسی کا محتاج نہیں ہے اور ستودہ صفات ہے اور ہر قسم کی تعریف کے لائق ہے۔ یعنی آسمان اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہر کسی سے بے نیاز اور غیر محتاج اور سب خوبیوں سراہا ہے۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اُس کے مقابلے میں اس کی مخلوق اس بات کی اہل نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کیا جائے (۶۴) اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا اور کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہارے بس میں کر دیا ہے اور کشتی کو بھی جو اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہے اور اسی نے آسمان کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ زمین پر گر پڑے مگر اس کا حکم ہو جائے تو اور بات ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

ع ۸ / ۱۵

بِإِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَ
اس کا حکم ہو جائے تو دوسری بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا اور مہربانی فرمانے والا ہے اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ
وہی ہے جس نے تم کو ابتداءً زندگی بخشی پھر وہ تم کو موت دیگا پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا ۔ واقعی

الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
انسان بہت ہی ناسپاس ہے ہم نے تشریعی امتوں میں سے ہر ایک امت کے لئے ایک طریقہ عبادت مقرر کیا

هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى
ہے کہ وہ اس طریقہ پر عبادت کرتے ہیں سو ان کو چاہیئے کہ وہ آپ سے اس کام میں کسی طرح کا جھگڑا نہ کریں اور آپ انکو اپنے

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ
رب کی طرف بلاتے رہئے آپ یقیناً سیدھی راہ پر ہیں اور اگر یہ آپ سے جھگڑا کریں

فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ
تو آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے مابین

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾
قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم باہم اختلاف کرتے رہتے ہو ۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ؕ
کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے بخوبی واقف ہے جو آسمان اور زمین میں

اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَ
ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے یہ سب امور مذکورہ خدا پر آسان ہیں اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا
یہ لوگ خدا کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت پر نہ تو خدا نے کوئی سند نازل فرمائی ہے

وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾
اور نہ اُن کے پاس ان کے پوجنے کی کوئی عقلی دلیل ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا ۔

یعنی یہ اُس کی شفقت و مہربانی ہے کہ زمین کی ہر چیز کو خواہ وہ نباتات ہو یا حیوانات و جمادات ہو تمہارے قابو میں دے دیا ہے اور دریاؤں میں بھی کشتیاں دوڑتے پھرتے ہو اور آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے آسمان میں کوئی ستون نہیں اور نہ یہ شامیانہ کہیں بندھا ہوا ہے پھر اس کو روک رکھا ہے البتہ اگر اس کی اجازت اور حکم ہو جائے تو یہ امر دیگر ہے کہ آسمان زمین پر گر پڑے۔ یہ دلیل بھی منجملہ دلائل توحید کے ہے (۶۵) اور وہی ہے جس نے تم کو پہلی مرتبہ زندگی بخشی۔ پھر وہ تم کو موت دیگا۔ پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ واقعی انسان بڑا ناسپاس اور ناشکرا ہے؛ پہلی مرتبہ یعنی حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کر کے انسان کی پیدائش کا سلسلہ جاری کیا۔ پھر زندگی کے بعد موت دیتا ہے اور مرنے کے بعد عالم آخرت میں دوبارہ زندگی عطا فرمائیگا ان تمام انعامات الٰہیہ کے بعد بھی انسان اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل نہیں ہوتا اور شرک کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کا حق نہیں مانتا (۶۶) ہم نے سب سابقہ امتوں میں سے ہر امت کے لئے ایک طریقہ عبادت اور بندگی کی راہ مقرر کی ہے کہ وہ اس طریقے پر عبادت کرتے ہیں لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ آپ سے اس کام میں جھگڑا نہ کریں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلاتے اور دعوت دیتے رہیے آپ یقیناً سیدھی راہ پر ہیں؛ سب انبیاء سابقین اصول میں متفق رہے ہیں البتہ فروع اور احکام شرعیہ میں ضرورت زمانہ کے اعتبار سے کچھ فرق ہوتا رہا ہے ورنہ توحید باری - قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ان سب باتوں میں تمام پیغمبروں کی ایک ہی تعلیم رہی ہے اسی طرح آپ کی نبوت کے زمانے میں آپ کو بھی عبادت کے کچھ طریقے تعلیم کئے گئے ہیں۔ اس پر جھگڑا کرنے کی کیا بات ہے جب یہ طریقہ امم سابقہ سے چلا آتا ہے تو اس میں اُن لوگوں کو آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے اور اس دین کے بارے میں الجھنا نہیں چاہیئے آپ ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہیئے۔ کیونکہ آپ کی راہ سیدھی ہے اور آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ بعض مفسرین نے آیت کی تفسیر قربانی کے ساتھ کی ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ مسلمان خود تو اپنے ہاتھ سے جانور کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور جس کو خدا مار دیتا ہے اور جو جانور اپنی موت سے مر جاتا ہے اس کو حرام کہتے ہیں اور اس کو نہیں کھاتے یہ شاید بشیر بن حرث۔ یزید بن خنیس اور بدیل بن ورقاء نے مسلمانوں سے جھگڑا کی تھی۔ یہ آیت ان کے جواب میں نازل ہوئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ قربانی کا طریقہ ہر امت میں رہا ہے اور وہ قربانی کرتے رہے ہیں تو اس میں ان کو جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے اور آپ ان کو دین حق کی دعوت دیتے رہیئے کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں واللہ اعلم بالصواب حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں۔ ہر کام کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں ۱۲ جو لوگ باوجود اس کے بھی جھگڑا کریں ان کا جواب آگے فرمایا ارشاد ہوتا ہے (۶۷) اور اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے (۶۸) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو اور اگر وہ باوجود سمجھانے کے بھی پھر جھگڑے کی باتیں نکالیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ تمہاری ان حرکات کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے وہی تم سے سمجھے گا اور قیامت کے دن تمہارے باہمی اختلافات کا عملی فیصلہ کر دے گا اور وہ یہی کہ جو حق پر ہے وہ نجات پائے گا اور جو کج بحثی اور بغیر دلیل کے جھگڑا کرنے والے ہیں ان کو سزا دے گا (۶۹) کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے واقف ہے اور ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہیں بلاشبہ یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے یہ سب امور اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہیں؛ یعنی ہر چیز کو آسمان زمین کی جانتا ہے۔ لہٰذا تمہارے اقوال و افعال کو بھی جانتا ہے اور تمہارے تمام اقوال و افعال لوح محفوظ میں یا اعمال ناموں میں موجود بھی ہیں۔ پھر فیصلہ کر دینا کیا مشکل ہے جب مجرم کے جرم کا ثبوت بھی موجود ہو

(بقیہ بر صفحہ ۵۴۳)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۲) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندوں کے عمل بھی ایک کتاب میں لکھے ہیں ۱۲ (ف ۷) اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت پر نہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کوئی حجت اور سند نازل فرمائی اور نہ اُن کے پاس ان چیزوں کی عبادت کے جواز پر کوئی عقلی دلیل موجود ہے اور نہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار ہوگا یعنی جو لوگ بلا دلیل نقلی و عقلی کے شرک کا ارتکاب کریں اُن کی کون مدد کر سکتا ہے (تفسیر صفحہ ہذا) (ف ۷) اور جب ان لوگوں پر ہماری کھلی اور واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے چہروں پر بُرے آثار دیکھتے ہیں اور منکروں کی بُری شکل دیکھتے ہیں اور اُن بُرے آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہے یہ اُن لوگوں پر جھپٹ پڑیں جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو اس سے بڑھ کر ناگوار اور بُری چیز بتا دوں وہ دوزخ کی آگ ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ واپس جانے کی بہت بری جگہ ہے یعنی ان منکرین دین حق کی یہ حالت ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کی وہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو واضح اور کھلے دلائل پر مشتمل ہیں اور اہل حق ان پر اُن آیات کی تلاوت کرتے ہیں تو انکے چہروں کے بگاڑ سے انکے دل کی خباثت پہچانی جاتی ہے اور ان کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں اور غصے کے مارے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہے یہ ان قرآن کی تلاوت کرنیوالوں پر حملہ کر دیںگے اور ان کو کھا جائیں گے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں تم کو اس قرآن سے بڑھ کر تمہاری ناگواری اور منہ بنانے کی چیز بتاؤں وہ جہنم اور اس کی آگ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے اس آگ کا ان لوگوں سے وعدہ ہے جو دین حق کے منکر ہیں۔ سورۂ ملک میں فرمایا فلما رآوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا یعنی جب اس دوزخ کے عذاب کو دیکھیں گے تو ان منکرین کے چہرے بگڑ جائیں گے آگے ایک توحید کی اور دلیل بیان ہوتی ہے (ف ۲) اے انسانو! ایک عجیب بات اور توحید کے مقابلے میں شرک کی برائی کی ایک مثال بیان کی جاتی ہے تم اس کو کان لگا کر توجہ سے سنو۔ بلاشبہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کی عبادت اور پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا کرنے کے قابل نہیں ہیں اور وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ سب کے سب مکھی پیدا کرنے کے لئے جمع بھی ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو یہ اس مکھی سے اس چیز کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب یعنی عابد بھی ضعیف و ناتوان اور مطلوب یعنی معبود بھی کمزور و ضعیف یعنی مکھی ایک بہت ہی ذلیل و حقیر جانور ہے یہ تمام معبودان باطلہ مل کر بھی اس کی تخلیق نہیں کر سکتے اور اس کو بنا نہیں سکتے۔ پیدا تو کیا کرینگے ان کی کمزوری کا یہ عالم ہے اگر مکھی ان کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کچھ لے کے اڑ جائے تو یہ اس کو مکھی سے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ کفار مکہ ان بتوں کے سر پر زعفران ملتے تھے اور شہد ملتے تھے یا یہ کہ بت پرست کچھ کھانے پینے کو بتوں کے سامنے رکھ دیا کرتے ہیں طالب اور مطلوب میں مفسرین کے چند قول ہیں طالب سے مراد مکھی اور مطلوب سے مراد صنم یا طالب سے مراد صنم اور مطلوب سے مراد مکھی یا طالب سے مراد صنم کا پجاری اور مطلوب سے مراد صنم واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہنے والا اور جس کو چاہتا ہے اُن کے بت مکھی چاٹتی ہے بت کو نہ وہ مورت اڑاتی ہے اس کو نہ اس مورت کا شیطان ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ مشرک کس قدر بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو قادر و توانا ہے اس کو چھوڑ کر کمزور اور عاجز کی پوجا کرتے ہیں (ف ۳) ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر اور تعظیم نہ کی جو اس کی تعظیم کرنے کا حق تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور سب پر غالب ہے یعنی جیسی اس کی عزت و عظمت کا حق تھا وہ ان مشرکوں نے پورا نہیں کیا کہ کہاں وہ صاحب قوت اور کہاں یہ کمزور و ضعیف کہاں وہ سب پر غالب اور کہاں یہ عاجز و بے بس اس زبردست کو چھوڑ کر عاجز و ایسے بسوں کی پوجا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک (ف ۴) اللہ تعالیٰ پیغام پہنچانے والا

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي

اور جب ان لوگوں کو ہماری آیتیں جو خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے

وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ

چہروں پر انکار و کراہت کے آثار دیکھتے ہیں یہ قریب ہوتے ہیں کہ ان لوگوں پر جھپٹ پڑیں

بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ

جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو اس سے

بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ

بڑھ کر ناگوار چیز بتا دوں وہ دوزخ کی آگ ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

اور وہ بہت بری جگہ ہے واپس جانے کی اے لوگو! ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے

فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

تم اس کو کان لگا کر سنو اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم لوگ

اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ

جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ وہ سب کے سب

يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ

مکھی پیدا کرنے کے لئے جمع بھی ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس مکھی سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا

طالب بھی کمزور اور مطلوب بھی کمزور ان مشرکوں نے اللہ کی

اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ اللَّهُ

وہ قدر نہ کی جیسا کہ قدر کرنیکا حق تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ

يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ

فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے اور لوگوں میں سے بھی

ع ۹ / ۸ / ١٦

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
بے شک اللہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے وہ ان سب کے آئندہ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾
اور گزشتہ حالات کو جانتا ہے اور سب کاموں کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا
اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی
رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿٧٧﴾
عبادت کیا کرو اور بھلے کام کرتے رہا کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ
وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ
اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ
پسند فرمایا ہے اور دین کے بارے میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں کی
مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ
تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو اس خدا نے تمہارا لقب قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اور اس قرآن میں
مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا
بھی مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بارے میں گواہ ہوں
عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ
اور تم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو
فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا
سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط
بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾
پکڑے رہو وہی تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے

السجدة — سجدة عند الشافعی — ع ۱۰ / ۶ / ۱۷

وہ ان سب فرشتوں اور انسانوں کے اگلے پچھلے حالات کو جانتا ہے اور سب کاموں کی بازگشت اور جملہ امور کا مدار اسی پر ہے: یعنی اللہ اُن کے گزشتہ اور آئندہ حالات کو جانتا ہے اسلئے اسکو معلوم ہے کہ کون خدمت رسالت کا اہل ہے اور کون نہیں ہے۔ پس جسکو مناسب سمجھتا ہے منتخب فرماتا ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں۔ اس سے کسی کو اس انتخاب میں دریافت کرنے اور پوچھنے کا حق نہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وے بھی اختیار نہیں رکھتے اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے (۷۶) اے دعوت ایمانی کو قبول کرنے والو! رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلے کام کرتے رہا کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے: یعنی عقائد اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد اور اعمال بھی بجا لاؤ نماز ادا کرو رکوع اور سجدہ کرو جو ارکان نماز ہیں اور یہ عبادت صرف اپنے پروردگار کی کیا کرو یعنی نماز میں کسی دوسرے کی شرکت نہ ہو، ہر عبادت خالص اللہ تعالےٰ کی ہو اور فرائض وواجبات کے علاوہ اور بھی اعمال خیر اور بھلے کام کرتے رہو۔ امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گے (۷۷) اور اللہ کے دین کیلئے محنت اور کوشش کیا کرو جیسا محنت کرنیکا حق ہے اس نے تم کو دینی خدمت کیلئے منتخب اور پسند فرمایا ہے دین کے بارے میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی۔ تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو اور اس کے دین کی پیروی کرو اس اللہ تعالےٰ نے تمہارا لقب اور تمہارا نام اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے بارے میں گواہ ہوں اور تم اے امت محمدیہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالےٰ ہی کو مضبوط پکڑے رہو، وہی تمہارا مالک اور تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا مالک ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے: اوپر کی آیت میں ملائکہ اور بشر کے رسول بنانے کا مسئلہ تھا پھر مسلمانوں کو عام خطاب تھا اس آیت میں بھی خطاب عام مومنین کو ہے۔ جہاد چونکہ کبھی اعدائے دین کے ساتھ ہوتا ہے کبھی اپنے نفس کیساتھ ہوتا ہے اسلئے ہمنے جہاد کا ترجمہ محنت اور کوشش کیا ہے محنت اور کوشش کا لفظ سب کو شامل ہے۔ جہاد اللہ کیلئے ہو اور پوری محنت کے ساتھ ہو۔ مجاہدہ خواہ نفس کے ساتھ ہو خواہ اعدائے دین کے ساتھ پھر یہ مجاہدہ خواہ زبان کے ساتھ ہو خواہ قلم کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ یہ سب باتیں مجاہدے میں شامل ہیں پھر فرمایا اس نے تمام امم میں سے تم کو منتخب فرمایا ہے تم آخری امت ہو تمکو دین کیلئے چن لیا ہے اور دین کو تم پر آسان کیا ہے۔ تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں کوئی باب ایسا نہیں جس میں عزیمت کیساتھ رخصت کا بیان نہ ہو۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہے جو تمہارے باپ تھے اس پر قائم رہو اور اس کی پیروی کرو حضرت ابراہیمؑ نے یا اللہ تعالےٰ نے تمہارا نام اور تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے جب تمہارا نام انقیاد و اطاعت ہے تو تم کو بہت زیادہ مطیع و فرمانبردار ہونا چاہئے تم کو ہم نے اسلئے منتخب فرمایا ہے تاکہ تم پر قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں اور تمہاری توثیق اور تمہاری صداقت پر گواہ ہوں اور تم دوسرے لوگوں پر گواہی دو۔ جب قیامت میں دوسری امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کریں گی اور کہیں گی یہ پیغمبر ہمارے پاس نہیں آئے تو امت محمدیہ شہادت دیگی کہ ان رسولوں نے ان کو سمجھایا مگر انہوں نے نہیں مانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شہادت کی صحت پر توثیق فرمائیں گے۔ تم لوگ خصوصیت کے ساتھ نماز کی پابندی کرو یہ بدنی عبادت میں اہم عبادت ہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو یہ مالی عبادت میں اہم عبادت ہے اور دیکھو اللہ تعالےٰ کا دامن ہر حالت میں پکڑے رہو، وہ تمہارا آقا اور مالک اور کارساز ہے اور کیا اچھا مالک ہے اور کیسا اچھا خوب مددگار ہے۔ بعض حضرات نے شہید کا ترجمہ بتانے والا کیا ہے۔ یعنی رسول تم کو بتائے اور تم دوسرے لوگوں کو دین بتاؤ اور سکھاؤ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیمؑ نے پہلے دعا میں کہا

(باقی ضمیمہ میں)

بقیہ صفحہ ۵۱۶

اب ان کا ذکر فرمایا جو خدا کے نائب ٹھیراتے ہیں اُس کو مالک کی سند چاہیے اس کے بغیر نائب کیوں کر ہوئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنے والوں کا بھی رد فرمایا اور جو نائب سمجھ کر عبادت کرتے ہیں اُن کا بھی رد فرمایا (۲۴) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس پر یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی قابل پرستش معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کیا کر ۞ یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول بھی ہم نے بھیجے ان کو ہم نے یہی حکم بھیجا کہ میں ہی حقیقی معبود ہوں میرے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے پس میں ہی عبادت کے لائق ہوں اور میری ہی عبادت کیا کرو۔ (۲۵) اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں بلکہ اس کے معزز بندے ہیں ۞ بعض کفار مکہ فرشتوں کے متعلق یہ کہتے تھے کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ حق تعالیٰ نے رد فرمایا کہ وہ اولاد سے پاک ہے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی وہ فرشتے تو اللہ کے ذی عزت اور معزز بندے ہیں۔ (۲۶) باوجود مقرب اور محترم ہونے کے حضرت حق تعالیٰ سے بات کرنے میں پیش قدمی نہیں کر سکتے اور اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں ۞ یعنی باوجود ذی قربت ہونے کے ان کی یہ مجال نہیں کہ حضرت حق کی مرضی کے خلاف زبان کھول سکیں یا اس کے آگے بڑھ کر بول سکیں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ (۲۷) اللہ تعالیٰ ان کے اگلے اور پچھلے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ فرشتے بجز اس شخص کے کسی دوسرے کی سفارش نہیں کر سکتے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں ۞ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے تمام اگلے پچھلے حالات کو جانتا ہے ان کی یہ طاقت بھی نہیں کہ کسی کی سفارش کر دیں البتہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی پاتے ہیں اور جس کے حق میں اس کی مرضی ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے لئے سفارش بھی نہیں کر سکتے ان کے خوف و خشیت کی یہ حالت ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہیبت و جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (۲۸) اور باوجود اس مغلوبیت اور محکومیت کے ان میں سے جو شخص یوں کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں اور ناانصافوں کو ایسی ہی سزا اور ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ۞ یعنی جن کے متعلق تم اولاد کی نسبت کرتے ہو اگر ان میں سے کبھی کوئی الوہیت کا مدعی ہو جائے تو ہم اس کو بھی جہنم کا عذاب دیں گے اور وہی سزا تجویز کریں گے جو ہر ظالم اور دعوے خدائی کرنے والے کو دی جانے والی ہے وہ سب ہمارے زیر اقتدار اور ہمارے پوری طرح بس میں ہیں (۲۹)

بقیہ صفحہ ۵۱۷

اور انتظار کر لو اس کے مرنے کے بعد یہ ساری چہل پہل ختم ہو جائے گی۔ اسکی آنکھیں بند ہوئیں اور یہ تمام کارخانہ اور ڈھونگ جو اس نے بنا رکھا ہے سب درہم برہم ہوا حضرت حق نے پہلی بات کا جواب

آیت کے پہلے حصہ میں دیا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافات نہیں۔ موت سب پیغمبروں کے لئے ہے۔ کسی کو ہمیشہ زندہ رہنا نہیں ہو رہا پیغمبر کی موت کا اس توقع پر انتظام کرنا کہ یہ مر جائے گا تو ہم مزے کریں گے اور رسوم شرکیہ کے اجرا میں آزاد ہوں گے۔ اس کا جواب آیت کے دوسرے حصے میں ہے کہ اگر یہ مر جائے گا تو تم کیا زندہ بیٹھے رہو گے۔ سہ

یہ مرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگی ما نیز جاودانی نیست

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں ۱۲ (۳۴) موت کا کوئی خاص تعلق پیغمبر ہی سے نہیں بلکہ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہارے آزمانے اور تمہاری آزمائش کو تمہیں بھلائی اور برائی کے ساتھ جانچا کرتے ہیں اور تم سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے ۞ یعنی موت کا معاملہ صرف پیغمبر ہی کے ساتھ نہیں بلکہ ہر جاندار کو مرنا اور موت کا مزہ چکھنا ہے اس زندگی میں جو اچھے اور برے حالات پیش آتے ہیں اس سے تم کو خوب آزمانا مقصود ہے کیوں کہ ہر شخص کی زندگی دو حال سے خالی نہیں یا پریشانی اور رنج و مصیبت یا راحت و آرام اور خوشی و مسرت پس یہ دونوں حالتیں آزمائش اور امتحان کے کئے ہیں تاکہ دیکھیں کہ نعمت پر شکر گذار کون ہے اور تکالیف پر صبر کرنے والا کون ہے۔ یہ دنیا دار الامتحان اور ایک کسوٹی اور محنت آباد ہے۔ پھر تم سب کو ہماری طرف واپس آنا ہے تاکہ ہر شخص کو اس کے امتحان کے نتیجے سے باخبر کیا جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا صلہ عطا کیا جائے اور ہر ایک کو پاداش دی جائے۔

سہ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ رو شود ہر کہ در وغش باشد

(۳۵) اور یہ منکر جب کہیں آپ کو دیکھتے ہیں تو ان کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ آپ کا مذاق بنائیں اور آپ سے ٹھٹھا کرنا شروع کر دیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جو تہارے معبودوں کو برائی [illegible] ساتھ یاد کرتا ہے۔ اور تمہارے ٹھاکروں کا نام لیتا ہے۔ حالانکہ ان کافروں کا حال یہ ہے کہ یہ رحمان کے نام سے انکار کرتے ہیں اور رحمان کے منکر ہیں ۞

بقیہ صفحہ ۵۲۱

یہ تعریض اور توریہ تھا۔ ورنہ جس کو قرآن نے صدیق نبی کہا ہو اس کے پاس جھوٹ کہاں اور یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے سفر میں ایک کافر سے فرمایا تھا هٰذا رجل یهدینی السبیل یعنی اس نے راستے میں حضورؐ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ یہ کون صاحب ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے محمد رسول اللہ کہنے کی بجائے یہ فرما دیا کہ یہ ایک شخص ہے جو مجھ کو راستہ بتاتا ہے وہ کافر سمجھا کہ کوئی دلیل ہو گا۔ (۶۳) پھر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب متوجہ ہوئے اور سوچنے لگے اور آپس میں کہنے لگے اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو ۞ یعنی حضرت ابراہیمؑ کے اس کہنے پر کہ اگر یہ بولتے ہیں تو ان ہی سے پوچھ لو وہ مشرک سوچ میں پڑ گئے اور آپس میں یوں کہنے لگے کہ تم ہی ناحق پر ہو یعنی بت پرستی کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل ۱۲ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے انہوں نے آپس میں کہا تم ہی ناحق پر ہو یعنی جب تم نے یہ دیکھا تھا کہ ابراہیمؑ تمہارے معبودوں کا مخالف ہے تو تم بت خانے کو کھلا چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے معبودوں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کیا۔ (۶۴) پھر انہوں نے شرمندہ ہو کر اپنے سروں کو جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے بولے بلاشبہ تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ یہ بت بولتے نہیں ۞ یعنی یہ بات تو تیرے علم میں ہے کہ یہ ہمارے معبود بولا نہیں کرتے ان کی اس بے بسی کو اور عاجزی کو دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا اور خوب کھری کھری سنائیں (۶۵) حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کوئی فائدہ اور نفع پہنچا سکیں اور نہ تم کو کوئی نقصان پہنچا سکیں (۶۶)

بقیہ صفحہ ۵۲۳

بچے حاصل کرے اور یوحنا کو حکم دوں کہ وہ باغ کی آبیاری اور درستی کرے جب باغبان کا باغ اپنی اصلی حالت پر آ جائے تو باغ یا کھیت اصل مالک کو لوٹا دے یعنی ایلیا کو دیدے اور ایلیا بکریاں اس کو واپس کر دے۔ اس پر حضرت داؤد نے فرمایا فیصلہ یہی ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد نے اسی طرح فیصلہ کر دیا۔ حضرت داؤدؑ نے ایک شرعی فیصلہ کیا تھا اور حضرت سلیمانؑ نے صلح کا طریقہ اختیار کیا جیسا کہ حضرت مجاہد نے فرمایا ہے۔ اس لئے دونوں فیصلوں میں کوئی تناقض یا منافات نہیں ہے اور نہ کسی کی اجتہادی غلطی ہے اور نہ ایک کی صحت دوسرے کی عدم صحت کو مستلزم ہے۔ (۷۸) پھر ہم نے اس قضیے کے فیصلے کی آسان شکل سلیمانؑ کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور سمجھ عطا فرمائی تھی اور دونوں ہی کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو اور پرندوں کو داؤدؑ کا تابع کر دیا تھا کہ وہ حضرت داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے ۞ آسان شکل وہی جو مصالحت کی اور پرند کو رہوئی دونوں کو حکمت و علم دیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر دونوں باپ بیٹوں کے فیصلوں میں بلاوجہ کی موشگافیاں کرنا کچھ مفید نہیں۔ پھر دونوں کو جن نعمتوں سے نوازا تھا ان کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا حضرت داؤدؑ جب زبور پڑھتے تو پہاڑ بھی تسبیح کرتے اور پرندے بھی جمع ہو جاتے اور حضرت داؤدؑ کے اس اعجاز پر تعجب نہ کیا جائے کیونکہ یہ سب کچھ ہماری قدرت سے ہوا تھا اور ہم ہی کرنے والے تھے اور ہماری ہی قدرت کی کارفرمائی تھی۔ داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے جب وہ تسبیح و تحمید کرتے تو اڑتے جانور اور پہاڑ ان کے ہمراہ تسبیح کرتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت داؤدؑ نے بکریاں دلوائیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چور کو غلام کر لیتے تھے۔ اس موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا

رکھا کہ بکریاں رکھوان کا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا
یں بکری والے۔ جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تب
ریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان
ہو ۱۲۔

بقیہ صفحہ ۵۲۵

تراف کیا آخر مچھلی نے اگل دیا۔ دوسری طرف حضرت
یونسؑ کی قوم پر عذاب کے نشانات نمودار ہوئے یہ لوگ
گل میں نکل کر روئے گڑگڑائے توبہ کی بتوں کو توڑ ڈالا
ن پر سے عذاب اٹھا لیا گیا جیسا کہ ہم سورۂ یونس میں عرض
رچکے ہیں قوم حضرت یونسؑ کو تلاش کرتی پھرتی تھی آخر حضرت
یونسؑ کو ایک بیل کے نیچے پالیا اور ان کو عزت و احترام کے
اتھ بستی میں لے آئے۔ فظن ان لن نقدر علیہ کا یہ
طلب بھی ہو سکتا ہے کہ یونس اس طرح بستی سے نکل کر گیا
یسے کوئی یوں سمجھے کہ وہ ہماری گرفت سے نکل گیا اور ہم
س پر قابو نہیں پا سکیں گے ورنہ ایک پیغمبر یہ کہاں خیال
رسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نکل گیا حضرت
یونس سے محض اتنی بات نامناسب ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا
کم آنے سے پہلے نکل گئے اسی پر گرفت ہو گئی۔ بڑے
وگوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ معمولی سی نامناسب بات
ربھی ان سے باز پرس ہو جاتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ
رماتے ہیں یونسؑ حزقیل پیغمبر علیہ السلام کے یاروں میں
ے تھے۔ بڑے شوقین عبادت کے اور دنیا سے الگ۔
کم ہوا ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت
وجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا
ماسے چھوڑا ایک کو کندھے پر لیا عورت کا ہاتھ پکڑا
دی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا
س کے تھامنے میں کندھے سے لڑکا پھسل گیا گھبراہٹ
یں دونوں بہہ گئے کنارے آئے دوسرے لڑکے کو
بھیڑیا لے گیا جب اس شہر میں پہنچے سرداروں سے ملے
لقد کا پیغام دیا۔ وے ٹھٹھا کرنے لگے ایک مدت لبے
آخر خفا ہو کر عذاب کی بد دعا کی اور آپ نکل گئے تین دن
کا وعدہ کر کے تیسرے دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ
جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے سارے بت
توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے یونسؑ کو خبر دی
کہ وہ قوم اچھی بھلی ہے اس پر عذاب نہ آیا یہ خفا ہوئے
کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل
کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے وہ بھنور میں چکر
کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے اپنے
آقا سے بھاگا ہوا۔ قرعہ ڈالا تو ان کے نام پر آیا، دریا میں
ان کو ڈال دیا ایک مچھلی نگل گئی۔ اس اندھیرے میں رب
کو پکارا توبہ قبول ہوئی مچھلی نے کنارے پر اگل دیا
وہاں ایک بیل نے چھا کر چھاؤں کی اور ہرنی نے دودھ
پلایا جب قوت پائی حکم ہوا اسی قوم میں پھر جانے کا وے
آرزو مند تھے راہ دیکھتے۔ ان کی عورت اور لڑکے پھر
ملے بھیڑیئے سے لوگوں نے چھڑایا تھا اور بہتوں کو نکال
لیا تھا اسی شہر میں اب ان کی قبر ہے اور جو فرمایا کہ سمجھا
کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے یعنی مہربانی کے معاملے میں اس کو
راضی نہ کر سکیں گے وہ ایسا خفا ہوا ہے اور حکومت کے
معاملے میں ہر چیز آسان ہے ۱۲ مزید تفصیل انشاء اللہ
والصافات میں آجائے گی اور یہ جو فرمایا اندھیروں

میں تو ایک مچھلی کا پیٹ، دوسرے قعر دریا تیسرے رات
کی تاریکی۔ (۸۷) پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور
اس کو غم اور الم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی
طرح نجات دیا کرتے ہیں ✽ یعنی جب بطن ماہی میں یونسؑ
نے پکارا تو ہم نے اس کو اس غم اور گھٹن سے نجات دے دی
اور ہم اسی طرح دوسرے اہل ایمان کو بھی کرب و غم سے نجات
دیا کرتے ہیں کسی مصیبت اور کرب و شدت کے موقع پر۔
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کا
پڑھنا مؤثر ثابت ہوا ہے اپنے اکابر کا سوا لاکھ بار پڑھنا
معمول ہے۔ دیگر مشائخ سے مختلف طریقے منقول ہیں (۸۸)
اور اے پیغمبر زکریاؑ کا بھی تذکرہ کیجئے جب کہ اس نے
اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا
اور تنہا نہ چھوڑ اور تو ہی سب وارثوں سے بہتر وارث
ہے ✽ یعنی بے اولاد نہ رکھ اور حقیقی اور بہتر وارث تو
ہی ہے ان کی دعا اور تفصیل سورۂ مریم میں گذر چکی ہے
حضرت زکریاؑ اذن کے بیٹے اور ماثان کے پوتے اور بنی
اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی ہیں۔ حضرت شاہ
صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اولاد دے ۱۲۔ (۸۹) ہم نے
اولاد کے بارے میں زکریاؑ کی دعا قبول کر لی اور ہم نے
ان کو یحییٰؑ نامی لڑکا عطا کیا اور اس کی بیوی کو درست
اور ولادت کے قابل کر دیا۔ بلاشبہ یہ سب مذکورۂ بالا
حضرات نیک کاموں اور بھلی باتوں کے کرنے میں دوڑتے
اور جلدی کرتے تھے اور امید و بیم اور خوف و رجا
کے ساتھ ہم کو پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے
عاجزی اور نیازمندی کرنے والے تھے ✽ یعنی اولاد
کے حق میں ان کی دعا قبول ہوئی یحییٰؑ پیدا ہوئے بیوی
جو بانجھ تھیں ان میں صلاحیت پیدا کر دی بچہ جننے کی
یہ سب لوگ یعنی زکریاؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ کی بیوی ایشاع
سب نیک اور بھلے کام کرنے میں دوڑتے اور جلدی
کرتے تھے یا تمام انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر اوپر ہو چکا
ہے۔ بہر حال یہ سب لوگ امید اور خوف کے ساتھ ہماری
عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے روبرو عاجزی اور
نیازمندی کا برتاؤ کرتے تھے یعنی ان کی ہر بات سے
کمال عبودیت کا اظہار ہوتا تھا۔ امید و بیم اور خوف و
طمع کا یہ مطلب کہ ہماری رحمت اور لطف کے امیدوار اور
ہمارے جلال اور ہمارے عذاب سے خائف رہا کرتے
تھے اور اس حال میں عبادت کیا کرتے تھے حضرت
شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو
پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ سچا دوست نہیں یہاں
سے ان کی غلطی نکلی ۱۲ بعض لوگ کہا کرتے کہ خوف و
طمع کے خیال سے عبادت کرنے والے مخلص نہیں یعنی
جنت دوزخ یا مہر و قہر سے بے نیاز ہو کر جو شخص عبادت
کرے وہ مخلص ہے۔ لوگ بعض اہل اللہ اور اولیاء اللہ
کے کلام سے جو سکر اور صحو کی حالت میں صادر ہوا ہے
اس سے استدلال کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ
نے ان کی غلطی نکالی۔ اگر کسی بزرگ سے ایسی کوئی بات
ثابت بھی ہو جائے تو وہ حجت نہیں ہوا کرتی۔ (۹۰) اور
اس پاک دامن عورت کا بھی ذکر کیجئے جس نے اپنے
ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح
پھونک دی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو
اقوام عالم کے لئے بہت بڑا نشان بنایا یعنی حضرت

مریمؑ جو ایک پاک دامن عورت تھیں ان کا بھی ذکر کیجئے
انہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے حضرت
جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے ان میں اپنی روح
پھونک دی اور وہ بغیر کسی بشر کے حاملہ ہو گئیں اور ان
کے ہاں حضرت عیسیٰ روح اللہ پیدا ہوئے اور ہم نے
حضرت مریمؑ اور ان کے صاحبزادے روح اللہ کو
اقوام عالم کے لئے ایک زبردست اور بہت بڑا
نشان مقرر کیا تاکہ دنیا جہان والے یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ
ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲۷

کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ زمین
سے بھی بعض نے دنیوی زمین مراد لی ہے۔ اس تقدیر
پر یہ پیشین گوئی تھی جو پوری ہو چکی خواہ عام کفار کی مقبوضہ
زمین ہو یا بیت المقدس ہو نیک بندے مالک ہو چکے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ارض سے مراد جنت
کی زمین ہے بعض لوگوں نے فرمایا کہ دنیا کے آخری دور
میں نزول مسیح کے وقت اس پیشین گوئی کا مکمل ظہور
ہوگا واللہ اعلم۔ یہ چند اقوال تھے جن کا خلاصہ عرض کر دیا
گیا راجح قول کو ہم نے ترجمہ میں اور تیسیر میں اختیار کر لیا ہے۔
(۱۰۵) بلاشبہ اس قرآن میں حصول مقصد اور مطلب
کو پہنچنے کے لئے ان لوگوں کے واسطے کافی مضامین
ہیں جو عبادت گذار ہیں۔ ھذا سے مراد یا تو قرآن
ہے اور یا سورۂ انبیاء ہے۔ اگرچہ مضامین عابدین اور غیر
عابدین سب کے لئے ہیں لیکن عابدین یعنی موحدین اس سے فائدہ
اٹھاتے ہیں اس لئے ان کا خاص طور پر ذکر فرمایا،
مراد مومنین ہیں یا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا عابدین
سے باعمل علماء مراد ہیں۔

بقیہ صفحہ ۵۲۸

مذاق اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ اب تو ہی میرے
اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے اور چونکہ تیرا ہر فیصلہ
مبنی بر انصاف ہوتا ہے اس لئے فرمایا۔ رب احکم
بالحق۔ یعنی آپ فیصلہ فرما دیجئے اور آپ کا
فیصلہ ہمیشہ حق اور انصاف ہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار رحمان
ہے اور اسی سے ہر معاملہ میں مدد طلب کی جاتی ہے جس قسم کی
تم باتیں بناتے رہتے ہو ان کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگتا
ہوں۔ (۱۱۲)

الحمد للہ والمنۃ آج سورۂ انبیاء کی تیسیر ختم ہوئی۔ ۲۱
ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۵۲ء۔

بقیہ صفحہ ۵۳۱

عذاب الٰہی کا سبب ہوتی ہے اور وہ عذاب واقعی
ہے اور یہ ضرر یقینی ہے۔ رہا وہ نفع موہوم اور اس
کی توقع جس کی یہ آس لگائے بیٹھے ہیں وہ غیر واقع
ہے۔ لہٰذا ضرر اور عذاب الٰہی تو قریب ہے اور نفع
مفقود ہے۔ قیامت میں جب بت پرستی کے نتائج
روبرو آئیں گے تو اس وقت منکر بھی کہیں گے برا
مولا اور برا دوست یعنی بالا دست ہو کر بھی برا
اور دوست ہو کر بھی برا۔ نہ بڑا ہو کر کام آئے نہ

درست بن کر کام آئے نعوذ باللہ من ذلک پہلی آیت میں نفع اور ضرر کی نفی فرمائی تھی اس آیت سے نفع و ضرر کا اثبات معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے ترجمے اور تیسیر میں اس کو صاف کر دیا ہے۔ سہل امر یہ ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ پہلی آیت میں دنیوی حالت کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں اُخروی حالت کی جانب اشارہ ہے اس لئے دونوں آیتوں کے مضمون میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ (۱۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے پائیں نہریں بہہ رہی ہوں گی بے شک اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے وہ کر گزرتا ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنی بات پوری کرتا ہے کوئی اس کی مزاحمت کرنے والا نہیں ہے وہ جزا اور سزا کا ارادہ کر چکا ہے لہٰذا جو وہ ارادہ کر چکا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ فلا الہ الا ھو (۱۴) جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی دنیا اور آخرت میں کوئی مدد نہیں کرے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ ایک رسی اوپر کی طرف یعنی اپنے مکان کی چھت میں تانے پھر گلے میں پھندا لگا کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اپنی زندگی ختم کر دے پھر دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو روک سکتی ہے جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۳۲

(۱۷) اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور اکثر انسان یہ سب اللہ تعالیٰ کو اپنی اپنی حالت کے مناسب سجدہ کرتے ہیں اور اکثر انسان ایسے ہیں جن پر ان کی نافرمانی کے باعث عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ❊ سجدہ ہر ایک کا اس کے حال کے مناسب ہے۔ انسان چونکہ مکلف ہے اس کا سجدہ تشریعی ہے باقی چیزوں کا سجدہ اطاعت و انقیاد ہے اور وہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہیں خواہ وہ آسمان میں ہوں یا زمین میں البتہ انسانوں کی حالت یہ ہے کہ کچھ تو ان میں سے فرماں بردار اور سجدہ ریز اور احکام شرع کے پابند ہیں اور کچھ اپنی نافرمانی کے ہاتھوں مستحق عذاب ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ ذلیل کر دے اس کا اکرام کرنے والا اور اس کو عزت دینے والا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے وہ اپنی مصلحت اور حکمت کے موافق جو چاہے کرے من فی السموٰت اور من فی الارض کہنے کے بعد پھر چند چیزوں کا ذکر فرمایا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ عالم علوی اور عالم سفلی کی اہم چیزیں ہیں اور اکثر گمراہ اور مشرک ان چیزوں کو پوجا کرتے ہیں اس لئے ان کا ذکر فرمایا کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرماں بردار اور اس کے رو برو عاجز ہیں اور بے وقوف انسان ان کی پوجا کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے ۱۲۔ اوپر کی آیتوں میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا تھا ایک فرماں بردار دوسرے نافرمان۔ اب آگے ان دونوں کے انجام کا ذکر فرماتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۳۴

اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ❊ منافع سے مراد دینی فائدے اور دنیوی فوائد دونوں ہیں۔ دین کا فائدہ تو ظاہر ہی ہے کہ انسان کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور روحانیت میں بڑی ترقی ہوتی ہے ہر تکلیف حج کی موجب کفارہ ہوتی ہے اور دنیوی فوائد جو عام اجتماع سے ہوتے ہیں ان کا تو شمار ہی ہونا مشکل ہے خواہ وہ تجارت ہو یا سیاسی اور اقتصادی منافع یا سیاحت کے جو فوائد ہوتے ہیں وہ ہوں۔ ایام معلومات سے مراد دسویں گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ ہے۔ بھیمۃ الانعام سے مراد اونٹ گائے اور بکری بھیڑ وغیرہ ہیں۔ اپنی قربانیوں میں سے استحباباً خود بھی کھائیں اور مصیبت زدہ اور برے حال فقرا کو بھی کھلائیں بلکہ اغنیا کو بھی کھلا سکتے ہیں اور چاہیں تو قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو شکرانے کا ذبح ہو یا نفل کا اس کو آپ کھا دے اور جو بدلا تقصیر کا ہو اس میں آپ نہ کھا دے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارھویں اور بارھویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۱۲ (۲۸) پھر قربانی کے بعد لوگوں کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل اتار دیں اور اپنی نذریں اور منتیں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں ❊ یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہونے کے بعد پھر احرام کھول دیں اور سر منڈائیں یا بال کترائیں جسم پر احرام کے زمانے کا جو گرد و غبار اور میل ہو اس کو صاف کریں اور نہا دھو کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں نذور سے مراد یہ ہے کہ کوئی قربانی واجب کر لی ہو یا واجبات حج مراد ہوں یا کوئی اور منت وغیرہ جو اللہ کے لئے مانی ہو۔ قدیم گھر سے مراد کعبۃ اللہ ہے یعنی وہ طواف جس کو طواف زیارت کہتے ہیں اور اس کے بعد سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں اور حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کے واسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں ۲۹-۱۲

بقیہ صفحہ ۵۳۶

ہونا چاہیئے کہ اس نے اپنی ایک بہت بڑی مخلوق کو تمہارے بس میں دیدیا اور ہاتھی سے لے کر بکری تک کو تمہارا تابع بنا دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے۔ کھڑا کر کے قبلے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا۔ کاٹنے لگے۔ محتاج دو بتلائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ۱۲۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور تمہارے دلوں کی پرہیز گاری پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو اسی طرح تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور ان کو تمہارے بس میں دیدیا ہے تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی اور تم کو توفیق دی اور تمہاری صحیح رہنمائی فرمائی اور اے پیغمبر مخلصین اور نیکی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجئے ❊ یعنی قربانی کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور خون پہنچایا جائے بلکہ جو چیز ان کو مطلوب ہے وہ تو تقویٰ اور اخلاص ہے اور یہی چیز ان کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اس لئے ہر قربانی کرنے والے کو لازم ہے کہ اس کی قربانی میں غیر اللہ کا شائبہ بھی نہ ہو۔ نہ تو غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اور نہ ریا و نمود ہو بلکہ جو فعل ہو وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اوپر ان جانوروں کی تسخیر میں عام اشارہ تھا اور یہاں تسخیر کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ان کی قربانی کو تقرب خداوندی کا ذریعہ اور سبب بنایا اگر وہ مسخر نہ ہوتے تو ان کو ذبح کرنا اور ان کو قربان کرنا تمہارے بس میں نہ ہوتا۔ بڑائی بیان کرو کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کبریائی کا اظہار کرو اور اس کے اقتدار کی عظمت کو تسلیم کرو اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف کرو۔ علیٰ ماھدٰکم یعنی جانوروں کی تسخیر اور تقرب کی کیفیت اور اس کا طریقہ سکھایا۔ اگر وہ نہ بتاتا تو گھوڑے کے لئے لگام اور اونٹ کے لئے نکیل کون بناتا، یا یہ کہ بڑائی بیان کرنے میں شکر کی طرف اشارہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ شکر بجا لانے میں تمہاری رہنمائی کی اور شکر کا طریقہ سکھایا آخر میں فرمایا مخلصین کو بشارت دیدیجئے کہ جو عمل خلوص کے ساتھ ہوتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور مقبول ہوتا ہے۔ (۳۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے مشرکین کے ضرر کو ہٹا دے گا اور دور کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے ناسپاس اور کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ❊ چونکہ یہ بحث اس قصے سے شروع ہوئی تھی جو کفار مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا تھا اسی پر یہ احکام نازل ہوئے تھے اس لئے اس تمام واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ ہم کفار کی اس ایذا رسانی کو تم سے دفع کر دیں گے اور ان کو آئندہ یہ ہمت نہیں ہوگی کہ وہ تم کو حج اور عمرہ کرنے سے روک سکیں اور تمہارے اعمال مذہبی میں مداخلت کر سکیں۔ اس کا یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے دغا باز کو اور کسی ناسپاس کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب تک حضرت مکہ میں رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پہ صبر کیا پھر جب مدینہ میں آئے حکم ہوا کہ جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلہ لو تب جہاد شروع ہوا آگے حکم ہے ۱۲ (۳۸)۔

بقیہ صفحہ ۵۳۹ | ے در آئیں ہوتی ہیں اہل زیغ کا زیغ نمایاں ہوجاتا ہے اور
اہل فہم کا ایمان مضبوط اور پختہ ہوجاتا ہے۔

دل میں نفاق کی بیماری۔ دل قرآن کا استہزا کرنے سے
سخت ہو چکے ہیں ایسے دلوں میں حق بات کہاں | **بقیہ صفحہ ۵۴۳**
اترتی ہے اور رد: اللہ تعالیٰ کے امتحان میں کہاں پاس | پہنچانے والوں کو منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے بھی اور
ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ ظالم تو ایسی مخالفت میں مبتلا | انسانوں میں سے بھی بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور
ہیں اور حق اور اہل حق کی مخالفت میں اتنی دور نکل چکے | خوب دیکھتا ہے ∴ یعنی فرشتوں میں سے رسولوں کے لئے
ہیں کہ ان کا واپس ہونا مشکل ہے البتہ جو راسخین فی العلم | پیغام پہنچانے والے منتخب فرماتا ہے اور انسانوں میں سے
ہیں وہ یقین کرتے ہیں اور ان کا ایمان مضبوط اور قوی ہوجاتا | جس کو چاہتا ہے عام انسانوں کے لئے پیغمبر منتخب فرماتا
ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵۴) اور نیز اس لئے ہوتا | ہے رہی یہ بات کہ کون انتخاب کا مستحق ہے اور کون نہیں
ہے تاکہ وہ لوگ جن کو صحیح فہم عطا ہوا ہے وہ اس امر کا اور | کس کو انتخاب کیا اور کس کو نہیں یہ اسی کی مرضی پر ہے کیونکہ
زیادہ یقین کرلیں کہ جو کچھ پیغمبر نے تلاوت کیا ہے اور | وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ وہی ہر فرشتے اور ہر
قرآن کا جو حصہ آپ نے پڑھا ہے وہ آپ کے پروردگار | بشر کی حالت کو جانتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
کی جانب سے حق ہے پھر یہ اہل علم اس پر ایمان لانے میں | ہیں یعنی ساری خلق میں بہتر وے لوگ ہیں پیغام پہنچانے
اور پختہ ہوجائیں اور ان کے دل اس قرآن اور اس پر | والے فرشتوں میں بھی وے فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو چھوڑ کر
عمل کرنے کی طرف اور جھک جائیں اور بیشک جو لوگ | بتوں کو مانتے ہونگے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جو اعلیٰ ہیں ان
ایمان لائے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے | کے طریقے کو چھوڑ کر بت پرستی کا طریقہ اختیار
یعنی جو اہل علم و فہم ہیں وہ اس آزمائش میں پورے اتریں اور | کرتے ہو۔ ۷۵
وہ اس بات کا اعتراف کریں کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف
سے ہے وہ حق ہے خواہ وہ متشابہات ہوں یا محکمات | **بقیہ صفحہ ۵۴۴**
ہوں وہ سب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ اہل | کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید ان ہی کے
علم و فہم اپنے ایمان پر اور زیادہ قائم اور پختہ ہوجائیں پھر | مانگنے سے یہ نام پڑا ہوا اور تا رسول بتانے والا ہو۔ یعنی
قرآن پر عمل کرنے کی طرف ان کے دل اور جھک جائیں اور | پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول
یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ہی اہل ایمان کو سیدھی راہ بتانے والا | تم کو سکھا دے اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس
اور سیدھی راہ تک پہنچانے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ متشابہات | پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتاتے ہیں ۱۲۔ (۷۸)

∴ الحمد للہ آج ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ ∴
مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۳ء جمعرات کے روز
∴ سورۂ حج کی تیسیر ختم ہوئی ∴

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مؤمنون مکی ہے اور اس میں ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نمازیں اظہار عجز و نیاز کرنے

خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳

والے ہیں۔ اور وہ جو بے کار اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی

حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنے ہاتھ کے مال یعنی باندیوں سے

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

توان لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ پھر جو کوئی ان بیویوں اور باندیوں کے علاوہ کوئی اور راہ تلاش کرے تو یہی

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

لوگ ہیں حد سے تجاوز کرنے والے اور وہ جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں کی اور اپنے عہد کی نگہداشت

رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹

کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس بریں کی میراث پائیں گے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

وہ اس فردوس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ

منزل ۴

سورۂ مؤمنون مکی ہے اور اس میں ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں ﴿ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ﴾ بلاشبہ وہ ایمان والے اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ﴿ یعنی جنکی صفات آگے بیان ہوتی ہیں (۱) جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرنیوالے ہیں ﴿ یعنی ہر نماز خشوع خضوع کیساتھ ادا کرتے ہوں خواہ فرائض ہوں یا نوافل۔ (۲) اور جو بیکار اور لایعنی باتوں سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں ﴿ یعنی لغو کام خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی اُن کی طرف دھیان بھی نہیں کرتے (۳) اور جو زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں ﴿ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیتے ہیں بعض مفسرین نے تزکیہ نفس مُراد لیا ہے کہ وہ اپنے اعمال اور اخلاق کو پاکیزہ رکھتے ہیں (۴) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵) مگر ہاں اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال یعنی شرعی باندیوں سے نہیں کیونکہ ان لوگوں پر کوئی الزام اور اُلاہنا نہیں ﴿ یعنی حرام کے ذریعہ شہوت رانی سے حفاظت کرتے ہیں مگر ہاں اپنی بیویوں سے اور اپنی باندیوں سے شہوت رانی میں کچھ حرج نہیں تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام اور ملامت نہیں (۶) پھر جو کوئی ان بیویوں اور باندیوں کیخلاف شہوت رانی کی راہ تلاش کرے تو ایسے ہی لوگ حد شرعی سے آگے بڑھ جانے والے ہیں ﴿ یعنی بیویاں اور باندیاں شریعت نے حلال کی ہیں ان حلال طریقوں کے علاوہ جو بھی طریقہ خواہش پوری کرنیکا اختیار کرے گا خواہ وہ زنا ہو۔ اغلام ہو۔ مشت زنی ہو، یا بہائم کے ساتھ مُنہ کالا کرنیوالے ہوں، یہ سب لوگ حد شرع سے باہر نکل جانے والے اور مستوجب سزا ہوں گے (۷) اور وہ جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں کی اور اپنے عہد کی نگہداشت کرنیوالے اور خبر رکھنے والے ہیں ﴿ یعنی کسی کی کوئی امانت رکھی ہو یا کسی سے کوئی عہد کیا ہو تو اس کا دھیان رکھتے ہیں یعنی امانت ادا کرتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں (۸) جو اپنی نمازوں کی مداومت کیساتھ پابندی کرنے والے ہیں ﴿ یعنی نماز کو پابندی کیساتھ ادا کرتے ہیں اور ہر نماز کے ساتھ خشوع کی تاکید تھی یہاں مداومت کی تاکید فرمائی (۹) یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں (۱۰) جو فردوس بریں کی میراث پائینگے وہ اس فردوس بریں میں ہمیشہ رہیں گے ﴿ یعنی جو لوگ مذکورہ بالا صفات سے متصف ہوں گے وہ ہمیشہ فردوس بریں میں رہیں گے اور جس طرح ورثے میں پائی ہوئی چیز کو کوئی چھین نہیں سکتا اسی طرح جنت الفردوس سے بھی کوئی اُن کو بے دخل کرنیوالا نہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کے دو گھر ہوں گے ایک جنت میں ایک دوزخ میں جب دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو جہنم والوں کے گھر بھی اہل جنت کو مل جائیں گے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (۱۱)

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾

یعنی منتخب مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جس کو ہم نے ایک محفوظ مقام میں رکھا

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

پھر ہم نے اس نطفہ کو جما ہوا خون بنایا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ

پھر ہم نے اس بوٹی میں سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾

ان تمام تبدیلیوں کے بعد ہم نے اسکو ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو سب بنانیوالوں سے بڑھکر بنانیوالا ہے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر تم اس سب کے بعد یقیناً مرنے والے ہو۔ پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن دوبارا

تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا

زندہ کئے جاؤ گے۔ اور بلاشبہ ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں یعنی آسمان بنائے اور ہم

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے۔ اور ہم ہی نے ایک اندازے کیساتھ آسمان سے پانی نازل

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ

کیا پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں ٹھہرایا اور بلاشبہ ہم اس پانی کے لیجانے اور معدوم کر دینے پر

لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

بھی قادر ہیں۔ پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجوروں کے اور انگوروں کے باغ پیدا کئے

لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً

ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت تازہ میوے بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور اسی

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ

پانی سے ہم نے زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں بہ کثرت پیدا ہوتا ہے وہ تیل اور کھانیوالوں کیلئے سالن

اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے اور نچوڑ سے بنایا ؛ یعنی آدم علیہ السّلام کو منتخب مٹی سے بنایا جو مختلف زمین کے حصوں سے لی گئی تھی۔ یا یہ کہ جنس انسان مراد ہو سب سے پہلا انسان خالص مٹی سے بلاواسطہ بنایا گیا پھر بہ واسطہ غذا جو مٹی سے پیدا ہوتی ہے اور اس غذا سے خون اور منی نکلتی ہے جیسا کہ آگے فرمایا۔ قرآن شریف کے بعض نسخوں میں حضرت شاہ صاحبؒ کا منہیہ ملاحظہ فرماتے ہیں خلاصہ سلالہ یعنی نچڑا پانی یعنی منی اور جو چیز کہ باہر نکالی جائے کسی چیز سے اور منی آدمی کی ١٢ خلاصہ یہ ہے کہ جو کسی چیز سے نکالا جائے جیسے جوہر یا ست (١٢) پھر ہم نے اسکو یعنی آدم کی نسل کو نطفے سے بنایا جسکو ہم نے ایک محفوظ مقام میں رکھا ؛ یعنی نسل انسان کو نطفے سے پیدا کیا جو مٹی ہی کا جوہر ہے پھر اسکو ایک مدت معینہ تک ایک محفوظ مقام یعنی ماں کے رحم میں رکھا بعض حضرات نے مکین کا ترجمہ مضبوط کیا ہے (١٣) پھر ہم نے اس نطفے کو جما ہوا خون بنایا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو گوشت کی ایک لگدی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی میں سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور پہنایا پھر ان سب تبدیلیوں کے بعد ہم نے اسکو ایک نئی مخلوق بنا دیا اور اس کو نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا سو کیسی بابرکت اور بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے ؛ یعنی ماں کے رحم میں درجہ بدرجہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں پھر آخر میں اُس میں روح ڈال کر اور حیات بخش کر ایک نئی مخلوق بنا دیتے ہیں اور جو محض جماد تھا وہ حیوان بن جاتا ہے سب سے بہتر بنانے والا یعنی مادے سے ترکیب تو ہر ایک بنانیوالا دے لیتا ہے لیکن زندگی بخشنا اور روح ڈالنا اسی کا کام ہے تو وہ احسن الخالقین ہے جو محض ایک جماد اور گونگے بہرے اندھے کو زندگی عطا فرما کر سننے والا دیکھنے والا بولنے والا بنا دیتا ہے (١٤) پھر تم ان امور مذکورہ کے بعد یقیناً مرنے والے ہو ؛ یعنی ان سب درجات سے گزر کر اور زندگی حاصل ہونیکے بعد ایک دن مرنیوالے ہو اس موت کا ہر کافر اور مومن اقرار کرتا ہے (١٥) پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن دوبارا زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے ؛ اس عالم آخرت کی زندگی کا کفار انکار کرتے تھے لیکن قرآن نے بتایا یہ چیز ضرور ہونے والی ہے اور سب مُردوں کو جی اٹھنا ہے (١٦) اور بلاشبہ ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے غافل اور بے خبر نہ تھے ؛ بعض مفسرین نے سبع طرائق سے اُوپر تلے سات آسمان مُراد لئے ہیں اور بعض نے راستے اور راہیں مُراد لی ہیں شاید فرشتوں کے آنے جانیکے راستے مراد ہوں اور ہم مخلوق کی ضرورتوں سے غافل نہ تھے یعنی عالم علوی اور عالم سفلی خلق کی مصلحتوں کے لحاظ سے ترتیب دیئے گئے ہیں کوئی ایسی ضرورت جو انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے پیش آتی ہے ایسی نہیں ہے جسکی رعایت نہ رکھی گئی ہو، اسی کی آگے اور تفصیل فرمائی (١٧) اور ہم ہی نے ایک خاص انداز سے اور مناسب مقدار کے ساتھ آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اُس پانی کو زمین میں ٹھہرا دیا اور بلاشبہ ہم اس پانی کے لیجانے اور معدوم کر دینے پر بھی قادر ہیں ؛ یعنی باوجود پانی کے خزانوں کے پھر بھی حسب ضرورت ایک اندازے سے برساتے ہیں جیسے گزر چکا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم یعنی ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے کے خزانے بھرے پڑے ہیں لیکن ہم ہر چیز کو ایک خاص اندازے کیساتھ اتارتے ہیں۔ زمین میں ٹھہرانے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ زمین میں جذب ہو جاتا ہے کچھ دریا اور ندیاں بن کر بہتا رہتا ہے جو پورے سال انسانوں اور چوپایوں بلکہ تمام مخلوقات کو کام دیتا ہے معدوم کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ خارجی پانی کو ہوا بنا کر اُڑا دیں اور زمین کے پانی کو اتنا گہرا کر دیں کہ اس کو حاصل نہ کر سکو ضروریات سے ایسے باخبر کہ ریل کیلئے کوئلہ اور ہوائی سواریوں کیلئے پٹرول مہیا نہ کرتا تو یہ چیزیں حاصل ہی نہیں ہو سکتیں نہ وہ مخلوق کی ضرورتوں سے غافل اور نہ اشیائے ضروریہ کی اُس کے ہاں کمی اس عنایت و مہربانی کے باوجود انسان کی نافرمانی اور کافرانہ زندگی پر تعجب ہے (١٨) پھر اسی پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور

(باقی ص٥٤٧ پر)

(بقیہ ۵۴۶) انگوروں کے باغ پیدا کئے اُن باغوں میں تمہارے لئے بکثرت تازہ میوے بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم خشک کر کے کھاتے بھی ہو: یعنی پانی برسانے اور اس کا ذخیرہ رکھنے کے بعد نباتات کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ کھجوروں اور انگوروں کے باغ اس پانی سے لہلہاتے ہیں بکثرت پھل پیدا ہوتے ہیں جو کھانا کھانے کے بعد بطور تلذذ بھی استعمال ہوتے ہیں اور خشک کر کے رکھ لو تو کھانے کی بجائے بھی کھائے جاسکتے ہیں (۱۹) اور اسی پانی سے ہم نے زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں بکثرت پیدا ہوتا ہے وہ تیل اور کھانیوالوں کیلئے سالن لئے ہوئے اُگتا ہے: طور سینا اور طور سینین ایک ہی چیز ہے۔ زیتون کا درخت بہت مشہور درخت ہے جو عام طور سے شرق اردن اور بیت المقدس کی پہاڑوں پر بکثرت دستیاب ہوتا ہے اس کا تیل بہت سے امراض کے لئے نافع ہوتا ہے اور عوام اسکو سالن کی جگہ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی روٹی زیتون کے تیل کیساتھ نمک ڈال کر کھاتے ہیں (۲۰) تفسیر صفحہ ہذا:۔ اور لوگو تمہارے لئے چوپاؤں میں بھی غور کرنے کا موقعہ اور غور کرنے کا مقام ہے ان چوپایوں کے پیٹ کی چیز سے

لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

لئے ہوئے اُگتا ہے۔ اور لوگو! تمہارے لئے چوپایوں میں بھی غور کرنے کا موقعہ ہے ان چوپایوں

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

کے پیٹوں میں جو کچھ بھرا ہوا ہے اسی میں سے ہم تمکو پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور بھی بہت فائدے ہیں اور انہیں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو۔ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

نوح کو اُس کی قوم کے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا سو نوح نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا

کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اسپر اُسکی قوم کے وہ رؤسا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ

جو کافر تھے قوم کے عام آدمیوں سے کہنے لگے کہ یہ نوح بھی محض تم ہی جیسا ایک آدمی ہے

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر بڑا بنکر رہے اور اگر اللہ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو نازل

مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِنْ

کرتا ہم نے تو یہ بات اپنے اگلے باپ دادوں میں کبھی ہوتی نہیں سُنی۔ بس یہ نوح

هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٢٥﴾

ایک آدمی ہے جسکو جنون ہو گیا ہے سو ایک وقت خاص تک اس کے بارے میں اور انتظار کر لو۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ

نوح نے خدا کی جناب میں عرض کی اے میرے رب اس وجہ سے کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے تو میری مدد کر۔ اسپر ہم نے نوح

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا

کیطرف حکم بھیجا کہ تو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آ پہنچے

ع ۲۲

منزل ۴

ہم تمکو پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو: اوپر کی آیت میں نباتاتی احسانات کا ذکر تھا اب حیوانات پر توجہ دلائی کہ اُن پر بھی ذرا غور کرو کہ ان چوپایوں سے تمہارے کتنے فوائد وابستہ ہیں ان کے جوف کی چیزوں میں سے تم کو دودھ پلاتے ہیں یعنی گوبر اور خون کے درمیان دودھ کی دھاریں جاری کرتے ہیں پھر ان چوپایوں سے جو باربرداری کا کام لیا جاتا ہے وہ ظاہر ہی ہے ان فوائد کے علاوہ بعض حلال جانوروں کا تم گوشت بھی کھاتے ہو۔ (۲۱) چوپایوں کے منجملہ فوائد کے یہ بھی فائدہ ہے کہ تم ان چوپایوں پر اور نیز کشتیوں پر لدے لدے پھرتے ہو: یعنی جو سواری کے قابل ہیں ان پر سوار بھی ہوتے ہو۔ اور اسی طرح کشتیوں کو بھی بطور سواری کے استعمال کرتے ہو۔ حضرت حق تعالیٰ کے یہ تمام احسانات ہیں کہ اُس نے اپنی مخلوقات کو تمہارے بس میں دے رکھا ہے اور تمہارے کام میں لگا رکھا ہے لیکن انسان باایں ہمہ احسانات کے پھر حق تعالےٰ کا نافرمان اور شرک کرنیوالا ہے (۲۲) اوپر مومنین کاملین کا ذکر تھا پھر بعض دلائل توحید بیان فرمائے اب اسی سلسلے میں بعض انبیاء سابقین کا ذکر فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا سو اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے سو کیا تم ڈرتے نہیں ہو: انبیائے سابقین میں سے حضرت نوح علیہ السلام بہت پرانے پیغمبر ہیں کیا تم ڈرتے نہیں یعنی معبود حقیقی کی نافرمانی سے اور اُس کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے ڈرتے نہیں۔ (۲۳) اسپر اُس کی قوم کے رئیس اور سردار جو منکر تھے عام آدمیوں سے کہنے لگے کہ یہ نوح کچھ نہیں مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ تم پر بڑا بن کر رہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا ہوتا اور وہ یہ چاہتا کہ کسی رسول کو بھیجے تو وہ فرشتے نازل کرتا اور فرشتوں کو بھیجتا ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں میں سنی نہیں: یعنی رؤسائے منکرین اور قوم کے سردار جو خود بھی کافر تھے اپنی قوم کو کہنے لگے کہ یہ نوحؑ تم ہی جیسا ایک آدمی ہے رسول نہیں ہے یہ دعویٰ اس نے اس لئے کیا ہے کہ تمہارا لیڈر بننا چاہتا ہے اور تم پر تفوق چاہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتے بھیجتا اور وہ ہم کو ہدایت کرتے اور اس قسم کا ذکر تو باپ دادوں سے سنا بھی نہیں کہ بشر رسول بن کر سمجھانے کے لئے کبھی آیا ہو آج تک اس قسم کا چرچا بھی اپنے بڑوں سے نہیں سُنا (۲۴) بس یہ ایک آدمی ہے جس کو کچھ جنون ہو گیا اور دیوانگی ہو گئی ہے سو ایک وقت خاص تک اس کا اور انتظار کر لو: یعنی اس پر ایمان لانے میں جلدی نہ کرو اس پر کوئی جنون اور دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ہے ذرا صبر کرو اور انتظار کر لو یا جنون سے افاقہ ہو جائے یا جنون میں ہی مر جائے اور اگر افاقہ نہ ہو تو تم اس کو قتل کر دو (۲۵) حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی اے میرے پروردگار چونکہ یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں اور انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے اس لئے آپ میری مدد کیجئے: یعنی ان کے مقابلے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے [illegible] میں تنہا انھوں نے میری تکذیب کی ہے لہٰذا تو میری مدد فرما [illegible] تنور سے پانی اُبلنے لگے تو ہر قسم

وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

اور تنور سے پانی اُبلنے لگے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے نر مادہ دونوں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں داخل کر لیجیو

وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا

اور اپنے گھر والوں کو بھی گر ان میں سے جس کی نسبت پہلے سے بات طے ہو چکی ہے اُس کو نہیں۔ اور

تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾

نافرمان لوگوں کے بارے میں مجھ سے کوئی گفتگو نہ کیجیو کیونکہ یہ سب غرق کئے جائیں گے

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر چڑھ جائیں تو یہ الفاظ کہیو اُس

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ

خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔ اور خدا کی جناب میں یوں کہیو

رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾

اے میرے رب مجھکو کشتی سے برکت کا اُتارنا اُتاریو اور تو سب اُتارنے والوں سے بہتر اُتارنے والا ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا

اسمیں شک نہیں کہ ان واقعات مذکورہ میں بڑے دلائل ہیں اور یقیناً ہم آزمائش کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد

مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

ایک اور قوم کو پیدا کر دیا۔ پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو انہی میں کا تھا

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾

کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ

اور اُس پیغمبر کی قوم کے وہ رؤسا جنھوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے پیش آنے کی تکذیب

الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا

کی تھی اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو آسودگی بھی دی تھی۔ یوں کہنے لگے کہ یہ پیغمبر بھی تم ہی جیسا

کے جانوروں میں سے نر مادہ دونوں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں داخل کر لیجیو اور اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں سوار کر لیجیو مگر ان میں سے جسکی نسبت پہلے سے بات طے ہو چکی ہے یعنی جس کے غرق ہونیکا حکم نافذ ہو چکا ہو گھر والوں میں سے اس کو سوار نہ کیجیو اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جو کفر کے خوگر ہو چکے ہیں کوئی گفتگو نہ کیجیو کیوں کہ یہ سب غرق کئے جائیں گے ؛ یعنی دعا کے بعد کشتی بنانے کا حکم دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ لوگ غرق ہونے والے ہیں تم کشتی تیار کرو جب تنور میں کوئی خاص تنور ہوگا یا مطلقاً زمین مراد ہوگی جب پانی اُبلنے لگے تو تم مومنین کو اور نر و مادہ کے جوڑے لیکر کشتی میں سوار ہو جانا مگر اپنے گھر والوں میں سے ان لوگوں کو نہ لینا جن کے غرق ہونے کا حکم ہو چکا ہے مزید تفصیل بارھویں پارے میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا جب ہمارا حکم آپہونچے یعنی عذاب آجائے اور اس کے آثار و نشانات شروع ہو جائیں تو تم کشتی میں سوار ہو جانا (٢٧) پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو یہ الفاظ کہیو اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات دی ؛ یعنی کافروں کے افعال و اعمال اور انکی تکالیف سے نجات عطا فرمائی (٢٨) اور پروردگار کی جناب میں یوں کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کشتی سے برکت کا اُتارنا اُتاریو اور تو سب اُتارنے والوں سے بہتر اُتارنیوالا ہے ؛ یعنی جب کشتی میں سوار ہو جائے تو شکر کیسا تھ آئیندہ کے لئے بھی بھلائی کی دعا کرنا یا اُترتے وقت کیلئے دعا بتائی۔ بابرکت اُتارنا یعنی ہر اعتبار سے اطمینان یا اُترنے کی جگہ اور مکان آرام دِہ ہو۔ مہمان کے اُتارنیوالوں میں آپ سب سے بہتر اُتارنے والے ہیں کیوں کہ آپ مہمان کے آرام و آسائش اور اس کے نفع اور نقصان پر قدرت رکھتے ہیں اور دوسرے قدرت نہیں رکھتے (٢٩) بلاشبہ ان واقعاتِ مذکورہ میں اہلِ عبرت کے لئے بڑی نشانیاں اور بڑے دلائل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ہم آزمائش کرنیوالے ہیں ؛ یعنی نوحؑ کا رسول بنا کر بھیجنا اور قوم کا ایک صحیح بات کو نہ سمجھنا۔ نوحؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو قوم کا ستانا اور ایذا رسانی پھر طوفان کا آنا کشتی کا بنوانا۔ پوری قوم کا ہلاک ہونا اور نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کا بچ جانا ان سب باتوں میں اہلِ عقل و دانش کے لئے ہماری قدرت کے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں اور یہ نشانیاں ظاہر کر کے ہم آزماتے ہیں کہ کون صبر کرتا ہے اور برداشت سے کام لیتا ہے یا یہ کہ ان واقعات کا ذکر کر کے اور بندوں کو خبر دیکر آزماتے ہیں کہ کون ان واقعات سے نصیحت قبول کرتا ہے اور ان واقعات کو سُن کر اثر لیتا ہے (٣٠) پھر ہم نے نوحؑ کی قوم کے بعد ایک اور قوم کو پیدا کیا ؛ یعنی ان کی تباہی و ہلاکت کے بعد اور دوسری قوم پیدا کی گئی شاید یہ قوم عاد اور ثمود کی طرف اشارہ ہے (٣١) پھر ہم نے انہیں ایک رسول بھیجا جو اُنہی میں کا تھا اُس پیغمبر نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں ؛ یہ پیغمبر شاید حضرت ہود علیہ السلام ہونگے انھوں نے بھی قوم عاد کو توحید کی دعوت دی اور فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی پوجا کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی قابلِ پرستش ہے سو کیا تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اُس کے عذاب سے ڈرتے نہیں (٣٢) اور اس توحید کی دعوت کو سنکر اُس پیغمبر کی قوم کے وہ رؤسا اور سردار جنھوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے پیش آنے اور آخرت سے ملاقات کرنے کی تکذیب کی تھی اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو خوش حال کیا تھا اور آسودگی دی تھی ان سرداروں نے عوام سے کہا یہ مدعی نبوت بھی بس تم جیسا آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اسی قسم کی چیزیں یہ بھی کھاتا ہے اور پھی

٢ ع ١٠ ٢

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

ایک آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو یہ بھی وہی کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو یہ بھی

مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا

وہی پیتا ہے۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کی تو یقیناً تم اسوقت

لَّخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَّ

سخت خسارے میں ہوگے۔ کیا یہ پیغمبر تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور تم مٹی اور

عِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا

ہڈیاں ہوجاؤ گے تو تم پھر نکالے جاؤ گے۔ جس بات سے تم کو ڈرایا جارہا ہے وہ بہت ہی

تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَ

بعید اور دور از قیاس ہے۔ بس زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کوئی ہم میں مرتا ہے اور

نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ

کوئی ہم میں پیدا ہوتا ہے اور ہم کو مرنیکے بعد دوبارا زندہ ہونا نہیں۔ اور کچھ نہیں یہ پیغمبر ایک ایسا شخص ہے

افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾

جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتا ہے اور ہم تو کسی طرح بھی اس کو سچا ماننے والے نہیں

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ

پیغمبر نے عرض کی اے میرے پروردگار اسوجہ سے کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے تو میری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھوڑے

لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ

ہی دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کئے پر پچھتاتے ہونگے۔ چنانچہ ہمارے وعدۂ برحق کے مطابق انکو ایک سخت ہولناک

فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ

آواز نے آپکڑا پھر ہم نے ان کو سوکھا ہوا کوڑا بنادیا پس ظالم لوگوں کیلئے خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر

أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ

ان کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں پیدا کیں۔ کوئی جماعت اپنے

وہی پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو ؛ یعنی تم میں اور اس میں کیا فرق ہے کھانا پینا اور معاشرتی زندگی سب کی یکساں ہیں یہ بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہے (۳۳) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت قبول کرلی اور کہنا مان لیا تو یقیناً تم اس وقت سخت نقصان میں پڑجاؤ گے ؛ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عام طور سے دو باتیں کہا کرتے فاتقوا اللہ واطیعون ۔ یعنی اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ یہ اطاعت کافروں کو بہت ناگوار تھی اسی کو کافر سرداروں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے کہ تم اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت قبول کرلو (۳۴) کیا یہ شخص تم کو یہ وعدہ دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور جب تم مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤ گے تو تم پھر نکالے جاؤ گے ؛ یعنی یہ شخص یہ کہہ کر بھی ڈراتا ہے کہ مرنے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجانے کے بعد تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے (۳۵) جس بات سے تم کو ڈرایا جارہا ہے وہ بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے ؛ یعنی مرجانے اور مٹی ہوجانے کے بعد دوبارا زندگی کا وعدہ بہت ہی بعید اور دور از قیاس چیز ہے بھلا ایسی بعید از قیاس بات کہنے والا بھی اس قابل ہے کہ اس کو مطاع اور واجب الاطاعت بنایا جائے (۳۶) بس زندگی تو یہی ہماری دُنیوی زندگی ہے کوئی ہم میں مرتا ہے اور کوئی ہم میں پیدا ہوتا ہے اور ہم کو مرنیکے بعد دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنا نہیں ؛ یعنی صرف یہی زندگی ہے یہیں مرنا یہیں پیدا ہونا ہے اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے (۳۷) اور کچھ نہیں یہ پیغمبر ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹی افترا پردازیاں کرتا ہے اور ہم تو کسی طرح بھی اسکو سچا ماننے والے نہیں ؛ یعنی ایک ایسا آدمی ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کہ میں اُس کا رسول ہوں یا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، یا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ محض اللہ پر جھوٹ طوفان لگاتا ہے بھلا ہم ایسے افترا پرداز کو جو خدا پر جھوٹ بولے کس طرح مان سکتے ہیں اور اس کی رسالت پر کس طرح ایمان لاکر اسکی اطاعت کا پٹہ گلے میں ڈال سکتے ہیں (۳۸) پیغمبر نے جناب باری میں عرض کی اے میرے پروردگار چونکہ ان لوگوں نے میری تکذیب کی اس لئے میری مدد کیجیے ؛ یعنی انہوں نے میری تکذیب کی اور مجھے جھٹلایا اب آپ میری مدد فرمائیے (۳۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھوڑے ہی دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کئے پر پچھتاتے ہوں گے ؛ یعنی زیادہ دیر نہیں ہے کہ ان پر عذاب آئیگا اور یہ پچھتا رہے ہوں گے (۴۰) لہٰذا ہمارے وعدۂ برحق کے مطابق اُن کو ایک سخت ہولناک آواز نے آپکڑا پھر ہم نے ان کو خشک اور سوکھا ہوا کوڑا بنادیا پس ظالم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دوری ہو اور کافروں پر خدا کی مار ہو ؛ یعنی پیغمبر سے جو وعدہ ہم نے کیا تھا اس کے مطابق ان پر چیخ کا عذاب آیا یا صیحہ مطلقاً کوئی عذاب ہو کہیں ہوا ہو کہیں چیخ ہو کہیں زلزلہ ہو بعض حضرات مفسرین نے قوم عاد مراد لیا ہے اور بعض نے اس قصہ سے ثمود مراد لیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے دبی مرے ہیں ۱۲ (۴۱) پھر ان کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں اور جماعتیں پیدا کیں ؛ یعنی عاد و ثمود کی ہلاکت کے بعد اور قومیں پیدا ہوتی رہیں (۴۲) کوئی گروہ اور کوئی جماعت اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکی اور نہ وہ لوگ اس سے پیچھے رہ سکے ؛ یعنی جس نافرمان قوم کی ہلاکت کا

جو وقت اور میعاد مقرر تھی اُس میعاد سے نہ کوئی قوم پیش قدمی کر سکی اور نہ اُس میعاد سے پیچھے رہ سکی (۴۳) پھر ہم پے در پے آگے پیچھے اپنے رسول بھیجتے رہے جب کبھی قوم اور اُمت کے پاس اُس کا رسول آیا تو وہ اُمت اُس رسول کی تکذیب کرتی رہی اور اُس کو جھٹلاتی رہی پھر ہم بھی ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے ان ہلاک شدگان کو گزرے ہوئے افسانے کر دیا اور قصہ ہائے ماضی بنا دیا۔ پس خدا کی رحمت سے دوری ہو اُن کو جو ایمان نہ لاتے تھے ÷ یعنی ہم لگاتار نئی نئی قوموں کے پاس اپنے رسول بھیجتے رہے اور ہر اُمت نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ جب کوئی رسول اُن کے پاس آیا تو عام لوگوں نے اُس کو جھوٹا بتایا تو ہم بھی ایک اُمت کے بعد دوسری اس کی پیش رو اُمت کے ساتھ لگاتے رہے یعنی یکے بعد دیگرے ہلاک کرتے رہے اور ان کو ماضی کی کہانیاں اور قصہ ہائے پارینہ بناتے رہے کہ آنیوالوں کی زبان پر ان کی کہانیاں رہ گئیں اور ان کا نام و نشان نہ رہا پس ایسے لوگ جنھوں نے پیغمبروں کے سمجھانے اور بتانے کے باوجود نہ مانا اور ایمان نہ لائے وہ خدا کی رحمت سے دور ہوں۔ اور ایسے بے ایمانوں پر خدا کی مار ہو (۴۴) پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور احکام اور کھلی دلیل اور واضح سند دیکر (۴۵) فرعون اور اس کے درباری اور مشیران خاص کی طرف بھیجا سو انھوں نے متکبرانہ برتاؤ کا اظہار کیا اور تکبر کرنے لگے اور وہ لوگ تھے ہی بڑے متکبر اور سرکش ÷ یعنی لگاتار انبیاء کے آنیکے بعد پھر ہم نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس اپنے احکام یا نو نشانیاں اور حجت واضحہ اور براہین قاطعہ دیکر بھیجا لیکن ان بدبختوں نے متکبرانہ برتاؤ کیا اور ان دونوں کو تحقیر آمیز جواب دیا اور یہ لوگ بڑے زور پر چڑھ رہے تھے اور یہ لوگ تھے ہی سرکش و متکبر (۴۶) لہٰذا وہ آپس میں کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آئیں جو ہم ہی جیسے آدمی ہیں حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے ماتحت اور خدمت گزار و تابعدار ہیں ÷ یعنی آپس میں بطور مشورہ یہ گفتگو کرنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی بات ماننے لگیں جو ہم ہی جیسے آدمی ہیں اور ان دونوں کی قوم یعنی بنی اسرائیل تو ہماری رعایا اور ہمارے غلام اور خدمت گزار ہیں (۴۷) غرض وہ فرعون اور فرعونی ان دونوں موسیٰؑ اور ہارونؑ کی تکذیب کرتے رہے اور آخر کار ہلاک شدگان میں داخل کر دیئے گئے ÷ یعنی انھوں نے تکذیب کا شیوہ اختیار کیا اور بالآخر دریائے شور میں غرق کیے گئے اور ہلاک شدگان میں سے ہو گئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب یعنی توریت عطا فرمائی تاکہ وہ لوگ راہ پائیں ÷ یعنی فرعونیوں کے ہلاک ہو چکنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی ہدایت اور تربیت کے لئے توریت بھی عطا فرمائی تاکہ وہ صحیح راہ پا کر منزل مقصود تک پہونچ جائیں (۴۹) اور ہم نے ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ کو اور انکی ماں کو ایک بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹوں کو ایک ایسی اونچی زمین اور ٹیلے پر جگہ دی جو قیام کے اور ٹھہرنیکے قابل تھی اور اس پر پانی جاری تھا ÷ بڑی نشانی یہ کہ بن باپ کے بچہ پیدا ہونا اور عالم طفولیت میں اس کا کلام کرنا ماں بھی ایک علامت قدرت الٰہی کی اور بچہ اُس کی قدرت کی ایک نشانی اور اونچی جگہ فرمایا

مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکے اور نہ وہ لوگ اس سے پیچھے ہٹ سکے۔ پھر ہم پے در پے

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ

اپنے پیغمبر بھیجتے رہے جب کبھی کسی قوم کا رسول اُس کے پاس آیا تو وہ اُمت اُس رسول کو جھٹلا دیتی

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا

پھر ہم بھی ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے ان ہلاک شدگان کو گزرے ہوئے افسانے بنا دیا سو ان

لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ

لوگوں کیلئے جو ایمان نہ لاتے تھے خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنے

هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

احکام اور کھلی دلیل دے کر۔ فرعون اور اس کے مشیران خاص کی طرف بھیجا لیکن انھوں نے

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

متکبرانہ برتاؤ کا اظہار کیا اور وہ لوگ تھے ہی بڑے متکبر و سرکش۔ لہٰذا وہ آپس میں کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

لے آئیں جو ہم ہی جیسے بشر ہیں حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے ماتحت و خدمت گزار ہیں۔ غرض وہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی تکذیب کرتے رہے

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اور آخر کار وہ ہلاک شدگان میں شامل کر دیئے گئے۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا فرمائی

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً

تاکہ وہ لوگ راہ پائیں۔ اور مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ہم نے ایک بڑی نشانی بنایا

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ

اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹوں کو ایک ایسی اونچی زمین پر جگہ دی جو قیام کے قابل تھی اور اس پر پانی جاری تھا اے

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پیغمبرو تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو بے شک جو تم کرتے ہو میں اس کو

ع ۱۸ ۳

شاید اس ٹیلے کو جہاں کھجور کا درخت ہرا ہوا تھا اور ٹیلے کے نیچے نہر یا چشمہ جاری تھا جیسا کہ سورۂ مریم میں گزر چکا ہے کہتے ہیں یہود اور ان کا بادشاہ ہیرودس ان ماں بیٹوں کے سخت دشمن تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کو لیکر ان کی ماں دشمنوں کے خوف سے ایلیا یا مصر چلی گئی تھیں حضرت عیسیٰؑ نے وہیں پرورش پائی جب ہیرودس مر گیا تو بچے کے ہمراہ واپس وطن میں آ گئیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰؑ جب سے پیدا ہوئے اُس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ دشمن ہوا اُن کی تلاش میں پڑا اُن کو بشارت ہوئی کہ اس کے ملک سے نکل جاؤ نکلکر مصر کے ایک میں گئے ایک گاؤں ... حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰؑ جوان ہوئے اُس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا ... یہ سب باتیں لایعنی اور

بے تبوت ہیں اور ان کے محققین نے بے شمار جواب دیئے ہیں (۵۰) اے پیغمبرو تم پاکیزہ اور نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک اور بھلے کام کرو بلاشبہ تم جو کچھ کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں ؛؛ یہ خطاب تمام رسولوں سے ہے ہر رسول کے زمانے میں اُس رسول کو ایسا فرمایا ہوگا۔ یا یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے چونکہ آپ تمام رسولوں کی صفات کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں اس لئے آپکو خطاب فرمانا ایسا ہی ہے جیسے تمام نبیوں کو خطاب کیا اس خطاب میں رسولوں کی امتیں بھی شامل ہیں اور عمدہ نفیس جو مرغوب الطبع ہوں اور حلال ہوں وہ سب کو کھانی مباح ہیں ان نعمتوں کو کھاؤ اور عبادت کرو یعنی میری نعمتوں کا شکر بجالاؤ تم جو کام کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں یعنی تمہارے نیک کام مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں اور میں ہی ان کا صلہ تم کو دوں گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم آیا ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب لوگ جانتے ہیں ۱۲ (۵۱) اور یقیناً یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو

عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ

خوب جانتا ہوں۔ اور یقیناً یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں

فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ

لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہو۔ پھر لوگوں نے پھوٹ ڈالکر اپنا دین آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اب ہر فرقہ کے لوگوں کے

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

پاس جو دین ہے وہ اسی پر خوش اور مگن ہیں، سو اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو انکی غفلت وجہالت میں ایک وقت خاص

حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾

تک پڑا رہنے دیجئے۔ کیا یہ لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ ہم جو اُن کو مال اور اولاد دیئے چلے جاتے ہیں

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو اس کا مطلب ہے کہ ہم انکو جلدی جلدی فائدے پہنچارہے ہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ لوگ اس کی حکمت نہیں سمجھتے۔ بیشک

هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ

جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کی

رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو

الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ

لوگ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور اسپر بھی ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ

اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

وہ اپنے رب کی طرف واپس جانیوالے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں

وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ

اور یہی لوگ ان بھلائیوں کی طرف بڑھ جانیوالے ہیں۔ اور ہم کسی شخص کو اسکی قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ

اور ہمارے پاس اعمال کی ایک ایسی کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک بتادیتی ہے اور وہ لوگ ذرا بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے لیکن

؛؛ یعنی رسولوں سے یہ بھی فرمایا کہ باعتبار اصول دین کے تم سب کا دین اور ملت اور طریقہ ایک ہی ہے تم سب کا مالک اور منعم حقیقی ایک میں ہی ہوں سو مجھ سے ڈرتے رہا کرو اور میرے احکام کی مخالفت اور میرے احکام کی تعمیل میں سستی نہ کرو (۵۲) دین کی وحدت اور اپنی ربوبیت اور تقوے کا اظہار کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے پھر لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اپنا دین آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اب ہر فرقہ کے لوگوں کے پاس جو دین ہے وہ اسی پر خوش اور مگن ہورہے ہیں ؛؛ یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر قائم رہتے اور پیغمبروں کے زمانے میں جو وقتی طور پر فروعی مسائل میں کچھ اختلافات ضرورت کے اعتبار سے ہوتے ہیں اُن سے متاثر نہ ہوتے اور اصول میں سب ایک رہتے لیکن ہوا یہ کہ لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپس میں بانٹ لئے اور اب ہر فرقہ اپنی شریعت الگ بنائے بیٹھا ہے اور اسی پر مگن ہورہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ بس حق میرے ہی پاس ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا ان کا حکم جدا جدا ہے آخر پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکھٹا بتادیا اب سب مل کر ایک دین ہوگیا ۱۲ یعنی لوگوں کی خرابی کو دور کرنے کی غرض سے جو ہر پیغمبر کو اصلاحی باتیں بتائی گئی تھیں وہ محض وقتی تھیں اور اُن لوگوں کے لئے خاص تھیں جن کی برائی اور خرابی کو دُور کرنے کی غرض سے اس پیغمبر کو بھیجا گیا تھا وہ کوئی مستقل دین نہ تھا۔ لوگ اپنی نادانی اور خوش فہمی سے یہ سمجھ گئے کہ ہر پیغمبر کا دین جُدا جُدا ہے پھر اُنھوں نے باہم ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیغمبروں کی تعلیم کو باہم تقسیم کرلیا اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو ایک مستقل قانون دیکر بھیجا تاکہ قیامت تک وہ قانون کام دے دین کی اصل تو ایک ہی تھی فروعی مسائل کے لئے بھی دین کی تکمیل کردی گئی اور اب سب کا ایک ہی دین ہوگیا لیکن لوگ اتنی صاف بات کو بھی نہیں سمجھتے اور ہر فرقہ اپنے حصہ پر رنجھ رہا ہے اور اپنی جہالت اور حماقت سے اسی کو دین سمجھ رہا ہے جو اس کے پاس ہے تو آگے اس کا مداوا فرمایا (۵۴) پس اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو اُن کی غفلت میں ایک وقتِ خاص تک چھوڑ دیجئے اور پڑا رہنے دیجئے ؛؛ غمرہ اصل میں اُس ڈباؤ پانی کو کہتے ہیں جو گلے گلے تک آجائے اور انسان کو بچنے کی توقع نہ رہے یہاں ان کی جہالت اور غفلت کو اس ڈباؤ پانی سے تشبیہ دی گئی ہے گویا غفلت وجہالت نے انکے ہوش وحواس ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح کھو رکھے ہیں لہٰذا آپ ان کو نظرانداز کیجئے اور اپنے قلب کو بلاوجہ اُن کی فکر میں مبتلا نہ کیجئے۔ ایک وقت خاص فرمایا موت کے وقت کو یا قتل کے وقت کو یا عذاب آنے تک۔ اس آیت میں کفار کو تنبیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ظاہر کی گئی ہے۔ چونکہ کفار اپنے عیش وتنعم اور کثرتِ اموال واولاد اور عذاب کی تاخیر کو اپنی حقانیت کی دلیل سمجھتے تھے آگے اسکا جواب فرمایا (۵۴) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد دیئے چلے جاتے ہیں (۵۵) تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ان کو بھلائیاں اور فائدے پہونچانے میں جلدی کررہے ہیں۔ اور ان کو دوڑ دوڑ کر بھلا [illegible] ہے۔ (باقی ضمیمہ میں)

قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ

واقعہ یہ ہے کہ ان کفار کے قلوب اس دین سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اسی غفلت کے علاوہ اور

ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم

بھی ان کے اعمال بد ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں

بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُم

گرفتار کر دیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے۔ اس وقت کہا جائے گا اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری

مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ یقیناً میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں

فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ

تو تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے ہی پاؤں اس طرح لوٹ جاتے تھے۔ کہ اس قرآن سے تکبر کرتے ہوئے

سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم

اور اسکو افسانہ گوئی کا مشغلہ بناتے ہوئے اور بیہودہ بکواس کرتے ہوئے کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا انکے پاس کوئی ایسی چیز

مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ

آگئی ہے جو ان کے گزشتہ باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا یہ لوگ اپنے رسول کو جانتے پہچانتے نہیں اور اس

فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ

وجہ سے اسکو نہیں مانتے۔ کیا یہ لوگ اس رسول کی شان میں یوں کہتے ہیں کہ اسکو جنون ہے یہ بات نہیں ہے بلکہ

جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ

رسول انکے پاس ایک حق بات لیکر آیا ہے لیکن انکا حال یہ ہے کہ ان میں کے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں۔ اور اگر کہیں دین حق

الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن

انکی خواہشات باطلہ کا تابع ہو جاتا تو یقیناً آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب درہم برہم ہو جاتے

فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم

بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت پہونچا دی مگر وہ اپنی نصیحت سے

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کفار کے قلوب اس دین سے غفلت اور جہالت اور بیہوشی میں مبتلا ہیں اور اس جہالت اور انکار کے علاوہ اور بھی ان کے اعمال بد اور بڑے بڑے اعمال ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں ۞ یعنی دین حق کی جانب سے بالکل غفلت اور جہالت کا برتاؤ کر رہے ہیں اور غفلت میں ڈوب رہے ہیں اور فساد عقیدہ کیساتھ ساتھ اور بہت سے برے اعمال ہیں جن کا یہ ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور جس طرح مسلمان ایمان صحیح کیساتھ نیک اعمال بھی بجالاتے ہیں اسی طرح یہ شرک کے ساتھ اور اعمال سیئہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں (٦٣) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش عیش لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیں گے اور گرفتار کر دیں گے تو تب ہی چلا اٹھیں گے ۞ یعنی قحط میں یا بدر کی جنگ میں یا مرنے کے بعد برزخ میں، ان کے خوش حال لوگ اس قسم کے عذابوں میں سے کسی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے تو چلانے لگیں گے اور جب عذاب کے وقت بڑے بڑے لوگوں کا یہ حال ہو جائیگا تو چھوٹے لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے (٦٤) اس وقت کہا جائیگا اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی ۞ یعنی اب مدد کا وقت نہیں ہے تم اپنی باتوں پر غور کرو کہ تم کیا کرتے رہے ہو (٦٥) بلاشبہ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور میری آیتیں تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اس طرح لوٹ جاتے تھے۔ (٦٦) کہ اس قرآن سے تکبر کرتے ہوئے اور اس کو افسانہ گوئی کا مشغلہ بناتے ہوئے اور بیہودہ بکواس کرتے ہوئے ۞ یعنی قرآن کی آیتیں سنکر الٹے پاؤں لوٹ جاتے تھے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ تکبر کا اظہار کرتے تھے قرآن کے ساتھ اور اسکو افسانہ گوئی اور قصے کہانیاں کہتے ہوئے اور فحش گوئی کرتے ہوئے لوٹا کرتے تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات کو مسجد حرام میں بیٹھ کر قصے اور کہانیاں بیان کیا کرتے تھے اور اس میں قرآن اور پیغمبر اسلام کی ہجو کرتے تھے اور آپکو کاہن اور شاعر اور قرآن کو پچھلوں کی کہانیاں کہتے تھے۔ اب آگے پھر قرآن اور رسول کے متعلق غور و فکر کا حکم ہے۔ (٦٧) کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا اور عقل و تدبر سے کام نہیں لیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آگئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی ۞ یعنی یہ لوگ جو قرآن کی اور صاحب قرآن کی تکذیب کر رہے ہیں کیا انھوں نے کلام الٰہی میں غور نہیں کیا جو ان پر اس کلام کا اعجاز ہونا ظاہر ہوتا اور اسکو کلام الٰہی سمجھ کر اس پر ایمان لاتے یا اس قرآن کا اس رسول پر نازل ہونا کوئی ایسی انوکھی اور نئی چیز ہے کہ اس رسول سے پہلے نہ کوئی رسول آیا اور نہ لوگوں کی ہدایت کے لئے کوئی صحیفہ نازل ہوا اور جب رسولوں کا آنا اور رسول کے قاصدوں کا پہنچنا ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور نصیحت کرنے والے اور صحائف آسمانی اور احکام آسمانی کا نزول ہر دور میں ہوا ہے تو پھر یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے جس کا انکار کرتے ہیں معلوم ہوا کہ محض ضد اور تعصب سے کام لیتے ہیں یہی جہالت اور غفلت ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوتے یا پیغمبر کے تابع ہوتے ۞ (٦٨) کیا یہ لوگ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں اور اس وجہ سے اس کو نہیں مانتے ۞ یعنی یہ رسول کہیں پیدا ہوا نہیں بڑھا پلا بچپن سے بڑا ہوا بچپن سے اس کی عادت اور خصلت سے واقف ہو اس کی امانت اور دیانت کے معترف ہو عجیب بات ہے کہ محمد بن عبداللہ کی تو تعریف کرتے ہو اور اس کی خوبیاں مانتے ہو اور جب محمد بن عبداللہ محمد رسول اللہ ہو جاتا ہے تو اس کی تکذیب کرتے ہو اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہو جاتے ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اور اس کی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں ۞ (٦٩) کیا یہ لوگ اس رسول کی شان میں یوں کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے اور یہ اس رسول کی طرف جنون اور دیوانگی کو منسوب کرتے ہیں یوں نہیں بلکہ رسول ان کے پاس ایک حق بات لیکر آیا ہے اور ان منکرین کا حال یہ ہے کہ ان میں کے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں ۞ یعنی پیغمبر کو نہ جنون ہے نہ دیوانگی وہ تو دین حق لیکر آیا اور اسی دین حق کا پرچار کرتا ہے ان دین حق کے منکروں کی حالت یہ ہے کہ ان میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو دین حق سے نفرت کرتے ہیں اور انکو حق کی اشاعت ناگوار معلوم ہوتی ہے یعنی اکثریت ایسے نفرت کرنے والوں کی ہے اور جو کم ہیں وہ تکبر کی وجہ سے اور برادری کے پاس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے اور دین حق کے منکروں کی خواہش یہ ہے کہ حق بھی ایسا ہو جو ان کی خواہشات کا پیرو اور متبع ہو جو یہ چاہیں ویسا ہی دین حق بھی ہو آگے اس کا جواب

(باقی صفحہ ٥٥٣ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۵۲) ارشاد ہوتا ہے (۷۰) اور اگر کہیں خدانخواستہ دینِ حق ان کی خواہشاتِ باطلہ کا تابع ہو جاتا تو یقیناً آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب خراب اور درہم برہم ہو جاتے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت پہونچادی مگر وہ اپنی نصیحت سے روگردانی کر رہے ہیں اور منہ پھیر رہے ہیں ⁂ یعنی ان کی خواہشاتِ باطلہ کا اگر خدانخواستہ حق کو تابع کر دیا تو پھر حق ہی کہاں ہوا حق بات کا تو مقتضا یہ ہے کہ حق کی پیروی کی جائے نہ کہ حق کو باطل کا تابع کر دیا جائے پھر تو سب کفر اور باطل ہی ہو جائے گا۔ اور کفر غضبِ الٰہی کا موجب ہے اور غضبِ الٰہی ہلاکت کا سبب ہے لہٰذا زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان میں ہے سب ہلاک و برباد ہو جائے بھلا حق جس کے سہارے تمام کائنات قائم ہے اہلِ باطل کے اختیار میں دیدیا جائے تو اس کا انجام ظاہر ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ حق کو تو کیا تابع بنائیں گے ان کی حالت تو یہ ہے کہ ہم نے ان کو ان کی نصیحت بھیجی ہے جو ان کے نفع کی چیز ہے مگر یہ اس نصیحت سے بھی روگردانی کر رہے ہیں۔ حالانکہ نصیحت اگر نافع بھی نہ ہو تب بھی اس کو قبول کرنا ضروری ہے چہ جائے کہ وہ نصیحت نفع بخش بھی ہو۔ بعض نے ذکر کا ترجمہ یہاں شرف کیا ہے اس قرآن کا عربی لغت میں ہونا اور عرب میں تمام دنیا کے لئے رسول کا آنا یہ اہلِ عرب کی بہت بڑی شرافت کا سبب ہے لیکن یہ اتنی بڑی شرافت کی چیز سے جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں عزت کا سبب ہے روگردانی اور اعراض کر رہے ہیں پھر ان کی خواہش یہ ہے کہ دینِ حق کو انکا تابع بنا کر باطل بنا دیا جائے (۷۱) تفسیر صفحہ ہٰذا

کیا آپ اس نصیحت پر ان سے کوئی معاوضہ آمدنی اور محصول طلب کرتے ہیں تو آپ کے پروردگار کا معاوضہ اور انعام بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے ⁂ یعنی یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے انعام اور اُجرت اور معاوضہ سے آپکے پروردگار کا انعام بہتر اور بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب انعام دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے اور یہ بات آپکو بخوبی معلوم ہے پھر آپ ان سے کیوں انعام اور معاوضہ طلب کرتے۔ ہم نے مفسرین کے تمام اقوال کی تیسیر میں رعایت رکھی ہے اور قرات مختلفہ خرجا اور خراجا کو بھی ملحوظ رکھا ہے واللہ اعلم (۷۲) اور بلاشبہ اے پیغمبر آپ تو ان لوگوں کو سیدھی راہ کیطرف بلاتے اور سیدھے راستہ کی دعوت دیتے ہیں ⁂ یعنی آپ کی دعوت تو دینِ حق کیلئے ہے اور وہی سیدھی راہ ہے (۷۳) اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سیدھی راہ سے عدول کر رہے ہیں اور ہٹے جا رہے ہیں ⁂ یعنی جس راہ کی طرف آپ بُلا رہے ہیں یہ اُس راہ سے ہٹ رہے ہیں اور ٹیڑھے ہو رہے ہیں (۷۴) آگے ان کی جہالت اور احسان فراموشی کی حالت اور متکبرانہ عادت کو اور واضح فرماتا ہے اور اگر ہم ان پر رحم اور مہربانی فرمائیں اور ان پر جو تکلیف ہے اس کو دور بھی کر دیں تو یہ لوگ بحالت تحیر و تردد اپنی سرکشی میں اور اصرار کرنے لگیں ⁂ کفار کی یہ عام عادت ہے کہ مصیبت کے وقت مخلص بن کر خدا کو پکارتے ہیں اور جب وہ تکلیف اور مصیبت دور ہو جاتی ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں آیت میں شاید اس قحط کی طرف اشارہ ہو جو حضورؐ کی دعا سے مکہ والوں پر مسلط ہوا تھا یا عام اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

ع ۴

مُعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ

روگردانی کر رہے ہیں - کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں یعنی تبلیغ پر تو آپکے رب کا معاوضہ انکے معاوضے

وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ

بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر دینے والا ہے - اور بلاشبہ آپ اُن لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

بلا رہے ہیں - اور ان لوگوں کا جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے یہ حال ہے کہ اس

عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا

سیدھے راستے سے ہٹے جا رہے ہیں - اور اگر ہم ان پر مہربانی کریں اور ان پر جو تکلیف ہے

بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾

اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ بحالت تحیر و تردد اپنی سرکشی میں اور زیادہ اصرار کرنے لگیں۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ

اور یقیناً ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا مگر پھر بھی نہ تو انھوں نے اپنے رب کے سامنے فروتنی اختیار کی

وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا

اور نہ وہ اس کے روبرو گڑگڑائے - یہاں تک کہ جب ہم ان پر کسی سخت عذاب کا دروازہ

عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ

کھولدیں گے تو یہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر دفعتاً نا امید و حیرت زدہ رہ جائیں گے - اور اللہ تعالیٰ

الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ

ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي

لیکن تم لوگ بہت ہی کم شکر بجا لاتے ہو - اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي

رکھا ہے اور تم سب اُسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے - اور وہی ہے جو زندگی عطا کرتا ہے

حضرتؐ کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرتؐ ہی کی دعا سے کھلا شاید اسی کو فرمایا ۱۲ غرض ان کی ناسپاسی اور احسان فراموشی ظاہر ہے آگے ان کے عام طرزِ عمل کا ذکر فرمایا (۷۵) اور یقیناً ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا اور عذاب میں گرفتار کیا مگر اس پر بھی نہ تو انھوں نے اپنے پروردگار کے روبرو فروتنی اختیار کی اور نہ اس کے سامنے گڑگڑائے اور عاجزی کا اظہار کیا ⁂ یعنی اُن کی حالت اور انکے واقعات شاہد ہیں کہ ہم نے ان اہلِ مکہ پر مختلف مصائب نازل فرمائے مگر انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی شاید جنگ بدر کی طرف اشارہ ہو یا عام تکالیف قحط اور بیماری وغیرہ کو فرمایا بہرحال ٹس سے مس نہ ہوئے اور اپنی ڈھٹائی پر قائم رہے نہ خدا کے سامنے عاجزی اور فروتنی اختیار کی نہ اس کے سامنے گڑگڑائے جب مصائب کے وقت ان کا یہ حال ہے تو مہربانی کی حالت میں ان کا خود اندازہ کرلو۔ بہیں زبہار من گلستان مرا۔ حالانکہ ... (۷۶) یہاں تک کہ جب ہم ان پر کسی سخت عذاب کا (باقی ص ۵۵۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۵۳) دروازہ کھولدیں گے تو یہ اس عذاب میں مبتلا ہوکر دفعتہً ناامید وحیرت زدہ رہجائیں گے ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے ۱۲ شاید عذاب دُنیوی اور عذابِ اُخروی دونوں مُراد ہوں دیوم تقوم الساعۃ یومئذ یبلس المجرمون (۷۷) اب آگے پھر حق تعالیٰ کے تصرفات قدرت اور اس سے حشر اور دوبارہ زندہ ہونے کا اثبات اور اسی ضمن میں توحید کا اثبات بیان ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تمہارے نفع کے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو ÷ یعنی اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ دوسری چیزیں بھی عطا فرمائیں اگر کان سننے کو اور آنکھیں دیکھنے کو اور دل سمجھنے کو نہ دیتے تو زندگی بیکار ہوتی ان احسانات کا شکر بجالاتے اور اللہ تعالیٰ

وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾

اور موت دیتا ہے اور رات دن کا بدلتے رہنا اُسی کے اختیار میں ہے سو کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا

اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی وہی بات کہہ رہے ہیں جو بات ان کے اگلے کہتے چلے آئے ہیں۔ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ

وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا

کیا جب ہم مرجائیں گے اور مرکر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ بیشک ہم

نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے اس دوبارا زندہ ہونیکا وعدہ ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض

الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾ قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ

پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں۔ اے پیغمبر آپ ان سے پوچھئے کہ اگر تمکو خبر ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور جو کچھ اس زمین میں ہے

تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾

یہ سب کس کا ہے۔ وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے آپ فرمایئے پھر تم کیوں نہیں غور کرتے۔

قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾

آپ ان سے یہ بھی پوچھئے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے۔

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَن بِيَدِهِ

وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اس سب کا مالک بھی اللہ ہی ہے آپ فرمایئے پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں۔ آپ ان سے یہ بھی پوچھئے

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن

کہ اگر تمکو کچھ خبر ہے تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ جسکو چاہے پناہ دے سکتا ہے اور

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾

اسکے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ وہ ضرور یہی جواب دینگے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ فرمایئے پھر تم کہاں سے فریب کھا جاتے ہو۔

بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ہم نے حق بات پہونچا دی ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو

کی ہدایت کے موافق دین حق کو قبول کرتے لیکن تم بہت کم شکر بجالاتے ہو یعنی شکر کا حق ادا نہیں کرتے یا بہت کم لوگ شکر گزار ہیں وقلیل من عبادی الشکور بہرحال آیت میں تین باتیں ہیں ایک حضرت حق تعالیٰ کے انعامات کا اظہار دوسرے شکر بجالانے کا مطالبہ تیسرے شکر بجالانیوالوں کی کمی پر شکایت (۷۸) اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب اُسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور اسی کے پاس لائے جاؤ گے ÷ یعنی تم کو پیدا کیا اور تم کو رہنے اور بسنے کو زمین دی اور پھر اسی کے پاس جانا بھی ہے پھر تمہیں کیا ہوگیا کہ تم قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے (۷۹) اور وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے زندگی عطا کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور رات دن کا بدلتے رہنا اسی کے اختیار میں ہے پھر کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ÷ **تفسیر صفحہ ہٰذا** یعنی بے جان کو جان دیتا ہے اور جاندار کو بے جان کردیتا ہے اور رات دن کا باہم یکے بعد دیگرے آنا رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات اور کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات ÷ یہ سب اسکی بے غایت قدرت کے کرشمے ہیں تو کیا اس کے بعد بھی تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی قدرت اور اس کے قابو سے اپنے کو باہر سمجھتے ہو (۸۰) بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں بلکہ وہی بات کہتے ہیں جو بات ان کے اگلے کہہ چکے ہیں اور پہلے کافر کہتے چلے آئے ہیں ÷ یعنی بعث بعد الموت کے بارے میں پہلے اور پچھلے کافروں کی ایک ہی ہیئت ہے۔ آگے اُس بات کا اظہار ہے (۸۱) یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرگئے اور مرکر مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے ÷ یعنی جو پہلے منکر کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرکر خاک ہوجائیں گے تو پھر ہم دوبارہ کیسے زندہ ہوجائیں گے یہی یہ سب بھی کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جس نے پہلی مرتبہ ان کو زندگی بخشی ہے اُس کو دوبارہ زندہ کرلینا کیا مشکل ہے (۸۲) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ وعدہ سوائے اس کے نہیں کہ محض پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں اور قصے ہیں ÷ یعنی یہ دوبارہ زندہ ہونیکا وعدہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہم سے پہلے ہمارے بزرگوں سے بھی اس قسم کا وعدہ ہوتا چلا آیا ہے جو آج تک تو شرمندۂ ایفا ہوا نہیں اس سے کیا سمجھا جائے یہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کچھ نہیں مگر پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں جو یہ شخص بھی کہتا ہے یعنی ان باتوں کا کوئی وجود نہیں کہنے کو تو پہلے پیغمبر بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں اور ہمارے بزرگوں کو یہی وعدہ دیتے آئے ہیں لیکن اس وعدے کی اصلیت کا آج تک تو ظہور ہوا نہیں (۸۳) آگے اور دلائل توحید و بعث میں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر آپ ان سے فرمایئے کہ اگر تم کو خبر ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور جو مخلوقات اس میں ہے یہ سب کس کا ہے ÷ یعنی زمین اور زمین پر بسنے والی مخلوقات خواہ وہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول یہ سب کس کا ہے (۸۴) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے آپ فرمایئے کہ پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ÷ یعنی جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے پھر (باقی صفحہ ۵۵۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۵۴) اُس کے ساتھ اُس کی مملوک کو شریک کیوں کرتے ہو اور جس نے ابتداءً زمین کو بنایا وہ اسپر آباد مخلوق کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کرسکتا (۸۵) آپ اے پیغمبر ان سے یہ بھی دریافت کیجیئے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک کون ہے اور وہ کون ہے جو عالی شان تخت یعنی عرش عظیم کا مالک ہے (۸۶) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اس سب کا مالک اللہ ہی ہے آپ فرمائیے پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں ÷ یعنی جواب میں حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام نہیں بتا سکتے تو اللہ ہی کا نام لیتے ارشاد ہوا پھر اُس سے ڈرتے کیوں نہیں اور اُس کے فرمان بعث پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو پہلے تذکرون فرمایا پھر تتقون فرمایا معلوم ہوا تذکرہ مُوصل الی التقویٰ ہے (۸۷) اے پیغمبر آپ ان سے یہ بھی پوچھیئے کہ اگر تم کو کچھ خبر ہے اور تم جانتے ہو تو یہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں اور جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ ہر ایک کو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا ÷ یعنی وہ کون ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے وہ ہر ایک مجرم کو پناہ دے سکتا ہے اور اس کی فریاد رسی کرسکتا ہے لیکن اُسکے مجرم کو اُسکے ہاتھ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے نہ کوئی پناہ دے سکتا ہے نہ فریاد رس بن سکتا ہے اور نہ کوئی مدد کرسکتا ہے (۸۸) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں آپ فرمائیے پھر تم کہاں سے فریب دیئے جاتے ہو ÷ اگر یہ بات ہے کہ یہ سب صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں تو پھر تم کو جادو زدہ کی طرح کیوں خبط ہو رہا ہے اور تم کو کہاں سے دھوکا اور فریب دیا جاتا ہے یعنی تم کیوں توحیدِ الٰہی اور بعث بعد الموت کے قائل نہیں ہوتے (۸۹) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو حق بات پہونچا دی ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں ÷ یعنی توحید اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی ٹھیک ٹھیک بات ان کو پہونچا دی ہے اور یہ اس حق کے خلاف جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کہنے میں جھوٹے ہیں یعنی شرک اور بعث کے انکار میں جھوٹ بول رہے ہیں (۹۰) **تفسیر صفحہ ہٰذا**:- چونکہ توحید کا مسئلہ اہم ہے اُس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو اپنی اولاد قرار دیا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اور ہر الٰہ اپنی اپنی مخلوق کو لیکر الگ ہو جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے چڑھائی کر دیتا۔ جو باتیں یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت بتلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ان باتوں سے پاک اور بری ہے ÷ یعنی نہ تو اسکی کوئی اولاد ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں یا عرب کے جاہل کہتے ہیں نہ اُس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے اگر کوئی اور خدا بھی ہوتا تو اس کا قوی امکان تھا کہ وہ اپنی اپنی بنائی ہوئی اور پیدا کی ہوئی مخلوق کو لیکر علیحدہ ہو جاتا اور اس کا بھی امکان تھا کہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے چڑھائی کر دیتا اور سارا عالم خداؤں کی لڑائی میں تباہ ہو جاتا جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کی لڑائی میں ہوتا ہے اور جب آج تک ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوگیا کہ جو باتیں یہ مشرک اُس کی شان میں کہتے ہیں وہ ان سب باتوں سے پاک اور منزہ ہے (۹۱) وہ ہر چھپی اور کھلی اور ہر پوشیدہ و آشکارا کا جاننے والا ہے غرض وہ ان لوگوں کے شرک سے بہت بلند اور بالاتر ہے ÷ یعنی جو لوگ شرک خفی کرتے ہیں جیسے ریا اسکو بھی جانتا ہے اور جو شرک جلی اور بت پرستی میں مبتلا ہیں اُس کو بھی جانتا ہے بہرحال جس کو یہ لوگ اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں خواہ وہ اصنام ہوں یا کوئی انسان ہو وہ ان سب سے بالاتر ہے (۹۲) ان صاف صاف دلائل کو سنکر بھی جب یہ کفار عرب دین حق کی طرف مائل نہیں ہوتے تو یہ عذاب دُنیوی یا اُخروی میں ضرور مبتلا ہوں گے اس لئے اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے پیغمبر کو دعا تعلیم فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر آپ یوں دعا کیجیئے اے میرے پروردگار جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر تو وہ مجھ کو دکھائے ÷ یعنی میری زندگی میں اگر وہ عذاب ان پر آجائے (۹۳) تو اے میرے پروردگار مجھے ان (باقی ضمیمہ میں)

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ
اللہ نے نہ کسی کو اپنا بیٹا مقرر کیا ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لیکر

كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ
جدا ہو جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے چڑھائی کر دیتا جو باتیں یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیان کرتے ہیں

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا
اللہ تعالیٰ کی ذات اُن سے پاک ہے۔ وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے بہرحال وہ ان لوگوں کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۹۳﴾
شرک سے بالاتر ہے۔ آپ دعا کیجیئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر وہ تو مجھے

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا
دکھائے تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کیجیو۔ اور ہم اس بات پر

عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
قادر ہیں کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ آپکو دکھا دیں۔ اے پیغمبر آپ ان کی برائی کو

هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ
ایسے برتاؤ سے دفع کیا کیجیئے جو نہایت ہی اچھا ہو ہم ان باتوں سے خوب واقف ہیں جو یہ آپکی نسبت کہا کرتے ہیں اور

قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ
آپ یوں دعا کیجیئے کہ اے میرے رب میں شیاطین کے اثرات یعنی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اے میرے رب اس بات

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ
سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں۔ یہاں تک کہ ان کافروں میں سے جب کسی کو موت

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا
آپہونچتی ہے تو اُس وقت کہتا ہے اے میرے رب مجھ کو واپس لوٹا دے تاکہ دنیا جسے میں چھوڑ آیا ہوں

فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ
اس میں نیک عمل کروں کہا جاتا ہے ہرگز نہیں یہ محض ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور انکے

ع ۵ / ۱۵ / ۵

تاکہ دنیا جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اُس میں واپس جاکر میں نیک عمل کروں ۔ کہا جاتا ہے ہرگز نہیں ۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا یہ محض اُس کی ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور اُن کے آگے ایک آڑ اور
پردہ ہے یعنی عالم برزخ میں اُس دن تک کیلئے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے ؛ یعنی جب مرتے وقت ملک الموت اور اُس کے اعوان و ہمراہی فرشتوں کو دیکھتا ہے تو اپنی غلطی کا احساس
کرتا ہے اور ندامت سے کہتا ہے کہ اے پروردگار مجھ کو واپس لوٹا دیجئے یہ بات اصل میں تو ملک الموت اور اس کے اعوان سے کہتا ہے اور پروردگار کا نام بطور مدد کے لیتا ہے ۔ یا خطاب پروردگار ہی کو کرتا
ہے اور بطور ادب و احترام جمع کا لفظ استعمال کرتا ہے اور یہ لوٹنے کی درخواست اس لئے کرتا ہے تاکہ ایمان لاؤں اور ایمان پر جو نیک عمل مرتب ہوتے ہیں وہ بجالاؤں اُس وقت جواب ملتا ہے کہ
واپس نہیں ہوسکتا یہ ایک بات ہے جس کو یہ کہہ رہا ہے یعنی موت کے آجانے کی وجہ سے لامحالہ یہ اسکو کہنا ہی ہے اور واپسی کی درخواست کرنی ہی ہے لیکن ایسا ہوگا نہیں اور ان کے آگے یا پیچھے ایک آڑ

وَّرَآءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى

آگے ایک آڑ یعنی عالم برزخ ہے اُس وقت تک کے لئے جس دن لوگ دوبارا زندہ کیے جائیں گے ، پھر جس وقت

الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾

صور پھونکا جائیگا تو اس دن لوگوں کے مابین نہ رشتے ناتے کا کوئی اثر باقی رہے گا اور نہ آپس میں کوئی کسی کو پوچھے گا ۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾

پھر جن کا پلہ بھاری رہا تو وہی ہیں جو کامیاب ہوئے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور جن کا پلہ ہلکا پڑا تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا

اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ

یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ۔ جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلستی ہوگی

وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اور اس میں اُن کی شکلیں بگڑ جائیں گی ۔ اُن سے پوچھا جائیگا کیوں کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

جاتی تھیں اور تم اُن کی تکذیب نہیں کیا کرتے تھے ۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے ۔ اے ہمارے رب ہمکو اس جہنم کی آگ سے نکال لے

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا

اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ہم گنہگار رہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اسی جہنم میں ذلیل اور پھٹکارے ہوئے پڑے رہو

تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ

اور مجھ سے کلام نہ کرو ۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک فرقہ تھا جو مجھ سے یوں عرض کیا کرتا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

اور پردہ ہے جس کے باعث یہ واپس نہیں آسکتے
جس دن تک لوگ دوبارا اُٹھائے جائیں یعنی قیامت
تک ۔ موت سے لیکر قیامت تک کے درمیانی حصہ کو
عالم برزخ کہا جاتا ہے مفسرین کے اس آیت کی تفسیر
میں بھی چند اقوال ہیں مگر ہم نے راجح قول کو اختیار
کرلیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا یہ
جو لوگ کہتے ہیں آدمی مرکر پھر آتا ہے سب غلط ہے
قیامت کو اُٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ١٢ یہ
تو مرتے وقت کا بیان تھا اب آگے قیامت کا مختصر
ذکر ہے (١٠٠) پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا
اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو اُس دن لوگوں
کے مابین رشتے ناتے کا کوئی اثر باقی رہے گا اور
نہ آپس میں کسی کو کوئی پوچھے گا ؛ یعنی ایسی افراتفری
ہوگی کہ رشتے ناتے ایسے ہوجائیں گے جیسے کبھی تھے ہی
نہیں وہاں مارے ہیبت کے ایک دوسرے سے بات
ہی نہ کرسکے گا یہ شاید نفخۂ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے ۔
حضرت شاہ صاحبؒ نے خوب فرمایا یعنی باپ بیٹا
ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اُس کے
عمل کا حساب ہے ١٢ محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ تمام انساب منقطع ہوجائیں گے مگر ایک پروردگار
کی عبودیت اور بندگی کی نسبت قائم رہے گی (١٠١)
پھر جن کا پلہ بھاری رہا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب
ہوتے ؛ یعنی ایمان اور اعمالِ نیک کا وزن بڑھ گیا
تو یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے (١٠٢)
اور جن کا پلہ ہلکا رہا تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپکو
خسارے اور نقصان میں ڈالا یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں
رہیں گے ؛ یعنی ایمان اور نیک اعمال کا پلہ ہلکا ہوگیا
اور سیأت کا وزن بڑھ گیا تو ان لوگوں نے اپنے کو نقصان
میں ڈال دیا یعنی منکرین (١٠٣) جہنم کی آگ اُن کے
چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس آگ میں انکی شکلیں
بگڑی ہوئی ہوں گی ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے
ہیں جلتے جلتے بدن سوج جائیں گے نیچے کا ہونٹ
ناف تک اور اُوپر کا کھوپری تک اور زبان گھسٹتی
زمین پر لوگ اس کو روندیں گے ١٢ (١٠٤) کیا تم کو
میری آیتیں پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں اور تم انکی
تکذیب نہیں کیا کرتے تھے ؛ یعنی تم کو قرآن سُنایا جاتا
تھا اور تم اس کی تکذیب کیا کرتے تھے اور جھوٹا بتاتے
تھے (١٠٥) وہ کہیں گے اے پروردگار ہماری بدبختی
ہم پر غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے ؛ یعنی عذاب
کے بعد اعتراف کریں گے اور اپنی گمراہی اور بدبختی کا اقرار کریں گے (١٠٦) اے ہمارے پروردگار ہم کو اس جہنم کی آگ سے نکال لے اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ہم گنہگار ہوں گے ؛ یعنی اس آگ سے ہمکو
نکال دے اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ظالم اور ناانصاف ہوں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے (١٠٧) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اسی آگ میں ذلیل اور پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ
کرو ؛ یعنی ہزاروں برس کے بعد یہ جواب دیا جائے گا (١٠٨) کیا یہ واقعہ نہیں کہ میرے بندوں میں سے ایک فریق اور ایک جماعت تھی جس کے لوگ مجھ سے یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان
لے آئے سو تو ہم کو بخش دے اور ہماری مغفرت فرما دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے ؛ یعنی ایک فریق غریب مسلمانوں کا بھی تھا جو ایمان کا اعلان کرتا تھا اور ہم
سے بخشش اور رحم کی درخواست کیا کرتا تھا تم ایسے نیک اور شریف لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا کرتے تھے (١٠٩)

سو تم اُن کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور تم نے اُن کا مذاق بنایا یہاں تک کہ اس مذاق کے مشغلے نے تم کو میری یاد ہی بھلا دی اور تم اُن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے ؛ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا خاص طور پر اصحاب صفہ مراد ہیں کہ یہ کافر اُن کا مذاق بناتے اور اُن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ اس شغل نے تم کو میری یاد بھلا دی اور آج تم اس عذاب میں مبتلا ہوئے (۱۱۰) آج کے دن ہم نے اپنے ان بندوں کو اُس صبر کا جو انھوں نے تمہاری ایذا پر کیا تھا یہ صلہ دیا کہ وہی ہیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ؛ یعنی تم تو عذاب میں مبتلا ہوا اور وہ اپنے صبر کا پھل بھی پا چکے جو تمہاری تکالیف پر وہ کیا کرتے تھے ۔ (۱۱۱) اللہ تعالیٰ فرمائیگا بھلا تم زمین پر برسوں کی گنتی سے کتنے عرصے رہے ہو گے ؛ یعنی زمین میں تمہارے رہنے کی مدت کیا ہوگی اس کا جواب بھلا گھبراہٹ اور پریشانی میں کیا بنتا گھبرا کر کہیں گے ۔ (۱۱۲)

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ

مگر تم نے اُن بندوں کا مذاق بنایا یہاں تک کہ تمہارے اس مذاق کے مشغلے نے تم کو میری یاد ہی بھلا دی اور

مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ

تم اُن کی ہنسی اڑاتے رہے ۔ آج ہم نے اپنے بندوں کو اُن کے صبر کا یہ صلہ دیا کہ

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ

وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بھلا تم برسوں کی گنتی سے زمین

عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

پر کتنے عرصہ رہے ہوگے ۔ وہ کہیں گے ہم بہت رہے ہوں گے تو ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہونگے

فَسْــَٔـلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ

آپ شمار کرنیوالوں سے پوچھ لیجئے ۔ ارشاد ہوگا کہ تم زمین پر تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ

اگر تم اس کو جانتے ۔ کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور

اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ

تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بہت بلند و بالا تر

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ

ہے اُس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش کریم کا مالک ہے ۔ اور جو شخص اللہ کیساتھ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس کی عبادت پر اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو بس اُس کا حساب اُس کے رب

عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ

کے ہاں ہی ہوگا یقین جانو کہ کافروں کو فلاح نصیب نہیں ہوگی ۔ اور اے پیغمبر آپ یوں کہا کیجئے

قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

اے میرے رب میری کوتاہیوں کو معاف کر اور میرے حال پر رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

ع ۶ ۲۶ ۶

ہم بہت رہے ہوں گے تو ایک دن سے بھی کم رہے ہونگے آپ شمار کرنیوالوں سے دریافت کر لیجئے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی فرشتوں سے جنھوں نے نیکی بدی گن رکھی ہے یہ بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں بنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب جانا کہ شتاب ہی آیا ۱۲ یہ دریافت شاید فرشتوں کیواسطے سے ہو یا براہِ راست حضرت حق سوال فرمائیں گے۔ دنیا کا رہنا پوچھا جائے یا قبر کا رہنا یا دونوں کی مدت دریافت کی جائے گی واللہ اعلم (۱۱۳) ارشاد ہوگا تم زمین پر تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا اگر تم بھی اس کو جانتے ؛ یعنی صحیح مدت معلوم ہویا نہ ہو مگر اتنا تو جانتے ہو کہ بہت تھوڑے دن رہے ہو اگر اسکو زندگی میں سمجھ لیتے اور دنیا کی فنا اور آخرت کی بقا سمجھ کر ایمان لے آتے تو آج کو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا اور عذاب میں مبتلا نہ ہوتے آگے اور اسی کا فرانہ روش پر تنبیہ ہے (۱۱۴) کیا تم لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو مہمل اور بے فائدہ اور کھیلنے کو پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے اور واپس نہیں کیے جاؤ گے ؛ یعنی تمہارا پیدا کرنا حکمت سے خالی ہے ۔ عبثا کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یعنی تمہارا پیدا کرنا یہ ہم نے کوئی عبث اور محض بیکار کام کیا ہے معاذ اللہ یا تم کو کھیل تماشے کے لئے پیدا کیا ہے ہم نے تو تم کو اس دار التکلیف میں تکلیف کے لئے پیدا کیا ہے ۔ پھر دار التکلیف سے دار الجزا کیطرف واپسی لازمی ہے جہاں محسن کو ثواب دیا جائیگا اور مجرم پر عتاب ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل تھا ۱۲ (۱۱۵) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بہت بلند و بالا تر ہے اُس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش کریم یعنی بڑے تخت کا مالک ہے ؛ کریم فرمایا عرش کو یا تو اس لئے کہ وہاں سے مخلوق پر رحمت نازل ہوتی ہے یا اس لئے کہ اکرم الاکرمین کا تخت ہے ۔ بعض نے کریم کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے اس تقدیر پر کریم رب کی صفت ہوگی مگر یہ قرات شاذ ہے ۔ واللہ اعلم (۱۱۶) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے اور اُس کی عبادت کرے کہ جسکی عبادت کیلئے اُس کے پاس کوئی دلیل اور سند نہیں تو بس اُس کا حساب اُس کے پروردگار ہی کے ہاں ہوگا بلاشبہ کافروں کو فلاح نصیب نہ ہوگی ؛ یعنی باوجود دلیل نہ ہونے کے پھر بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکارے گا اور عبادت کریگا تو ایسے نالائق کا حساب پروردگار کے پاس ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے منکروں کو کامیابی اور فلاح میسر نہیں ہوگی (۱۱۷) اور آپ یوں دعا کیجئے اے میرے پروردگار میری کوتاہیوں کو معاف فرما اور بخش دے اور میرے حال پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ؛ یہ دعا مسلمانوں کو تعلیم فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا یعنی آپ کے واسطے سے اُمت کو تعلیم دی گئی شروع سورت میں فرمایا تھا قد افلح المؤمنون آخر سورت میں فرمایا انہ لا یفلح الکافرون۔ (۱۱۸) تم سورۃ المؤمنون

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ یہ سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے ہی اسکے احکام کی بجاآوری کو مقرر اور لازم کیا ہے اور ہم نے اس سورت میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو اور یاد رکھو ؛ یعنی سورۂ نور ایک سورت ہے اس کو بھی ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام کو بھی ہم ہی نے فرض کیا ہے اور مقرر فرمایا ہے اگرچہ بعض احکام اس میں مستحب اور مندوب بھی ہیں لیکن چونکہ احکام واجبہ اور فرض زیادہ ہیں اس لئے فرضنھا فرمایا اور ان احکام مقررہ پر دلالت کرنے کے لئے صاف صاف آیتیں نازل فرمائیں جوان احکام پر دلالت کرتی ہیں۔ یعنی سورت کا بیشتر حصہ احکام ہیں پھر ہم نے ان معانی پر دلالت کرنیوالی واضح آیات نازل کیں تاکہ سمجھنے والے آسانی سے سمجھ کر اس پر عمل کریں آگے احکام کی تفصیل ہے (۱) زنا کی مرتکب عورت اور زنا کا مرتکب مرد سو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی حد جاری کرنے میں ان دونوں زناکار عورت اور زناکار مرد پر کسی قسم کا ترس اور رحم نہ آئے بشرطیکہ تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت یعنی قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان دونوں زانیہ اور زانی کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے ؛ زنا کی سزا سو دُرّے فرمائی اس سورت میں یہ پہلا حکم بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا کہ کوڑے اور دُرّے مارتے وقت یعنی اللہ کی حد جاری کرنے میں کسی قسم کی مہربانی اور رحم دلی نہ آنے پائے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور قیامت کے دن کا یقین کرنے والوں کو اس پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے اگر رحم دلی سے کام لیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود جاری کرنے میں کوتاہی واقع ہوگی اور جماعت مومنین کی حاضری کو فقہا نے مندوب کہا ہے اس اجتماع کا مقصد تشہیر اور عبرت ہے فائدہ (۱) زنا، ایک ایسی عورت کیساتھ وطی کرنے اور دخول کرنے کو کہتے ہیں جس عورت پر نہ نکاح سے ملکیت حاصل ہوئی ہو نہ ملک یمین سے ملکیت حاصل ہو بلکہ ان دونوں طریقوں سے ملکیت کا شبہ بھی نہ ہو۔ اگر ملکیت کا شبہ بھی ہوگا اور اس عورت سے وطی کی جائے گی تو اس کو زنا کا حکم نہ دیا جائیگا اور اس کے مرتکب پر زنا کی حد جاری نہ ہوگی خواہ اس وطی کو حرام کہا جائے (۲) قرآن نے جو حد بیان فرمائی ہے یہ غیر محصن کی ہے ورنہ محصن کی سزا دُرّے نہیں بلکہ سنگسار کرنا ہے جیساکہ مشہور احادیث سے ثابت ہے محصن اسکو کہتے ہیں جو بالغ ہو، عاقل ہو، مسلمان ہو۔ آزاد ہو اور صحیح نکاح کر چکا ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ دخول بھی کر چکا ہو ایسا شخص محصن ہے اگر کوئی محصن زنا کا ارتکاب کرے گا تو وہ سنگساری کا مستوجب ہوگا اور اگر ان شرائط سبعہ میں سے کوئی ایک بھی شرط کم ہوگی تو وہ غیر محصن اور بجائے سنگسار ہونے کے صرف کوڑے مارا جائے گا۔ خوب یاد رکھنا چاہیے قرآن نے جو حد مقرر کی ہے وہ غیر محصن کی ہے (۳) جس کوڑے سے ضرب لگائی جائے اس میں گھنڈی گرہ۔ کانٹے اور کِرکے لگے ہوئے نہ ہوں۔ کیونکہ مقصود زانی کو زجر ہے اس کا ہلاک کرنا مقصود نہیں ہے اسی لئے متوسط درجے کی چوٹ لگانے کا حکم ہے اور اگر بیمار ہے تو صحت کا انتظار کرنا چاہیے (۴) زناکار مرد نکاح کی خواہش نہیں کرتا مگر بدکار عورت سے یا شرک کرنیوالی عورت سے اور زناکار عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں کرتا مگر زناکار مرد یا شرک کرنے والا مرد۔ اور یہ بات مسلمانوں پر حرام کر دی گئی ہے یعنی پیشہ ور زناکار عورت سے یا مشرکہ سے نکاح کرنا ؛ یعنی عام طور سے طبعاً بدکار آدمی بدکار عورت ہی نکاح کی رغبت کرتا ہے کسی عفیفہ اور پاک دامن عورت سے نکاح کرنے پر مائل نہیں ہوتا یا مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ایک قسم کا زنا ہی ہے اسی طرح بدکار اور زانیہ عورت سے نکاح کی خواہش اور رغبت نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک اور یہ بات مسلمانوں پر ممنوع کی گئی ہے۔ مُراد یہ ہے کہ طبعاً برے بروں کو پسند کرتے ہیں۔ اور صالح مَردوں کو اور صالحہ عورتوں کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مشرک یا مشرکہ سے نکاح کریں یا کسی پیشہ ور بدکار عورت سے نکاح پر آمادہ ہوں۔ حضرات مفسرین کے اس آیت میں سات اقوال ہیں۔ ہم نے ایک آسان اور سہل شکل اختیار کرلی ہے اور پیشہ ور کی قید شانِ نزول کے اعتبار سے بڑھائی ہے۔ کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں بعض غیر مسلم اپنی عورتوں کی حرام کمائی پر گذر کرتے تھے بعض مفلوک الحال مسلمانوں نے بھی یہ خواہش کی کہ ہم بھی کسی پیشہ ور عورت سے

(باقی ۵۵۹ پر)

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ سورت ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے ہی اس کے احکام کی بجا آوری کو مقرر کیا ہے اور ہم نے اس میں صاف واضح

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

آیتیں نازل کی ہیں شاید کہ تم نصیحت پکڑو۔ زناکار عورت اور زناکار مرد سو ہر ایک کو ان

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

دونوں میں سے سو سو دُرّے مارو اور تم کو ان دونوں پر اللہ کی حد جاری کرنے میں کسی قسم کا

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

ترس اور رحم نہ آئے بشرطیکہ تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور نیز

لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ لَا

ان دونوں کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے۔ زناکار مرد نکاح

يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا

نہیں کرتا مگر زن بدکار سے یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں کرتا مگر

زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ

زناکار یا مشرک اور یہ بات مسلمانوں پر حرام کر دی گئی ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لا سکیں

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا

تو ایسے لوگوں کو اسی دُرّے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ

اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ مگر ہاں وہ لوگ جو اس تہمت کے بعد

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ

توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ

اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور اُن کے پاس سوائے اپنی ذات کے اور کوئی

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

گواہ نہ ہو تو ایسے شخص کی گواہی یہی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر یہ کہدے کہ بیشک وہ اپنے

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

دعویٰ میں سچا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو

كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ

تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور مرد کی قسم کے بعد عورت پر سے سزا یوں ٹل سکتی ہے کہ وہ عورت چار مرتبہ

اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ

اللہ کی قسم کھاکر یہ کہے کہ بے شک یہ مرد یعنی میرا خاوند بالکل جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا

یوں کہے کہ اگر یہ مرد سچا ہو تو اس عورت پر یعنی مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور اُس کی رحمت ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالا اور حکمت والا ہے تو تم بڑی خرابیوں میں پڑ جاتے

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۗ لَا تَحْسَبُوْهُ

یقیناً وہ لوگ جنھوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت کا وہ تمہیں میں کا ایک گروہ ہے تم اس

شَرًّا لَّكُمْ ۗ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا

طوفان بندی کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اس گروہ میں سے جس شخص نے جتنا گناہ کمایا

(بقیہ صفحہ ۵۵۸) نکاح کرلیں اور اس کی اس کمائی سے جو وہ زنا سے حاصل کرے اپنی بسر اوقات کریں چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس لئے کسی پیشہ ور بدکار عورت کو کمائی کھانے کی غرض سے نکاح میں لانا ناجائز قرار دیا گیا اور کسی مسلمان مرد کا کسی مشرکہ سے نکاح کرنا یا کسی مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح تو باطل ہی ہے جیسا کہ دوسرے پارے میں تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے ہاں اگر مشرکہ اسلام لے آئے اور زانیہ توبہ کرلے تو اس سے نکاح جائز ہے فقہ میں تفصیل ملاحظہ کرلی جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لادے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لادے دو واسطے ایک یہ کہ اُس کا کفو نہیں اس کو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جائے لیکن اگر کرلے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرلے تو درست ہے بات بھی یہ ہے کہ بدکار عورت کا نیک مرد سے نکاح کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ ہر کس مناسب برائے خود گرفت یار × بلبل بباغ رفت وزغن سوئے خارزار × وحرم ذلك میں اگر مشرکہ عورت اور مشرک مرد مُراد لیں تو کسی توجیہ کی ضرورت نہیں اور اگر ذلک سے مشار الیہ عام مراد لیا جائے تو پھر پیشہ ور زانیہ مراد ہوگی جس کی کمائی کھانی مقصود ہو واللہ اعلم (۳) اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور عفیفہ عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ عینی اپنے دعوے پر نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو (تفسیر صفحہ ہٰذا)۔ اور یہ لوگ ہیں بے حکم اور فاسق ✱ پاک دامن اور عفیفہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانیوالوں کو حکم فرمایا کہ ایسے لوگ چار گواہ عینی اپنے دعوے پر پیش کریں جو زنا کا واقعہ اپنی آنکھوں دیکھا بیان کریں چونکہ زنا کی سزا کوڑے یا رجم ہے۔ لہٰذا سزا کی شدت کے مقابلہ میں گواہی بھی سخت مقرر کی کہ ایسے دعوے پر چار گواہ پیش کرو جو یہ بیان کریں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس عورت کو فلاں شخص کے ساتھ زنا کا مرتکب دیکھا۔ اگر اس قسم کے گواہ پیش نہ کرسکے تو اسّی دُرّے لگاؤ اس سزا کو شریعت میں حد قذف کہتے ہیں یہ حد قذف مقذوف کے مطالبے پر جاری کی جاتی ہے۔ مقذوف خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کا یہی حکم ہے۔ یہ اسّی کوڑے کی سزا اُس قاذف پر ہے جو حر اور آزاد ہے ورنہ اگر قاذف غلام ہو تو آدھی سزا یعنی چالیس کوڑے۔ یہ قذف کی سزا اُس وقت دی جائیگی جب کہ مقذوف محصن یا محصنہ ہو، یہاں احصان کی پانچ شرطیں ہیں (۱) حر یعنی آزاد ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو۔ (۴) مسلمان ہو۔ (۵) عفیف ہو زنا سے۔ یعنی اس نے اپنی عمر میں زنا کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ نہ شبہ زنا کا مرتکب ہوا ہو۔ اور نہ نکاح فاسد سے عورت کیساتھ وطی کی ہو۔ اگر یہ پانچوں شرطیں کسی مرد یا عورت میں پائی جائیں اور کسی ایسے پاک دامن مرد یا عورت پر کوئی زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کرسکے اور مقذوف مطالبہ کرے تو قاذف پر حد قذف یعنی اسّی دُرّوں کی سزا جاری ہوگی یہ دُرّے تمام بدن پر سوائے سر اور چہرے کے مارے جائیں گے۔ اور گرم کپڑوں کے سوا باقی کپڑے نہیں اُتروائے جائیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قید والیاں یعنی کبھی اُن کو بُری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگائے عیب کہا ہے بدکاری کو ۱۲ (۴) مگر ہاں جو لوگ اس تہمت اور عیب لگانے کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور سنوار کرلیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے ✱ قذف کے بارے میں ظاہر ہے کہ ایک گناہ حق اللہ اور ایک گناہ حق العباد ہے توبہ اور اصلاح کے بعد ظاہر ہے کہ فسق کا حکم مرتفع ہوجائیگا لیکن شہادت قبول نہ ہوگی۔ شہادت مقبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معاملات میں اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی البتہ دیانات محضہ جیسے ہلال رمضان کی رویت تو اس میں قبول کرلی جائے گی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرلی جائے۔ یہ بحث زنا سے شروع ہوئی تھی اور اس میں چار شہادتوں کا ذکر تھا۔ اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کا مرتکب دیکھے تو اس کو چار گواہوں کا جمع کرنا مشکل چار گواہ نہ لائے تو زنا کا ثابت کرنا مشکل ثابت نہ کرسکے تو حد قذف کا مستحق اور اگر صبر کرے اور خاموش رہے تو گھر والی کی بدکاری پر خاموش رہنا مشکل آگے اس مشکل کے حل کا بیان ہے اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں (۵) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اُن کے پاس سوائے اپنی ذات کے اور کوئی گواہ نہو (باقی ضمیمہ میں)

اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ

اُس کو اسی قدر ملتا ہے اور ان میں سے جس نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ

اُس کو بہت بڑی سزا ملنی ہے۔ جب تم لوگوں نے اس طوفان کی خبر کو سنا تھا تو مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ﴿١٢﴾

اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کیساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور سنتے ہی یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح کذب اور بہتان ہے

لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ

جو لوگ اس طوفان بندی کے مرتکب ہوئے ہیں وہ اپنے دعوے پر چار گواہ نہیں لائے سو ایسی حالت میں کہ جب یہ لوگ گواہ نہیں پیش

فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

کر سکے تو بس خدا کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا

کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا چرچا تم نے شروع کر رکھا تھا اس کی وجہ سے تم

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ

پر کوئی سخت عذاب واقع ہو جاتا۔ اور تم اس عذاب کے اُس وقت مستحق ہو جاتے جبکہ تم اپنی زبانوں سے اس خبر کو ایک دوسرے سے

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ

نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جن کی حقیقت کا تمکو مطلق علم نہ تھا اور تم اس طوفان کو ہلکی بات

هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات تھی۔ اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو تم

قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا

نے سنتے ہی یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو یہ زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے نکالیں معاذ اللہ یہ تو

بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا

بڑا بہتان ہے۔ مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو آئندہ پھر کبھی

حضرت شاہ صاحبؒ تو آب حکیمہ پر فرماتے ہیں اس کے بعد ذکر ہے طوفان کا جو حضرتؐ کے وقت میں اٹھا۔ حضرت عائشہؓ پیغمبر ایک جہاد سے پھرے آتے تھے رات سے کوچ ہوا نفیری نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرتؐ کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہونچایا کم بخت منافق لگے اپنا روسیاہ کرنے ایک مہینے تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا ان کو نہایت غم تھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا تب اللہ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ۱۲ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ تھی کہ جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے تو ازواج مطہرات کے مابین قرعہ اندازی سے انتخاب فرماتے تھے اور جس کا نام قرعے میں نکل آتا تھا اُس بیوی کو اس سفر میں ہمراہ لے جاتے تھے غزوہ بنی المصطلق کے موقعہ پر جب قرعہ ڈالا گیا تو اتفاق سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام نکل آیا۔

چنانچہ اس سفر میں حضرت عائشہؓ آپ کے ہمراہ تشریف لے گئیں چونکہ عورتوں کے لیے پردے کا حکم نافذ ہو چکا تھا اس لیے ہودج پر کپڑا باندھ دیا جاتا تھا اور منزل پر ہودج کو اتار کر رکھ دیا جاتا تھا اور سوار ہوتے وقت ہودج کو اٹھا کر اونٹ کی پیٹھ پر کس دیا جاتا تھا چنانچہ جب غزوہ بنی المصطلق کے مجاہدین کا قافلہ لوٹا تو مدینہ منورہ پہونچنے میں ایک منزل باقی تھی اُس منزل پر قیام ہوا حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہودج حسب عادت اتار کر زمین پر رکھ دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رات کو کسی وقت قضائے حاجت کے لیے جنگل تشریف لے گئیں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لاتی تھیں کہ یکایک اُن کو محسوس ہوا کہ ان کے گلے میں جو منکوں کا ہار تھا وہ نہیں ہے وہ اپنا ہار تلاش کرنے لگیں اس ہار کی تلاش میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ یہاں رات ہی میں قافلہ کی روانگی کا حکم ہو گیا حضرت عائشہؓ کے ہودج کو حسب عادت اونٹ کی پیٹھ پر رکھ کر رسیوں سے کس دیا گیا اٹھانے والوں کو یہ محسوس نہیں ہوا کہ یہ ہودج خالی ہے یا بھرا ہوا بہرحال قافلہ روانہ ہو گیا حضرت عائشہؓ واپس تشریف لائیں تو دیکھا قافلہ روانہ ہو چکا ہے حضرت عائشہؓ اپنی جگہ آکر بیٹھ گئیں اور تھوڑی دیر بعد لیٹ کر سو گئیں اس زمانے میں دستور تھا کہ قافلے والے کسی معتمد کو مقرر کر دیا کرتے تھے اور وہ قافلے والوں سے ایک منزل پیچھے رہا کرتا تھا اور قافلہ والوں کی روانگی کے چند گھنٹے بعد منزل پر پہونچتا تھا۔ تاکہ کسی کا سامان منزل پر رہ گیا ہو تو وہ گرا پڑا سامان اٹھا لائے چنانچہ اس سفر میں گرے پڑے سامان کیلئے صفوان بن معطلؓ سلمی ذکوانی کو مقرر کیا گیا تھا چنانچہ جب یہ صفوانؓ منزل پر پہونچے تو انھوں نے ایک عورت کو سوتا پایا اُنھوں نے قریب پہونچکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اس آواز سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ کھل گئی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ صفوانؓ نے ان کے قریب اونٹ کو بٹھا دیا اور اونٹ کے اگلے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا حضرت عائشہؓ اٹھیں اور اونٹ کی پیٹھ پر سوار ہو گئیں صفوانؓ نے نکیل پکڑی اور ام المومنین کو ظہر کی نماز کے وقت تک قافلے میں پہونچا دیا۔ یہ معمولی سا واقعہ تھا جسکو منافقین نے افسانہ بنا دیا خاص طور پر عبداللہ بن ابی منافق نے بڑا خطرناک حصہ لیا اور اس قدر پروپیگنڈا کیا کہ بعض مخلص مسلمانوں کو بھی متاثر کر دیا اور اس تہمت کا جا بجا چرچا ہونے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشان تھے اور تفتیش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اس شرارت اور فتنہ انگیزی کی مطلق خبر نہ تھی البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور آپ کے الطاف کریمانہ میں ضرور کمی محسوس کرتی تھی گھر میں تشریف لاتے تو دوسروں سے دریافت فرماتے کہ یہ کیسی ہے مجھ سے خطاب نہ فرماتے یہ وہ زمانہ تھا جب مدینے کے مکانوں میں بیت الخلا نہ ہوتے تھے اور لوگ قضائے حاجت کیلئے جنگل میں جایا کرتے تھے چنانچہ ایک دن میں قضائے حاجت کیلئے گھر سے نکلی مسطح کی ماں میرے ہمراہ تھی جب ہم واپس ہوئے تو اتفاقاً مسطح کی ماں اپنی چادر سے الجھ کر گر پڑیں اور انھوں نے مسطح کو کوسنا شروع کر دیا اور کہا مسطح ہلاک ہو میں نے کہا مسطح کی ماں مسطح کو کیوں کوستی ہو وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اُس وقت مسطح کی ماں نے مجھ سے کہا اے بھولی بھالی بیوی تجھے کیا خبر ہے آج کل جو طوفان برپا ہے اور تم پر جو تہمت لگائی گئی ہے اُس میں بدنصیب (باقی ضمیمہ میں)

آگے آئندہ کے لئے مسلمانوں کو نصیحت فرماتے ہیں چونکہ خطاب ان مسلمانوں ہی کو ہو رہا ہے جو اس بے موقع طوفان میں بہہ گئے اور مقتضائے احتیاط کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ورنہ منافقوں کا ذکر صیغۂ غائب سے کیا گیا جیسے والذی تولی کبرہ فرمایا تھا چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اور آئندہ کبھی اس قسم کی حرکت کا ارتکاب تم سے سرزد نہ ہو یعنی اگر اہل ایمان ہو تو پھر کبھی اس قسم کی حرکت کا اعادہ نہ کرنا (۱۷) اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے یعنی واضح احکام بیان فرماتا ہے کمال علم کا مالک ہے ہر شخص کے دل کی ندامت اور قلب کی حالت جانتا ہے اور کمال حکمت کا مالک ہے اپنے احکام کو مبنی بر حکمت مقرر کرتا ہے یا یہ کہ عائشہؓ کی پاک دامنی کو جانتا اور ہر قسم کے عیب اور عار سے اس کو بری قرار دینے کا حکم کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پتا اس کا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے اگلی آیت میں پتا بتا دیا ہے (۱۸) بلاشبہ جو لوگ یہ چاہتے اور اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات شہرت پذیر ہو اور بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو تو ان لوگوں کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے یعنی جب برات کا اعلان کر دیا گیا پھر بھی ان برات شدہ لوگوں کے متعلق مسلمانوں میں چرچا کرنا اور اُن کی تشہیر کرنا یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتے ہوں تو ایسے لوگ دردناک عذاب کے مستحق ہیں یہ سزا دنیا میں بھی ممکن الوقوع ہے اور آخرت میں بہرحال سزا یقینی ہی ہے حدیث میں آتا ہے جو کسی بے گناہ مومن کی آبروریزی کرے گا تو دنیا میں اُس کی آبرو بھی محفوظ نہیں رہے گی اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل و خوار کر دے گا اور حدیث میں یہ بھی آیا کہ جو کسی گنہگار کو بھی عار دلائیگا تو وہ مرنے سے پہلے اُس گناہ میں خود بھی مبتلا ہو جائیگا اعاذنا اللہ منہ اس آیت میں منافقوں کیلئے تو وعید ہی مگر مسلمانوں کو بھی تنبیہ ہے کہ آئندہ اس بے حیائی کا کوئی چرچا اور تذکرہ باہم نہ آئے اور نہ مسلمانوں کی کسی مجلس میں اس بے حیائی کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فتنہ پرداز منافقوں کو خوب جانتا ہے اگرچہ تم کو معلوم نہیں اور تم نہیں جانتے یا یہ کہ ہر معصیت اور گناہ کا درجہ ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے یعنی کونسا گناہ کیسا ہے اور اس کی سزا کیا ہونی چاہیے (۱۹) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی مہربانی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے تو تم بھی اس وعید سے نہ بچتے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی توبہ قبول کر لی اور اُن کو توبہ کی توفیق عطا کر دی اور اُن پر حد قذف جاری کی گئی یہ سب اُس کے فضل اور اُس کے انعام کی وجہ سے ہوا اگر اس قسم کی مہربانی نہ ہوتی تو مسلمان بھی اس وعید میں شامل ہوتے جو منافقوں کے لئے اوپر فرمائی ہے۔ اب آگے عام طور پر مسلمانوں کو مخاطب فرماتے ہیں (۲۰) اے ایمان والو! اے دعوتِ ایمانی کو قبول کرنیوالو! تم شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے اور شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو وہ شیطان تو بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی

ع ۱۰ ۸ ۲

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ

ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرنا ۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو صاف صاف اپنے احکام بیان کرتا ہے اور

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ

اللہ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے ۔ بلاشبہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں

فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

بے حیائی کی بات شہرت پذیر ہو توان کو دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا

اور اسکی رحمت ہے اور اللہ بڑی شفقت کرنیوالا نہایت مہربان ہے تو تم بھی خدا کی گرفت سے نہ بچتے ۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ

ایمان والو! تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شخص شیطان کے

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَ

قدم بقدم چلے گا تو شیطان تو بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور

لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کبھی کوئی اس گناہ سے

أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾

پاک ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي

اور جو لوگ تم میں سے بڑے مرتبے والے اور صاحب وسعت ہیں وہ قرابت داروں اور محتاجوں

الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا

اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کی آئندہ مالی خدمت کرنیسے قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ ان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کا قصور

رحمت نہ ہوتی تو تم میں کبھی کوئی اُس گناہ سے پاک اور صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے اور سنوار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے شیطان کی پیروی کرنے اور شیطان کے قدم بہ قدم چلنے سے مسلمانوں کو منع فرمایا کیونکہ شیطان کا کام تو یہی ہے کہ وہ نامعقول اور بے حیائی کی باتوں پر اُبھارتا ہے اور معصیت اور گناہ کرنے کو کہتا ہے جیسا کہ تم اس موقع پر ایک پاک دامن عورت اور ایک پاک دامن مرد پر تہمت لگانے میں مبتلا ہو گئے۔ اور شیطان نے تم کو ایک بے حیائی اور نامعقول بات پر آمادہ کر دیا یہ تم سے ایک ایسی ناشائستہ حرکت کا ارتکاب ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور وہ تم کو توبہ کی توفیق نہ دیتا اور پھر تمہاری توبہ قبول نہ فرماتا تو تم میں سے کسی ایک کی بھی حالت نہ سنورتی اور خراب و خستہ ہی رہتے اور نہ معلوم کس عذاب میں گرفتار ہو جاتے لیکن یہ اللہ کا فضل اور اُس کا انعام ہے کہ [illegible]

(باقی صفحہ ۵۶۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۶۱) منافقوں کے پروپیگنڈے اور تشہیر میں مبتلا ہوگئے تھے اُن کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر اور اُن پر حد قذف جاری کرا کے آئندہ کی ہلاکت سے بچا لیا اور اُن کی توبہ قبول فرما کر اُن کو سنوار دیا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے ہر ایک کی توبہ کو سُنتا اور ہر ایک کی قلبی ندامت کو جانتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون سنورنے کے قابل ہے اور کس کی طینت خراب اور کون بد باطن ہے چنانچہ منافقوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور مخلص مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ اب آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے ان مبتلائے بہتان ہونے والوں کی امداد بند کر دی تھی ان مالی امداد بند کر دینے والوں میں حضرت صدیق اکبرؓ کا نام خاص طور پر حدیثوں میں آتا ہے کہ مسطح جو اُن کا قرابت دار تھا اور وہ اُس کی مالی امداد کیا کرتے تھے چونکہ یہ مسطح حضرت عائشہؓ کے خلاف تہمت لگانے والوں میں شریک ہوگیا تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی امداد بند کر دی اور قسم کھالی کہ میں آئندہ اس کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کروں گا اس پر آگے کی آیت نازل ہوئی تب صدیق اکبرؓ نے پھر امداد کا سلسلہ جاری کر دیا بلکہ امداد دگنی کر دی اور ایسا ہی بعض دوسرے صحابہ نے بھی کیا رضوان اللہ علیہم اجمعین

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ
معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری خطاؤں کو معاف کرے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا

رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ یقیناً جو لوگ ایسی عورتوں پر جو پاکدامن برے کاموں سے بے خبر اور ایمان دار ہیں بدکاری کا

الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عیب لگاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور اُن کو اُس دن بڑا سخت

عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَ
عذاب ہوگا۔ جس دن ان لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے

أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ
ان اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اُس دن جس سزا کے وہ مستحق ہیں اللہ اُن کی وہ سزا ان کو

الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ الْخَبِيثَاتُ
پوری پوری دیگا اور وہ یہ جان لیں گے کہ اللہ ہی کی ذات برحق ہے اور وہی ہر شئی کی حقیقت کو ظاہر کرنیوالا ہے۔ ناپاک باتیں

لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ
ناپاک لوگوں کیلئے زیبا ہیں اور ناپاک لوگ ناپاک باتوں کیلئے موزوں ہیں اور پاکیزہ باتیں پاک لوگوں

لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ
کے لئے مناسب ہیں اور پاک لوگ پاکیزہ باتوں کے لئے موزوں ہیں وہ لوگ اس بہتان سے بالکل پاک

مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
ہیں جو یہ طوفان اٹھانے والے کہتے پھرتے ہیں اُن بے گناہوں کیلئے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے۔ اے ایمان والو

آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا
تم اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہوا کرو جبتک کہ اُن گھر والوں سے اجازت حاصل نہ کرلو

وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾
اور اُس مکان کے رہنے والوں کو سلام علیک کرلو یہ سلام کرکے اجازت لینا تمہارے حق میں بہتر ہے یہ حکم تمکو اسلئے دیا گیا ہے تاکہ تم اسکو یاد رکھو۔

ع ۳ — ۶ — ۹

(۲۱) چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور جو لوگ تم میں سے دینی بزرگی اور بڑے مرتبے والے ہیں اور دُنیوی وسعت اور کشائش والے ہیں اُن کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ قرابت داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کی آئندہ مالی خدمت کرنے سے قسم کھالیں اور قسم کھا بیٹھیں کہ آئندہ کوئی امداد نہیں کریں گے بلکہ اُن کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کا قصور معاف کر دیں تفسیر صفحہ ہذا۔ اور ان سے درگزر کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف فرما دے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؎ یعنی دین کی بزرگی اور دُنیا کی کشائش والوں کو یہ بات نہیں چاہیے کہ وہ مسطح کی مالی امداد سے ہاتھ روک لیں جو قرابت دار بھی ہے مسکین بھی ہے اور مہاجر فی سبیل اللہ بھی ہے ایسے آدمی پر قسم کھا بیٹھیں کہ اس کی امداد نہ کروں گا اگر اُس سے کوئی قصور ہوگیا ہے اور وہ باوجود مخلص ہونے کے عائشہؓ کے مخالفوں کے ساتھ ہوگیا تو تم کو چاہیے کہ اس سے درگزر کرو اور اس کا قصور معاف کر دو۔ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے چنانچہ یہ سنکر صحابہ نے کہا بلیٰ یا ربنا انا نحب۔ ہاں ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تقصیرات کو معاف فرمائے۔ اور جب تم یہ بات پسند کرتے ہو تو تم اپنے عزیزوں کی خطا کیوں نہیں معاف کرتے تم کو چاہیے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور اُس کی روش اختیار کرو اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے اور رحیم بھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب طوفان اُٹھانے والے جھوٹے پڑے اور اُن کو حد ماری گئی اسّی کوڑے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص مسطح ابوبکر صدیقؓ کا بھانجہ مفلس یہ اس کی خبر لیتے تھے اب سے قسم کھائی کہ اس کو میں کچھ نہ دوں گا اللہ نے اس کی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہلِ بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو انکی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے پھر اُنھوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا کبھی بند نہ کروں گا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ صدیق اکبر نے آیت کو سنکر پہلی قسم توڑی اُس کا کفارہ دیا اور دوسری قسم کھائی امداد بند نہ کرنے کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کمزوروں اور غریبوں کا قصور معاف کرنا اللہ تعالیٰ کی بخشش کا سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ اپنے غلام کا دن رات میں کتنی مرتبہ قصور معاف کر دیا کروں فرمایا ستر بار۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کھا کر توڑ دینا افضل معلوم ہو تو قسم توڑ کر کفارہ دیدے۔ یہ کفارہ بھی موجب اجر ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت اور آپ کا افضل ہونا بھی ثابت ہوا اسی لئے شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جو اُن کی بزرگی کا انکار کرے وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑے شاہ صاحبؒ کا اشارہ اُن لوگوں کی طرف ہے جو معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں۔ عفو و درگزر کے بارے میں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ من کان یرجو عفو من فوقہ + فلیعف عن ذنب الذی دونہ - اللہ تعالیٰ جن کو اولوالفضل فرمائے اُن کے فضل کا کیا ٹھکانا ہے ؎ لا یعرف الفضل لاھل الفضل الا اولوا الفضل صاحب فضل ہی اہل فضل کو جانتا ہے۔ ایک فارسی کے شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے یہ شاعر غالباً حکیم سنائی ہیں۔
؎ بود چنداں کرامت و فضلش ❊ کہ اولوالفضل خواند ذوالفضلش ❊ صورت و سیرتش ہمہ جاں بود ❊ زاں ز چشم عوام پنہاں بود ❊ روز و شب سال و ماہ در ہمہ کار ❊ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ❊ (۲۲)

پھر اگر تم اُن گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اُن میں اُس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اور اگر اجازت حاصل کرتے وقت تم کو کہا جائے کہ لوٹ جاؤ اور تشریف لے جاؤ تو تم لوٹ آؤ یہ واپس لوٹ آنا تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سب کو جانتا ہے ؛ یعنی جس مکان میں تم داخل ہونا چاہتے ہو اُس میں کوئی نہ ہو یا ہو اور وہ جواب دینے کی اہلیت اور صلاحیت نہ رکھتا ہو تب بھی جب تک اجازت نہ مل جائے داخل نہ ہو تاکہ تصرف فی ملک الغیر لازم نہ آئے۔ پھر اگر اجازت حاصل کرتے وقت بجائے اجازت کے یہ کہا جائے کہ اس وقت موقع نہیں ہے واپس جاؤ تو واپس چلے آؤ وہاں جم کر نہ بیٹھ جاؤ بسا اوقات صاحب خانہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوتا ہے کہ اس کو ملاقات کرنا گراں ہوتا ہے اور اُس کے کام میں ہرج ہوتا ہے اس لئے اگر وہ واپس جانے کو کہے تو چلے آؤ اصرار نہ کرنے لگو۔ یہ تمہارے لئے بہت صفائی اور پاکیزگی کی بات ہے اس میں نہ صاحب خانہ پر گرانی ہوگی اور نہ اس کو ایذا رسانی کے مرتکب ہوگے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے اگر ہمارے حکم کی خلاف ورزی کروگے تو سزا اور بازپرس کے مستحق ہوگے (۲۸) تم لوگوں پر ایسے غیر مسکونہ مکانات میں بلا اجازت داخل ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جن میں گھر کی طرح کوئی نہ رہتا ہو اور اُن میں تمہاری کوئی چیز ہو اور تمہارا کوئی نفع ان سے وابستہ ہو اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو تم چھپا کر کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتا ہے ؛ یعنی ایسے مکانات جو مفادِ عامہ سے متعلق ہیں کہ ان میں جانے آنے کی عام اجازت ہوتی ہے مثلاً مسجد۔ خانقاہ۔ مسافرخانہ وغیرہ کہ ان مقامات پر عام لوگ آتے ہیں اور ٹھہرتے ہیں کبھی سامان بھی رکھدیتے ہیں تم بھی ان سے نفع اٹھانا چاہو رہنا چاہو قیام کرنا چاہو سامان رکھنا چاہو تو چونکہ ایسے مکانات میں دلالۃً عام اجازت ہوتی ہے تو تم بھی بلا کسی خاص اجازت کے ان مکانات میں جا آسکتے ہو ان مکانات میں بلا اجازت داخل ہونے میں کوئی گناہ نہ ہوگا یہاں تک مکانات کی چار قسمیں ہوئیں (۱) اپنے رہنے کا خاص مکان کہ اس میں کسی دوسرے کے آنے کا احتمال ہی نہیں ایسے مکان میں اجازت کی ضرورت ہی نہیں احتیاطاً کسی ایسے اشارے کی حاجت ہے کہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے کہ صاحب خانہ آرہے ہیں (۲) وہ جس میں کوئی اور رہتا ہو خواہ اپنے قریبی رشتہ دار اور عزیز ہی کیوں نہ ہوں اُس میں بغیر استیذان کے داخل ہونے کی ممانعت ہے (۳) جس میں کسی کے رہنے یا نہ رہنے کا احتمال ہو یا بالفعل کوئی نہ رہتا ہو اس میں بھی بلا استیذان داخل نہ ہو کوئی آباد نہ ہو تو مالک مکان کی اجازت ضروری ہے (۴) وہ مکانات جن میں کوئی گھر کی طرح آباد نہ ہو اور اُن کا تعلق رفاہِ عام سے ہو جیسے مسجد۔ خانقاہ۔ سرائے۔ مسافرخانہ وغیرہ ان مکانات سے جبکہ تمہارا نفع وابستہ ہو قیام کا ارادہ ہو یا برتنے کا سامان رکھا ہو تو ان مکانات میں بلا اجازت داخل ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فائدہ ہو تمہارا یعنی مسافرخانہ ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پھر جاؤ کہنے سے بُرا نہ مانو اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

پھر اگر ان گھروں میں تم کسی کو نہ پاؤ تو ان میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ دیدی جائے

لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ ۚ

اور اگر تم کو صاحب خانہ کی طرف سے بجائے اجازت کے یہ کہا جائے کہ اس وقت تشریف لیجائیے تو تم لوٹ آؤ یہ واپس

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

آجانا تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے بخوبی واقف ہے۔ ہاں ایسے مکانات جنمیں کوئی سکونت پذیر

تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

نہو یعنی مسافرخانہ اور خانقاہ وغیرہ اور تمہاری اُن میں کوئی چیز ہو تو ایسے مکانوں میں بلا اجازت داخل ہو جانے سے تم پر کوئی گناہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

نہیں اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو تم چھپا کر کرتے ہو خدا تعالیٰ اُس سب کو خوب جانتا ہے۔ اے پیغمبر آپ مسلمان مردوں سے

يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ أَزْكٰى

کہدیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں نگاہ کا نیچا رکھنا اور شرمگاہوں کی حفاظت ان کے

لَهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے بیشک جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اللہ اس سب سے باخبر ہے۔ اور آپ مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ

يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

کو ظاہر نہ کریں مگر ہاں جو اس میں سے مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں یعنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

سینوں کو ڈھانک کر اوڑھا کریں اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے خاوندوں پر

أَوْ اٰبَآئِهِنَّ أَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ

یا اپنے باپ یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے

شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں تو کس سے پروانگی لیویں یہ ہر وقت پوچھ کر جانا غیر گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ۱۲ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر کسی گھر میں آگ لگ رہی ہو یا اُس گھر کے آدمی ڈوب رہے ہوں یا ڈاکو لوٹ رہے ہوں تو ایسے مواقع میں اجازت کی ضرورت نہ ہوگی (۲۹) اے پیغمبر آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور نیچا رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ نگاہوں کا نیچا رکھنا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اُن کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے بلاشبہ جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سب سے باخبر ہے [illegible] زنا کی بُرائی بیان فرمائی تھی پھر زنا کی تہمت لگانے کی بُرائی مذکور ہوئی اب دواعیٔ زنا کی بُرائی [illegible] رکھنے کی تعلیم دی (باقی ص۵۶۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۶۳) یعنی جس عضو کو دیکھنے کی اجازت نہیں اُس کو نہ دیکھیں اور جس عضو کے دیکھنے کی اجازت ہے اُس کو شہوت اور بدنگاہی کے ساتھ نہ دیکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں اس سلسلہ میں جو لوگ نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے جو کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب سے باخبر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں اور نہ اپنا دکھائیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم میں اس بات کی قید نہ تھی ۱۲ یعنی زمانۂ جاہلیت میں ستر دیکھنے دکھانے پر کوئی پابندی نہ تھی وہ دَور بے حیائی اور فحش کا دَور تھا۔ حدیث میں ہے کہ پہلی نظر جو بلا قصد کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے وہ قابلِ عفو ہے اور دوبارہ جو قصداً نظر ڈالی جائے وہ قابلِ مواخذہ ہے (۳۰) اور اے پیغمبر آپ مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنے سنگار اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں مگر ہاں اس میں سے جو مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں اور اپنے سنگار اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے خاوندوں پر یا اپنے شوہر کے باپوں پر یعنی خسر یا دادیا خسر یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں

بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ

بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے

اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ

بیٹوں پر یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن

التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ

خدمت گزار مردوں پر جو خواہشات سے خالی اور بے غرض ہوں یا ایسے نادان بچوں پر جو

الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ

عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور مسلمان عورتوں سے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ چلنے میں اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَ

زور سے نہ رکھیں کہ اُن کا وہ زیور پہچانا جائے جس کو وہ چھپاتی ہیں اور اے

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ

ایمان والو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

فلاح پاؤ - اور تم میں جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں اُن کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ

لونڈیوں میں سے جو نکاح کی صلاحیت رکھتے ہوں اُن کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ لوگ مفلس ہونگے تو اللہ

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور سب کی حالت کو جاننے والا ہے - اور وہ لوگ جنکو نکاح کا

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

مقدور نہ ہو تو اُن کو چاہیئے کہ وہ پاک دامن رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

مالدار کر دے اور تمہاری لونڈی اور غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کی خواہش کریں تم انکو مکاتب

تفسیر صفحہ ہٰذا۔ یا اپنے بھائیوں پر خواہ وہ حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی یا مذکورہ بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی ہوں یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یعنی مسلمان عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا گھر کا کاروبار کرنے اور خدمت میں مشغول رہنے والے اُن مردوں پر جو بے غرض ہوں خواہ بوڑھے اور ضعیف ہونے کی وجہ سے یا مسلوب العقل اور ہوش و حواس گم ہونے کی وجہ سے انکو نہ عورتوں کی خواہش ہے نہ وہ عورتوں سے رغبت کرتے ہیں اور اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی پوشیدہ اور پردے کی باتوں سے ابھی بے خبر اور ناواقف ہیں اور مسلمان عورتوں سے یہ بھی فرما دیجئے کہ اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں اور چلنے میں زور سے پاؤں نہ رکھیں کہ ان کا وہ مخفی سنگار اور زیور جانا پہچانا جائے جس کو وہ پوشیدہ رکھتی ہیں، اور اے ایمان والو! تم سب اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ مطلب یہ ہے کہ سنگار اور زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں بلکہ پردے میں رکھیں اور جب مواقع زینت کو پوشیدہ رکھا جائیگا تو زینت اور زیبائش بھی پوشیدہ رہے گی ہاں جس کا کھولنا کاروبار کی وجہ سے مجبوراً ہو وہ عورت کا چہرہ اور کفین ہے جیسا کہ ابوداؤد ابن مردویہ اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ کی روایات سے ثابت ہے اور فقہائے حنفیہ نے ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے قدمین یعنی دونوں پاؤں کو اس پر قیاس کر لیا ہے تو یہ تین چیزیں یعنی عورت کا چہرہ اور کفین اور قدمین مستثنیٰ ہونگے اور ستر میں داخل نہوں گے اور جب یہ اعضا کھولنے کی اجازت ہوئی تو ان کی زینت مثلاً سرمہ اور کاجل مسّی۔ انگوٹھیاں اور ہتھیلیوں کی مہندی اور پاؤں کے انگوٹھی چھلے اور پاؤں کی مہندی بھی مستثنیٰ ہوگی بہرحال یہ چیزیں ضرورت کیلئے مستثنیٰ کی گئی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد بھی ان چیزوں کو عورت کی گھورتے پھریں۔ پھر ارشاد فرمایا عورتوں کو چاہیے کہ اپنے سینے دوپٹوں سے ڈھانکے رہیں یعنی اوڑھنی یا دوپٹہ سر ڈھانکنے کے لئے ہے لیکن سر پر سے اس طرح اوڑھیں کہ سینہ بھی ڈھک جائے۔ یعنی بُکل سینے کو ڈھانک کر ماریں یہ مطلب نہیں کہ سر کھولدیں اور دوپٹہ اتنا بڑا ہو کہ سر کے ساتھ سینہ بھی ڈھانک لیں۔ اس کے بعد حضرت حق تعالیٰ نے اس زینت اور مواقع زینت کا ذکر فرمایا جن کا اجانب کے روبرو تو ظاہر کرنا حرام ہے لیکن محارم کے روبرو جائز مثلاً سر، سینہ بازو۔ کوہنیاں۔ پنڈلیاں خواہ گلے کا ہار ہو یا بازوبند ہوں۔ پہنچیاں اور چوڑیاں ہوں یا جھانجن اور پاؤں کے توڑے ہوں۔ یہ سب چیزیں وہ ہیں جو صرف محارم کے آگے جیسے خاوند یا وہ آدمی جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہے اُن کے روبرو کشف جائز ہے جیسے خاوند یا اپنے باپ دادا۔ یا خاوند کے باپ دادا یا اپنے بیٹے پوتے یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر (یہ بھائی بہن خواہ حقیقی ہوں یا علاتی اور اخیافی ہوں) یا اپنی ہم مذہب یعنی مسلمان عورتوں پر کیونکہ غیر مسلمہ عورتیں اجانب مردوں کے حکم میں ہیں تحقیق یہی ہے اور اپنی لونڈیوں پر زینت اور مواقع زینت کا کشف جائز ہے خواہ وہ باندی مومنہ ہو یا کافرہ (باقی ضمیمہ میں)

اگر تم ان میں بہتری اور بھلائی پاؤ اور جانو اور اُس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُن کو بھی کچھ دو یعنی اپنے مکاتبوں کو اور اپنی باندیوں کو محض اس غرض سے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرو
اور دنیوی زندگی کا سامان اُن سے حاصل کرو ان لونڈیوں کو بدکاری کرنے اور پیشہ کمانے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اور اپنے کو محفوظ رکھنا چاہیں اور جو شخص ان لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور
کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان باندیوں کو ان کی مجبوری اور بے بسی کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ؛ ایسے لوگ جن کے پاس بیوی کے نان نفقہ اور مہر معجل کے ادا کرنے کو کچھ نہ ہو اور اس غربت و نفلس میں کوئی عورت
نکاح کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ایسے لوگوں کو ضبط نفس سے کام لینا چاہیئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اگر چاہے تو صاحب مقدور کر دے اُوپر کی آیت میں نکاح کی رغبت تھی اور وعدہ غنا بھی تھا
لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی عورت نکاح کیلئے آمادہ بھی ہو جائے اگر کوئی عورت شادی کے لئے تیار ہو تو کر لو لیکن جن کو نکاح میسر نہ ہو تو پھر ضبطِ نفس سے کام لو۔ حدیث میں آتا ہے۔ اے نوجوانوں کی جماعت

جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہے اُس کو چاہیئے کہ نکاح کرلے یہ نکاح کر لینا نگاہ کو پست کرنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس کو نکاح کی استطاعت اور مقدور نہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ وہ روزے رکھے یہ روزے رکھنا اُس کے بچاؤ کا بڑا سبب ہے آگے اسی مناسبت سے جو لونڈی اور غلاموں کے ساتھ رعایت کا حکم ہے مکاتب کی شکل فرمائی۔ مکاتبت ایک معاہدہ ہے جو آقا اور غلام کے درمیان اس شرط پر ہوتا ہے کہ اگر غلام اتنا اتنا مال کما کر مجھے یعنی آقا کو دیدے تو آقا اُس کو آزاد کر دے گا اگر غلام اس شرط کو منظور کرلے تو معاہدہ ہو جاتا ہے اور معاہدہ کی لکھت پڑھت ہو جاتی ہے۔ ایسے غلام کو مکاتب کہا جاتا ہے اگر یہ کما کر موعودہ رقم دیدے تو آزاد ہو جائے گا اور اگر عاجز ہو گیا اور کما کر نہ دے سکا تو اگر اُس نے خود معاہدے کو فسخ کر دیا تو فسخ ہو جائے گا ورنہ حاکم کو درخواست دیکر فسخ کرا لیا جائے گا اور مکاتبت ٹوٹ جائے گی۔ ان میں کوئی بھلائی پاؤ یعنی وہ لونڈی یا غلام کوئی ہنر جانتے ہوں جس سے یہ اندازہ ہو کہ کما کر ادا کر دیں گے کمانے اور خرچ کرنے کا سلیقہ رکھتے ہوں۔ تو ایسے غلام کو اگر چاہو تو مکاتب بناؤ۔ مکاتب کی امداد کیلئے قرآن میں کئی جگہ تاکید فرمائی ہے یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس میں سے ان کو بھی دو تاکہ وہ جلد ادا کرکے آزاد ہو سکے۔ زمانۂ جاہلیت میں لونڈیوں سے پیشہ کراتے تھے اور زنا کی کمائی ان سے حاصل کیا کرتے تھے اس کی حرمت بیان فرمائی کہ معصیت پر اکراہ مت کیا کرو اور خاص کر جبکہ وہ عورتیں اور تمہاری باندیاں اس فعل خبیث سے محفوظ رہنا اور بچنا چاہتی ہوں۔ اور اگر ان کو زنا پر مجبور کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اُن کی مجبوری اور بے بسی کے پیش نظر بخشنے والا مہربان ہے اس آیت میں جو قیود بیان فرمائی ہیں وہ واقعی قیود ہیں یہ مطلب نہیں کہ اگر یہ باتیں نہ ہوں تو اُن کا اکراہ جائز ہو جائے زنا کے لئے اکراہ کرنا یا ترغیب دینا بہر حال حرام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھکو کما دوں تو مجھکو آزاد کر یہ قرار لکھوائیں اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھے تو لکھ دے یعنی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کریگا اور دولت مندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال

ع ۸ / ۱۰

اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ

بنا دیا کرو بشرطیکہ تم ان میں بہتری پاؤ اور اللہ کے اُس مال میں

مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے ان مکاتبوں کو بھی دو اور اپنی باندیوں کو محض اس غرض سے کہ تم

عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ

دنیاوی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرلو بدکاری کرانے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ

اور جو شخص ان باندیوں کو زنا کاری پر مجبور کرے گا تو بے شک اللہ ان باندیوں کو انکی

اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ

اس بے بسی کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور بے شک ہم نے تمہارے لئے کھلے کھلے احکام نازل

مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

کئے ہیں اور نیز جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے بعض حالات و واقعات اور

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ڈرنے والوں کیلئے نصیحت کی باتیں نازل کی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ

حق تعالیٰ کے نور کی صفت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو ایک طاق ہے اس طاق میں ایک چراغ ہے وہ چراغ

زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک بابرکت درخت کے

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

تیل سے کہ وہ زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے وہ درخت نہ پورب رخ واقع ہے اور نہ پچھم رخ یعنی اس پر دھوپ کی

يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ

روک نہیں اس کا تیل قریب ہے کہ خود بخود بھڑک اٹھے خواہ اسکو آگ نہ بھی چھوئے یہ نور بالائے نور ہے

سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ اور خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروا کر مال کمانے کو بڑا وبال ہے خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش ناخوشی پر اور زیادہ وہ مال سب ناپاک
اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے ۱۲ (۳۴) اور بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے کھلے اور واضح احکام اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے کچھ واقعات و حالات اور ڈرنے والوں کے لئے موعظت و نصیحت
کی باتیں نازل فرمائی ہیں ؛ یعنی اس قرآن میں علمی اور عملی احکام بھی نازل فرمائے گزشتہ اقوام کے عبرتناک حالات بھی مذکور فرمائے اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے موعظت و نصیحت اور عبرت بھی نازل
فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت اور اُن کی براءت کی جانب اشارہ ہو کہ پہلی اُمتوں میں بھی اچھے لوگوں کو مطعون کیا گیا ہے جیسے حضرت یوسفؑ۔ حضرت موسیٰؑ
اور حضرت مریمؑ وغیرہ پر جھوٹے الزام لگائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی براءت کی گویا اس قسم کے واقعات پچھلی اُمتوں میں بھی پیش آتے رہے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پہلی

(باقی صفحہ ۵۶۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۶۵) اُمتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے ۔ (۳۴) اب اسے ہدایت وضلالت کی ایک اور مثال مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی روشنی ہے اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی صفت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو ایک طاق ہے اُس طاق میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک بابرکت درخت کے تیل سے کہ وہ زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے وہ درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے یعنی نہ تو بالکل پورب کی طرف ہے اور نہ بالکل پچھم رخ ہے بلکہ بیچ میں واقع ہے جس پر پورے دن کی دھوپ پڑتی ہے۔ اُس درخت کا تیل ایسا صاف اور شفاف ہے کہ قریب ہے وہ خود بخود بھڑک اٹھے خواہ اُس کو آگ بھی نہ چھوئے یہ نور بالائے نور ہے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا اور اُس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئے کو جاننے والا ہے :: یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس کیساتھ تمام کائنات کی رونق وابستہ ہے اُسی نے آسمانوں اور زمین کو عدم کی تاریکیوں سے نکال کر وجود کا نور بخشا ہے اور اُسی کی صفات جلیلہ سے تمام عالم منور اور روشن ہے۔ خواہ چاند سورج اور کواکب کا نور ہو خواہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کا باطنی اور روحانی نور ہو سب اُسی کے نور کا پرتو اور اُسی کی نورانی ذات انور سے مستفاد ہے عالم علوی اور سفلی میں اُس کی تمام آیات خواہ کوینی ہوں یا تنزیلی سب اُسی کے نور سے منور ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے انت نور السمٰوات والارض۔ سورۂ زمر میں ہے واشرقت الارض بنور ربھا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے نور بھی ایک صفت ہے اگرچہ ہم اسکی کیفیت بیان کرنیسے قاصر ہیں بہرحال جب ہر چیز اسکی صفت نور سے منور ہے اور ہر جگہ اس کے ہی نور کی جلوہ گری ہے تو قلب مومن میں جو ایمان کی روشنی ہے اُس کے متعلق ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ مومنین کو اللہ تعالیٰ کے نور سے جو ہدایت کا نور عطا ہوتا ہے اُس کو یوں سمجھو جیسے ایک طاق ہے اُس میں ایک چراغ ہے اور وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک مبارک درخت کے تیل سے جو زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے اور وہ زیتون کا درخت نہ جانب شرق میں واقع ہے اور نہ غربی جانب میں واقع ہے بلکہ بیچ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں اُس کو پورے دن خوب دھوپ لگتی ہے اُس کی وجہ سے اس کا تیل اتنا صاف اور شفاف ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ کے بغیر مس کئے ہوئے بھڑک اُٹھے گا اور روشن ہو جائے گا۔ تجربہ شاہد ہے کہ زیتون کے درخت کو جتنی دھوپ لگے اُس کا تیل صاف اور خوش رنگ ہوتا ہے اور آگ مس کرنے اور دیا سلائی دکھا دیجائے تو پھر نور علیٰ نور ہو جائے اور پورا طاق بقعۂ نور بن جائے۔ طاق میں چونکہ روزن نہیں ہوتا اس لئے بند روشنی بہت زیادہ چمکدار ہوتی ہے مفسرین کے اس تشبیہ میں کئی قول ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طاق سے مومن قانت کا سینہ مراد ہے چراغ سے معرفت وہدایت کا نور مراد ہے شیشے کی قندیل ایک مومن خالص اور کامل کا قلب ہے جس میں وہ نور توفیق اور نور استعداد ودیعت کیا گیا ہے اور وہ نور چونکہ ربانی ہے اس لئے نہ شرقی ہے اور

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اللہ اپنے نور تک جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بیان

لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ ۙ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔ وہ چراغ اُن گھروں میں روشن کیا جاتا ہے

اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

جنکے متعلق اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کی قدر و منزلت کی جائے اور اُن مکانوں میں اللہ کا نام لیا جائے اُن مکانوں میں صبح اور

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ

شام ایسے لوگ خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ

وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۠ۙ

دینے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے نہ کسی قسم کی فروخت وہ لوگ

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙ

ایک ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ

اُن لوگوں کے ان نیک کاموں کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُن کو اُن کے اعمال کا اچھے سے اچھا صلہ دیگا اور اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَ

اُن کو اور زیادہ بھی دیگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اسکو دور

الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّ

سے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اُس پانی کے پاس آیا تو اُس کو کچھ بھی نہ پایا اور

وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ

وہاں پہنچکر اپنے پاس خدا کو حساب لینے کے لئے موجود پایا سو اللہ نے اس کا پورا پورا حساب اسکو چکا دیا اور اللہ بہت

نہ غربی ہے اس نور کو کسی خاص جہت سے منسوب نہیں کیا جا سکتا اس کی استعداد فکری ہدایت کی جانب خود بخود بڑھتی ہے اور جب قرآن اور وحی الٰہی کا اس کو علم حاصل ہوا تو وہ نور بالائے نور ہو گیا۔ اور اُس کی نور کی چمک سے نہ صرف اُس کا سینہ منور ہو گیا بلکہ دوسروں کے لئے بھی ہدایت کا سبب ہو گیا وجعلنا لہٗ نورا یمشی بہ فی الناس آگے ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جس کو چاہے اپنی ہدایت کے نور سے فیضیاب فرمائے اور اس قسم کی مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ لوگوں کے لئے موجب بصیرت ہوں اور ذی استعداد لوگ ان سے نصیحت حاصل کرلیں اور وہی اپنی مثالوں کی موزونیت اور مناسبت کو جانتا ہے کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ ایسی جامع مثال بیان کر سکے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون نور توفیق اور نور استعداد کا مستحق ہے اور کون اس قابل ہے کہ اُس کو توفیق و استعداد فطری سے نوازا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے آسمان و زمین کی اُس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جاویں

(باقی ضمیمہ میں)

یادینِ حق کا انکار کرنیوالوں کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے بڑے گہرے اور عمیق سمندر کے اندرونی اندھیرے اس سمندر کو موج بالائے موج نے ڈھانک رکھا ہو اس موج پر بادل چھایا ہوا ہو غرض بہت سے اندھیرے ہیں جو اوپر تلے چھائے ہوئے ہیں ان حالات میں اگر کوئی شخص سمندر کی تہ میں اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو اس کا احتمال ہی نہیں کہ وہ اس ہاتھ کو دیکھ سکے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے روشنی نہیں دی اُس کو کہیں نہیں روشنی ؛ یہ دوسری قسم کے بداعتقاد لوگوں کی مثال ہے یعنی اُن کے لئے سراب جیسی چمک بھی نہیں بلکہ کفر وجہل ظلم وعصیاں کی تاریکیوں میں پڑے ہاتھ مار رہے ہیں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں ۔ سمندر کی تہ کا اندھیرا ۔ موجوں کے طوفان کا اندھیرا پھر موجوں پر گہرا بادل، نہ معاد پر اعتقاد نہ اعمال پر اطمینان تو یہ شخص واقعی سخت ظلمات میں مبتلا ہے اندھیرے بھی ایسے کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ پڑے اگر ان اندھیروں میں ہاتھ کو آنکھ کے قریب لاکر بھی دیکھے تو دیکھنا تو درکنار اس کا احتمال بھی نہیں کہ ہاتھ کو دیکھ سکے ۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نورِ توفیق عطا نہ ہو اُس کو کہیں سے بھی روشنی میسر نہیں آسکتی استعداد کی خرابی کے باعث توفیق نصیب نہ ہوئی ۔ کفر وعناد کے سمندر میں پڑے ہیں ان پر روشنی کے سب دروازے بند ہیں (۴۰) کیا اے مخاطب تجکو یہ معلوم نہیں کہ جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اُڑتے پھرتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان سب نے اپنی اپنی عبادت ودعا کا طریقہ اور اپنی تسبیح وتقدیس کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے ؛ یعنی تمام اہلِ سمٰوات والارض اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی خالقیت وصناعیت کا کمال ظاہر کرتے ہیں اور پرندے خاص طور پر وجود صانع پر دلالت کرتے ہیں ۔ یہ تسبیح قال سے ہو یا حال سے جیسا کہ ہم بنی اسرائیل میں قدرے تفصیل کیساتھ عرض کر چکے ہیں ہر ایک اپنی دعا اور تسبیح سے جو اُس کو الہام کے ذریعہ بتائی گئی ہے جانتا ہے اور جب یہ چیز مشاہد بھی ہے تو ہر مخاطب کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور ہر چیز کی بناوٹ اور ساخت وجود صانع پر دال ہے لیکن باوجود اس کے بعض لوگ توحید الٰہی اور وجود باری کے منکر ہیں اور یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اسکو جانتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے افعال اور دعا اور تنزیہ سے واقف ہے خواہ تم نہ سمجھو (۴۱) اور اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے ؛ یعنی جس طرح اُس کا علم سب کو محیط ہے اسی طرح اُس کی حکومت بھی سب پر قائم ہے یہ حکومت اب بھی قائم ہے اور آخرت میں بھی حاکمانہ تصرف اسی کا ہوگا ۔ آگے اس حاکمانہ تصرف کا بیان ہے (۴۲) کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا اور کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بادل کے ٹکڑوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بر تہ رکھتا ہے ۔ پھر اے مخاطب تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس بادل کے درمیان سے نکلتی ہے اور تو اس بادل کے درمیان سے مینہ برستا ہوا دیکھتا ہے اور آسمان میں جو اولوں کے پہاڑ ہیں

الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ

جلد حساب کر دینے والا ہے ۔ یا کافروں کے اعمال ایسے ہیں جیسے بڑے عمیق سمندر کے اندرونی اندھیرے اس سمندر کو موج بالائے

مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا

موج نے ڈھانک رکھا ہو اس موج پر بادل چھایا ہوا ہو غرض بہت سے اندھیرے ہیں جو اوپر تلے چھائے ہوئے ہیں

فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ

ان حالات میں اگر کوئی شخص سمندر کی تہ میں اپنا ہاتھ نکالے تو اس کا احتمال ہی نہیں کہ وہ اس ہاتھ کو دیکھ سکے اور

لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ﴿٤٠﴾ أَلَمْ تَرَ

بات یہ ہے کہ جسکو اللہ روشنی نہ دے اسکو کہیں روشنی نہیں مل سکتی ۔ کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ جو

ع ۵ ۶ ۱۱

أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ

کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ پرندے جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں یہ سب خدا کی پاکی

صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بیان کرتے ہیں ان سب نے اپنی اپنی عبادت کا طریقہ اور اپنی تسبیح کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ

بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے ۔ اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں

إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ

اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے ۔ کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے

يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

پھر انکو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ ملا دیتا ہے پھر انکو تہ بر تہ رکھتا ہے پھر اے مخاطب تو بارش کو ان بادلوں کے

مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا

درمیان سے برستا ہوا دیکھتا ہے اور آسمان میں جو اولوں کے پہاڑ ہیں یعنی غلیظ اور وسیع بادل

مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ

ان سے اولے برساتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اُن کو گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے انکو

يَشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ

پھیر دیتا ہے بادل کی بجلی کی چمک کا یہ عالم ہے کہ گویا اس نے آنکھوں کی بینائی اب لی - اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یقیناً اس رد و بدل میں اُن لوگوں کیلئے بڑا استدلال ہے جو اہل

الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

دانش ہیں - اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض تو وہ ہیں

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ

جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ

ان میں سے بعض وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ

اللہ تعالیٰ ہر شی پر پوری طرح قادر ہے - بلاشبہ ہم نے واضح اور روشن دلائل نازل کئے ہیں

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَ

اور اللہ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی کرتا ہے - اور

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى

یہ منافق دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے دونوں کی فرمانبرداری قبول کی اور پھر اس کہنے

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

کے بعد انہی میں سے ایک فریق سرتابی کرتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور یہ لوگ جب اللہ اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بُلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کر دے تب ہی ایک فریق

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

اُنمیں سے اعراض اور پہلوتہی کرتا ہے - اور اگر ان کا کوئی حق ثابت ہوتا ہو تو رسول کے پاس فرمانبردار بنے ہوئے

اُن سے اولے برساتا اور اُتارتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اُن اولوں کو گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اُن اولوں کو پھیر دیتا ہے اور ہٹا دیتا ہے بادل کی بجلی کی چمک اور اُس کی کوند قریب ہے کہ ابھی آنکھوں کی بینائی اُچک لے جائے ؛ یعنی یہ اُس کی قدرت ہے کہ بادل کے ٹکڑوں کو ہنکا لانا پھر ٹکڑوں کو ملانا اور اوپر تلے رکھ کر ایک کثیف اور موٹا بادل ترتیب دینا پھر بارش کو اُس کے درمیان سے نکالنا اور برسانا اولوں کے پہاڑ آسمان کی جانب سے اُتارنا اور نازل کرنا ہے یہ فرمایا غلیظ بادل کو کہ اس میں سے اولے گرتے ہیں پھر جس جگہ چاہتے ہیں اُس کی چھال ڈال دیتے ہیں اور جس سمت کو چاہتا ہے اولوں سے بچا لیتا ہے جیسا کہ بعض کھیت محفوظ رہتے ہیں اور بعض کھیت بعض جانور بعض آدمی اولوں کی زد میں آجاتے ہیں۔ بڑے شہر میں بھی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض علاقہ محفوظ رہتا ہے اور بعض علاقے میں اولے پڑ جاتے ہیں اور اولوں کا بادل چونکہ غلیظ ہوتا ہے اس لئے بجلی بھی خوب چمکتی ہے اس کو فرمایا کہ اُس کی چمک کا یہ عالم ہے قریب ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی اُچک لے اور آنکھوں کو خیرہ کردے۔ ہم نے عام علماء کے قول کے مطابق ترجمہ کیا ہے اگرچہ بعض علماء نے اور طرح بھی تفسیر کی ہے بہرحال یہ اُس کی قدرت کاملہ ہے کہ پانی میں سے آگ پیدا کرتا ہے۔ بادلوں پر کنٹرول اور قابو رکھتا ہے۔ جس کھیت یا باغ کو اولوں سے تباہ کرنا چاہتا ہے تباہ کر دیتا ہے اور جسکو بچانا چاہتا ہے بچا لیتا ہے یا جس کو چاہتا ہے بارش سے سیراب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے خشک پڑا رہنے دیتا ہے فسبحان من یخرج الماء والنار والنور والظلمۃ من شیءٍ واحد (۴۳) اور نیز اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یقیناً رات اور دن کے اس رد و بدل میں اُن لوگوں کے لئے بڑا استدلال ہے جو اہل دانش ہیں اور اُن کو جو آنکھوں والے ہیں عیاں کرنیکا بڑا موقع ہے ؛ یعنی یہ اسی کی قدرت کاملہ اور اُسی قادرِ مطلق کا کام ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی راتیں یہ تبدیلی سوائے اُس کے کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ کبھی کفر کی برتری اور کبھی ہدایت اور روشنی کا عروج یہ سب اُس کی قدرت کا اظہار ہے اور اس میں صاحبان دانش اور آنکھوں والوں کے لئے بڑے استدلال اور بڑی عبرت کے مواقع ہیں (۴۴) اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل رینگتے اور چلتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ؛ ہر جاندار کی ابتداء اور اسکی پیدائش پانی سے ہوتی ہے یعنی ہر جاندار کا حدوث یا اس کی بقا پانی ہی سے ہے۔ رینگنے والے جیسے سانپ مچھلی، دو ٹانگوں والے جیسے انسان اور پرندے چار ٹانگوں والے جیسے چوپائے اور کسی مخلوق کے چار پایوں سے بھی زیادہ ہوں یخلق اللہ ما یشآء اس کی غیر محدود قدرت محصور نہیں (۴۵) بلاشبہ ہم نے واضح اور روشن دلائل نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی فرماتا ہے ؛ یعنی عام طور پر دلائل واضحہ بیان کردئے گئے ہیں مگر خاص طور پر مشیت اور ارادے کا تعلق جس سے ہوتا ہے اُسی کو سیدھی راہ چلنے کی توفیق ہوتی ہے (۴۶) اور منافق لوگ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ہم نے اللہ اور رسول کا حکم مانا پھر ان میں سے ایک فریق اس کہنے کے بعد سرتابی کرتا اور پھر جاتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے ؛ یعنی منافقوں کا دعویٰ تو یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے اور ہم نے ان دونوں کا کہا مانا اور فرماں برداری کی لیکن عمل کے وقت انہی میں سے ایک فریق پھر جاتا ہے انکی حالت یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں رکھتے۔ شاید ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی مقدمے کے فیصلے کے لئے طلب کیا جاتا ہوگا تو کچھ زیادہ شریر یہ سمجھ کر کہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا پھر جاتے ہوں گے کیوں کہ ان میں ایمان تو ہے ہی نہیں جیسا کہ آگے کی آیت سے معلوم ہوتا ہے (۴۷) اور یہ لوگ جب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جائیں اور طلب کئے جائیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کردے تو ایک فریق ان لوگ پہلوتہی کرتے اور منہ موڑ لیتے ہیں (۴۸) اور اگر انکا کچھ نکلتا ہو اور ان کا کوئی حق ثابت ہوتا ہو تو رسول کے پاس فرماں بردار بن کر سرِ تسلیم خم کئے ہوئے چلے آتے ہیں ؛ یعنی یہ سمجھ کر

کہ مقدمے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی رورعایت یا کسی کا بے جا لحاظ تو کریں گے نہیں اس لئے ٹل جاتے اور حاضری سے انکار کرتے ہیں اور فیصلہ کرانے سے ہچکچتے ہیں اور اگر ان کا کچھ نکلتا ہے اور کوئی حق ان کو پہنچتا ہے تو نہ صرف حاضر ہوتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم تو حضورؐ کے فرماں بردار ہیں اور حضور جو حکم فرمائیں گے اور آپؐ جو فیصلہ دیں گے اس کو ہم دل وجان سے قبول کریں گے اب آگے ان کی اس بیماری کو بطور تردید فرماتے ہیں کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے (۴۹) کیا ان لوگوں کے دلوں میں کوئی مرض اور بیماری ہے یا یہ لوگ دھوکے اور شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر کوئی بے انصافی اور ظلم نہ کرنے لگے ان اسباب میں سے کوئی سبب نہیں ہے بلکہ وہی لوگ نا انصاف اور ظالم ہوتے ہیں :: یعنی سبب کیا ہے معاملات میں فیصلے پر کیوں راضی نہیں ہوتے کیا یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی کے حق سے زیادہ دلوائے گا اور ان پر ظلم کرے گا اور ان کے خلاف مدعی کے حق سے زیادہ کی ڈگری کر دیگا۔ اب بطور استدراک فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ ان کے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مقدمات میں خود ہی ظالم ہوتے ہیں اپنا پورا حق وصول کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کا حق دینا نہیں چاہتے چونکہ خود ظالم ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ دربارِ رسالت میں کوئی نا انصافی ہوگی نہیں اور پورا پورا انصاف ہوگا جو ان کی طبیعت ذوق کے خلاف ہے اس لئے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے سے گھبراتے اور کتراتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دل میں روگ یہ کہ خدا رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اُٹھتے ۱۲ یہ منافقین کا ذکر تھا

ع ۶ ۱۰ ۱۲

مُذْعِنِيْنَ ۝۴۹ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا وہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ

یا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول کہیں ان کے حق میں بے انصافی نہ کرنے لگے یہ بات نہیں

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۵۰ۧ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی نا انصاف ہیں۔ مخلص مسلمانوں کی بات تو بس یہ ہے کہ

اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا

جب انکو اللہ اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کردے تو وہ یوں کہتے

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱ وَمَنْ

ہیں کہ ہم نے سُنا اور قبول کیا اور یہی لوگ ہیں حقیقی فلاح پانے والے۔ اور جو شخص اللہ

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ

اور اُس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور اُسکی نافرمانی اور ناراضگی سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ ہیں

هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۵۲ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ

مراد کو پہونچنے والے۔ اور وہ لوگ بڑی تاکید سے اس بات پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم

اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ

دیں یعنی جہاد یا ہجرت کا تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ ان سے کہہ دیجئے بس قسمیں نہ کھاؤ تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے باخبر ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ اللہ کی اطاعت کرو اور

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ

رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردانی کروگے تو سمجھ لو کہ رسول پر جو بار ڈالا گیا ہے وہ صرف اس کا ذمہ دار ہے اور

عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى

تم پر جو بوجھ رکھا گیا ہے تم اس کے ذمہ دار ہو اور اگر تم نے رسول کی فرمانبرداری کی تو تم سیدھی راہ پالوگے اور بہر حال

اب آگے مومنین کا ذکر فرماتے ہیں (۵۰) مخلص مسلمانوں کی بات تو بس یہ ہے کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کردے تو وہ انبساطِ قلب کے ساتھ یہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور قبول کیا اور یہی لوگ حقیقی فلاح پانے والے ہیں :: یعنی منافقین کی حالت تو معلوم ہو چکی اس کے مقابلے میں ایمان والوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان کو فصل خصومات کے سلسلے میں طلب کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمہارے مقدمہ کا فیصلہ کریگا تو یہ اہلِ ایمان سمعنا واطعنا کہتے ہوئے دوڑے چلے آتے ہیں ایسے ہی لوگ دین ودنیا میں فلاح پانیوالے ہیں (۵۱) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا حکم ملنے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اُس کی مخالفت اور ناراضگی سے بچتا رہے پس ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں :: یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور بُرے راستے سے بچتے رہنا یہی باتیں دین ودنیا میں کامیابی اور حصول مراد کی ضامن ہیں (۵۲) اور وہ منافق بڑی تاکید سے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم دیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جہاد یا ہجرت کے لئے گھروں سے نکل آؤ تو وہ فوراً نکل آئیں گے اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ قسمیں نہ کھاؤ تمہاری فرماں برداری کی حقیقت معلوم ہے فرماں برداری تو دستور کے موافق ہونی چاہیئے بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کی پوری خبر رکھتا ہے :: یعنی بے کار قسمیں کھا کر جھوٹے وعدوں سے کیا فائدہ کہ ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل آئیں گے تمہاری فرماں برداری کی سب حقیقت معلوم ہے سچے مسلمانوں کی طرح فرماں برداری کا جو دستور ہے وہ فرماں برداری کرکے دکھاؤ۔ تم اگر ہزار قسمیں کھا کر اپنی بات کا یقین دلا بھی دو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے فریب اور تمہاری سب چالاکیوں سے واقف اور خبردار ہے جو کام کی بات ہے وہ کرکے دکھاؤ آگے اس کام کا ذکر فرمایا (۵۳) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرماں برداری کرو پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ لو کہ رسول پر جو بار رکھا گیا ہے وہ صرف اس کا ذمہ دار ہے اور تم پر جو بوجھ رکھا گیا ہے تم اُس کے ذمہ دار ہو اور اگر تم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اور آپکی اطاعت

قبول کرلی تو تم سیدھی راہ پالوگے اور ہدایت یافتہ ہو جاؤگے اور بہرحال پیغامبر کی ذمہ داری تو پیغام کو صاف طور پر پہونچا دینا ہے ؛ یعنی کام کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری کا عہد کرو۔ اور اگر تمہاری یہی کافرانہ اور منافقانہ روش رہی تو رسول کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا کیونکہ ہر ایک اپنے اپنے بار کا ذمہ دار ہے اُس کا کام احکام خداوندی کا تم تک پہونچانا ہے اور تمہارا کام رسول کی اطاعت وفرماں برداری ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرماں برداری ہے ہر شخص اپنے اپنے کام کا ذمہ دار ہے پھر اگر تم اطاعت وفرماں برداری کروگے تو تم سیدھی راہ سے لگ جاؤگے ورنہ رسول کا کام تو احکام الٰہی کو صاف واضح اور کھلے طور پر پہنچا دینا ہے جسکو وہ صحیح طور پر انجام دے رہا ہے اب صرف تم پر تمہاری ذمہ داری باقی ہے (۵۴) اے امت محمدیہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پوری طرح پابند رہے اُن سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کو زمین میں اسی طرح حکمراں بنائے گا جس طرح اُن لوگوں کو حکمراں بنایا تھا

الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا

پیغامبر کی ذمہ داری تو بس پیغام کو صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل

مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کو زمین میں اسی طرح حکمراں بنائے گا

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ

جس طرح اُن لوگوں کو حکمراں بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو خدا نے ان کیلئے پسند فرمایا ہے

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ

اس دین کو ان کے لئے مستحکم کردے گا اور اس وقت دشمنوں کا جو خوف ان کو لاحق ہے انکے اس خوف کو مبدل بہ امن

اَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

کردیگا تاکہ وہ میری ہی عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس وعدے کے پورا ہو جانے کے بعد ناشکری

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ

کی روش اختیار کریگا تو ایسے ہی لوگ فاسق اور نافرمان ہیں۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾

ادا کرتے رہو اور پیغمبر کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْاَرْضِ وَ

اے مخاطب یہ خیال نہ کر کہ کافر زمین میں کہیں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے اور اُن

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ

کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ بازگشت کی بہت ہی بُری جگہ ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ

تمہاری لونڈی اور غلام اور تم میں کے وہ ہوشیار لڑکے جو ابھی

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

بالغ نہیں ہوئے اُن سبکو چاہیے کہ تین اوقات میں تمہارے پاس تم سے اجازت لیکر آئیں ایک تو صبح کی نماز

ع ٧ ١٣

اور اُن کو حکومت دی تھی جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اس دین کو ان کے لئے محکم کردے گا اور جما دے گا اور قوت دے گا اور اس وقت ان کو دشمنوں کا جو خوف طبعاً لاحق ہے اُن کو اس خوف کے بعد اُن کے خوف کو مبدل بہ امن کردے گا درآنحالیکہ وہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس وعدے کو پورا ہونے کے بعد ناشکری اور ناسپاسی کی روش اختیار کریگا تو ایسے ہی لوگ فاسق اور بے حکم ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجموعہ اُمت سے حکومت اور دین اسلام کے استحکام اور جماؤ اور خوف کو امن سے بدل دینے کا وعدہ فرمایا اور چونکہ دشمنان دین کی متواتر اذیتوں سے پریشان ہو کر بعض صحابہ نے عرض کیا تھا۔ یارسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح خوف زدہ اور پریشان رہیں گے یا کوئی زمانہ ہم پر ایسا بھی آئیگا کہ ہم امن سے بہرور ہوں گے اور مامون ہو کر زندگی گزاریں گے اور ہتھیار رکھ دیں گے۔ اس پر شاید یہ آیت نازل ہوئی بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی پوری فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے فتوحات کا دور شروع ہوا اور خلفائے راشدین کے دور میں مسلمانوں کی حکومت کہیں سے کہیں پہونچ گئی یہاں تک کہ یورپ اور ایشیا بلکہ افریقہ کا بھی کافی حصہ اُن کے زیر نگیں ہوگیا۔ اور دین اسلام جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے پسند فرمایا تھا وہ بھی بہت پھلا پھولا اور ہر چہار طرف امن وامان کا دور آگیا بے خوف وخطر مسلمان ہر جگہ جانے لگے خلفائے راشدین کے بعد بھی حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن بغداد کی تباہی اور بربادی کے بعد یہ سلسلہ سُست پڑگیا۔ عیش وتنعم اور باہمی خانہ جنگیوں نے حکومت اسلامی کو خطرے میں ڈال دیا۔ اور حکومتیں رُو بہ زوال ہونی شروع ہوگئیں۔ اسی کی طرف شاید اشارہ فرمایا ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون۔ آیت سے خلفائے راشدین کی عظمت اور اُن کی بڑی بھاری فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے ان کو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے اُن کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وے بندگی کریں گے بغیر شرک

یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی اُن کی خلافت سے منکر ہوا اُن کا حال سمجھا گیا ؛ ہر چند کہ ہمارا دور اقتدار اسلامی کے لئے کچھ زیادہ امید افزا نہیں ہے لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے لعل الله يحدث بعد ذلك امرا (۵۵) آگے اعمال صالحہ کی مزید ترغیب فرمائی اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہا کرو اور دیگر امور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ؛ یعنی اگر اعمال صالحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرتے رہا کرو اور خاص طور پر نماز وزکوٰۃ کی پابندی کا التزام رکھو تو تم پر رحم کیا جائے اور تم حضرت حق کے رحم وکرم کے مستحق قرار پاؤگے اللهم ارزقنا اتباع نبيه صلى الله عليه وسلم (۵۶) اے مخاطب یہ خیال نہ کرکہ یہ جو منکر ہیں اور جنھوں نے کفر وانکار کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے یہ کہیں زمین میں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے۔ اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ دوزخ بہت بُری بازگشت ہے (باقی ص۵۷۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۷۰) اور واپس جانے کی بہت بُری جگہ ہے ﴿ یعنی یہ خیال نہ کرکہ منکر کسی حصہ زمین میں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے یا ہرا دیں گے بلکہ دنیا میں مقہور و ذلیل ہوں گے اور آخرت میں انکا مرجع اور ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے اور وہ آگ بازگشت کی بہت ہی بُری جگہ ہے (۵۷) اے دعوت ایمانی کو قبول کرنیوالو تمہارے لونڈی اور غلام اور تم میں کے وہ ہوشیار لڑکے جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہونچے اور بالغ نہیں ہوئے ان کو چاہیے کہ وہ تین اوقات میں تمہارے پاس تم سے اجازت لیکر آئیں ایک تو صبح کی نماز سے پہلے تفسیر صفحہ ہذا ﴿ اور ایک جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور ایک عشاء کی نماز کے بعد یہ مذکورہ تین وقت تمہارے پردے کے اوقات ہیں ان اوقات کے علاوہ بلا اجازت آنے جانے میں نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان لونڈی غلاموں اور نا بالغ لڑکوں پر کوئی الزام ہے کیونکہ یہ لوگ بکثرت خدمت کی غرض سے تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے ﴿ پہلے بیان فرمایا تھا کہ کوئی شخص صاحب خانہ کی بلا اجازت کے مکان میں داخل نہ ہوا کرے اسی حکم سے یہاں بعض صورتوں کا استثنیٰ فرمایا کیونکہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جن کا اظہار ناگواری خاطر کا سبب ہوتا ہے اس لئے مملوک خواہ وہ لونڈی ہو یا غلام اور نابالغ لڑکے جو خدمت کی غرض سے بے روک ٹوک مکان میں آتے جاتے ہیں اُن کے لئے بھی بعض اوقات تستر میں اجازت ضروری قرار دی۔ اور دوسرے اوقات میں اُن کو اجازت کی ضرورت سے مستثنیٰ رکھا تاکہ بلا وجہ تکلیف اور کلفت پیش نہ آئے۔ چوتھے رکوع میں جو استیذان کا حکم گذرا ہے اس رکوع میں اسی کا تتمہ ہے درمیان میں مضامین زیر بحث آگئے۔ جو تین اوقات قرآن میں بیان کئے ہیں وہ استراحت آرام اور خلوت کے مواقع ہیں جن میں لوگ عادتاً زائد کپڑے اتار دیتے ہیں اور سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا کرتے ہیں اور اپنی گھر والیوں کے ساتھ اختلاط اور مباشرت وغیرہ کے بھی عموماً یہی اوقات ہیں اور اس وقت کسی لونڈی غلام یا لڑکے بالے کا اگرچہ وہ خدمتی کیوں نہ ہو بلا اجازت آجانا تستر اور پردہ پوشی کے خلاف ہے اس لئے اجانب کی طرح اُن کو بھی اجازت حاصل کرنے کا حکم دیدیا گیا باقی اوقات کھلے رکھے گئے مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی مصلحت کی بنا پر کسی دوسرے وقت کے لئے بھی ان لوگوں کو اجازت حاصل کرنیکا پابند کردے۔ اوقات مذکورہ کے علاوہ ان لونڈی غلاموں وغیرہ پر اجازت کی پابندی نہیں رکھی کیونکہ اس سے کاروبار میں دشواریاں پیش آتیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان تین وقت میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ۱۲ (۵۸) اور جب تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو پہونچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بالغ مرد اجازت لیتے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اجازت حاصل کیا کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے صاف صاف اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ﴿ یعنی جب نابالغ لڑکے بالغ ہوجائیں یا قریب البلوغ یعنی مراہق ہوجائیں تو ان کا حکم بھی بالغ مردوں کا سا ہوگا کہ وہ کسی وقت بھی بلا اجازت لئے مکان میں داخل نہ ہوسکیں گے جیسا کہ چوتھے رکوع میں مذکور ہوا یہ آزاد اور احرار لڑکوں کا حکم ہے جب بالغ ہوگئے تو بلوغ کے احکام جاری ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایسی پروانگی یعنی جیسے جدی گھر والے ہر وقت خبر کرکر آدیں ۱۲ (۵۹) اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کوئی اُمید باقی نہیں تو وہ اگر اپنے غیر ضروری اور زائد کپڑے اتار کر رکھدیا کریں تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ کریں لیکن اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ﴿ یعنی بڑی بوڑھیاں جن کی عمریں ڈھل چکی ہیں چونکہ ان کا کام گھر میں بیٹھا رہنا ہوتا ہے اس لئے ان کو قواعد فرمایا نہ ان کو نکاح کی کوئی امید نہ ان سے کوئی نکاح کرنے والا تو یہ اگر گھروں میں زائد کپڑے یعنی برقعہ یا اوپر کی چادر اتار کر رکھدیں یا باہر جاتے وقت بھی برقع چھوڑ دیں تو مضائقہ نہیں ہاں زینت کے مقامات نہ کھولیں جن کا ذکر چوتھے رکوع میں گزر چکا ہے یعنی وہ مقامات جو صرف محرموں پر ظاہر کئے جاسکتے ہوں یعنی مُنہ اور ہتھیلیاں اور بازو کھولے جاسکتے ہیں۔ باقی اعضاء جیسے پیٹ، پیٹھ، سینہ، پنڈلیاں

(باقی ص۵۷۲ پر)

الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ

سے پہلے اور ایک جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور ایک عشاء

بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

کی نماز کے بعد یہ مذکورہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں ان اوقات کے علاوہ نہ تم پر کوئی الزام ہے اور

وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ

نہ ان لونڈی غلاموں اور لڑکوں پر کوئی الزام ہے کیونکہ یہ لوگ خدمت کی غرض سے بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں

عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا

حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا

حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو پہونچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بالغ مرد اجازت لیتے

كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

آئے ہیں اسی طرح یہ بھی اجازت حاصل کیا کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف

لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ

بیان کرتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جنکو

اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن

نکاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی وہ اپنے غیر ضروری اور زائد کپڑے اتار دیا کریں تو انہیں

يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن

ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی

يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَّيْسَ عَلَى

احتیاط رکھیں تو اُن کے لئے بہتر ہے اور اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔ اس نہ تو

الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ

نہ اندھے پر کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی مضائقہ ہے

(بقیہ صفحہ ۵۷۱) یہ سب پردے میں رہیں تو بھی مضائقہ نہیں اور اگر اس سے بھی بچیں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ یہ بڑھیا عورتوں کو فرمایا اس سے جوان عورتوں کے پردے کا اندازہ کرنے میں بہت آسانی ہوگی اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے یعنی بے پردگی میں جو باتیں ہوتی ہیں اُن کو سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ آج کل ہمارے ملک میں بے پردگی کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بوڑھی عورتیں گھروں میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ۱۲ (۶۰) اس بارے میں نہ اندھے آدمی پر کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی مضائقہ ہے تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور نہ خود تم پر اس بارے میں کوئی تنگی ہے کہ تم لوگ خود یا تم اور یہ سب معذورین اپنے گھروں میں سے کچھ کھانا کھائیں یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھالیا کرو اور تم پر اس بارے میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرلیا کرو یہ سلام علیک ایک بابرکت اور پاکیزہ تحفہ اور دعا کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو ف اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات نے تو اپاہج یعنی اندھے لنگڑے اور مریض کے لئے جہاد اور جمعہ وغیرہ کی شرکت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور بعض حضرات نے سب کا تعلق کھانے پینے سے قائم کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپاہج لوگوں کیساتھ کھانا کھانے سے گھبراتے اور پرہیز کرتے تھے کہ مبادا ہم زیادہ کھالیں اور اچھا کھالیں اور اس طرح اپاہج لوگوں کی حق تلفی ہو۔ اندھے کو تو اچھے بُرے کی تمیز نہیں لنگڑے کو بیٹھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بیمار کی بھی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ تندرستوں کی طرح نہیں کھاسکتا حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اپاہج لوگوں کو اپنے بھائیوں کے گھر کھانا کھلانے لے جاتا لیکن یہ لوگ تقوے کی وجہ سے کھانا نہ کھاتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ شخص کسی اجنبی کے ہاں ہم کو کھانا کھلانے لے آیا اور اہل خانہ کی بلا اجازت ہمکو کھانا کھلانا چاہتا ہے اس لئے وہ لوگ کھانا نہ کھاتے اس آیت میں ان کے لئے رخصت فرمائی۔ سدی کا بیان ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ یا بیٹے کے گھر جاتا یا بھائی بہن کے گھر جاتا اور گھر والے اس کے آگے کچھ کھانے کو رکھتے تو یہ شخص اس کے کھانے میں اس لئے تامل کرتا کہ صاحب خانہ تو ہے نہیں مبادا وہ ناراض ہو ان سب حالتوں میں مسلمانوں پر سے تنگی اور تکلیف کو ہٹا دیا گیا اور رخصت فرمادی۔ کنجیوں کے مالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنے گھر کا وکیل یا مختار بنادے جیسے لوگ مدینہ منورہ سے جاتے وقت جہاد وغیرہ میں ایسا کرتے تھے کہ اپنے مکانات سپرد کر دیا کرتے تھے اور اپنے پیچھے کچھ کھانے پینے کی اجازت بھی دیدیا کرتے تھے لیکن وہ شخص جھجکتا تھا کہ صاحب خانہ تو سفر میں ہے میں کیسے کھاؤں پیوں اسی طرح بعض مہمان نواز لوگ اس کو بُرا سمجھتے تھے کہ اکیلے کھانا کیسے کھائیں جب تک کوئی ساتھ کھانیوالا نہ ہو مہمان کے انتظار میں دن دن بھر کھانا نہ کھاتے تھے ان سب باتوں میں آسانی کا حکم دیا گیا اپاہج لوگوں کے ساتھ بھی حکم دیا گیا یہ کم کھانے اور زیادہ کھانے کا معمولی وسوسہ ہے اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے گو دیپٹ کے رشتوں میں بھی ایسی غیریت نہ ہونی چاہیے اگر رضامندی کا حال معلوم ہو خواہ یہ رضامندی صراحتہً ہو یا دلالتہً ہو۔ کچھ کھانے پینے میں مضائقہ نہیں بہرحال اپاہجوں کیساتھ کھانے کی رخصت اپنوں کے گھروں میں کھانے کی رخصت اپنے گھروں میں سے کھانے کی رخصت جہاں بیوی اور اولاد رہتی ہو۔ اسی طرح کوئی مکان سپرد کر جائے اور اجازت دے جائے اُس مکان سے کھانے پینے کی اجازت۔ ساتھ مل کر کھانے یا الگ بیٹھ کر کھانے کی رخصت۔ دوستوں کے گھر سے کھانے کی رخصت۔ کسی گھر میں جاتے وقت سلام کرنے کا حکم بیوی بچوں پر سلام کرنے کا حکم غرض یہ سب باتیں اس آیت سے ثابت ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی ضمیمہ میں)

حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ

اور نہ خود تم پر کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا

بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ

سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ

یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جنکی کنجیاں تمہارے اختیار میں

اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھالیا کرو اور تم پر اس بات میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ سب ملکر کھاؤ

اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

یا الگ الگ کھاؤ پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرلیا کرو

تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

یہ سلام ایک بابرکت اور پاکیزہ تحفہ اور دعا کے طور پر ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔ کامل مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ

پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کبھی رسول کے پاس کسی ایسے اہم کام کیلئے

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

جمع ہوتے ہیں جس کیلئے اجتماع کیا گیا ہے تو جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں وہاں سے نہیں جاتے بیشک

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ

جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہ تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں

ع ۴ ۱۴

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے کسی کی آڑ میں ہو کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت و مصیبت آپڑے یا ان پر دردناک عذاب نازل ہو جائے ﴿ اس آیت میں مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم و توقیر کے ساتھ پکارا کرو یہ نہیں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کا نام لیکر یا کنیت یا عرف سے پکارتے ہو اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تم یا محمد یا ابوالقاسم کہہ کر پکارنے لگو بلکہ اگر حضور کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہو تو ان کو ادب و احترام کیساتھ خطاب کرو دوسرا قول ابن ابی حاتم۔ ابن عباس۔ حسن بصری اور عطیہ العوفی کا ہے یعنی پیغمبر کی بددعا کو معمولی نہ سمجھو اگر آپ کسی کے حق میں بددعا فرماتے ہیں تو آپ کی دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے تیسرا قول وہ ہے جو ہم نے ترجمے اور تیسیر میں اختیار کیا ہے۔ منافقوں کو تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے خوب واقف ہے جو آڑ میں ہو کر بلا اجازت چپکے سے کھسک جاتے ہیں چونکہ منافق کو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان نہیں اس لئے وہ اسلامی اجتماعات سے گھبراتا اور نکل بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور بلا اجازت کسی کی آڑ میں ہو کر نکل جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن کو جانتا ہے اور نکل بھاگنے والوں سے واقف ہے۔ آگے تنبیہ کی تاکید ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یا اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ وہ دنیا ہی میں کسی آفت اور ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور ان پر کوئی بلا آجائے یا قیامت کے دن اُن کو دردناک سزا دی جائے اس تردید کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں عالم میں سے کسی ایک عالم میں ہو بلکہ یہاں آفت بھی آئے اور وہاں عذاب بھی ہو یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں جگہ کچھ نہ ہو البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں جگہ ہو جائے یہاں آفت و بلا اور وہاں دردناک عذاب یہ سزا اُن کی فرمائی ہو جو اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں العیاذ باللہ (۶۳) خبردار ہو آگاہ رہو۔ یاد رکھو جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی مملوک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی خوب جانتا ہے جس پر تم ہو اور اُس دن کو بھی خوب جانتا ہے جس دن یہ سب لوگ اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے اور ان سب کی بازگشت اُس دن اُسی کی طرف ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اُن کی اُن تمام کارروائیوں سے جو وہ کرتے رہے ہیں ان سب کو آگاہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے ﴿ یعنی اوپر کی آیت میں دنیا اور آخرت کی سزا اور تعذیب کی طرف اشارہ تھا اس آخری آیت میں اپنے مالک ہونے اور تمام اشیاء کو خواہ وہ اس عالم سے تعلق رکھتی ہوں خواہ عالم اخروی سے تعلق رکھتی ہوں اُس سب کے جاننے کا اظہار فرمایا یعنی دونوں عالم مملوک بھی اور معلوم بھی پھر گناہگار بچکر کہاں جاسکتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلاویں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں اب بھی یہی چاہیے اپنے سرداروں سے سب کو کرنا ۱۲۔ (۶۴) تیسیر سورۂ نور۔

ع ۹ ۳ ۱۵

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ

سو اے پیغمبر جب لوگ تم سے اپنے کسی کام کیلئے جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو آپ ان میں جسکو چاہیں جانے کی اجازت

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا

دیدیا کیجیے اور ان کیلئے خدا سے بخشش کی دعا کر دیا کیجیے بےشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ تم لوگ

تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا

رسول کے بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بُلایا کرتے ہو۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی کی آڑ میں ہو کر چپکے سے بلا اجازت کھسک جایا کرتے ہیں لہٰذا

الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

وہ لوگ جو اُس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اُن پر کوئی آفت آپڑے یا

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ

اُن پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔ آگاہ رہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب

الْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ

اللہ ہی کا ہے تم جس روش پر ہو اللہ تعالیٰ اُس روش کو خوب جانتا ہے اور وہ اس دن کو بھی جانتا ہے جس دن

إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

سب لوگ اسی کی طرف لوٹائے جائینگے اور وہ اُنکو ان تمام کارروائیوں سے آگاہ کر دیگا جو انھوں نے کی تھیں اور اللہ ہر شی کو جانتا ہے۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ فرقان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ

بڑی عالیشان و بابرکت ذات ہے اسکی جس نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کرنیوالی کتاب یعنی قرآن کو نازل کیا تاکہ وہ تمام

سورۂ فرقان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ سورت ستتر آیتوں اور چھ رکوع پر مشتمل ہے ﴿ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ﴿ بڑی عالی شان اور بابرکت ذات ہے اُس کی جس نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کرنیوالی کتاب کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام اقوام عالم اور اہل عالم کے لئے ڈرانے والا ہو ﴿ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اس کے خاص بندے ہیں ان پر قرآن جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے نازل فرمایا تاکہ وہ قرآن یا وہ بندہ جہان والوں کو ڈرانے والا ہو یعنی جو اس قرآن پر ایمان نہ لائے اُس کو عذاب الٰہی سے ڈرائے (۱)

تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

اہلِ عالم کیلئے ڈرانیوالا ہو۔ وہ ذات وہ ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اسکی ہے اور نہ اُس نے کسی کو اپنی اولاد قرار

وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ

دیا ہے اور نہ حکومت میں کوئی اُس کا شریک ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا ایک مناسب و موزوں

تَقْدِیْرًا ۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ

انداز رکھا۔ اور کافروں نے خدا کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کسی شئی کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اُن کی

هُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا

حالت یہ ہے کہ وہ خود پیدا شدہ ہیں اور نہ وہ اپنے بُرے کا اور نہ اپنے بھلے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ

یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۳ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا

وہ کسی کے مرنیکا اور نہ کسی کے زندہ کرنیکا اور نہ مرنیکے بعد دوبارہ جلانیکا کوئی اختیار رکھتے ہیں۔ اور کافریوں کہتے ہیں کہ

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ اِفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

یہ قرآن تو کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہے جسکو اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس گھڑنے میں اسکی مدد کی

فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۴ۚ وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

ہے سو اس کہنے میں یہ کافر بڑے ہی ظلم اور کذب کے مرتکب ہوئے۔ اور کافر قرآن کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض اگلے لوگوں

اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۵ قُلْ اَنْزَلَهُ

کی بے سر و پا کہانیاں ہیں جنکو اُس نے کسی سے لکھوا لیا ہے پھر وہی کہانیاں اسکو صبح اور شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ آپ

الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

کہدیجئے کہ یہ قرآن تو اُس خدا نے اُتارا ہے جو آسمان و زمین کی تمام چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے بلاشبہ خدا

غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور یہ کافریوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے

وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ

اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اسکے

مع ۱۰ عند المتأخرین ۱۲ رکوع ۱۸ قرآن ۲۳

وہ ذات ایسی ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور نہ اُس نے کسی کو اپنی اولاد بنایا اور قرار دیا اور نہ اُس کی حکومت میں کوئی اُس کا شریک اور ساجھی ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا ایک مناسب اور موزوں انداز رکھا ۞ یعنی حضرت حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ایسی ہے کہ خواہ آسمانوں کی سلطنت ہو یا زمین کی سب اُسی کی ہے۔ اُس کی کوئی اولاد بھی نہیں نہ اُس نے کسی کو اولاد مقرر کیا نہ اُس کی حکومت اور اُس کے راج میں کوئی اُس کا شریک ہوا اسی نے ہر موجودہ چیز کو بنایا اور پیدا کیا پھر ہر چیز کا الگ الگ انداز رکھا جو نہایت موزوں اور مناسب ہے کسی چیز کے خواص کچھ رکھے اور کسی کے کچھ رکھے (۲) اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر اُس کے سوا اور ایسے معبود بنا رکھے اور تجویز کر رکھے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ کسی کے خالق نہیں ہیں اُن کی حالت یہ ہے کہ وہ خود ہی پیدا شدہ ہیں اور وہ خود مخلوق ہیں اور نہ وہ خود اپنے بُرے اور بھلے کا کوئی اختیار رکھتے نہ اپنے نقصان اور نفع کے مالک ہیں اور نہ وہ کسی کے مرنے اور نہ وہ کسی کے زندہ کرنیکا اور نہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ جِلا کر اُٹھانے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں ۞ یعنی اللہ تعالیٰ جو خالق اور مالک اور قادرِ مطلق ہے اُس کو چھوڑ کر اور اس کی توحید کے منکر ہو کر اُس کی مخلوق میں سے ایسے کمزوروں اور ناتوانوں کو معبود بناتے ہیں جو نہ کسی کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور قدرت کیا رکھیں گے وہ اپنی ذات میں اور اپنی پیدائش ہی میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں وہ اپنے ضرر اور نفع کا بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے تو بھلا ان مشرکوں کو کیا نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ اور نہ ہی کسی کی جان نکال سکتے ہیں نہ کسی بے جان میں جان ڈال سکتے ہیں نہ مرے پیچھے کسی کو دوبارہ زندہ کر سکتے ہیں مطلب یہ کہ جو باتیں استحقاقِ معبودیت کے لئے ضروری اور لوازم میں سے ہیں اُن میں سے کوئی بات بھی ان معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتی جب لازم نہیں تو ملزوم بھی نہیں یہاں تک توحیدِ الٰہی کا اثبات تھا اب آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر جو شکوک و شبہات کئے جاتے ہیں اُن کا جواب ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳) اور دینِ حق کے منکروں نے یوں کہا کہ یہ قرآن تو کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہی جھوٹ ہے جس کو اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس افترا میں اس کی مدد کی ہے پس اس کہنے میں یقیناً یہ منکر بڑے ہی ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ۞ یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کتاب معجز بیان اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس کے متعلق یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ یہ نرا جھوٹ ہی جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں نازل کیا بلکہ یہ نبی خود ہی گھڑتا ہے اور اہلِ کتاب میں سے کچھ لوگ اس کی مدد اور اعانت کرتے ہیں یہ ان سب کی بنائی ہوئی کتاب کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے حضرت حق جل مجدہٗ نے ان کا جواب فرمایا کہ ان لوگوں نے بڑی ناانصافی کی اور جھوٹ بات کہی جو کلام اپنے اعجاز کی وجہ سے طاقتِ بشری سے بالاتر ہے اس کو انسانوں کا بنایا ہوا کلام کہنا نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ بڑا ظلم اور ناانصافی ہے (۴) اور یہ دینِ حق کے منکر قرآن کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن محض اگلے لوگوں کی بے سر و پا کہانیاں ہیں جو بے سند پہلے لوگوں سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں ان کہانیوں کو اس نے کسی سے لکھوا لیا ہے پھر یہی منضبط اور لکھی ہوئی کہانیاں اُس کو صبح اور شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی اور یاد کرادی جاتی ہیں ۞ یعنی اوّل تو یہ بے سند باتیں ہیں جن کو ایک پارٹی مرتب کرتی اور لکھتی ہے پھر صبح اور شام اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور یہ یاد کر کے لوگوں کے روبرو پڑھ کر خدا کا کلام بتاتا ہے اور عوام کو سنا کر منزل من اللہ بتاتا ہے آگے اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے (۵) اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن تو اس نے نازل کیا ہے جو آسمان اور زمین کی تمام پوشیدہ اور چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۞ یعنی آپ جواب میں فرما دیجئے کہ یہ قرآن تو اس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے جو آسمان و زمین کے ہر پوشیدہ بھید کو جانتا ہے اور چونکہ اُس کا علم سب کو محیط ہے (باقی ص ۵۷۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۷۴) اسی لئے یہ کلام معجز نظام ہے اور اعجاز سے لبریز ہے کسی انسان کا نہ اسقدر علم محیط ہے نہ وہ اعجازی اسی رعنائیں ملحوظ رکھ سکتا ہے لہٰذا کوئی بشر ایسا کلام کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے کلام سے جو لوگ سرتابی کریں اور اس کو بشر کا کلام کہیں وہ مستحق سزا ہیں لیکن وہ غفور اور رحیم ہے اس لئے عذاب میں جلدی نہیں کرتا (۶) اور یہ دین حق کے منکر اس پیغمبر کی شان میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں جو اس کے ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا :: یعنی یہ جو اپنے کو رسول کہتا ہے یہ تو ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور معاش کا انتظام کرنے کو بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری ہدایت کے لئے فرشتہ آتا اور اگر فرشتہ نہ آتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ رہتا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا (۷)

تفسیر صفحہ ہذا :- یا فرشتہ نہ اترتا تو اس کی طرف کوئی خزانہ ہی ڈال دیا جاتا یا اگر یہ بھی نہ ہوتا تو اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا کہ یہ اُس باغ میں سے کھایا کرتا اور یہ ظالم اور حق ناشناس مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ بس ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو اور ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جو سحر زدہ ہے اور جس پر جادو کیا گیا ہے :: یعنی اگر رسول کو فرشتہ نہیں بنایا اور کوئی فرشتہ بھی اس کیساتھ نہیں نازل کیا تو اسکو اگر وہ رسول ہوتا تو معاش سے بے فکر کرنے کے لئے غیب سے اس کے پاس خزانہ ہی ڈال دیا جاتا اچھا اگر خزانہ بھی نہیں ڈالا گیا تو پھر کوئی باغ ہی اس کے پاس ہوتا کہ اُس کے پھل کھا کر گزر کرتا اور اس سے بڑھ کر آپکو مسحور اور مسلوب العقل بھی کہتے ہیں اور اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ تم ایک جادو زدہ آدمی کے کہنے پر چلتے ہو جس کے ہوش و حواس صحیح نہیں ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لفظ اصیل پر فرماتے ہیں اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح اور شام مسلمان حضرتؐ پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اسکو کافر یوں کہنے لگے ۱۲ پھر حضرت شاہ صاحبؒ رحیما پر فرماتے ہیں یعنی اپنی بخشش اور مہر سے اتارا ۱۲ (۸) اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور اب یہ کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ :: یعنی طرح طرح کی باتیں چھانٹتے ہیں جس کا مآل بجز بے دینی اور گستاخی کے اور کچھ نہیں پس یہ انتہائی گمراہی کی باتیں ہیں اور اب یہ راہ حق نہیں پا سکتے سیدھی راہ دیکھنے سے اُنکی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں (۹) وہ ذات بڑی اور عالیشان ہے وہ اگر چاہے تو ان کافروں کے اس کہنے سے بھی آپ کو بہتر چیز دیدے وہ بہت سے باغ ہوں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور باغات کے علاوہ آپکو بہت سے محل بھی عطا کر دے :: یعنی اللہ تعالیٰ بہت بلند اور عالیشان ہے وہ اگر چاہے تو ایک باغ کیا بلکہ بہت سے باغات اپنے رسول کو عطا کر دے اور جو چیز ان معاندین نے کہی بھی نہیں یعنی بہت سے محلات بھی دیدے لیکن ان شکوک و شبہات کا منشا یہ نہیں کہ ان منکرین کو واقعی حق کی تحقیق منظور ہے بلکہ ان شبہات کا منشا محض شرارت اور دین حق کی مخالفت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۰) ان کا منشا حق کی تحقیق نہیں ہے بلکہ یہ قیامت کے منکر ہیں اور وقوع قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور جو لوگ قیامت کی تکذیب کرتے اور قیامت کو جھٹلاتے ہیں ہم نے اُن کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ یعنی دوزخ تیار کر رکھی ہے :: یعنی قیامت کو جھٹلانا اور قیامت کا انکار کرنا یہ جہنمی ہونے کا موجب ہے ان کا منشا صرف یہ ہے کہ وقوع قیامت کی تکذیب کی جائے آگے دوزخ اور اُس کے عذاب کی مزید تفصیل ہے (۱۱) جب وہ دوزخ کی آگ ان دین حق کے منکروں کو دیکھے گی تو یہ بد دین اُس کی غضب آلود آواز اور اُس کے چلانے اور اُس کے جوش و خروش کو سنیں گے :: یعنی قیامت کے دن جب دوزخ اُن کو دور سے دیکھے گی تو یہ دور ہی سے اُس کے جھنجھلانے اور اُس کے شور و غل کو سنیں گے جیسا کہ تمیز من الغیظ (۱۲) اور جب یہ منکر اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کے ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت کو پکاریں گے (۱۳) موت کے پکارنے پر کہا جائیگا کہ تم آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارتے اور بلاتے رہو :: یعنی جب ان کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے باندھ کر ان کو کسی تنگ جگہ میں ڈال دیا جائے گا تو وہاں موت کو پکاریں گے جیسا کہ مصیبت کے وقت ہر انسان موت کو پکارتا ہے اور چونکہ وہاں کی مصیبت لامتناہی ہے اس لئے کہا جائیگا کہ آج ایک بار موت کو نہ پکارو بلکہ بار بار موت ہی کو پکارتے رہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

(باقی ۵۷۶ پر)

مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝٧ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ ہی آ پڑتا یا اگر یہ بھی نہ ہوتا تو اُس کے پاس کوئی باغ

يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

ہی ہوتا کہ اُس باغ میں سے وہ کھایا کرتا اور یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ بس ایک ایسے شخص کے پیچھے چل رہے ہو جو

مَّسْحُوْرًا ۝٨ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

سحر زدہ اور مسلوب العقل ہے۔ اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بیان کر رہے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٩ ع تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ

اور اب یہ کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ وہ ذات بڑی عالی شان و بابرکت ہے وہ اگر چاہے تو ان کافروں کے اس کہنے

خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ

سے بھی آپکو بہتر چیز دیدے وہ بہت سے باغ ہوں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور باغوں کے علاوہ وہ آپکو

لَّكَ قُصُوْرًا ۝١٠ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ

بہت سے محل بھی دیدے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں اور ہم نے ایسے لوگوں کے لئے

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝١١ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ

جو قیامت کو جھوٹ سمجھیں بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ دوزخ کی آگ ان کو دور سے دیکھے گی

بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝١٢ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا

تو یہ کافر اس کی غضب آلود آواز اور اس کے چلانے کو سُنیں گے۔ اور جب یہ کافر اس دوزخ کی کسی

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝١٣ۭ لَا

تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کے ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ کہا جائیگا

تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝١٤

کہ تم آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ

آپ اُن سے کہئے کیا یہ دوزخ کا عذاب اچھا ہے یا وہ دائمی جنت اچھی ہے جس کا متقی اور پرہیزگار لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے

ع ۹ / ۱ / ۱۶

(بقیہ ۵۷۵) یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جاویں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے ۱۲ اب آگے اہل حق کے ساتھ جو سلوک ہوگا اُس کا بیان ہے اور مقابلے میں اُن سے دریافت کیا گیا ہے کہ حق کو قبول
کرنے کی بات بہتر ہے یا حق کو جھٹلانے کا انجام بہتر ہے (۱۴) آپ ان سے فرمائیے اور آپ ان سے دریافت کیجئے بھلا یہ مصیبت کی حالت اور یہ دوزخ کا عذاب بہتر ہے یا وہ دائمی جنت اچھی ہے جس کا اہل تقویٰ اور
پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ جنت ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا صلہ اور ان کا آخری ٹھکانا ہوگا اور ان کے بازگشت کی جگہ ہوگی (۱۵) وہ متقی حضرات اس جنت میں جس چیز کی خواہش کریں گے وہ اُن کے لئے
وہاں موجود ہوگی وہ اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے یہ مذکورہ جنت کا وعدہ آپ کے پروردگار کے ذمے ایک ایسا وعدہ ہے جس کے ایفاء کرنے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے ؛ یعنی اس جنت میں یہ متقی حضرات آرام و آسائش
کے سلسلے میں جو چاہیں گے وہ سب ان کو میسر ہوگا اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ وعدہ بھی ایسا حتمی ہے جس کے پورا ہونیکا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور حضرت حق جل مجدہٗ سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ وعدہ جو
آپ نے اہلِ جنت سے کیا تھا اس کو پورا کیجئے یہ مانگ کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے یہ وعدہ اُس نے اپنے ذمہ پر کیا ہے جس کا پورا ہونا حتمی اور لازمی ہے اور قابلِ درخواست ہے (۱۶) اور وہ دن قابلِ ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو اور جن معبودانِ باطلہ کو یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہیں سب کو یکجا جمع کرے گا پھر ان معبودوں سے دریافت کریگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے ؛ یعنی آخر ان کے کفر و شرک اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے تم نے ان کو اپنی پرستش کے لئے اُبھارا اور بہکایا تھا یا انھوں نے خود بخود سیدھی راہ اختیار نہ کی اور گمراہی اختیار کرلی (۱۷) وہ متفقہ طور پر عرض کریں گے تیری ذات پاک ہے ہماری یہ مجال نہ تھی اور ہم کو کسی طرح بھی یہ مناسب اور لائق نہ تھا کہ ہم تیرے سوا دوسروں کو کارساز تجویز کریں۔ لیکن بات یہ ہوئی کہ تو نے انکو اور ان کے باپ دادوں کو ہر قسم کی آسودگی اور دُنیوی عیش و تنعم سے بہرہ مند کیا اور دُنیوی سازوسامان کے برتنے کا موقعہ دیا یہاں تک کہ یہ تیری یاد کو فراموش کر بیٹھے اور جو نصیحت ان کو دی گئی تھی اُس کو بھول گئے اور یہ تھے ہی ہلاک ہونے والے ؛ یعنی جب ہم خود ہی یہ مجال نہ رکھتے تھے کہ تیرے سوا کسی دوسرے کو کارساز اور معبود ٹھہرائیں تو ان کو اس بات پر کس طرح آمادہ کر سکتے تھے کہ یہ ہماری پرستش کریں اور تیرے سوا ہم کو پوجنے لگیں بات تو یہ ہے کہ ان کو آپ نے نسلاً بعد نسلٍ دنیوی آسودگی اور عیش سے بہرہ مند کیا اُس عیش و تنعم میں لگ کر تیری یاد اور تیری نصیحت کو بُھلا بیٹھے اور یہ خود ہی ہلاک ہوئے۔ یہ معبود خواہ اصنام اور بُت ہوں خواہ ملائکہ اور بزرگانِ دین ہوں سب یہی جواب دیں گے اور مشرک جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پرستش سے یہ معبود خوش ہوتے ہیں اور یہ ہم کو ہر مصیبت سے نجات دیں گے جب ان کی تغلیط ہو جائے گی اور ان کے عقیدہ باطلہ کا اظہار ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ بطور تبکیت ان سے فرمائیگا کیونکہ اس سوال کا مقصد ہی یہ تھا چنانچہ ارشاد ہوگا (۱۸) اب تو تمہارے ان معبودوں نے ہی تمہاری تکذیب کر دی اور تمہاری باتوں کو جھوٹا بتا دیا اور تم جو کچھ کہتے تھے اسکو جھوٹا کر دیا لہٰذا اب تم نہ تو اپنے پرے عذاب کو ٹال سکتے ہو

كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

کہ جنت اُن کے تقوے کا صلہ اور اُن کا آخری ٹھکانا ہوگا۔ جس چیز کی وہ خواہش کرینگے اُن کیلئے وہ چیز اس جنت میں

خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

موجود ہوگی وہ اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے یہ مذکورہ جنت کا وعدہ آپ کے رب کے ذمہ ایک ایسا وعدہ ہے جسکے ایفاء کا مطالبہ کیا

وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ

جاسکتا ہے۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انکو اور انکے ان باطل معبودوں کو جنکو یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں یکجا جمع کریگا پھر ان معبودوں سے پوچھیگا

عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ

کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے وہ عرض کریں گے تیری ذات پاک ہے

مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ

ہماری یہ مجال نہ تھی کہ ہم تیرے سوا دوسروں کو کارساز مقرر کریں لیکن

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا

بات یہ ہوئی کہ تو نے ان کو اور ان کے بڑوں کو ہر قسم کی آسودگی سے بہرہ مند کیا یہاں تک کہ تیری یاد کو فراموش

قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا

کر بیٹھے اور یہ خود ہی ہلاک ہونیوالے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اب تو تمہارے ان معبودوں نے ہی تمہاری باتوں کو جھوٹا کر دیا سو اب

تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ

تم نہ تو عذاب کو اپنے پرے ٹال سکتے ہو اور نہ کسی قسم کی مدد دئے جاسکتے ہو اور جو تم میں سے ظالم یعنی مشرک ہوگا ہم اسکو بڑے سخت عذاب

عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ

کا مزہ چکھائیں گے۔ اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا

اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا

بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور لوگو ہم نے تمہارے میں سے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾

ہر ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش بنایا ہے تو کیا تم صبر کا شیوہ اختیار کروگے اور اے پیغمبر آپ کا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے

ع ۲ ۱۱ ۱۷

اور نہ تم کسی طرف سے مدد ہی دئے جا سکتے ہو اور جو تم میں سے گناہگار ہے ہم اُس کو بڑے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ؛ یعنی جو توقعات معبودانِ باطلہ سے قائم کر رکھی تھیں وہ سب غلط ہوگئیں معبودانِ
باطلہ نے تمہاری پرستش کی خود تمہارے سامنے تردید کر دی اب نہ تو تم میں خود دم ہے کہ عذاب الٰہی کو ٹلا دو اور نہ تمہارے معبودوں میں اتنی جان ہے کہ تمہاری مدد کر سکیں کیونکہ وہ خود محتاج ہیں نیز یہ کہ وہ تمہارے
شرک کی وجہ سے خود تم سے بیزار ہیں لہٰذا امداد کی بھی کوئی شکل باقی نہیں رہی آگے فرمایا تم میں سے جو مشرک ہوگا اُس کو ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ بعض حضرات نے یظلم کا ترجمہ گناہ گار کیا ہے۔ ہم نے
تیسیر میں اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔ ظلم سے مراد کسی نے شرک لیا ہے اور کسی نے گناہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ۱۲ حضرت شاہ صاحب نے یہ تفسیر صَرفًا
کے لفظ سے کی ہے (۱۹) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھی بھیجے ہیں وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تمہارے میں سے ہر ایک کو دوسرے کیلئے
(باقی ضمیمہ میں)

بقیہ صفحہ ۵۵۱

اور ہم جو ان کی امداد کر رہے ہیں کیا یہ لوگ اس امداد کو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جلدی جلدی ان کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ دے رہے ہیں حالانکہ یہ امداد نہیں بلکہ استدراج ہے۔ لیکن ان کو شعور نہیں اور یہ سمجھتے نہیں کہ یہ ہماری طرف سے اچانک پکڑے جانے کا موقع دیا جارہا ہے۔ آگے حقیقی بھلائیاں اور فائدے حاصل کرنے والوں کا ذکر فرمایا (۵۶) بلاشبہ جو لوگ اپنے مالک اور پروردگار کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (۵۷) اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸) اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے (۵۹) اور جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور باوجود اس کے ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں (۶۰) یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں اور فائدے حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ ان بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں ۔ یعنی حقیقی فائدے تو وہ لوگ حاصل کر رہے ہیں جو دین حق کے پیرو ہیں اپنے پروردگار کی ہیبت و جلالت سے ڈرتے ہیں۔ قرآن کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے اور خیرات و صدقات بھی اپنی توفیق کے موافق کرتے ہیں اور باوجود صدقات و خیرات کے ان کے دل اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں یہی لوگ جلدی جلدی منافع حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں یعنی بھلائیوں کے یہ اہل حق ہی مالک ہیں نہ کہ یہ کافر جن کے سامنے دنیا ہی دنیا ہے یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا۔ خیرات کے موقع پر دل کا خوف شاید اس وجہ سے ہو کہ نہ معلوم صدقہ قبول ہوتا ہے یا نہیں اچھے بندوں کا یہی شیوہ ہے کہ وہ نیکی کے بعد بھی ڈرتے ہیں کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون یعنی رات کو بہت کم سوتے ہیں اور کم سونے پر بھی صبح سویرے استغفار کرتے ہیں یا یہ کہ رات کی عبادت کے قبول ہونے یا نہ ہونے پر صبح سویرے استغفار کرتے ہیں۔ بہرحال حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کیا جانیں وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ کفار مال اولاد کی زیادتی کو بھلائی سمجھتے ہیں اور اہل حق دین کے کاموں کو نفع اور فائدہ سمجھتے ہیں ان کو نقطۂ نگاہ میں عارضی فائدہ، ان کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی مستقل بھلائی۔ لہٰذا اصلی بھلائی کے اہل حق مستحق ہیں نہ دین حق کے منکر (۶۱) اور ہم کسی شخص کو اس کی وسعت اور قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک ایسی کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک اور سچ سچ سب کے اعمال بتا دیتی ہے اور وہ لوگ ذرا بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے ۔ یعنی شرعی احکام اور شریعت کے کام ایسے مشکل نہیں جو کسی شخص کی طاقت سے باہر ہوں بلکہ یہ دین تو بڑا آسان اور سہل ہے الدین یسر ہر عزیمت کے ساتھ رخصت اور آسانی موجود ہے۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یا ہر شخص کا نامۂ عمل مراد ہے۔ جب نامۂ عمل پڑھا جائے گا تو وہ بالکل درست ہوگا اور جو کچھ کسی نے کیا ہے وہ سب صحیح صحیح سامنے آئے گا جب ہر چیز کتاب میں ٹھیک ٹھیک ہے

تو کسی کے ساتھ ناانصافی کا شبہ نہیں ہوسکتا نہ کسی کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ کسی کے جرم میں اضافہ ہوگا (۶۲)

بقیہ صفحہ ۵۵۵

مشرکوں اور ظالموں میں شامل نہ کیجیو ۔ یعنی مجھے اس عذاب سے محفوظ رکھیو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو (۹۴) اور ہم اس بات پر پوری طرح قادر ہیں کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ آپ کو دکھا دیں ۔ یعنی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ آپ کی زندگی میں ان پر آجائے اور آپ بھی ان کو مبتلائے عذاب دیکھ لیں۔ آگے کفار سے برتاؤ کا ذکر فرمایا (۹۵) اے پیغمبر آپ ان کفار کی برائی کو ایسے برتاؤ اور ایسے طریقے سے دفع کیا کیجئے جو نہایت ہی اچھا ہو ہم ان باتوں سے خوب واقف ہیں اور ان باتوں کو خوب جانتے ہیں جو یہ آپ کی نسبت بیان کرتے رہتے ہیں ۔ یعنی بدی کا دفعیہ اچھے اور نرم برتاؤ سے کیجئے اور انتقام اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کیجئے کیونکہ ان سب باتوں کو ہم جانتے ہیں جو یہ لوگ آپ کے متعلق کہتے رہتے ہیں اور ہم خود بدلہ لینے کو کافی ہیں اور اگر کسی وقت شیطان آپ کو ابھارے تو آپ یوں دعا کیا کیجئے (۹۶) اور اے میرے پروردگار میں شیاطین کے اثرات اور ان کی چھیڑ سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور میرے پروردگار اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آویں ۔ یعنی کسی وقت کوئی ایسی بات ہو کہ آپ کو غصہ آجائے تو یہ بھی ایک شیطانی اثر ہے تو ایسے وقت پروردگار سے پناہ مانگ لیا کیجئے اور اس سے بھی پناہ مانگئے کہ شیطان آپ کے پاس آئیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چھیڑ شیطان کی ہے کہ دین کے سوال جواب میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر ۱۲ خلاصہ یہ کہ شیطان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا دخل نہیں جو کسی خلاف شریعت کام پر ابھار سکے اندیشہ اس کا ہے کہ خلاف مصلحت کسی کام پر نہ آمادہ کرے یا یہ کہ خطاب آپ کو ہے اور مراد عام لوگ ہیں۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے محفوظ اور معصوم رکھا گیا ہے۔ پناہ مانگنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر قسم کے اثر سے محفوظ رکھا جائے (۹۸) یہ معاندین و منکرین اپنے انکار سے باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آپہنچتی ہے تو اس وقت کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھ کو واپس لوٹا دے (۹۹)

بقیہ صفحہ ۵۵۹

تو ایسے لوگوں کی گواہی یہی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بیشک وہ اپنے دعوے میں سچا ہے (۶) اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہو (۷) اور مرد جب قسم کھالے تو عورت پر سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ عورت چار مرتبہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر یوں کہے کہ بیشک یہ مرد یعنی میرا خاوند بالکل جھوٹا ہے (۸) اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر یہ مرد سچا ہے اور اس نے سچی قسم کھائی ہے تو اس عورت پر یعنی مجھ پر اللہ تعالےٰ کا غضب واقع ہو۔ زنا کی حد کے قانون میں جو شکل درپیش تھی اس کا حل لعان کا حکم بیان کرکے ظاہر کر دیا یعنی شکل یہ پیش آئی کہ کوئی غیر عورت بدکار ہو اور اس کی بدکاری کے ثبوت کے لئے چار گواہ میسر نہ آئیں تو نظر انداز کر دیا جائے لیکن اپنی رفیقۂ حیات کی بدکاری کس طرح برداشت کی جائے صبر کرے تو سخت کوفت کا سامنا دعویٰ کرے اور چار گواہ نہ لائے تو اسی کوڑے لگائے جائیں لیکن لعان نے اس مشکل کو حل کر دیا۔ لعان کی قسمیں اس وقت ہوتی ہیں جب خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا اس کی عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ بچہ میرے نطفے سے نہیں ہے۔ عورت اس الزام پر مطالبہ کرے کہ میرے خاوند کو قذف کی حد لگائی جائے۔ تو لعان کیا جائے۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں اگر چار گواہ پیش کر دے تو عورت پر زنا کی حد جاری کی جائے اور اگر گواہ نہ لاسکے تو اس سے کہا جائے کہ یہ الفاظ کہے۔ اگر کہدے تو پھر عورت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مرد کی تصدیق کرے اگر تصدیق کر دے تو اس پر زنا کی حد جاری کر دی جائے اور اگر تصدیق نہ کرے تو اس کو یہ الفاظ کہنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر وہ بھی یہ الفاظ کہدے تو اس کے بعد اس عورت سے صحبت اور دواعئ صحبت سب حرام ہو جائیں گے۔ اگر خاوند طلاق دیدے گا تو نکاح ختم ہو جائے گا اور اگر طلاق نہ دے تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا۔ یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اور پھر اس شخص کا نکاح کبھی اس عورت سے نہ ہوسکے گا سوائے اس کے کہ اگر مرد اپنی تکذیب کر دے اور اس کو حد قذف یعنی اسی درے مارے جائیں تو پھر اس عورت سے نکاح جائز ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو اہل شہادت سے ہو اور اس کی زوجہ بھی ان عورتوں میں سے ہو جن کے قاذف پر حد قذف جاری کرنے کا حکم ہے تو اگر ایسے میاں بیوی میں یہ قصہ پیش آجائے اور خاوند زنا کی تہمت لگائے یا بچے کے نسب کی نفی کرے اور چار گواہ پیش نہ لاسکے تو اس سے وہ الفاظ کہلوائے جائیں گے اگر وہ پس و پیش کرے گا تو اس کو قید کیا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی تکذیب کرے اگر تکذیب کر دے تو حد قذف جاری کر دی جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم کھا کر وہ الفاظ کہدیئے تو پھر عورت سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے خاوند کی تصدیق کرے اور اگر عورت دعوے کی تصدیق کر دے تو اس پر زنا کی حد جاری کر دی جائے گی اور اگر تکذیب کرے تو اس سے ان الفاظ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ عورت پس و پیش کرے گی تو اس کو قید کیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ خاوند کی تصدیق کرے اور یا قسم کھا کر تکذیب کرے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلے میں ہلال ابن امیہ، عویمر بن عجلان اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی بیویوں سے شکایت تھی اس لئے لعان کا حکم نازل ہوا۔ آگے کی آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے احسان کا اظہار فرمایا۔ (۹) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور اس کا تم پر فضل ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا اور بڑی حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں اور دشواریوں میں مبتلا ہو جاتے یعنی ناقابل بیان دشواریوں میں پڑ جاتے مگر یہ اس کا فضل اور مہربانی ہے اور یہ کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑی حکمتوں والا ہے اس لئے اس نے لعان کا قانون نازل فرما کر تم پر احسان کیا اور تم کو حد قذف اور حد رجم سے بچا لیا (۱۰) ع بلاشبہ یہ طوفان جن لوگوں نے باندھا اور برپا کیا وہ تہمت کا طوفان برپا کرنے والا گروہ تم ہی میں سے ایک چھوٹی سی جماعت ہے تم اس طوفان تراشی کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق بھلا اور بہتر ہے اس گروہ میں سے جس آدمی نے جتنا گناہ کمایا اس کے لئے اتنا گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا

اس کے لئے بڑا سخت عذاب ہے ؛

بقیہ صفحہ ۵۶۰

مسطح بھی شریک ہو گیا ہے میں نے پوچھا کیسا طوفان اور کیسی تہمت تب مسطح کی ماں نے تمام تفصیلات سے مجھے آگاہ کیا اور میں نے تفصیلات کو سنکر رونا شروع کر دیا اور واپس گھر میں آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ آپ اجازت دیں تو میں اپنی ماں اور باپ کے پاس چلی جاؤں حضور نے اجازت دیدی اور یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چلی گئیں۔ حضرت عائشہ برابر روتی رہیں ان کی والدہ نے فرمایا سوکناپے میں یہی ہوا کرتا ہے جب کوئی عورت اپنے خاوند کو محبوب ہوتی ہے تو اس کی سوکنیں ایسی ہی بات کی فکر میں رہتی ہیں کہ کسی طرح اس کو خاوند کی نظروں سے گرا دیں، یہ بات گھبرانے کی نہیں ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف صحابہؓ سے دریافت فرماتے رہے اور مشورہ کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مشورہ لیا۔ حضرت اسامہ نے نہایت زور کے ساتھ حضرت عائشہؓ کو پاک دامن اور پارسا کہا۔ حضرت علی نے بڑی خوش اسلوبی سے جواب دیا۔ اول تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور معاملہ کی اہمیت کو یہ کہہ کر کم کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے لئے عورتوں کی کچھ کمی نہیں عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت موجود ہیں معاملہ کی اہمیت کو گھٹاتے ہوئے بریرہ سے تحقیق حال کا مشورہ دیا کہ بریرہ گھر کی لونڈی ہے وہ عائشہ کا صحیح حال جانتی ہے۔ چنانچہ آپ نے بریرہ سے دریافت کیا بریرہ نے کہا یا رسول اللہ اس مقدس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے عائشہ میں میں نے کوئی برائی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہے آٹا گوندھ کر کھلا چھوڑ دیتی ہے اور بکری آکر کھا جاتی ہے اور یہ پڑکے سو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے بھی دریافت کیا حضرت زینب نے باوجود اس کے کہ وہ ہمیشہ میری مخالفت کیا کرتی تھیں لیکن انہوں نے اس طوفان سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا اور اپنے تقوے کی وجہ سے وہ محفوظ رہیں بلکہ انہوں نے صاف و صریح الفاظ میں میری برأت اور صفائی کی۔ غرض مجھے تین دن رات برابر روتے روتے گذرے اور میرے والدین یہ جانتے تھے کہ عائشہ کو یہ رونا پھونک ڈالے گا لیکن والدین میرے معذور تھے میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میرے آنسو نہ تھمتے تھے اتنے میں ایک انصار کی عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دیدی وہ بھی میرے ساتھ روتی رہی اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے حالانکہ جب سے یہ طوفان شروع ہوا تھا میرے پاس کبھی آکر نہیں بیٹھے تھے میرے پاس بیٹھ کر آپ نے مختصر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ مجھے تمہاری طرف سے فلاں فلاں بات پہنچی ہے اگر تم واقعی اس سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری بریت نازل فرما دے گا اور اگر تم گناہ میں آلودہ ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو اور توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضور نے جب یہ باتیں فرمائیں تو میرے آنسو تھم گئے میں نے اپنے باپ سے کہا آپ جواب دیں مگر انہوں نے کہا میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم میری طرف سے اس بات کا جواب دو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ حضور کو اس کا کیا جواب دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب یہ دیکھا کہ میرے والدین ہی حضورؐ کو جواب نہیں دے سکے تو میں خود ہی اٹھ کر بیٹھی اور میں نے والدین کو مخاطب بنا کر کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ تم نے میرے متعلق جو باتیں سنیں وہ تمہارے دل میں ایسی اتر گئیں ہیں کہ اگر میں اس گناہ سے اپنی برأت کا اظہار کروں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں اس گناہ کا اقرار کر لوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری اور پاک ہوں تو تم میری تصدیق کر لو گے میں اس وقت اپنی اور تمہاری کوئی مثال نہیں پاتی لیکن جیسے یوسف علیہ السلام کے باپ نے فرمایا تھا وہی میں کہتی ہوں فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ اس کے بعد میں اپنے بچھونے پر لیٹ گئی۔ میں یقین کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے ضرور بری کر دے گا لیکن یہ خیال نہ تھا کہ میرے حق میں قرآن نازل ہو گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ پر وحی کے آثار ظاہر ہوئے اور جب آپ وحی سے فارغ ہوئے تو پہلا جملہ آپ کی زبان مبارک سے یہی نکلا کہ عائشہ تم کو خوش ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمائی۔ یہ جملہ سنکر حضرت عائشہ کے والدین نے کہا بیٹی اٹھ حضورؐ کی صفت و ثنا بیان کر حضرت عائشہ نے کہا خدا کی قسم میں حضورؐ کے لئے کلمات تعریف نہیں کروں گی میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گی یہ تو لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہو ہی گئے تھے۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس طوفان کا اصل بانی عبداللہ ابن ابی منافق تھا اور مسلمانوں میں سے جو لوگ اس کے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں آگئے وہ حسان بن ثابت عرب کے مشہور شاعر اور حمنہ بنت جحش اور مسطح حضرت صدیق اکبر کے بھانجے اور زید بن رفاعہ کا نام بھی لیا جاتا ہے ان ہی کو حق تعالیٰ نے عصبہ فرمایا لاتحسبوہ شرا لکم کا مطلب یہ ہے کہ اس تہمت کو برا نہ سمجھو بلکہ اس پر جو صبر کیا گیا اس صبر کے اجر پر غور کرو، کہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس بڑی بات کا متولی عبداللہ بن ابی کو فرمایا۔ ایک مرجوح قول یہ بھی ہے کہ حسان بن ثابت کو متولی کبر کہا لیکن یہ صحیح نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ یعنی بعض خوشیاں کر کے کہتے بعضے افسوس کر کے بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے۔ ان پچھلوں کو پسند کیا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبداللہ بن ابی تھا منافقوں کا سردار ۱۲ (۱۱) جب تم لوگوں نے اس طوفان کی خبر کو سنا تھا تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہیں کیا اور سنتے ہی یوں کیوں نہیں کہا کہ یہ صریح کذب و بہتان ہے ؛ یعنی مسلمانوں کو تو یہ چاہئے تھا کہ جب کسی مسلمان اور پاک دامن کے متعلق زنا کی بات اور بدکاری کی افواہ کان میں پڑی تھی، تو اسی وقت اس کو رد کرنا تھا اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنے مسلمان بھائی اور بہن کے ساتھ جو اعتباراً اور عملاً اپنے ہی ہیں ان کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے تھا اور صاف کہنا چاہئے تھا کہ یہ عائشہ اور صفوان پر صریح بہتان ہے جیسا کہ حضرت ابوایوب اور ان کی زوجہ کا یہی قول بعض روایات میں منقول ہے۔ جو لوگ خاموش رہے یا شک میں پڑ گئے ان کو بھی تنبیہ ہے۔ مومن مرد اور مومنہ عورتیں فرمایا جن میں حسان اور مسطح، اور زید بن رفاعہ اور حمنہ بنت جحش سب داخل ہو گئے (۱۲) جو لوگ اس طوفان بندی اور قذف کے مرتکب ہوئے وہ اپنے دعوے پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ پھر جب کہ وہ چار گواہ نہ لا سکے تو بس یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں ؛ یعنی جب چار گواہوں کی شہادت قانون الٰہی میں نازل ہو چکی تو اب مدعی اگر خود بھی معائنہ کرے تب بھی اس کو چار عینی شاہدوں کی شہادت دلیل کے طور پر پیش کرنی ہو گی ورنہ حد قذف کا مستحق ہو گا۔ لہٰذا ان لوگوں کو قانون الٰہی کے مطابق شہادت پیش کرنی تھی اور جب یہ شاہد نہیں لا سکے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کے قانون کے مطابق یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہئے مسلمان کو کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگا دیں ان کو جھٹلا دے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانی ایمان سے بعید ہے ۱۲ (۱۳) اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کر رہے تھے اور جس شغل میں تم پڑے تھے اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑا سخت عذاب نازل ہو جاتا اور کسی بڑی سخت سزا میں مبتلا ہو جاتے ؛ یعنی اس کی عام مہربانی اور اس کے عام فضل کا صدقہ ہے کہ تم اے مسلمانو محفوظ رہے۔ خطاب اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے حمنہ حسان اور مسطح وغیرہ ہیں۔ عبداللہ ابن ابی منافق نہیں کیونکہ آخرت میں نہ وہ مستحق فضل ہے نہ مستحق مہر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ۱۲ (۱۴) بڑا عذاب عظیم کے تم اس وقت مستحق ہو جاتے اور وہ عذاب تم کو اس وقت مس کر لیتا اور تم عذاب عظیم کی زد میں آجاتے جب کہ تم اس بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے کو نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جن کا تم کو مطلق علم نہ تھا اور کوئی دلیل نہ تھی اور تم اس تہمت اور بہتان کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات تھی ؛ یعنی بلا تحقیق اور بلا دلیل ایسی باتیں منہ سے کہہ رہے تھے اور ایک دوسرے سے نقل در نقل کر رہے تھے جو معصیت اور موجب عذاب ہیں۔ تم اس کو ہلکا اور سہل سمجھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی بھاری اور سخت چیز ہے۔ اول تو محصنات پر زنا کی تہمت۔ پھر محصنات بھی کون ازواج مطہرات میں سے۔ پھر ایذا رسانی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر اور ان کے متعلقین کی۔ یہ سب باتیں معصیت ہیں اور عذاب الٰہی کا موجب ہیں (۱۵) اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو سنتے ہی یوں کیوں نہیں کہا کہ ہم کو یہ لائق اور ہم کو یہ زیبا نہیں کہ ہم منہ پر لا دیں یہ بات اور ہم ایسی بات منہ سے نکالیں۔ اللہ تعالیٰ تو پاک ہے معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے ؛ جیسا کہ بعض صحابہ اور محتاط حضرات نے سنتے ہی کہہ دیا حضرت ابوایوب اور ان کی زوجہ کا قول مذکور ہوا۔ رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تردد اور تامل تو اول تو یہ کوئی بے اطمینانی کی دلیل نہیں آپ خاموشی کے ساتھ صرف ایک معاملہ کو ملاحظہ کر رہے تھے نیز آپ کا یہ قول احادیث میں مروی ہے کہ ما علمت علی اھلی الاخیرا۔ یہ قول نزاہت اور پاکی پر یقین کا اظہار ہے (۱۶)

بقیہ صفحہ ۵۶۲

بلاشبہ جو لوگ ایسی عفیفہ اور پاک دامن عورتوں

برے برے کاموں اور بے حیائی کی باتوں سے بالکل بے خبر اور ایمان والیاں ہیں بدکاری کا عیب لگاتے اور زنا کی تہمت دھرتے ہیں تو ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں ملعون قرار دیئے جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی اس دن بڑا سخت عذاب ہوگا (۲۳) جس دن ان لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان لوگوں کے ان اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اس دن یہ لوگ جس سزا کے مستحق ہیں اللہ تعالےٰ وہ سزا ان کو پوری پوری دے گا اور اس دن ان کو معلوم ہو جائے گا اور وہ یہ بات جان لیں گے کہ اللہ تعالےٰ ہی کی ذات برحق ہے اور وہی ہر بات کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے ۞ بعض مفسرین نے ان آیتوں کو عموم پر حمل کیا ہے کہ جو لوگ عفائف اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان کے لئے ان آیتوں میں وعید بیان کی گئی ہے اور بعض مفسرین نے بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ ان آیتوں کا تعلق ظاہر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو عائشہ صدیقہ کی برارت نازل ہونے کے بعد بھی ان کے خلاف تہمت کا اظہار کریں گے اور عیب لگائیں گے ان کی سزا یہ ہوگی کہ وہ دارین میں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور رہیں گے اور قیامت میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں سب ان کی بداعمالی پر شہادت دیں گے اور اس دن ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اس دن ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالےٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور ہر بات کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اس تقدیر پر ان آیات سے وہ منافق مراد ہوں گے جو باوجود نزول برائت کے پھر بھی حضرت عائشہ کی شان میں گستاخیوں سے باز نہیں آتے۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے حمایتی بہرحال جو مخلص مسلمان اپنی نادانی سے اس بہتان میں شریک ہو گئے تھے ان کی توبہ قبول فرما کر ان کو بچا لیا اور منافقوں کے لئے وعید فرمائی اور محصنات فرمایا۔ اگرچہ صرف حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی لیکن حضرت عائشہ کی تہمت کا اثر ازواج مطہرات پر بھی پڑا بلکہ انبیائے سابقین کی عورتوں پر بھی یہ شبہ کیا جانے لگا کہ کیا نبی کی عورت بدکار ہو سکتی ہے۔ حالانکہ بعض نبیوں کی بیویوں کا کافر ہونا تو ثابت ہے لیکن کسی پیغمبر کی بیوی کا بدکار ہونا ثابت نہیں ولا ینبغی لامرأة تحت نبی ان تفجر۔ کوئی عورت جو کسی نبی کے نکاح میں ہو اس کا بدکار ہونا کسی طرح مناسب نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول مشہور ہے کہ کسی نبی کی عورت نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا حضرت عائشہ کے خلاف جو طوفان اٹھایا گیا اس سے چونکہ علاوہ دیگر خاندانوں کے حضرات انبیا کی بیویوں کی پوزیشن مشتبہ ہوتی تھی اس لئے جمع سے تعبیر فرمایا (۲۵) ناپاک عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں اور ناپاک مرد گندی عورتوں کے لئے موزوں ہیں اور پاک عورتیں پاکیزہ اور ستھرے مردوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ و پاکیزہ اور ستھری عورتوں کے لئے موزوں ہیں وہ لوگ اس بہتان اور طوفان سے بالکل بری اور پاک ہیں جو یہ منافق کہتے پھرتے ہیں۔ ان پاک اور بے گناہ لوگوں کے لئے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے ۞ آیت کی دو طرح تفسیر کی گئی ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کی رعایت رکھی ہے مطلب یہ ہے کہ پاکیزہ عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہیں اور ستھرے مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے مناسب اور موزوں ہیں اسی طرح گندی عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور گندے مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ناپاک باتیں گندے

لوگوں کو زیبا اور موزوں ہیں اور گندے لوگ گندی باتوں کے لئے مناسب ہیں۔ اسی طرح پاک باتیں ستھرے لوگوں کے لئے مناسب و لائق ہیں اور پاک لوگ ستھری باتوں کے لئے موزوں ہیں۔ غرض خاندان نبوت جو پاکیزہ حضرات کا خاندان ہے ان کے ان گندی باتوں اور فحش عورتوں کا کیا کام وہ لوگ اس قسم کی فحش باتوں سے بالکل بری اور پاک ہیں جو یہ منافق بکتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کی شان کے موافق مغفرت و بخشش کا برتاؤ ہونے والا ہے اور باعزت روزی ملنے والی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوئی یعنی اللہ ان کے ناموس کی نگہبانی کرتا ہے (۲۶) اے ایمان والو! تم اپنے رہنے اور سکونتی مکان کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک نہ داخل ہو جب تک اس گھر کے رہنے والوں سے اجازت نہ حاصل کر لو اور اس مکان کے رہنے والوں کو السلام علیکم نہ کر لو۔ یہ السلام علیکم کہہ کر اجازت طلب کرنا تمہارے لئے بہتر ہے یہ حکم تم کو اسلئے دیا گیا تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم یاد رکھو ۞ حضرت عدی بن ثابت ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں کبھی ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص مجھ کو اس حالت میں دیکھے لیکن آنے والا آجاتا ہے تو میں ایسے موقعہ پر کیا کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پہلے اجازت لیکر مکان میں داخل ہونے کا حکم نہ تھا لوگ داخل ہو جاتے تھے۔ اب ادب سکھایا اپنے مکان میں کوئی کھلا بیٹھا ہو تو کمرے کوئی ڈھکا اس لئے جب کسی غیر کے مکان میں داخل ہونے لگو تو پہلے کہو السلام علیکم أَأَدْخُلُ یعنی کیا میں آسکتا ہوں اور مکان میں داخل ہو سکتا ہوں۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرے اگر مکان والے اجازت دیدیں تو داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا آئے۔ فقہا فرماتے ہیں اپنے گھر میں بھی جائے تو کھنکار کر جائے یا آواز دیکر جائے تاکہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے شاید کوئی پاس پڑوس کی عورت آئی ہوئی ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جائے کیا جانئے وہ کس حال میں ہے اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے (۲۷)

بقیہ صفحہ ۵۶۴

البتہ غلام کے روبرو نہیں حنفیہ کے نزدیک غلام اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ یا ان خدمت گاروں کے روبرو بھی زینت کے مقامات کا کشف جائز ہے جن کو عرب میں طفیلی کہا کرتے تھے۔ یہ لوگ گھروں کا کام کاج کیا کرتے تھے اور گھروں میں پڑے رہتے تھے ان کو تابع کہتے تھے یعنی عمر سے اترے ہوئے لوگ جن کو عورت کی خواہش ہی باقی نہ رہے ہوش و حواس بھی صحیح نہ ہوں اور یہ حالت خواہ ضعیفی اور پیرانہ سالگی کی وجہ سے ہو گئی ہو یا عقل ہی مسلوب عنہ ہو۔ یا کمسن بچوں کے روبرو جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں۔ یعنی غیر مراہق۔ مراہق یعنی قریب البلوغ یا بالغ لڑکوں کے روبرو نہیں۔ آگے حضرت حق جل مجدہٗ نے عورتوں کو چلنے پھرنے کا ادب سکھایا کہ چلنے میں پاؤں زور سے نہ ماریں کہ مخفی زیور کا اظہار ہو اور آواز سننے والے پازیب یا جھانجن چوڑیوں کی آواز سنکر معلوم کرلیں کہ اس کی پنڈلی میں فلاں زیور ہے۔ یعنی غیر مردوں کو زیور کی جھنکار بھی نہ سنائیں سان تمام امور کے بعد توبہ کرنے اور خدا کی جناب میں رجوع ہونے کا حکم دیا تاکہ فلاح کامل کے حق دار قرار پائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چھپے کپڑے اوڑھنی یا پوشش یا یہ کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھوں کا کاجل یا انگلی کا چھلا۔ اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا ضروری ہے غیرے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کمیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا وہ ہے جن تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علما کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ۔ طفیلی کے سلسلے میں جو کچھ عرض کیا گیا اس سے مواس باختہ لوگ مراد ہیں ورنہ جن کو عقل ہے خواہ خصی ہوں یا مقطوع الذکر ہوں ان سب کے کشف ممنوع ہے۔ اسی حکم میں ہیجڑے، زنانے، نامرد سب داخل ہیں۔ آیت مذکورہ بالا میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ وہ بھی محرم ہیں یہ شاید اس لئے ہو کہ چچا اور ماموں مواقع زینت کو دیکھ کر اپنی اولاد سے ذکر کریں اور کسی فتنہ کا موجب ہو اسی لئے بعض علما نے فرمایا ہے کہ جن محرموں کا قرآن نے ذکر نہیں کیا ان کے سامنے مواقع زینت کے کشف میں احتیاط سے کام لیں (۳۱) اور تم میں سے جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں ان کے نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہوں اور نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالےٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالےٰ بڑی کشایش والا بڑا فیاض اور سب کی حالت جاننے والا ہے ۞ آیت کے پہلے حصہ میں آزاد مرد و عورت کے لئے حکم دیا کہ ان کے نکاح کر دو۔ نکاح کے مختلف احوال ہیں بعض حالات میں مستحب یا سنت اور بعض حالات میں واجب ہے پھر اپنے غلام اور باندیوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر وہ حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور نکاح کے بعد ان کے مغرور ہو جانے اور تمہاری خدمت میں کوتاہی کرنے کا اندیشہ نہ ہو تو ان کو نکاح کی اجازت دو اور ان کا نکاح کر دو اور آزاد لوگوں کو اگر یہ اندیشہ ہو کہ ہمارا کام کیونکر چلے گا بیوی آجائے گی تو ہم مفلسی میں اس کی خدمت کیونکر کریں گے تو وہ اگر مفلس ہوں گے تو اللہ تعالےٰ انکا نکاح کے بعد ایسے اسباب پیدا کر دے گا جن سے یہ لوگ غنی ہو جائیں گے اور اللہ تعالےٰ اگر چاہے گا تو ان کو اپنے فضل اور مہربانی سے غنی کر دے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ معاش کی کشایش کرنے والا اور غریب و امیر سب کی حالت جاننے والا ہے۔ حدیث میں ہے تین شخص ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالےٰ پر ایک حق ہے۔ پہلا وہ نکاح کرنے والا جو زنا سے بچنے کے لئے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہے دوسرے وہ مکاتب غلام جو زر کتابت ادا کرنا چاہتا ہے تیسرے اللہ کی راہ میں جہاد اور غزا کرنے والا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کر نماز فرض کا جب وقت آئے، جنازہ جب موجود ہو، اور رانڈ عورت کو جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو جب دے اس کا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑ دیں ۱۲ (۳۲) اور وہ لوگ جو نکاح کا سامان نہ پائیں اور ان کو نکاح کا مقدور نہ ہو ان کو چاہئے کہ بچتے رہیں اور ضبط کرتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

ان کو غنی اور صاحب مقدور کر دے اور اپنے فضل اور مہربانی سے ان کو مالدار بنادے اور تمہارے مملوک خواہ وہ غلام ہوں یا لونڈیاں ان میں سے جو مملوک لکھا دینے کی خواہش کریں اور مکاتب بننا چاہیں تو تم ان کو مکاتب بنا دیا کرو۔

بقیہ صفحہ ۵۶۶

اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے کتنے پردوں میں ایک ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب کے اندر تارا سا ہے اور زیتون شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھادے نہ شام کی۔ خوب ہرا اور چنگا رہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے جیسے ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح شام وہاں لگا رہے ۱۲ یہ واقعہ ہے کہ کامل اللہ کی صحبت بڑی نافع ہے اور اگر صحبت کے ساتھ ریاضت بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے (۳۵) وہ اہل ہدایت جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہدایت کا نور ملا ہے وہ ایسے گھروں میں عبادت کرتے ہیں جن کی قدر و منزلت اور رفعت شان کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نیز اس کا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس کے نام کا ذکر کیا جائے ان مکانوں میں صبح اور شام ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں (۳۶) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے اور نہ کسی قسم کی فروخت غفلت میں ڈال سکتی ہے وہ لوگ ایک ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی (۳۷) ان لوگوں کا مآل اور انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا صلہ اور بدلہ دے گا اور علاوہ بدلے کے ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بیشمار اور بے حساب روزی دیتا ہے ۞ بیوت سے مراد مساجد ہیں یعنی یہ چراغ یا جن کے سینوں میں یہ نور ہدایت روشن ہے اقوال مختلفہ کی بنا پر ہم نے ترجمے اور تیسیر میں فرق کر دیا ہے ان گھروں کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بنایا جائے اور ان کو بلند کیا جائے یا یہ کہ ان کا ادب واحترام اور توقیر و تعظیم کی جائے ان میں کوئی نکمی اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔ حائضہ اور نفساء عورتیں اور جنبی لوگ اس میں داخل نہ ہوں دنیا کے کام اور باتیں وہاں نہ کی جائیں ہر چند کہ مساجد کے سلسلے میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں ان میں سے حضرت مجاہد اور حضرت حسن کا قول بوجہ اظہر ہونے کے اختیار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام ان مساجد میں لیا جاتا ہے اس لئے ان کے احترام کا حکم دیا گیا صبح اور شام سے بعض حضرات نے صبح اور عصر کی نماز مراد لی ہے اور اکثر حضرات نے غدوے صبح کی اور آصال سے باقی چار نمازیں مراد لی ہیں۔ آگے ایک سوال کا جواب فرمایا کہ یہ نمازیں وہ لوگ پڑھتے ہیں کہ وہ لوگ ایسے اہل عزیمت ہیں جن کو خرید و فروخت جو بڑے شغل اور غفلت کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہیں روکتا اور خاص کر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیوی کام ان کو مانع نہیں ہوتے وہ اس وقت ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں جس دن کی ہیبت سے نہ دل ٹھیک

رہیں گے نہ آنکھیں۔ آنکھیں اوپر لگ جائیں گی اور دل الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ آگے انجام فرمایا کہ اس قسم کے لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بہت دیا جائے گا یعنی جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوگا اور اس کے علاوہ بھی اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے گا جیسا کہ سورۂ یونس میں للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ۔ چونکہ زیادتی میں اجمال ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اس زیادتی کو جانتا ہے مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان گنت اور بیشمار روزی سے سرفراز فرماتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بدعمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بدعمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا ۱۲ (۳۸) اور جو لوگ منکر ہیں اور کفر کے خوگر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اس کو دور سے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ پانی سمجھ کر اس پانی کے قریب آیا تو اس پانی کو کچھ بھی نہ پایا اور وہاں پہنچ کر اپنے پاس اللہ تعالیٰ کو حساب لینے کے لئے موجود پایا پس اللہ تعالیٰ نے اس کا پورا پورا حساب اس کو چکا دیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے ۞ کافر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو دوسرے عالم اور دوسری زندگی پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اس اعتقاد کی بنا پر کچھ اچھے اعمال بھی کرتے رہتے ہیں مثلاً کچھ لوگوں کی خدمت کرنا خیرات کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کی مثال بیان فرمائی کہ وہ اعمال جن کو وہ اچھا سمجھ کر کرتے رہتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے گرمی کے موسم میں چمکتا ہوا ریت پانی کا دریا معلوم ہوتا ہے مگر جب پیاسا وہاں پہنچتا ہے تو سوائے چمکتے ہوئے ریت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور جن اعمال کو اس نے اس توقع پر کیا تھا کہ وہ مرنے کے بعد کام آئیں گے وہ سب بیکار ثابت ہوئے اور عقائد لغویہ کی وجہ سے وہ تمام اعمال حبط و برباد ہو گئے اور وہاں اللہ تعالیٰ یعنی قضائے الٰہی کو موجود پایا چنانچہ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے عمر بھر کی شرارتوں کا اسی وقت حساب چکا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حساب کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی مطلب یہ ہے کہ قضائے الٰہی نے ہلاک کر دیا۔ تمام عمل اس کے اکارت ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی دوسرے ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں ۱۲ (۳۹)

بقیہ صفحہ ۵۷۲

یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وے ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اپاہجوں پر یہ چیزیں لازم نہیں اور فرماتے ہیں یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اگر اس کا خاوند ہو تو اس کی مرضی چاہئے اور مل کر کھائے یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب نے مل کر پکایا سب نے مل کر کھایا اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو درست نہیں کسی کی چیز کھانی اور تقیید فرمایا اسلام کا آپس کی ملاقات میں۔ اس سے بہتر دعا نہیں

جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں ۱۲ (۶۱) سورت کے چوتھے رکوع میں اجازت لیکر کسی کے مکان میں داخل ہونے کا حکم تھا اب بعض حالات میں جاتے وقت اجازت حاصل کرنے کا حکم بیان فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کامل اور مخلص مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کبھی رسول کے پاس کسی ایسے اہم کام کے لئے جمع ہوتے ہیں جس کے لئے اجتماع کیا گیا ہے تو جب تک رسول سے اجازت حاصل نہ کرلیں وہاں سے اٹھ کر نہیں جاتے بلاشبہ جو لوگ ایسے اجتماع میں آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں تو وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس اے پیغمبر جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں جانے کی اجازت دیدیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کر دیا کیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۞ چونکہ اوپر کی آیات میں اکثر احکام کا ذکر تھا اس آیت میں احکام کی تعمیل کرنے پر تاکید فرمائی کہ جب پیغمبر کسی موقعہ پر مسلمانوں کو جمع کرے تو رسول کی اجازت کے بدون کوئی شخص مجمع سے اٹھ کر نہ چلا جائے البتہ اجازت لیکر جائے۔ کیونکہ منافقوں کی عام عادت یہ تھی کہ اول تو وہ آتے نہ تھے اور آتے تو چپکے سے کھسک جاتے تھے۔ یہ بات مخلصین اور منافقین کے فرق کے لئے فرمائی۔ جس کام کے لئے جمع ہوتا ہے وہ کوئی مشورہ ہو، یا جہاد کے لئے اجتماع ہو یا جمعہ اور عیدین وغیرہ ہوں ان اجتماعات میں سے بدون استیذان کے کسی مخلص مومن کو جانا نہیں چاہئے۔ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور استیذان میں تلازم ہے۔ جو مومن ہے وہ اجازت حاصل کرتا ہے اور جو اجازت حاصل کرتا ہے وہ مومن ہے۔ پھر اجازت دینے نہ دینے کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر مفوض فرمایا کہ جس کو آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اس کے لئے استغفار کر دیا کریں کیونکہ خواہ کسی عذر سے جاتا ہو اس اجازت سے دنیا کی دین پر تقدیم لازم آتی ہے اس لئے استغفار اور بخشش طلب کرنے کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جانے والے کے لئے بخشش کی دعا کر دیا کریں۔ اس حکم کے بعد صحابہ کی یہ حالت تھی کہ جمعہ کے دن اگر کسی کو خطبے میں کوئی ضرورت پیش آجاتی تھی تو وہ حضور کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا حضور سمجھ لیا کرتے تھے اور اشارے سے جانے یا نہ جانے کا حکم دیدیا کرتے تھے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلے تو کوئی کام یاد آگیا تو حضرت عمرؓ نے مکان تک جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ارجع فلست بمنافق۔ یعنی عمر تم شوق سے گھر ہو آؤ تم منافق نہیں ہو آگے پیغمبر کے بلانے کی اہمیت کا ذکر ہے (۶۲)

بقیہ صفحہ ۵۷۶

آزمائش بنایا ہے دیکھیں تم ثابت رہتے ہو اور کیا تم صبر کا شیوہ اختیار کرو گے اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار سب کچھ دیکھ رہا ہے ۞ یعنی رسول آخر بشر ہے اگر وہ اپنی ضروریات کو کھانا کھا کر اور بازاروں میں کسی ضرورت کے لئے جاتا ہے تو اس میں اعتراض اور شک کی کیا گنجائش ہے

ان سے پہلے جس قدر بھی رسول تشریف لائے سب اپنی بھوک دارالامتحان میں دوسرے کیلئے امتحان وآزمائش کا سبب بنا ہوا
کو کھانا کھا کر رفع کرتے اور اپنی خانگی ضرورت کو پورا کرنے ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ دیکھیں تم ثابت رہتے ہو یا نہیں اور صبر کرتے
کے لئے بازار تشریف لے جاتے تھے۔ فرقان کے پہلے ہو یا نہیں زندگی کے اس امتحان وآزمائش میں پورے اترتے
رکوع میں جو حضور کی پیغمبری پر شبہ کیا تھا یہ اس کا جواب ہے ہو یا نہیں اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے وہ وقت مقررہ
پھر حضور کو تسلی دینے کی غرض سے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی پر ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا حضرت شاہ صاحبؒ
مسلمان کفار کے ان طعن وتشنیع سے گھبرائیں نہیں اس عالم میں وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ پر فرماتے ہیں پیغمبر ہیں
ہر شخص دوسرے کے لئے موجب آزمائش ہے مسلمان کافروں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبر کا صبر جانچنے کو،
کے لئے اور کافر مسلمانوں کے لئے، بیوی خاوند کے لئے اور آیت میں صبر وثبات کی تاکید ہے اور تمام حالات سے باخبر
خاوند بیوی کے لئے، ماں باپ اولاد کے لئے اولاد ماں باپ ہونے میں بڑی تسلی ہے۔ آیت کا ٹکڑا سا ٹکڑا اتنا وسیع
کے لئے، پیغمبر امت کے لئے امت پیغمبر کے لئے ہر شخص اس ہے کہ بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر ہمیں اختصار منظور ہے (۲۰)

اُس دوست نے اُس وقت جبکہ نصیحت مجھ کو پہونچ چکی تھی مجھے اس نصیحت کو قبول کرنے سے بھٹکا دیا اور شیطان کی عادت ہی ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو اکیلا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے ۞ شیطان کہا اُبی بن خلف کو یا اگر آیت سے عام منکر اور کافر مراد ہوں تو شیطان سے مراد ابلیس ہوگا کافر اُس کو دوست سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خطرے میں مبتلا کر کے الگ ہو جانے والا دوست ہے (۲۹) اور رسول فرمائیں گے اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ایک نا قابل توجہ اور متروک شئی بنا دیا تھا ۞ یعنی قیامت کے دن منکرین اسلام کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں شکایت کریں گے یا یہ مطلب کہ کفار کی شکایت آپ نے دنیا میں کی اور اُن کے کافرانہ طرز عمل کی بنا پر یہ فرمایا ہو کہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ بعض حضرات نے مہجور کا ترجمہ جھک جھک کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو شور کرتے ہیں اور بے ہودہ بکواس کرتے ہیں آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں (۳۰) اور جس طرح اے پیغمبر یہ کافر اور منکر آپ کے دشمن ہیں اسی طرح ہم مجرموں اور گنہگاروں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں اور آپ کا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کے اعتبار سے کافی ہے ۞ یعنی دین حق کی مخالفت اور اہل حق سے عداوت کا یہ سلسلہ پرانا ہے آج کل کفار مکہ آپ سے اور آپ کی جماعت سے جو سلوک کر رہے ہیں اور جس عداوت کا اظہار ان کی طرف سے ہو رہا ہے یہی سلوک ہر زمانے کے نبی کے ساتھ ہوتا رہا ہے اس قسم کی مخالفت سے اندیشہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا آپ کا پروردگار ہے۔ یعنی کافروں کے بہکانے کی پرواہ کیجئے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ہدایت سے بہرہ مند کر دے گا اور جن کو ہدایت نہ ہوگی اُن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کافر بہکایا کریں اللہ جس کو چاہے گا راہ پر لا دے گا ۱۲ (۳۱) اور دین حق کے منکر کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا یہ اس طرح تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً اس لئے نازل کیا گیا کہ ہم اس قرآن کے ذریعہ آپ کے دل کو قوی اور مضبوط رکھیں اور ہم نے اس قرآن کو ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا اور سنایا ہے ۞ یعنی کافرانہ شبہات میں سے قرآن کی حقانیت اور صداقت پر یہ شبہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ کتب سابقہ کی طرح یہ قرآن ایک ہی دفعہ لکھا لکھایا کیوں نہیں دیدیا گیا تھوڑا تھوڑا نازل ہونے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر اس قرآن کو سوچ سوچ کر خود ہی بناتا ہے حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب دیا کہ اس تدریجی نزول اور ترتیل کے ساتھ سنانے میں بہت فوائد اور حکمتیں ہیں مثلاً تھوڑے تھوڑے حصہ کو یاد کرنا اور لکھ لینا سہل ہے۔ کفار نے جب کوئی اعتراض کیا اُسی وقت اُس کا جواب نازل فرمانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی تقویت کا موجب ہوا اور اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مہیا ہو گیا۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار تشریف لانا جو موجب خیر و برکت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ علیا کا اظہار کہ آپ کے پاس بار بار خدا کا فرشتہ آتا ہے غرض اس طریقۂ نزول و ترتیل میں بہت سے فوائد مضمر اور پوشیدہ ہیں۔

الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾

میرے پاس پہنچ چکی تھی مجھے اس نصیحت کے ماننے سے بھٹکا دیا اور شیطان کی تو عادت ہی ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

اور رسول نے عرض کیا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ایک نا قابل توجہ اور متروک شئی

مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ

بنا دیا ہے۔ اور اے پیغمبر جس طرح یہ کافر آپ کے دشمن ہیں اسی طرح ہم گناہ گار لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن

الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

بناتے رہے ہیں اور آپ کا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں

كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ

کہ اس پیغمبر پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا یہ اس طرح آہستہ آہستہ اس لئے نازل کیا گیا

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا

تاکہ ہم اس قرآن کے ذریعہ آپ کے دل کو قوی رکھیں اور اسی لئے ہم نے اس قرآن کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے۔ اور یہ

يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾

لوگ کیسا ہی عجیب اور انوکھا سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور خوب شرح جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ ۙ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے منہوں کے بل دوزخ کی طرف گھیر کر لیجائے جائیں گے یعنی گھسیٹے جائیں گے یہ لوگ از روئے مکان کے

مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَ

بھی بدتر ہیں اور باعتبار راہ کے بھی بہت گمراہ ہیں۔ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور

جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هٰرُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى

ہم نے ان کے بھائی ہارون کو ان کے ساتھ ان کا مددگار بنا دیا تھا۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ۖ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾

کے پاس جاؤ جنہوں نے ہمارے دلائل کی تکذیب کی ہے آخر کار ہم نے ان تکذیب کرنے والوں کو بالکل ہی ہلاک کر دیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر بات کے وقت پر اس کا جواب اتارا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے ۱۲ (۳۲) اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب اور انوکھا سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور خوب مشرح جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں ۞ یعنی یہ دین حق کے منکر آپ پر کوئی مثال کیسی ہی چسپاں کریں اور کوئی اعتراض کیسا ہی باطل آمیز بنا کر لائیں جس سے آپ پر اور قرآن پر طعن مقصود ہو مگر یہ کہ ہم اُس کے مقابلہ میں حق بات نہایت تفصیل اور شرح طور پر لے آتے ہیں جس سے ان کا باطل اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی وزن باقی نہیں رہتا اور وہ ہمارا جواب مشرح ہونے کے اعتبار سے قریب الفہم بھی ہوتا ہے مگر وہ لوگ عقل و فہم سے عاری ہو چکے ہیں اور عقل و فہم سے کام نہیں لینا چاہتے ان کی سزا آگے بیان فرماتے ہیں (۳۳) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مُنہوں کے بل دوزخ کی طرف گھیر کر لے جائے جائیں گے یہ لوگ از روئے مکان کے بھی بدتر ہیں اور باعتبار راہ کے بھی بہت گمراہ ہیں ۞ مُنہ کے بل جانے کا مطلب (باقی ضمیمہ میں)

اور ہم نوحؑ کی قوم کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جبکہ اُنھوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو سمندر کے طوفان میں غرق کر دیا اور ہم نے نوحؑ کی قوم کو دوسرے لوگوں اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک عبرت آموز نشان بنا دیا اور ہم نے ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ؛: ایک پیغمبر کو جھٹلانا ایسا ہے جیسے سب کو جھٹلایا کیوں کہ تمام انبیاء دین کے اصولوں میں ایک ہی ہیں (۳۷) اور عاد کو اور ثمود کو اور اہلِ رس یعنی کنوئیں والوں کو اور اُن کے درمیان اور بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک اور برباد کر دیا (۳۸) اور ہم نے اُن سب کے سمجھانے کے لئے عجیب عجیب واقعات اور عمدہ عمدہ مضامین بیان کئے تھے اور اُن کے انکار پر انجام کار اُن سب کو ہلاک کر ڈالا ؛: یعنی عاد اور ثمود اور اصحاب رس اور اُن کے درمیان اور بہت سی بستیوں کو اور قوموں کو تباہ و برباد کر دیا حالانکہ اُن کے سامنے ہر قسم کے دلائل و شواہد اور اچھے اچھے مضامین بیان کئے گئے لیکن اُنھوں نے مان کر نہ دیا اور بالآخر اُن سب کو ہلاک کر دیا گیا ؛: کنوئیں والے شاید

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

اور ہم نوحؑ کی قوم کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جب اُنھوں نے رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے اُن کو غرق کر دیا اور ہم نے نوحؑ کی قوم

آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَ

کو دوسرے لوگوں کیلئے ایک عبرت آموز نشان بنا دیا اور ہم نے ان ظالموں کیلئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود

أَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

کو اور کنوئیں والوں کو اور اُن کے درمیان اور بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان سب کو سمجھانے کیلئے عجیب

الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ

عجیب مضامین و واقعات بیان کئے اور اُن کے انکار پر آخر کار ان سب کو بالکل ہلاک کر ڈالا۔ اور یہ کفار مکہ یقیناً اُس بستی پر ہو کر گذرے ہیں

الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا

جس پر بُری طرح کی یعنی پتھروں کی بارش برسائی گئی تھی تو کیا اُنھوں نے اس بستی کو دیکھا نہیں مگر بات یہ ہے کہ یہ

لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا

لوگ مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا خوف ہی نہیں رکھتے۔ اور یہ کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو ان کا سوائے اس کے کچھ کام نہیں ہوتا کہ آپ کا مذاق اڑانے

أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

لگتے ہیں کیا وہ شخص یہی ہے جس کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم اپنے معبودوں کی عبادت پر مضبوطی سے جمے

آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ

نہ رہتے تو اس شخص نے تو ہم کو ان سے منحرف ہی کر دیا ہوتا اور عنقریب ان کافروں کو جس وقت یہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

تو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ راہ راست سے منحرف اور بھٹکا ہوا کون تھا۔ اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت کو بھی دیکھا جس نے

إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ

اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے تو کیا آپ ایسے ہوا پرست کی کوئی ذمہ داری لے سکتے ہیں۔ یا آپ خیال کرتے ہیں

أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ

کہ ان کافروں میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو محض ایسے ہیں جیسے چوپائے

منزل ۴

یہ بھی کوئی قوم ہوگی جو اپنی نافرمانی کے باعث ہلاک ہوئی شاید ثمود کی بقیہ قوم کی طرف اشارہ ہو رس کچے کنوئیں کو کہتے ہیں جس میں اینٹ نہ لگائی جائے صرف پتھر رکھ دیئے۔ مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کنوئیں والے کہتے ہیں ایک امت کو جس نے اپنے رسول کو کنوئیں میں موندا پھر اُن پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا ۱۲ واللہ اعلم بالصواب (۳۹) اور یہ مشرکین مکہ اُس بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بُری طرح کی بارش برسائی گئی تھی اور بُرا برساؤ برسایا گیا تھا تو کیا اُنھوں نے اس بستی کو دیکھا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ اُن کو مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے کا خوف ہی نہیں ہے ؛: قوم لوطؑ کی بستیوں کی طرف اشارہ ہے یہ بستیاں شام کے راستے میں اُلٹی پڑی ہیں جن کے بُرے کاموں کی وجہ سے عذاب آیا تھا اور پھر کھنگر کے پتھر برسے تھے پھر بھی اُن کو عبرت نہیں ہوئی کہ یہ کفر سے باز آجائیں چونکہ یہ آخرت کے منکر اس لئے کفر کو موجب سزا ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس قسم کے عذاب کو اتفاقی بات سمجھتے ہیں ایک بستی جو بڑی تھی یعنی سدوم کا ذکر فرمایا اور بستیاں جو اس مرکزی مقام کے تابع تھیں وہ بھی اس عذاب میں شامل ہوگئیں اب آگے مشرکین مکہ کو مزید تنبیہ کا ذکر ہے (۴۰) اور اے پیغمبر یہ دینِ حق کے منکر جب آپ کو کہیں دیکھتے ہیں تو ان کا سوائے اس کے اور کوئی کام اور مشغلہ نہیں ہوتا کہ آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں اور آپ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے ؛: یعنی استہزا شروع کر دیتے ہیں اور باتیں چھانٹنے لگتے ہیں منجملہ مذاق کے یوں کہتے ہیں کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ نے ان کو اپنا پیغام دیکر بھیجا ہے یعنی یہ رسالت کا اہل نہیں کوئی رئیس اور ذی عزت شخص رسول ہوتا (۴۱) اگر ہم لوگ سختی اور مضبوطی کے ساتھ اپنے معبودوں کی عبادت پر جمے نہ رہتے تو اس شخص نے تو ہم کو ان معبودوں سے منحرف اور برگشتہ ہی کر دیا ہوتا۔ اور عنقریب ان کافروں کو جس وقت یہ عذاب کا معائنہ کریں گے تو اُن کو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ سیدھی راہ سے منحرف اور بھٹکا ہوا کون تھا ؛: یعنی استہزا کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ایسا چرب زبان ہے کہ اگر ہم مضبوط نہ ہوتے تو اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے باتیں بنا کر پھلا ہی دیا ہوتا وہ تو یوں کہو ہم اپنے عقیدے پر جمے رہے اور اس کی باتوں میں نہیں آئے ورنہ یہ تو ہم کو گمراہ ہی کر دیتا حضرت حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ بہت جلد جب عذابِ الٰہی دیکھیں گے خواہ یہ معائنہ عذاب دنیا میں ہو، یا مرتے وقت یا قیامت میں اُس وقت اُن کو یہ بات معلوم ہو جائے گی اور یہ جان لیں گے کہ گم کردہ راہ کون تھا اور راستے سے بھٹکا ہوا کون تھا (۴۲) اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کا پوجنا اختیار کر رکھا ہے تو کیا آپ ایسے ہوا پرست کی نگرانی کر سکتے ہیں یا ایسے شخص کی کوئی ذمہ داری لے سکتے ہیں (۴۳) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان کافروں میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو

محض ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ یہ اُن چوپایوں سے بھی زیادہ گمرکردہ راہ اور بے راہ ہیں ؛ یعنی جس شخص نے اپنی نفسانی خواہش کو خدا بنا رکھا ہے تو آپ پر ایسے شخص کی کیا ذمہ داری ہے ، یہ
شاید اُن لوگوں کو فرمایا کہ جن کو جب کوئی اچھا پتھر نظر آیا تو اُس کو لاکر معبود بنا لیا پھر جب کوئی اُس سے اچھا پتھر ملا اُس کو معبود بنا لیا یا اُن کو فرمایا کہ جو ہر بات اپنی نفسانی خواہش کے مطابق کرتے
ہیں جو دل میں آیا وہ کر لیا قطع نظر اس کے کہ اس کام کا اخلاقی اثر کیا ہوگا اور آسمانی شریعت اس کام کو جائز سمجھتی ہے یا نہیں اس قسم کے بدذوق لوگوں کے نہ آپ نگراں ہیں نہ ان سے کوئی اُمید ہے کیونکہ
یہ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ سننے کا یہ مطلب کہ توجہ کے ساتھ آپ کی باتوں کو اور قرآن کی آیتوں کو سنیں اور سمجھیں یہ تو محض چوپائے ہیں کانوں میں ان کے بھی آواز پڑتی ہے لیکن سمجھتے نہیں بلکہ یہ تو
ان سے بھی گئے گزرے ہیں وہ بھی اپنے مالک اور محسن کو پہچانتے اور اپنے گھر اور تھان کو جانتے ہیں یہ بدنصیب اس کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے یہی وجہ ہے کہ قیامت میں کہیں گے لو کنا نسمع
او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر ۔ اس آیت میں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ

بلکہ یہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں ۔ کیا اے مخاطب تو نے اپنے پروردگار کی قدرت پر نظر نہیں کی کہ اُس نے کس طرح سایہ کو

الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ

پھیلایا اور دراز کیا اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ایک ہی حالت پر ٹھہرائے رکھتا پھر ہم نے اس سایہ کے لئے آفتاب

عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ

کو ایک علامت مقرر کیا ۔ پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا ۔ اور

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ

وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردے کی چیز اور نیند کو تمہارے لئے راحت کی چیز بنایا

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ

اور دن کو اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا ۔ اور وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے آگے آگے

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾

بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم ہی آسمان سے ایسا پانی برساتے ہیں جو پاک اور پاک کرنے والا ہے

لِّنُحْیِ َۧ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ

تاکہ اُس کے ذریعہ سے مری ہوئی زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپاؤں اور بہت سے

اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ

آدمیوں کو اس پانی سے سیراب کریں ۔ اور ہم نے ہی اس پانی کو لوگوں کے مابین مختلف مقدار سے تقسیم کیا تاکہ غور کریں

فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ

مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفرانِ نعمت اور ناسپاسی کے ہر بھلی بات سے انکار ہی کیا ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں

كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ

ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے یعنی آپ کی امداد کیلئے ۔ سو اے پیغمبر آپ ان کافروں کا کہنا نہ مانیے اور آپ قرآنی دلائل کے

جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ

ذریعہ ان کافروں کا سخت مقابلہ کیجئے ۔ اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا ایک کا پانی ان میں سے

ع ۴ / ۱۰

اکثر کی قید شاید اس لئے لگائی کہ انہی منکروں میں سے بعض منکر اور سمجھ کر کفر سے تائب ہوئے اور اسلام لائے (۴۴) اثباتِ رسالت کے بعد پھر دلائلِ توحید کا بیان ہے اے پیغمبر کیا آپ نے اپنے پروردگار کی طرف نظر نہیں کی کہ اُس نے سائے کو کس طرح پھیلایا اور دراز کیا اور اگر وہ چاہتا تو اس سائے کو ایک ہی حالت پر ٹھہرائے رکھتا پھر ہم نے اس سائے کے لئے آفتاب کو ایک علامت اور دلیل قرار دیا (۴۵) پھر اس سائے کو آہستہ آہستہ اور سہج سہج اپنی طرف کھینچ لیا ؛ ظل اُس سائے کو کہتے ہیں جو طلوعِ شمس سے لیکر دوپہر تک ہوتا ہے اور دوپہر سے لے کر شام تک سائے کو فئے کہتے ہیں، سایہ شروع میں ہر چیز کا طویل ہوتا ہے پھر گھٹتے گھٹتے ہر چیز کا سایہ برابر ہو جاتا ہے اور زوال کے بعد پھر بڑھتا ہے اور آخر آفتاب کیساتھ ختم ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ حضرت حق کی قدرتِ کاملہ سے ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ ہم نے اس سائے کو سمیٹ لیا آفتاب کو دلیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ سائے کو شناخت کرنے کی دلیل آفتاب کو ٹھہرایا کیونکہ سایہ آفتاب سے ہی پہچانا جاتا ہے ۔ بعض حضرات جن میں حضرت ابن عباسؓ ۔ حضرت ابن عمرؓ ابو مالک ، ابو العالیہ حضرت مسروق اور مجاہد ، سعید بن جبیر اور نخعی اور ضحاک اور قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں یہ فرماتے ہیں کہ اس سائے سے وہ سایہ مراد ہے جو پو پھٹنے سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہوتا ہے ، اُس وقت میں بیمار کے دل کو چین ہوتا ہے مسافر اور ہر بیمار کے سکون کا وقت بھی ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوّل ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک جڑ میں آ لگے اپنی طرف کھینچ لیا کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے ۱۲ بہر حال کوئی صورت مراد ہو صنعتِ قدرت سے خالی نہیں اور نہ اور کسی کے بس میں ہے ۔ یہی اُس کی وحدانیت اور یکتائی کی دلیل ہے حضرت حق تعالیٰ نے اپنے موجدِ حقیقی اور قادرِ مختار ہونے کی تین باتیں فرمائیں سایہ کا پھیلانا ۔ آفتاب کا سایہ کے لئے راہ نما ہونا

تیسرے سہج سہج اس سائے کو سمیٹ لینا (۴۶) اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس اور پردے کی چیز بنایا اور نیند کو تمہارے لئے راحت و آرام کی چیز بنایا اور دن کو اٹھ کھڑے
ہونا اور زندہ ہونے کا وقت بنایا ؛ رات کو لباس بنایا یعنی جس طرح لباس سے بدن ڈھک جاتا اور پردے میں ہو جاتا ہے اسی طرح رات بھی ستر کا کام دیتی ہے نیند کا آرام و راحت ہونا
ظاہر ہی ہے ۔ دن کو اٹھ کھڑے ہونا پھیل جانا معاش کو تلاش کرنے وغیرہ کا وقت اور مر کر زندہ ہو جانا ہے ، جیسا کہ سو کر اٹھنے کی دعا میں نے "مشکل کشا" میں نقل کی ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ
اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۔ نیند چونکہ موت کے مشابہ ہے سویا مرا برابر ہے ۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کر اٹھنے کی دعا میں ان الفاظ کی رعایت رکھی اور ایسے الفاظ
فرمائے جو قیامت کی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں ایک عارف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ نوم باچوں شد اخ الموت اے فلاں ؛ زیں برادر آں برادر را بداں ۔ (باقی ضمیمہ میں ۔)

اور وہ قادرِ مطلق ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا ان میں سے ایک کا پانی شیریں اور خوش ذائقہ اور تسکین بخش ہے اور دوسرے کا پانی ان میں سے کھاری ہے سخت کڑوا اور اُسی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مضبوط آڑ کردی ہے ❊ یہ بات ہندوستان میں جہاں سمندر کا پانی کسی ندی سے ملتا ہے یا ندی سمندر میں ملتی ہے وہاں ایسا ہوتا ہے نہ صرف مزا بلکہ سفید و سیاہ رنگت بھی پانیوں کی ممتاز ہوتی ہے اور یہ کمال قدرت ہے کہ دریا اور سمندر کا پانی مل کر بہے اور ایک دوسرے سے مزے اور رنگ میں جدا رہے اور ایک دوسرے پر غالب نہ آئے دیکھنے والوں کو دونوں دریاؤں کے بیچ میں ایک دھاری نظر آتی ہے۔ پنجاب کے بعض کنوؤں میں ایک طرف کا پانی میٹھا اور دوسری طرف کا پانی کھاری دیکھنے میں آیا ہے ایک طرف کے پانی سے عمدہ چیز پکتی ہے۔ اور دوسری طرف کے پانی سے دال بھی نہیں گلتی۔ اور ایک کنوئیں میں ہونے کے باوجود ایک پانی دوسرے پانی سے ممتاز پایا جاتا ہے۔ تاپتی ندی میں اور اراکان اور چاٹگام کے مابین جو دریا بہتا ہے اس میں یہ بات صاف پائی جاتی ہے (۵۳) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے بشر کو پانی یعنی نطفہ سے پیدا کیا اور اُس کو نسب والا اور سسرال والا بنایا اور اے مخاطب تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے ❊ یعنی پانی کے قطرے کو کیا سے کیا کردیا ددھیال اور ننہیال کے رشتے قائم کئے اور نکاح بیاہ سے داماد اور سسرال کے رشتے قائم کئے اس طرح خاندان اور نسلیں چلائیں اور یہ پروردگار کا بڑا احسان ہے خاندان اور نسلیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں اور آپس میں مل کر مضبوط ہوتے ہیں اس نعمت کا حق یہ ہے کہ بشر اُسی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے لیکن بشر نے اس نعمت کا جس طرح کفران کیا اُس کا ذکر آگے فرمایا (۵۴) اور یہ مشرک اُس اللہ تعالیٰ اور وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ اُن کو نفع پہونچا سکتی ہیں اور نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور منکر تو اللہ تعالیٰ کے بالمقابل شیطان کا مددگار ہے ❊ یعنی مشرکین بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اُسکی مخلوق میں سے ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ نفع پہونچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نقصان پہونچانے کی طاقت رکھتی ہیں اور دینِ حق کے منکر کا تو شیوہ ہی یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے خلاف طاغوتی طاقتوں کا معین و مددگار ہوتا ہے مدعا یہ ہے کہ کافر ہمیشہ حق کی مخالفت کرتا ہے اور حق کو پیٹھ دکھاتا ہے اور حق کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ وکان ربک قدیرا پر فرماتے ہیں اپنی اولاد کا مدد ہے اور جہاں اُن کا بیاہ ہو اُن کی سسرال ہے اور رب کر سکتا ہے یعنی مارے پھر جلادے ۱۲ (۵۵) اور ہم نے آپ کو صرف خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے ❊ یعنی آپ ان منکرینِ دینِ حق کی شرارتوں سے متاثر اور غمگین نہوں آپکا کام صرف اتنا ہے کہ نیکوں کو بشارت دیدیں اور بدکار لوگوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرادیں باقی اُن کی مخالفت وغیرہ کی کوئی فکر آپ کو نہ ہونی چاہئے بلکہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے اور اپنا کام کرتے رہئے (۵۶) آپ ان سے کہدیجئے میں اس تبلیغِ دینِ حق پر تم سے کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا اور کوئی اجرت نہیں چاہتا مگر ہاں جو چاہے اپنے پروردگار تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرلے ❊ یعنی میں کوئی مزدوری اپنی تبلیغ پر نہیں مانگتا ہاں میری یہ خواہش ضرور ہے کہ تم میں سے جو اپنے پروردگار تک پہونچنے کی راہ اختیار کرنی چاہے وہ اختیار کرلے اس کو تم میرا معاوضہ کہو یا میری اس خواہش اور خوشی کا کچھ اور نام رکھو۔ گویا آپ کی شفقت کا یہ عالم ہے کہ جس طرح کوئی مزدور مزدوری لیکر راضی ہوتا ہے اسی طرح پروردگار کی راہ اختیار کرنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے (۵۷) اور آپ اس پر بھروسہ رکھئے اور توکل کیجئے جو زندہ ہے اور جو مرے گا نہیں اور اُس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہئے اور وہ خود اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸) وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے سب کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا وہ بڑا مہربان ہے پس اے مخاطب تو اُس کی شان اور اُس کی صفات کو کسی باخبر اور واقف حال سے دریافت کر اور پوچھ ❊

فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا

شیریں ہے پیاس کو بجھانے والا اور دوسرے کا پانی ان میں سے کھاری ہے سخت کڑوا اور ان دونوں دریاؤں کے درمیان ایک پردہ

مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ

اور ایک مضبوط آڑ کردی۔ اور وہی ہے جس نے بشر کو پانی یعنی نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکو صاحب خاندان

نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

اور سسرال والا بنایا اور اے مخاطب تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔ اور یہ کافر خدا کو چھوڑ کر

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا بھلا کرسکتی ہیں اور نہ ان کو ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو خدا کے

عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾

مقابلہ میں شیطان کا مددگار ہے۔ اور ہم نے آپکو صرف اسلئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو خوش خبری سنائیں اور ڈرائیں۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ

اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا لیکن ہاں جو چاہے

يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

اپنے رب تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرے۔ اور آپ اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھے

الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۗ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ

جو کبھی مرنگا نہیں اور اُس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے اور وہ خود اپنے بندوں کے گناہوں کی

عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

خبر رکھنے کو کافی ہے۔ وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ

مابین ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا وہ بے حد مہربان ہے

فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ

سو اے مخاطب تو اسکی شان کو کسی باخبر اور واقف حال سے دریافت کر۔ اور جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو

مع ۸

(باقی صفحہ ۵۸۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۸۱) یعنی اے پیغمبر خواہ عبادتِ تبلیغ ہو جس کا تعلق مخلوق کی خدمت سے ہے یا عبادتِ لازمہ ہو جیسے اُس کی تسبیح اور تحمید سو آپ ان دونوں قسموں کی عبادت میں اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھیے جو کبھی نہیں مرتا اور جدوں کے اعمال کی خبر گیری اور نگرانی اُس پر چھوڑ دیجئے وہ اُن کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی اور کفایت کرنے والا ہے، وہ پروردگار وہ ہے جس نے تمام آسمان و زمین کو اور آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کو چھ دن کی مقدار میں بنایا اور پیدا کیا ہے پھر عرش پر اپنی شان کے لائق اس عرش پر جلوہ گر ہا وہ بے حد رحم کرنے والا ہے لہٰذا اے مخاطب اگر تجھ کو اُس کی صفات کمالیہ کا حال معلوم کرنا ہے تو کسی باخبر اور واقفِ حال سے دریافت کر اور پوچھ دیکھ یہ منکر اور مشرک اُس کو کیا جانیں کہ وہ کن صفات کمالیہ سے متصف ہے اگر یہ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوتے تو اس کو چھوڑ کر اُس کی مخلوق کو نہ پوجتے۔ خبیر سے مراد حضرت حق تعالیٰ کی ذات ہے یا مخلوق میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۵۹) اور جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو (تفسیر صفحہ ہٰذا) تو کہتے ہیں رحمان کیا ہے کیا تو ہم سے جس کو سجدہ کرنے کا حکم کرے ہم اُسی کو سجدہ کرنے لگیں اور اُسی کے آگے ہم سجدہ ریز ہو جائیں اور یہ سجدہ کرنے کا حکم اُن کی نفرت کو اور بڑھاتا ہے ؏ یعنی جب رحمان کا نام لیکر اُن کو سجدے کی دعوت دی جائے تو انجان بن کر کہتے ہیں اور تجاہلِ عارفانہ کے طور پر دریافت کرتے ہیں رحمان کیا چیز ہے چونکہ عرب میں اللہ تعالیٰ کے لئے رحمان کا استعمال کم تھا اس لئے اجنبی اور انجان بن کر کہتے تھے یہ بات نہیں کہ رحمان کو جانتے ہی نہ تھے مسیلمہ کذاب کو رحمان الیمامہ کہا کرتے تھے اور ما الرحمان کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ کیا جس کو آپ کہتے رہیں اور جس کے لئے حکم دیتے رہیں ہم اُسی کے آگے سربسجود ہو جائیں تو ہم اسی کام کے ہو لئے کہ آپ جس کو کہتے جائیں ہم اُس کو سجدہ کرتے جائیں بلکہ اس حکم سے اُن کی نفرت اور وحشت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور باعتبار نفرت کے یہ حکم اور زیادتی کا موجب ہوتا ہے (۶۰) وہ بڑی بابرکت اور بڑی عالی شان ذات ہے جس نے آسمان میں بُرج یعنی بڑے بڑے ستارے بنائے اور اُسی نے آسمان میں ایک روشن چراغ اور نورانی چاند بنایا ؏ بڑے بڑے ستاروں کو بُرج فرمایا۔ اور آسمان کے قلعوں کو بھی برج کہا جا سکتا ہے یا سورج کی بارہ منزلوں کو برج فرمایا جو اہلِ ہیئت کہتے ہیں یعنی حمل۔ ثور، جوزا۔ سرطان۔ اسد سنبلہ، میزان، عقرب۔ قوس۔ جدی۔ ڈول اور مچھلی۔ اہلِ عرب کو ستاروں کی گردش کا علم بڑا اہم تھا، یہ تمام بُرج آفتاب کی گردش کے ہیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نظام شمسی کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آسمان کے بارہ حصے ہیں اُن کا نام بُرج ہر ایک پر ستاروں کا پتہ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔ سورج کو شاید حرارت اور نور کی وجہ سے چراغ فرمایا چاند کو چمکنے والا اور اُجالا کرنے والا فرمایا۔ (۶۱) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین اور ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا اور بدلنے والا بنایا یہ سب دلائل اُس شخص کے لئے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجا لانا چاہتا ہو ؏ ادلنا بدلنا یا ایک کے پیچھے دوسرے کا آنا یا جانشین اس لئے فرمایا کہ رات کو کوئی کام رہ گیا تو دن کو کر لیا دن کا کوئی کام رہ گیا تو رات کو کر لیا۔ بہر حال دونوں اُس کی نشانیاں ہیں اور اُس رحمان کی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن ان سے نفع اٹھانا اُس کی قدرت پر غور کرنا اور اُس کی نعمتوں کا شکر بجا لانا یہ اُنہی کا کام ہے جو واقعی حضرت رحمان کی توحید کے دلائل پر غور کرنے کا ارادہ رکھتے یا اُن کی فطرتِ سلیمہ اُن کو شکر بجا لانے پر اُبھارتی اور مجبور کرتی ہو۔ آگے رحمان کے مخلص بندوں کا ذکر فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بدلتے یا تو گھٹنا بڑھنا یا آنا جانا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلا دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا کام دن کو ۱۲ (۶۲) اور رحمان کے مخلص اور خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع اور عاجزی کے ساتھ دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل اور نادان لوگ ان سے نادانی کی بات کرنے لگیں تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کہتے ہیں ؏ یعنی جب ناسمجھ لوگ اُن سے بات کرنے اور بڑنے لگیں تو ان سے صاحب سلامت (باقی ضمیمہ میں)

قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ

تو کہتے ہیں رحمان کیا چیز ہے کیا تو ہم سے جس کو سجدہ کرنے کو کہے اُسی کو ہم سجدہ کرنے لگیں اور یہ سجدے کا حکم اُن کی

نُفُوْرًا ۩ ﴿٦٠﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا

نفرت کو اور بڑھاتا ہے۔ وہ بڑی بابرکت اور عالی شان ذات ہے جس نے آسمان میں بُرج یعنی بڑے بڑے ستارے

وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

بنائے اور اس نے آسمان میں ایک روشن چراغ اور نورانی چاند بنایا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے

جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ

رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا یہ سب دلائل اُس شخص کیلئے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا

اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى

شکر بجا لانا چاہتا ہو۔ اور رحمٰن کے مخصوص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور تواضع کے ساتھ

الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾

چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان سے بات کرنے لگیں تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو اپنے رب کے آگے سجدے کرنے اور کھڑے رہنے میں رات گزارتے ہیں۔ اور وہ جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

یوں دعائیں کیا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَ

ہمیشہ کی تباہی ہے۔ بیشک وہ جہنم باعتبار ٹھہرنے کے بھی بُری ہے اور باعتبار رہنے کے بھی بُری ہے۔ اور

الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ

وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ وہ خرچ کرنے میں تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان دونوں

بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

باتوں کے درمیان اعتدال کیساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے

اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور باطل معبود کی پرستش اور پوجا نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے شرعی طریقہ پر حرام فرمایا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر ہاں کسی حق شرعی کیساتھ اور نہ وہ عباد الرحمٰن زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص یہ بُرے کام کریگا تو وہ شخص گناہوں کا وبال دیکھے گا اور اُس کو سزا سے سابقہ پڑیگا (۶۸) کہ اس کو قیامت کے دن دو چند عذاب کیا جائے گا اور وہ اُس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہوکر رہے گا (۶۹) مگر ہاں جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ اول عباد الرحمٰن کے اعتقاد اور تقوے کا بیان ہے کہ وہ لوگ شرک نہیں کرتے از تکاب قتل نہیں کرتے جن کے خون کا احترام قواعد شرعیہ کے موافق ہے اُن کے خون کا احترام کرتے ہیں زنا کا ازتکاب نہیں کرتے مگر ہاں اگر کسی کا قتل شرعاً واجب یا مباح ہو تو وہ مستثنا ہے چونکہ معصیات کا ذکر فرمایا تھا اُسی کی مناسبت سے ان گناہوں کے مرتکبین کا ذکر فرمادیا جو مشرک ہیں پھر ان کی سزا اور سزا میں پڑ جانے کا ذکر فرمایا اور دو گنے عذاب کا ذکر فرمایا دگنا عذاب ہوگا یا یہ کہ عذاب بڑھتا چلا جائے گا پھر اُسی کے ساتھ شرک سے اور معاصی سے توبہ کرنے والوں کا ذکر فرمایا کہ جو لوگ توبہ کرلیں گے اور اسلام لاکر اچھے عمل بجالائیں گے تو اُن کے گناہ مٹا دئے جائینگے اور ان کے گناہوں کی بجائے اُن کی نیکیاں ثبت کی جائیں گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مگر جہاں چاہئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی سوائے تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ۱۲ اور فرماتے ہیں یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں ۱۲ اور فرماتے ہیں بدل دے گا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دے گا اور کفر کے گناہ معاف کردے گا ۱۲ آگے مسلمان گناہ گار کا ذکر فرمایا (۷۰) اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد نیک عمل کرنے لگتا ہے اور نیک اعمال کا پابند ہوجاتا ہے تو وہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے ؛ یعنی اہل ایمان میں سے اگر کوئی شخص گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور وہ توبہ کرکے نیک اعمال کا پابند ہوجائے اور گناہوں سے بچتا رہے تو وہ خاص طور پر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پاوے ۱۲ (۷۱) رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو جھوٹے کاموں اور بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ اتفاقاً کبھی بے ہودہ اور لہو ولعب کی مجالس پر سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ بزرگانہ انداز سے گذر جاتے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل نہ ان سے لڑیں ۱۲ (۷۲) اور نیز وہ ایسے ہیں کہ جب اُن کو اُن کے پروردگار کے کلام کی آیتیں سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے ؛ یعنی جس طرح کافر اور دینِ حق کے منکر کلام الٰہی سن کر غل مچاتے اور ہجوم کرتے ہیں عباد الرحمان کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ کلامِ الٰہی کو توجہ کے ساتھ سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دھیان سے سنیں ۱۲ (۷۳) اور نیز وہ ایسے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتری اور بھلائی کی دعا کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے ؛ آنکھوں کی ٹھنڈک کا مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی تقوے کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور طاعت وتقویٰ میں اتنا بڑھا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کرنے لگیں دوسروں کے لئے ہم کو ہادی بنادے تاکہ پرہیزگار ہماری پرہیزگاری اور تقوے کو دیکھ کر ہماری پیروی کرنے لگیں اور ہمارا خاندان ہمارے نقشِ قدم پر چلے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ بھی اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے وے ہمارے پیچھے ۱۲ (۷۴) یہی عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے صبر واستقامت کے صلے اور بدلے میں بالاخانے دئے جائیں گے اور وہ دعائے خیر اور سلام کے ساتھ اُس جنت میں

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا

اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر ہاں کسی حق شرعی کے ساتھ اور

يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ

نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص یہ مذکورہ بُرے کام کریگا وہ گناہوں کا وبال دیکھے گا۔ کہ اُس کو

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾

قیامت کے دن دو چند عذاب کیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلیل ہوکر رہے گا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

مگر ہاں جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى

نہایت مہربان ہے۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرنے لگتا ہے تو وہی حقیقت میں خدائے تعالیٰ کی

اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا

طرف رجوع کرتا ہے۔ رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ اتفاقاً کبھی

مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

بیہودہ مجالس پر سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اور نیز وہ ایسے ہیں کہ جب انکو ان کے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ

رب کے کلام کی آیتیں سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے۔ اور نیز وہ ایسے ہیں

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا

جو یوں دعا کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے

قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے۔ یہی وہ لوگ ہیں

استقبال کیے جائیں گے ؛ یعنی طاعت وفرماں برداری میں ثابت قدم رہے اور غیروں کے طعن وتشنیع پر صبر کرتے رہے تو ان کو صلے میں بہشت اور بہشت میں بالاخانے دیے جائیں گے اور ان بالاخانوں میں فرشتے دعائے خیر اور سلام سے ان کا استقبال کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرشتے آگے آکر لے جاویں گے ۱۲ (۷۵) وہ ان بہشت کے بالاخانوں میں ہمیشہ اور سدا رہیں گے وہ جنت ٹھہرنے کے اعتبار سے بھی اچھی اور رہنے کے اعتبار سے بھی خوب ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنے کو بھی ملے تو بھی غنیمت ہے ان کا تو وہی گھر ہے ۱۲ (۷۶) اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم میرے پروردگار کی عبادت نہ کرو گے اور اس کو نہ پکارو گے تو وہ بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرے گا اور تمہارا کوئی وزن اور کوئی قدر نہ ہوگی پس اے منکرو! تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کی ہے اور تم تو اللہ تعالیٰ کے دین کو جھٹلا ہی چکے اب عنقریب یہ تکذیب تم کو چمٹ کر رہے گی اور اس تکذیب کا وبال تم پر پڑ کر رہے گا یعنی دنیا میں جیسا کہ بدر میں ہوا یا آخرت میں بہرحال بندے کی آبرو اور اُس کی قدر وقیمت اپنے پروردگار کی عبادت میں ہے جو شخص اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کرتا وہ اپنے پیدا ہونے کی غرض وغایت کو پورا نہیں کرتا تو ایسے نالائق کی خدا کو بھی کوئی پروا نہیں خواہ وہ کہیں ہلاک ہو جائے اور اے دینِ حق کے منکرو! تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کا شیوہ ہی اختیار کر رکھا ہے اور تم تو اُس کے دین کو جھٹلا ہی چکے ہو۔ اب اس تکذیب کی سزا کا انتظار کرو اور اس تکذیب کا وبال اب تمہارے گلے کا ہار بن جائے گا آیت کی تفسیر مفسرین نے بہت طرح کی ہے مگر ہم نے راجح قول کو اختیار کر لیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندہ معزز نہ ہو خداوند کو اُس کی کیا پروا۔ مگر اُس کی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہو ملا ہے بھینا یعنی لڑائی جہاد ۱۲ (۷۷) تمت تفسیر سورۃ الفرقان ؛

سورۃ الشعراء ؛ سورۃ شعراء مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں ؛

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ (۱) یہ سورت اور یہ مضامین ایک واضح اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں یعنی قرآن کریم کی (۲) اے پیغمبر آپ شاید اس بات سے کہ وہ کافر ایمان نہیں لائے اپنی جان کھو بیٹھیں گے ؛ یعنی آپ ان پر اپنی شفقت کی وجہ سے اتنا غم کھاتے ہیں اور ان کے ایمان نہ لانے پر آپ اس قدر بے قرار اور غمگین ہوتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے شاید ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں آپ کی جان جاتی رہے گی اور آپ صدمے میں اپنی جان دے بیٹھیں گے آخر شفقت کی بھی ایک حد ہوتی ہے (۳) اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایک ایسی بڑی نشانی نازل کر دیں جس نشانی کے سامنے ان کی گردنیں پست ہو کر رہ جائیں ؛ یعنی ہم کوئی ایسا زبردست نشان آسمان سے نازل کر دیں کہ یہ بے بس اور لاچار ہو جائیں اور ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں لیکن چونکہ ایمان قبول کرنے میں جبر واکراہ غیر صحیح اور غیر مفید ہے بلکہ ان کو دلائل سے سمجھانے کی ضرورت ہے تاکہ

یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً

جن کو ان کے صبر واستقامت کے صلے میں بالاخانے دیئے جائیں گے اور وہاں وہ دعائے خیر اور سلام کے ساتھ

وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ

استقبال کئے جائیں گے۔ وہ ان بالاخانوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ بہترین جگہ ہے باعتبار ٹھہرنے کے

مُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ

بھی اور باعتبار رہنے کے بھی۔ اے پیغمبر آپ فرما دیجئے اگر تم میرے رب کی عبادت نہ کرو تو میرا رب بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کریگا

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

سو اے کفار تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کی ہے لہٰذا اب عنقریب یہ تکذیب تم کو چمٹ کر رہے گی۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّاِحْدٰی عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ شعراء مکی ہے اور یہ دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طٰسٓمٓ۔ یہ سورت ایک واضح کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں۔ اے پیغمبر آپ شاید ان کافروں کے

نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ

ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان کھو بیٹھیں گے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی

مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ﴿۴﴾

نشانی نازل کر دیں کہ اس نشانی کے سامنے ان کی گردنیں پست ہو کر رہ جائیں۔

وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

اور ان کافروں کے پاس کوئی نیا نصیحت آمیز حکم رحمان کی جانب سے نہیں پہنچتا مگر

عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا

یہ کہ وہ اس حکم سے روگردانی کرتے ہیں۔ بہرحال یہ تکذیب کر چکے اب عنقریب ان کو اس بات کی

منزل ۵

ایمان کا قبول کرنا بندے کے اختیار میں رہے۔ کیونکہ مقصود یہی ہے اور ایسی کوئی نشانی جس سے بندہ مجبور اور ایمان قبول کرنے پر بے بس ہو جائے تو اس طرح اس کا اختیاری سلب ہو جائیگا جو مقصد کے خلاف ہے (۴) اور ان دینِ حق کے منکروں کے پاس کوئی نئی نصیحت اور فہمائش اور نصیحت آمیز حکم رحمان کی جانب سے نہیں آتا مگر یہ منکر اُس سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں ؛ یعنی رحمان کی جانب سے جو نئی نصیحت ان کے پاس آتی ہے یہ اس سے منہ پھیرتے، بے رخی اور اعراض کرتے ہیں (۵) بہرحال یہ تکذیب کر چکے اب عنقریب ان کو اُس بات کی حقیقت معلوم ہو جائیگی جس بات کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے اور جس چیز سے یہ تمسخر اور ہنسی کیا کرتے تھے ؛ یعنی اس بے رخی اور اعراض کا نتیجہ یہ ہوا کہ صریح تکذیب کرنے لگے اور تکذیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمسخر اور ہنسی پر اتر آئے جیسا کہ ہر برے کام میں ہوا کرتا ہے۔ بہرحال جب موت کے وقت یا قیامت میں عذاب کا معائنہ کریں گے اُس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ پیغمبروں نے سچ کہا تھا اور ہم غلطی اور اپنی آبائی جہالت میں مبتلا تھے (۶)

کیا ان منکروں نے زمین کی طرف نظر نہیں کی اور زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس سے ہر قسم کی کتنی اچھی اچھی چیزیں اگائی ہیں ؛ یعنی اگر ان پر غور کرتے تو صانع کے وجود اُس کے کمال اور اُس کی وحدت پر ایمان لا سکتے تھے لیکن انھوں نے توحید الٰہی کے لئے اتنی تکلیف بھی گوارا نہ کی کہ عالم سفلی ہی کے عجائبات کو دیکھ لیتے (٧) بے شک اس نباتات اور زمین کی روئیدگی میں قدرتِ خداوندی کی بڑی نشانی ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر ایمان لانے والے نہیں (٨) اور بے شک آپ کا پروردگار ہی کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے ؛ جب ان صاف اور کھلے دلائل پر توجہ نہیں کرتے اور ان میں کے اکثر ایمان نہیں لاتے تو معلوم ہوتا ہے سخت معاند اور متعصب ہیں پھر ان کے پیچھے غم سے جان دینے میں کیا فائدہ اور آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک ہے چاہے تو ابھی ان کی گرفت کر سکتا ہے لیکن قوت کے ساتھ بڑی رحمت والا بھی ہے اس لئے عقوبت میں تعجیل نہیں کرتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں یہ عجیب! (٩) اور اے پیغمبر وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب آپ کے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ اے موسیٰ تو ان ظالم لوگوں کے پاس جا (١٠) جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ لوگ ڈرتے نہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی گرفت سے (١١) موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو جھٹلادیں اور میری تکذیب کریں (١٢) اور میرا دل گھٹنے لگتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا آپ ہارونؑ پر وحی بھیجئے ؛ یعنی زبان میں روانی نہیں ہے زبان اٹکتی ہے تو دل الجھتا اور رکتا ہے پھر فرعون کے آدمی جھٹلادیں گے تو طبعاً طبیعت اور گھٹے گی اس لئے آپ ہارونؑ کو میری مدد کے لئے پیغام دیکر نبی بنادیجئے تاکہ وہ میرے ہمراہ رہے اور میرا مشیر و معین ہو (١٣) اور میرے ذمے ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے تو مجھ کو یہ اندیشہ ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں مجھ کو قتل کر ڈالیں ؛ یعنی مصر سے ایک قبطی کو قتل کر کے بھاگا تھا جب سے اب تک گرفتار نہیں ہوا اس لئے بھی مجھ کو خوف ہے کہ وہ مجھ کو دیکھتے ہی قتل کر ڈالیں اور تبلیغ رسالت کی نوبت ہی نہ آئے اور تبلیغ رسالت سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں (١٤) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا پس تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ کہ ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں ؛ یعنی تمہاری درخواست کے موافق ہارونؑ کو نبی بنا دیا گیا ہے لہٰذا تم ہر قسم کے اندیشوں سے بالاتر ہو کر دونوں بھائی اُس کے پاس ہماری نشانیاں اور دلائل لے کر جاؤ ہم ہر قسم کی نصرت و مدد کے لئے تمہارے ساتھ ہیں اور جو باتیں وہ تم سے کرے گا اُن کو سننے والے ہیں (١٥) سو تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ ہم رب العٰلمین کے فرستادے ہیں (١٦) اور یہ پیغام لائے ہیں کہ اے فرعون تو بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ بھیجدے ؛ یعنی جو تمام عالموں کا پروردگار اور پالنہار ہے اس کی طرف سے ہم رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ

حقیقت معلوم ہو جائے گی جس بات کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے ۔ کیا ان لوگوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے

أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

اس سے ہر قسم کی کتنی اچھی اچھی چیزیں اگائی ہیں ۔ بے شک اس روئیدگی میں بڑی نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں کے اکثر ایمان لانے والے نہیں ۔ اور بے شک آپ کا رب ہی

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ

کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنیوالا ہے ۔ اور اے پیغمبر وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ قَالَ

کہ تو اس ظالم قوم کے پاس جا ۔ جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ لوگ ڈرتے نہیں ۔ موسیٰ نے عرض کیا

رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي

اے میرے پروردگار میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو جھٹلادیں ۔ اور میرا دل

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ

رکتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا آپ ہارونؑ پر بھی وحی بھیج دیجئے ۔ اور میرے

عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا

ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو قتل کر ڈالیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا

بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ

سو تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ کہ ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں ۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ

فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا

اور اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادے ہیں ۔ اور یہ پیغام لائے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو

بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَ

ہمارے ساتھ جانے دے ۔ فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کیا ہم نے تجھ کو اپنے ہاں رکھ کر بچپنے میں تیری پرورش نہیں کی اور

ع ٩ / ٥

اور چونکہ بنی اسرائیل پر بڑی تعدی ہو رہی ہے ۔ اس لئے بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کے جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا دیس تھا ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسفؑ کے سبب مصر میں آرہے تھے بہت مدت گزری اب حق تعالیٰ نے اُن کو ملک شام دینا چاہا فرعون اُن کو نہ چھوڑتا تھا کہ اُن سے کام لیتا تھا بے گار میں ١٢ (١٧) چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پہونچے فرعون کے سامنے وہ پیام بیان کیا اس پر فرعون نے اپنے احسانات بیان کرتے ہوئے کہا کیا ہم نے تجھ کو بچپنے میں اپنے یہاں رکھ کر تیری پرورش نہیں کی اور کیا تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گزارے (١٨)

اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا جو کیا تھا اور تو تو بڑا ہی ناسپاس ہے ÷ یعنی موسیٰ تو تو وہی ہے جو بچپنے میں ہمارے ہاں رہا بڑھا پلا اور پھر ایک ناشائستہ حرکت بھی تو نے کی ایک قبطی کو بھی قتل کیا تو

لَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝١٨ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ

کیا تو نے اپنی زندگی کے کتنے ہی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے - اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا

الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَا

جو کیا تھا اور تو بڑا ہی ناسپاس ہے - موسیٰؑ نے جواب دیا وہ حرکت مجھ سے اُس وقت سرزد ہو گئی تھی

إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝٢٠ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا

اور میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا - سو جب مجھ کو تم سے خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے

خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝٢١

فرار ہو گیا پھر میرے رب نے مجھ کو حکمت و دانش عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں سے کر دیا -

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝٢٢

اور وہ احسان جو تو مجھ پر رکھ رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے -

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٢٣ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ

فرعون نے کہا اچھا اور رب العلمین کی حقیقت کیا ہے - موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝٢٤ قَالَ لِمَنْ

زمین کا اور اُن چیزوں کا جو ان دونوں کے مابین ہیں بشرطیکہ تم لوگ یقین کرو - فرعون نے اپنے گرد

حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝٢٥ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ

و پیش کے لوگوں سے کہا کیا تم سُن رہے ہو - موسیٰؑ نے کہا وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے

الْأَوَّلِينَ ۝٢٦ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ

باپ دادوں کا پروردگار ہے - فرعون نے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا

إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝٢٧ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا

گیا ہے بلاشبہ کوئی دیوانہ ہے - موسیٰؑ نے کہا وہی مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان

بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢٨ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا

دونوں کے مابین ہے اُن کا پروردگار ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو فرعون نے کہا اگر موسیٰ تو نے میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کیا

تو بڑا ناشکرا اور ناسپاس ہے کہ جس رکابی میں کھائے اُسی میں سوراخ کرے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک قبطی کا خون ہوا تھا اُن سے - سورۂ قصص میں آوے گا ۱۲ (۱۹) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا وہ حرکت مجھ سے اُس وقت سرزد ہو گئی تھی اور میں چوکنے اور غلطی کرنے والوں میں سے تھا ÷ یعنی میں نے عمداً قتل نہیں کیا بلکہ مجھ سے چوک ہو گئی تھی میں صرف تنبیہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ مر گیا (۲۰) سو جب مجھ کو تم سے خوف و خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے فرار ہو گیا پھر میرے پروردگار نے مجھ کو حکمت اور دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں سے کر دیا (۲۱) اور وہ احسان جو تو مجھ پر رکھ رہا ہے اور مجھ کو جتا رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ÷ یعنی بظاہر احسان جتا رہا ہے حالانکہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو انتہائی ذلت اور مظالم میں گرفتار کر رکھا ہے (۲۲) فرعون نے کہا یہ رب العلمین کیا ہے یعنی اس کی حقیقت کیا ہے ÷ سورۂ طٰہٰ میں تھا فمن ربکما یا موسیٰ یہاں سوال بالکنہ کیا جو حضرت حق تعالیٰ کے لائق نہ تھا اس بنا پر حضرت موسیٰؑ نے پھر صفات سے جواب دیا کیونکہ حقیقت متعذر تھی ÷ (۲۳) موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اگر تم کو یقین حاصل کرنا ہو ÷ یعنی ماہیت سے اس کی معرفت ہو نہیں سکتی جب سوال کرو گے صفات ہی سے جواب دیا جائیگا (۲۴) اس پر فرعون نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے کہا کیا تم کچھ سنتے ہو ÷ اپنے حاشیہ نشینوں کو توجہ دلانے لگا کہ کچھ سُن بھی رہے ہو سوال کچھ اور جواب کچھ (۲۵) موسیٰؑ نے فرمایا وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے ÷ چونکہ جواب بالکنہ متعذر تھا اس لئے حضرت موسیٰؑ نے پھر صفات سے معرفت کرانی چاہی (۲۶) اس پر فرعون نے اپنے لوگوں سے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یقیناً کوئی دیوانہ ہے ÷ یعنی اب تک بات کو نہیں سمجھتا ہم کنہ اور حقیقت دریافت کرتے ہیں رب العالمین کی اور یہ بالوجہ معرفت کرانی چاہتا ہے (۲۷) موسیٰؑ نے فرمایا وہی مشرق و مغرب کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس سب کا وہی پروردگار ہے اگر تم کچھ عقل اور سمجھ رکھتے ہو ÷ اگر تم کو سمجھ ہو ان دلائل اور صفات سے اس کو مان لو (۲۸) فرعون نے اس پر قانونی دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر اے موسیٰؑ میرے سوا تو نے کوئی اور معبود تجویز کیا اور کسی اور معبود کا دعویٰ کیا تو میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کر دوں گا ÷ یعنی قید خانے میں بند کر دوں گا (۲۹) اس پر

غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ

تو بلاشبہ میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کردوں گا ۔ اس پر موسیٰؑ نے کہا کیا اگر میں

جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ

کوئی صاف و صریح چیز تیرے پاس لایا ہوں فرعون نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو وہ صاف و صریح

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

چیز پیش کر۔ اس پر موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اُسی وقت ایک صاف و نمایاں

مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾

اژدہا بن گیا۔ اور موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ ہاتھ اُسی وقت سب دیکھنے والوں کے سامنے بہت ہی چمکدار ہوگیا

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ

فرعون نے اپنے گرد و پیش کے سرداروں سے کہا کہ واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر یگانہ جادوگر ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو

مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ

تمہارے ملک سے باہر نکالدے سو اب تم لوگ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ سرداروں نے جواب دیا کہ تو موسیٰؑ

وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

اور اُس کے بھائی کو کچھ مہلت دیدے اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے بھیجدے۔ کہ وہ ہر ہوشیار جادوگر کو

سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَ

تیرے پاس لے آئیں۔ آخرکار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کرلئے گئے۔ اور

قِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ کیا تم سب لوگ جمع ہوتے ہو۔ یعنی تم کو جمع ہونا چاہیے۔ تاکہ اگر جادوگروں کو

السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا

غلبہ حاصل ہو تو ہم سب انہیں کے پیرو رہیں۔ پھر جب وہ جادوگر آئے تو اُنھوں نے

لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾

فرعون سے کہا اگر ہم مقابلہ میں غالب آئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا۔

موسیٰؑ نے کہا کیا اگر میں کوئی صاف و صریح چیز تیرے پاس لایا ہوں اور کوئی صحیح دلیل پیش کروں۔ ؛ یعنی میں اگر کوئی صاف اور صریح دلیل پیش کروں۔ کیا تب بھی میں قیدخانے کا مستحق قرار دیا جاؤں گا (٣٠) فرعون نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو وہ صریح دلیل پیش کر (٣١) اس پر حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت ایک صاف و نمایاں اژدہا بن گیا (٣٢) اور موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ ہاتھ اُسی وقت دیکھنے والوں کے لئے بہت چمکتا ہوا اور روشن ہوگیا ؛ یعنی ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ بہت روشن اور چمکدار ہوکر نکلا (٣٣) فرعون نے اپنے گرد و پیش اور آس پاس بیٹھنے والے سرداروں سے کہا کہ واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر اور یگانہ جادوگر ہے (٣٤) اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکالدے سو اب تم لوگ اس بارے میں مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ؛ یعنی اس ملک سے ہم کو نکال کر خود قابض ہونا چاہتا ہے لہٰذا اس پر غالب آنے کے لئے کوئی مشورہ دو کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے (٣٥) سرداروں نے جواب دیا کہ تو موسیٰؑ اور اُس کے بھائی کو اس وقت کچھ مہلت دیدے اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے اور چوب دار بھیج دے (٣٦) کہ وہ چوب دار ہر ماہر جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ؛ یعنی چوٹی کے سب جادوگروں کو تیرے پاس اکٹھا کردیں (٣٧) آخرکار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کرلئے گئے ؛ مقررہ دن یوم الزینۃ اور خاص وقت چاشت کا وقت جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں گذر چکا ہے (٣٨) اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ تم سب لوگ جمع ہوتے ہو یعنی تم کو جمع ہونا چاہیے (٣٩) تاکہ اگر جادوگر غالب آئیں تو ہم سب انہیں کے پیرو رہیں ؛ یعنی اگر جادوگروں کو غلبہ حاصل ہو جائے جیسا کہ یہی اُمید ہے تو پھر ہم سب اُسی دین کے پیرو رہیں جو جادوگروں کا دین ہے یعنی وہی دین جو فرعون نے اپنی خدائی کیلئے بنا رکھا ہے اور جس میں اہل فرعون کو اقتدار اور غلبہ حاصل ہے اور جس کے ماننے والے یہ جادوگر بھی ہیں بہرحال (٤٠) جب وہ جادوگر آئے تو انھوں نے فرعون سے کہا اگر ہم مقابلے میں غالب آئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا (٤١) فرعون نے جواب دیا ہاں ضرور ملے گا اور مزید برآں تم تو اُس وقت بارگاہِ شاہی کے مقربین میں شامل کرلئے جاؤ گے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی میر مختار ہوگے (٤٢)

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى

فرعون نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور مزید برآں تم تو اس وقت مقربین میں شامل کرلئے جاؤگے - ان جادوگروں سے موسیٰ

اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَ

نے کہا تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے وہ ڈالو - اس پر ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں ڈالیں

قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

اور یوں کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے - پھر اس کے بعد موسیٰؑ نے اپنا

عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ

عصا ڈالا عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اسی وقت اس سب جھوٹے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کردیا جو وہ بنارہے تھے اس پر

سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ

تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے - اور کہنے لگے ہم اس رب العٰلمین پر ایمان لائے - جو موسیٰؑ اور

هٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ

ہارونؑ کا رب ہے - فرعون نے کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ

واقعہ یہ ہے کہ یہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا یعنی استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے لہٰذا عنقریب تم کو اس کا نتیجہ معلوم ہوا جاتا ہے

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

یقیناً میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا

سولی دوں گا - ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کچھ نقصان کی بات نہیں یقیناً ہم تو اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کردے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ ع وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْٓ

ایمان لانے والوں میں ہیں - اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل

باہمی گفتگو میں موسیٰؑ سے یہ طے ہوا کہ پہلے جادوگر ڈالیں گے چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ان جادوگروں سے فرمایا تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے وہ ڈالو (٤٣) اس پر ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور یوں کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے :: فرعون کی عزت و آبرو کی قسم کھا کر اپنے غالب ہونے کا دعویٰ کیا (٤٤) پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اسی وقت اس سب بنے بنائے کھیل اور جھوٹے سوانگ کو نگلنا شروع کردیا جو وہ جادوگر بنارہے تھے :: یعنی وہ عصا اژدہا بنکر جادوگروں کے تمام کھیل اور رسیوں اور لاٹھیوں کو نگلنے لگا وہ لاٹھیاں اور رسیاں دیکھنے والوں کو دوڑتے ہوئے سانپ نظر آرہے تھے مگر وہ اژدہا سب کو نگل گیا (٤٥) اس پر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے (٤٦) اور کہنے لگے ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے (٤٧) جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا پروردگار ہے (٤٨) فرعون یہ دیکھ کر گھبرایا اور اپنا پرسٹیج قائم کرنے کی غرض سے جادوگروں کو خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے واقعہ یہ ہے کہ یہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا یعنی استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو ابھی اپنی اس حرکت کا نتیجہ معلوم ہوا جاتا ہے اور تم یقیناً ابھی جان لوگے میں تم سب کے یقیناً ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤنگا اور تم سب کو سولی دوں گا :: یعنی فرعون کو اندیشہ ہوا کہ کہیں عام لوگ اسلام نہ قبول کرلیں اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان نہ لے آئیں اس لئے جادوگروں کو دھمکی دی۔ یہ جادو میں تم سب کا بڑا ہے۔ یعنی یہ تم سب کا اُستاد ہے اور تم سب نے باہم سازش کی ہے کہ تم لکڑی پھینکنا اور ہم ایمان کا اقرار کرلیں گے پھر سزا کا حکم سنایا اُس کے ملک میں بغاوت کی یہی سزا ہوگی بہرحال شخصی اور غیر جمہوری حکومت تھی۔ فرعون نے جو سزا دی ہو وہ کم تھی بہرحال سورۂ طٰہٰ میں پوری تفصیل گذر ہی چکی ہے۔ ایمان نے تھوڑی ہی دیر میں جادوگروں کا رنگ بدل دیا وہ نہایت ثابت قدمی اور اولوالعزمی کے ساتھ باطل کے مقابل ہوگئے اور فرعون کو مردانہ وار جواب دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تمہارا بڑا کہا رب کو موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ١٢ (٤٩) ان نومسلم یعنی جو ابھی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لائے تھے جادوگروں نے کہا کوئی ضرر اور نقصان نہیں یقیناً ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں :: یعنی ہم موت سے نہیں ڈرتے مرنے کے بعد تو اپنے مالک کے پاس پہونچ جائیں گے، جہاں ہر قسم کا آرام میسر ہوگا لہٰذا ہمیں کوئی نقصان نہیں، الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب خالص ایمان کی یہی شان ہوتی ہے (٥٠) ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کردے اور بخشدیگا بسبب اس کے کہ ہم ان موجودہ حاضرین میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں :: یعنی ایمان اور اسلام اپنے پہلے گناہوں کو گرادیتا ہے اسی لئے ان نومسلموں نے سابقہ گناہوں کے معاف ہوجانے کی اُمید کی کہ ہمارا پروردگار کفر کی خطاؤں کو بخشدے گا پہلے ایمان لانے کا مطلب ظاہر ہوگیا کہ اس بھرے مجمع میں سب سے پہلے ہم ہی کو توفیق نصیب ہوئی اور ہم ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اول المؤمنین ہیں۔ غرض اس اہم واقعہ میں فرعون کو بڑی ذلت و رسوائی ہوئی لیکن بایں ہمہ ذلت و رسوائی وہ اپنی شرارت سے باز نہیں آیا اور بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانا بند نہیں کیا۔ آخر سب کو دریا میں غرق کردیا اور بنی اسرائیل کو ملک مصر کا وارث بنادیا آگے اسی کا بیان ہے (٥١) اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی اور حکم بھیجا کہ تو میرے بندوں کو راتوں رات لیکر نکل چل بلاشبہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور تمہارا

ع ١٨ ٣

إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ

کیونکہ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائیگا۔ پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کو

حَاشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾

ہرکارے بھیج دیئے۔ کہ یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت ہیں۔

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿٥٦﴾

اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے۔ اور ہم سب خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَ

آخرکار ہم نے فرعون کی جماعت کو باغوں سے اور چشموں سے۔ اور خزانوں سے اور عمدہ عمدہ

مَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

مکانوں سے نکال باہر کیا۔ ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا اور آخر میں ان سب مذکورہ بالا چیزوں کا مالک ہم نے بنی اسرائیل کو بنا دیا

فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ

غرض دن نکلتے نکلتے فرعون کے لشکر نے عقب سے بنی اسرائیل کو جا لیا۔ پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے

أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ

ساتھیوں نے کہا بلاشبہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ

رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب

میرا پروردگار ہے وہ عنقریب میری رہنمائی فرمائے گا۔ تب ہم نے موسیٰ کی جانب حکم بھیجا کہ تو اپنے عصا کو

بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ

دریا پر مار چنانچہ لکڑی مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسے کوئی

الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ

بڑا پہاڑ ہے۔ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہونچا دیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں

وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾

کو جو اسکے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔ اور ہم نے اسی دریا میں دوسرے فریق کو غرق کر دیا:

تعاقب ہوگا (۵۲) حضرت موسیٰؑ حکم کے مطابق لے کر نکل گئے۔ پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کو اپنے ہرکارے اور چوب دار بھیج دیئے (۵۳) کہ یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت ہیں (۵۴) اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے (۵۵) اور ہم سب ان سے خطرہ محسوس کرتے ہیں ؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو بحکمِ خداوندی لے کر نکلے اور فرعون نے اپنا تمام لشکر تعاقب کے لئے اکٹھا کیا اپنے چوب داروں کو مصر کے مختلف شہروں میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ بنی اسرائیل ہمارے مقابلے میں ایک تھوڑی سی جماعت ہیں اور یہ اپنی حرکات سے ہم کو سخت غصہ دلاتے رہے ہیں اور ہم کو انکی بغاوت کا اندیشہ رہتا ہے یا یہ مطلب کہ ہم ان کی کارروائیوں سے باخبر اور ہوشیار ہیں اور ہم سب مسلح اور ایک باضابطہ فوج ہیں بہرحال دو چار روز میں سب کو اکٹھا کر کے بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلا اور چونکہ علم الٰہی میں یہ نکلنا آخری نکلنا تھا جس کے بعد واپسی نصیب نہ ہونی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا۔ بنی اسرائیل کو آگے حکم تھا کہ تیار رہیں اُسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے اُن کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ (۵۶) آخر کار ہم نے فرعون والوں کو باغوں سے اور چشموں سے (۵۷) اور خزانوں سے اور عمدہ عمدہ اور اچھے اچھے مکانات سے نکال باہر کیا (۵۸) ہم نے انکے ساتھ اسی طرح کیا اور آخر میں ان سب مذکورہ بالا چیزوں کا مالک ہم نے بنی اسرائیل کو بنا دیا ؛ یعنی قبطی سب چھوڑ چھاڑ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکل گئے اور اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مملوکہ اشیا دوسروں کے سپرد کر دیں (۵۹) غرض دن نکلتے نکلتے فرعون کے لشکر نے عقب سے بنی اسرائیل کو جا لیا (۶۰) پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا بلاشبہ ہم تو پکڑے گئے ؛ یعنی آگے دریا پیچھے لشکر اب پکڑے جانے میں شک ہی کیا باقی رہا۔ (۶۱) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیوں کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ عنقریب میری رہنمائی فرمائے گا ؛ یعنی دریا کو پار کرنے کا راستہ دکھائے گا (۶۲) تب ہم نے موسیٰؑ کی جانب حکم بھیجا کہ تو اپنی لاٹھی کو دریا پر مار چنانچہ لکڑی مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسے کوئی بڑا پہاڑ ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پانی پھٹ کر اٹھا بارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ لاٹھی مارتے ہی دریا پھٹ کر درمیان میں راستے اور سڑکیں نکل آئیں دائیں بائیں پانی کی دیواریں جیسے راستے کے دائیں بائیں پہاڑ کھڑے ہوں راستہ بنتے ہی بنی اسرائیل دریائی راستوں میں داخل ہو گئے (۶۳) اور ہم نے دوسرے فریق کو اس موقعہ کے قریب کر دیا ؛ یعنی اتنی دیر میں فرعون اور اہلِ فرعون بھی دریا کے قریب پہونچ گئے۔ چونکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پہونچ کر دریائی راستے طے کر چکے تھے اُس کو فرمایا (۶۴) اور ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ تھے بچا لیا ؛ یعنی حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہمراہی دریا سے پار ہو گئے اور غرق سے بچا لئے گئے (۶۵) پھر ہم نے دوسرے فریق کو دریا میں غرق کر دیا ؛ فرعون کے لشکر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنے حریف کے تعاقب میں انہی راستوں پر گھس گئے اور جب یہ سب دریا میں داخل ہو گئے تو دریا کے پاٹ مل گئے اور جو ہونے والا تھا ظالموں کے ساتھ وہ ہو گیا۔ (۶۶)

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے (۶۷) اور بے شک آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی والا ہے ✽ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سُنا دیا ہمارے حضرتؐ کو کہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن کے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا ✽ (۶۸) اور اے پیغمبر آپ ان منکرین دین حق کو ابراہیم کا واقعہ پڑھ کر سُنایئے ✽ یعنی یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہوتے ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ کی ملت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں تو آپ ان کو حضرت ابراہیمؑ کی خبر سے اس قرآن کے ذریعہ آگاہ کیجئے (۶۹) جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا چیز ہے جس کی تم پرستش کرتے ہو (۷۰) اس پر انھوں نے جواب دیا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ہم انہی مورتیوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں اور سارے دن انہی کے پاس جمے بیٹھے رہتے ہیں ✽ یعنی یہ لکڑی اور پتھر کی مورتیاں ہیں جن کی ہم پوجا کیا کرتے ہیں اور انہی کے سامنے آسن جمائے بیٹھے رہتے ہیں اور دن بھر اُن سے ہی لگے بیٹھے رہتے ہیں (۷۱) اس پر ابراہیمؑ نے کہا جب تم اُن کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں (۷۲) یا یہ تم کو کچھ نفع اور فائدہ پہونچاتے ہیں یا یہ تمہارا کچھ نقصان کرسکتے ہیں ✽ یعنی تینوں باتیں ایسی دریافت فرمائیں جن کا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ نفع نقصان کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرو اور ان کی پوجا کرو تو تمہارا بھلا کریں اور پوجا چھوڑ دو تو تمہارا کچھ بگاڑیں اور تم کو نقصان پہونچا دیں (۷۳) ان لوگوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے بڑوں اور باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے ✽ یعنی بڑوں سے ان کی پوجا ہوتی چلی آئی ہے ہم بھی اپنے بڑوں کی رسم پر ان کی پوجا کرتے ہیں اور ہم نے کسی اور بات پر غور نہیں کیا (۷۴) ابراہیمؑ نے کہا بھلا تم نے ان کو دیکھا بھی اور ان پر غور بھی کیا جن کو تم پوجتے ہو (۷۵) اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی جن کو پوجتے رہے ہیں ✽ یعنی جن کی تم اور تمہارے باپ دادا پرستش کرتے رہے ہیں تم نے کبھی ان کی حالت پر غور بھی کیا (۷۶) یہ تمام باطل معبود جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ میرے مخالف اور میری تبلیغ کے لئے باعثِ ضرر ہیں۔ مگر ہاں رب العالمین میرا دوست اور میرا مددگار ہے ✽ حضرت ابراہیمؑ نے نہایت عمدہ پیرائے سے بتوں کی مذمت کرتے ہوئے حق تعالیٰ کی جانب متوجہ کیا ان کو مخالف اور معاند اور دشمن قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور مدد کا اعلان فرمایا اور معبودانِ باطلہ کے وجود کو توحید کا دشمن ٹھہرایا اور آگے اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان شروع کردیا تاکہ قوم کی توجہ ناقص سے ہٹ کر کامل کی جانب لگ جائے بتوں کی پوجا ضرر رساں ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سراسر نافع ہے (۷۷) رب العالمین ایسا ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا اور عدمِ محض سے وجود بخشا اور وہی تمام کاموں میں میری رہنمائی فرماتا ہے ✽ یعنی جیسا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ربنا الذی اعطیٰ کل شئ خلقہ ثم ھدیٰ۔ اور سب سے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے ظاہر ہوا والذی قدر فھدیٰ۔ سبحان اللہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں کیسی یکسانیت ہے آگے حق تعالیٰ کی مزید صفات بیان فرمائیں (۷۸) اور وہ ایسا ہے جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے (۷۹) اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا اور اچھا کردیتا ہے ✽ یعنی رزق رسانی کا بھی وہی مالک ہے اور جس بیماری میں موت مقدر نہ ہو اس میں شفا دینے کا بھی وہی مالک۔ یہاں کمال ادب کی رعایت رکھتے ہوئے مرض کو اپنی طرف اور شفا کو اُس کی جانب منسوب کیا (۸۰) وہ ایسا ہے جو اپنے وقت پر مجھ کو موت دے گا پھر مجھ کو قیامت میں زندہ کرے گا (۸۱) اور وہ ایسا ہے جس سے میں یہ توقع اور اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میری کوتاہیوں اور خطاؤں کو درگزر فرمادیگا ✽ یہ تمام صفات اس لئے بیان فرمائیں کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور رغبت ہو یہاں پہنچکر وفورِ شوق اور غلبۂ حضور سے مناجات شروع کردی جو ایک پیغمبر کی عبودیت کا کمال ہے (۸۲)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے ان میں کے اکثر لوگ ایمان والے نہ تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

اور بے شک آپ کا رب کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنیوالا ہے۔ اور اے پیغمبر آپ ان کو ابراہیمؑ کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا

واقعہ پڑھ کر سنایئے۔ جبکہ اُس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا ہے جسکی تم عبادت کیا کرتے ہو۔ تو انھوں نے

نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ

جواب دیا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ہم انہیں مورتیوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا جب تم

يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾

ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں، یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا تمکو کچھ نقصان پہونچا سکتے ہیں

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

ان لوگوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا

أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ

بھلا تم نے ان کو دیکھا بھی جن کو تم پوجتے ہو۔ اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی

الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

پوجتے رہے ہیں۔ یہ سب معبود جن کو تم پوجتے ہو میرے مقابل ہیں مگر ہاں رب العالمین میرا دوست ہے

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي

جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی ہر کام میں میری رہنمائی فرماتا ہے۔ اور وہ جو مجھ کو کھلاتا

وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي

اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑجاتا ہوں تو وہی مجھ کو اچھا کرتا ہے۔ اور وہ جو

يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي

مجھ کو موت دیگا پھر اس کے بعد مجھ کو زندہ کرے گا۔ اور وہ جس سے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ

ع ٤ / ١٧ / ٨ — وقف لازم

خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ

قیامت کے دن میری کوتاہیوں کو درگزر فرما دے گا۔ اے میرے پروردگار مجھ کو صحیح فہم عطا کر اور مجھ کو نیک

بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾

لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔ اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔

وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ

اور مجھ کو جنت نعیم کے وارثوں میں سے کردے۔ اور میرے باپ کو معاف کردے کیونکہ

كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ

وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھے اُس دن رسوا نہ کیجیو جس دن سب زندہ کرکے اٹھائے جائینگے

لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ

اُس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ بیٹے کام آئیں گے۔ مگر ہاں وہ شخص نفع میں رہے گا جو اللہ کے پاس صحیح سالم

سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ

دل لیکر حاضر ہوگا۔ اور جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے

الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾

ظاہر کردی جائے گی۔ اور ان گمراہوں سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم پوجا کرتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا

اور اللہ تعالیٰ کے سوا کیا وہ تمہاری کچھ مدد کرسکتے ہیں یا وہ اپنا ہی کچھ بچاؤ کرسکتے ہیں۔ پھر وہ معبودان

فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَ

باطلہ اور وہ گمراہ لوگ اور شیطان کے لشکر سب اوندھے منہ دوزخ میں ڈالدیئے جائیں گے۔ گمراہ لوگ اس دوزخ میں

هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾

معبودان باطلہ سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے۔ بیشک خدا کی قسم ہم تو اس وقت صریح گمراہی میں تھے

اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾

جبکہ ہم تم کو رب العالمین کے ساتھ مساوی درجہ دیا کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں یعنی سرداروں نے گمراہ کیا

اے میرے پروردگار مجھ کو صحیح فہم عطا فرما اور مجھ کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل کردے ÷ حکم کا ترجمہ ہم نے صحیح فہم سے کیا ہے ہوسکتا ہے کہ کمال علم و عمل مراد ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراتب عُلیا کی طلب مراد ہو شائستہ اور نیک لوگوں کے ساتھ اور اعلیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ مجھے ملحق کردے (۸۳) اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ ÷ یعنی پیچھے آنے والوں میں میری تعلیم کا سلسلہ جاری رہے اور میرے راستے پر چلیں جیسا کہ آج بھی حضرت ابراہیمؑ کا ذکر نیک لوگوں کی زبان پر جاری ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آخر زمانے میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور اُمت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُس کی محبت اپنی مخلوق کے دل میں ڈال دیتا ہے اور اُس سے تمام آسمان وزمین کے رہنے والے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں اور ہوا میں اُڑنے والے پرندے بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں (۸۴) اور مجھ کو جنت نعیم کے وارثوں میں سے کردے اور جنت کی میراث کے مستحقین میں سے کردے (۸۵) اور میرے باپ کو ایمان و ہدایت کی توفیق دیکر اُس کی مغفرت کردے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے ÷ چونکہ وہ گم کردہ راہ اور مشرک ہے اسلئے اُسکو ایمان کی توفیق عنایت کر کہ وہ ایمان لے آئے تو پھر اُس کے تمام قصور اور گناہ بخشدے۔ (۸۶) اور جس دن سب زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے اُس دن مجھے رسوا نہ کیجیو ÷ یہ لوگوں کے سنانے کو فرمایا تاکہ اس دن سے ڈریں اور یہ سمجھیں کہ وہ دن بہت خطرناک ہے اور قیامت کے دن کی ہیبت ان کے دل میں بیٹھے (۸۷) اُس دن نہ کسی کو مال نفع دے گا اور نہ کسی کے بیٹے کام آئیں گے ÷ یعنی وہ دن ایسا ہے کہ اُس دن نجات کے لئے نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد کام آئے گی (۸۸) مگر ہاں اُس کو نجات نصیب ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے پاس صحیح و سالم دل لیکر حاضر ہوگا ÷ یعنی کفر و شرک سے پاک دل اور امراض باطنی سے جو شخص نرو گا دل لیکر حاضر ہوگا وہی نجات کا مستحق ہوگا (۸۹) اور پرہیزگاروں اور متقیوں کیلئے جنت قریب کردی جائے گی ÷ یعنی وہ دن ایسا ہوگا کہ جنت متقیوں کے لئے یعنی جو لوگ شرک سے پرہیز کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں سے جنت قریب کردی جائے گی تاکہ ان کو خوشی ہو (۹۰) اور دوزخ گمراہوں کے لئے ظاہر کردی جائے گی ÷ یعنی دین حق کے منکروں کے روبرو دوزخ کردی جائیگی تاکہ ان کو جہنم کا یقین آجائے اور وہ سمجھ لیں کہ ہم اس میں داخل کئے جائیں گے (۹۱) اور ان منکروں اور گمراہوں سے کہا جائے گا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے وہ کہاں ہیں ÷ یعنی بتاؤ وہ تمہارے معبودان باطلہ کہاں ہیں (۹۲) کیا وہ معبود تمہاری کچھ مدد کرسکتے ہیں یا وہ اپنا ہی کچھ بچاؤ کرسکتے ہیں ÷ یعنی وہ فرضی اور خود ساختہ معبود نہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں نہ اپنا ہی بدلا لے سکتے ہیں (۹۳) پھر وہ خود ساختہ معبود اور اُن کے پجاری اور پوجنے والے گمراہ لوگ (۹۴) اور شیطان کے تمام لشکر اوندھے منہ جہنم میں ڈالدیئے جائیں گے ÷ یعنی بت پرست اور شیطانی لشکر سب کو اکٹھا کرکے جہنم میں جھونک دیا جائے گا (۹۵) جہنم میں جانے کے بعد یہ گمراہ مشرک ان فرضی معبودوں سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے (۹۶) خدا کی قسم ہم اُس وقت صریح گمراہی میں مبتلا تھے (۹۷) جس وقت ہم تم کو رب العالمین کے ساتھ برابری کا درجہ دیا کرتے تھے اور تم کو رب العالمین کے مساوی سمجھتے تھے (۹۸) اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے گمراہ کیا تھا ÷ یعنی جب سب جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے تو وہاں آپس میں سخت تو تو میں میں ہوگی اور وہاں یہ گمراہ مشرک اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم نے تم کو رب العالمین کا شریک بنانے میں بڑی سخت غلطی کی اور یہ بھی کہیں گے کہ ہماری گمراہی کا بڑا سبب یہ ہمارے سردار یا شیاطین ہوئے جو آج ہماری طرح بے یار و مددگار جہنم میں پڑے ہوئے ہیں (۹۹) پھر اب سفارش کرنے والوں میں سے نہ تو کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے (۱۰۰)

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا

سو آج نہ تو سفارش کرنیوالوں میں سے کوئی ہماری سفارش کرنیوالا ہے اور نہ کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہے۔ سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو پھر

كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

واپس جانا ملتا تو ہم بھی ایمان والوں میں سے ہو جاتے۔ بیشک اس واقعۂ ابراہیمی میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بلا شبہ آپ کا رب کمال قوت کا مالک

الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ

نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ نوح کی قوم نے پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی

أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾

نوحؑ نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ

سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾

بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا

قوم کے لوگوں نے جواب دیا کیا ہم تجھ کو مان لیں حالانکہ چند رذیل لوگ تیرے پیرو ہوگئے ہیں۔ نوحؑ نے کہا جو کام اور پیشہ یہ لوگ کرتے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾

ہیں مجھے اس کے معلوم کرنے سے کیا بحث۔ ان لوگوں کا حساب کتاب تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے، کاش تم اس بات کو سمجھتے

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾

اور میں مسلمانوں کو اپنے پاس سے دور کرنیوالا نہیں ہوں۔ میں تو صاف طور پر صرف ایک ڈرانے والا ہوں۔

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ

اس پر قوم کے لوگوں نے کہا اے نوحؑ اگر تو اپنے طریقہ کار سے باز نہ آئیگا تو ضرور تو سنگسار کر دیا جائیگا، انجام کار نوحؑ نے دعا کی

اور نہ کوئی ہمدردی کرنے والا مخلص دوست ہے (١٠١) پس کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو دنیا میں پھر واپس جانا مل جاتا تو ہم بھی ایمان والوں میں سے ہو جاتے ؛ یعنی نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہے جو سفارش کر کے اس عذاب سے پیچھا چھڑائے اور نہ کوئی مخلص اور غمخوار دوست جو کم سے کم ہمدردی کر کے ہمارے غم کو ہلکا کرے لہٰذا کیا اچھا ہوا اگر ہم کو پھر واپس ہونے کا ایک موقع مل جائے تو ہم بھی ایمان لا کر ایمان والوں میں سے ہو جائیں (١٠٢) بے شک اس واقعۂ ابراہیمی میں بڑی عبرت و موعظت ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر منکر ایمان نہیں لاتے (١٠٣) بلا شبہ آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے (١٠٤) نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ان کو جھوٹا بتایا ؛ یعنی حضرت نوحؑ کی قوم کا بھی یہی رویہ تھا کہ پیغمبروں کی تکذیب کیا کرتے تھے یا تو حضرت نوحؑ کی تشریف آوری سے پہلے سے یہی عادت تھی کہ جو نبی آیا اس کو جھوٹا بتایا۔ یا حضرت نوحؑ کی فقط تکذیب کو انبیاء کی تکذیب فرمایا کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب سے کل پیغمبروں کی تکذیب لازم آتی ہے (١٠٥) جبکہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ؛ برادری ایک تھی اس لئے بھائی فرمایا۔ ڈرتے کیوں نہیں اگر ڈرو تو اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو (١٠٦) میں تم سب کے لئے ایک امین اور امانت دار پیغمبر ہوں (١٠٧) سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ؛ امانت دار یعنی جو پیغام اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتا ہے اس کو بلاکم و کاست تم تک پہنچاتا ہوں

ع ٥ ٣٦ ٩

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو (١٠٨) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے (١٠٩) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ؛ یعنی اس ادائے رسالت پر جب تم سے کوئی دنیوی فائدہ بھی حاصل نہیں کرتا تو اس بے غرضی اور بے نفسی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت و پیروی کرو (١١٠) اس پر قوم کے لوگوں نے جواب دیا کیا ہم تجھ کو مان لیں حالانکہ چند رذیل لوگ تیرے پیرو ہوگئے ہیں ؛ رذیل کہا پیشہ وروں کو اور ان کے پاس بیٹھنے کو عار بتایا کہ ہم ان کے پاس نہیں بیٹھ سکتے یہ کفر کا خاص شیوہ ہے کہ پیشہ ور خدمت گذاروں کو ذلیل اور اچھوت سمجھتے ہیں۔ (١١١) حضرت نوحؑ نے فرمایا جو کام اور پیشہ یہ لوگ کرتے ہیں مجھ کو اس کے جاننے اور معلوم کرنے سے کیا بحث (١١٢) ان لوگوں سے اس کا حساب کتاب لینا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے کاش تم اس بات کو سمجھتے (١١٣) اور میں ایمان لانے والوں کو اپنے پاس سے ہانکنے اور ہٹانے والا نہیں ہوں (١١٤) میں تو صاف طور پر صرف ایک ڈرانے والا اور ڈر سنانے والا ہوں ؛ یعنی مجھے کسی کے پیشے کا حال معلوم کرنے سے کیا مطلب پیشے کا حساب کتاب لینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور میں یہ کس طرح کر سکتا ہوں کہ ایک مسلمان کو محض اس کی غربت اور مفلسی کی وجہ سے اپنی مجلس سے ہٹا دوں اور اٹھا دوں میرا کام تو صرف تبلیغ رسالت ہے جو نافرمانی کرے اس کو خدا کے عذاب سے ڈرا دوں کاش تم بھی اتنی بات سمجھتے کسی کو کمینہ یا رذیل بنانا میرا کام نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کمینے کہا محنتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب ہوتے ہیں سو فرمایا مجھ کو ان کا صدق قبول ہے ان کے کام سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے ؛؛ (١١٥) اس پر قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح تو اگر اپنے طریق کار سے باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کر دیا جائیگا ؛ یعنی پتھروں سے کچل دیا جائیگا سالہا سال تک قوم سے یہی کشمکش جاری رہی (١١٦)

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ

اے میرے پروردگار میری قوم میری تکذیب کر رہی ہے۔ سو اب تو میرے اور ان کے مابین ایک فیصلہ کردے

نَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

اور مجھ کو اور ان ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دیدے۔ چنانچہ ہم نے نوحؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو بچالیا

فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ

جو ایک ایسی کشتی میں سوار تھے جو سوار ہونیوالوں سے پُر تھی۔ پھر ہم نے ان کو بچا لینے کے بعد باقی لوگوں کو غرق کردیا۔ بیشک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

نوحؑ کے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک تیرا

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ

رب کمال قوت کا مالک ہے نہایت مہربانی کرنے والا ہے اور عاد والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا۔ جبکہ ان سے

لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٢٥﴾

ان کے بھائی ہودؑ نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا

اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً

اجر و صلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے۔ کیا تم لوگ ہر اونچے مقام پر عبث اور بلا ضرورت

تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا

ایک بلند یادگار بناتے ہو۔ اور پختہ پختہ محل بناتے ہو شاید تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٣١﴾

تم کسی کو پکڑتے ہو تو بڑے سخت گیر اور بے رحم ہو کر پکڑتے ہو۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ

اور اس خدا سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جن کو تم خوب جانتے ہو۔ اس نے تمہاری چوپاؤں اور

ربع — ع ٦/١٨ ١٠

نوحؑ نے پروردگار کی جناب میں عرض کیا اے میرے پروردگار میری قوم برابر میری تکذیب کر رہی ہے اور مجھ کو جھوٹا بتا رہی ہے (۱۱۷) لہٰذا آپ میرے اور ان کے درمیان ایک فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اور اُن ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دیدیجئے ؛ یعنی ایک عملی فیصلہ کردے ان ظالموں کو ہلاک کردے اور میرے ساتھیوں کو اس ہلاکت سے نجات دیدے (۱۱۸) چنانچہ ہم نے نوحؑ کو اور اُن کے ساتھیوں کو ایک ایسی کشتی میں بچالیا جو سوار ہونے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ (۱۱۹) پھر ہم نے ان کو بچالینے کے بعد باقی لوگوں کو غرق کردیا ؛ یعنی طوفان آیا حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھی ایک کشتی میں سوار کرکے بچالئے گئے اور تمام قوم طوفان کی نذر ہوگئی۔ تفصیل بارھویں پارے میں گذر چکی ہے (۱۲۰) بلاشبہ نوحؑ کے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۲۱) اور بے شک تیرا پروردگار کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے (۱۲۲) اور عاد والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبروں کی تکذیب کی ؛ عاد اور ثمود عرب کی مشہور بستیاں ہیں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو عاد کہتے ہیں (۱۲۳) جبکہ ان کے بھائی ہودؑ نے ان سے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں (۱۲۴) میں تم سب کے لئے ایک امین اور امانت دار پیغمبر ہوں (۱۲۵) سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو میری اطاعت کرو (۱۲۶) اور میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی مزدوری اور اجرت نہیں مانگتا میرا صلہ اور میری اجرت تو بس رب العالمین ہی کے ذمے ہے ؛ عاد ایک بڑی طاقت دار اور بارعب قوم تھی مگر بت پرستی کرتی تھی حضرت ہودؑ کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت ہودؑ نے ان کو سمجھایا اور تقریباً وہی باتیں فرمائیں جو حضرت نوحؑ کی تقریر میں مذکور ہوئیں — امانت و رسالت کا دعویٰ خدا سے ڈرنے کی تاکید اور اپنی اطاعت اور پیروی کا مطالبہ۔ اور تبلیغ احکام الٰہی پر اجرت نہ مانگنے کا تذکرہ اس کے بعد ان کی بعض اخلاقی کمزوریوں اور خرابیوں کا اظہار فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۲۷) کیا تم لوگ ہر اونچے مقام پر عبث اور بلاضرورت ایک یادگار بناتے ہو (۱۲۸) اور پختہ پختہ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے ؛ اس قوم کی عادت تھی کہ تکبر اور تفاخر کی وجہ سے بلند مینارے بناتے تھے۔ کبوتر بازی کرتے تھے اس کے لئے اونچی اور بلند جگہ بناتے تھے۔ یا مسافروں کو دھوکہ دینے کے لئے بنایا کرتے تھے، بہرحال حضرت ہود علیہ السلام نے اس قسم کی فضول خرچی اور شہرت و تفاخر کے بناؤں کو منع فرمایا۔ کہ اگر کوئی غرض فاسد نہ ہو تب بھی ایسی یادگاروں میں روپیہ برباد نہیں کرنا چاہئے اور جب مبنی بھی فاسد ہو مثلاً تفاخر اور جاہ پسندی اور دوسرے کی تعمیر سے اونچا بنا کے اُس کو نیچا دکھانا یا کبوتر بازی کے لئے بنانا وغیرہ جب وجوہِ فاسدہ بھی موجود ہوں تو عبث اور فضول ہونے کے ساتھ اور بھی مضرات ہیں۔ اسی طرح مکان بھی بہت پختہ اور بلند بناتے تھے اور اس میں آرائش سامان اور اس کی بناوٹ اور مختلف قسم کی کاریگری میں بہت روپیہ خرچ کرتے تھے اس لئے حضرت ہودؑ نے سمجھایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شاید اس دنیا میں ہمیشہ رہو گے۔ ان افعالِ ذمیمہ کا اخلاقی طور پر جو بُرا اثر ہوتا ہے آگے اس کا اظہار فرمایا (۱۲۹) اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو اور جب کسی سے مار و گیر کرتے ہو تو بڑے سخت گیر اور بے رحم ہو کر پکڑتے ہو ؛ یعنی اس تکبر اور تفاخر کا طبیعت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ بے رحم ہو کر انتقام لیتے ہو تمہارے قلب میں رحم نہیں رہا (۱۳۰) سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو (۱۳۱) اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جن کو تم خوب جانتے ہو (۱۳۲)

اُس نے تمہاری چوپاؤں سے اور بیٹوں سے (۱۳۳) اور باغوں سے اور چشموں سے امداد کی (۱۳۴) میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۞ یعنی تم نے جو یہ عبث کام اختیار کر رکھا ہے اور ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو یہ تمام ساز و سامان دیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اور تم کو دنیا میں ذی مقدور کیا ہے غرض جو چیزیں تم کو دی گئی ہیں اُن کو تم جانتے ہو یعنی مویشی اور بیٹے اور باغات اور چشمے یہ سب چیزیں تم کو دے کر تمہاری مدد اور اعانت کی تم اس کے جواب میں اگر تکبر کرتے رہے اور کمزوروں اور زیر دستوں پر ظلم کرتے رہے تو میں اُس دن سے ڈرتا ہوں کہ جو دن عذاب کا بڑا دن ہوگا۔ یعنی دنیا میں ہی کوئی عذاب آجائے یا قیامت میں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے منارے بنانے کا جس سے کوئی کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہی کا مشہور ہے ۱۲ (۱۳۵) ان لوگوں نے ہودؑ کو جواب دیا خواہ تو ہم کو نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والا نہ بنے ہمارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں۔

بَنِيْنَ ۝ۚ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

بیٹوں سے۔ اور باغوں سے اور چشموں سے امداد کی۔ میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ؕ قَالُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ

ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے ہودؑ کو جواب دیا خواہ تو ہم کو نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والا نہ بنے ہمارے لئے

الْوٰعِظِيْنَ ۝ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ۙ وَمَا نَحْنُ

دونوں باتیں برابر ہیں۔ جو باتیں تو کہتا ہے یہ کچھ نہیں مگر محض اگلے لوگوں کی ایک رسم اور عادت ہے۔ اور ہم ہرگز

بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ۚ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ

عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں۔ غرض ان لوگوں نے ہودؑ کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بیشک عاد کے اس واقعہ میں بڑی

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ۧ

سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں کے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک نہایت رحم والا ہے

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ښ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ

قبیلۂ ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جبکہ ان لوگوں سے ان کے بھائی حضرت صالحؑ نے فرمایا

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ۚ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ۝ۚ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي

میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ تو بس

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ؕ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ۙ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ

رب العلمین ہی کے ذمہ ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم کو ان نعمتوں میں جو یہاں موجود ہیں بےفکری کے ساتھ چھوڑ دیا جائیگا۔ وہ نعمتیں یہ ہیں کہ

عُيُوْنٍ ۝ۙ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ۚ وَتَنْحِتُوْنَ

باغوں میں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے خوشے نرم اور لدے ہوئے ہیں۔ اور کیا تم کمال

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ۚ

صنعت کے ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہو گے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

(۱۳۶) جو باتیں تو کہتا ہے یہ کچھ نہیں مگر محض اگلے لوگوں کی ایک رسم اور عادت ہے (۱۳۷) اور ہم ہرگز عذاب دیئے جانے والے نہیں اور ہم کو کوئی آفت آنے والی نہیں ۞ یعنی ہم جن باتوں پر قائم ہیں انہی پر قائم رہیں گے تیرا نصیحت کرنا نہ کرنا ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں، سعدیؒ نے خوب کہا ہے

نصیحت کن مرا چنداں کہ خواہی
نتواں شستن از زنگی سیاہی

رہی یہ بات کہ تو کہتا ہے میں پیغمبر ہوں اور باز نہ آؤ گے تو تم پر عذاب آجائے گا تو یہ باتیں بھی ایسی ہیں جو اور پرسے عادتاً چلی آتی ہیں کچھ لوگ نبی بن کر آکھڑے ہوتے ہیں اور مخلوق کے کاموں میں مداخلت کرتے ہیں تو ہم تیری نبوت کو نہیں مانتے اور ہم تیرے ڈرانے سے بھی ڈرنے والے نہیں ہم کو کون عذاب کر سکتا ہے آج دنیا میں ہماری طاقت اور قوت کے مقابلے میں کون ہے جو ہم کو اذیت پہونچا سکے من اشد منا قوۃ (۱۳۸) غرض یہ لوگ ہودؑ کی برابر تکذیب کرتے رہے پھر ہم نے اس قوم عاد کو ہلاک کر دیا بے شک عاد کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۳۹) اور بے شک آپ کا پروردگار بڑی قوت کا مالک اور نہایت رحم والا ہے (۱۴۰) قبیلۂ ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبروں کی تکذیب کی (۱۴۱) جب ثمود کی قوم سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں (۱۴۲) میں تم سب کے لئے ایک امین اور امانت دار پیغمبر ہوں (۱۴۳) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میرا کہا مانو (۱۴۴) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کوئی مزدوری اور اجرت نہیں مانگتا میرا اجر اور میرا صلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے ۞ یعنی ثمود کے لوگ پہاڑوں میں مکان بنا کر رہتے تھے اور پہاڑوں میں سے بت تراش کر ان کی پوجا کرتے تھے ان کی ہدایت اور ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا باقی باتیں انھوں نے بھی وہی فرمائیں جو ان کے پیش رو اپنی اپنی قوم سے فرما چکے تھے (۱۴۵) کیا تم کو ان نعمتوں میں جو اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں یوں ہی بے خوف اور نڈر اور بے فکری کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا ۞ یعنی وہ نعمتیں جو دنیا میں تم کو حاصل ہیں ان دنیوی نعمتوں میں تم کو بے خوفی اور بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا (۱۴۶) وہ نعمتیں یہ ہیں کہ باغوں میں اور چشموں میں (۱۴۷) اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے گچھے نرم اور خوب گندھے ہوئے ہیں ۞ یعنی وہ نعمتیں جن میں تم اس وقت ہو اور جن سے تم فائدہ اٹھا رہے ہو یہی ہیں کہ باغات ہیں۔ چشمے ہیں یا نہریں ہیں کھیتیاں ہیں کھجوروں کے درخت ہیں جن میں خوب پھل آتا ہے خوشے اور گچھے خوب لدے ہوئے ہوتے ہیں (۱۴۸) اور کیا تم کمال صنعت کے ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہو گے ۞ اس فن کے کاریگر بہت تھے یا یہ مطلب ہے کہ گھروں پر اتراتے اور تفاخر کرتے ہو گے (۱۴۹) پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو ۞ یعنی شرک سے باز آجاؤ اور رسول کی اطاعت کرو (۱۵۰) اور ان فساد برپا کرنے والوں کی بات اور ان کا حکم نہ مانو جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں

اللہ و دو بندگی سے آگے نکل جانے والے ہیں (۱۵۱) وہ ایسے ہیں جو ملک میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور سنوار اور اصلاح نہیں کیا کرتے ؛ یعنی پیغمبر نے اپنی اطاعت کا حکم دیا اور شریروں اور مفسدوں کی اطاعت سے منع فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر آگے نکل جانے والے تھے شاید وہ نو آدمی ہوں گے جن کا ذکر سورۂ قصص میں انشاء اللہ آئے گا (۱۵۲) قوم نے جواب دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو سحرزدہ اور جادو کا مارا ہوا ہے اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے (۱۵۳) تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے لہٰذا اگر تو سچا ہے تو اپنی نبوت کی کوئی نشانی اور معجزہ پیش کر ؛ یعنی تم پر کسی نے بار بار جادو کیا ہے اس لئے تو نبی نہیں ہو سکتا۔ نیز ہم ہی جیسا بشر ہے بھلا کہیں بشر بھی پیغمبر ہو سکتا ہے اچھا نبی ہے تو کوئی دلیل پیش کر (۱۵۴) چنانچہ انھوں نے خود ہی ایک بہت بڑی اونٹنی طلب کی وہ اونٹنی پہاڑوں میں سے نکلی جانور اس کو دیکھ کر بھاگنے لگے پانی پینے کی باری مقرر کی گئی چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ایک اونٹنی ہے ایک باری پانی پینے کے لئے اس کی ہے اور ایک مقررہ دن کی باری تمہارے مواشی کے لئے ہے (۱۵۵) اور اس اونٹنی کو برائی اور بدی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ تم کو ایک بہت بڑے دن کا عذاب آپکڑے گا ؛ یعنی اونٹنی اتنی بڑی کہ اس کو دیکھ کر دوسرے چوپائے نہ ٹھہریں وہ پانی پینے جائے تو سب پانی پی جائے۔ حضرت صالح نے باری مقرر کی جس دن وہ پانی پیتی اس دن دوسرے جانور پیاسے رہتے پانی ختم ہو جاتا پھر بری نیت سے اس کو مارنے پیٹنے کی ممانعت کر دی گئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالحؑ کی دعا سے چھٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھہرا ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اور مواشی جاویں ۱۲ (۱۵۶) آخرکار ان لوگوں نے اونٹنی کو مار ڈالا پھر وہ پشیمان ہوئے ؛ یعنی عذاب کو دیکھ کر نادم ہوئے ہوں گے اس وقت کی ندامت سے کیا فائدہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ (۱۵۷) پھر ان کو عذاب نے آلیا بے شک ثمود کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز نشانی ہے اور باوجود اس کے ان کافروں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۵۸) اور بے شک آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے (۱۵۹) لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کے جھٹلانے کا شیوہ اختیار کیا اور پیغمبروں کی تکذیب کی (۱۶۰) جب ان لوگوں سے ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ؛ یعنی شرک نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آؤ (۱۶۱) میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳) اور میں تم سے اس

وَلَا تُطِيعُوٓا۟ أَمْرَ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى

اور ایسے لوگوں کا کہنا نہ مانو جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جو ملک میں فساد برپا کرتے

ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾

رہتے ہیں اور اصلاح نہیں کیا کرتے۔ ان لوگوں نے جواب دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو تو

مَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِـَٔايَةٍ إِن كُنتَ مِنَ

سحرزدہ اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے۔ تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے سو اگر تو سچا ہے

ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِۦ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

تو کوئی معجزہ پیش کر۔ اس پر صالح نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے ایک باری پانی پینے کے لئے اس کی ہے اور

شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

ایک مقررہ دن کی باری تمہارے مواشی کیلئے ہے اور اس اونٹنی کو بدی اور برائی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا۟ نَٰدِمِينَ ﴿١٥٧﴾

تم کو ایک بہت بڑے دن کا عذاب آپکڑے گا۔ آخرکار ان لوگوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہوئے

فَأَخَذَهُمُ ٱلْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ

انجام کار ان کو عذاب نے آلیا بے شک ثمود کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾

ان کافروں میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بے شک آپ کا رب کمال قوت کا مالک نہایت رحم والا ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ

لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان لوگوں سے ان کے بھائی

لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَٱتَّقُوا۟

لوط نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے

ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ

ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ

ع ۸ ۱۹ ۱۲

اداۓ رسالت اور تبلیغ پر کوئی مزدوری اور اجرت نہیں مانگتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمے پر ہے (۱۶۴) کیا تم سب جہان والوں میں سے مردوں پر دوڑتے اور مائل ہوتے ہو (۱۶۵) اور تمہارے پروردگار نے جو بیویاں تمہارے لئے پیدا کی ہیں تم ان کو چھوڑے رکھتے اور نظر انداز کر دیتے ہو اصل بات یہ ہے کہ تم انسانیت اور فطرت کی حد سے آگے بڑھ جانے والے لوگ ہو ÷ یعنی عورتوں کو نظر انداز کرنا اور اپنی بیویوں کی جانب توجہ نہ کرنا اور لڑکوں سے شہوت رانی کرنا تمام دنیا والوں میں سے تمہارا یہ فعل انوکھا فعل ہے یعنی دنیا کا ہر نر اپنی مادہ کو اپنی خواہش کے لئے تلاش کرتا ہے مگر تم مرد ہو کر مرد ہی کو اپنی شہوت رانی اور اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کا ذریعہ بناتے ہو۔ تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا تم تو فطرت اور انسانیت کی حدود سے آگے نکل جانے والے لوگ ہو (۱۶۶) لوطؑ کی قوم نے جواب دیا اے لوطؑ اگر تو اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے گا تو یقیناً تو بستی سے نکال دیا جائے گا ÷ یعنی دھمکی دی کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس سے ہم کو نہ روکو ورنہ بستی سے خارج کر دیئے جاؤ گے (۱۶۷) لوطؑ نے فرمایا بلاشبہ میں تمہارے اس ناشائستہ فعل سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ ÷ یعنی میں تمہارے اس کام سے سخت متنفر ہوں تو میں تم کو منع کرنے سے کیسے باز آ سکتا ہوں۔ (۱۶۸) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے متعلقین کو ان کاموں کے وبال اور نکال سے نجات دیجئے جو یہ کر رہے ہیں ÷ متعلقین سے مراد وہ ہیں جو حضرت لوطؑ کی تبلیغ سے متفق ہیں (۱۶۹) پھر ہم نے لوطؑ کو اور اس کے جملہ متعلقین کو بچا لیا۔ (۱۷۰) مگر ہاں ایک بڑھیا رہ گئی رہ جانے والوں میں ÷ یعنی جو عذاب نازل ہوا اُس سے تمام اہل ایمان بچا لئے گئے مگر ایک بڑھیا یعنی لوطؑ کی بیوی چونکہ کافروں سے ملی ہوئی تھی اس لئے وہ کافروں کے ساتھ رہ گئی اور عذاب میں ہلاک ہوئی (۱۷۱) پھر ہم نے اور دوسرے سب لوگوں کو اکھاڑ مارا اور ہلاک کر دیا ÷ سب لوگ یعنی لوطؑ اور ان کے ساتھی ایمان والوں کے سوا باقی سب لوگ (۱۷۲) اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا مینہ برسایا سو کیا بُرا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا گیا تھا ÷ یعنی اس قوم پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا سو کیسا بُرا مینہ تھا جو اس لوطؑ کی قوم پر برسا جس کو پہلے ہی عذاب الٰہی سے ڈرا دیا گیا تھا مگر نہیں مانے اور آخر کار ہلاک ہوئے (۱۷۳) بیشک اس لوطؑ کی قوم کے واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۷۴) اور بلاشبہ آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک بڑی مہربانی کرنے والا ہے (۱۷۵) بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا (۱۷۶) جبکہ ان لوگوں سے شعیبؑ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ÷ حضرت شعیب اہل مدین کے پیغمبر ہیں یہ بن جس میں کیکر کے درخت کثرت سے تھے مدین کے قریب تھا اور یہاں بہت سی بستیاں آباد تھیں اس لئے ان بستیوں کی تبلیغ بھی ان کے سپرد کر دی ہوگی اُنہوں نے فرمایا ڈرتے نہیں یعنی عذاب الٰہی سے ڈرو اور شرک کی وجہ سے جن خرابیوں میں مبتلا ہو گئے ہو ان کو چھوڑ دو (۱۷۷) میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں (۱۷۸) سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۱۷۹) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کوئی مزدوری اور

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾

تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے ۔ کیا تم ساری خدائی میں سے مردوں یعنی لڑکوں ہی پر مائل ہوتے ہو

وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ

اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تم ان کو چھوڑے رکھتے ہو اصل بات یہ ہے کہ

أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ

تم حد فطرت و انسانیت سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے لوطؑ اگر تو اپنی ان باتوں سے باز

مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾

نہ آئیگا تو یقیناً بستی سے نکال دیا جائیگا۔ لوطؑ نے کہا بلاشبہ میں تمہارے اس ناشائستہ کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے متعلقین کو ان کے کاموں سے جو یہ کر رہے ہیں نجات دے۔ سو ہم نے لوطؑ کو اور اُس کے جملہ

أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾

متعلقین کو بچا لیا۔ مگر ایک بڑھیا یعنی لوطؑ کی بیوی کہ وہ پیچھے رہ جانیوالوں میں تھی پھر ہم نے اور دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر ڈالا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ

اور ہم نے ان پر ایک عجیب قسم کا مینہ برسایا یعنی پتھروں کا سو کیا ہی بُرا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا گیا تھا۔ بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ

اس لوطؑ کے واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ

آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ بن کے باشندوں نے بھی

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي

پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان لوگوں سے شعیبؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۔ میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا

تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور میں

ع ٩ ١٦ ١٣

اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس رب العالمین ہی کے ذمے ہے ؁ یعنی جب دنیوی لالچ بھی کوئی نہیں ہے تب تو سمجھو کہ جو کہتا ہوں تمہاری بھلے کو کہتا ہوں (١٨٠) تم پیمانے کو پورا
بھرا کرو اور نقصان پہونچانے والے نہ بنو ؁ یعنی جو چیز کیلی ہے اُس میں پیمانہ پورا بھرو اور ماپ پوری رکھو اور جس کا حق ہے اُس کو نقصان پہونچانے والے نہ بنو کم ماپو گے تو صاحب حق کو نقصان
پہونچے گا (١٨١) اور سیدھی ترازو سے تولا کرو
؁ یعنی جو چیزیں وزنی ہیں اُس میں سیدھی ڈنڈی رکھکر
تولا کرو۔ نہ بٹے کم ہوں نہ ترازو میں پاسنگ ہو اور
نہ تولتے وقت ڈنڈی مارو (١٨٢) اور لوگوں کو
ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہونچایا کرو اور ملک میں
فساد برپا کرتے نہ پھرا کرو ؁ یعنی لینے دینے کی ترازو
اور بٹے یکساں ہوں۔ یہ نہ ہو کر لو بڑھتی اور دو گھٹتی
اور لوگوں کو لوٹتے نہ پھرو جیسا کہ تم راہ زنی کرتے
پھرتے ہو اور مسافروں کو لوٹتے ہو (١٨٣) اور
اُس سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی تمام مخلوقات
کو پیدا کیا ہے ؁ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو سب
کا خالق ہے (١٨٤) بَن کے باشندوں نے جواب
دیا سوائے اس کے نہیں کہ تو تو سحر زدہ اور جادو
کے مارے ہوئے لوگوں میں سے ہے (١٨٥) اور
تو تو صرف ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہم تو تجھ کو جھوٹے
لوگوں میں سے سمجھتے ہیں (١٨٦) لہٰذا اگر تو سچوں
میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے
؁ یعنی اوّل تو تو ہم جیسا ہی ایک معمولی بشر ہے۔
پھر یہ کہ ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے اور خیال کرتے ہیں لہٰذا
اگر تو سچا ہے تو کوئی ٹکڑا آسمان کا ہم پر گرا دے
(١٨٧) شعیبؑ نے کہا جو کام تم کر رہے ہو اُن
کو میرا پروردگار خوب جانتا ہے ؁ یعنی آسمان کا
ٹکڑا گرانا یا عذاب لانا یہ پروردگار کا کام ہے وہ
جانتا ہے کہ تمہارے اعمال کس عذاب کے مستحق ہیں
اور تم پر کب عذاب بھیجا جائے (١٨٨) سو یہ
لوگ شعیبؑ کی تکذیب کرتے رہے آخر کار ان کو
سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا بلاشبہ وہ
ایک بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا ؁ یعنی بادل
آیا اور سائبان کی طرح ان پر چھا گیا اس بادل سے
آگ برسی بھونچال آیا سخت آواز ہوئی اور سب
مرے کے مرے رہ گئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی
سب قوم جل گئی (١٨٩) اور بیشک اصحاب الایکہ
کے واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے
اور باوجود اس کے ان کافروں میں کے
اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور ماننے والے
نہیں (١٩٠) اور بے شک آپ کا پروردگار
کمال قوت کا مالک اور نہایت مہربانی کرنے والا
ہے (١٩١) یہاں تک مختلف لوگوں کے سات
واقعات بیان ہوئے یہ واقعات اور مفصلاً مذکور ہو چکے ہیں، یہاں مختصراً ذکر ہوئے۔ عاد کی قوم جس طرح تکبر اور تفاخر کی خوگر تھی اسی طرح قوم ثمود کھانے پینے اور مکان تراشنے کی خوگر اور عادی تھی
یہ واقعات بھی سورۂ اعراف میں گذر چکے ہیں اب آگے مکہ والوں کو توجہ دلاتے ہیں اور سابقہ مضمون پھر بیان ہوتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں اور بلاشبہ یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے

أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾

تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمے ہے

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا

تم پیمانہ کو پورا بھرا کرو اور نقصان پہونچانے والے مت بنو ۔ اور ترازو کی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہونچایا کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي

اور ملک میں فساد برپا کرتے نہ پھرا کرو ۔ اور اُس سے ڈرو جس نے

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ

تم کو اور اگلی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے ۔ بَن کے باشندوں نے جواب دیا سوائے اس کے نہیں کہ تو تو

الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ

سحر زدہ اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے۔ اور تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہم تو تجھ کو

الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ

جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں ۔ سو اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾

کوئی ٹکڑا گرا دے ۔ شعیبؑ نے کہا جو کام تم کر رہے ہو ان کو میرا رب خوب جانتا ہے

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ

سو یہ لوگ شعیبؑ کی تکذیب کرتے رہے آخر کار ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا بلاشبہ وہ ایک

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا۔ بیشک ان لوگوں کے واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے ان کافروں

مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ

میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے ۔ اور بیشک آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے ۔ اور بلاشبہ

ع ١٠ ١٦ ١٤

یعنی اس قرآن کو اس پروردگار نے اتارا ہے جو تمام اقوام عالم کا پروردگار ہے (۱۹۲) اس کو ایک امانت دار فرشتہ آپ کے قلب پر لیکر آیا ہے ÷ یعنی اس قرآن کا نزول ایک فرشتے کی وساطت سے آپ کے قلب پر ہوا ہے اور وہ فرشتہ بہت امانت دار ہے مطلب یہ کہ جیسا رب العالمین نے اتارا ویسا ہی اس نے آپ کے قلب پر القا کر دیا (۱۹۳) تاکہ آپ بھی منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں ÷ یعنی جس طرح اور پیغمبر نافرمانوں کو ڈرایا کرتے تھے آپ بھی ڈرانے والوں میں سے ہوں (۱۹۴) وہ فرشتہ اس قرآن کو صاف اور واضح عربی زبان میں لیکر آیا ہے ÷ اس آیت کا تعلق بھی نزل بہ کے ساتھ ہے (۱۹۵) اور بلاشبہ اس قرآن کا ذکر امم سابقہ کی کتابوں میں بھی بطور پیشین گوئی کے موجود ہے ÷ یعنی پہلی امتوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کے نزول کی پیشین گوئیاں موجود ہیں اور باوجود تحریف و تبدیل کے اب بھی ملتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی ہے ۱۲۔

لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾

یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے۔ اس کو آپ کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ وہ فرشتہ اس قرآن کو صاف اور واضح عربی زبان میں

مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِيْ زُبُرِ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً

لیکر آیا ہے۔ اور بلاشبہ اس قرآن کا ذکر امم سابقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ کیا ان کفار مکہ کیلئے یہ بات کافی دلیل نہیں ہے

أَنْ يَّعْلَمَهُ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ

کہ اس پیشین گوئی کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی شخص پر

الْأَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهِ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾

نازل کر دیتے۔ اور وہ ان کے روبرو اس کو پڑھتا بھی تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهِ

اور اسی طرح ہم نے اس کفر و انکار کو ان گناہگاروں کے قلوب میں داخل کر دیا ہے۔ یہ لوگ اس وقت تک اس قرآن پر ایمان

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

نہیں لائیں گے جب تک درد ناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ وہ عذاب ان پر اچانک آ پہنچے گا اور ان کو اس کے

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾

آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔ اس وقت یہ لوگ یوں کہیں گے کیا ہم کچھ مہلت دیئے جا سکتے ہیں۔

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَءَيْتَ إِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے وقوع کو جلدی چاہتے ہیں۔ اے مخاطب بھلا دیکھ تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک

سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ أَغْنٰى

عیش کرنے کا موقع دیدیں۔ پھر ان پر وہ عذاب آ پہنچے جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے۔ تو وہ ان کا چند سالہ عیش

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا

جس سے وہ بہرہ مند کئے گئے انکو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور ہم نے بستیوں میں سے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا کہ جس میں نصیحت کی غرض

(۱۹۶) کیا ان کفار مکہ کے لئے یہ بات کافی دلیل نہیں ہے کہ اس کی خبر اور پیشین گوئی کو بنی اسرائیل کے علماء اور اہل علم جانتے ہیں ÷ یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے علماء اس بات سے واقف ہیں کہ توریت و انجیل میں نبی آخر الزماں اور اس قرآن شریف کے نزول کا ذکر موجود ہے۔ اب آگے کافروں کے ایک شبہ کا جواب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۹۷) اور اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر عربی یعنی عجمی شخص پر نازل کرتے (۱۹۸) اور وہ عجمی شخص ان کے روبرو اس قرآن کو پڑھتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو اگر غیر عربی والے پر آتا تو یقین کرتے فرمایا دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا تب اور شبہ نکالتے پھر نئی نکالتا ہے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ ان کے عناد اور سرکشی کا یہ حال ہے کہ جب کوئی اور بات کہدیتے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے (۱۹۹) اور اسی طرح ہم نے اس کفر و انکار اور ایمان نہ لانے کو ان گناہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیا ہے ÷ یعنی ان کی شرارت اور ان کے عناد کی وجہ سے ہم نے ان کو مہلت دی لیکن یہ ہماری مہلت سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے رہے تا آنکہ ہم نے ان سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا قولہ ما قولی اسی کو تعبیر فرمایا کذلک سلکنہ۔ اور یہ حالت ہے انتہائی بدبختی اور شقاوت کا ہم پہلے پارے میں مفصلاً عرض کر چکے ہیں یہ حالت روحانی موت کے مرادف ہے العیاذ باللہ آخر میں جب گناہ کا احساس باقی نہ رہے اور کفر کا خوگر بن جائے تو سمجھنا چاہیے کہ کام ختم ہو گیا۔ اب ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں لہٰذا ان کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ کیجیے جس بدنصیب سے دست توفیق ہٹ جائے اور اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو اس کی شقاوت کا کیا ٹھکانا (۲۰۰) یہ لوگ اس وقت تک اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے ÷ یعنی خواہ موت کے وقت یا قیامت میں یا برزخ میں ظاہر ہے کہ ان اوقات میں عذاب دیکھنے کے بعد ایمان کیا نفع دے سکتا ہے۔ وانی لھم التناوش من مکان بعید۔ بعض مفسرین نے سلکنہ کی ضمیر کا مرجع قرآن کو قرار دیا ہے لیکن ہم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول پر تفسیر کی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی انکار موجود ہے واللہ اعلم (۲۰۱) وہ عذاب ان پر اچانک آ جائے گا اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی (۲۰۲) اس وقت یہ لوگ یوں کہیں گے کیا ہم لوگ کچھ مہلت دیئے جا سکتے ہیں ÷ حالانکہ وہ وقت نہ مہلت کا ہے نہ قبول ایمان کا۔ یہ لوگ خود ہی تو عذاب کی باتیں سن کر عذاب کی تعجیل کیا کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۰۳) کیا لوگ ہمارے عذاب کے وقوع کو جلدی چاہتے اور جلدی طلب کرتے ہیں ÷ یعنی چونکہ عذاب کی وعید کو جھوٹا اور غلط سمجھتے ہیں اس لئے بطور انکار کہتے ہیں فأتنا بما تعدنا جس چیز کا ڈراوا دیتا ہے اس کو لے آ۔ آگے مہلت نہ دینے کا جواب ہے (۲۰۴) اے مخاطب بھلا دیکھ تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک عیش کرنے اور یہاں کے ساز و سامان سے فائدہ

اور ہم نے بستیوں میں سے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا کہ جس میں نصیحت کی غرض سے ڈرانے والے نہ آئے ہوں (٢٠٨) اور ہمارا شیوہ ظلم کرنا نہیں ہے ؛ یعنی جس بستی پر عذاب الٰہی آیا اُس سے پہلے پیغمبر آئے اور اُن کو ڈرایا نصیحت کی لیکن جب نہیں مانے تو آخر کار ہلاک کر دیئے گئے یعنی سمجھایا بھی گیا ڈرایا بھی گیا اور سوچنے سمجھنے کا موقعہ بھی دیا گیا مہلت بھی ملی آخر کار عذاب بھیجا گیا کیونکہ مہلت اور عذاب میں منافات نہیں ہے جیساکہ اوپر گذر چکا اب پھر قرآن کی حقانیت پر بحث ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (٢٠٩) اور اس قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اُترے (٢١٠) اور یہ کام نہ تو اُن کے لئے سزاوار اور مناسب ہے اور نہ وہ اس پر قدرت ہی رکھتے ہیں (٢١١) کیونکہ وہ شیاطین آسمانی خبروں کے سننے ہی سے روک دیئے گئے ہیں اور دور کر دیئے گئے ہیں ؛ یعنی کہاں قرآن کی پاکیزہ تعلیم اور خداپرستی اور تعلیم کی اخلاقی بلندی اور کہاں شیاطین کی گمراہی اور کج روی قرآنی تعلیم سے ان کو کیا مناسبت جو گمراہی کے ٹھیکہ دار ہوں اُن سے ایسی مقدس اور بلند ترین تعلیم کہاں بن آسکتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ شیاطین کو تو نزولِ قرآن کے وقت سُننے سے بھی معزول کر دیا گیا ہے کسی شیطان کی مجال نہیں کہ وہ سُن بھی سکے اصلاحِ خلق کی جو تعلیم نازل ہوئی ہے وہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے یہ بات دوسری ہے کہ اصلاحِ خلق اور قرآنی تعلیم کے علاوہ کوئی بات بھاگتے دوڑتے سُن بھاگیں اور اس میں دس بیس جھوٹی باتیں ملا کر کاہنوں کو بتا دیں جیساکہ آگے آتا ہے تو ایسی باتوں کا قرآن سے اور نزولِ قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس بات میں کوئی تنافی اور تضاد ہے (٢١٢) سوائے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن کو سزا دی جائے گی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ؛ یعنی دوسرے لوگوں کو شرک سے بچانا مقصود ہے کہ جب ہم اس شخص سے جو ہمارا پیغمبر ہے اور جس سے شرک کا تصور بھی نہیں یوں فرماتے ہیں تو اوروں کو جو شرک میں مبتلا ہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کس قدر سزا اور عذاب کے مستحق ہوں گے (٢١٣) اور آپ پہلے اپنے رشتہ داروں کو ڈرایئے ؛ یعنی تبلیغِ رسالت اور ڈرانے کا کام رشتہ داروں اور قرابتداروں سے شروع کیجئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو حضرت نے سارے قریش کو سُنا دیا اور اپنی پھوپھی اور اپنی بیٹی اور چچا تک کو سُنا دیا کہ اپنے ہاں اپنا فکر کرو خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ١٢ (٢١٤) اور مسلمانوں میں جو لوگ آپ کے پیرو ہیں اور آپ کی راہ پر چلتے ہیں اُن کے سامنے اپنے بازو پست رکھئے ؛ یعنی فروتنی اور تواضع کے ساتھ پیش آیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ١٢ غرض عام مسلمانوں کیساتھ مشفقانہ برتاؤ کا حکم ہے (٢١٥) پھر جن لوگوں کو آپ ڈرائیں وہ اگر آپ کا کہنا نہ مانیں اور آپ کی نافرمانی کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم جو افعال کر رہے ہو میں تمہارے اعمال سے بیزار اور بری الذمہ ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اُس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ١٢ (٢١٦) اور آپ اس زبردست اور بہت رحم کرنے والے پر بھروسہ رکھئے اور توکل کیجئے (٢١٧) جو آپ کو اُس وقت بھی دیکھتا ہے جب تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں (٢١٨) اور اُس وقت بھی آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے جب آپ نمازیوں میں ہوتے ہیں ؛ یعنی جب تنہا نماز پڑھتے ہو اور جب جماعت میں نماز پڑھاتے ہو تب بھی تمہاری حالت کا نگراں اور تم سے باخبر رہتا ہے۔ لہٰذا اُس قادرِ مطلق خدا پر بھروسہ رکھئے آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، کیونکہ وہ کمالِ قوت کا مالک اور آپ پر بہت مہربان ہے تو اسی پر بھروسہ رکھئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ١٢ وتقلبك فى السٰجدين کی تفسیر بعض سلف نے اس طرح کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے آبا کی پشت در پشت گذرنے کو جانتا ہے اور ایک پیغمبر کی پشت سے دوسرے پیغمبر کی پشت میں آنے کو بھی دیکھتا ہے پھر یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (باقی ضمیمہ میں)

مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ

ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔ اور ہمارا شیوہ ظلم نہیں ہے۔ اور اس قرآن کو شیاطین

الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ

لیکر نہیں آئے۔ اور یہ کام نہ تو ان کے لئے مناسب اور سزاوار ہے اور نہ وہ اس پر قدرت ہی رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

شیاطین تو آسمانی خبروں کے سننے ہی سے روک دیئے گئے ہیں۔ سوائے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہ کریں

فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾

ورنہ آپ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن کو سزا دی جائے گی۔ اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾

اور مسلمانوں میں سے جو لوگ بھی آپ کے پیرو ہیں اُن کے سامنے اپنے بازو پست رکھئے یعنی فروتنی اور تواضع کیساتھ پیش آیئے

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ

پھر جن کو آپ ڈرائیں اگر وہ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق اور بری الذمہ ہوں۔ اور آپ

عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ

اُس زبردست اور رحم کرنے والے پر بھروسہ رکھئے۔ جو آپکو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ تہجد کی نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اُس وقت بھی آپ کی

فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ

نشست و برخاست کو دیکھتا ہے جب آپ نمازیوں میں ہوتے ہیں۔ بیشک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کیا

عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾

میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کس پر اُترا کرتے ہیں۔ وہ ہر اُس جھوٹے بدکردار پر اُترا کرتے ہیں۔

يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ

جو شیاطین کی باتوں پر کان لگایا کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر بہت ہی جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ اور شاعروں کی تو وہی پیروی کرتے ہیں

الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ

جو بے راہ ہیں۔ اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ یہ شاعر ہر میدان میں حیران و سرگرداں پڑے پھرتے ہیں۔ اور یہ شاعر

ع ٩

یہ شاعروہ باتیں کہا کرتے ہیں جو کرتے نہیں ؛ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کاہن ہیں نہ شاعر شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلتے ہیں جو مختلف مضامین کی وادیوں میں حیران و سرگرداں پھرا کرتے ہیں
ان کا قول ان کے کردار سے بالکل برعکس باضابطہ شاعری ہو یا نثر کی تک بندی ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر پیغمبر کو کبھی کاہن کہتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعری بات کسی کو ہدایت نہیں ہوتی
اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آئے ہیں ۱۲ پھر فرماتے ہیں یعنی جس مضمون کو پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ پھر فرماتے ہیں یعنی جیسے مردانگی کہتے ہیں ۔ نہیں رکھتے عشق لیتے ہیں جھوٹ بیاری
کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ (۲۲۶) مگر ہاں وہ شاعر مستثنیٰ

يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ باتیں کہا کرتے ہیں جو کرتے نہیں ۔ مگر ہاں وہ شاعر مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے

وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ

اور انھوں نے اپنے اشعار میں بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور انھوں نے اس ظلم کے بعد جو ان پر کیا جاچکا ہے اس ظلم کا بدلہ لیا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾

اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہوجائے گا جنھوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے کہ ان کو کس جگہ پلٹ کر جانا ہے۔

سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ نمل مکی ہے اور یہ ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَ

طٰسٓ ۔ یہ سورت قرآن کی اور واضح کتاب کی آیتیں ہیں ۔ یہ آیتیں ایمان والوں کیلئے

بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ

موجب ہدایت و بشارت ہیں ۔ وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ

زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔ بلاشبہ جو لوگ

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُن کے اعمال اُن کی نظر میں خوش نما کر دیئے ہیں سو وہ

يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي

بھٹکتے پھرتے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے ۔ اور یہی لوگ

الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ

آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور آپ کو یقیناً یہ قرآن ایک بڑی حکمت والے

ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور انھوں نے اپنے اشعار میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور انھوں نے اس ظلم کے بعد جو ان پر کیا جاچکا ہے اس ظلم کا انتقام اور بدلا لیا اور عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے یہ معلوم ہوجائے گا کہ کیسی جگہ پلٹ کر جانا ہے اور وہ کس کروٹ اُلٹتے ہیں ؛ اُن مخصوص شاعروں کو مستثنیٰ فرمایا جو اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اسلام کی تعریف مسلمانوں کی ہمت افزائی اور اُن کی شجاعت اور جو منکر اسلام کی ہجو کریں اُن کا جواب اور جن پر ظلم کیا گیا اور اُن کو وطن سے اُجاڑا گیا وہ ظلم کی پاداش میں ظالموں سے انتقام لیں اور اسی مناسبت سے آخر میں ظلم کا انجام بھی فرمایا کہ ان ظالموں کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیسی مصیبت اور ہولناکی میں اُلٹ کر جاتے ہیں اور کس پہلو اور کروٹ پر ان کو پلٹا جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی بُرائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اُس کا جواب دیں تو ایسا شعر عیب نہیں ۱۲ (۲۲۷)

تم تفسیر سورۂ شعرا۔

سورۂ نمل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں ۔

ع ۱۱ ۲۶ ۱۵

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے طٰسٓ تعـ یہ سورت قرآن کی اور واضح کتاب کی آیتیں ہیں ؛ یعنی وہ کتاب جس کے احکام واضح ہیں ۔ صفت کا عطف صفت پر ہے یعنی قرآن ہونا اور واضح کتاب ہونا ایک ہی کلام کی دونوں صفتیں ہیں (۱) ایمان والوں کے لئے یہ آیتیں موجب ہدایت اور خوش خبری و بشارت دینے والی ہیں ؛ یعنی جو ہدایت پر عمل کریں اُن کے لئے موجب بشارت ہیں (۲) وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ؛ یعنی پچھلے دن پر جس کو قیامت کہتے ہیں اُن کا یقین اور ایمان ہے (۳) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال اُن کی نظر میں خوش منظر اور مستحسن کر دیئے ہیں سو وہ اپنی اسی خوش فہمی میں بھٹکتے پھر رہے ہیں ؛ یعنی اُن کے اعمال ان کی نگاہ میں بھلے معلوم ہوتے ہیں اس لئے انہی میں ڈانواڈول پھرا کرتے ہیں ۔ تزئین کی نسبت حضرت حق تعالیٰ کی طرف خالق ہونے کے اعتبار سے کی گئی ہے (۴) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے ہیں ؛ دنیا کا بدترین عذاب مغلوب ہونے کے وقت قید اور قتل وغیرہ یا موت کے وقت فرشتوں کی تعذیب اور آخرت کا نقصان ظاہر ہے ۔ برے کام کو برا سمجھ کر کرنے والے جب نقصان میں ہوں گے تو جو برے کاموں کو اچھا سمجھ کر کریں اُن کے نقصان کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے (۵) اور اے پیغمبر آپ کو یقیناً یہ قرآن ایک بڑی حکمت والے بڑے علم والے کی جانب سے ملتا اور دیا جاتا اور تلقین

کیا جاتا ہے ؛ یعنی یہ قرآن اُس کی جانب سے آپ کو دیا جاتا ہے جو کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے (۶) اے پیغمبر موسیٰؑ کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں سے کوئی راستے کی خبر لاتا ہوں یا آگ سے کوئی چیز جلاکر ایک شعلہ لے آتا ہوں تاکہ تم اس سے تاپو اور گرمی حاصل کرو ؛ یعنی قرآن کے ذکر کی مناسبت سے موسیٰؑ کا وہ واقعہ بتایا جب وہ مدین سے مصر واپس ہوئے تو طور کی وادی میں مصر کا راستہ بھول گئے اور سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی حیران تھے کہ کس طرف جائیں یکایک طور پر ایک روشنی نظر آئی سمجھے کہ آگ ہے اس لئے گھر والوں سے فرمایا۔ چونکہ موسیٰؑ بھی پیغمبر ہوئے کتاب ملی اور فرعونیوں میں تبلیغ کے لئے تقرر ہوا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہیں اُن کو بھی واضح کتاب عطا ہوئی اور قریش کے فراعنہ کی ہدایت کا کام سپرد ہوا تاکہ مکہ کی یہ روشنی تمام عالم میں جلوہ گر ہو (۷) پس جب موسیٰؑ آگ کے پاس پہونچا تو آواز دی گئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ کے اندر ہے اور

حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۞ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا

بڑے علم والے کی جانب سے تلقین کیا جاتا ہے۔ اے پیغمبر موسیٰؑ کا وہ واقعہ بیان کیجئے جبکہ موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے

سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ

ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں سے کوئی خبر تمہارے پاس لیکر آتا ہوں یا آگ کی کوئی چیز جلاکر ایک شعلہ لے آتا ہوں تاکہ تم اس کو

تَصْطَلُوْنَ ۞ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ

گرمی حاصل کرو۔ سو جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس پہنچا تو آواز دی گئی کہ مبارک ہے جو اس آگ کے اندر ہے

وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ

اور وہ جو اس آگ کے آس پاس ہے اور اللہ رب العالمین تمام عیوب سے پاک ہے۔ اے موسیٰؑ بات

اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ

یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں زبردست حکمت والا۔ اور تو اپنا عصا ڈالدے پھر جب موسیٰؑ نے لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا

كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ

گویا وہ ایک تیز رفتار سانپ ہے تو موسیٰؑ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰؑ ڈر نہیں

اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۞ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ

میری حضور میں پہونچکر پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔ مگر ہاں جس سے کوئی کوتاہی ہو جائے پھر وہ

بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَاَدْخِلْ

برائی کے بعد بھلائی سے اس کی تلافی کر دے تو میں بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہوں۔ اور تو اپنا ہاتھ

يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ

اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ بغیر کسی عیب کے خوب سفید چمکتا ہوا نکلے گا یہ دونوں معجزے اُن نو معجزوں میں سے

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۞

ہیں جو تجھ کو دیکر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیونکہ وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞

غرض جب ان کے پاس ہمارے نہایت روشن و واضح معجزے پہونچے تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے

ربع

منزل ۵

وہ جو اس آگ کے آس پاس ہے اور اللہ رب العٰلمین تمام عیوب سے پاک ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی اُن کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ یا آگ کے اندر فرشتے ہوں اور آگ کے گرد حضرت موسیٰؑ ہوں۔ یہ جملہ بطور برکت کی دعا کے ہے۔ پاکی کا یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ حدود اور جہات سے پاک ہے اس نور کو خدا نہ سمجھ لیا جائے (۸) اے موسیٰؑ بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں کمال قوت کا مالک بڑی ہمت والا ؛ یعنی میں جو بلاکیف کلام کر رہا ہوں میں ہی اللہ ہوں کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہوں (۹) اور تو اپنی لاٹھی کو ڈال دے پھر جب موسیٰؑ نے لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا کہ وہ ایک پتلا تیز رفتار سانپ ہے تو بھاگا پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰؑ ڈر نہیں میری حضور میں پہونچکر پیغمبر ڈرا نہیں کرتے ؛ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ جان کہتے ہیں پتلے سانپ کو سورہ طٰہٰ میں حیّۃ فرمایا یعنی اژدہا یا موٹا سانپ تو دوڑ میں چونکہ پتلے سانپ کی طرح دوڑتا تھا اس لئے جانّ فرمایا ورنہ اژدہا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اول سنک سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۲ بہرحال یہ خوف طبعی تھا جو نبوت کے منافی نہیں تفصیل سورۂ طٰہٰ میں گذر چکی ہے (۱۰) مگر ہاں جس سے کوئی کوتاہی ہو جائے پھر وہ برائی کے بعد بھلائی سے اس کی تلافی کر دے تو میں بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہوں ؛ برائی کے بعد بھلائی یعنی توبہ کرلے یہ اس لئے فرمایا کہ موسیٰؑ کو نبوت ملنے پر قبطی کے قتل کا واقعہ یاد آجانے سے وحشت نہ ہو اسلئے اطمینان دلایا کہ وہ مغفرت کی درخواست کرنے پر معاف کر دیا گیا اُس کو یاد کرکے پریشان نہ ہونا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا اُس کا ڈر تھا اُن کے دل میں اُن کو معاف کر دیا ۱۲ (۱۱) اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر داخل کر دے تو وہ بغیر کسی عیب کے خوب سفید چمکتا ہوا نکل آئے گا۔ یہ دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جو تجھ کو دے کر فرعون اور اُس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیونکہ وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سورۂ اعراف میں دے سات نشانیاں ہو چکیں ۱۲ فائدہ وہ نشانیاں یہ ہیں۔ قحط اور میووں کا نقصان اور طوفان اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عصا۔ یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف کے چودھویں رکوع میں ہیں ۱۲ (۱۲) غرض جب ان کے پاس ہمارے نہایت روشن اور واضح الدلالۃ معجزے اور نشانیاں پہونچیں تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ؛ یعنی دونوں یہ نشان پہلی ملاقات میں پیش کئے پھر وقتاً فوقتاً بعض نشانیاں دکھاتے رہے لیکن وہ سب معجزات کو کھلا ہوا جادو کہنے لگے اور سحر بتاتے رہے (۱۳)

اور فرعون کی قوم والوں نے از روئے ظلم اور اقتدار کے غرور و تکبر سے اُن تمام نشانات اور معجزات کا انکار کردیا حالانکہ اُن کے جی اور اُن کے دل اُن نشانات کا یقین کرچکے تھے۔ لہٰذا اے پیغمبر دیکھیے اُن مفسدوں اور شریروں کا انجام کیسا ہوا: یعنی پے درپے نشانات کو دیکھ کر دل تو قائل ہوگئے تھے لیکن اقتدار کا گھمنڈ غرور و تکبر اور نا انصافی اور ظلم کی عادت ان خرابیوں کے باعث ضمیر کے خلاف انکار کرتے رہے لہٰذا دیکھ لیجئے کہ فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا کہ دنیا میں غرق کئے گئے اور قیامت میں جہنم کے گھاٹ اتارے گئے (۱۴) اب آگے حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ذکر میں، یک ایسی عورت کا ذکر ہے جو نشاناتِ الٰہی کو دیکھ کر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی اور شرک سے توبہ کرنے کا اعلان کیا یعنی ملکہ سبا کے اسلام کا ذکر چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا فرمایا اُس پر ان دونوں باپ بیٹوں نے کہا تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کو لائق اور سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی: یعنی ان کو علم شریعت اور حکم رانی کا طریقہ سکھایا اس پر اُنھوں نے ہمارا شکر ادا کرتے ہوئے کہا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین۔ کثیر کی قید شاید اس لئے لگائی کہ بندگانِ خدا کی اکثریت پر برتری ظاہر ہو نہ کہ جملہ انسانوں پر کیونکہ تمام مخلوقات پر برتری اور بزرگی حصہ ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا (۱۵) اور سلیمانؑ داؤدؑ کا جانشین اور وارث ہوا اور اُس نے کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی ضروری چیزیں عطا کی گئی ہیں واقعی یہ حکومت اور علم کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک کھلا ہوا فضل ہے: یعنی حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد حضرت سلیمانؑ اُن کے قائم مقام ہوئے اور ان کے جانشین وارث مقرر ہوئے۔ اور ان کو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا تو اُنھوں نے لوگوں کے سامنے اس کا اعلان کیا کہ ہم کو پرندوں کی بولی کو سمجھنے کا علم دیا گیا ہے اور حکومت کے چلانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً لشکر، اسلحہ، اور دیگر ضروری سامان بھی عطا ہوا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا اور کھلا ہوا فضل ہے جو اُس نے عطا فرمایا ہے دوسرے سلاطین کو یہ بات کہاں میسر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وے اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ (۱۶) آگے حضرت سلیمانؑ کے لشکر اور اُس کی ترتیب کا بیان ہے اور سلیمانؑ کے لئے اُس کا لشکر جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے جمع کیا گیا اور اُن کو روکا جاتا تھا: یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جب سفر کرتے تو اُنکے لشکر میں جنات بھی ہوتے اور انسان بھی ہوتے اور پرندے بھی شامل ہوتے اور اُن کی روانگی سے قبل اُس تمام لشکر کو ترتیب و تنظیم کی غرض سے روکا جاتا تھا پھر روانگی میں بھی اس ترتیب کو مدِ نظر رکھا جاتا تھا کہ پہلی صف والے آگے نہ نکل جائیں یا آگے والے پیچھے نہ رہ جائیں اسی طرح میمنہ اور میسرہ میں فرق نہ آئے دائیں والے بائیں طرف نہ ہو جائیں اور بائیں والے دائیں طرف نہ آجائیں جیسا کہ آج کل منظم حکومتوں کی فوج بھی منظم ہوا کرتی ہے اور اُس کا چلنا اور ٹھہرنا اور دائیں بائیں مڑنا ایک قاعدے اور ضابطے کے ماتحت ہوتا ہے آج کل صرف انسانوں کی فوج ہوتی ہے حضرت سلیمانؑ کے عہد میں انسانوں کے ساتھ جنات اور طیور بھی ہوتے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب سلیمانؑ اور اُس کا لشکر چیونٹیوں کے ایک میدان پر پہونچے تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! تم اپنے سوراخوں اور مکانوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اُس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور پیس ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو: یعنی راستے میں کوئی چیونٹیوں کی بستی اور وادی پڑتی ہوگی تو سلیمانؑ کے لشکر کو آتا دیکھ کر چیونٹیوں کے سردار نے یہ کہا ہوگا چونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق باوجود اپنی کثرت کے نہایت منظم ہے اور اس مخلوق میں ڈسپلن و نظم بہت ہے۔ باقاعدہ اُن کی (باقی صفحہ ۶۰۳ پر)

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ

اور اُن لوگوں نے از روئے ظلم اور تکبر و سرکشی ان معجزات کا انکار کردیا حالانکہ اُن کے دل ان کا یقین

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ

کرچکے تھے سو اے پیغمبر دیکھیے ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو

وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ

علم عطا فرمایا اور اس پر ان دونوں نے کہا سب تعریفیں اُس خدا کو لائق ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے

مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ

ایمان والے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور سلیمانؑ داؤدؑ کا جانشین ہوا اور

وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن

اس نے کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی ضروری

كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ

چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ حکومت و علم کا عطا کرنا ایک کھلا ہوا فضل ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے

لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

اس کے لشکر جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے جمع کئے گئے اور وہ روکے

يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ

جاتے تھے یعنی نظم و ترتیب کی غرض سے یہاں تک کہ جب سلیمانؑ اور اُسکے لشکر چیونٹیوں کے ایک میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی

يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ

نے کہا اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ

وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن

اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو۔ چیونٹی کی اس بات پر سلیمانؑ مسکراتے ہوئے

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي

ہنس پڑا اور کہنے لگا اے میرے رب مجھے اس بات پر قائم رکھ کہ میں تیرے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا رہوں

ع ۱ — ۱۴ — ۱۶

(بقیہ صفحہ ۶۰۲) فوج ہوتی ہے جاسوس ہوتے ہیں خطرے کے وقت سراغ رساں سپاہی باہر نکلتا ہے اور حالات سے اندر والوں کو مطلع کر دیتا ہے اس موقعہ پر اطلاع :: بہانہ نے بڑی انشاء سے کام لیا وھو لایشعرون کہہ کر اس امر کو ظاہر کر دیا کہ سلیمان اور اُن کا لشکر ظالم نہیں ہے کہ جان بوجھ کر کسی کو تکلیف کو پہونچائیں البتہ بے خبری میں ایسا ہو سکتا ہے کہ تم لشکر کی روندن میں آ کر پس جاؤ اور گذرنے والوں کو خبر بھی نہ ہو حضرت سلیمانؑ نے یہ بات سن لی اور چیونٹی کی فراست اور کلام میں احتیاط پر اُن کو ہنسی آ گئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا اُن کو معلوم ہو گئی ۱۲ (۱۸) چیونٹی کی اس بات پر سلیمانؑ مسکرایا اور مسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور اُس نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے اور اس بات پر مجھ کو مداومت نصیب کر کہ میں تیرے اُن احسانات کا شکر کرتا رہوں **تفسیر صفحہ ہٰذا** :: جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن کو تو پسند کرتا ہو اور جن سے تو خوش ہو اور تو مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل رکھیو :: یعنی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دوام علی الشکر کی توفیق طلب کی۔ اور حضرت حق کے پسندیدہ کاموں کے بجا لانے کی دعا کی اور نیک بندے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل رہنے کی دعا کی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کے باپ پر تو ہزاروں احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورہ ص میں ہے اس چیونٹی کی بات سمجھ کر اُن کو شکر آیا ۱۲ اللھم وفقنی لما تحب وترضی (۱۹) اور سلیمانؑ نے پرندوں کی خبر لی۔ جائزہ لیا اور حاضری لی تو کہنے لگا مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے :: یعنی پرندوں کی حاضری لی تو ہُدہُد کو نہ پایا تو فرمایا کہ مجھ کو کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا وہ پرندوں کی بھیڑ میں مجھے دکھائی نہیں دیتا یا وہ کہیں غائب ہے۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں سے مختلف کام لیتے تھے۔ شاید ہُدہُد کو بھی کوئی خدمت سپرد ہو اور اُس خدمت کے لئے اُس کی ضرورت ہو کہتے ہیں ہُدہُد کو یہ حس عطا کی گئی ہے کہ وہ زمین پر سے زمین کے اندر کے پانی کا پتہ معلوم کر لیتا ہے کہ پانی کتنے فاصلہ پر ہے۔ اسی قسم کی ممکن ہے کوئی ضرورت پیش آئی ہو، بہر حال جب حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو نہ پایا تو تادیباً فرمایا (۲۰) یقیناً میں اُس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے روبرو اپنی غیر حاضری پر کوئی معقول دلیل پیش کر دے :: یعنی ضرورت کے وقت اس کا غیر حاضر ہو جانا موجب سزا ہے۔ تادیباً جو تعزیر مناسب سمجھوں گا وہ دوں گا۔ خواہ وہ کوئی سخت سزا ہو یا ذبح ہو یا کوئی معقول دلیل لائے اپنی غیر حاضری پر (۲۱) پھر زیادہ دیر نہ گذری اور ہُدہُد نے تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہو کر عرض کیا میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اُس بات کی خبر نہیں اور میں شہر سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آیا ہوں :: یعنی ایک ایسے ملک کی تفصیلی خبر لایا ہوں کہ آپ کو اُس کی تفصیل کا علم نہیں میں شہر سبا کی پوری تحقیق کر کے اُس کی صحیح اور پختہ خبر لایا ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اُس ملک کا حال مفصل دپہنچا تھا اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے اُنکا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ خلاصہ یہ کہ سبا ایک شخص کا نام تھا پھر اُس کی اولاد کو سبا کہنے لگے یہ لوگ یمن میں رہتے تھے صنعاء سے قریب ہی آباد تھے (۲۲) میں نے وہاں ایک عورت کو پایا کہ وہ وہاں کے لوگوں پر راج کر رہی ہے اور اُس کو ہر قسم کا ضروری سامان دیا گیا ہے اور اُس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے :: یعنی لوازماتِ سلطنت میں سے ہر قسم کا سامان اُس کو میسر ہے اور ایک مضبوط حکومت کی مالک ہے اور اُس کا تخت بھی بہت بڑا ہے یعنی گھیر گھار کا بھی بڑا ہے یا قیمت کا بیش بہا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب چیزیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آ گیا اور اُس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اُس وقت کسی بادشا کے پاس نہ تھا ۱۲ (۲۳) اور میں نے اُس عورت کو اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے لئے اُن کے اعمال کو خوش نما خوش منظر اور مزین کر دیا ہے اور ان کو صحیح راہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاتے :: یعنی وہ لوگ آفتاب پرست ہیں شیطان نے اُن کو تباہ کر رکھا ہے اور اُن کی مشرکانہ رسوم کو اُنکی نظروں میں آراستہ کر دیا ہے (باقی صفحہ ۶۰۴)

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن کو تو پسند کرتا ہو

وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ

اور مجھ کو اپنی رحمت سے تو اپنے نیک بندوں میں شامل رکھیو۔ اور سلیمانؑ نے پرندوں کا

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ

جائزہ لیا تو کہنے لگا مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا کیا وہ کہیں

الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ

غائب ہو گیا ہے۔ یقیناً میں اُس کو سخت سزا دوں گا یا اُس کو ذبح کر ڈالوں گا

أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ

یا وہ میرے رو برو کوئی معقول دلیل پیش کر دے۔ پھر ہُدہُد نے تھوڑی ہی دیر بعد حاضر ہو کر کہا

أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾

میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اس بات کی خبر نہیں اور میں قبیلہ سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں

إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَ

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کر رہی ہے اور اُس کو ہر قسم کا ضروری ساز و سامان دیا گیا ہے اور

لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

اُس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے۔ اور میں نے اُس عورت کو اور اُس کی رعایا کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر

لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال کو

أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا

اُن کے لئے خوش منظر بنا یا ہے اور اُن کو صحیح راہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاتے۔ حتیٰ کہ

يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

وہ اُس خدا کو سجدہ نہیں کرتے کہ جو آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور

يَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ

تم لوگ جو کچھ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ اُس سب کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اسکے سوا کوئی عبادت کے

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ

لائق نہیں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمانؑ نے کہا اچھا ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹ

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ

بولنے والوں میں سے ہے۔ جا میرا یہ خط لیجا اور اس خط کو اُن کے پاس ڈالدے پھر

تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰاَيُّهَا

اُن کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ بلقیس نے کہا اے

الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

اہلِ دربار مجھے ایک مکتوب گرامی موصول ہوا ہے۔ وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ

اور اس کا مضمون یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرو

وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يٰاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ

اور حکم بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہلِ دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں

اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا

مشورہ دو میں اُس وقت تک کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ اہلِ دربار نے کہا

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

ہم پورے طاقت ور اور سخت جنگ کرنے والے ہیں اور حکم کا اختیار آپ کو حاصل ہے

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا

سو آپ دیکھ لیں جو حکم ہم کو دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ

داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور

(بقیہ صفحہ ٦٠٣) لہٰذا وہ سیدھی راہ کا تجسس ہی نہیں کرتے اور جب اُن کو راہِ حق کی تلاش ہی نہیں تو راہِ حق کو پائیں کیسے شاید ان کے خلاف جہاد کی ترغیب کو یہ الفاظ ہُدہُد نے کہیں ہوں (۲۴) وہ کیوں اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان وزمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور جو کچھ تم دلوں میں چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ اُس سب کو جانتا ہے۔
ﷺ آخر یہ لوگ اُس اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہیں بجالاتے اور اسکو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمانوں کی اور زمین کی چھپی ہوئی اور پوشیدہ چیزوں کو نکالتا ہے جیسے بارش اور نباتات وغیرہ اور زمین کی بے شمار معدنیات وغیرہ اور عالم ایسا کہ جو بات سینوں میں چھپی ہے وہ بھی جانتا ہے اور جو زبان سے اور دیگر جوارح سے کرتے ہو اُس کو بھی جانتا ہے اُس کو چھوڑ کر ایک کُرسی کی جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے پوجا میں لگے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہُدہُد کی روزی ریت میں سے کیڑے نکال نکال کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ اُس کو اللہ کی اُسی قدرت سے کام ہے ۱۲ برسات کے موسم میں گیلی زمین کو کھود کھود کر کینچوے بھی نکال کر کھاتا ہے اور ایک ایک دو دو فٹ زمین کھود ڈالتا ہے زمین کے اوپر سے دیکھ لیتا ہے کینچوؤں کو شاید یخرج الخبءَ اسی قدرتِ خداوندی کی جانب اشارہ ہو، واللہ اعلم (۲۵) اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہی عرشِ عظیم یعنی بڑے تخت کا مالک ہے ﷺ چونکہ اوپر بلقیس کے تخت کا ذکر کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے عرشِ عظیم کا ذکر کیا اور یہ واقعہ ہے کہ بلقیس کے تخت کو عرشِ الٰہی سے کوئی نسبت نہیں (۲۶) ہُدہُد کی باتیں سن کر سلیمانؑ نے کہا اچھا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے ﷺ یعنی تیرے جھوٹ سچ کا ہم امتحان کریں گے۔ (۲۷) جا میرا یہ خط لیجا اور اس خط کو اُن کے پاس ڈال دے خط ڈالنے کے بعد اُن کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں اور آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آپ کو معلوم نہ کروا لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آ بدبدلے گیا بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی روزن سے جاکر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ (۲۸) بلقیس نے خط کو پڑھ کر اپنے سرداروں اور درباریوں سے کہا اے اہلِ دربار مجھے ایک مکتوبِ گرامی موصول ہوا ہے اور میرے پاس ایک عزت کا خط ڈالا گیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی شہرت اور اُنکی خداداد سلطنت سے واقف ہوگی اس لئے کتاب کے ساتھ عزت و شرافت کا لفظ بڑھایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں ستھرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ بہرحال ہو سکتا ہے کہ شاہانہ کاغذ پر لکھا ہو (۲۹) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اُس کا مضمون یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) تم لوگ میرے مقابلے میں زور اور تکبر نہ کرو اور میرے سامنے حکم بردار ہو کر چلے آؤ ﷺ یعنی زور دکھانے اور تکبر کرنے کی ضرورت نہیں میرے سامنے مطیع ہو کر چلے آؤ۔ اتنا مختصر خط اور اتنا جامع اور پُر شوکت ایک پیغمبر ہی کا ہو سکتا ہے جو نبوت اور ملک وسلطنت دونوں رکھتا ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کو دینِ حق کھانا منظور تھا ۱۲ (۳۱) خط سنانے کے بعد بلقیس نے اپنے اُمرا اور اہلِ دربار سے مزید مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے بلقیس نے اہلِ دربار سے کہا اے اہلِ دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ دو میں اُس وقت تک کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو ﷺ یعنی چونکہ تم میرے معتمد ہو اس لئے میں تم سے ہر ایک کام کا مشورہ کرتی ہوں اور کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں کرتی بلکہ جو فیصلہ کرتی ہوں تم سے رائے حاصل کرنے کے بعد تمہارے روبرو کرتی ہوں (۳۲) اہلِ دربار نے کہا ہم پورے طاقت ور اور صاحبِ قوت ہیں اور بڑے جنگ جو اور لڑنے والے ہیں اور حکم دینے کا اختیار آپ کو حاصل ہے لہٰذا اب آپ غور کرلیں جو حکم ہم کو دینا چاہیں ﷺ یعنی جہاں تک لڑائی کا تعلق ہے اور دشمن سے مقابلہ کا معاملہ ہے اُس کے لئے ہم بالکل آمادہ اور تیار ہیں اور ساز و سامان سے بالکل لیس ہیں۔ لیکن جہاں تک جنگ کا حکم دینا اور میدانِ جنگ میں نکلنے کا معاملہ ہے وہ آپ کے اختیار میں ہے لہٰذا آپ (باقی ص ٦٠٥ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۰۴) اپنی مصلحت دیکھ لیں کہ آپ کیا حکم کرتی ہیں (۳۴) بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اُس کو برباد اور تہ وبالا کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو ذلیل اور حقیر کر دیا کرتے ہیں اور یہ بھی اسی طرح کریں گے ۞ یعنی اس وقت لڑنا اور اعلانِ جنگ کرنا تو مناسب نہیں. کیونکہ اگر فریقِ مخالف کو فتح اور غلبہ حاصل ہو گیا تو فتح کرنے والوں کی عام حالت یہ ہے کہ جس بستی میں وہ غلبہ کے بعد گھستے ہیں تو اُس بستی کو برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے بڑے بڑے عزت دار لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور اُن سے حقارت آمیز سلوک اور برتاؤ کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسا ہی کریں گے کہ ہمارے شہر کو تہ وبالا کر دیں گے اور یہاں کے اہلِ مناصب کے ساتھ کس قدر تحقیر آمیز برتاؤ کریں گے اسلئے فی الحال جنگ کا اعلان مناسب نہیں بلکہ میں ایک اور تدبیر کرتی ہوں اور اُس کا انجام دیکھتی ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ (۳۴) **تفسیر صفحہ ہٰذا** ۔ اور میں سرِدست ان لوگوں کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور اُن لوگوں کے پاس اپنے آدمیوں کے ہاتھ ہدیہ ارسال کرتی ہوں. پھر دیکھتی ہوں کہ وہ میرے فرستادے کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق معلوم کرے کس طرح پر ہے ۱۲ یعنی اُن کا ذوق معلوم ہو جائے کہ وہ کیا چیز پسند کرتے ہیں اگر کچھ لے دیکر پیچھا چھوٹ جائے تو اچھا ہے چنانچہ ہر قسم کے تحائف روانہ کئے اور جب وہ فرستادہ بیش قیمت جواہرات۔ گھوڑے۔ خوبصورت باندیاں وغیرہ لیکر حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوا (۳۵) پھر جب وہ فرستادہ ہدیہ لیکر سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلیمانؑ نے کہا کیا تم لوگ مال ودولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو سو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اُس نے تم کو دیا ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم ہی اُس تحفہ سے جو تم کو پیش کیا جائے خوش ہوا کرتے ہو ۞ اوپر کی آیت میں جمع فرمایا تھا اور بلقیس نے مُرسلون کہا تھا یہاں مفرد فرمایا شاید تحفہ کے انچارج کو مفرد فرمایا۔ یا فلما جاء سے مراد گروہ ہو بہرحال ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں رعایت رکھی ہے۔ یعنی تمہارا مال ودولت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دین اور دنیا دونوں کی دولت عطا کر رکھی ہے تو مجکو اس کی ضرورت نہیں تم ہی اپنے اس ہدیہ اور تحفہ پر اتراتے ہوگے یا یہ مطلب ہے کہ تم ہی اس قسم کا تحفہ لے کر خوش ہوتے ہوگے بھدیتکم تفرحون کے دونوں معنیٰ ہو سکتے ہیں کما قال صاحب الروح۔ (۳۶) اے ایلچی تو انہی اہلِ سبا کی طرف واپس ہو جا اور لوٹ جا اب ہم ان پر ایک ایسا لشکر لے کر پہنچتے ہیں کہ اُن لوگوں سے اس لشکر کا مقابلہ اور سامنا نہ ہو سکے گا اور ہم اُن کو شہر سبا سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور اُن کی حالت یہ ہوگی کہ وہ ذلیل اور محکوم ہو جائیں گے ۞ یعنی ہم نے تو اس لئے پیغام بھیجا تھا کہ وہ مشرکانہ افعال کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتے لیکن اگر وہ مال کا لالچ دیکر دینِ حق سے بچنا چاہتے ہیں تو تو واپس جا اور اُن کو اطلاع دیدے کہ اب جو بات ہوگی میدانِ جنگ میں ہی ہوگی اور وہ ہمارے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہمیشہ کے لئے محکوم اور ذلیل ہو جائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور کسی پیغمبر نے اس طرح بات نہیں فرمائی ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا یہ فرمایا

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں سرِدست اُن لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ یعنی تحفہ بھیجتی ہوں

فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

پھر دیکھتی ہوں کہ وہ میرے فرستادے کیا جواب لیکر پلٹتے ہیں. پھر جب وہ ہدیہ لیکر جانیوالا گروہ سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو سلیمانؑ

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ

نے کہا کیا تم لوگ مال ودولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو سو اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دیا ہے اصل

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ

واقعہ یہ ہے کہ تم ہی اس تحفہ سے جو تم کو پیش کیا جائے خوش ہوا کرتے ہو۔ اے ایلچی تو انہی اہلِ سبا کی طرف واپس جا اب ہم ان پر ایک

بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّ

ایسا لشکر لیکر پہنچتے ہیں کہ جس کا اُن سے مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم اُن کو شہر سبا سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور اُن کی حالت یہ ہوگی

هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ

کہ وہ ذلیل ومحکوم ہو جائیں گے. سلیمانؑ نے کہا اے اہلِ دربار کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

مطیع ہو کر میرے پاس آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔ جنات میں سے ایک قوی ہیکل

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ

جن نے عرض کیا میں اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں اس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا

مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِىْ

اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس تخت کے لانے کی طاقت رکھتا ہوں اور قابلِ اعتماد ہوں۔ ایک شخص نے جس

عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ

کے پاس کتاب کا علم تھا عرض کیا کہ میں اس تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے

اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا

یعنی چشم زدن میں حاضر کئے دیتا ہوں پھر جب سلیمانؑ نے اس تخت کو اپنے رُوبرو رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ بھی

(۳۷) غرض بلقیس نے ایلچی کا پیغام سن کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم کو چلنا چاہئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ مبادا محکومی اور ذلت کا سامنا ہو چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہوئی اور یہاں حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے فرمایا۔ اے اہلِ دربار کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے ۞ یعنی وہ لوگ چونکہ اسلام کی اطاعت کے لئے آ رہے تھے اس لئے مسلمین کی قید واقعی ہے غالباً یہ بھی مقصود ہوگا کہ معجزے کا اظہار بھی ان پر ہو جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر جو اپنی امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ وفیہ اشارۃ ان مال الحربی قبل الانقیاد والاسلام مباح (۳۸) اس پر جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا میں اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں اور کھڑے ہوں اُس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اُس تخت کے (باقی صفحہ ۶۰۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۰۵) لانے پر طاقت رکھتا ہوں اور قابل اعتماد اور امانت دار ہوں ؛ یعنی میں اُس کو آپ کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے لا حاضر کروں گا اگرچہ وہ بہت وزنی ہے مگر میں اس پر طاقت رکھتا ہوں اور میں امانت دار بھی ہوں اس لئے اُس کے قیمتی جواہرات بھی محفوظ رہیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اُس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اُس میں جواہرات لگے تھے بیش قیمت ۱۲ (۳۹) ایک شخص نے جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا کہا کہ میں اُس تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے یعنی چشم زدن میں حاضر کئے دیتا ہوں پھر جب سلیمانؑ نے اُس تخت کو اپنے روبرو رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ بھی تفسیر صفحہ ہٰذا میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ مجھ کو آزمائے کہ میں اُس کا شکر بجالاتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدہ کو اور بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو شخص ناسپاسی اور کفرانِ نعمت کی روش اختیار کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا اور کریم ہے ؛ حضرت سلیمانؑ نے تخت اپنے روبرو رکھا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آیا ہے خواہ اس کا آنا حضرت سلیمانؑ کی دعا کا معجزہ ہو یا آصف کی کرامت اور اسم اعظم کی برکت اس کا سبب ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آناً فاناً میں اتنا بڑا تخت صدہا میل کی مسافت طے کرکے آگیا۔ پھر اس فضلِ الٰہی اور انعامِ خداوندی کا فلسفہ اور اُس کی علت بتائی کہ یہ انعام اس لئے ہوا کہ جس طرح مصائب و آلام میں آزمائش و امتحان پوشیدہ ہوتا ہے اسی طرح فضل و احسان کے دامنوں میں بھی حضرت حق کی جانب سے ابتلا اور آزمائش پنہاں ہوتی ہے، پھر یہ بھی فرمایا کہ حضرت حق جل مجدہٗ کسی کے شکر اور اعتراف احسان کا محتاج نہیں اور نہ اُس کو کسی کی ناسپاسی کی پروا ہے شکر بجالانے والا اپنے ہی فائدے اور نفع کو شکر بجالاتا ہے اور شکر کی بجا آوری کا نفع ازدیادِ نعمت کی شکل میں اُسی کو ملتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر کوئی اُس کے فضل کا استقبال ناشکری اور کفرانِ نعمت کے ساتھ کرتا ہے تو میرے پروردگار کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ وہ تو غنی ہے اور صفاتِ عالیہ کا مالک ہے۔ شاہ صاحبؒ نے کریم کا ترجمہ نیک ذات کیا ہے۔ علم کتاب سے مراد یا تو اسم اعظم ہے یا توریت کا علم مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہونچے جن سے کرامت ہونے لگی۔ نہ پھرا دے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اُس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا اُن کا وزیر ۱۲ یعنی آصف نے اسم اعظم جو اُس کو یاد تھا اسکو پڑھ کر دعا کی شاید وہ اسم اعظم یا حی یا قیوم ہوگا عبرانی میں آہیا اشراہیا کہا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یا ذاالجلال والاکرام ہو۔ اسم اعظم کی بحث فقیر نے اپنی کتاب مشکل کشا کی ابتدا میں کی ہے وہاں ملاحظہ کرلی جائے (۴۰) سلیمانؑ نے حکم دیا کہ بلقیس کے لئے اُس کے تخت میں کچھ تغیر اور تبدیلی کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ اُس کو اس کا پتہ لگتا ہے یا اُس کا شمار اُن ہی لوگوں میں ہے جن کو پتہ نہیں لگتا اور راہ نہیں ملتی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لیے بدلنا کہ وہ جڑاؤ تھا اُس کا جڑاؤ اُکھیڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ۱۲ یعنی چیز وہی تھی اس کی صورت اور اس کے روپ میں کچھ تبدیلی کرا دی (۴۱) پھر جب بلقیس حاضر ہوئی تو اُس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اُس نے جواب دیا گویا ہو بہو وہی ہے۔ کہنے لگی ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے معلوم اور تحقیق ہوچکا ہے اور ہم حکم بردار ہوچکے ہیں ؛ یعنی آپ کا حال پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ آپ صرف بادشاہ ہی نہیں ہیں بلکہ آپ کے پاس حکومت و نبوت دونوں چیزیں ہیں، اس معجزے کی چنداں ضرورت نہ تھی ہم تو آپ کے کمالات کے پہلے ہی معترف اور آپ کے مطیع و منقاد ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی (۴۲) اور اُس کو اب تک ایمان لانے سے اُس چیز نے روک رکھا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتی تھی کیونکہ وہ کافروں کی قوم میں سے تھی ؛ یعنی ایمان لانے سے اُس کو اس کی شمس پرستی نے روک رکھا تھا (باقی ضمیمہ میں)

مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ

میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص

شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ

شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے اور جو شخص ناسپاسی کی روش اختیار کرتا ہے تو میرا رب

غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ

بے پروا اور کرم کرنے والا ہے سلیمان نے حکم دیا کہ بلقیس کے لئے اُس کے تخت میں کچھ تبدیلی کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ اسکو

اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ

اس کا پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی لوگوں میں شمار ہے جن کو راہ نہیں ملتی۔ پھر جب بلقیس حاضر ہوئی

قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا

تو کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اس نے جواب دیا گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ

پیشتر ہی تحقیق ہوچکا ہے یعنی آپ کا حال اور ہم حکم بردار ہوچکے ہیں۔ اور اس کو اب تک ایمان لانے سے

تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

اس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتی تھی کیونکہ وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ

بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو پھر جب اُس نے اُس محل کے صحن کو دیکھا تو اس کو لہریں مارتا ہوا پانی سمجھا

كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ

اور اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں سلیمانؑ نے کہا یہ ایک محل ہے جس میں شیشے

قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ

جڑے ہوئے ہیں اس پر بلقیس کہنے لگی اے میرے پروردگار میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی اور میں

سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ

سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ اور ہم نے ثمود کے پاس

ع ۱۳ — ۳ — ۱۸

اور ہم نے ثمود کے پاس ان کے بھائی صالحؑ کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یہ پیغام سنتے ہی وہ لوگ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکے کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ۱۲ خلاصہ یہ کہ دو فریق ہو گئے ایک سرداروں اور سرمایہ داروں کا دوسرا غرباء اور ضعفاء کا جیسا کہ سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی صحیح خبر پیش کی جائے تو کچھ مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے یہی جھگڑے کی صورت ہوتی ہے (۴۵) حضرت صالحؑ نے کہا اے برادران قوم تم لوگ بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی کرتے ہو اور برائی کو کیوں جلد طلب کرتے ہو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ؛ یعنی توبہ کرتے اور ایمان لاتے عذاب کی بات سن کر ڈرتے یہ تو نہ کیا بلکہ عذاب مانگنے لگے یہ شاید فأتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین کے جواب میں کہا ہوگا۔ کہ عذاب طلب کرنے سے پہلے اچھی باتوں پر آمادہ کیوں نہیں ہوتے تاکہ رحم کے مستحق قرار پاؤ (۴۶) وہ کہنے لگے ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو منحوس قدم پایا صالحؑ نے کہا تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور اُسی کے علم میں ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم لوگ ہو جو آزمائش میں ڈالے گئے ہو اور جانچے گئے ہو ؛ یعنی الزام دیا حضرت صالحؑ کو نا اتفاقی پھیلانے کا یعنی تو نے یہ نئی بات چلا کر ہم میں تفریق پیدا کر دی یا قحط ہوا تھا اُس کو کہا کہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی یہ نحوست ہے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اس تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ کے علم میں ہے اور وہ تمہارے اعمال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ تم کو جانچا جاتا ہے اور تم لوگ جانچے جاتے ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں ۱۲ (۴۷) اور اس بستی میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے تھے اور سنوار و اصلاح نہ کرتے تھے ؛ یعنی نو آدمی بہت ہی شریر تھے اُن کا کام سوائے فساد کے اور کچھ تھا ہی نہیں حجر جو بستی کا نام تھا اس میں بھی فساد برپا کرتے رہتے تھے اور بستی سے باہر بھی فساد کیا کرتے تھے اصلاح اور سنوار سے انکو کوئی تعلق نہ تھا (۴۸) ان فسادیوں نے آپس میں کہا کہ سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ اور اُس کے متعلقین پر شب خون ماریں گے پھر ہم اُس کی طرف سے دعویٰ کرنے والے ولی اور وارث سے کہدیں گے کہ ہم تو ان لوگوں کے مارے جانے کے وقت موجود ہی نہ تھے اور یقیناً ہم بالکل سچے اور راست گو ہیں ؛ یعنی اس بات پر قسم کھا کر متفق ہو کر ایک رات کو شب خون مار کر ان سب مسلمانوں اور صالحؑ کا صفایا کر دو پھر اگر تحقیق کا معاملہ آئے اور ان لوگوں کا کوئی ولی کھڑا ہو اور پنچایت میں مقدمہ آئے تو خون کا دعویٰ کرنے والے وارث سے ہم کہدیں کہ مارنا تو کیسا ہم تو وہاں موجود بھی نہ تھے اور تاکید آکہیں گے کہ ہم بالکل راست گو ہیں گویا قتل کا فیصلہ بھی کر لیا اور بیان بھی مرتب کر لئے اور یہ بات کہ رات کا واقعہ ہوگا۔ گواہ کوئی ملے گا نہیں ہم بری ہو جائیں گے (۴۹) اور انھوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی اُن کی سازش کے توڑ کے لئے ایک خفیہ تدبیر کی اور اُن کو اس تدبیر کی خبر بھی نہیں ہوئی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہو گئے تھے جب تک شرارت حد کو نہیں پہونچتی عذاب نہیں آتا ۱۲ یعنی ان شرارت پسندوں نے سازش کی کہ حضرت صالحؑ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالیں حضرت صالحؑ کے مکان پر اس ارادے سے پہونچے یا حضرت صالح علیہ السلام جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہاں گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا حضرت صالحؑ اور اُن کے ساتھی مسلمانوں کو بچا لیا گیا اور قوم کو ایک ہولناک چیخ سے ہلاک کر دیا اسی کو آگے بیان فرمایا۔ ان بدمعاشوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کامیاب ہوئی حضرت صالح علیہ السلام نے قریب کے ایک پہاڑ میں مسجد بنا رکھی تھی اُس میں ... کو عبادت کیا کرتے تھے ۵۰) بس اے پیغمبر دیکھیے اُن کی خفیہ سازش کا انجام کیسا ہوا کہ ہم نے ان نو فسادی اشخاص کو اور اُن کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا اور اُکھیڑ مارا (باقی صفحہ ۶۰۸ پر)

أَخَاهُمْ صَٰلِحًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ

اُن کے بھائی صالحؑ کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یہ پیغام سنتے ہی وہ لوگ دو فریق

يَخْتَصِمُونَ ۝۴۵ قَالَ يَٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِٱلسَّيِّئَةِ

ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا اے برادران قوم تم لوگ بھلائی سے پہلے برائی کو

قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ

کیوں جلدی طلب کرتے ہو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ

تُرْحَمُونَ ۝۴۶ قَالُوا۟ ٱطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ۚ قَالَ

تم پر رحم کیا جائے۔ وہ کہنے لگے ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو منحوس قدم پایا صالحؑ نے کہا

طَٰٓئِرُكُمْ عِندَ ٱللَّهِ ۖ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝۴۷ وَكَانَ

تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ ہی کے علم میں ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم وہ لوگ ہو جو آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہو۔ اور اس

فِى ٱلْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ

بستی میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے تھے

وَلَا يُصْلِحُونَ ۝۴۸ قَالُوا۟ تَقَاسَمُوا۟ بِٱللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُۥ

اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ ان فسادیوں نے آپس میں کہا تم سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ اور اُسکے متعلقین

وَأَهْلَهُۥ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِۦ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

پر شب خون ماریں گے پھر ہم اُس کی طرف سے دعویٰ کرنے والے وارث سے کہدیں گے کہ ہم تو ان لوگوں کے مارے جانے

أَهْلِهِۦ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ۝۴۹ وَمَكَرُوا۟ مَكْرًا وَمَكَرْنَا

کے وقت موجود ہی نہ تھے اور یقیناً ہم بالکل راست گو ہیں۔ اور انھوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی ان کیخلاف ایک خفیہ

مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۵۰ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

تدبیر کی اور ان کو اس تدبیر کی خبر بھی نہ ہوئی۔ سو اے پیغمبر دیکھیے کہ ان کی سازش کا انجام

مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۵۱ فَتِلْكَ

کیسا ہوا کہ ہم نے ان نو فسادیوں کو اور ان کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا۔ سو اب یہ

؎ یعنی آسمانی عذاب سے پوری قوم تباہ کر دی گئی (۵۱) سو اب یہ اُن کے گھر ہیں جو اُن کے کفر کی وجہ سے ویران اور ڈھیئے ہوئے پڑے ہیں بلاشبہ اس ثمود کے واقعہ میں اُن لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو دانش مند ہیں (۵۲) اور ہم نے اُن لوگوں کو اس عذاب سے بچا لیا جو ایمان اور پرہیزگاری کا طریقہ اختیار کر چکے تھے ؎ یعنی اہلِ مکہ شام جاتے ہوئے ثمود کی ویران بستیوں کو دیکھتے ہیں اس لئے فرمایا کہ یہ اُن کے ڈھیئے ہوئے گھر پڑے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہی حال ہے اُن کافروں کا ۱۲ خلاصہ یہ کہ کافروں کا یہ حشر ہوا اور اہلِ یقین اور اہلِ تقویٰ بچا لیئے گئے (۵۳) اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ اور جانتے بوجھتے بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو ؎ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دیکھتے ہو کہ کیسا بُرا کام ہے ۱۲ (۵۴) آگے اس کا بیان ہے کیا تم شہوت رانی کی خاطر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر دوڑتے اور مائل ہوتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ بے سمجھ اور بڑے ہی جاہل ہو ؎ یعنی اس طرح مادۂ منویہ کو ضائع کرنا بڑی جہالت اور ناسمجھی کی بات ہے (۵۵) اس پر اُس کی قوم کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوطؑ اور اُس کے متعلقین کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ بہت ستھرے اور پاکیزہ بننا چاہتے ہیں ؎ یعنی ان کو پاک باز بننے کا بہت شوق ہے (۵۶) پھر ہم نے اس لوطؑ کو اور اُس کے متعلقین کو سوائے اُس کی بیوی کے بچا لیا، اُس کی بیوی کے لئے ہم نے انہی لوگوں میں رہ جانا مقدر کر رکھا تھا جو رہ جانے والے تھے ؎ یعنی ہم نے حضرت لوط علیہ السلام اور اُن کے متعلقین کو بچا لیا مگر اُس کی بیوی کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے عذاب میں رہ جانے والوں میں رہ جانا تجویز کر دیا اور اُس کے لئے یہی مقدر کر دیا کہ وہ رہ جانے والوں کے ہمراہ رہے (۵۷) اور ہم نے اُن پر ایک عجیب قسم کا اور نئی طرح کا مینہ برسایا سو جو مینہ اُن پر برسا جو ڈرائے جا چکے تھے وہ کیا بُرا مینہ تھا ؎ یعنی اُن پر پتھراؤ ہوا اور کھنگروں کا مینہ برسا اُن لوگوں کو پہلے سے ڈرایا جا چکا تھا لیکن باز نہ آئے بالآخر بستیاں اُلٹ دی گئیں اور کھنگر برسائے گئے جیسا کہ سورۂ حجر میں گزر چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کے قصے میں ہم لا دیں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں اور حضرت صالحؑ پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں، اللہ نے ان کو بچایا اور اُن کو کھپایا مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے تھے لیکن نہ بنا جس رات حضرتؐ نے ہجرت کی کئی کافر حضرت کے گھر کو گھیرے بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیر میں نکلیں تو سب مل کر ماریں حضرتؐ نکل گئے اُن کو نہ سوجھا اور قوم لوطؑ نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں یہ بھی چاہ چکے تھے اللہ نے آپ سے نکلنا بنا دیا ۱۲ اسی میں کام بنا ۱۲ (۵۸) اب تک رسالت پر گفتگو تھی اب توحیدِ باری کے دلائل مذکور ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر یوں کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سزاوار اور اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں پر سلامتی نازل ہوتی رہے جن کو اُس نے منتخب فرمایا اور برگزیدہ کیا بھلا کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ مشرک اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں ؎ سلامتی نازل ہو برگزیدہ بندوں پر یعنی انبیاء اولیاء صلحاء اور اتقیاء پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھا دی ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اپنے پیغمبر کو خطبہ تعلیم کیا کہ ہماری طرف سے توحید کا ذکر شروع کرو گے تو اس سے پہلے خطبہ کے الفاظ ادا کرو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات جو اوپر پیغمبروں پر مذکور ہوئے اُس پر شکر بجا لانے کا حکم ہوا۔ بہرحال یہ بھی ہو سکتا ہے اب آگے توحیدِ الٰہی کا وعظ ہے اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں یعنی بت وغیرہ چونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بہتر ہونے کا قول کرتے تھے لیکن باوجود اس کے کمزور مخلوق کو اُس کی عبادت میں شریک کرتے تھے (۵۹)

بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

ان کے گھر ہیں جو ان کے کفر کی وجہ سے ویران پڑے ہوئے ہیں بلاشبہ اس ثمود کے واقعہ میں اُن لوگوں کیلئے

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

بڑی عبرت ہے جو دانش مند ہیں - اور ہم نے اُن لوگوں کو بچا لیا جو ایمان اور تقویٰ کی

يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ

روش اختیار کر چکے تھے - اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم

الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ

دیدہ و دانستہ اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو - کیا تم شہوت کی خاطر

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ

عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر مائل ہوتے ہو - اصل واقعہ یہ ہے کہ

قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن

تم لوگ بڑے ہی جاہل ہو - اس پر اُس کی قوم کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب

قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ

نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے لوطؑ کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ بہت

يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

پاکباز بننا چاہتے ہیں - آخر کار ہم نے لوطؑ کو اور اُسکے متعلقین کو سوائے اسکی بیوی کے بچا لیا کہ ہم نے اسکی بیوی کیلئے انہی لوگوں میں رہجانا

مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ

مقدر کر رکھا تھا جو رہجانے والے تھے - اور ہم نے ان پر ایک عجیب قسم کا مینہ برسایا یعنی پتھروں کا سو جو مینہ اُن لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا جا چکا

مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ

تھا وہ کیا برا مینہ تھا - آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں اور خدا کے ان بندوں پر سلامتی نازل ہوتی

عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ

رہے جن کو اس نے برگزیدہ کیا بھلا کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ مشرک اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں -

ع ۴ ۱۴ ۱۹

بقیہ صفحہ ۵۷۷

حکومت اور اسی کی فرماں روائی ہوگی۔ اور وہ کافروں پر بڑا سخت اور دشوار تر ہوگا۔ (۲۶) اور جس دن ظالم حسرت کے مارے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور یوں کہتا ہوگا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ ہو کر صحیح راہ لگ لیتا اور میں نے بھی صحیح راہ اختیار کی ہوتی ✦ یعنی ندامت و حسرت کا یہ عالم ہوگا کہ ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا اور پچتا پچتا کر کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی رسول کے ساتھ ہو کر سیدھا راستہ اختیار کر لیتا اور یہ بھی کہے گا (۲۷) ہائے خرابی کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا ✦ یہ شاید عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ عقبہ نے آپ کو دعوت پر بلایا۔ آپؐ نے فرمایا جب تک اسلام کا کلمہ نہ پڑھے گا میں اس کی دعوت نہیں قبول کروں گا۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا آپؐ دعوت میں تشریف لے گئے۔ یہ خبر ابی بن خلف کو ہوئی اس نے عقبہ کو ملامت کی۔ عقبہ نے جواب دیا میں نے تو مہمان کی دل جوئی کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ ابی بن خلف اور عقبہ کا بڑا دوستانہ تھا۔ شاید آیت کا مفہوم عام ہو ہر وہ شخص جو ظالم ہو اور گناہگاروں سے تعلق اور دوستانہ رکھتا ہو وہ اس دن پشیمان ہو کر یہ کہتا ہوگا (۲۸)

بقیہ صفحہ ۵۷۸

یہ ہے کہ سر کے بل جائیں گے یا یہ کہ گھسیٹتے ہوئے لیجایا جائیگا ان کو جگہ بھی جہنم میں بہت بری ملے گی تو جگہ کے اعتبار سے بدتر اور چونکہ اپنی کج روی سے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا اس لئے راہ کے اعتبار سے بھی گم کردہ راہ ہیں۔ اوندھی عقل تھی ویسا ہی سلوک ہوا (۳۴) اب اس سلسلہ میں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے واقعات کا تذکرہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب یعنی توریت دی تھی اور ہم نے ان کے بھائی ہارون کو ان کے ساتھ ان کا معین و مددگار بنایا تھا۔ (۳۵) پھر ہم نے ان سے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہمارے دلائل توحید کی تکذیب کی ہے۔ پھر ہم نے ان سب تکذیب کرنے والوں کو بالکل ہلاک کر دیا ✦ یعنی موسیٰ اور ہارون وہاں گئے اور فرعون کو سمجھایا مگر وہ اور اس کی قوم متاثر نہ ہوئی اور بالآخر وہ سب ہلاک و برباد کر دیئے گئے۔ آیات کی تکذیب جو فرمائی حضرت موسیٰ سے پہلے وہاں شاید حضرت یوسف کا دین رائج تھا یہ لوگ اس کی تکذیب کرتے ہوں گے یا عقلی دلائل مراد ہوں گے جس کی وجہ سے ہر شخص توحید الٰہی کا مکلف ہے (۳۶)

بقیہ صفحہ ۵۸۰

اسی لئے نیند کو موت کا بھائی فرمایا۔ نیند موت نہ سہی کالموت تو یقینی ہے۔ سوتے وقت کی دعا میں فرمایا:- بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَحْيٰى وَبِكَ اَمُوْتُ (۴۷) اور وہی وحدہٗ لاشریک ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش اور باران رحمت سے پہلے بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے ایسا پانی اتارتے اور برساتے ہیں جو پاک اور پاک کرنے والا ہے ✦ یعنی باران رحمت سے پہلے بشارت اور خوش خبری دینے والی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں پھر آسمان کی جانب سے پانی برساتے ہیں وہ پانی خود بھی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک و صاف کر[illegible]

(۴۸) تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے مردہ مواضعات کی زمین کو زندہ کر دیں اور مری ہوئی زمین میں جان ڈالدیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور بہت سے آدمیوں کو اس پانی سے سیراب کریں ✦ بَلْدَةً مَّيْتًا فرمایا یعنی دیہات میں عام طور سے بارانی زمینیں ہوتی ہیں۔ ان بارانی زمینوں کی موت و حیات پر اس گاؤں کی موت و حیات موقوف ہوتی ہے۔ پانی سے چونکہ خشک زمین میں طاقت نمو پیدا ہو جاتی ہے اس لئے خشک زمین کو مردہ اور ہری بھری زمین کو زندہ فرمایا۔ چوپایوں اور انسانوں کے ساتھ کثیر فرمایا شاید اس لئے کہ دریا اور ندیوں کے قریب رہنے والے چوپایے اور آدمی ندیوں کا پانی پی کر زندگی گذارتے ہیں اور پانی پینے کے لئے بارش کے زیادہ محتاج نہیں ہوتے۔ (۴۹) اور ہم نے ہی اس پانی کو لوگوں کے درمیان مختلف مقدار کر تقسیم کر دیا تاکہ غور کریں اور سمجھیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفران نعمت اور ناسپاسی کے اور کچھ نہیں کیا ✦ یعنی پانی کی تقسیم اس طرح کی کہ بارش کا حصہ ہر ایک کو پہنچا تاکہ یہ غور کریں کہ وہ قادر و مختار کون ہے جس کے حکم سے آگے پیچھے بادل سب جگہ پہنچتے ہیں اور بارش ہوتی ہے لیکن اکثر انسانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ناشکری اور کفران نعمت کئے بغیر نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی بجائے نافرمانی اور ناسپاسی پر اڑے رہے بعض حضرات نے صرفناہ کی ضمیر قرآن کی طرف لوٹائی ہے اس تقدیر پر وہی معنی ہوں گے جو بنی اسرائیل میں ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن کے تحت کئے گئے ہیں ہم نے یہاں راجح قول کو اختیار کر لیا ہے (۵۰) اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیجدیتے ✦ یعنی آپ کی امداد کے لئے آپ کے زمانے میں ہر بستی کے لئے ایک ایک ڈرانے والا بھیجدیتے لیکن ہم نے آپ کے اجر اور تبلیغ کا بلند مرتبہ عنایت کرنے کی غرض سے ایسا نہیں کیا تاکہ آپ کا اجر اور آپ کا مرتبہ بلند ہو (۵۱) لہٰذا اے پیغمبر آپ ان کافروں کی اطاعت نہ کیجئے اور ان کا کہنا نہ مانئے اور آپ ان کا قرآن کے ذریعہ سخت مقابلہ کیجئے ✦ یعنی آپ ان کے کہنے میں نہ آیئے اور قرآنی دلائل اور دلائل توحید کے ساتھ پوری قوت اور پورے زور کے ساتھ ان کا مقابلہ کیجئے اور برابر تبلیغ کرتے رہیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں اللہ چاہے تو نبیوں کی بہتایت کر دے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ۱۲ (۵۲)

بقیہ صفحہ ۵۸۲

کہکر پیچھا چھڑالیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسوں سے لگے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ ان سے کوئی قولی یا فعلی انتقام نہیں لیتے (۶۳) اور اپنے پروردگار کے آگے سجدے اور قیام میں رات کاٹتے ہیں ✦ رات اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازمیں گذارتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا ۱۲ (۶۴) اور وہ جو یوں دعائیں کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب ہمیشہ کی تباہی اور چمٹ جانے والا ہے ✦ یعنی باوجود اس قدر احتیاط اور عبادت کے جہنم اور اس کے عذاب سے ڈرتے اور پناہ مانگتے ہیں (۶۵) کیونکہ وہ جہنم باعتبار ٹھہرنے کے بھی بری ہے اور [illegible]

لینا بھی برا اور زیادہ دیر ٹھہر کر آرام و آسائش کی توقع کرنا بھی برا (۶۶) عبادت بدنی کے ساتھ طاعت مالی کا ذکر فرماتے ہیں اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ وہ خرچ کرنے میں تنگی اور بخل کرتے ہیں ان کا خرچ کرنا ان دونوں باتوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے ✦ یعنی نہ ممسک نہ مسرف بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور ایک سیدھی گذران پسند کرتے ہیں۔ نہ ایسا اسراف کہ معصیت میں خرچ کرنے لگیں۔ نہ ایسا امساک کہ طاعات میں تنگی دکھلائیں نہ ایسا اڑائیں کہ تنگدست ہو کر بیٹھ جائیں نہ ایسا امساک اور بخل کہ مٹھی بالکل بند کرلیں بلکہ رحمٰن کے خاص بندے انفاق میانہ روی اختیار کرتے ہیں (۶۷)

بقیہ صفحہ ۵۹۸

اٹھانے کا اور موقعہ دیدیں (۲۰۵) پھر ان پر وہ عذاب آپہنچے جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے اور جس کی وعید سنائی جا رہی ہے (۲۰۶) تو وہ ان کا چند سالہ عیش اور فائدہ جس سے وہ بہرہ مند کئے گئے ان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور یہ عیش کس کام آسکتا ہے ✦ یعنی اگر فرض کر وان کو چند سالوں کے لئے اور مزے اڑانے کا موقعہ دے دیا جائے اور ان کو مہلت مل جائے اور پھر وہ عذاب آئے جس کی خبر ان کو دی گئی ہے تو کیا وہ چند سالہ عیش اور وہ مہلت ان کو کوئی فائدہ پہنچائے گی۔ پیغمبر کا تشریف لانا قرآن کا نازل ہونا اور ڈرانے والوں کا عذاب سے ڈرانا یہ مہلت ہی تو ہے۔ عذاب کو دیکھکر مہلت طلب کرنا لغو اور بے سود ہے اور اس پر کوئی نتیجہ مرتب ہونے والا نہیں (۲۰۷)

بقیہ صفحہ ۵۹۹

کسی غیر مسلم کی پشت میں نہیں رہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مسلمان بتایا ہے واللہ اعلم (۲۱۹) کیونکہ وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے ✦ یعنی جب وہ عزیز بھی ہے اور تم پر مہربان بھی سننے والا اور جاننے والا بھی ہے اور آپ کے رات کو اٹھنے اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست سے بھی باخبر ہے۔ لہٰذا آپ کو اس ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور آپ اسی پر توکل کریں (۲۲۰) اے پیغمبر ان منکرین سے جو قرآن کو شیاطین کی خبریں بتاتے ہیں فرمایئے کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر دروغ گو جھوٹے اور بڑے بدکردار پر اترا کرتے ہیں (۲۲۲) جو شیاطین کی باتوں پر پوری طرح کان لگا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر بہت ہی جھوٹ بولا کرتے ہیں ✦ یعنی شیاطین کے اترنے کی یہ حقیقت ہے کہ کچھ لوگ شیطان سے دوستی کر لیتے ہیں شیطان آسمانوں کی طرف جاتے ہیں وہاں ان کو انگارے مارے جاتے ہیں وہاں سے بھاگتے ہیں بھاگتے میں فرشتوں کی کوئی جزئی بات کان میں پڑ گئی تو اس میں کچھ اور جھوٹی باتیں ملا کر اس دوست کو سنا دی اس دوست نے بہت کان لگا کر یہ باتیں سنیں پھر دوسرے انسانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے سنائیں سناتے وقت اس جھوٹ میں کچھ اور بھوٹ ملا دیا۔ اس سے زیادہ ان شیطانی خبروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دیکر [illegible] فرشتوں کی باتیں سننے کو

وہاں ہکارے مارتے ہیں جو تارے چھوٹتے نظر
آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی اگر اس اپنے
دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بتا دی لوگ اس کے
قائل ہوئے جو بچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ کرنبلاتے
ہیں بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے
جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کی جیب میں کیا ہے
یا اس کے دل میں خیال کیا ہے اور اگلی خبر شیطان کو بھی معلوم
نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس ملیں
ملالیں اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے
بے زار ہے کہ یہ اُس کو بُرا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے
خوش ہے جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ (۲۲۳) اور شاعروں
کی بات پر وہی چلتے ہیں جو گمراہ اور بے راہ ہیں (۲۲۴) اے
مخاطب تجھ کو معلوم کہ یہ شاعر ہر میدان میں حیران و سرگرداں ٹکریں
مارتے پھرا کرتے ہیں (۲۲۵)

بقیہ صفحہ ۶۰۶

چونکہ وہ کافر قوم کی ایک فرد تھی اس لئے بچپنے سے شمس پرستی کی
عادی تھی لیکن جب اُس پر تنبیہ ہوئی تو عقل عادت پر غالب
آئی اور شرک سے باز آگئی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض
مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اُس کو شمس پرستی
سے روک دیا جس میں وہ اپنی قوم کے ساتھ مبتلا تھی اللہ تعالیٰ
کے حکم سے حضرت سلیمانؑ نے اُس کو منع فرمادیا اور جس کو
عادتاً کرتی تھی اُس کو ترک کر دیا (۴۳) بلقیس سے کہا گیا
کہ محل میں چلئے پھر جب اُس نے محل کے صحن کو دیکھا تو اُس
کو لہریں پڑتا ہوا گہرا پانی سمجھا اور اس نے پانی کو عبور کرنے
کے لئے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ حضرت سلیمانؑ
نے کہا یہ ایک محل ہے جس کے فرش میں شیشے لگے ہوئے
اور جڑے ہوئے ہیں۔ اس پر بلقیس کہنے لگی۔ اے
میرے پروردگار میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی اور میں

سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اُس اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی جو تمام
جہانوں کا پالن ہار اور پرورش کرنے والا ہے یہ بھی حضرت
سلیمانؑ نے ملکہ کے ٹھہرانے کو ایک محل بنوایا جس میں شیشے
لگائے گئے یہاں تک کہ صحن میں بھی شیشے جڑوائے اور
صحن میں جو بڑا حوض تھا جس کو عبور کر کے دیوان خانے میں
داخل ہوتے تھے اُسے بھی شیشے سے پاٹ دیا۔ حوض کا
شیشہ اُس کو نظر نہ آیا۔ شیشے میں سے پانی کی لہریں نظر
آئیں اس نے پایاب سمجھ کر پانی میں سے گذرنا چاہا اپنی دونو
پنڈلیاں کھولیں۔ حضرت سلیمانؑ نے دیوان خانے میں
سے فرمایا یہ ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے
اور حوض پر بلکہ تمام صحن میں شیشے لگے ہوئے ہیں تب اُس
کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُس نے کہا اے میرے
پروردگار میں اپنی جان پر زیادتی اور ظلم کرتی رہی اور
میں سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اور ان کے طریق کو اختیار کرتے
ہوئے رب العالمین پر ایمان لائی اور اسلام قبول کر لیا۔
بلقیس چونکہ آفتاب کو پوجا کرتی تھی اس لئے اُس کو حوض
پر شیشہ پاٹ کر دکھایا کہ آفتاب میں جو نور نظر آتا ہے اُس
نور کی وجہ سے آفتاب خدا نہیں ہو سکتا جس طرح شیشے
میں سے پانی کا نظر آنا حقیقی پانی نہیں ہے۔ جو لوگ عام
طور سے مظاہر پرستی کے قائل ہیں ان سب کے لئے
اس سورت میں تنبیہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں۔ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمانؑ اس میں
پتھروں کی بجائے شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اُس
نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو حضرت سلیمانؑ نے
پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں اس کو اپنی عقل کا قصور اور
اُن کی عقل کا کمال معلوم ہوا کہ دین یہی ہے جو یہ سمجھے ہیں وہی
صحیح ہے ۱۲ بعض مفسرین نے اس موقعہ پر بعض ایسی باتیں
بیان کی ہیں جن کا مبنیٰ محض اسرائیلی روایات ہیں اور وہ قابل
اعتنا نہیں ہیں (۴۴)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ

بھلا کس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا اور کس نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ

آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر اُس پانی کے ذریعے ہم نے خوش منظر باغ اُگائے

مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ

ورنہ یہ کام تمہارے بس کا نہ تھا کہ تم ان باغوں کے درخت اُگا سکو کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے کوئی نہیں بلکہ

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا

یہ ایسے لوگ ہیں جو کج روی اختیار کرتے ہیں ۔ بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

اور اُس زمین کے درمیان ندیاں بنائیں اور اُس زمین کے لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے اور دو

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

دریاؤں کے مابین روک بنائی کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے ہرگز نہیں بلکہ انمیں سے اکثر تو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ

اس بات کو جانتے بھی نہیں ۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی پکار کو پہنچتا ہے اور تکلیف و مصیبت کو دُور کر دیتا ہے جب وہ

السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ

بیقرار اُس کو پکارتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین میں تصرف کا حقدار بناتا ہے ، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ

تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو ۔ بھلا کون ہے جو جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی اور رہبری

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے

رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالےٰ ان مشرکوں کے شرک سے بلند و بالا تر ہے

بھلا کس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا اور کس نے تمہارے لئے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اس پانی سے ہم نے خوش منظر اور پُر رونق باغ اُگائے یہ کام تمہارے بس کا نہ تھا کہ تم ان باغوں کے درخت اُگا سکو کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کوئی نہیں بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ کج روی اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھیراتے ہیں + یعنی زمین و آسمان کا بنانا پھر آسمان سے پانی نازل کرنا پُر رونق اور پھول پھل سے لدے ہوئے باغ اُگانا حالانکہ تم میں تو اتنی بھی طاقت اور سکت نہیں کہ ایک درخت بھی اُگا سکو چہ جائے کہ پھول یا پھل کی رونق اور بہار پر کوئی تمہارا بس اور قابو ہو، تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو صنعت و خالقیت کا مالک ہو جب کوئی اور معبود ہی نہیں تو سوائے اسکے کیا ہے کہ یہ لوگ صحیح راہ سے مُڑتے اور کج روی اختیار کر رہے اور دوسروں کو عبادت میں شریک کرکے اللہ تعالیٰ کیساتھ برابری کا درجہ دے رہے ہیں (۶۰) بھلا کس نے زمین کو بسنے والوں کیلئے قرارگاہ بنایا اور زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا اور زمین کے درمیان ندیاں بنائیں اور اس زمین کے ٹھیرانے کے لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے مابین ایک آڑ بنائی ، کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے ہرگز نہیں بلکہ ان میں کے بہت سے تو اتنی موٹی بات سمجھتے بھی نہیں + یعنی زمین کو ایسا بنایا کہ اس میں انسان اور حیوانات آباد ہو سکیں پھر اس زمین کے درمیان ندیاں بنائیں جسکے پانی کو پیا جا سکے اور کھیتی کے کام میں بھی آسکے اور زمین کے ٹھیراؤ اور جماؤ کیلئے جگہ جگہ زمین میں بھاری پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک اور حاجب بنایا تاکہ دو دریا آپس میں مل نہ جائیں اور ایک دریا دوسرے دریا کو متاثر نہ کردے ، تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور بھی ہے جو اس کا ہاتھ بٹاتا ہو ، کوئی نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر لوگ ان میں سے ان موٹی موٹی باتوں کو سمجھتے تک نہیں ؛ (۶۱) بھلا کون ہے جو بیقرار کی پکار کو پہنچتا ہے اور تکلیف و مُصیبت کو دُور کر دیتا ہے جب بیقرار اسکو پکارتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین میں اگلوں کا نائب بناتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف اور تصرف کا حقدار بناتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے اور یاد رکھتے ہو ۔ + یعنی پہلوں کو لیجاتا ہے اور پیچھے آنیوالوں کو اُن کے حقوق منتقل ہو جاتے ہیں ، اور پہلوں کے جانے کے بعد پچھلے تمام تصرفات کے حقدار ہو جاتے ہیں اسی طرح مضطر و بیقرار جب اسکو پکارتا ہے تو اسکی پکار کو کون پہنچتا اور کون اسکی مصیبت ، پریشانی اور تکلیف کو کھوتا اور دُور کرتا ہے ، کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم سوچتے اور نصیحت قبول کرتے ہو ظاہر ہے کہ جب کوئی اور معبود نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو عبادت میں کیوں شریک کرتے ہو (۶۲) بھلا کون ہے جو جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی اور رہبری کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت اور بارش سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا اور چلاتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بلند و بالا ہے + یعنی جنگل کی اندھیریوں اور سمندر کی تاریکیوں میں کون سیدھا راستہ بتاتا ہے اور تاروں کے ذریعے کون تمہاری رہنمائی کرتا ہے ، اور اپنی رحمت یعنی بارش جو سراسر رحمت ہے اُس بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں کون چلاتا ہے جس سے بارانِ رحمت کی اُمید بلکہ یقین ہو جاتا ہے ، کیا ان باتوں میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی قابلِ عبادت ہے جو اس کی مدد کرتا اور ہاتھ بٹاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بہت بلند و بالاتر ہے یعنی جو اپنی خدائی میں کسی کا محتاج نہیں یہ بدنصیب اُس معبودِ برحق کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں ۔(۶۳)

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

بھلا کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُس کو دوبارہ پیدا کریگا اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا

رزق دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ آپ ان سے کہئے اگر تم اپنے

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ

دعوے میں سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ آپ کہہ دیجئے جس قدر مخلوقات

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا

آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے خدا تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور انکو یہ بھی

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ان منکروں کا

فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا

علم تھک کر رہ گیا بلکہ وہ آخرت کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس آخرت سے

عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

اندھے بنے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے

وَّاٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا

باپ دادا خاک ہوگئے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔ یہ دوبارہ زندہ ہونے کا وعدہ تو پہلے بھی

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ

ہمارے اور ہمارے باپ دادوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ کچھ نہیں محض اگلے لوگوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

بے سروپا کہانیاں ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور آپ ان کافروں پر غم نہ کھائیں

ع ۵ / ۸ / ۱

بھلا کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ ان سے فرمائیے اچھا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی برہان اور دلیل پیش کرو ✦ یعنی پہلی بار اُس کا پیدا کرنا تو سب کو تسلیم ہے اور دوبارہ پیدا کرنے پر براہین اور دلائل قطعیہ پر قائم ہیں۔ آسمان سے پانی برسا کر زمین سے ہر قسم کے رزق کا سامان پیدا کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھی اور مددگار بھی نہیں بناتے پھر ان اصنام کو استحقاق عبادت پر تمہارے پاس جو دلیل ہو وہ پیش کرو اگر تم اپنے اس دعوے میں صادق اور سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ یہ بھی عبادت اور پوجا کے مستحق ہیں وہ مقتضیات عبادت پیش کرو اور دلائل سے ثابت کرو جن سے غیر اللہ کا حق عبادت ثابت ہوتا ہے لفظ اَمَّن جو بار بار آیا ہے یہ اصل میں ام من ہے پہلا میم دوسرے میم میں مدغم ہوگیا ہے ام استفہامیہ کی دو قسمیں ہیں ایک ام متصلہ دوسری ام منقطعہ بعض حضرات نے ام متصلہ معادلہ للہمزہ کے موافق ترجمہ کیا ہے اور بعض نے ام منقطعہ کی بنا پر ترجمہ کیا ہے صاحب روح المعانی کے اقتباس کرنیوالوں نے ام متصلہ کی بنا پر ترجمہ کیا ہے لیکن ہم نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا ترجمہ پیش نظر رکھا ہے اور ہم نے ترجمہ میں ا تلع کیا ہے مطلب یکساں ہے (۶۴) آپ کہہ دیجئے جس قدر مخلوقات آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے ✦ پہلی آیتوں میں توحید و رسالت کی بحث تھی اب قیامت کا ذکر فرمایا جو عقائد میں اہم عقیدہ ہے مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو قیامت کا وقت معین نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو قیامت کے وقت کا علم نہیں دیا گیا تو قیامت ہی پر کیا موقوف ہے آسمان و زمین میں جس قدر مغیبات ہیں انکا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور مخلوقات کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ مرنے کے بعد کب اُٹھائے جائیں گے۔ یا اس آیت کا تعلق بھی توحید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو قدرت کاملہ کے ساتھ علم بھی کامل اور محیط رکھتا ہو اور یہ وہ صفت ہے جو زمین و آسمان کی مخلوق میں نہیں پائی جاتی اور کسی کو یہ صفت حاصل نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور معبودیت کا مستحق ہے، اسکے علاوہ کوئی دوسرا لائق پرستش نہیں (۶۵) کوئی نہیں اصل بات یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ان کا علم و فکر تھک کر رہ گیا بلکہ وہ آخرت کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ آخرت سے اندھے بنے ہوئے ہیں ✦ یعنی قیامت کے وقت کے تعین کا تو ایک بہانہ ہے حالانکہ عدم علم عدم وقوع کو مستلزم نہیں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت کا نہیں بتایا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت کا وقوع بھی نہیں ہوگا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کا علم اور ان کا فکر اس بارے میں ہار گیا اور نیست و نابود ہو گیا اور اُنکو اس کے وقوع کا یقین ہی نہیں بلکہ یہ آخرت کے بارے میں کوئی رائے نہیں قائم کر سکتے اور شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس آخرت سے اندھے بنے ہوئے ہیں جس طرح وہ اندھا جو بتانے والے کا یقین نہ کرے اُس کو صحیح راستہ نہیں مل سکتا اسی طرح یہ بھی آخرت کے دلائل پر غور نہیں کرتے اور نہ نامل سے کام لیتے ہیں آخرت کو بتلانے والوں کا یقین نہیں کرتے اسی لئے آخرت کیطرف سے اور اس کے یقین سے اندھے بنے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی نقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں (۶۶) آگے منکرین دین حق کے ان شبہات کا ذکر ہے جو وہ قیامت کے وقوع پر کیا کرتے ہیں اور یہ دین حق کے کیا منکر یوں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرنے کے بعد خاک ہوگئے تو کیا ہم پھر زندہ کر کے قبروں سے نکالے جائیں گے ✦ یعنی جب ہم مر گئے اور ہمارے باپ دادا مر کر خاک میں مل گئے اور ہم سب مٹی ہوگئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کر کے پھر نکالے جائیں گے (۶۷) یہ دوبارہ زندہ ہونیکا وعدہ تو پہلے ہی سے ہمارے اور ہمارے باپ دادوں سے ہوتا رہا ہے مگر یہ کچھ نہیں محض اگلے لوگوں کے بے سروپا اور بے سند باتیں ہیں جو نقل ہوتی چلی آئی ہیں ✦ یعنی ہمارے بڑوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور انبیاء کے بھی ایسے ہی وعدے ہوتے چلے آئے ہیں اور اب یہ پیغمبر بھی ہم سے وعدے کر رہا ہے یہ باتیں محض بے سند ہیں جو اوپر سے نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں ان میں واقعیت بالکل نہیں ہے (۶۸) چونکہ جسطرح یہ منکر وقوع قیامت کی ہر معقول دلیل کا انکار کرتے ہیں اسی طرح ان سے پہلے بھی پیغمبروں کی تکذیب کرتے رہے ہیں اسلئے ان سے کہہ دیجئے کہ تم ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ گناہگاروں کا انجام کیا ہوا اور کیسا ہوا ✦ یعنی جو ان مجرموں کیساتھ سلوک ہوا وہی تمہارے ساتھ بھی ہونیوالا ہے اور انجام انکا ہوا وہی ان کا بھی ہونیوالا ہے (۶۹)

اور آپ ان کافروں پر غم نہ کھائیں اور جو خفیہ سازشیں یہ کرتے رہتے ہیں اور جو شرارتیں یہ کیا کرتے ہیں آپ ان سے تنگدل نہ ہوا کریں + یعنی غم کھانے اور تنگ ہونے کی بات نہیں کیونکہ انبیائے سابقین کیساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا رہا ہے (۷۰) اور یہ منکر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا + یعنی وعدۂ عذاب قبر کب پورا ہوگا اور قیامت کا وقوع کب ہوگا اور جس عذاب موعود کی دھمکیاں دیتے ہو اس کا وقت متعین کرو۔ (۷۱) آپ کہدیجئے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو کیا عجب ہے کہ اُس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آلگا ہو + یعنی جس عذاب کو جلدی مانگ رہے ہو اُس کا کچھ حصہ شاید تمہاری پیٹھ کے پیچھے آلگا ہو اور عنقریب پہنچ جائے آگے تاخیر کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ (۷۲) اور بلاشبہ آپ کا پروردگار لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کے فضل کی قدر نہیں کرتے۔

وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

اور جو خفیہ سازشیں یہ کیا کرتے ہیں ان سے آپ تنگ نہ ہوا کریں۔ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ مسلمانو

هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَن

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ آپ کہدیجئے کہ جس عذاب کی

يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾

تم جلدی کر رہے ہو کیا عجب ہے کہ اُس کا کچھ حصہ تمہاری پیٹھ ہی کے پیچھے آلگا ہو

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

اور یقیناً آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے۔ لیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اکثر لوگ فضل خداوندی کی قدر نہیں کرتے۔ اور بیشک آپ کے رب کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو انکے

صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور جو یہ لوگ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ

چیز نہیں ہے جو کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں نہ ہو۔ بے شک یہ قرآن

يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ

بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے ہیں

يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ

بیان کر دیتا ہے۔ اور یقیناً وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔ بالیقین

رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾

آپ کا رب ان بنی اسرائیل کے مابین اپنے حکم سے فیصلہ کردیگا یعنی قیامت کے دن اور وہی زبردست سب کو جاننے والا ہے

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ

سو اے پیغمبر آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھئے۔ کچھ شک نہیں کہ آپ صریح حق پر ہیں۔ بے شک

+ یعنی بجائے اسکے کہ تاخیر عذاب پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور ایمان لاکر شکر کا مظاہرہ کریں بلکہ تاخیر عذاب کا غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں اور عذاب کا انکار کرتے ہیں۔ اور عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں (۷۳) اور بیشک آپکے پروردگار کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو اُن کے دلوں میں پوشیدہ ہیں اور جسکو وہ علانیہ کرتے ہیں + یعنی تاخیر عذاب جو کسی مصلحت کے ماتحت ہوتی ہے اور جلدی نہیں کیجاتی تو اس کو یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے پوشیدہ اور علانیہ افعال کی خبر نہیں ہے اور ان افعال کی کبھی سزا نہیں ملے گی بلکہ اُسکو سب معلوم ہے اور تمہارے ہی افعال پر کیا منحصر ہے بلکہ وہاں تو ہر چیز لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ (۷۴) اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ چیز نہیں جو کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں موجود نہ ہو + یعنی آسمان و زمین کی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے (۷۵) بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کی حقیقت کو ظاہر کردیتا ہے اور بیان کردیتا ہے جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے ہیں (۷۶) اور یقیناً وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے + یعنی بنی اسرائیل میں اکثر مسئلے جو باہم مختلف فیہا ہیں ان میں سے اکثر باتوں کو یہ قرآن صاف کردیتا ہے اور اس بات کی حقیقت کو واضح کردیتا ہے اور یہ قرآن یوں تو تمام مخلوق کیلئے ہدایت و رحمت ہے لیکن خاص طور پر مسلمانوں کیلئے ہے چونکہ وہ اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اعتقاداً اور عملاً اس پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قصے کی اُن کے وہاں کئی طرح پر روایت تھی اس میں اُسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اسی طرف اشارہ کردیا ان پر معلوم ہوا کہ صحیح وہی تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل علم کے اختلاف میں وہی صحیح بات کہہ سکتا ہے جو سب سے زیادہ اعلم ہو حصول علم کے دو طریقے ہیں۔ یا تو وہ علم مخلوق سے حاصل کیا گیا ہو یا خالق سے۔ اور یہ قرآن چونکہ خالق کی جانب سے نازل ہوا ہے اس لئے اہل علم کے اختلاف میں اسی کی بات محقق اور قابل تحقیق ہو سکتی ہے اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کی صداقت دونوں کی دلیل ہے (۷۷) بالیقین آپکا پروردگار ان بنی اسرائیل کے درمیان اپنے حکم یعنی اپنے عدل سے فیصلہ فرمادے گا اور وہی زبردست ہے سب کو جاننے والا ہے۔ + یعنی قیامت کے دن اپنے حکم اور عدل سے فیصلہ کردے گا اور یہ بتادے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، اور کونسا فریق ٹھیک بات کا قائل تھا اور کون غلط بات کہتا تھا وہ زبردست بھی ہے فیصلے کے نفاذ کی طاقت رکھتا ہے اور اس کا علم بھی سب کو محیط ہے (۷۸) لہٰذا اے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے بے شک آپ صریح حق پر ہیں + یعنی آپ اُس طریقہ پر ہیں جو حق ہے۔ (۷۹)

آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تسلی کے لئے فرمایا اور اے پیغمبر نہ تو آپ مُردوں کو سُنا سکتے ہیں اور نہ آپ بہروں کو اپنی آواز سُنا سکتے ہیں جبکہ وہ بہرے پیٹھ پھیر کر پھر جائیں + یعنی یہ دینِ حق کے منکر ایسے ہیں جیسے مُردے اور بہرے ۔ اور بہرے ایسے جو پیٹھ پھیر کر جارہے ہوں یعنی سامنے ہوں تو شاید کچھ اشارے سے سمجھیں لیکن جب پیٹھ دیکر جارہے ہوں تو کیا سنیں اور جنھوں نے کفر کی موت اختیار کر رکھی ہے اور کفر کی مُردنی ان پر چھائی ہوئی ہو اُن کو بھی سُنانا ممکن نہیں (۸۰) اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے بچا کر راہ پر لگا سکتے ہیں آپ تو صرف انہی لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین کرتے ہیں۔ سو وہی مخلص و فرماں بردار ہیں + یعنی ہماری آیتوں کا یقین کرتے اور پھر مانتے بھی ہیں ان لوگوں کو سنانا نافع ہے اور جن کی روحانی موت ہوچکی ہے اور جن کے کان حق کی آواز سے بے بہرہ ہیں اور جن کی آنکھیں راہِ حق دیکھنے سے اندھی ہیں ان کو کوئی نفع نہیں ہوتا اب آگے قیامت کا ذکر فرمایا (۸۱) اور جب ان لوگوں پر بات پوری ہونیوالی ہوگی اور جب وعدۂ قیامت ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم اُن کیلئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا اس لئے کہ یہ منکر ہماری آیات کا یقین نہیں کیا کرتے تھے + یعنی اس جانور کا نکلنا علاماتِ قیامت میں سے بڑی علامت ہوگا اور چونکہ یہ مغرب سے طلوعِ آفتاب کے وقت ہوگا اس لئے اس وقت ایمان لانا معتبر نہ ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں 'قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں اور چھپے منکروں کو جدا کردے گا نشان دے کر' کہتے ہیں اس جانور کا نام جساسہ ہوگا اور یہ بہت طویل القامت ہوگا، روایات بہت مختلف ہیں جس قدر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا وہی صحیح ہے، اس کے خروج سے مخلص مسلمان اور منافق تمیز ہوجائیں گے' واللہ اعلم (۸۲) اور وہ دن اُنکو یاد دلایئے جس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکذیب کیا کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے + یعنی اُمم سابقہ میں سے اور اس اُمت میں سے پھر ان کو حساب کے موقف میں لیجایا جائیگا چونکہ کثرت ہوگی اس لئے آگے والوں کو روکا جائیگا تاکہ پیچھے والے بھی آجائیں اور سب کو اکٹھا کرکے لیجایا جائیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر گناہ والے ایک جتھا ہوں گے" بعض مفسرین نے کہا ہے سرداروں اور متبوعین کو آگے رکھا جائیگا اور باقی اتباع کرنیوالے پیچھے ہوں گے۔ (۸۳) یہاں تک کہ جب وہ سب حاضر ہوجائیں گے اور حساب کے موقف میں آجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کی تکذیب کی تھی حالانکہ تم نے میری بات کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی نہ کیا تھا ورنہ بتاؤ اور کیا کرتے رہے + یعنی نہ تو میری آیات کو سمجھا نہ انکی حقیقت کا باعتبار علم احاطہ کیا بلکہ سنتے ہی تکذیب کرنے لگے۔ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے بلکہ یاد تو کرو اور بھی کیا کام کرتے رہے یہ ترجمہ ام منقطعہ کی تقدیر پر کیا گیا ہے (۸۴) اور ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے اُن پر وعدۂ عذاب پورا ہوکر رہے گا۔ اور ان کی حالت یہ ہوگی کہ وہ کوئی بات نہ کرسکیں گے + یعنی ان کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے اُن پر عذاب کی بات پوری ہوجائے گی اور وہ جرم ثابت ہوجانے کے بعد کچھ بول نہ سکیں گے یعنی ابتدا میں کچھ عذر و معذرت کرتے رہیں لیکن بعد میں کوئی بات نہیں کہہ سکیں گے۔ (۸۵) کیا ان منکرینِ دینِ حق نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور ہم نے دن کو روشن اور دکھانے والا بنایا یقیناً اس دن رات کی بناوٹ اور ساخت میں اُن لوگوں کے لئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا

آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے ۔ اور نہ آپ بہروں کو اپنی آواز سُنا سکتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ بہرے

وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ

پیٹھ پھیر کر پھر جائیں ۔ اور نہ آپ اندھوں کو اُنکی گمراہی سے بچا کر راہ پر لگا سکتے ہیں آپ تو صرف انہی لوگوں کو سُنا سکتے ہیں

إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾

جو ہماری آیتوں کی تصدیق کرتے ہیں سو وہی فرماں بردار ہیں ۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ

اور جب اُن پر بات پوری ہونیوالی ہوگی یعنی قیامت قریب ہوگی تو ہم اُن کیلئے زمین سے ایک جانور

الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا

نکالیں گے جو اُن سے کلام کرے گا اس لئے کہ یہ لوگ ہماری نشانیوں کا

يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن

یقین نہ کرتے تھے ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کرینگے جو ہماری آیتوں کی

يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا

تکذیب کیا کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے یعنی اکٹھا کرنیکی غرض سے ۔ یہاں تک کہ جب وہ سب حاضر ہوجائینگے تو

قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا

خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کی تکذیب کی تھی حالانکہ تم نے میری آیتوں کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی کیا تھا ورنہ

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا

بتاؤ اور کیا کرتے تھے ۔ اور انکے ظلم و تعدی کی وجہ سے ان پر وعدۂ عذاب پورا ہوکر رہے گا اور ان کی حالت یہ ہوگی

فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ

کہ وہ کوئی بات نہ کرسکیں گے ۔ کیا ان کافروں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی

لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور ہم نے دن کو روشن اور دکھانے والا بنایا یقیناً اس رات دن کی ساخت میں

ع ۱۶ / ۲

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ

ان لوگوں کیلئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ

بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب گھبرا جائیں گے مگر ہاں جس کو خدا چاہے

اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا

اور سب خدا کے روبرو عاجز بن کر حاضر ہوں گے۔ اور اے مخاطب تو پہاڑوں کو دیکھکر خیال کرتا ہے کہ

جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ

وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قیامت کے دن بادلوں کی طرح اُڑتے پھریں گے یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو

كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

مستحکم بنایا ہے یہ یقینی بات ہے کہ تم لوگ جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے باخبر ہے۔ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوگا

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَ

تو اس کو اس نیکی سے بہتر بدلا ملے گا اور وہ نیکیاں لیکر آنیوالے اس دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے اور

مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ

جو شخص بدی لیکر حاضر ہوگا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں ڈالدئے جائیں گے۔

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ

تم کو انہی اعمال کا بدلا دیا جارہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے

اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ

میں اس شہر مکہ کے مالک حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے اور ہر ایک

شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾ وَاَنْ

چیز اسی کی ہے اور نیز مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں۔ اور نیز یہ کہ

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

میں قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص سیدھی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو

+یعنی روز رات کو سوتے ہیں نیند جو ہم شکل موت ہے اُس سے ہم کنار ہوتے ہیں پھر صبح اُٹھتے ہیں اور موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں پھر بھی قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے پر شبہ کرتے رہے لیکن چونکہ یہ تدبر نہیں کرتے اسلئے انکو کوئی دلیل نہیں دکھائی دیتی اہل ایمان چونکہ تدبر و تفکر کرتے ہیں تو اس رات دن کی ساخت میں اُن کیلئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں (٨٦) اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب گھبرا جائیں گے مگر ہاں جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجز بن کر حاضر ہوں گے +حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بار صور پھنکے گا جس سے سب خلق مر جائیں گے۔ دوسرا پھنکے گا تو جی اُٹھیں گے اس کے بعد پھنکے گا تو گھبرائیں گے پھر پھنکے گا تو بیہوش ہو جائیں گے اور پھنکے گا تو ہوشیار ہو جائیں گے صور پھونکنا بہت باری ہے۔ اکثر علما کے نزدیک نفخہ صرف دو مرتبہ ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نفخہ کی کئی حالتیں ہوں۔ پہلی حالت فزع کی ہو دوسری بے ہوشی کی ہو تیسری فنا کی ہو شاید اسی اعتبار سے شاہ صاحبؒ نے کئی باری فرمایا ہو واللہ اعلم۔ مگر ہاں جس کو خدا چاہے وہ گھبراہٹ اور موت سے محفوظ رہیں گے۔ حدیث میں ہے اس سے مراد جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش ہیں اور بعض شہدا کو بھی شامل کیا ہے اور بعض نے انبیاء اور صالحین کو بھی شامل فرمایا ہے بہرحال اگر نفخہ اولیٰ ہے تو یہ مطلب نہیں کہ فرشتوں کی موت نہیں آئے گی بلکہ بعد میں ان فرشتوں کی بھی وفات ہو جائیگی (٨٧) اور اے مخاطب تو پہاڑوں کو دیکھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قیامت کے دن بادلوں کی طرح اُڑتے پھریں گے یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط و مستحکم بنایا ہے یہ یقینی بات ہے کہ تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے +یعنی پہاڑ اس وقت جمے ہوئے ہیں لیکن اُس دن بادلوں کی طرح اُڑے اُڑے پھرینگے یہ نفخہ اولیٰ کی آخری حالت میں ہوگا یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور اسکی بناوٹ ہے جس نے ہر شے کو مضبوط بنا رکھا ہے جس نے مضبوط بنایا ہے وہی کمزور کر دیگا۔ اور رُوئی کے گالوں کی طرح یہ پہاڑ ہو جائیں گے تمہاری تمام کارروائیوں سے اللہ تعالیٰ خبردار ہے لہٰذا مجازات کیلئے تیار رہو اور مجازات کے دن ہی کو قیامت کہتے ہیں (حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ہوگا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ١٢ (٨٨) جو شخص نیکی لیکر حاضر ہوگا تو اسکو اس نیکی سے بہتر بدلا ملیگا اور وہ نیکی والے اس دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے +شاید یہاں نیکی سے ایمان مراد ہے یعنی ایمان والے اُس دن گھبراہٹ کے موقعوں سے مامون رہیں گے سورۂ انبیاء میں گزر چکا ہے۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی یا یہ مطلب ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا اجر و ثواب کم سے کم ہوگا۔ اور جو شخص بدی اور برائی لے کر حاضر ہوگا تو ایسے لوگ اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالدئے جائیں گے اور کہا جائے گا تم کو انہی اعمال کا بدلا دیا جارہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ +یعنی کفر و شرک کی برائی میں مبتلا ہو کر آنیوالے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور یہ کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی نہیں جیسا کیا تھا اُسی کی سزا بھگت رہے ہو۔

(٩٠) بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے مالک حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے اور ہر ایک چیز اُسی کی ہے اور نیز مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہوں (٩١) اور نیز یہ کہ میں تم کو قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص صحیح راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہا اور راہ حق سے بھٹکتا پھرا تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں +یعنی صاف صاف اعلان کر دو کہ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر مکہ کا جو مالک حقیقی ہے اُس کی عبادت کروں اس نے اس کو حرم بنایا اور ہر شے اسی کی ہے اور یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں یعنی عقائد اور اعمال صحیح ہوں اور تبلیغ کرتا رہوں قرآن سنکر کوئی صحیح راستے پر آجائے تو اُس کا نفع اسی کو پہونچے گا اور جو گمراہ رہتا ہے اور

(باقی صفحہ ٦١٣ پر)

(بقیہ صفحہ ٦١٣)

طریقۂ حق پر نہیں آتا تو اُس سے کہدوں کہ میں تو صرف ڈرانیوالوں اور تبلیغ کرنیوالوں میں سے ہوں میں اپنے عہدے سے بری ہوگیا۔ (۹۲) اور آپ کہدیجئے سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا سو اُس وقت تم اُن نشانیوں کو پہچان لوگے اور آپ کا پروردگار اُن کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو ✤ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور کہو سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا جن کو تم پہچان لوگے۔ یعنی قرآن کی صداقت اور اسلام کی حقانیت اور وقوعِ قیامت کے ایسے ایسے نشان دکھائیگا جن کو تم بھی جان لوگے اب ان نشانات کو دیکھ کر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ یہ تمہاری مرضی ہے۔ یا ایسے وقت ایمان لانے پر آمادہ ہو جب ایمان لانا مفید نہ ہو، اور آپ کا پروردگار اُن کاموں سے بے خبر اور غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو، لہٰذا اُس کے موافق تم کو بدلا دیا جائے گا۔ (۹۳) سورۂ قصص مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ

اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہا تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

ایک ڈرانے والا ہوں، اور آپ کہدیجئے سب خوبیاں اللہ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

سو اُس وقت تم اُن نشانیوں کو پہچان لوگے اور آپ کا رب اُن کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ قصص مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا

طٰسٓمّٓ یہ سورت ایک واضح کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں۔ اے پیغمبر ہم آپ کو

عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

موسیٰ اور فرعون کے بعض صحیح واقعات اُن لوگوں کے لئے پڑھ کر سناتے ہیں

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي

جو تصدیق کرتے ہیں۔ بلاشبہ فرعون نے سرزمین مصر میں بڑی سرکشی

الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

اختیار کر رکھی تھی اور اُس نے وہاں کے باشندوں کو کئی فرقے بنا رکھا تھا اور اُن فرقوں میں سے ایک جماعت کو

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

اتنا کمزور کر رکھا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور اُن کی عورتوں کو زندہ

نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ

چھوڑ دیا کرتا تھا، بے شک وہ فساد کرنیوالوں میں سے تھا۔ اور ہم کو یہ منظور تھا کہ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ طٰسٓمّٓ (۱) یہ سورت ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں ✤ یعنی قرآن شریف کی قرآن شریف کو واضح اور کھلی کتاب فرمایا، چونکہ قرآن کے احکام اور دلائل بہت صاف اور واضح اور کھلے ہوئے ہیں اسلئے اس کو کتاب مبین فرمایا (۲) اے پیغمبر ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے بعض صحیح صحیح واقعات پڑھ کر ان لوگوں کیلئے سناتے ہیں جو لوگ ایمان رکھتے اور تصدیق کرتے ہیں ✤ یعنی موسیٰ اور فرعون کے احوال و واقعات تو بہت ہیں اُن میں کچھ واقعات اس موقعہ پر نازل فرماتے ہیں اور آپ کو پڑھکر سُناتے ہیں اور آپ پر تلاوت کرتے ہیں اور یہ سُنانا اِنہی لوگوں کو مفید ہو سکتا ہے جو فی الحال ایمان رکھتے ہیں یا آئندہ ایمان لانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اقوام سابقین کے قصص اور واقعات سے وہی لوگ عبرت آموز سبق حاصل کرتے ہیں جو ایمان والے ہوں یا ایمان لانے کی غرض سے نیک نیتی کے ساتھ تحقیق کرنا چاہتے ہوں (۳) بلاشبہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور اونچا ہو رہا تھا اور بڑی سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور وہاں کے باشندوں کو کئی فرقے کر رکھا تھا اُن میں سے ایک فرقے اور جماعت کو اتنا کمزور کر رکھا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ بیشک وہ فساد کرنے اور خرابی ڈالنے والوں میں سے تھا ✤ مطلب یہ ہے کہ فرعون نے ملک مصر میں بڑی سربلندی اور سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے کی غرض سے لوگوں میں فرقہ بندی کر رکھی تھی ایک فرقہ کو اس قدر کمزور کر رکھا تھا یعنی بنی اسرائیل کو اس قدر دبا رکھا تھا کہ ان کی نرینہ اولاد ہی کو ذبح کرا دیتا تھا کہ نہ لڑکے ہوں گے نہ بڑے ہو کر بغاوت کریں گے کہتے ہیں کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی لڑکا بنی اسرائیل میں سے ہوگا جو بڑے ہو کر ملک مصر کو فرعون کے قبضے سے آزاد کرائیگا یا ابراہیم علیہ السلام کی کوئی پیشین گوئی بنی اسرائیل میں مشہور تھی جیسا کہ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور تھی کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں سے ہوگا جو بڑا ہو کر مصر کی حکومت کو قبطیوں کے ہاتھ سے آزاد کرائیگا۔ اس بنا پر وہ لڑکوں کو قتل کرا دیا کرتا تھا اور عورتوں سے چونکہ اس قسم کا خطرہ نہ تھا اور وہ باندیاں بنا لی جاتی تھیں لہٰذا ان کو زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ غرض اسرائیلی فرقہ یعنی سبطیوں کو ہر اعتبار سے کمزور کرتا چلا جاتا تھا اور دبا رہا تھا۔ اور ان کے مقابلے میں قبطیوں کی ہمت افزائی کرتا تھا اور انکو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے اور سبطیوں سے بیگار لیا کرتا تھا اور ان کو بہت تنگ کر رکھا تھا ایک طرف بنی اسرائیل کی پوری قوم کو ہمیشہ غلامی میں رکھنے اور ان کی خودداری کو پامال کرنے والی تجاویز زیرِ غور تھیں۔ اُدھر قدرت کا منشا کیا تھا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کیا چاہتے تھے اُس کا اظہار آگے آتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴) اور ہم کو یہ منظور تھا اور ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ہم اُن لوگوں پر جن کو ملک مصر میں کمزور کر دیا گیا تھا احسان کریں اور ہم اِنہی کمزوروں کو امام اور پیشوا بنائیں اور ہم اِنہی کمزوروں کو ملک کا مالک بنائیں ✤ یعنی جن لوگوں پر ظلم کر کے اُن کو کمزور اور ذلیل وخوار کر رکھا تھا اور جن کو غلامی کی پست زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا تھا ہمارا منشا یہ تھا کہ ہم اُن پر احسان فرمائیں اور ہم ان بنی اسرائیل کو پیشوا بنائیں یا ان کو نبی اور مقتدا مقرر کریں اور اُن کو ملک مصر کا مالک بنائیں۔ (۵)

اور ہم اُنہی کو ملک میں صاحب تصرف اور ذی اقتدار بنائیں اور ملک میں اُن کو جما دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو اُن بنی اسرائیل کی جانب سے اور اُن کے ہاتھوں سے وہ واقعات دکھائیں اور وہ چیزیں دکھلائیں جن چیزوں سے وہ خوف کھاتے اور ڈرا کرتے تھے + یعنی ہم کو یہی منظور تھا کہ اُن کمزوروں کو حکومت عطا کریں اور فرعون و ہامان اور اُنکے پیروں کو اُنہی کمزور لوگوں کے ہاتھوں وہ واقعات دکھلائیں جن کا ان کو خوف تھا وہ چونکہ زوال سلطنت سے ڈرتے تھے اور اُن کو یہ اندیشہ تھا کہ بنی اسرائیل کو اگر ڈھیل دی گئی تو یہ ہم سے ملک چھین لیں گے اور خود ملک مصر کے مالک بن جائیں گے۔ اور اُن کو یہ خبر نہ تھی کہ قضا و قدر کا یہی فیصلہ ہے اور قدرت کو یہی منظور ہے کہ کمزوروں اور ناتوانوں کو موقعہ دیا جائے اور جس بات کا فرعونیوں کو ڈر تھا وہ بات سامنے آکر رہے (٦) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا اور اُنکو الہام کیا کہ تو موسیٰ کو دودھ پلا پھر جب تو اس کے متعلق کوئی خطرہ محسوس کرے تو اس کو دریا میں ڈال دیجیو اور تو کسی قسم کا اندیشہ اور خوف نہ کیجیو اور نہ کسی قسم کا افسوس اور غم کیجیو۔ بالیقین ہم موسیٰ کو پھر تیری ہی طرف واپس لوٹا دیں گے اور ہم اُس کو پیغمبروں میں سے کریں گے اور اُس کو پیغمبر بنائیں گے + یعنی موسیٰ کی ماں کو کسی ذریعہ سے اشارہ فرمایا کہ تو اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب فرعونی جاسوسوں اور اہل کاروں کا موسیٰ کی نسبت کوئی خطرہ محسوس کرے تو اُس کو ایک صندوق میں رکھ کر اس صندوق کو دریا میں ڈالدے اور کسی قسم کا خوف نہ کر اور نہ کسی قسم کا غم اور حزن کر یعنی نہ غرق ہونے کا خوف اور نہ جُدائی کا غم۔ کیونکہ چند دن میں ہم اُس کو تیری ہی طرف لوٹا دینگے اور وہ تیری ہی گود میں آجائیگا اور ہم تو اسکو منصب رسالت پر فائز کرنیوالے اور اس کو پیغمبری دینے والے ہیں، چنانچہ حضرت موسیٰ کی والدہ اُن کو دودھ پلاتی رہیں اور جب اُن کے متعلق خطرہ محسوس ہوا تو ان کو ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ وہ صندوق بہتا بہتا فرعون کی بارہ دری کی دیوار سے جا لگا۔ اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ نے اس صندوق کو شاہی محل میں منگا لیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْأَرْضِ وَ

ہم اُن لوگوں پر احسان کریں جن کو سرزمین مصر میں کمزور کر دیا گیا تھا اور

نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ

ہم اُنہی کمزوروں کو پیشوا بنائیں اور ہم اُنہی کو ملک کا وارث بنائیں۔ اور ہم اُنہی کو

لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ

ملک میں صاحب تصرف کریں اور ہم فرعون کو اور ہامان کو اور ان دونوں کے

جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَأَوْحَيْنَآ

لشکروں کو اُنہی کمزور لوگوں کے ہاتھ سے وہ واقعات دکھائیں جن واقعات سے یہ فرعون والے ڈرا کرتے تھے۔ اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو

إِلٰى أُمِّ مُوْسٰى أَنْ أَرْضِعِيْهِ ۚ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ

الہام کیا کہ تو موسیٰ کو دودھ پلا پھر جب تو اُس کی نسبت کوئی خطرہ محسوس کرے

فَأَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ إِنَّا رَآدُّوْهُ

تو اُس کو دریا میں ڈال دیجیو یعنی صندوق میں رکھ کر، اور تو کسی قسم کا اندیشہ اور افسوس نہ کیجیو بالیقین ہم موسیٰ کو پھر تیری ہی طرف

إِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗ

واپس لوٹا دیں گے اور ہم اُس کو پیغمبروں میں سے کر دیں گے۔ غرض فرعون والوں نے

اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ

موسیٰ کو اٹھا لیا تاکہ آخر کار یہی موسیٰ اُن کا دشمن اور اُن کے غم و اندوہ کا سبب بنے

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا

بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی اتباع کرنیوالوں نے

خٰطِئِيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ

بڑی غلطی کھائی۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تیری

عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى أَنْ يَّنْفَعَنَآ أَوْ

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو عجب نہیں کہ یہ ہم کو کچھ فائدہ پہونچائے یا

(٧) غرض موسیٰ کو فرعون والوں نے اُٹھا لیا تاکہ آخر کار یہ موسیٰ اُن فرعونیوں کا دشمن اور اُن کے غم و اندوہ اور حزن و ملال کا سبب ہو بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کی پیروی کرنیوالوں نے اس معاملے میں بڑی چوک کی اور بڑی غلطی کھائی۔ + یعنی فرعون والوں نے موسیٰ کے صندوق کو اُٹھا لیا اور موسیٰ کی پرورش کی جس کا انجام جو کچھ ہوا وہ آگے آتا ہے۔ یعنی یہی موسیٰ فرعون والوں کیلئے دشمن اور فرعون والوں کیلئے پریشانی اور غم و اندوہ کا سبب بنے اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون و ہامان اور اُن کی اتباع کرنیوالوں نے بڑی چوک کھائی کہ جس بچہ کی خاطر ہزاروں معصوم بچوں کو قتل کیا آخر اسی بچہ کی پرورش کا سامان کیا اور اپنے گھر رکھ کر اُس کو پالا اور پوسا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لقوم یومنون پر بیٹے ذبح کرنا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پکڑیں یعنی بنی اسرائیل ١٢ پھر فرماتے ہیں ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا پھر فرماتے ہیں یہ اُن کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گزر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ١٢ پھر فرماتے ہیں ایک لڑکی کے صندوق میں ڈال کر اُن کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اُس کی عورت نے اُس کو اُٹھا لیا ١٢ (٨) موسیٰ کو دیکھ کر فرعون کی بیوی بولی یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو عجب نہیں کہ یہ ہم کو بڑا ہو کر کچھ فائدہ اور نفع پہونچائے یا ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنالیں اور ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ حقیقت حال اور انجام سے بالکل ہی بے خبر تھے + یعنی فرعون کی عورت کو بچہ دیکھتے ہی اُس پر پیار آگیا شاید اس کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ ہوگی اسلئے اُس نے کہا کہ بیٹے کی ذات ہے کوئی نفع ہی پہونچے گا یا اس کو متبنیٰ کرلیں گے اور بیٹا بنالیں گے اور اُن کو کچھ خبر نہ تھی کہ [illegible] کا سامان کیا ہوگا۔
جس کو آگے فرماتے ہیں حضرت [illegible] (٩)

نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَصْبَحَ

ہم اسکو بیٹا ہی بنالیں اور اُن لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ حقیقت حال سے بے خبر تھے۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل

فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ

بے قرار ہوگیا اگر ہم اُس کے دل کو مضبوط نہ کردیتے تو قریب تھا کہ

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾

وہ موسیٰ کا حال ظاہر کردیتی یہ اس لئے کیا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ

اور موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہا تو ذرا موسیٰ کے پیچھے پیچھے چلی جا چنانچہ وہ موسیٰ کو پرے سے

جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ

دیکھتی رہی اور فرعون والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ اور ہم نے پہلے ہی سے سب دودھ پلانیوالیوں

الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى

کے دودھ کی موسیٰ پر بندش کر رکھی تھی اس پر موسیٰ کی بہن بولی کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسے گھرانے

اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾

کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کو پرورش کردیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

غرض ہم نے موسیٰ کو اُس کی والدہ کی طرف واپس پہنچا دیا تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ آزردہ خاطر نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

تاکہ وہ یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کا

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ

یقین نہیں کرتے۔ اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور شباب کے کمال کو پہونچ گیا تو ہم نے اُس کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

فہم صحیح اور علم عطا کیا اور ہم نیک روش اختیار کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اور موسیٰ کی ماں کا دل عقل و صبر سے خالی ہوگیا اور اس کی ماں کا قلب بے قرار ہوگیا قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کردیتی اگر ہم اسکی ماں کے دل کو سہارا نہ لگاتے اور مضبوط نہ کردیتے اور جمانہ دیتے یہ اس لئے کیا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے اور حق تعالیٰ کے وعدے پر یقین کئے بیٹھی رہیں۔ یعنی یہ اطلاع انکو ملی کہ موسیٰ کا صندوق فرعون کے گھر پہنچ گیا تو اس اطلاع سے وہ بیحد پریشان ہوئیں صبر و قرار رخصت ہوگئے اور قریب تھا کہ وہ سب سے کہہ دیتی کہ یہ بچہ میرا ہے اور میں نے ہی صندوق میں رکھ کر ڈالا ہے لیکن حضرت حق جل مجدہٗ نے انکی ماں کے دل کو سہارا دیا اور ربط قلب سے انکی مدد کی اور ان کے دل کو جمائے رکھا تاکہ وہ وعدہ جو حضرت حق نے اس سے کیا ہے وہ اس پر جمی بیٹھی رہے اور اس وعدے پر ایمان لانیوالوں میں اور اس کی تصدیق کرنیوالوں میں سے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام یارخا۔ یا ایارخت ہے جیسا کہ سہیلی نے کہا بعض لوگوں نے کہا ان کا نام لوقا تھا بہرحال وہ حضرت لاوی ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ واللہ اعلم (۱۰) اور موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہا تو ذرا موسیٰ کے پیچھے چلی جا اور ذرا موسیٰ کا پتہ لگا چنانچہ موسیٰ کو وہ دُور سے اجنبی بنی ہوئی دیکھتی رہی اور فرعون والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں نے بچہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے اُن کی بہن مریم یا کلثوم کو اُن کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ دُور سے یا اجنبی بنی ہوئی موسیٰ کا حال دیکھتی رہے چنانچہ وہ لڑکی فرعون کے محل میں پہنچ گئی اور سب کچھ اجنبی بنی ہوئی دیکھتی رہی اور محل والوں کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی کہ یہ لڑکی کون ہے۔ جب موسیٰ کی پرورش کا معاملہ طے ہوگیا اور حضرت آسیہ بنت مزاحم جو فرعون کی بیوی تھیں اُن کے سپرد کردیئے گئے تو مختلف دایہ بلائی گئیں اور حضرت موسیٰ کو ان کی گود میں دیا گیا لیکن انھوں نے کسی دایہ کی چھاتی اور دودھ کو منہ میں نہیں لیا اُسی کو ارشاد فرماتے ہیں (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی سے دودھ پلانیوالیوں کے دودھ کی موسیٰ پر بندش کردی تھی اور وہ کسی کا دودھ منہ میں نہ لیتے تھے تب وہ لڑکی بولی میں تم لوگوں کو ایسے گھر والوں کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کردیں اور وہ اس کے خیرخواہ بھی ہوں۔ یعنی لوگ پریشان تھے کہ بچہ کسی کے دودھ کو منہ نہیں لگاتا۔ اب اس کو کس طرح دودھ پلایا جائے تب موسیٰ کی بہن نے کہا اگر تم کہو تو میں ایک خاندان والوں کو بتاؤں اور ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں کہ وہ اسکی کفالت کرلیں اور اس کی پرورش تمہارے لئے کردیں اور وہ اس کے یعنی حضرت موسیٰ کے یا فرعون کے خیرخواہ اور وفادار ہوں۔ چنانچہ لڑکی نے پتہ بتایا اور حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلایا گیا اور بچہ ان کی پرورش میں دیدیا گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی اس لفظ سے پہچان گئیں کہ لڑکا اُن کا ہے اور جب اُن کو لے پالا تو دایاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انھوں نے نہ پیا ناچار ہوگئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اُس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز دیا۔۱۲ (۱۲) غرض ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کیطرف واپس کردیا اور اس کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچادیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ موسیٰ کی جُدائی سے آزردہ خاطر اور غمگین نہ ہو اور اُس بات کا اور زیادہ یقین کرلے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت موسیٰ کی ماں کی گود اور ماں کے گھر میں پرورش پاتے رہے۔ کبھی کبھی لیجاکر فرعون کو دکھا آیا کرتیں اس طرح انا رادوہ الیک کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اب آگے اُن کے پیغمبر ہونیکا ذکر آئیگا موسیٰ کی ماں کو اللہ تعالیٰ کے وعدے کا یقین ہونا تو پہلے معلوم تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی صداقت پر ایمان تھا لیکن عینی مشاہدے کے بعد اور یقین میں زیادتی اور پختگی ہوگئی۔ آخر میں کفار کی بدیقینی پر تعریض فرمائی۔ سورۂ طٰہٰ میں عرض کیا جاچکا ہے وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ کی تفسیر میں کہ حضرت موسیٰ میں ایک خاص جاذبیت تھی جو دیکھتا تھا اس کو اُن سے بے انتہا الفت ہو جاتی تھی وحرمنا علیه المراضع کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کو منع کردیا تھا کہ کسی دایہ کا سوائے اپنی ماں کے دودھ نہ پینا اور نہ تحریم کا مطلب حرام کرنا نہیں کیونکہ ایک غیر مکلف بچہ پر تحریم کے حقیقی معنی متحقق نہیں ہوتے اُن کی بہن نے تعارف کے وقت ایسے مناسب الفاظ کہے چنانچہ کہتے ہیں کہ اُن پر ہامان نے اعتراض کیا کہ وہ گھر والے جن کو تو بتائے گی وہ اس بچہ کے خیرخواہ کسطرح ہونگے لڑکی نے کہا دھوکا ہے میری مراد بادشاہ سے تھی نہیں وہ لوگ سرکار کے وفادار ہیں۔ غرض تقدیر الٰہی پوری ہوئی اور حضرت موسیٰ اپنی والدہ ماجدہ کے سپرد کردیئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے اُجرت بھی قبول کرلی یہ اسلئے کہ شاید بچہ سے کسی باطنی تعلق کا ہونا ظاہر نہ ہو جیسا کہ صاحب المعانی نے فرمایا کہ یہ دودھ پلائی کی اُجرت نہ تھی بلکہ بطور صلہ اور انعام ملا کرتا تھا۔ واللہ اعلم (۱۳) اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور شباب کے کمال کو پہنچ گیا (باقی صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ ٦١٦) تو ہم نے اُس کو حکمت و دانش عطا فرمایا اور فہم صحیح اور علم عطا کیا اور ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کو ایسا ہی صلہ عطا کیا کرتے ہیں ‡ یعنی بھرپور جوانی لفظ اشد کو کہتے ہیں کہ سترہ سال کی عمر سے تیس سال تک ہے اور استوی تیس سے لیکر چالیس سال کی عمر تک کو کہتے ہیں، بہرحال جب جوانی آئی اور جسمانی قوٰی درست اور مستحکم ہوئے تو حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے علم و حکمت عطا ہوئے اور آخر میں فرمایا ہمارا عام قاعدہ یہی ہے کہ نکوکاروں کو اسی قسم کا صلہ اور بدلا دیا کرتے ہیں۔ (١٤) اور موسیٰؑ کہیں باہر سے شہر میں ایسے وقت داخل ہوا کہ جس وقت وہاں کے باشندے بے خبر اور غفلت میں تھے۔ موسیٰ نے دیکھا کہ شہر میں دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے ہاتھا پائی کر رہے ہیں ان دونوں میں سے ایک تو موسیٰؑ کی جماعت میں سے تھا اور وہ دوسرا اُس کا دشمن اور مخالف تھا پس اُس شخص نے جو موسیٰؑ کی جماعت میں سے تھا اُس شخص کے مقابلہ میں اور اس شخص کیخلاف جو موسیٰؑ کا مخالف اور دشمن تھا موسیٰؑ سے فریاد کی اور موسیٰؑ سے مدد چاہی اس پر موسیٰؑ نے اُس مخالف کو ایک گھونسا مارا سو اُس کا کام ہی تمام کر دیا اس پر موسیٰ نے کہا یہ تو شیطانی کام ہو گیا بیشک وہ شیطان دشمن اور صریح غلطی میں مبتلا کرنے والا اور کھلی گمراہی میں ڈالنے والا ہے ‡ یعنی حضرت موسیٰؑ کہیں تشریف لے گئے ہو سکتا ہے کہ اپنی والدہ کے مکان پر گئے ہوں کیونکہ وہ شہر کی آبادی سے باہر رہتی تھیں بہرحال مصر میں داخل ہوئے تو وہ لوگوں کے سونے کا وقت تھا یا تو دوپہر ہو گی یا رات کو آئے ہوں گے بہرحال ایسے وقت تشریف لائے کہ شہر میں سناٹا تھا۔ اور اتفاق سے دو شخص آپس میں گتھم گتھا ہو رہے تھے ایک اسرائیلی تھا جس کو من شیعتہٖ فرمایا اور دوسرا فرعونی جسکو من عدوہٖ فرمایا اسرائیلی نے اس فرعونی کیخلاف اُن سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ حضرت موسیٰؑ بیچ بچاؤ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے اُس فرعونی کو سمجھایا حالانکہ قصور اُسی کا تھا مگر وہ نہ مانا اور اپنی تعدی سے باز نہ آیا اس پر حضرت موسیٰؑ نے اس کے تادیباً ایک مُکا رسید کیا مگر وہ مُکا لگتے ہی مر گیا، ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس کو قصداً نہیں مارا اور عادتاً مکے اور گھونسے سے آدمی مرتا بھی نہیں اتفاقاً یہ حادثہ پیش آیا بہرحال ایک سرکاری آدمی مارا گیا۔ موسیٰ کی شہرت پہلے سے خراب تھی فرعونی اُن کے مخالف تھے اگرچہ یہ کام سہواً ہوا پھر بھی حضرت موسیٰؑ نادم ہوئے اور فرمانے لگے یہ کام شیطان کے کاموں میں سے ہے وہ شیطان دشمن اور کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب حضرت موسیٰؑ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بے زار تھے اُن کے کفر سے اور انکے ساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل، وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اسکی اجل آ گئی یہ پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور اُن کا گھر تھا اس شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل بستے تھے حضرت موسیٰؑ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے ۱۲ (١٥) موسیٰ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھ کو بخش دے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور بخش دیا بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ‡ حضرت موسیٰؑ نے ندامت کے ساتھ پچھتاتے ہوئے یہ الفاظ کہے اللہ تعالیٰ کی مغفرت نے موسیٰ کی دستگیری فرمائی اور یہ واقعہ ہے کہ غلطی بھی سہواً ہوئی تھی موسیٰ کی نیت قتل کی بھی نہ تھی اور نہ حضرت موسیٰؑ کو کسی کافر کے قتل کی اجازت تھی اور آپ فرعون کی پناہ اور امن میں تھے۔ اس لئے کوئی وجہ قتل کی نہ تھی۔ بخشش کا حال شاید موسیٰؑ کو الہام سے معلوم ہوا ہو۔ ہم سورہ نمل میں بھی آیت الا من ظلم ثم بدل حسنا کے تحت اشارہ کر چکے ہیں کہ قطعی اطلاع بخشش کی نبوت عطا ہونیکے وقت ہوئی۔ تاکہ موسیٰؑ کو یقین ہو جائے کہ سابقہ لغزش پر کوئی گرفت نہ ہو گی (١٦) حضرت موسیٰؑ نے یہ بھی عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا فضل فرمایا ہے اور بڑے بڑے احسانات کئے ہیں میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا ‡ مجرموں سے مراد وہ ہیں جو انسان کو (باقی ضمیمہ میں)

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا

اور موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا کہ جس وقت وہاں کے باشندے بے خبر تھے تو موسیٰؑ نے شہر میں

فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا

دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو موسیٰ کی جماعت کا آدمی اسرائیلی تھا اور دوسرا اُس کے

مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى

مخالفوں میں سے فرعونی تھا چنانچہ اُس شخص نے جو موسیٰ کی جماعت میں سے تھا اُس شخص کے مقابلہ میں

الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ

موسیٰ کو جو مخالفوں میں سے تھا موسیٰؑ سے مدد چاہی اس پر موسیٰ نے اس فرعونی کو گھونسا مارا سو اُس کا کام ہی تمام کر دیا اس پر موسیٰ نے کہا

هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾

یہ تو ایک شیطانی کام ہو گیا بے شک وہ شیطان دشمن اور کھلم کھلا غلطی میں مبتلا کرنے والا ہے

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ

موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا سو تو مجھ کو بخش دے اس پر خدا نے اُس کو معاف کر دیا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ

بیشک وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر اپنا فضل فرمایا ہے

فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٧﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ

سو میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔ غرض موسیٰ صبح ہی صبح ڈرتا حالات کی ٹوہ لگاتا شہر میں

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ

گیا تو اچانک کیا دیکھتا ہے کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گزشتہ موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی

يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾

آج موسیٰ کو پھر پکار رہا ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا بے شک تو صریح بے راہ ہے

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ

پھر جب موسیٰؑ نے اُس فرعونی کو پکڑنا چاہا جو موسیٰؑ اور اس اسرائیلی دونوں کا مخالف تھا

کہنے لگا اے موسیٰ کیا جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے تم تو بس یہی چاہتے ہو کہ عواقب اور انجام کا خیال کئے بغیر ملک میں مار دھاڑ اور زبردستی کرتے پھرو اور تم باہمی صلح و صفائی اور میل ملاپ کرانے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔ ✤ یعنی جب موسیٰؑ کو اُس اسرائیلی نے پکارا تو اول موسیٰؑ نے اس کو یہ کہہ کر ڈانٹا کہ انك لغوی مبین پھر اُس کے بعد فرعونی کو پکڑنا چاہا۔ یہ اسرائیلی سمجھا کہ مجھ کو پکڑنا چاہتے ہیں کیونکہ موسیٰؑ مجھ سے ناراض ہیں اور مجھ کو لغوی مبین فرما چکے ہیں اس لئے اس نے گھبرا کر بیساختہ موسیٰؑ سے کہا کیا تو آج مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح تو کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے تو مصر کی سرزمین پر انجام کو بغیر سوچے سمجھے زبردستی اور زور دکھانا چاہتا ہے اور مار دھاڑ کرنا چاہتا ہے تو میل ملاپ کرنے والوں میں سے ہونا نہیں چاہتا۔ یہ فقرے اُس اسرائیلی نے اس انداز سے کہے کہ جو بات کل سے کسی کو معلوم نہ تھی وہ ظاہر ہوگئی اور فرعونی کے قاتل کا سُراغ مل گیا اور پولیس کو معلوم ہوگیا کہ باورچی خانہ کے منیجر کا قاتل یہی موسیٰؑ ہے چنانچہ اس راز کا افشا ہونا اور وہ بھی اپنی ہی جماعت کے ایک نادان دوست کی زبان سے افشا ہونا۔ غضب ہوگیا فرعونی نے فوراً اہلِ دربار کو طلب کیا اور باہمی مشورہ ہوا موسیٰؑ کی زیادتیوں اور موسیٰؑ کی خدا پرستی میں بحثیں ہوئیں اور بالآخر موسیٰؑ کے قتل کی تجویز طے ہوئی انہیں اہلِ دربار میں سے کوئی موسیٰؑ کا ہمدرد جوانمرد دلی طور پر مسلمان تھا۔ شاید اس کا نام حزقیل تھا یا حربیل تھا وہ راستہ بدل کر وہاں سے بھاگا اور پولیس کے آنے سے پہلے وہ موسیٰؑ تک پہونچ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ ہاتھ ڈالنا چاہا اُس ظالم پر۔ بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا تھا۔ ہاتھ بھی چلادیں گے وہ کل کا خون چھپا رہا تھا آج اُنکی زبان سے مشہور ہوا۔ ۱۲ (۱۹) ارشاد ہوا اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے موسیٰؑ بلاشبہ اہلِ دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر ڈالیں پس آپ یہاں سے نکل جائیے اور یقین کیجئے میں آپ کے خیر خواہوں اور بہی خواہوں میں سے ہوں ✤ یعنی وہ شخص موسیٰؑ تک پہنچ گیا اور اس نے آکر ان سے کہا فرعون کے درباری آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں کیونکہ اُس فرعون کے خانساماں اور منیجر کے قتل کا پتہ معلوم ہوگیا اور آپ کے مخالفوں کی قوت مضبوط ہوگئی اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ شہر سے فوری طور پر نکل جائیے میں آپ کا بھلا چاہنے والوں میں سے ہوں ✤ کہتے ہیں اُس نے ہی یہ مشورہ دیا کہ آپ مدین چلے جائیے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے اُس کے مشورے پر عمل کیا اور جس حال میں تھے بغیر کسی خاص انتظام کے نکل کھڑے ہوئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۰) غرض موسیٰ ڈرتا سب طرف دیکھتا بھالتا اُس شہر سے نکل گیا موسیٰ نے نکلتے وقت دعا کی میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے خلاصی دے اور بچالے ✤ حضرت موسیٰؑ نے کبھی سفر نہیں کیا تھا آرام کی زندگی چھوڑ کر سفر اختیار کیا برہنہ پا نہ کوئی زادِ سفر ہمراہ لیا مدین تقریباً آٹھ یوم کی مسافت پر تھا فرعون کی وہاں حکومت نہ تھی اور فرعون کے حیطۂ اقتدار سے باہر تھا مدین کی جانب تین راستے جاتے تھے اُنھوں نے درمیانی پگڈنڈی کو اختیار کیا

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا

تو وہ اسرائیلی کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا تو نے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا آج مجھ کو

بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ

قتل کرنا چاہتا ہے بس تو یہی چاہتا ہے کہ انجام کا خیال کئے بغیر ملک میں مار دھاڑ کرتا پھرے

وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ

اور تو میل ملاپ کرانے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتا۔ اور ایک شخص شہر کے پرے کنارے سے

مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ

دوڑتا ہوا آیا اُس نے کہا اے موسیٰؑ بلاشبہ اہلِ دربار آپ کے متعلق مشورہ

يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ

کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ یہاں سے نکل جائیے میں آپ کے

النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ

خیر خواہوں میں سے ہوں۔ غرض موسیٰؑ ڈرتا ڈرتا سب طرف دیکھتا بھالتا ہوا اس شہر سے نکل گیا موسیٰؑ نے دعا کی

نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ

اے میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے بچالے۔ اور جب موسیٰؑ نے مدین کی جانب رُخ کیا

قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾

تو کہا اُمید ہے کہ میرا رب مجھ کو سیدھی راہ چلا دے گا

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ

اور جب موسیٰؑ مدین کے کنوئیں پر پہونچے تو اُس کنوئیں پر لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو مواشی کو

يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

پانی پلا رہے تھے اور اُن لوگوں سے ایک طرف کو دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ

موسیٰؑ نے ان عورتوں سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا جب تک چرواہے اپنے جانور پانی پلا کر واپس نہ لیجائیں ہم اُس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سُنایا ہمارے رسول کو کہ یہی وطن سے نکلے جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں اسی رات نکلے ہجرت کر کر ۱۲ (۲۱) اور جب موسیٰؑ نے مدین کی سمت اور مدین کی جانب رُخ کیا تو کہا امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ پر چلائیگا اور مجھے سیدھی راہ لیجائیگا ✤ حضرت موسیٰؑ نے توکلاً علی اللہ یہ سفر اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کی صحیح رہنمائی فرمائی اور ان کو سیدھے راستے لگا دیا اور وہ ایک ایسی پگڈنڈی پڑ گئے جو سیدھی مدین کو جاتی تھی۔ آٹھ روز تک برابر سفر کرتے رہے گھاس پات کھا کر گزر کرتے اور حضرت حق تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے چلے جاتے تھے آٹھ روز کے پیہم سفر کے بعد وہ مدین کے پانی پر پہونچ گئے ادھر فرعون کی پولیس اپنی حدود کے اندر جگہ جگہ دیکھتی پھری اور اس کو کہیں پتہ نہ چلا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی صفحہ ۶۱۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۱۸) یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا ۱۲ (۲۲) اور جب موسیٰ مدین کے پانی یعنی کنوئیں پر پہونچا تو اُس کنوئیں پر لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف کو اُنھوں نے دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں، موسیٰ نے اُن عورتوں سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُنھوں نے جواب دیا جب تک یہ چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر واپس نہ لیجائیں اس وقت تک ہم پانی نہیں پلا سکتے ؛ یعنی کوئی مرد نہیں جو پانی کھینچ کر ہمارے جانوروں کو پلائے ہم سے ڈول کھینچ نہیں سکتا ہمارا باپ ہے تو وہ بوڑھا بہت ہے اس لئے جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں تو انکا بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلالیتی ہیں، کہتے ہیں حضرت موسیٰ نے اُن لوگوں سے لڑکیوں کی سفارش کی کیوں بھائی تم ان بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتے مگر اُنھوں نے سخت جواب دیا کہ آپ پلا سکتے ہیں تو پلا دیجئے چنانچہ حضرت موسیٰ نے اُن کا چرس لیکر تنہا کھینچ لیا حالانکہ اُسکو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے لڑکیوں کی بکریوں کو موسیٰ نے پانی پلادیا اور لڑکیاں واپس چلی گئیں بعض کہتے ہیں موسیٰ نے ایک دوسرے کنوئیں سے پانی پلایا جس پر ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہوا تھا موسیٰ نے تنہا اُس کو ہٹایا اُس میں سے پانی نکال کر لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلادیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مصر سے دس کوس کی راہ ہے وہاں پہونچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ۱۲ پھر زلیخا دے حیا سے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لیکر انکو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اور اُن سے بچا پانی پلاتیاں (۲۳) یہ سن کر موسیٰ نے ان لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلادیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھا اور دعا کی اے میرے پروردگار جو نعمت بھی اور بھلائی تو مجھکو بھیجدے میں اُسی کا محتاج اور حاجتمند ہوں ؛ یعنی متواتر سفر رہا کچھ کھانے کو میسر نہیں آیا بے سر سامانی کی حالت میں نکلے تھے پیٹ پیٹھ سے مل گیا پتے وغیرہ جو راستے میں کھاتے تھے پیٹ میں اُن کی سبزی جھلکتی تھی، بہر حال دعا قبول ہوگئی اور اُس کے اسباب پیدا ہونے شروع ہوئے لڑکیاں جب گھر پہونچیں تو باپ نے جلدی آجانے کی وجہ دریافت کی لڑکیوں نے تمام حال اس مسافر کا سنایا اور پانی پلانے اور چرس کھینچنے کا حال سنایا باپ نے اسی وقت ایک لڑکی کو بھیجا کہ اُس مسافر کو بلالا۔ چنانچہ لڑکی خدمت میں حاضر ہوئی ارشاد ہوتا ہے (۲۴) اتنے میں موسیٰ کے پاس ان دو عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور اُس نے موسیٰ کے قریب آکر کہا میرا باپ اے موسیٰ آپکو بلاتا اور یاد کرتا ہے تاکہ وہ تجھ کو اس پانی پلانے کا حق دیدے جو تو نے ہمارے مویشیوں کو پلایا تھا پھر جب موسیٰ اُس کے باپ کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کے تمام واقعات اُن کو سنائے اور اپنا تمام حال بیان کیا تو انھوں نے کہا ڈر نہیں اور کچھ خوف نہ کر تو ظالم لوگوں سے بچ آیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عورتوں نے پہچانا کہ پھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا تھکا بھوکا جاکر اپنے باپ سے کہا کہ انکو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں ۱۲ کہتے ہیں ان بزرگ کا نام شعیب تھا لڑکیوں کا نام صفورا اور شرنا تھا بتایا جاتا ہے جو لڑکی بلانے آئی وہ صفورا تھی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تم میرے پیچھے چلو اور راستہ مجھ کو بتاتی رہو۔ تاکہ اجنبی پر نگاہ نہ پڑے حیا کیساتھ چلتی ہوئی جو شرفا کے گھرانے کا طریقہ ہے کہتے ہیں کہ صفورا نے آنچل سے منہ ڈھانک رکھا تھا۔ راستہ بتانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس گلی کی طرف مڑنا ہوتا صفورا اس طرف کنکر پھینکدیتی تھی آپ اس طرف مڑ جاتے تھے۔ بہر حال جب یہ وہاں پہونچ گئے اور ان کو اطمینان حاصل ہوگیا تو ایک لڑکی نے ان دونوں میں سے کہا جیسے آگے فرماتے ہیں (۲۵) ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا اے باپ آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا اور بہتر نوکر جسکو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ شخص ہے جو طاقت دار اور امانت دار ہو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ؛ کہتے ہیں موسیٰ کو صلہ دینا چاہا حضرت شعیبؑ نے مگر موسیٰ نے انکار کیا کہ میں ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس میں بھلے کام پر کوئی اجر نہیں لیا کرتے۔ حضرت شعیبؑ نے فرمایا میں بھی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس میں کسی معمولی سے معمولی خدمت کو بھی نظر انداز کرنا مناسب نہیں خیال کرتے (۲۶) اُن بزرگ نے موسیٰ سے فرمایا (باقی صفحہ ۶۲۰ پر)

وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ

اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ نے اُنکے جانوروں کو پانی پلادیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھا

فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿٢٤﴾

اور دُعا کی اے میرے پروردگار جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیجدے میں اُس کا حاجت مند ہوں

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ

اتنے میں موسیٰ کے پاس اُن دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی کہنے لگی

أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا

میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے تاکہ تجھ کو اُس پانی پلانے کا حق دیدے جو تو نے ہمارے جانوروں کو پلایا تھا چنانچہ

جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ

جب موسیٰ اُنکے باپ یعنی شعیبؑ کے پاس آیا اور تمام واقعات اُس کے سامنے بیان کئے تو شعیبؑ نے کہا کہ خوف نہ کر تو

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ

ظالم لوگوں سے بچ آیا۔ ان دونوں میں سے ایک لڑکی کہنے لگی۔ اے باپ

اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾

آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر جس کو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ شخص ہے جو توانا اور امانت دار ہو۔

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ

باپ نے موسیٰ سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ اس شرط پر نکاح کردوں

عَلَىٰ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا

کہ تو آٹھ سال تک میری ملازمت کرے اور اگر تو دس سال پورے کردے

فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي

تو یہ تیری طرف سے ہے اور میں تجھ پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تو مجھ کو

إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ ذَٰلِكَ

انشاءاللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا۔ موسیٰ نے جواب دیا بس یہ بات

(بقیہ صفحہ ٦١٩) کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کردوں کہ تو آٹھ سال تک میری ملازمت کرے اور اگر تو دس سال پورے کردے تو یہ تیری طرف سے ہے اور میں تجھ پر کوئی سختی یا مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تو مجھ کو انشاء اللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا ۔ نکاح کرنے کا ارادہ کیا اور آٹھ سال کی خدمت اس نکاح کا معاوضہ یعنی مہر مقرر فرمایا دس سال پورا کرنے کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیا یعنی کوئی جبر نہیں ۔ سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور سے نوکروں اور ملازموں کیساتھ سخت برتاؤ کیا جاتا ہے وہ میرے ہاں نہیں ہوگا اور آپ مجھے شائستہ اور بھلے لوگوں میں سے پائیں گے ۔ (٢٧) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ بس یہ بات میرے اور تیرے درمیان پختہ ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں تو پھر مجھ پر کوئی زیادتی اور جبر نہ ہوگا اور ہم جو کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے ۔ یعنی وقت کی پابندی اور سخت برتاؤ کا انھوں نے انکار کردیا تھا انھوں نے اس ملازمت کو قبول کرلیا اور دونوں مدتوں میں سے جون سی مدت بھی پوری ہوجائے اس پر حضرت شعیب کو کوئی اعتراض نہ ہوگا ان امور کے طے ہوجانے کے بعد غالباً نکاح ہوا ہوگا اور جو باتیں حقِ ابراہیمی میں ہوں گی اُن کے موافق ہوا ہوگا کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے دس سال پورے کئے واللہ اعلم ۔ شبان وادیِ ایمن گہے رسد بمراد کہ چند سال بجاں خدمتِ شعیب کند ۔ حضرت شعیبؑ نے صلاحیت دیکھکر اندازہ لگایا ہوگا وہی مدت مقرر کی ۔ اب آگے مدت پوری ہونے اور موسیٰ کی رخصت ہونے کا ذکر ہے ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ہمارے حضرتؐ بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے تو اُسی وقت شہر خالی کروالتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توراۃ میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے ١٢ آخر شعیبؑ کا اندازہ صحیح ہوا اور مدین کی واپسی پر اُن کی والدہ کا الہام پورا ہوا وجاعلوہ من المرسلین ۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ خلعتِ نبوت سے آراستہ ہوگئے (٢٨) الغرض جب موسیٰ وہ مدت پوری کرچکا اور اپنے گھر والوں کو لیکر چلا تو اُس نے کوہ طور کی جانب ایک آگ دیکھی موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے تمہارے لئے کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا کوئی انگارا لے آؤں تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کرو اور تاپو ۔ غرض موسیٰؑ نے جب وہ مدت یعنی بقول مشہور دس سال پورے کردیے تو حضرت شعیبؑ کی اجازت سے مصر یا شام کا سفر اختیار کیا چلتے وقت اُن کی اہلیہ محترمہ نے کچھ بکریاں حضرت شعیب سے مانگیں بابا نے لڑکی کو اُس سال کی پیدا شدہ تمام بکریاں دیدیں ، حضرت موسیٰؑ مدین سے روانہ ہوئے ایک دن رات کو راستے میں سخت سردی ہوئی اور ہوا چلی گھر والی کو دردِ زہ کی تکلیف ہوئی راستے کا پتہ نہ چلا بکریوں کا گلہ ہوا کی تیزی میں تتر بتر ہوگیا کوئی آدمی نہیں جس سے راستہ دریافت کریں اسی حالت میں تھے کہ کوہ طور کے قریب ایک روشنی نظر آئی سمجھے کہ آگ ہے گھر والی سے کہا تم ذرا ٹھیرو مجھے آگ دکھائی دیتی ہے میں دیکھوں آگ کے پاس کوئی آدمی ہو تو اُس سے کوئی راستے کی خبر لاؤں یا کوئی آگ کا شعلہ اور انگارہ ہی لے آؤں تاکہ تم آگ سے تاپ لو اور سردی کچھ کم ہوجائے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور کی جانب بڑھے (٢٩) پھر جب موسیٰ اس آگ کے پاس پہنچا تو اس کو ایک درخت میں سے جو میدان کی داہنی جانب زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا یہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰ بلاشبہ میں ہی اللہ تمام عالموں کا پروردگار ہوں ۔ چنانچہ جب موسیٰؑ بڑھتے ہوئے طور کے پاس پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں ایک سبز درخت میں بے دھوئیں کی ایک روشنی ہے حضرت موسیٰؑ متحیر ہوئے کہ سبز درخت میں یہ آگ کیسی ہے اور اس سے آگ کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے ابھی اسی حالت میں تھے کہ درخت میں سے آواز دی گئی اور موسیٰؑ کو پکارا گیا انی انا اللہ رب العالمین موسیٰؑ نے درخت کی جانب گہری نظر سے دیکھا اور وہ آواز تمام جسم میں سرایت کر گئی صرف کانوں ہی نے نہیں سنی بلکہ تمام جسم کان بن گئے وہ آگ اگرچہ درخت میں معلوم ہوتی تھی لیکن انی انا اللہ کی آواز (باقی صفحہ ٦٢١ پر)

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

میرے اور تیرے درمیان طے ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں تو پھر مجھ پر

عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝٢٨ فَلَمَّا قَضٰى

کوئی زیادتی نہ ہوئی اور ہم جو کہہ رہے ہیں خدا اس پر گواہ ہے ۔ الغرض جب موسیٰ

مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ

اس مدت کو پورا کرچکا اور اپنے گھر والوں کو لیکر چلا تو اس نے کوہ طور کی جانب

الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا

ایک آگ دیکھی موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے

لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

شاید میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٢٩ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ

تاکہ تم اس کر گرمی حاصل کرسکو ۔ چنانچہ جب موسیٰ اس آگ کے پاس پہنچا تو اس کو ایک درخت میں سے

الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

جو میدان کے داہنی جانب زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا

اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٠ وَ

یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں ہی اللہ رب العالمین ہوں ۔ اور

اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

یہ کہ تو اپنا عصا ڈال دے پھر جب موسیٰ نے اس لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے

جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓي

ایک تیز رفتار سانپ ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ، ارشاد ہوا اے موسیٰ

اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝٣١

آگے آ اور ڈر نہیں یقیناً تو امن یافتہ لوگوں میں سے ہے ۔

(بقیہ صفحہ ۶۲۰) کیساتھ وہ موسیٰؑ کے قلب میں پیوست ہوگئی اور نہ بجھنے والی آگ بن کر موسیٰؑ کے دل میں سما گئی کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ ہست دامن آتش روشن نمیدانم کہ چیست :: این قدر دانم کہ ہم چوں شمع مے کاہم دگر :: اس خطاب کی کیفیت اور لذت اور اُس کے اثرات کو موسیٰؑ ہی جانتے ہوں گے (۳۰) اور نیز یہ آواز آئی کہ موسیٰ تو اپنا عصا ڈالدے پھر جب موسیٰؑ نے اُس لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے وہ ایک تیز رفتار سانپ ہے تو موسیٰؑ پیٹھ پھیر کر اُلٹے پھرے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں یقیناً تو امن یافتہ لوگوں میں سے ہے :: عصا کو ڈالنے کا حکم ہوا جب موسیٰ نے لاٹھی ڈالی تو وہ ایک پتلے سانپ کی طرح دوڑنے لگی موسیٰ کو بہ تقاضائے بشریت خوف معلوم ہوا اور وہ پیٹھ پھیر کر چلنے لگے تو ارشاد ہوا سامنے آؤ اور ڈرو نہیں تم ہر طرح امن میں ہو۔ یہاں جان فرمایا سورۂ طٰہٰ میں حیة فرمایا۔ ہم اس کے متعلق سورۂ طٰہٰ میں عرض

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ

تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ بغیر کسی نقص اور عیب کے خوب چمکتا ہوا

سُوْٓءٍ ؗ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ

نکلے گا اور خوف کو دور کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ اپنے جسم سے ملا لیجیو یہ دونوں

بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

چیزیں فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس جانیکے لئے تیرے رب کیطرف سے دو سندیں ہیں بیشک وہ

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ

بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل

نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ

کر دیا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کر دیں۔ اور میرے بھائی ہارون

اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ؗ

کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو اس کو بھی میرے ہمراہ میرا مددگار بنا کر بھیجدے کہ وہ میری تائید و تصدیق کرے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ

کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ فرعون والے میری تکذیب کریں گے۔ ارشاد فرمایا ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعہ

بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ

مضبوط کر دیں گے اور ہم تم دونوں کو ایک ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کریں گے جس کی وجہ سے وہ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے

بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

ہماری نشانیاں لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تم دونوں کا پیرو ہو سب غالب رہنے والے ہو۔ غرض جب موسیٰؑ ان کے پاس

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

ہماری کھلی کھلی نشانیاں لے کر پہونچا تو وہ کہنے لگے کہ یہ کچھ نہیں محض ایک جادو ہے

مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾

جو خدا کی طرف غلط منسوب کر دیا گیا ہے اور ہم نے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں بھی ہوتے نہیں سنی

کر چکے ہیں کہ وہ ایک اژدہا بن گیا لیکن دوڑنے اور بھاگنے میں سُبک اور پتلے سانپ کی طرح بھاگتا تھا یا ابتداءً پتلی شکل ہوتا تھا پھر اژدہا بن جاتا ہو۔ غرض یہ ایک معجزہ تھا جس کا ظہور اُن کے ہاتھ سے ہوا پھر ارشاد ہوا (۳۱) اے موسیٰؑ تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ بغیر کسی نقص و عیب کے خوب چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف کو رفع کرنے اور دور کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ اپنی بغل اور گریبان سے ملا لیجیو۔ یہ دونوں چیزیں فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کیلئے تیرے پروردگار کی طرف سے دو دلیلیں اور دو سندیں ہیں یقیناً وہ لوگ بڑے نافرمان اور حد سے نکل جانے والے ہیں :: یعنی ہاتھ کو بغل کے نیچے لیجا اور گریبان میں ڈال تو وہ اسقدر چمکدار اور نورانی ہو کر نکلے گا جیسے سورج کی چمک بغیر کسی عیب اور نقص کے یہ روشنی ہوگی اور سفید چمک ہوگی یعنی کسی بیماری برص وغیرہ کی سفیدی نہ ہوگی اور جس طرح سانپ کو پکڑ لینا لاٹھی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے اسی طرح اگر ہاتھ کی روشنی سے خوف معلوم ہو تو ہاتھ کو دوبارہ گریبان اور بغل سے ملا لینا کافی ہوگا ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آجائیگا۔ یہ دو دلیلیں منجملہ اُن نو دلیلوں کے ہیں جیسا کہ سورۂ نمل اور بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے۔ یہ دو سندیں ہیں جو فرعون اور اُس کے اُمراء کے سامنے پیش کر دینا۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے سرکش متکبر اور حدِ عبودیت سے نکل جانیوالے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے ۱۲ ہوسکتا ہے کہ سانپ کے خوف کا یہ علاج ہو اور ہوسکتا ہے کہ ہاتھ کی چمک سے اگر کوئی خوف ہو تو اس کا علاج ہو اور ہوسکتا ہے کہ دونوں چیزوں کے ڈر کا علاج ہو کہ ہاتھ کو اپنے گریبان اور بازو سے ملا لیا جائے تاکہ وہ خوف جو بہ تقاضائے بشریت ہو جاتا ہے وہ دور ہو جائے نہ سانپ کو دیکھ کر کوئی دہشت ہو نہ ہاتھ کی چمک سے کوئی اندیشہ ہو (۳۲) حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے اُن میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں :: یعنی مجھے دیکھتے ہی انکو وہ قتل کا واقعہ یاد آئے اور وہ سب سے پہلے مجھ کو قتل ہی کر ڈالیں (۳۳) اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح اور رواں ہے آپ اُسکو بھی میرے ہمراہ میرا مددگار بنا کر بھیجدیں کہ وہ میرے دعوے اور میری باتوں کی تصدیق کرے اور میری نبوت کی تائید کرے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ فرعون والے میری تکذیب کریں گے :: یعنی چونکہ میری زبان میں لکنت ہے اور میں بولتے بولتے کبھی اٹک جاتا ہوں تو ہوسکتا ہے کہ وہ بددین لوگ ہیں کہیں میری تضحیک کریں اور مجھ کو ہنسی میں اڑادیں اس لئے میرے بھائی ہارونؑ فصاحت لسانی کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہیں اور اگر مناظرے کی نوبت آئی تو اُن کی زبان کی روانی سے مدد ملیگی لہٰذا اُن کو میرے ہمراہ مددگار بنا کر بھیجدے کہ وہ میری تائید و تصدیق کریں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تنہا گیا تو وہ مجھ کو جھٹلا دیں گے اور میری تکذیب کر دیں گے (۳۴) حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کی وجہ سے ابھی مضبوط کر دیں گے اور ہم تم دونوں کو ایک ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کر دیں گے اور تم کو ایسی شوکت دیں گے کہ وہ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے ہماری نشانیاں لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تم دونوں کے متبع اور پیرو ہوں وہ سب غالب رہنے والے ہو :: بِاٰيٰتِنَا کا ترجمہ اپنے اکابر نے دو طرح کیا ہے ہم نے ایک طریقہ اختیار کر لیا ہے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہماری نشانیوں کی وجہ سے (باقی صفحہ ۶۲۲ پر)

وَقَالَ مُوسٰى رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰی مِنۡ

اور موسیٰ نے کہا میرا رب اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اُس کے پاس سے صحیح دین لے کر

عِنۡدِهٖ وَمَنۡ تَكُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا

آیا ہے اور اس کو بھی جانتا ہے جس کے حق میں اُس عالم کا انجام بہتر ہونیوالا ہے بلاشبہ

يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰۤاَيُّهَا

ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔ اور فرعون نے کہا اے اہل دربار

الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرِىۡ ۚ فَاَوۡقِدۡ لِىۡ

مجھے تو سوائے اپنے تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں ہوتا سو اے ہامان تو میرے لئے

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيۡنِ فَاجۡعَلْ لِّىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ

مٹی کو آگ میں پکوا کر اینٹیں تیار کرا پھر اُن سے میرے لئے ایک بلند عمارت بنوا

اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوۡسٰى ۙ وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ

تاکہ میں ذرا موسیٰ کے خدا کی ٹوہ لگاؤں اور میں تو موسیٰ کو

الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۳۸﴾ وَاسۡتَكۡبَرَ هُوَ وَجُنُوۡدُهٗ فِى الۡاَرۡضِ

جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور فرعون اور اُس کے ماننے والوں نے ناحق ملک میں

بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اِلَيۡنَا لَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۹﴾

سر اُٹھا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کو ہماری طرف لوٹنا نہیں ہے

فَاَخَذۡنٰهُ وَجُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ ۚ فَانۡظُرۡ

لہٰذا ہم نے اُس کی اور اُس کے ماننے والوں کی گرفت کی پھر اُن کو دریا میں پھینک ڈالا سو آپ دیکھئے

كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلۡنٰهُمۡ اَئِمَّةً

ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو ایسا قائد بنایا تھا

يَّدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾

جو دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور قیامت کے روز اُن کی کوئی مدد نہیں کیجائے گی

(بقیہ ۶۲۱) تم کو ایذا پہنچانے کی غرض سے تم تک نہ پہونچ سکیں گے، ہم نے صاحب روح کے قول کو اختیار کیا ہے اور فاذھبا بآیٰتنا کی آیت کو ملحوظ رکھا ہے خلاصہ یہ کہ تمہاری دونوں درخواستیں منظور کر لی گئیں۔ ہارون علیہ السلام کی ہمراہی بھی منظور اور وہ تم کو ایذا نہ پہونچا ئیں گے ایذا رسانی کے اندیشے سے بھی بے خوف فرما دیا تم دونوں کو اور جو تم دونوں کی پیروی کرے گا ان کو بھی غلبہ حاصل رہے گا (۳۵) غرض جب موسیٰ ہماری کھلی نشانیاں اور واضح دلائل اور معجزات لیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کچھ نہیں یہ تو ایک جادو ہے جو محض افترا ہے اور خدا کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اور ہم نے تو ایسی باتیں اپنے گزشتہ باپ دادوں کے زمانے میں ہوتی نہیں سنیں ؛ یعنی یہ تو محض ایک جادو ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا گیا ہے کہ یہ دلائل اسکی جانب سے ہیں حالانکہ جب وہ ہے ہی نہیں تو اُس کے دلائل کیسے محض ایک ساحرانہ افترا ہے۔ اور اگر ان باتوں کی اصل ہوتی تو اپنے بزرگوں سے تو ہم کبھی سنتے جب ہمارے بزرگوں میں بھی اس قسم کا کوئی چرچا نہیں اور نہ کبھی اُن سے ہم نے یہ باتیں سنیں تو سوائے اسکے کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے اپنے جادو کو خدا کی دین بتانا اس کا محض افترا ہے (۳۶) حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ میرا پروردگار اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اُس کے پاس سے صحیح دین اور ہدایت و رہنمائی لیکر آیا ہے اور وہی اسکو بھی جانتا ہے جس کے حق میں اس عالم کا انجام بہتر اور اچھا ہونیوالا ہے اور جس کی عاقبت محمود ہونیوالی ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ظالم اور نا انصاف کبھی فلاح نہیں پاتے اور مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے ؛ حضرت موسیٰ نے جب دیکھا کہ فرعونی ایک سیدھی سادی معقول دلیل کو نہیں سمجھتے اور اُس کو سحر و افترا اور ایک انوکھی اور نئی بات بتلاتے ہیں تو انھوں نے فرمایا تم مانو یا نہ مانو یا نہ جانو میرا پروردگار تو اس کو خوب جانتا ہے جو اسکے پاس سے دین کی روشنی اور ہدایت لیکر آیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس دنیا کا انجام کس کے لئے اچھا ہونیوالا ہے اور کس کا خاتمہ بخیر ہونیوالا ہے اور کس کی عاقبت محمود ہوگی اور پچھلا گھر کس کو ملنے والا ہے یعنی جو اسلام کا پابند ہوگا اُسی کا انجام اچھا ہوگا اور پچھلا گھر اُسی کو ملنے والا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ظالم اور ستمگار دل و دماغ کو فلاح اور کامیابی نصیب ہونیوالی نہیں (۳۷) اور فرعون نے اپنے مشیروں اور سرداروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے اہل دربار میں تو سوائے اپنے تمہارے لئے کسی اور معبود کو جانتا نہیں پھر اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا اے ہامان! تو میرے لئے مٹی کی کچی اینٹوں کو آگ میں پکوا پھر اُن پکی اور پختہ اینٹوں سے میرے لئے ایک محل اور بلند عمارت بنوا تاکہ میں ذرا موسیٰ کے معبود کی ٹوہ لگاؤں اور دیکھ بھال کر لوں اور میں موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھ لوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور میری اٹکل میں تو وہ موسیٰ جھوٹا ہے ؛ یعنی فرعون کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ اہل دربار موسیٰ کے دلائل سے متاثر ہو کر موسیٰ کی صداقت کے قائل نہ ہو جائیں، اس لئے انکی توجہ کو مٹانے اور ہٹانے کیلئے اہل دربار کو مخاطب کیا اور کہنے لگا اے اہل دربار مجھ کو تو سوائے اپنے تمہارا کوئی اور معبود معلوم نہیں ہوتا۔ اے ہامان تو ایسا کر گارے کی کچی اینٹوں کو تو آگ جلا کر پکالے اور جب پکی اینٹیں تیار ہو جائیں تو ان اینٹوں سے ایک بلند عمارت تیار کرا تاکہ میں اُس پر چڑھ کر موسیٰ کے معبود اور اُس کے رب کا پتہ لگاؤں، یہ بیوقوف سمجھا کہ وہ آسمان میں بیٹھا ہوگا اور باوجود اس کوشش کے اس نے یہ بھی کہا کہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں غرض وہ محل پچاس ہزار راج مزدوروں کی محنت سے تیار ہوا سمجھا یہ تھا کہ آسمان کچھ قریب ہو جائیگا اسکی چھت پر چڑھ کر دیکھا تو آسمان اتنا ہی اونچا نظر آیا جتنا نیچے سے نظر آتا تھا۔ ذلیل و شرمندہ ہو کر نیچے آگیا، اور بجائے دین حق کو قبول کرنے کے اس کی سرکشی اور تکبر اور بڑھ گیا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں گارے کو آگ دے یعنی کچی اینٹ بنا کر پکتے ہیں پکی اینٹ اوّل اُسی نے نکالی عمارت اونچی بنا دے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے ۱۲ (۳۸) اور فرعون اور اُس کے ماننے والوں نے ناحق ملک میں سر اٹھا رکھا تھا۔ اور بڑائی کرتے تھے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ ہماری طرف واپس نہ آئیں گے اور اُنکو ہماری طرف لوٹنا نہیں ؛ یعنی فرعون اور اُس کا لشکر اپنی بڑائی اور تکبر و غرور میں مبتلا ہے اور اُنھوں نے یہ (باقی صفحہ ۶۲۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۲۲) سمجھ لیا کہ ہم خدا کی طرف لوٹ کر جانیوالے نہیں جب اُن کی یہ سرکشی حد سے بڑھی (۳۹) تو ہم نے فرعون کی اور اس کے تابعین اور ماننے والوں کی گرفت کی پھر ان سب کو دریا میں لیجا پھینکا سو اے پیغمبر آپ دیکھئے ستمگاروں اور ناانصافوں کا انجام کیسا ہوا ۞ یعنی جب ظلم حد سے تجاوز کر گیا اور ان کے غرور و تکبر میں کمی نہیں ہوئی اور قابل ہر کی بجائے سرکشی میں اضافہ ہوتا رہا تو انجام کار فرعون اور اُس کے متبعین کو سب کو دریا میں پھینکدیا اور بحر قلزم میں لیجا پھینکا آگے خطاب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ دیکھیں کہ ناانصافی کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا (۴۰) اور ہم نے اُن کو ایسا قائد اور سردار بنایا کہ وہ لوگوں کو دوزخ اور جہنم کی طرف بلاتے رہ اور قیامت کے دن اُن کی کوئی مدد نہیں ہوگی اور اُن کا کوئی ساتھ نہیں دیگا ۞ جب کوئی ساتھی نہ ہوگا تو ہر قسم کی مدد سے محروم رہیں گے یعنی قوم کے بڑے بنے تھے اور ہم نے اُن کو سردار کیا تھا لیکن انھوں نے بجائے صحیح

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ

اور ہم نے اس دنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ

مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔ اور بلا شبہ ہم نے پہلی قوموں کو

مِنْ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ

ہلاک کرنے کے بعد موسیٰؑ کو کتاب دی تھی جو لوگوں کے لئے بصیرت افروز

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

دلائل اور موجب ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى

اور اے پیغمبر آپ طور کی مغربی جانب میں اُس وقت موجود نہیں تھے جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو احکام

الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا

دیے تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو وہاں موجود تھے۔ بلکہ ہم نے اس واقعہ کے بعد بہت سی نسلیں پیدا کیں

فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ

پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور نہ آپ مدین میں سکونت پذیر

مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی رسول بنانیوالے

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً

اور نہ آپ طور کی کسی جانب اُس وقت موجود تھے جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو پکارا تھا لیکن آپ اپنے رب کی رحمت سے

مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

نبی بنائے گئے تاکہ آپ اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

آیا کیا عجب ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کرلیں۔ اور اگر ہم رسول نہ بھیجتے تو جب کبھی اُن کے ہاتھوں کی

رہنمائی اور ایمان و اسلام کی دعوت دینے کے اُن کو دوزخ کی طرف جانے کی دعوت دی اب قیامت میں ان سرداران قوم کا یہ حشر ہوگا کہ بے یار و مددگار پڑے رہیں گے (۴۱) اور ہم نے دُنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت اور پھٹکار لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال اور دُور پھینکے ہوئے لوگوں میں سے ہوں گے ۞ دنیا کی لعنت تو یہ کہ جب ظالموں پر لعنت کی جائے گی تو یہ بھی اس میں شریک ہوں گے۔ اور قیامت میں تو ان کا مطرود اور مردود ہونا اور ان کی بدحالی اور ان کیلئے بُرائی کا ہونا ظاہر ہی ہے (۴۲) اور بلاشبہ ہم نے پہلی قوموں اور سابقہ اُمتوں کو ہلاک کرنیکے بعد موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو لوگوں کیلئے بصیرت افروز دلائل کا سبب اور موجب ہدایت اور موجب رحمت تھی تاکہ وہ لوگ اُس کتاب سے نصیحت قبول کریں اور یاد رکھیں ۞ یعنی عاد اور ثمود وغیرہ قوموں کو ہلاک کرنے اور پیغمبروں کی نافرمانی کے سبب ان کو تباہ و برباد کرنے کے بعد پھر موسیٰ کو توریت عطا فرمائی جو بنی اسرائیل کیلئے قلوب کی روشنی کا سبب تھی اس کتاب کا حال یہ تھا کہ وہ بصیرت افروز دلائل کا مجموعہ تھی اور اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھانیوالی اور اس پر عمل کرنیوالوں کیلئے موجب رحمت و شفقت تھی یعنی ابتدا میں اُس سے سوجھ اور بصیرت اور قلب میں روشنی حاصل ہو پھر اس کے اوامر و نواہی قبول کرنے سے ہدایت ملے اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہو جس کو رحمت فرمایا۔ تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں اور اُس کے احکام کو یاد رکھیں (۴۳) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل کا ذکر ہے اور اے پیغمبر آپ طور کی مغربی جانب میں اُس وقت موجود نہیں تھے جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو احکام دیئے تھے اور نہ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو وہاں موجود تھے ۞ یعنی نہ تو آپ اُس وقت موجود تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا فرمائی تھی۔ شاید میقات کی طرف اشارہ ہوگا جہاں حضرت موسیٰ کو جب وعدہ بلا کر توریت عطا فرمائی تھی ظاہر ہے کہ اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے اور جو لوگ وہاں موجود اور شاہدین تھے ان میں بھی آپ شریک نہ تھے اور باوجود عدم موجودگی کے پھر تمام حالات تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر بیان نہیں کیے جاسکتے اور یہی تمہاری نبوت کی علامت ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم شاہدین میں سے بھی نہ تھے اس سے مُراد شاید وہ ستر حضرات ہونگے جن کو موسیٰؑ اپنے ہمراہ طور پر لے گئے تھے یا یہ کہ آپ بھی تماشا میں شامل نہ تھے جن کو واقعات کا کم و بیش علم حاصل ہوتا رہتا۔ ایک آدمی کا بس کے لئے اُن باتوں کے معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ ہو

پھر سب کچھ بتانا اور صحیح بتانا سوائے اللہ تعالیٰ کی وحی کے اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وحی بھیجنا آپ کیلئے کافی دلیل ہے (۴۴) لیکن اس واقعہ کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں پیدا کیں پھر اُن پر زمانہ دراز گذر گیا اور نہ آپ مدین میں رہتے تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی رسول بنانیوالے ہیں اور ہم ہی رسول بھیجتے رہے ہیں ۞ یعنی حضرت موسیٰؑ کے واقعات کو ایک مدت ہو چکی اور کتنا ہی زمانہ گزر چکا اور یہ حضرت موسیٰؑ کے واقعات عقلی تو ہیں نہیں جو دلائل سے بحث کی جائے یہ واقعات ہیں نقلی ان کے لئے مشاہدے کی ضرورت ہے یا اہل علم سے سماع کی تو یہ بھی متحقق نہیں بلکہ اسکی نفی ہے اور جب قرون گزر چکے ہوں اور تاریخیں مسخ ہو چکی ہوں پھر نشاۃ [illegible] علم [illegible] انتخاب ہے چونکہ رسول بناتی اور رسول منتخب کرتی ہے اسی لئے

فرمایا [illegible] واقعات اور اخبار کو [illegible] وحی بھیجا (۴۵) اور نہ آپ اس وقت طور کے پاس اور کسی جانب میں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو پکارا تھا (باقی صفحہ ۶۲۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۲۳) لیکن آپ اپنے پروردگار کی رحمت اور اسکی مہر سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا کیا عجب ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کرلیں ۞ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو طور پر پکارا تھا اور فرمایا تھا انی انا اللہ رب العلمین اُس وقت بھی آپ طور کی کسی جانب موجود نہ تھے اور طور کے آس پاس نہیں تھے لیکن آپکے پروردگار کی یہ رحمت ہے کہ آپ نبی بنائے گئے اور آپکو اپنے رب کی مہر سے نبوت عطا ہوئی تاکہ آپ اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس ابتک کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ان لوگوں سے مراد آپکے آباء اقربین اور آپ کے ہم زمانہ لوگ مراد ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بحیثیت رسول کے کوئی نہیں آیا۔ البتہ رسول کے رسول اور حضرت عیسیٰ کے داعی آتے رہے ہوں گے اور توحید ان کے ذریعہ پہنچتی رہی ہوگی جیسا کہ ہم سورۂ رعد میں ولکل قوم ھاد کے تحت عرض کرچکے ہیں اسلئے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا سے کوئی تعارض نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں توراۃ کے بعد سے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم ہے ۱۲ اور فرماتے ہیں غرب کی جانب طور کے جہاں موسیٰ کو توراۃ ملی ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ کا فرمانا یہ

مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا۟ رَبَّنَا
کمائی کے باعث ان پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے رب

لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ وَنَكُونَ
تونے ہمارے پاس کسی کو پیغام دیکر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور ہم

مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا
ایمان لانیوالوں میں سے ہوجاتے۔ پھر اب جب اُن کے پاس ہماری طرف کا امر حق پہنچ گیا

قَالُوا۟ لَوْلَآ أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰٓ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا۟
تو یوں کہنے لگے کہ جیسی کتاب موسیٰؑ کو دی گئی تھی ویسی کتاب اس پیغمبر کو کیوں نہیں دی گئی کیا جو کتاب موسیٰؑ کو دی گئی تھی

بِمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا۟ سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا
اس سے پہلے یہ لوگ اس کا انکار نہیں کرچکے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق و معاون ہیں

وَقَالُوٓا۟ إِنَّا بِكُلٍّ كَٰفِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبٍ مِّنْ
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے یعنی نہ توریت کو نہ قرآن کو اے پیغمبر آپ فرمائیے اچھا اگر تم سچے ہو تو قرآن اور توریت کے علاوہ

عِندِ ٱللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ
کوئی اور کتاب خدا کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو تو میں اس کتاب کی

صَٰدِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَكَ فَٱعْلَمْ أَنَّمَا
پیروی کرنے لگوں گا۔ پھر اگر یہ لوگ آپ کے فرمانے کے مطابق نہ کرسکیں تو آپ یقین جانئے کہ یہ کفار محض

يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ
صرف اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو خدا کی جانب سے کسی

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ
رہنمائی اور دلیل کے بغیر اپنی نفسانی خواہش پر چلے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کی

ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٠﴾ ۞ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ ٱلْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
رہنمائی نہیں کرتا۔ اور ہم نے ان لوگوں کی آسانی کیلئے اس کلام کو تھوڑا تھوڑا پے در پے بھیجا تاکہ

کہ اگر کسی اُمت کے کچھ لوگ شریعت کی پابندی کرتے رہیں اور احکام الٰہی کے پابند رہیں تو اُن کی برکت سے عام عذاب کا رہتا ہے اور وہ اُمت محفوظ رہتی ہے (۴۶) اور اگر ہم رسول نہ بھیجتے تو پھر جب کبھی اُن کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے اُن پر کوئی مصیبت اور عذاب نازل ہوتا تو یوں کہتے اے ہمارے پروردگار تونے ہماری طرف کسی کو رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی اتباع اور پیروی کرتے اور ہم تیرے احکام اور تیرے رسولوں پر ایمان لانیوالوں میں سے ہوتے ۞ یعنی فرض کرو اگر رسولوں کا بھیجنا بند ہوتا اور لوگوں کو انکی رائے اور انکی عقل کے حوالے کردیا جاتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع جن باتوں کو منع کرتی ہیں اور حرام قرار دیتی ہیں اُن کی قباحت اور اُن کی بُرائی عقل صحیح کے نزدیک مسلم ہے، تو ان کو اگر اُن کی عقل پر چھوڑ دیا جاتا اور یہ عقل سے کام نہ لیتے اور منہیات کا ارتکاب کرتے اور ہمارا عذاب ان پر نازل ہوتا تو ان کو حسرت ہوتی کہ کوئی رہبر کیوں نہیں آیا جو بُرے کاموں کی بُرائی ہمیں سمجھاتا اور ہم اُس کی پیروی کرکے عذاب سے بچ جاتے۔ مطلب یہ ہوا کہ رسولوں کو بھیجنا تمہارے لئے مفید اور نافع ہے ہمارا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جہاں تمہاری عقل بے بس ہوکر رک جاتی ہے وہاں وہ تم کو سمجھا کر تمہاری عقل کو رہنمائی بخشتا ہے ۞ ایسی ہی بات ہے جیسی سورۂ طٰہٰ کے آخر میں مذکور ہوئی ولو انا اھلکنا ھم بعذاب من قبلہ الآیۃ۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ اگر رسول نہ آتے اور تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے باعث عذاب آجاتا کیونکہ بُری باتوں کا لازمی نتیجہ عذاب ہی ہے۔ پھر اُس وقت حسرت سے یوں کہتے کہ کوئی رسول کیوں نہیں آیا جو ہم کو سمجھاتا اور ہم اس کی پیروی کرکے عذاب سے محفوظ رہتے اور ہم ایمان لے آتے (۴۷) پھر اب جب اُن کے پاس ہماری طرف سے دین حق پہنچ گیا اور رسول برحق آگیا تو یوں کہنے لگے کہ جیسی کتاب موسیٰؑ کو دی گئی تھی ویسی ہی کتاب اس پیغمبر کو کیوں نہیں دی گئی، کیا جو کتاب موسیٰؑ کو دی گئی تھی اِس قرآن سے پہلے یہ لوگ اس کا انکار نہیں کرچکے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ یہ دونوں کتابیں قرآن اور توراۃ جادو ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے موافق اور معاون ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مکے کے کافر حضرت موسیٰؑ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس کے پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود کو پوچھا اور توراۃ کے حکم سُنے اُسکے موافق اپنی مرضی کیخلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے پیغام پر فرض ہے سو مردار ہے اور بہتری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ رسول نہ آتا اور کتاب نہ آتی تو یوں کہتے کہ ہم کو ہماری عقل پر چھوڑ دیا گیا عقل کی رہنمائی اور عقل کو روشنی بخشنے کو نہ کتاب آئی اور نہ رسول آیا اور ہم نے اب رسول بھیجا اور کتاب بھیجی تو یہ شبہ کرنے لگے کہ جس طرح موسیٰؑ کو کتاب دفعۃً واحدۃً کتاب ملی تھی اُسی طرح ان کو ایک ہی وقت میں کیوں کتاب نہیں دیگئی یا موسیٰؑ کو جو معجزات ملے تھے وہ ان کو کیوں نہیں دیئے گئے، حضرت حق تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ تم نے حضرت موسیٰؑ ہی کو کب نبی مانا تھا کیا اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب کا انکار نہیں کرچکے اور موسیٰ کو بھی تم لوگوں نے نبی نہیں مانا کیونکہ تم تو انسانی نبوت کو جانتے ہی نہیں اور کسی آسمانی مذہب کے قائل ہی نہیں، یہ لوگ تو قرآن اور توراۃ دونوں کے متعلق یُوں کہتے ہیں کہ یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق و معاون ہم تو ان میں سے کسی کے بھی قائل نہیں ہم تو ان سب کے منکر ہیں، اور یہ شاید یہود سے معلوم کیا ہوگا کہ قیامت کے متعلق اور توحید کے متعلق تمہاری کتاب میں کیا ہے اور چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اصول میں ایک ہی ملت ہیں (باقی صفحہ ۶۲۵ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۲۴) اس لئے یہود نے بتایا ہوگا کہ توحید ہمارے ہاں بھی ہے اور بت پرستی کی مذمت اور غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کی حرمت ہماری کتاب میں بھی ہے اور ہمارے ہاں بھی قیامت میں جی اُٹھنا ہے یہ سنکر انھوں نے تورات اور قرآن دونوں کے متعلق یہ کہدیا کہ انا بکل کٰفرون ۔ حق تعالیٰ نے ان کی اس بات پر فرمایا کہ قرآن کو تورات کی مماثلت کا مطالبہ محض لغو اور شرارت آمیز مطالبہ ہے جب تم توریت کے بھی منکر ہو تو اگر قرآن کا نزول اُس کی مثل بھی ہوتا تو تم کب ماننے والے تھے تم کو تو اُن عقائد سے ضد ہے جن عقائد میں یہ دونوں کتابیں متفق ہیں (۴۸) اے پیغمبر آپ ان سے فرمایئے اچھا اگر تم سچے ہو تو قرآن اور توریت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت اور رہنمائی کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو تو میں اُس کی پیروی کرنے لگوں گا اور اس کی اتباع کروں گا ۞ یعنی اگر قرآن سے مطمئن نہیں ہو اور توریت پر بھی ایمان نہیں ہے تو اب صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو قرآن اور توریت دونوں سے بہتر اور زیادہ روشنی دینے والی ہو اور ہدایت کا نور ان دونوں سے اس میں زیادہ ہو تو اُس کو مان لوں گا اور اُس کا پیرو ہوجاؤں گا

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

نصیحت مانیں ۔ جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتب سماویہ عطا فرمائی ہیں

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ

وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور جب یہ قرآن انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾

بیشک حق ہے ہمارے رب کی جانب اُترا ہے ہم تو درحقیقت اسکے آنے سے پہلے ہی اس کو مانتے تھے

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کا ثواب اُن کی ثابت قدمی کے باعث دوہرا دیا جائیگا اور وہ لوگ بھلائی

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا

سے برائی کو دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ خیرات بھی کرتے ہیں ۔ اور وہ لوگ

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ

جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اُس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہدیتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور

لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ

تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہمارا تو سلام ہے تم پر ہم بے سمجھ لوگوں کے منہ لگنا نہیں چاہتے ۔ اے پیغمبر

لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت عطا

يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ

کرتا ہے ۔ اور وہی راہ پر آنے والوں کو خوب جانتا ہے ۔ اور کفار یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ

الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ

ہوکر اس ہدایت اور دین پر چلنے لگیں تو ہم اپنے ملک سے اُچک لئے جائیں کیا ہم نے اُن کو امن والے

حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ

حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے بطور رزق کے

اگر تم ان دونوں کا انکار کرنے میں سچے ہو تو ایسا کرلو (۴۹) پھر اگر یہ آپکا کہنا نہ کرسکیں اور آپ کے فرمانے کے مطابق کوئی کتاب حق دکھانے والی ایسی نہ لاسکیں جو توریت و قرآن سے زیادہ راہِ حق دکھانیوالی ہو تو آپ یقین جانئے کہ یہ کفار مکہ صرف اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور اُس سے بڑھ کر کون گم کردہ راہ اور گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بغیر کسی رہنمائی اور بدون کسی دلیل کے محض اپنی نفسانی خواہش اور دل کی چاؤ پر چلے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے ناانصافوں اور ظالم لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا ۞ یعنی دلائل اور براہین سے حق واضح ہوجانے کے بعد بھی حق کو قبول نہ کریں اور نفس کے ابھارنے سے انکار ہی کرتے چلے جائیں اور حق کے مقابلے پر ڈٹ جائیں اور واقعی اُس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوسکتا ہے جس کے پاس کوئی آسمانی ہدایت نہ ہو اور وہ محض اپنے نفس کی خواہش پر چلے تو ایسے ظالموں کی ہدایت اور رہنمائی کی اللہ تعالیٰ پر کوئی ذمہ داری نہیں (۵۰) اور ہم نے ان کیلئے بات کا سلسلہ جاری رکھا اور اس کلام کو پے در پے تھوڑا تھوڑا بھیجا تاکہ یہ نصیحت مانیں اور یاد رکھیں ۞ یہ کافروں کے سابقہ اعتراض کا شاید جواب ہے کہ یہ قرآن توریت کی طرح دفعتہ کیوں نہیں دیا گیا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ، جواب کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا نازل کیا اور کلام کا سلسلہ جاری رکھا تاکہ نصیحت قبول کریں اور اس طرح قرآن کے یاد رکھنے میں آسانی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام کتب سماوی کے سلسلے کا اظہار ہو کہ ہم پے در پے صحائف اور کتابیں نازل فرماتے رہے جن میں زبور، توریت، انجیل اور قرآن مشہور ہیں۔ یہ سلسلہ نزول صحائف اور کتب کا اس لئے جاری رکھا اور ایک صحیفہ کے بعد دوسرا صحیفہ اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کا نزول فرمایا تاکہ ان منکروں کو بار بار سننے سے نصیحت ہو چونکہ تذکر کے معنی یاد کرنا، اور نصیحت قبول کرنا یہ دونوں ہیں اسلئے ہم نے دونوں کی رعایت رکھی ہے بہرحال یا تو کتب سماویہ کے یکے بعد دیگرے نازل فرمانے کی طرف اشارہ ہے اور یا قرآن کے تھوڑا تھوڑا اور پے در پے نازل فرمانے کے متعلق اشارہ ہے ہم نے دونوں مطلب بیان کردیئے ہیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے پہلے کتب سماویہ عطا کی ہیں وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں ۞ یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ منصف مزاج ہیں وہ نبی آخرالزماں کی جو بشارات اُن کتابوں میں مذکور ہیں اُن کو دیکھ کر اور پڑھ کر قرآن کا یقین کرتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے ہیں آگے مومنین اہل کتاب کے اور اوصاف بیان فرمائے (۵۲) اور جب یہ قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے اور ان پر اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے ہمارے پروردگار کیجانب سے نازل ہوا ہے ہم تو درحقیقت اس کے آنے سے پہلے ہی اسکو مانتے تھے ۞ یعنی اس قرآن کے متعلق جو پیش گوئیاں ہماری کتابوں میں مذکور ہیں ہم ان پر ایمان رکھتے تھے تو ہمارا ایمان تو اس قرآن پر پہلے ہی سے ہے بیشک یہ حق ہے ہمارے پروردگار نے اسکو نازل فرمایا ہے اسی کی جانب سے یہ اُترا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ہم اپنی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کی پیشین گوئیوں پر بھی ہمارا ایمان ہے اور یہ قرآن انہی بشارتوں کا مصداق ہے تو ہم تو دراصل اس پر اس کے نازل ہونے سے پہلے ہی ایمان رکھتے ہیں، گویا ایک ایمان بواسطہ بشارت اور پیشین گوئی کے اور دوسرا ایمان اس کے نازل ہوجانے اور بحیثیت مُصدِّق کے آجانیکے بعد (۵۳) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کی پختگی اور ثابت قدمی کی وجہ سے دوہرا اجر و ثواب دیا جائیگا اور وہ لوگ بھلائی اور نیکی کیساتھ برائی اور لوگوں کی ایذا رسانی کو دفع کرتے ہیں اور جو ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں (باقی صفحہ ۶۲۶ پر)

لَدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا

دیے جاتے ہیں لیکن ان میں کے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیوں کو

مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ

ہلاک کر ڈالا جن کے باشندے اپنے سامان عیش پر فخر کیا کرتے تھے سو یہ ان کے مکانات پڑے ہوئے ہیں

تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

جن کو ان ہلاک ہونے والوں کے بعد اب تک بسنا ہی نصیب نہیں ہوا مگر بہت کم اور آخر کار ہم ہی ان سب کے وارث ہوئے

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا

اور اے پیغمبر آپ کا رب اس وقت تک بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان بستیوں کے مرکزی مقام میں کسی

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى

پیغمبر کو نہ بھیج دے کہ وہ وہاں کے لوگوں کو ہمارے احکام پڑھ کر سنا دے اور ان تبلیغ احکام کے بعد بھی ہم فوراً ہی بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے

اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

مگر ہاں اس وقت جبکہ وہاں کے لوگ بہت ہی شرارت کرنے لگیں۔ اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

سو وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کیلئے ہے اور اسی زندگی کی رونق ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ

وہ اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ بھلا ایک وہ شخص جس سے ہم نے

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ

کوئی بھلا اور اچھا وعدہ کر رکھا ہو پھر وہ شخص اس وعدہ کو پانیوالا بھی ہو کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾

کا کچھ سامان برتنے کو دیدیا ہو پھر وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہونیوالا ہو جو مجرمانہ حیثیت سے پیش کیے جائیں گے

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر فرمائیگا جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھتے تھے

(بقیہ صفحہ ۶۲۵) یعنی چونکہ یہ لوگ دو مرتبہ ایمان لائے ہیں ان کا ثواب بھی دوہرا ہوگا ایک اپنی کتاب اور اس کی پیشین گوئیوں پر ایمان لانا پھر جب اس کا مصداق آیا تو اس پر ایمان لانا اس پر دوسرا ثواب ہی عطا ہو بہی ثابت قدمی اور پختگی ہر کفار مکہ بھی ان لوگوں کو برا کہتے تھے اور اہل کتاب بھی ان کی ہجو کرتے تھے اور طعن و تشنیع سے پیش آتے تھے مگر یہ لوگ صبر کرتے تھے اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے اور ایذا رسانی کرنیوالوں کو نرمی سے جواب دیا کرتے تھے مثلاً خدا تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تم کو ایمان لانے کی توفیق دے وغیرہ وغیرہ نیز ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہو اس میں سے خیرات کرتے ہیں یہاں تک اُن کے عقائد و اعمال کا ذکر فرمایا آگے اُن کے اخلاق کا اور ذکر فرماتے ہیں (۵۴) اور وہ لوگ جب اپنی نسبت کوئی لغو اور بیہودہ بات مخالفین سے سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور بے توجہی برتتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہمارا تو سلام ہی تم پر ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا اور ان کے منہ لگنا نہیں چاہتے اور تمکو نا سمجھ نہیں چاہئیں یعنی جب کوئی ان کو برا کہتا ہے اور بیہودہ گوئی سے پیش آتا ہے تو یہ ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے اعمال ہمارے واسطے ہیں اور ان کا بدلا ہم کو ہی ملنے والا ہے اور تمہارے اعمال کی جزا تم کو ملنے والی ہے اور ایسے لوگوں کی باتوں کی کوئی توجہ نہیں دیتے اور صاحب سلامت کرکے الگ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو نا سمجھ لوگوں کی ضرورت نہیں اور ہم جاہلوں کے منہ لگنا نہیں چاہتے اور ہم بے سمجھ لوگوں کی صحبت نہیں چاہتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کر سمجھانے سے سمجھیگا اس سے کنارا ہی بہتر ہے ۱۲ (۵۵) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد ہے اے پیغمبر آپ جس کو چاہیں اور جس کو پسند کریں اس کو ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت عطا کرتا ہے اور وہی راہ پر آنیوالوں کو جانتا ہے ⁂ جو لوگ ایمان نہیں لاتے تھے اور کفر پر مرتے تھے انکے قرابت داروں اور رشتہ دار مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض قرابت داروں کے مرنے پر سخت افسوس ہوا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت و ضلالت کے مسئلے کو صاف کر دیا کہ آپ کا کام صرف راہ نمائی ہے۔ آپ اُن کو صحیح راستہ دکھلاتے اور بتاتے ہیں لیکن منزل مقصود تک پہونچا دینا اور مطلوب تک پہونچانا یہ آپ کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کو مطلوب اور مقصود تک پہونچا دیتا ہے اور رہا کسی شخص کو مقصود تک پہنچانا تو کیا آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون راہ پر آنے والا ہے اور کون راہ پر آنیوالا نہیں ہے یہ بات بھی ہم ہی جانتے ہیں کہ ہدایت کو قبول کرنے والا کون ہے اور منزل مقصود تک کون پہنچنے والا ہے اس تقریر سے وہ شبہ صاف ہو گیا ہوگا جو بعض معاصرین کو انک لا تھدی اور انک لتھدی الی صراط مستقیم سے ہوا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ کہے اس نے یہ قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری ۱۲ (۵۶) آگے اور شبہات کے جواب ہیں اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں اگر ہم تیرے ساتھ ہو کر اس دین حق کی ہدایت پر چلنے لگیں اور اس ہدایت کے پیرو ہو جائیں تو ہم اس ملک سے اُچک لئے جائیں اور یہاں سے مار کر نکال دئیے جائیں کیا ہم نے اُن کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے بطور رزق کے دیئے جاتے ہیں لیکن ان میں کے اکثر لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے ⁂ یعنی اسلام قبول کرنے پر یہ شبہ اور یہ عذر کرتے ہیں کہ اگر ہم ہدایت قبول کرلیں اور دین حق کی پیروی اختیار کرکے آپ کے ساتھ ہو جائیں تو عرب ہم کو لوگ یہاں سے مار کر نکال دیں اور ہم کو جلا وطنی اختیار کرنی پڑے اور معاش سے ہاتھ دھو کر بیروزگار رہ جائیں حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اتنی بات پر غور نہیں کرتے کہ ہم نے اس سرزمین کو حرم بنایا اور امن دینے والا بنایا۔ اس سرزمین کا اور یہاں کے باشندوں کا سب لوگ احترام کرتے ہیں اور اس کو امن کی جگہ سمجھتے ہیں، تو کیا تمہارے ایمان قبول کرلینے سے تم کو لوگ یہاں سے نکال دینگے اور حرم کا احترام ترک کردیں گے اور جب جلا وطن نہ ہوگے تو معاش کی الجھن کیوں ہوگی یہیں رہوگے اور یہاں رزق کی فراوانی کا یہ عالم ہو کہ ہر طرف سے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے کھانیکو ملتے ہیں اور بحیثیت رزق کے ہماری طرف سے تم کو دیئے جاتے ہیں اسلئے نہ جلا وطن ہونیکا اندیشہ ہو اور نہ بیروزگاری کا خطرہ ہے ایمان نہ لانیکا یہ عذر محض عذر بارد اور ناقابل توجہ ہو لیکن ان کے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں یہ کہ کے لوگ کہنے لگے ہم مسلمان ہوں تو یہ سارا عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اُن کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے پھر بھی حرم کا ادب ہے، وہی اللہ سب کو پناہ دینے والا ہے ۱۲ (۵۷) آگے ایمان نہ لانیکے (باقی صفحہ ۶۲۷)

وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہے کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے ویسا ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے ہم آپکے روبرو اور آپکے سامنے ان سے اپنی بیزاری اور لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں اور ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے اور ہم کو نہیں پوجتے تھے ۔ یعنی یہ سوال مشرکین سے ہوگا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں وہ شرکا سمجھیں گے کہ مشرکین ہمارا نام لیں گے تو وہ پہلے ہی اپنی صفائی کے طور پر کہیں گے یہ شرکا خواہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے ہوں بہرحال یہ مفروضہ شرکا وہ ہوں گے جن پر عتاب کا حکم پہلے ہی سے ہو چکا ہوگا اور علم الٰہی میں وہ پہلے ہی سے مستحق عذاب ٹھیر چکے ہوں گے جیسا کہ فرمایا وتمت کلمۃ ربک لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ یہ شرکا اپنی صفائی میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا اور گمراہ کیا اور ان کو ویسا ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے یعنی انکے بہکانے میں کوئی جبر واکراہ اور زبردستی نہیں کی گئی بلکہ جس طرح ہم گمراہ ہوئے تھے کہ ہم پر کسی نے جبر نہیں کیا بلکہ ہم اپنی خوشی سے گمراہ ہوئے ٹھیک اسی طرح یہ بھی اپنی خوشی اور اپنی رضا سے بہکے۔

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

آج وہ میرے شریک کہاں ہیں۔ جن لوگوں پر خدا کے عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہو وہ کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ

اے ہمارے رب یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے ویسا ہی گمراہ کیا جیسا ہم خود گمراہ ہوئے تھے

تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ

ہم آپ کے روبرو ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے۔ اور کہا جائیگا

ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَ

تم لوگ اپنے شرکا کو پکارو چنانچہ کافر اُن کو پکارینگے سو وہ شرکا اُن کو جواب ہی نہ دیں گے اور

رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ

یہ کافر عذاب کو دیکھ لیں گے کاش یہ لوگ دنیا میں صحیح راہ پر ہوتے۔ اور اُس دن

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾

خدا تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾

سو اُس دن ان تمام باتیں ان سے گم ہو جائیں گی لہٰذا وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے کچھ دریافت نہ کرسکیں گے۔

فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَعَسٰٓى أَنْ

البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اُمید ہے کہ ایسے لوگ

يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ

اُس دن فلاح پانے والوں میں سے ہونگے۔ اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور

يَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا

پسند فرماتا ہے اُن لوگوں کو پسندیدگی کا کوئی اختیار نہیں ہے خدا تعالیٰ اُن لوگوں کے شرک

يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا

سے پاک اور بالاتر ہے۔ اور آپ کے رب کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو اُن کے سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور جو یہ لوگ

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم بہکانے کے قصوروار ہیں لیکن ہم کو ان پر کوئی جابرانہ تسلط حاصل نہیں تھا اسلئے یہ بھی مجرم ہیں کہ کیوں ہمارے بہکانے میں آئے، بہرحال ہم آپکے روبرو ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان کر بری ہوتے ہیں یہ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے بلکہ یہ تو اپنی نفسانی خواہشات کے پجاری تھے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہم نے انھوں نے پر نام لیکر نیکوں کا اسی سے کہا ہم کو نہ پوجتے تھے ۱۲ (۶۳) اور کہا جائیگا تم لوگ اپنے شرکا کو پکارو چنانچہ یہ مشرک انکو پکاریں گے سو وہ ان پکارنیوالوں کو جواب ہی نہ دیں گے اور یہ مشرک اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھیں گے کاش وہ لوگ دنیا میں صحیح راستے پر ہوتے ۔ اور ان مشرکوں سے کہا جائیگا یہ کہنا یا تو حق تعالیٰ کیطرف سے ہوگا یا فرشتے کہیں گے کہ اپنے ان شرکا کو اپنی مدد کیلئے پکارو چنانچہ یہ اپنی امداد و اعانت کے لئے انکو پکاریں گے مگر وہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور عذاب ان کے سامنے آجائیگا اور یہ اُس عذاب کو دیکھ رہے ہونگے کاش وہ لوگ راہ یافتہ ہوتے اور دُنیا میں صحیح راستہ اختیار کرلیتے یعنی وہ معبودانِ باطلہ جب انکی کوئی مدد نہ کرسکیں گے تو ان کو حسرت و ندامت ہوگی اور یہ مشرک تمنا کرینگے کہ وہ بھی معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر راہِ راست قبول کرلیتے تو آج اس بلا میں مبتلا ہوتے یعنی مسلمان ہو جاتے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وے جواب دیں گے کہ وے راضی نہ تھے یا خبر نہیں رکھتے تھے ۱۲ (۶۴) اور اُس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو پکار کر فرمائے گا اور دریافت کریگا تم نے پیغامبروں کو کیا جواب دیا تھا۔ یعنی پیغامبروں کی تشریف آوری تو یقینی ہے مگر یہ بتاؤ کہ جب انکی دعوت تم کو پہنچی تو تم نے انکو کیا جواب دیا (۶۵) سو اُس دن اُن سے تمام خبریں اور تمام مضامین گم ہو جائینگے لہٰذا وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ دریافت بھی نہ کرسکینگے یعنی اس سوال کا جواب ہی نہ دے سکیں گے اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ گچھ کرسکیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جواب نہ آویگا کسی کو ۱۲ یہاں تک شرک کی مذمت اور مشرکین کا انجام مذکور تھا آگے توحید کے دلائل اور موحدین کا انجام مذکور ہے (۶۶) البتہ جو شخص دُنیا میں شرک سے تائب ہو جائے اور دینِ حق پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا ہے تو ایسے لوگ اُمید ہے کہ آخرت میں فلاح پانیوالوں اور کامیاب ہونیوالوں میں سے ہونگے ۔ یعنی مشرکوں کے لئے جن آفات اور مصائب کا ذکر ہوا اُن سے یہ لوگ محفوظ رہیں گے (۶۷) اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پسند فرماتا ہے ان لوگوں کو پسندیدگی کا کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے ۔ جو چاہے پیدا کرے یعنی تکوینی اختیارات اُسی کے قبضے میں ہیں اور جن احکام کو چاہے پسند کرے اور انبیا علیہم السلام کی معرفت نازل فرمائے ۔ یعنی تشریعی اختیارات بھی سب اُسی کے ہاتھ میں ہیں، منکروں اور بددینوں کو نہ تو حلال حرام کا اختیار ہے اور نہ پیدائش و اموات انکے قبضے میں ہے۔ جب تکوینی اور تشریعی خالق ہونے میں وہ یکتا ہے تو الوہیت میں بھی وہی منفرد اور یکتا ہے وہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے۔ یہ آیت کفار کے اُس اعتراض کا جواب بھی ہو سکتا ہے جو مکہ کے کافروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تھا کہ ان کو نبوت کیوں دیگئی اور یہ قرآن مکہ اور طائف کے رئیسوں پر کیوں نہ نازل ہوا۔ اس کا جواب ہے کہ پیدا بھی ہم ہی کرتے ہیں اور برگزیدگی اور انتخاب کا بھی ہمیں کو حق ہے چونکہ وہ اس معاملہ میں منفرد ہے حق پیدائش اور حق انتخاب اُسی کو حاصل ہے لہٰذا وہ پاک بالاتر ہے اُن سے جن کو یہ مشرک شریک بتلاتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ پیدا ہم کریں (باقی ص۶۲۸)

اور کسی نبی کا حق انتخاب انکے قبضے میں دیدیا جائے (۶۸) اور آپکے پروردگار کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور وہ بھی معلوم ہیں جو یہ لوگ علانیہ کرتے ہیں ؛ یعنی علم بھی ایسا کامل ہے کہ کسی دوسرے کو ایسا علم نہیں جو ہر شخص کے سینے کی باتوں سے اور اس کی علانیہ باتوں سے واقف ہو تو وہ علم میں بھی منفرد ہے (۶۹) اور اللہ ہی کامل الصفات ذات ہے اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تمام تعریفیں اور ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق دنیا اور آخرت میں وہی ہے اُسی کی فرماں روائی اور حکومت ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤگے ؛ یعنی جو خالقیت میں منفرد، اختیارات میں منفرد، علم میں منفرد، وہی تو ذات اللہ جل جلالہ ہے جب وہ ہر صفت کمال میں منفرد ہے تو اس کے سوا کوئی معبود بھی نہیں دنیا اور آخرت دونوں عالموں میں اسی کا تصرف ہے اس لئے وہی دونوں عالموں میں ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے فرماں روائی کا یہ عالم کہ آخرت میں تو اس کے سوا کسی کی حکومت ہی نہیں دنیا میں اگر مجازاً کسی کی حکومت نظر آتی ہے تو وہ بھی محض عارضی، اس لئے حقیقی حکمراں وہی ہے اور اسکی سلطنت کی قوت اور وسعت ایسی ہے کہ تم سب اسی کی طرف واپس ہوگے اس کی قوت و وسعت سلطنت سے کہیں بھاگ کر بچ سکتے ہو نہ جا سکتے ہو، ولہ الحکم النافذ فی الدنیا والاخرۃ و مصیر الخلق کلھم فی عواقب امورھم الی حکمہ فی الاخرۃ آگے اسکی بے پناہ قدرت کا ذکر ہے (۷۰) اے پیغمبر آپ ان سے دریافت کیجئے بھلا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے تو کیا تم سنتے نہیں ؛ یعنی آفتاب کی گردش اس طور پر ہو کہ زمین پر اسکی روشنی نہ پڑ سکے تو پھر زمین کو روشن کرنے اور تم کو روشنی دکھانیوالا اور کونسا معبود ہے جو تم کو روشنی سے مستفیض کردے تو تم ان دلائل قدرت کو توجہ کیساتھ سنکر سمجھتے نہیں چونکہ ہمیشہ کی رات سے استدلال فرمایا تھا تاریکی کی مناسبت سے افلا تسمعون فرمایا کیونکہ تاریکی میں دکھائی نہیں دیتا البتہ سن سکتا ہے اس لئے اس وسعت قدرت کا حال سنتے نہیں آگے اس کا عکس فرمایا (۷۱) آپ ان سے یہ بھی دریافت کیجئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت کے دن تک دن ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے کہ تم اُس میں راحت و آرام پاؤ تو کیا تم دیکھتے نہیں ؛ یعنی بجائے رات کے ہمیشہ کیلئے قیامت تک دن ہی رکھے اور آفتاب کو وسط آسمان پر یا فوق الارض کے مدار پر گردش دے تو ایسی حالت میں وہ کونسا معبود ہے جو تم پر آرام و سکون حاصل کرنے کیلئے رات لے آئے تو کیا تم دیکھتے نہیں یہاں دن کی روشنی کی مناسبت سے تبصرون فرمایا بہر حال وسعت قدرت کا یہ عالم ہے کہ انکے دن کو کوئی رات نہیں کر سکتا اور انکی رات کو کوئی دن نہیں بنا سکتا اور جب وہ اپنی قدرت میں منفرد ہیں تو یہ انفراد انکی الوہیت کے منفرد ہونے کو مستلزم ہے لیکن تم اور معبودوں کو باوجود دلائل ساطعہ کے چھوڑتے نہیں اور یہ تمہاری انتہائی ہٹ دھرمی اور توحید دشمنی ہے آگے رات اور دن کے ہیر پھیر میں جو اسکی رحمت و مہربانی ہے اس کا اظہار فرماتا ہے (۷۲) اور اس اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا ہے تاکہ تم رات میں راحت و آرام حاصل کرو اور دن میں اُس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجالاؤ ؛ یعنی تمہارے لئے رات اور دن کا مقرر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تاکہ دن میں روزی تلاش کرو اور کماؤ اور کما کر معاش حاصل کرو اور رات میں آرام اور راحت حاصل کرو اور ان دونوں سے حسب ضرورت فائدہ حاصل کرکے خالق لیل و نہار کا شکر بجالاؤ، یہ اس کا اپنی رحمت میں منفرد ہونا، غرض خالق ہونا مختار ہونا، کمال علم کا مالک ہونا، کمال قوت اور کمال سلطنت کا مالک ہونا اور بے انتہا قدرت اور اُس کی رحمت کا عام ہونا یہ سب اسکی الوہیت اور اسکی یکتائی پر براہین قاطعہ ہیں (۷۳) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان کافروں کو پکاریگا اور پکار کر ارشاد فرمائیگا جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے اور جن کے شریک ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے وہ میرے شریک کہاں ہیں ؛ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا بطور توبیخ ہوگا اور اُن کے خلاف شہادت لیتے وقت فرمائے گا چنانچہ ارشاد ہے۔ (۷۴)

يَعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي

علانیہ کرتے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ ہے اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تمام تعریفیں

الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

دُنیا اور آخرت میں اُسی کیلئے لائق اور سزاوار ہیں اور اُسی کی فرماں روائی ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤگے

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا

آپ ان سے پوچھئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کیلئے

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم

رات ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لئے

بِضِيَاءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن

روشنی لے آئے تو کیا تم سنتے نہیں۔ آپ ان سے یہ بھی پوچھئے بھلا یہ تو بتاؤ اگر

جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

خدا تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کے لئے دن ہی رہنے دے

مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ

تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے کہ تم اس میں راحت و سکون حاصل کرو

أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾ وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

تو کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور اُس خدا نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات

وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَ

اور دن کو بنایا ہے تاکہ تم رات میں آرام حاصل کرو اور دن میں اُس کا فضل تلاش کرو اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ

تاکہ تم اس کا شکر بجالاؤ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر فرمائیگا

أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾

جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ میرے شریک کہاں ہیں۔

اور ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک گواہ اور احوال بتانیوالا نکال لائیں گے۔ پھر ہم ان مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اپنے شرک کے جواز پر دلیل پیش کرو اور اپنی دلیل لاؤ تب انکو یہ معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات اللہ تعالیٰ ہی کی تھی اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ سب اُن سے گم ہو جائیں گی اور سب کھوئی جائیں گی۔ یعنی گواہ ہر اُمت میں سے میدانِ حشر میں ایک ایک گواہ لا کھڑا کریں گے پھر مشرکوں سے مطالبہ کیا جائیگا کہ کفر کے دعوے کی صحت پر کوئی دلیل بیان کرو، اُس وقت وہ جان سکیں گے اور اُن کو عین الیقین ہو جائیگا کہ بات وہی سچی تھی جو اللہ کی طرف سے تھی اور وہی دین دینِ حق تھا جو پیغمبر لیکر آئے تھے اور جو باتیں وہ دنیا میں بناتے تھے اور جو افترا پردازیاں وہ یہاں کیا کرتے تھے۔ اُس دن سب بھول جائیں گے اور کوئی بات بن نہ پڑیگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں احوال بتانیوالا پیغمبر یا ان کے نائب جو نیک بخت تھے ۱۲ (٧٥) اوپر کی آیتوں میں قرآن کی حقانیت اور رسول کی صداقت اور منکرین و ظالمین پر نزول عذاب کا ذکر تھا پھر قیامت کا ذکر فرمایا اور قیامت میں منکرین و متکبرین کا انجام فرمایا اسی سلسلے میں ایک اور متکبر و سرکش یعنی قارون کا ذکر کیا اور اُس کی ہلاکت اور تباہی کا بیان فرمایا تاکہ تکبر کرنیوالوں اور سرکشوں

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

اور ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک گواہی دینے والا نکال لائیں گے پھر ہم اُن مشرکوں سے کہیں گے شرک کے جواز پر اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

تب اُن کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے تھے

يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ

وہ سب اُن سے گم ہو جائیں گی۔ بلاشبہ قارون موسیٰؑ کی برادری میں سے تھا

فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ

پھر وہ لوگوں پر زیادتی کرنے لگا اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ اسکے خزانوں کی کنجیاں

لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ

ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیا کرتی تھیں جب اُس قارون کی قوم نے اُس سے کہا

لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا

تو نازاں نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کیا کرتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دے رکھا ہے

آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ

اُس سے آخرت کے گھر کی تلاش کر اور دُنیا میں سے اپنے حصہ کو فراموش

الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ

نہ کر اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور مُلک میں فساد

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾

پھیلانے کا خواہشمند نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ

قارون نے جواب دیا مجھ کو تو یہ سب کچھ میری اُس علم اور ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو مجھ کو حاصل ہے کیا اسکو یہ معلوم نہیں

أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

ہوا کہ خدائے تعالیٰ اُس سے پہلے گزشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو تباہ کر چکا ہے جو باعتبار قوت کے

کو عبرت ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم اور برادری میں سے تھا پھر وہ لوگوں پر زیادتی اور اُن کے مقابلے میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے جو خزانے اس کو دیئے تھے وہ اتنے تھے کہ اُس خزانے کے صندوقوں کی کنجیاں ایک طاقت ور اور زور آور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیا کرتی تھیں جب اُس قارون کی قوم نے اس سے کہا کہ تو نازاں نہ ہو اور اترا نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں ہیں لاوی کی اولاد میں قارون بھی تھا اس لئے اُس کا خاندانی تعلق حضرت موسیٰؑ سے تھا۔ قارون بہت خوبصورت تھا اس لئے اُس کو منور بھی کہتے تھے، وہ بہت مال دار تھا اور مال داری کی وجہ سے متکبر بھی تھا۔ اُسکے خزانوں کی کنجیاں بہت تھیں پہلے لوہے کی کنجیاں تھیں پھر لکڑی کی بنوائی گئیں کہتے ہیں وہ بھی بھاری ہوئیں تو پھر چمڑے کی بنوائی گئیں، وہ بھی اس قدر بھاری تھیں کہ ایک زور آور جماعت کے آدمی اُٹھانے سے تھک جاتے تھے اور اُٹھاتے تو لڑکھڑاتے تھے، مال کی اس قدر بہتات کے باعث نافرمانی کرنے لگا اور دینِ حق کا باغی بن گیا حالانکہ توریت کا بہت بڑا عالم تھا اور توریت بہت پڑھا کرتا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا، فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچاتا تھا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی، اس کام میں مال بہت کمایا جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰؑ کے اور فرعون غرق ہوا اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰؑ سے منافق ہو رہا، عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا ایک روز روبرو ایک عورت کو سکھا لایا تہمت کی بات اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہا کہ اس نے مجھے سکھایا تھا تب حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اُس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا ۱۲ (٧٦) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دے رکھا ہے اُس سے آخرت کے گھر کی تلاش اور جستجو کر اور دُنیا میں سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور اسکو بھول نہ جا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو اُس کی مخلوق پر احسان کر اور مُلک میں فساد پھیلانے کا خواہشمند نہ ہو اور فساد پھیلانے کی راہیں تلاش نہ کر بلاشبہ اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہی قوم کا قول ہے جو قوم نے اسکو سمجھانے کی غرض سے کہا، کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھ کو عطا فرمایا ہے اُس سے اپنی آخرت کو سنوار اور دارِ آخرت کیلئے اعمالِ خیر کر اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش نہ کر یعنی کھالے پہن لے باقی خدا کی مخلوق پر صرف کر یا یہ کہ دنیا میں سے جو لے کر جانا ہے اسکو ملحوظ رکھ اور وہ سوائے کفن کے اور کیا ہے، قوم کے لوگوں نے مزید توضیح کی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے جود و کرم سے تجھکو نوازا ہے تو اُس کی مخلوق اور اُس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کر اور اپنی ضرورت کے لائق رکھ لے باقی خیرات کر دے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر اسکی نافرمانی کرنے کی راہیں تلاش نہ کر اور فساد پھیلانے کی جستجو نہ کر کیونکہ گناہ ہونے سے ملک میں بلکہ ہر خشکی و تری میں فساد پھیلتا اور رونما ہوتا ہے اور اس امر کا یقین کر کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا اور پسند نہیں کرتا۔ قوم کی اس نصیحت پر اس نے جواب دیا، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خرابی مت ڈال یعنی حضرت موسیٰؑ کی ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دُنیا سے یعنی حصے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما ۱۲ (٧٧) قارون نے جواب دیا مجھکو تو یہ سب کچھ بس میرے علم و ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو مجھکو حاصل ہے اور میرے پاس ہے حضرت حق نے فرمایا کیا اس کو معلوم نہیں اور اسکو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو ہلاک کر چکا ہے جو باعتبار قوت و مال کے اس سے کہیں زیادہ اور باعتبار

مال جمع کرنیکے اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے ان گنا ہگاروں سے انکے گناہوں کے متعلق تحقیق کرنیکی غرض سے پوچھا نہیں جاتا ۞ اللہ تعالیٰ کے احسان و انعام کو نظرانداز کر دیا اور کہنے لگا یہ تو میں نے صرف اپنے علم و ہنر کی وجہ سے کمایا ہے یعنی میں معاش کی تدابیر اور کمائی کی ترکیبوں سے خوب واقف ہوں یا تجارت اور صناعی کا علم ہو بعض کہتے ہیں حضرت یوسف کے خزانوں کا علم ہوگیا تھا وہ خزانے نکال لئے تھے کسی نے کہا کیمیا بنانی جانتا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور نہ میرے مال میں کسی اور کا استحقاق ہے اسی بنا پر میرا افتخار بھی صحیح ہے اور زکوٰۃ سے انکار بھی صحیح ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا اسکو یہ نہیں معلوم کہ ہم اس سے پہلے کتنی قوموں میں سے ایسے لوگوں کو ہلاک و تباہ کر چکے ہیں جو قوت کے اعتبار سے اور مال کی کثرت اور مال جمع کرنیکے اعتبار سے بھی اس سے بہت زیادہ تھے اور جب ہم اس سے زیادہ قوت والے سرمایہ داروں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں تو اس کی کیا حیثیت ہے علم کا دعویٰ کرتا ہے اور تاریخ کی اتنی سی بات نہیں جانتا اور یہاں جو مجرمین سے سوال کی نفی فرمائی اُس کا مطلب یہ ہے کہ سوال سے کوئی تحقیق مقصود نہ ہوگی بلکہ توبیخ کی غرض سے سوال ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا لنسئلنھم اجمعین۔

أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ

اُس سے کہیں زیادہ اور مال جمع کرنیکے اعتبار سے اُس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور گناہ گاروں سے اُن کے گناہوں کے متعلق

الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ

پوچھا نہیں جاتا۔ پھر قارون اپنی پوری زینت و زیبائش کیساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو وہ لوگ۔ جو

الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ

دُنیوی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازوسامان

مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ

ملا جو قارون کو دیا گیا ہے واقعی قارون بڑے نصیبے والا ہے۔ اور جن

الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

لوگوں کو صحیح علم و فہم عطا کیا گیا تھا اُنھوں نے فرمایا اے دُنیا کے طالبو تم پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ثواب بدرجہا بہتر ہے

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾

جو اسکی بارگاہ سے ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتا ہو اور یہ مرتبہ ثابت قدم رہنے والوں کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا کرتا۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ

پھر ہم نے قارون کو اور اُس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پھر اُس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت

يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾

نہیں ہوئی جو خدا سے اُس کو بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپکو خود ہی بچا سکا۔

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

اور کل گزشتہ جو لوگ اُس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے

وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

ارے افسوس بات تو یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو بڑھاتا

وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ

اور گھٹاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ

سوال کرنا اس غرض سے نہ ہوگا کہ گناہ کیا یا نہیں کیونکہ گناہ کرنا تو حق تعالیٰ کو معلوم ہے ہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیوں کیا بعض حضرات نے اکثر جمعا کے معنی یہ کئے ہیں کہ جماعت کے اعتبار سے انہیں اکثریت حاصل تھی یعنی رضاکار اور حمایتی اور حاشیہ نشین بہت تھے اور لاؤ لشکر بہت تھا مفسرین سے دونوں ہی باتیں منقول ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دُنیا کمانے کے واسطے اور پوچھے نہ جائیں گے یعنی گنہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ اُلٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ (۷۸) پھر قارون اپنی خوب زینت و زیبائش کیساتھ اپنی قوم پر نکلا تو وہ لوگ جو دُنیوی زندگی کو چاہتے تھے اسکی شان و شوکت دیکھ کر کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازوسامان ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے واقعی وہ بڑے نصیبے والا ہے ۞ قارون اپنا خاص لباس پہنکر ایک سفید خچر پر بیٹھ کر نکلا اور ہزاروں پیدل اور سوار اس کے جلوس میں تھے یہ ٹھاٹھ اور کرو فر دیکھ کر بعض طالبین دُنیا نے یہ تمنا کی کاش ہم کو یہ سب سامان عیش ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے وہ واقعی بڑا نصیبے والا ہے بنی اسرائیل کے بعض دنیاداروں نے یہ تمنا کی (۷۹) اور جن لوگوں کو صحیح علم و فہم عطا کیا گیا تھا انھوں نے فرمایا اے دُنیا کے طالبو تم پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ثواب بدرجہا بہتر ہے جو اسکی بارگاہ سے ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتا ہو اور یہ مرتبہ سوائے صبر کرنیوالوں اور ثابت قدم رہنے والوں کے اور کسی کو میسر نہیں ہوا کرتا ۞ حضرت شمعون اور حضرت موسیٰ کے دُوسرے ہمراہی جو اہل علم و فہم تھے ان کو سمجھانے لگے کہ ایسی فانی چیز کی تمنا کیوں کرتے ہو جو اس قارون کی زینت و زیبائش سے اللہ تعالیٰ کا ثواب جو ایمان لانیوالوں اور اعمال نیک کرنیوالوں کو ملتا ہے وہ ہزارہا درجے اس سے بہتر اور اچھا ہے یہ کرامت اور بزرگی اور کامل ثواب اُن لوگوں کو ملتا ہے جو صبر کرنیوالے ہیں نیک اعمال پر اور دُنیوی تنگدستی پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دُنیا کی آرزو پر گرتے ہیں نادان آدمی دُنیادار کی آسودگی کو تکتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے اسکی فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور رسوائی و خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنیکے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس ۱۲ (۸۰) آخر کار ہم نے قارون کو اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت کھڑی نہیں ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اسکو بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپکو خود ہی بچا سکا ۞ قارون کی شرارت بڑھتی رہی اور زکوٰۃ ادا کرنے کو آمادہ نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرتا رہا یہاں تک کہ اُس نے چاہا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجمع عام میں توہین کرائے، اس کیلئے اس نے ایک عورت کو کثیر رشوت دیکر آمادہ کیا اور جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زنا کی حد بیان کر رہے تھے تو قارون نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ اے موسیٰ اگر آپ بھی اس فعل شنیع کے مرتکب ہوں تو کیا اسی سزا کے مستحق ہوں گے آپنے فرمایا بیشک قارون نے عورت کیطرف اشارہ کیا وہ عورت کھڑی ہوئی اور وہ اپنے ساتھ بدکاری کی نسبت بیان کرنے لگی حضرت موسیٰ نے اس سے کہا خدا کے غضب سے ڈر کر بیان دے اور جو کہنا چاہتی ہے وہ کہہ اس پر یہ عورت ڈر گئی اور اس نے رشوت کا تمام واقعہ سنا دیا اور وہ تھیلیاں بھی پیش کیں جن پر قارون کی مہر لگی ہوئی تھی اس پر مجمع میں قارون پر ملامت ہونے لگی حضرت موسیٰ سجدے میں گر کر دعا مانگنے لگے اس پر ارشاد ہوا موسیٰ تم زمین کو حکم دو وہ تمہاری اطاعت کرے گی حضرت موسیٰ نے زمین سے کہا (باقی صفحہ ۱۳۱)

(بقیہ صفو ۶۳۰) فرمایا اے زمین اسکو پکڑلے چنانچہ قارون زمین میں دھنسنا شروع ہوا اس خسف سے پہلے آپ نے اعلان کر دیا کہ تمام بنی اسرائیل یہاں سے چلے جائیں اور صرف قارون اور اُس کے ساتھی یہاں ٹھہر رہیں چنانچہ صرف دو آدمی قارون کیساتھ بیٹھے رہے اور وہ قارون کیساتھ زمین میں دھنسنے لگے ان لوگوں نے چلانا اور حضرت موسیٰؑ سے معافی مانگنی شروع کی حضرت موسیٰؑ برابر زمین سے کہتے رہے کہ زمین اسکو پکڑ یہاں تک کہ زمین قارون کو نگلتی چلی گئی بعض مفسرین نے صرف قارون کے دھنسنے کا ذکر کیا ہے دھنستے دھنستے بھی قارون آنکھوں کے اشاروں سے معافی مانگتا رہا لیکن حضرت موسیٰؑ نے اُس پر رحم نہیں کیا بہرحال یہ زمین میں دھنس گیا اور اُس کے تمام خزانے اور اس کا مال و متاع بھی زمین میں دھنسا دیا گیا چونکہ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے شبہ کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکے مال پر قبضہ کرنے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اس لئے اس کا سامان بھی اسی جگہ دھنسا دیا گیا اور وہ اپنے گھر سمیت زمین میں دھنس گیا نہ کوئی اس کا حمایتی آیا نہ کوئی اسکے رضاکاروں اور حاشیہ نشینوں میں سے آیا اور نہ وہ اپنی مدد خود کرنے کے قابل تھا جب قارون کا یہ انجام ہوا

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

ناسپاسوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ یہ آخرت کا گھر یعنی جنت ہم انہی لوگوں کیلئے

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ

خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلانا

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

اور آخر میں انہی لوگوں کا بھلا ہوتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوگا تو اس کو

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى

اس نیکی سے بہتر بدلا ملے گا اور جو شخص بدی لے کر حاضر ہوگا تو ایسے بد اعمالوں کو

الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

ان کے صرف انہی اعمال کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى

بے شک جس خدا نے آپ پر قرآن کے احکام کو فرض کیا ہے وہ آپکو ضرور آپکے اصلی وطن میں

مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ

پھر پہنچانے والا ہے آپ فرما دیجئے میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون دین حق لے کر آیا ہے اور کون

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى

کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ اور اے پیغمبر آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر

اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا

یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے نازل کی گئی لہٰذا

تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ

آپ ہرگز ان کافروں کے مددگار نہ ہوں۔ اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے

اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ

تو اس کے بعد ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ان احکام کی تعمیل سے آپکو روک دیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے

تب اُن دنیا کی خواہش کرنیوالوں کی آنکھیں کھلیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۸۱) اور کل گزشتہ جو لوگ اُس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے اور اُس کا درجہ حاصل کرنے کی خواہش کر رہے تھے وہ کہنے لگے ارے خرابی کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے اسکو نپی تلی روزی دیتا اور روزی کی تنگی اور کمی کر دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان اور مہربانی نہ فرماتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ ناسپاسوں اور منکروں کو فلاح نصیب نہیں ہوا کرتی ؛ یعنی جو لوگ اپنی نادانی سے کل تک یٰلیت لنا مثل ما اوتی قارون کہہ رہے تھے آج قارون کا حشر دیکھ کر صبح صبح تعجب سے کہنے لگے بس جی معلوم ہو گیا روزی کی فراخی اور بندوں میں سے کسی پر تنگی یہ نصیب اور بدنصیب کی علامت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی تکوینی مصلحت پر موقوف ہے ہمارا یہ خیال غلط تھا کہ قارون بڑا نصیبے والا ہے غرق ہو جانے کے بعد معلوم ہوا بڑا بدنصیب تھا اور بس جی یہ معلوم ہوا کہ نافرمان اور ناسپاسو کو فلاح نصیب نہیں ہوتی ہماری غربت اور تنگدستی نے ہم کو بچا لیا نہ معلوم ہم مالدار بن جاتے تو کیسے ثابت ہوتے اگر ہم کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوتے تو شاید ہمارا حشر بھی قارون جیسا ہوتا اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیتا آگے نیک بندوں کے انجام کا ذکر ہے (۸۲) یہ آخرت کا گھر اور عالم آخرت ہم اُن ہی لوگوں کیلئے خاص کیا کرتے ہیں جو دنیا میں بڑا بننے کی خواہش کرتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور فساد پھیلانا اور انجام کار انہی لوگوں کا بھلا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنیوالے ہیں ؛ اوپر کی آیتوں میں ایک متکبر اور بخیل دولت مند کا ذکر فرمایا تھا اس کی مناسبت سے اب اچھے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ کہ پچھلا گھر اور عالم آخرت کی آسودگی اور دائمی بہشت اُن لوگوں کیلئے ہم نے خاص طور پر مقرر کی ہے جو زمین میں اور دنیا میں نہ تو اونچا ہونے کا قصد اور عزم کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلانا یعنی گناہوں کا ارتکاب کرنا اور تکبر چونکہ دیگر منہیات اور مفاسد کے لئے بطور بنیاد ہے اسلئے اسکو مقدم فرمایا اور فساد سے عام گناہ مراد ہوں خواہ ان کا کرنا گناہ ہو یا انکا ترک گناہ ہو جیسے چوری، غیبت، قتل ناحق یا ترک صلوٰۃ اور ترک صوم اور ترک حج و زکوٰۃ وغیرہ ان تمام باتوں کا ارادہ بھی نہیں کرتے آخر میں پرہیزگاروں کو بشارت دی کہ انجام کار بھلا متقیوں کا ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے

ہیں یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اسکی بڑی قسمت ہے آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ انکو ہے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ۱۲ (۸۳) جو شخص نیکی لیکر حاضر ہوگا تو اس کو اس نیکی سے بہتر بدلا ملے گا اور جو شخص بدی اور برائی لیکر حاضر ہوگا تو ایسے بداعمالوں کو صرف انہی اعمال کی سزا دی جائیگی جو وہ کیا کرتے تھے ؛ یعنی نیکی لیکر قیامت میں حاضر ہونیوالا اُس نیکی سے زیادہ بدلا پائیگا جس کا کم سے کم درجہ دس گنا ہوگا یعنی ایک نیکی کا مقتضا یہ ہے کہ اس نیکی کی مثل بدلا مل جاتا لیکن نیکی والے کو دس گنا بدلا ملے گا اور یہ کم سے کم بدلا ہوگا یہاں تک کہ کسی کو سات سو تک بھی دیا جائیگا لیکن بدی کا بدلا اس بدی اور برائی کے مقتضا سے زیادہ نہیں ہوگا بلکہ صرف مقتضا کے مطابق دیا جائیگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس شخص پر افسوس ہے جس کی اکائیاں دہائیوں کو کھا جائیں۔ یعنی جو ایک کی ایک لکھی جائے وہ زیادہ ہوں اور جو ایک کی دس لکھی جائیں وہ کم [illegible] دیا نیکی کا وہ ملتا ہے (باقی ص ۶۳۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۳۱) مقرر اور برائی پر برائی وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی ۱۲ (۸۴) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآنی احکام کی تعمیل اور تبلیغ کو فرض کیا ہے اور جس نے آپ پر قرآن کا حکم بھیجا ہے وہی آپ کو آپ کے اصلی وطن میں پھیرنے والا اور واپس لانیوالا ہے آپ فرما دیجئے میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت اور دینِ حق لیکر آیا ہے اور کون صریح اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہے ف حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پھر لادیگا پہلی جگہ یہ آیت اتری ہجرت کے وقت یہ تسلی فرمائی کہ پھر مکے میں آؤگے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہوکر ۱۲ معاد سے مُراد عام طور پر مکہ معظمہ کیجانب فاتحانہ طور پر واپسی بیان کی گئی ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ کی موت اور اجل کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور چونکہ مکہ کی واپسی کے بعد اجل کا زمانہ بھی قریب آگیا اس لئے موت کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے اور عاشقوں کیلئے موت سے اچھا کیا وعدہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معاد سے مُراد عالمِ آخرت کی واپسی ہو وہ تو حقیقی معاد ہے ہی اور اجل کے بعد پھر عالمِ آخرت ہی آتا ہے اسلئے معاد کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد شام کی زمین ہے چونکہ وہ حشر کی زمین ہے اور اجل کے بعد ہی حشر برپا ہونیکا زمانہ ہے اس لئے ارضِ شام کا قول بھی صحیح ہے لیکن مشہور بات وہی ہے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ باقی معنی سب ملتے جلتے ہیں واللہ اعلم بالصواب (۸۵) اور اے پیغمبر آپکو تو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جائیگی مگر محض آپکے پروردگار کی رحمت اور مہربانی سے نازل کی گئی لہٰذا آپ ہرگز ان دینِ حق کے منکروں کے مددگار نہ ہوں اور ان کے پشت پناہ نہ بنیں اور انکی تائید نہ کریں یعنی نبی بننے سے پہلے آپکو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ نبی ہوں گے اور آپ پر قرآن جیسی جامع کتاب نازل ہوگی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آپکے پروردگار کی مہربانی سے ہوا کہ آپ نبی مقرر ہوئے اور آپ پر قرآن وحی کے ذریعہ سے القا کیا گیا اب آپ کا فریق بالکل الگ تھلگ ہے جس طرح آپ ہیں انکی تائید نہ فرمائیے اور دینی معاملات میں اُن سے کوئی واسطہ نہ رکھئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنھوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا ۱۲ (۸۶) اور جب اللہ تعالیٰ کے احکام آپ پر نازل ہوچکے تو اسکے بعد ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو ان احکام کی تعمیل سے روک دیں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کیطرف بلاتے رہئے اور ان کو دینِ حق کی دعوت دیتے رہئے اور آپ ہرگز شرک کرنیوالوں میں سے نہ ہوں ف یعنی کفارِ مکہ کو لست اور نزولِ قرآن کے بعد آپکو دعوت الی الحق اور تبلیغ احکام میں یہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ کردیں اور آپکو روک نہ دیں آپ حسبِ دستور ان کو بلاتے رہئے اور آپ اپنے کو ان میں شمار نہ کیجئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپکو ان میں نہ گن گو کہ اپنے قرابتی ہوں ۱۲ (۸۷) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارئے اسکے سوا کوئی اور معبودِ حقیقی نہیں ہے اسکی ذات کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں اسی کی حکومت اسی کی فرماں روائی ہے اور تم سبکی بازگشت اسی کی طرف ہے اور تم سب اسکی طرف بلائے جاؤگے ف وجہ سے مراد حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے وہی باقی رہیگا اور سب فنا ہوجانے والے ہیں، نہ اس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی ہے نہ اسکے سوا کسی اور کو پکارنے کی اجازت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو مگر اس کا مونہ یعنی وہ آپ ۱۲ (۸۸)

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ

اور آپ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں - اور نہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو

اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ

پکارے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اُس کی ذات کے سوا سب چیزیں

إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

فنا ہونیوالی ہیں اُسی کی فرماں روائی ہے اور تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے۔

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ عنکبوت مکی ہے اور یہ انہتر۶۹ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا

الٓمٓ ۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے

وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ

اور وہ کسی آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ ہم اُن لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں

فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾

سو یقیناً اللہ اُن لوگوں کو ظاہر کرکے رہیگا جو سچے ہیں اور اُنکو بھی ظاہر کرکے رہیگا جو جھوٹے ہیں۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۚ

کیا جو لوگ برے کام کرتے رہتے ہیں اُنھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے کہیں بھاگ کر آگے بڑھ جائینگے

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٤﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ

وہ فیصلہ بہت برا ہے جو یہ کرتے ہیں۔ جو شخص اللہ سے ملنے کی آس لگائے ہوئے ہے

فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٥﴾

اسکو چاہئے کہ تیاری کرتا رہے کیونکہ اللہ کی ملاقات کا مقررہ وقت یقیناً آنیوالا ہی ہے اور وہی ہے سب سننے والا جاننے والا

سورۂ عنکبوت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٓمٓ (۱) کیا ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا اور یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور انکو آزمایا نہ جائیگا اور وہ کسی آزمائش میں مبتلا نہ کئے جائیں گے ف یعنی یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اوپر کی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر فرعونی مظالم اور اُس کی زیادتیوں کا ذکر تھا اس سورت میں کفارِ مکہ کے ان مظالم کا ذکر ہے جو وہ مسلمانوں پر کیا کرتے تھے ان مظالم کے متعلق مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے اور ان کو تسلی دی گئی ہے اور انکو بتایا کہ دعوتِ ایمانی کو قبول کرنیوالے ابتلا اور امتحان و آزمائش کیلئے آمادہ رہیں اور یہ سمجھ بیٹھیں کہ ایمانی دعوت کو قبول کرلینا ہر قسم کی آزمائشوں اور فتنوں سے سبکدوش ہوجانا ہے نہیں کا فرانہ اقتدار کے دور میں یہ کہنا کہ ہم دینِ حق پر ایمان لے آئے اور ہم نے حق کو قبول کرلیا یہ کہنا ہی بہت سے امتحانات کو دعوت دینا ہے آگے اطمینان دلایا کہ یہ کوئی نئی آزمائش نہیں ہے بلکہ پہلی اُمتوں کو بھی یہ حوادثات پیش آچکے ہیں اُن

بقیہ صفحہ ۶۳۳

(بقیہ صفحہ ۶۳۲) فتنوں سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ انکا صبر و استقلال اور جواں مردی سے مقابلہ کرنا چاہیے (۲) اور بلا شبہ ہم ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں اور مختلف حوادثات و مصائب میں مبتلا کر چکے ہیں جو ان سے پہلے ہوگزرے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ظاہر کردیگا جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کرکے رہیگا جو جھوٹے اور کاذب ہیں ⁂ یعنی تم سے پہلے جو مسلمان تھے اور کافرانہ اقتدار کے دور میں اپنے زمانے کے نبی پر ایمان لائے تھے ان کیساتھ جو مظالم ہوئے کوئی کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا اور کسی کو لوہے کی کنگھیوں سے کھرچ کھرچ کر اسکی ہڈیوں کے ڈھانچے کو نمایاں کیا گیا کما جاء فی الحدیث یہ سب سلوک ہو چکے ہیں تو ہم ان مسلمانوں سے پہلے کے مسلمانوں کو بھی اس قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کر چکے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کردے اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ صحیح اعتقاد سے مسلمان ہونیوالے کون ہیں اور جھوٹے ایمان لانیوالے کون ہیں آگے ان ظالموں کو بھی تنبیہ فرمائی جو محض اس بنا پر لوگوں کو ستاتے اور ان پر ظلم کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں (۳) کیا وہ لوگ جو برے کام کر رہے ہیں انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے کہیں بھاگ کر آگے بڑھ جائیں گے اور آگے نکل جائیں گے وہ فیصلہ اور وہ تجویز بہت ہی بری ہے جو یہ کرتے ہیں ⁂ یعنی اس قسم کا خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت سے نکل بھاگیں گے یہ خیال بہت ہی برا اور نہایت بیہودہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلی دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ کافروں کو جو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ (۴) آگے پھر مسلمانوں کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور اس سے ملنے کی امید رکھتا ہے اور آس لگائے ہوئے ہے اس کو چاہیے کہ وہ مصائب سے گھبرائے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مقررہ وقت یقیناً آنے والا ہی ہے اور وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے ⁂ یعنی جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا متوقع ہے تو اس کو اس قسم کے مصائب اور حوادثات سے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ اسکی ملاقات کا مقررہ اور متعین وقت یقیناً ضرور آنیوالا ہے اس وقت وہ ان تمام ایذا رسانیوں کا صلہ عطا فرمائیگا اور اس کو تو جو کچھ یہاں ظالم مسلمانوں کیساتھ سلوک کر رہے ہیں سب کا علم ہے اور جو باتیں طعن آمیز یہ کر رہے ہیں ان سب کو سن رہا ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۵) اور جو شخص کوشش اور محنت کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے اور فائدے کو کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو یقیناً اہل عالم اور اقوام عالم سے مستغنی اور بے نیاز ہے اسکو تمام جہان والوں میں سے کسی کی حاجت اور پروا نہیں ⁂ مدعا صاف ہے کہ جو جسقدر مشقت اور محنت کریگا اور مصائب پر تحمل کریگا اس کا اجر اور صلہ اسکو ہی ملے گا (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کے پابند رہے تو ہم ان کے گناہ یقیناً ان سے دور کردیں گے اور ان سے زائل کردیں گے اور ہم انکے ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے بہترین بدلا عنایت کریں گے ⁂ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کے پابند رہے تو ان کے گناہ ان سے دور کردیے جائیں گے اور ان کے ایمان و اعمال صالحہ کا اجر ان کو ان کے حق سے بھی بہتر اور زیادہ دیا جائیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی ۱۲ (۷) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں ماں باپ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ کسی ایسی چیز کو میرا شریک بنا اور شریک ٹھیرا جسکے معبود ہونیکی کوئی صحیح دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو ان دونوں کا کہنا نہ مان اور شرک کرنے میں ان کی اطاعت نہ کر تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پھر میں تم کو ان سب کاموں کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا اور بتلادوں گا جو تم کیا کرتے تھے ⁂ حمنہ بنت ابی سفیان کے صاحبزادے سعد بن ابی وقاص کا واقعہ ہے کہ انکے مسلمان ہونے پر ان کی والدہ نے دھوپ میں بیٹھنا اختیار کیا اور کھانا پینا چھوڑ دیا اور سعد سے کہا جب تک تم اسلام کو ترک کریگا تو میں اسی طرح رہوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں سعد نے کہا اے ماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور وہ یکے بعد دیگرے نکلتی رہیں تو میں اسلام چھوڑنیوالا نہیں خواہ تو کھائے یا بھوکی مرجائے، ماں نے جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آئیگا تو انھوں نے کھانا پینا شروع کردیا اور دھوپ سے اٹھ کر سایہ میں چلی گئیں مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کی خدمت کرو لیکن وہ اگر کوشش کریں اور تم پر زور ڈالیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی پر یا کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں شریک کرنے پر آمادہ کریں جس کا تم کو صحیح علم نہیں اور تمہارے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور ہر چیز ایسی ہی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک کرنے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ شرک کے خلاف دلیلیں قایم ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے شریک پر اور اسکی نافرمانی پر زور دیں تو ان کا کہنا نہ مانو آخر میں فرمایا کہ تم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے پھر جو عمل تم نے کئے ہیں (باقی صفحہ ۶۳۴)

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو یقیناً

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اہل عالم سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

عمل کرتے رہے تو ہم ضرور اُن کے گناہ اُن سے زائل کردیں گے اور ہم اُن کے اُن کاموں کا جو وہ

أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ وَوَصَّيْنَا

کیا کرتے تھے بہترین بدلا عطا فرمائیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ

لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ

تو ایسی چیز کو میرا شریک بنا جسکے معبود ہونیکی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو اُن دونوں کا کہنا نہ مان

إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾

تم سب کو میری ہی طرف واپس آنا ہے پھر میں تم کو اُن سب کاموں کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا جو تم کیا کرتے تھے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي

اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کرتے رہے ہوں گے اُن کو ہم نیک لوگوں میں

الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ

داخل کردیں گے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے

فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ

لیکن جب اُن کو اللہ کی راہ میں کوئی اذیت دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی اس ایذا رسانی کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے خدا کا

اللَّهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا

عذاب اور اگر آپکے رب کی جانب سے کوئی مدد آپہونچتی ہے تو یہی لوگ یوں کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے

مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

ساتھ تھے کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو باتیں اہل عالم کے سینوں میں مخفی ہیں اُن سے

الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

خدا خوب واقف ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور اُن لوگوں کو نمایاں کرکے رہیگا جو صحیح ایمان لائے اور

لَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

منافقوں کو بھی ظاہر کرکے رہے گا۔ اور کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں

آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم

کہ تم ہمارے طریق پر چلو اور تمہارے گناہ ہم اٹھائیں گے حالانکہ یہ کافر ان کے گناہوں میں سے

بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾

کچھ بھی اٹھانے والے نہیں یقیناً یہ کافر بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ

اور ہاں یہ ضرور ہوگا کہ یہ کافر اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے

وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾

اور جو جو افترا پردازیاں یہ لوگ کرتے رہے ہیں اُن سب کی قیامت میں اُن سے بازپرس کی جائے گی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ

اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا سو وہ اُن لوگوں میں

أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَ

پچاس برس کم ہزار سال رہا پھر اُن لوگوں کو طوفان نے آ پکڑا اور

هُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ

وہ بڑے ہی نافرمان تھے۔ پھر ہم نے نوحؑ کو اور جہاز والوں کو بچا لیا

وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ

اور ہم نے اس واقعہ عذاب کو اہل عالم کیلئے ایک عبرت آموز نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جب کہ

(بقیہ ص٦٣٣) ان سب کی حقیقت سے تم کو باخبر کردوں گا اور تم پر اپنے کاموں کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی آیت کا شان نزول شاید سعد بن ابی وقاصؓ اور حمنہ بنت ابی سفیان کے بارے میں ہے لیکن حکم عام ہے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے (٨) اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک اعمال کے پابند رہے ہوں گے اُن لوگوں کو ہم نیک اور شائستہ حضرات کے درجے میں داخل کردیں گے ؛ صالحین کا درجہ بہشت ہے چنانچہ یہ لوگ بہشت میں داخل کردیئے جائیں گے نیک اعمال میں کافروں کی ایذارسانی پر صبر کرنا اور ان کو خندہ پیشانی کیساتھ برداشت کرنا بھی داخل ہے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان پر عمل سے قائم رہے اور کفار کی ایذارسانی سے خواہ وہ قولاً ہو یا فعلاً ہو اس ایذارسانی سے گھبرائے نہیں تو ہم ایسے لوگوں کو ضرور بہشت میں داخل کریں گے اور بہشت والوں میں شامل کرلیں گے آگے ان منافقوں کا ذکر ہے جن کا ایمان پختہ نہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں ماں باپ سے زیادہ کسی کا حق نہیں پر اللہ کا حق اُن سے زیادہ ہے اُنکی خاطر دین نہ چھوڑے ١٢ (٩) اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں انکو کافروں کی طرف سے کوئی اذیت اور تکلیف دیجاتی ہے تو وہ لوگوں کی اس ایذارسانی کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اگر کوئی مدد آپکے پروردگار کی طرف سے آجائے تو یہی لوگ یوں کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو دین میں تمہارے ساتھ تھے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اہل عالم کے سینوں میں جو باتیں مخفی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو خوب جانتا ہے ؛ یعنی کچھ ضعیف الایمان لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن کافروں کی ایذارسانی کو ایسی اہمیت دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر انسان کفر سے تائب ہوتا ہے اور کفر کو چھوڑ کر ایمان لاتا ہے اسی طرح یہ لوگوں کی تکالیف سے ڈر کر ایمان سے دست بردار ہو جاتے ہیں ہاں اگر آپکے پروردگار کی جانب سے آپکو کوئی مدد پہنچ جائے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم دین و ملت اور عقیدے میں یقیناً تمہارے ساتھ تھے اور ہم نے تو دفع ایذا کی وجہ سے کافروں کا ساتھ دیدیا تھا اس دو رخی پالیسی کا حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب دیا کہ کیا اقوام عالم اور دنیا جہان والوں کے سینے میں جو باتیں پنہاں اور مخفی ہیں اُن کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے یقیناً ہے پھر غلط باتوں کا کیوں اظہار کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اخلاص کو بھی جانتا ہے اور نفاق کو بھی آگے امتحانات کی وجہ مذکور ہے (١٠) اور یقیناً اللہ تعالیٰ انکی لوگوں کو ظاہر اور معلوم کرکے رہیگا جو صحیح ایمان لائے اور منافقوں کو بھی معلوم اور ظاہر کرکے رہیگا ؛ یعنی اگر اس قسم کے امتحانات میں اُن کو مبتلا نہ کیا جائے تو برے اور بھلے اور کچے اور پکے نمایاں نہیں ہوسکتے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ مومن اور منافق نمایاں ہو جائیں (١١) اور کافر منکر ایمان والوں سے یوں کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریق پر چلو اور ہمارے راستے کی پیروی کرو اور تمہارے گناہ ہم اٹھائیں گے حالانکہ یہ کافر ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانیوالے نہیں یقیناً یہ کافر بالکل جھوٹ بول رہے ہیں ؛ یعنی رؤسائے قریش مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اول تو یہ باتیں تمہارے دین کی عقل اور سمجھ سے باہر ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہوں گے اور حساب کتاب ہوگا اسلئے ہم تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنے آبائی دین پر قائم رہو اور جس دین پر تمہارے بزرگ تھے اسی میں واپس آجاؤ اور اگر بالفرض یہ باتیں پیش بھی آئیں تو ہم تم کو یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے تمام گناہ ہم اٹھالیں گے یہ بات ابوسفیانؓ اور اُمیہ بن خلف نے حضرت عمرؓ اور حضرت خبابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہی تھی حضرت حق تعالیٰ نے اسکی نفی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کسی کے گناہوں میں سے کچھ اٹھانیوالے نہیں کوئی کسی گنہگار کے گناہ اس طرح اپنے ذمے لیلے اور گناہ گار کو سبکدوش کردے یہ ہونے والا نہیں جو لوگ گناہ اٹھانے اور اپنے ذمے لینے کو کہہ رہے ہیں یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں انکو اپنے ہی گناہوں کے بوجھ سے فرصت کہاں ہوگی جو یہ مرتد ہونیوالوں کا بوجھ اٹھائیں اسلئے یہ جھوٹے ہیں (١٢) اور ہاں یہ ضرور ہوگا کہ یہ دین حق کے منکر اپنے بوجھ کو اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے اور یہ لوگ جو افترا پردازیاں کرتے رہتے ہیں ان سب کی قیامت کے دن ان سے بازپرس کی جائیگی ؛ یعنی اپنی گمراہی اور کفر کا بوجھ اور دوسروں کو بہکانے اور گمراہ کرنیکا بوجھ ان پر لدا ہوا ہوگا اور جو اُن کے کہنے سے گمراہ ہوئے ان کا بوجھ ہلکا نہ ہوگا یعنی وہ تو سبکدوش نہ ہوئے اور ان پر ان کے گناہوں کے ساتھ ساتھ گمراہ کرنے کا بوجھ اور لاد دیا یہ منکر جو افترا پردازیاں کیا کرتے ہیں ان سب کی قیامت میں ان سے بازپرس ہوگی اور ان سب سے سوال کیا جائیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی چاہے کہ رفاقت کرکے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لے یہ ہوتا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکانے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی اور اس پر بھی ١٢ حضرت شاہ صاحبؒ کی (باقی ص٦٣٥ پر)

(باقی ص٦٣٥ پر)

ع ١٣ / ١٣

(بقیہ صفحہ ۶۳۵) تقریر کے بعد تعارض کا کوئی شبہ باقی نہ رہا واللہ در ہ ۱۳ (۱۳) اب منکرین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں چند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جاتا ہے کہ پہلے منکرین کے مظالم اور اُنکی مسلمان امتوں کو جن فتنوں سے دوچار ہونا پڑا اُن کے واقعات سامنے آجائیں اور مسلمانوں کو تسلی ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا پھر وہ اُن لوگوں میں پچاس برس کم ایک ہزار سال رہا پھر جب وہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان کو طوفان نے آپکڑا اور وہ بڑے ہی نافرمان تھے ؛ یعنی اس سے بڑھ کر ظلم اور شرارت کیا ہوگی کہ ساڑھے نوسو ۹۵۰ برس میں بھی مان کر نہ دیا اور ایمان کی نعمت سے محروم رہے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور جہاز والوں کو بچا لیا اور ہم نے اس واقعہ طوفان کو اقوام عالم کیلئے ایک عبرت آموز نشانی بنایا ؛ یعنی جب تک طوفان نوح کا تذکرہ باقی رہے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی رہے۔ اصحاب سفینہ وہی لوگ جو حضرت نوح کے ہمراہ اس جہاز میں سوار تھے وہ سب بچ گئے اور آئندہ نسل انہی سے چلی یہ جہاز پانی اُترنے کے بعد جودی پر ٹھہر گیا اور وہیں مدتوں رکھا رہا جیسا کہ سورہ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں طوفان سے پہلے آثار ہوا اور پیچھے بھی ایک مدت رہ ساری عمر چودہ سو برس ۱۲ حضرت نوح کی عمر میں چند قول ہیں صاحب روح نے فرمایا ایک ہزار پچاس سال کی عمر ہوئی بعض حضرات نے اس سے بھی زیادہ بتائی ہے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جسوقت یہ سورت اُتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وے بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دُنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ حسن اتفاق سے جس طرح حضرت نوح کی قوم نے کشتی میں بیٹھ کر نجات پائی کفار سے اسی طرح امت محمدیہ کے بھی بعض مخلصین اہل مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے کشتی میں بیٹھ کر پھر جب حضور مدینے پہنچ گئے تب حبشہ سے وہ مہاجرین واپس مدینہ منورہ جا کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے سورہ عنکبوت نازل ہو چکی تھی جس میں نوح کی قوم کا کشتی میں بیٹھ کر نجات پانا مذکور ہے اس لئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں اُمتوں کی مناسبت ذکر فرمائی پھر سورہ عنکبوت کا جس سال نزول ہوا اسی سال حبشہ کی ہجرت کا واقعہ پیش آیا (۱۵) اور ہم نے ابراہیم کو بھی پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو یہ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس سے ڈرتے رہنا اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو تمہارے لئے اس طریقہ کار سے بہتر ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے ؛ یعنی تم نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہ شرک اور بُت پرستی کا ہے اسکے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی پوجا اور اس سے ڈرنا بدرجہا بہتر ہے اگر تم جانتے اور سمجھتے ہو (۱۶) تم لوگ تو بس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو اور تم جھوٹی جھوٹی باتیں گھڑا کرتے ہو اور جھوٹی باتیں بناتے رہتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش کر رہے ہو وہ تم کو روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ اپنی روزی اور اپنا رزق اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کیا کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر بجا لاؤ تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ؛ یعنی بُت پرستی کرتے ہو اس توقع پر کہ یہ معبودان باطلہ تم کو کچھ فائدہ پہنچائیں گے حالانکہ ان کے اختیار میں کوئی نفع پہنچانا نہیں ہے حتیٰ کہ روزی جو روز مرہ کی ضرورت اور زندگی قائم رکھنے کی چیز ہے وہ بھی ان کے اختیار میں نہیں ہر قسم کی نفع رسانی تو خدا کے اختیار میں ہے اسلئے تم روزی اسی کے پاس تلاش کیا کرو اور اسی سے طلب کیا کرو اور اسی کی پرستش اور بندگی کیا کرو اور اسی کا شکر بجا لایا کرو کیونکہ تم سب کو اسی کی طرف واپس جانا ہے اور اسی کے روبرو اعمال کا جواب دینا ہے، خلاصہ یہ کہ نفع کا مالک بھی وہی ہے اور ضرر کا مالک بھی وہی ہے روزی کا مالک بھی وہی ہے اُسی کی پیشی میں حاضر ہونا ہے وہی اب تک تم کو روزی دیتا رہا ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت اور ہر قسم کے شکر کی ادائیگی کا وہی مستحق ہے (۱۷) اور اگر تم لوگ میری تکذیب کرو گے تم سے پہلے بھی بہت سی اُمتیں اور بہت سی قومیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کر چکی ہیں اور رسول پر تو سوائے صاف طور پر پیغام الٰہی کو پہنچا دینے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے ؛ یعنی اگر تم میری تکذیب کرو گے تو میرا کوئی نقصان نہیں آخر تم سے پہلے بھی لوگ اپنے اپنے رسول کی تکذیب کر چکے ہیں رسول کی ذمہ داری تو پیغام الٰہی کو صاف اور واضح طور پر پہنچا دینا ہے اسکے علاوہ اور کوئی ذمہ داری رسول پر نہیں ماننے یا نہ ماننے کے تم خود ذمہ دار ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے سو جان رکھو کہ اللہ کے سوائے روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق ۱۲ (۱۸) کیا ان لوگوں کو یہ بات (باقی ص ۶۳۶ پر)

لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن

اس نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ عبادت اور تقویٰ اگر تم سمجھ رکھتے ہو

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

تو تمہارے لئے بہتر ہے ۔ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر محض بتوں کی پرستش

أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

کرتے ہو اور تم جھوٹی باتیں گھڑا کرتے ہو یہ واقعہ ہے کہ خدا کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش

مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

کر رہے ہو وہ تم کو روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ اپنی روزی

عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ

خدا ہی سے طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر بجا لاؤ تم سب کو اسی کیطرف

تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن

لوٹ کر جانا ہے ۔ اور اگر تم لوگ تکذیب کرو گے تو تم سے پہلے بھی مختلف قومیں اپنے پیغمبروں کو

قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾ أَوَ

جھٹلا چکی ہیں اور رسول پر تو اس سے زیادہ کوئی ذمہ داری نہیں کہ بس صاف طور پر پہنچا دینا ۔ کیا

لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ

ان لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسکو دوبارہ بھی پیدا کریگا

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ

بے شک یہ بات اللہ پر بہت ہی آسان ہے ۔ آپ کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو

فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ

پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کیا ہے پھر وہی اللہ مخلوق کو آخری

الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَن

اٹھان بھی اٹھائے گا یقیناً اللہ ہر شئے پر پوری طرح قادر ہے ۔ وہ جس کو چاہے عذاب دے

(بقیہ صفحہ ۶۳۵) معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح شروع کرتا ہے پیدائش کو اور مخلوق کو پہلی مرتبہ کس طرح پیدا کرتا ہے پھر وہی اُسکو دوبارا بھی پیدا کر دیگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے۔ یعنی اُس پر نہ پہلی بار پیدا کرنا کچھ مشکل نہ دوبارا پیدا کرنا کچھ مشکل۔ یہ قیامت کے سلسلہ میں فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شروع تو دیکھتے ہو دوہرانا اُسی سے سمجھ لو ۱۲ (۱۹) اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کیا ہے پھر وہی اللہ تعالیٰ مخلوق کو پچھلی بار بھی پیدا کرے گا اور آخری اٹھان بھی اُٹھائیگا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری طرح قادر ہے۔ چونکہ کفار مکہ بھی ابتدائی خلق کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مخلوق کو پیدا کیا ہے، اسلئے اوپر کی آیت میں علم عقلی سے استدلال فرمایا اور دوسری آیت میں علم حسی سے اعادہ خلق سے استدلال فرمایا کہ جاؤ ملک میں چل پھر کر دیکھو کہ پیدائش کا طریقہ کیا ہے پہلی مرتبہ کیونکر مخلوق کی پیدائش ہوئی پھر اسی سے دوبارا پیدا ہونے کو سمجھ لو وہ ہر شے پر پوری طرح قادر ہے (۲۰) وہ جسکو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور تم سب اُسی کیطرف پلٹ کر جاؤ گے۔ جب اُس کو اپنی مخلوق پر پوری قدرت اور پورا اختیار حاصل ہے اور سب کو خوشی یا ناخوشی سے اسی کیطرف واپس ہونا ہے تو کسی پر رحم فرمانا کسی کو تعذیب دینا یہ بھی اُسی کی قدرت میں ہے اور اس سے بچ نکلنے کی کوئی تدبیر نہیں۔ (۲۱) اور نہ تم زمین میں کہیں بھاگ کر عاجز کر سکتے ہو اور نہ تم آسمان میں کہیں بھاگ کر ہرا سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوائے تمہارا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔ جب بے بسی کا یہ عالم ہو کہ نہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں تم اُس کو ہرا سکتے ہو۔ نہ تمہارا کوئی سرپرست و حمایتی اور نہ مددگار تو پھر ایسے مالک و مختار کی نافرمانی کس برتے پر کرتے ہو (۲۲) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے اور اسکے رُوبرو پیش ہونے کے منکر ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت میں میری رحمت سے نااُمید ہونگے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہے۔ یعنی جب قرآن پر ایمان سے انکار لقاء الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی پیشی سے انکار پھر رحمت خداوندی سے مایوسی نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا ایسے ہی بدنصیب رحمت الٰہی سے محروم رہنگے رحمت سے مایوسی اور محرومی کے بعد عذاب سے ہی واسطہ ہوگا (۲۳) پس ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے پاس ان بہترین تقریر کے بعد اسکے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے یا تو اسکو قتل کر ڈالو یا اسے جلا ڈالو۔ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اُس ابراہیم کو آگ سے نجات دے دی اور آگ سے بچا لیا بلاشبہ اس واقعہ ابراہیمی میں اُن لوگوں کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے اور یقین لاتے ہیں۔ اس آگ کی تفصیل سورۂ انبیاء میں گزر چکی ہے آگ روشن کی گئی اللہ کے اولوالعزم پیغمبر کو ڈال دیا مگر آگ اثر نہ کر سکی اور وہ زندہ سلامت آگ میں سے نکلے اور نمرود کی حکومت سے ہجرت فرمائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوپر سے حضرت ابراہیمؑ کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا۔ نہ جلنے میں تھے یہ کہ معلوم ہو ہر چیز کی تاثیر اُس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے ۱۲ خلاصہ یہ کہ بیچ میں توحید و قیامت کے اور دلائل بیان کئے گئے (۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ تم نے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بنا رکھا ہے تو بس محض دنیوی زندگی کے باہمی مروت و محبت کے تعلقات کی بنا پر بنا رکھا ہے پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کی مخالفت کریگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا اور تمہارا ٹھکانا اُس وقت دوزخ کی آگ ہوگا اور تمہاری کوئی مدد کرنیوالا نہ ہوگا۔ یعنی تم جو بت پرستی میں مبتلا ہو اور تم نے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اصنام کو اپنا معبود بنا رکھا ہے یہ محض آپس کی دیکھا دیکھی اور آپس کے تعلقات اور باہمی رشتہ داریوں اور برادری کی مروت کی وجہ سے ہے کہ کوئی رشتہ داری اور باہمی تعلقات کی وجہ سے توڑنا نہیں چاہتا کہ جو توحید کو قبول کریگا اُس پر سب اُنگلیاں اُٹھائیں گے لیکن قیامت میں ایک دوسرے کا مخالف ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت ملامت کریگا کہ تیری وجہ سے میں بھی کفر میں رہ گیا وہ کہے گا تیری وجہ سے میں توحید کا قائل نہ ہوا باہمی مروت و محبت کی بنا پر کفر اور شرک اختیار کرنا اور خلافِ شریعت مراسم کی پابندی کرنا ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے لیکن قیامت کے دن یہ دوست دشمنوں سے بدل جائیں گی اور ایک دوسرے کو ہدفِ ملامت بنا رہا ہوگا اُس دن اُن سب کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہوگا اور ان بدقسمتوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا العیاذ باللہ اور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے ۱۲ (۲۵)

يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ

اور جس پر چاہے رحم فرمائے اور تم سب اُسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔ اور نہ

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا

تم زمین میں کہیں بھاگ کر عاجز کر سکتے ہو اور نہ تم آسمان میں ہرا سکتے ہو اور خدا کے

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ

سوا نہ تمہارا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار ہے۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ

اللہ کی آیتوں کے اور اُس کے روبرو پیش ہونیکے منکر ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو میری رحمت سے

رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ

نااُمید ہوں گے اور یہی ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ پس ابراہیمؑ کی قوم کے پاس سوا اسکے

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ

کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے یا تو اس کو قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

سو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اُس آگ سے نجات دی بیشک اس واقعہ ابراہیمی میں بھی اُن لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور ابراہیمؑ نے یہ بھی کہا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو اختیار کر رکھا ہے

اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ

تو بس دُنیوی زندگی کے باہمی مروت و محبت کے تعلقات کی بنا پر اختیار کر رکھا ہے پھر قیامت کے

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ

دن تم میں سے ایک دوسرے کی مخالفت اور آپس میں ایک دوسرے پر

بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

بہر حال حضرت ابراہیمؑ نے جو تقریر فرمائی تمام قوم میں سے حضرت لوطؑ نے ابراہیمؑ کی تصدیق کی اور ابراہیمؑ نے کہا میں یہاں سے اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں بے شک وہی کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے ؛: یعنی قوم میں سے صرف آپ کے بھتیجے لوطؑ نے آپ کی تصدیق کی اور حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا اور چونکہ حضرت حق تعالیٰ نے انکو جگہ بتائی ملک شام کی اس لئے ابراہیمؑ نے فرمایا اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقال انی مہاجر الی ربی حضرت لوط کا قول ہو۔ بہر حال حضرت ابراہیمؑ اپنے خاندان کو لیکر پچھتر سال کی عمر میں بابل سے ملک شام چلے گئے۔

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ

اسپر صرف لوطؑ نے ابراہیمؑ کی تصدیق کی اور ابراہیمؑ نے کہا میں یہاں سے ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں

إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

بے شک وہی کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ

وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ

اور یعقوبؑ یعنی بیٹا اور پوتا عطا کیا اور ہم نے نبوت اور کتاب کا سلسلہ

الْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي

ابراہیمؑ کی نسل میں جاری رکھا اور ہم نے دنیا میں بھی ابراہیمؑ کو اس کا صلہ عطا کیا اور بلا شبہ وہ

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

آخرت میں بھی نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ

یقیناً تم لوگ ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے بھی

أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ کیا تم مردوں یعنی لڑکوں سے خواہش پوری کرتے ہو

وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ

اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو

الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا

اس پر اُن کی قوم کا جواب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٩﴾

اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٣٠﴾ ع

لوطؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان شرارت پسند لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔

(۲۶) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمایا اور ہم نے نبوت اور کتاب کا سلسلہ ابراہیمؑ کی اولاد اور اُن کی نسل میں جاری رکھا اور ہم نے دنیا میں بھی ابراہیم کو اس کا صلہ عطا فرمایا اور بلاشبہ وہ آخرت میں بھی نیک اور شائستہ لوگوں میں سے ہوگا ؛: یعنی حضرت ابراہیمؑ کے ہاں سارہ کے بطن سے اسحاقؑ پیدا ہوئے اور اسحقؑ کے ہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے جیسا کہ سورہ انبیاء میں فرمایا۔ اور ہم نے انکے خاندان میں نبوت کا اور آسمانی کتب کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں بھی ہم نے اچھا صلہ عطا فرمایا اور آخرت میں بھی وہ صالحین یعنی مقربین میں سے ہوگا۔ اور بڑے درجے کے نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ دنیا میں برگزیدگی اور قیامت میں قرب خداوندی (۲۷) اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اس نے قوم سے کہا کہ بلاشبہ تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ تم سے پہلے اقوام عالم اور دُنیا جہان کے لوگوں میں سے کسی نے ایسی بے حیائی کا ارتکاب نہیں کیا ؛: یعنی ایسی بے حیائی تو اقوام عالم میں سے کسی قوم میں نہیں تھی جس فعل شنیع کے تم مرتکب ہوتے ہو۔ حضرت لوطؑ کی قوم میں بہت سی بُرائیاں اور بہت سے عیوب تھے بالخصوص لواطت کا فعل اُن کی قوم میں بہت تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۸) کیا تم مردوں یعنی لڑکوں سے خواہش پوری کرتے ہو اور امردوں پر دوڑتے ہو اور امردوں سے بدفعلی کرتے ہو، اور تم راہ زنی کرتے ہو اور ڈاکا ڈالتے ہو اور اپنی مجلس میں نامعقول بات اور ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو اس پر اُن کی قوم کا جواب بجز اسکے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ ؛: بے حیائی فرمایا لواطت کو کہ تم لوگ اپنی شہوانی قوت کو مردوں پر خرچ کرتے ہو ڈاکے ڈالتے ہو لوگوں کو لوٹ لیتے ہو ان کو قتل کر دیتے ہو یا یہ مسافروں کو پکڑ کے ان سے بدفعلی کے مرتکب ہوتے ہو اور رہ مارنا یہ بھی کہ صحیح راستے کو چھوڑ کر توالد اور تناسل کے سلسلہ کو منقطع کر رہے ہو، اور اپنی مجلس میں بیٹھ کر نامعقول کام کرتے ہو یعنی فحش اور بیہودہ گوئی، یا علی الاعلان لواطت کا ارتکاب یا گوز مارنا، جُوا کھیلنا وغیرہ وغیرہ۔ غرض لواطت تو نمایاں ہی ہے۔ پھر رہزنی بھی اور مجلس میں غیر مہذب اور خلاف تہذیب اُمور کا ارتکاب ان سب امور میں لوطؑ کی اُمت مبتلا تھی، اُنھوں نے بہت سمجھایا اور عرصہ تک سمجھایا، سورۂ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے۔ لیکن اس وعظ و نصیحت کا ان پر یہ اثر ہوا کر جواب دیا تو یہ دیا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے (۲۹) ؛: لوطؑ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اے میرے پروردگار ان شریروں اور شرارت پسند لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اور مجھ کو ان پر غالب فرما ؛: آگے اس عذاب کی مختصر تفصیل ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان آیات کے تحت فرماتے ہیں۔ حضرت لوطؑ بھتیجے تھے حضرت ابراہیمؑ کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوائے ان کا وطن شہر بابل تھا پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا ۱۲ پھر فرماتے ہیں دُنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا ۱۲ پھر فرماتے ہیں راہ مارنا بھی ان میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف کو ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے بازی اور چھیڑ کرتے ہوں گے ۱۲ (۳۰)

ع ۳ / ۸ / ۱۵

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوٓا

اور جب ہمارے فرستادہ ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری لے کر آئے اُن فرشتوں نے کہا

إِنَّا مُهْلِكُوٓا أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ إِنَّ أَهْلَهَا

ہم اس بستی یعنی سدوم کے رہنے والوں کو ہلاک کرنوالے ہیں کیوں کہ یہاں کے باشندے

كَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا

بڑے ظالم اور شریر ہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا اس بستی میں لوطؑ بھی تو ہے فرشتوں نے جواب دیا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا

ہم کو خوب معلوم ہے جو جو شخص اس میں ہے ہم یقیناً لوطؑ کو اور اُسکے متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں

امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّآ أَنْ

اس کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں۔ اور جب کہ ہمارے وہ فرشتے

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ اُن کے آنے سے غم گین اور اُن کی وجہ سے

ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ

تنگ دل ہوا فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور نہ غم گین ہوں ہم آپکو اور آپکے

وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾

متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں آپ کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں۔

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰىٓ أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا

ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب اُن کی ان

مِنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ

بدکرداریوں کے باعث نازل کرنے والے ہیں جو یہ کیا کرتے ہیں۔ اور بے شک

تَرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾

ہم نے اُس بستی کے کچھ ظاہری نشان اُن لوگوں کیلئے چھوڑ رکھے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں

اور جب ہمارے فرستادہ یعنی فرشتے ابراہیمؑ کے لئے بشارت اور خوش خبری لیکر آئے تو اُن فرشتوں نے کہا ہم اس بستی یعنی سدوم کے رہنے والوں کو ہلاک کرنیوالے ہیں کیوں کہ یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم اور شریر ہیں ؛ یعنی جیسا کہ سورۂ ہود میں گزر چکا ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی بشارت دینے آئے تھے بشارت کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے دریافت کیا اب کیا مہم ہے جیسا کہ پارۂ ۱۴ اور پارۂ ۲۷ میں مذکور ہے انھوں نے کہا اب یہ سدوم اور اس کی متعلقہ بستیاں جن میں حضرت لوطؑ کی قوم آباد ہے ان کو ہلاک کریں گے کیونکہ یہ بڑے شریر لوگ ہیں (۳۱) حضرت ابراہیم نے فرمایا اس بستی میں لوطؑ بھی تو آباد ہیں فرشتوں نے کہا ہم کو خوب معلوم ہے اور جو جو اس بستی میں رہتے ہیں ان کو ہم خوب جانتے ہیں ہم یقیناً لوطؑ کو اور اس کے متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں اس کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں ؛ یعنی ان بستیوں میں جو لوگ آباد ہیں ان کی حالت ہم کو خوب معلوم ہے ہم کو بتادیا گیا ہے کہ لوطؑ کے ہمراہی اور ساتھیوں کو ہم عذاب سے پہلے ہی بچالیں گے البتہ اس کی بیوی عذاب میں رہ جانیوالوں کیساتھ رہ جائے گی چنانچہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے اُٹھ کر حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے (۳۲) اور جب ہمارے وہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ ان کے آنے سے غم گین اور تنگ دل ہوا اُن فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور غم گین نہ ہوں ہم آپ کو اور آپ کے متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں آپ کی بیوی کہ وہ رہ جانیوالوں میں ؛ یعنی ان کو خوف ہوا اپنی قوم کی بدکاری اور مسافروں کو لوٹنے سے چنانچہ جب فرشتوں نے یہ حال دیکھا تو ان کو اطمینان دلادیا کہ ہم آدمی نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں ہم آپکو اور آپکے متعلقین کو بچا نکالیں گے باقی آپ کی بیوی یقیناً عذاب والوں میں رہ جائیگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ' یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ۱۲ آگے فرشتوں کا بقیہ قول مذکور ہے (۳۳) ہم اس بستی کے بقیہ باشندوں پر ایک عذاب آسمان سے ان کی بدکرداری کے باعث اُتارنے والے ہیں جو بدکرداری اور فسق یہ کیا کرتے ہیں ؛ یعنی آپ حضرات کو بچالینے کے بعد جو لوگ یہاں رہ جائیں گے جن میں آپ کی بیوی بھی شامل ہوگی ان سب پر ہم ایک آسمانی عذاب نازل کریں گے چنانچہ وہ عذاب نازل ہوا اُن پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا اور تباہ و برباد کردیئے گئے (۳۴) اور بیشک ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہری نشان اُن لوگوں کیلئے چھوڑ رکھے ہیں جو عقل و خرد سے کام لیتے ہیں ؛ یعنی وہ بستیاں آج بھی اُلٹی پڑی ہیں جو شارع عام سے نظر آتی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وے شہر اُلٹے راہ پر نظر آتے ہیں ۱۲ بہر حال لوطؑ کی نافرمان اور فسق و فجور کا ارتکاب کرنیوالی قوم ختم کردی گئی ، اب آگے مختصراً اور چند مغضوب قوموں کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۵)

اور مدین والوں کے پاس ہم نے اُن کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، پس شعیبؑ نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو یعنی شرک سے پرہیز کیا کرو اور آخرت کا ڈر اور خوف ملحوظِ خاطر رکھو اور پچھلے دن سے ڈرتے رہو اور زمین میں فساد برپا کرتے نہ پھرو ؛ مدین والوں کا ذکر کئی جگہ آچکا ہے، یہ قوم مشرک تو تھی ہی اور شرک کے ساتھ اور بھی بہت سی اخلاقی خرابیوں میں مبتلا تھی۔ آخرت کے منکر معاملات کے کھوٹے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان میں عادت تھی دغابازی کی لین دین کی مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے ۱۲ (۳۶) پھر ان اہل مدین نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی لہٰذا زلزلے نے اُن کو آلیا اور بھونچال نے آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل پڑے کے پڑے رہ گئے ؛ آخر زلزلے کا عذاب آیا اور اس عذاب نے مدین والوں کا خاتمہ کر دیا سورۂ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے (۳۷) اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور اُن کی تباہی و ہلاکت اُن کے ویران مکانوں سے تم پر ظاہر ہو چکی ہے اور اُن کا ہلاک ہونا تم کو اُن کے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے اور شیطان نے اُن کے اعمال کو ان کے لئے خوش منظر اور مستحسن بنا دیا تھا۔ یعنی بُرے اعمال کو اچھا جانتے اور اسی وجہ سے شیطان نے اُن کو سیدھی راہ سے روک دیا تھا حالانکہ یوں تو وہ لوگ خاصے ہوشیار اور سوجھ بوجھ کے تھے ؛ یعنی دُنیا کے کاموں میں ہوشیار تھے اور سوجھ بوجھ کے اچھے تھے۔ لیکن دین کے معاملہ میں عقل سے کام نہ لیا اور شیطان کے بہکانے میں آگئے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکانے سے نہ بچ سکے ۱۲ (۳۸) اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور بلاشبہ اُن لوگوں کے پاس موسیٰؑ صاف صاف دلائل و احکام لیکر آیا تھا مگر انھوں نے ملک میں سرکشی اور تکبر کیا اور وہ ہم سے جیت نہ سکے اور بچکر کہیں بھاگ نہ سکے ؛ یعنی باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰؑ اُن لوگوں کے پاس واضح دلائل اور صاف احکام لیکر آئے لیکن اُن کی نخوت تکبر اور غرور اور سرکشی میں کمی نہ آئی اور برابر اونچے ہوتے چلے گئے بالآخر اُن کے افعال ناشائستہ اُن کو بچا نہ سکے اور وہ باوجود اپنی حکومت و دولت کے ہم کو ہرا نہ سکے اور ہم سے بھاگ کر کہیں جا نہ سکے (۳۹) پھر ہم نے ان سب کو اُن کے گناہوں کی پاداش میں اور جرائم کی سزا میں پکڑ لیا سو اُن میں کے بعضوں پر تو ہم نے پتھر برسانے والی آندھی بھیجی اور بعض کو اُن میں سے ایک ہولناک آواز اور ایک چنگھاڑ نے آپکڑا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعضوں کو اُن میں سے ہم نے غرق کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے ؛ یعنی ان نافرمانوں میں سے کسی پر کنکر پتھر برسانے والی آندھی ہم نے بھیجی اور وہ ہلاک ہو گئے جیسے عاد اور کوئی تھا جسکو چنگھاڑ کی ہولناک آواز نے پکڑا اور اُنکو ہلاک کر دیا جیسے ثمود اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون اور بعضوں کو غرق کر دیا جیسے فرعون و ہامان وغیرہ اور ان لوگوں پر جو عذاب نازل ہوئے اس میں کچھ ہماری زیادتی نہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان ایسی نہیں کہ وہ کسی پر زیادتی کرے وہاں چونکہ اپنے ملک میں تصرف کرنا ہے اسلئے ظلم و زیادتی کا سوال ہی نہیں اگر صورتاً بھی زیادتی کہا جائے تو وہ بھی نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی شرارتوں کی وجہ سے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے جن کا نتیجہ بُرا ہونا تھا چنانچہ وہی ہوا آگے پھر شرک کی کمزوری اور توحید کا اثبات فرماتے ہیں۔ (۴۰)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ

اور مدین والوں کے پاس ہم نے اُن کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو شعیبؑ نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا

اللہ کی عبادت کرو اور یوم آخرت کو ملحوظ خاطر رکھو اور زمین میں

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ

فساد نہ برپا کرتے پھرو۔ پھر اُن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی لہٰذا زلزلے نے

الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَ

اُن کو آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل پڑے کے پڑے رہ گئے۔ اور

عَادًا وَثَمُودَا وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَاكِنِهِمْ

ہم نے عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور اُن کی تباہی اُن کے مکانوں سے تم پر ظاہر ہو چکی ہے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اور شیطان نے ان لوگوں کیلئے اُن کے اعمال کو خوش منظر بنا دیا تھا اور شیطان نے انکو سیدھی راہ سے

عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونَ

روک رکھا تھا حالانکہ یوں تو وہ لوگ خاصے ہوشیار تھے۔ اور ہم نے قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ

اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور بلاشبہ اُن لوگوں کے پاس موسیٰؑ صاف صاف

بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا

دلائل لے کر آیا تھا مگر اُنھوں نے ملک میں سرکشی کی اور وہ ہم سے بچ کر

سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم

کہیں بھاگ نہ سکے۔ پھر ہم نے اُن سب کو اُن کے جرائم کے باعث پکڑ لیا سو اُن میں سے

مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ

بعضوں پر تو ہم نے پتھر برسانے والی آندھی بھیجی اور بعضوں کو اُن میں سے

أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ
ایک ہولناک آواز نے آ پکڑا اور اُن میں سے بعض کو ہم نے زمین میں
الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ
دھنسا دیا اور بعض کو اُن میں سے ہم نے غرق کر دیا اور اللہ کی یہ شان نہ تھی
لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾
کہ وہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنے اُوپر ظلم کیا کرتے تھے۔
مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ
جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے
كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ
اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اُس مکڑی نے ایک گھر بنا رکھا ہے اور اُس میں کچھ شک نہیں کہ
الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾
تمام گھروں سے بودا اور کمزور مکڑی ہی کا گھر ہوتا ہے کاش وہ اتنی بات کو سمجھتے
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن
اللہ تعالیٰ اُن سب چیزوں کی حقیقت سے واقف ہے جن کو یہ لوگ
شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ
خدا کے سوا پوجتے ہیں اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اور یہ مثالیں
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾
ہم لوگوں کے لئے بیان کیا کرتے ہیں مگر ان مثالوں کو اہل علم ہی سمجھا کرتے ہیں
خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ
اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت و مصلحت کے ساتھ بنایا ہے۔ بیشک
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾
ان دونوں کے بنانے میں اہل ایمان کے لئے بڑی دلیل ہے۔

وقف لازم — ع ٤ ١٦

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو کارساز تجویز کر رکھا ہے اُن لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اُس مکڑی نے اپنے خیال میں ایک گھر بنالیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور اور بودا گھر مکڑی کا ہوتا ہے کاش وہ اتنی بات کو سمجھتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گھر اس واسطے ہے کہ جان و مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوائے کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے ۱۲ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسروں پر تکیہ اور سہارا لگائے بیٹھے ہیں وہ بدنصیب ایسے ہی ہیں جیسے مکڑی جالا تن کے بیٹھ جائے جو کسی تیز ہوا کے جھونکے یا کسی کا دامن اور ہاتھ لگ جانے سے ہوا میں اُڑتا پھرے ایسا ہی بے جان غیر اللہ کا سہارا سمجھ لیجئے کہ کس وقت پاش پاش ہو جائے۔ سہارا اور عروۃ وثقیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی کا سہارا اور اُسی کا بچاؤ ہے مکڑی کا گھر تو محض ایک مضحکہ خیز گھر ہے جس میں خاک بچاؤ نہیں یہی حال ان بُتوں کی کمزوری کا ہے کہ ان کا سہارا باطل کمزور اور بے جان سہارا ہے کاش دین حق کے منکر اور مشرک اتنی بات کو سمجھتے اور اللہ کی توحید کو قبول کر لیتے اور ان کمزور سہاروں کو جو کچھ بھی نہیں چھوڑ دیتے (۴۱) اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کی حقیقت کو جانتا ہے جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہیں اور جن کی پرستش کرتے ہیں اور وہی کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی کبھی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بُت پوجتے ہیں بعضے آگ پانی کو بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کر سکتا تو اللہ سب کو ایک قلم موقوف نہ کرتا اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے حکمتیں اسی کو ہیں ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ بُت ہو۔ شیطان ہو، فرشتہ ہو، نبی ہو۔ ولی ہو، چھڑی ہو، جھنڈا ہو غرض کوئی جاندار ہو یا بے جان ہر ایک کی پرستش کا ایک ہی حکم ہے (۴۲) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کیا کرتے ہیں مگر ان مثالوں کو اہل علم ہی سمجھا کرتے ہیں یعنی مثال خواہ کوئی چھوٹی چیز کی ہو یا بڑی چیز کی مثال کی مطابقت ممثل لہ کے ساتھ ہے یا نہیں یہ اہل علم کا کام ہے جاہل اس کو نہیں سمجھتے، شاید یہ کفار کے اس شبہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان کرتا ہے پہلے پارے میں ہم تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں (۴۳) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال مصلحت اور حکمت کے ساتھ بنایا ہے بلاشبہ ان دونوں کے بنانے میں اہل ایمان کے لئے بڑی دلیل ہے ؛ یعنی زمین اور آسمان کو نہایت مناسب انداز میں جیسا بنانا چاہئے تھا ویسا ہی بنایا، اور مسلمانوں کیلئے دلیل اسلئے فرمایا کہ وہ اُن کی بناوٹ اور ساخت کو دیکھ کر یہ جانتے ہیں کہ چونکہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اسلئے اس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کام میں شریک ہونے کی کیا احتیاج ہے یعنی جب آسمان و زمین جیسی مخلوق بنانے میں کسی کا ساجھا اور کسی کی شرکت نہیں تو جو باتیں زمین و آسمان سے کم ہیں ان میں اس کا شریک کیوں کیا جائے (۴۴)

بقیہ صفحہ ۶۱۷

گناہ پر اُبھاریں خواہ وہ شیاطین الانس ہوں یا شیاطین الجن ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غلطی پر توبہ بھی کی اور آیندہ کے لئے شیطانی اور طاغوتی قوتوں سے بچنے کا بھی عہد کیا۔ توبہ کی تکمیل میں یہ دونوں باتیں ہُوا کرتی ہیں۔ کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انشاءاللہ نہ کہا اس لئے دوسرے دن پھر اِسی قسم کے جھگڑے میں مبتلا ہوئے۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ اُس فرعونی مقتول کو رات ہی میں دبا دیا تھا تاکہ پتہ نہ چلے۔ چنانچہ قاتل کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید اُس فریادی کی بھی تقصیر ہوگی اور بخشا اُنہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے اسرائیلی کی تقصیر کی طرف اس لئے اشارہ فرمایا کہ کم از کم اُس نے فرعونی کے خلاف موسیٰؑ کو اُبھارا اور کسی جرم پر اُبھارنا بھی جرم ہے اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ کہا۔ اور جمع کا صیغہ استعمال کیا تاکہ شیطان اور شیطانی کام پر اُبھارنے والے سب شامل ہو جائیں (۱۷) غرض موسیٰؑ صبح ہی صبح ڈرتا حالات کی ٹوہ لگاتا شہر میں گیا تو ناگہاں کیا دیکھتا ہے کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گذشتہ موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی آج موسیٰؑ کو پھر پکار رہا ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا تو یقیناً صریح بے راہ ہے ✦ یعنی حضرت موسیٰؑ نے رات پریشانی کی حالت میں گذاری صبح کو ڈرتا اور خوف کھاتا ہُوا نکلا کیونکہ کل کا واقعہ سامنے تھا کہ فرعونی حکومت کی اطلاعات کیا ہیں میرا نام کسی کو معلوم ہُوا یا نہیں پولیس آتی ہے تو کب آتی ہے اس قسم کا انتظار تھا اُسی کی ٹوہ اور کھوج لگانے کو نکلا کہ شہر میں کیا افواہ ہے میری گرفتاری ہوتی ہے تو کب ہوتی ہے۔ یہ اسی حالت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ وہی کل والا اسرائیلی پھر کسی فرعونی سے اُلجھ رہا ہے اور موسیٰؑ کو پکار رہا ہے موسیٰؑ نے اس واقعہ کو دیکھ کر کل گذشتہ کے واقعہ کو یاد کیا جو کل فرعون کے باورچی خانے کے منیجر کے ساتھ پیش آیا تھا لہٰذا اسرائیلی سے ناخوش ہوئے اور فرمایا تو صریح بدراہ ہے کہ روز کسی نہ کسی فرعونی سے اُلجھتا ہے حالانکہ ابھی کسی اُلجھاؤ کی اجازت نہیں ہے بلکہ صبر و ضبط کا حکم ہے۔ لیکن جب اُنہوں نے فرعونی کی زیادتی دیکھی تو یہ چاہا کہ فرعونی کو پکڑ کر علیحدہ کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجکو لڑواتا ہے۔ رہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے دیکھئے کس میں ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں ۱۲ (۱۸) پھر جب موسیٰؑ نے اُس فرعونی کو پکڑنے کا ارادہ کیا جو موسیٰؑ اور اُس اسرائیلی دونوں کا مخالف اور دشمن تھا تو وہ اسرائیلی یہ سمجھ کر کہ مجکو پکڑنا چاہتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۶۲۶

ایک اور سبب کا جواب ہے اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جن کے باشندے اپنے سامان عیش پر نازاں اور اترانے والے تھے۔ اب یہ اُن کے مکانات پڑے ہوئے ہیں جن کو اُن ہلاک ہونے والوں کے بعد اب تک بسنا ہی نصیب نہیں ہُوا مگر بہت تھوڑا اور آخرکار ہم ہی اُن کے وارث اور مالک ہوئے ✦ یعنی یہ لوگ اپنی خوش عیشی اور آرام پسندی اور دولت و ثروت پر نازاں اور فخر کرنے والے ہیں اس لئے ایمان پر اور دین حق کو قبول کرنے پر توجہ نہیں کرتے اور اس سبب سے ایمان نہیں لاتے تو ہم اس قسم کی بہت بستیوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں۔ جو بستیاں اپنی عیش پسندی پر نازاں اور فخر کُناں تھیں وہ بستیاں اور اُن کے اُجڑے ہوئے مکانات تمہارے قریب ہی ہیں۔ اُن بستیوں کو ہلاک ہونے کے بعد آج تک بسنا میسر نہیں ہوا۔ یوں تھوڑی دیر کو کوئی راہ چلتا آ ٹھہرا اور دو چار دن کو بس گیا تو اُس کا کیا شمار! اور آخرکار اُن کے مال و اسباب اور اراضی وغیرہ کے ہم ہی مالک ہوئے (۵۸) آگے ایک اور شبہ کا جواب ہے۔ اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار اُس وقت تک بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک اُن بستیوں کے مرکزی مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج دے کہ وہ وہاں کے لوگوں کو ہمارے احکام پڑھ کر سنادے اور اُس تبلیغ احکام کے بعد اور پیغمبر کے بھیجنے کے بعد بھی فوراً ہی بستیوں کو ہلاک نہیں کر دیتے مگر ہاں اُس وقت ہلاک کرتے ہیں اور اُس حالت میں تباہ کرتے ہیں جب وہاں کے لوگ بہت ہی شرارت اور ظلم کرنے لگیں ✦ یعنی اگر اُن بستیوں کو جن کا اوپر ذکر ہُوا اُن کے کفر کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تو ہم بھی کفر کر رہے ہیں پھر ہم کو کیوں تباہ نہیں کیا گیا تو اس کا جواب فرمایا اور پیغمبر کو مخاطب بنا کر ارشاد ہُوا کہ آپ کے پروردگار کی یہ شان نہیں کہ بستیوں کو ابتدا ہی میں ہلاک کر دے بلکہ اتمام حجت کی غرض سے بستیوں کے مرکزی اور صدر مقام میں کسی رسول اور پیغمبر کو بھیجتے ہیں اُس مرکزی مقام میں وہ تبلیغ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرتا ہے اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اس مرکزی مقام سے آس پاس کی بستیوں میں اطلاع پہنچتی ہے پھر بھی لوگوں کے ایمان لانے اور دین حق کو قبول کرنے کا انتظار کیا جاتا ہے جب لوگ ایمان نہیں لاتے اور عناد و سرکشی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور اُن کا ظلم حد سے تجاوز ہو جاتا ہے تب کہیں جا کر اُن کی ہلاکت و تباہی کا حکم ہوتا ہے اور وہ بستیاں تباہ کر دی جاتی ہیں (۵۹) اور جو کچھ بھی تم کو سامان عیش دیا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور اسی زندگی کی رونق اور زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس سے بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ✦ یعنی تم کو جو کچھ سامان عیش سے حصہ ملا ہے وہ محض چند روزہ دنیا کی زندگی کا سرمایہ ہے اور اسی دنیا میں برتنے اور استعمال کرنے کا ساز و سامان ہے اور جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ کمّاً اور کیفاً دونوں اعتبار سے بدرجہا بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور یہاں کا سرمایۂ عیش یہیں کی زیب و زینت ہے تو کیا اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھتے۔ اور عارضی اور دائمی میں جو فرق ہے وہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے جو عارضی کے حصول پر گرے پڑتے ہو اور آخرت کو فراموش کئے بیٹھے ہو۔

رکوع کے پہلے حصے میں مومنین اہل کتاب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ پھر کفار مکہ کے بعض اعتراضات کا جواب فرمایا چچا کے انتقال پر جو صدمہ ہُوا اُس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی۔ پھر حارث بن عثمان بن نوفل کے شبہ کا جواب دیا۔ پھر اہل مکہ کو اُن بستیوں کی جانب توجہ دلائی جو شام کے ملک کی طرف جاتے وقت راستے میں پڑتی تھیں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوگئی تھیں اور راستے سے اُجڑی ہوئی اور ویران نظر آتی تھیں اسی مناسبت سے نافرمانوں کی ہلاکت کا فلسفہ بیان کیا گیا اور اتمام حجت کے لئے مرکزی مقام میں پیغمبر کے بھیجنے کا اظہار فرمایا اور کفار مکہ کو اُن کے انجام سے خوف دلایا گیا جیسا کہ بدر میں ہُوا۔ اور آخر میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام و بقا کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی عقل سے اپیل کی۔ وللہ الحمد علیٰ احسانہ (۶۰) آگے قیامت کی مختصر تفصیل ہے۔ بھلا ایک وہ شخص جس سے ہم نے ایک اچھا اور پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اُس وعدے کی چیز سے ملنے والا اور اُس وعدے کو پانے والا بھی ہے کیا ایسا شخص اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا کچھ سامان برتنے کو دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے دن اُن لوگوں میں سے ہونے والا ہے جو مجرمانہ حیثیت سے پیش کئے جانے والے ہیں ✦ شاید حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوجہل کے مابین سخت گفتگو ہوئی تھی اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی یا شاید عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ولید بن مغیرہ کی باہمی تکرار کے سلسلے میں نازل ہوئی۔ بہرحال ایک مومن کامل اور دنیادار کافر کے مابین جو فرق ہے اُس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایک شخص وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے اور وہ چیزیں حسب وعدہ اُس کو ملنے والی بھی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو یہ شخص یعنی مومن اُس کافر جیسا کیسے ہو سکتا ہے جس کو کچھ سامان عیش دنیوی زندگی میں برتنے کو دے رکھا ہے اور وہ قیامت کے دن پکڑا ہُوا حاضر کیا جائے گا۔ اور اُن مجرموں میں سے ہوگا جن کو گرفتار کر کے حاضر کیا جائے۔ یعنی ایک مومن کامل اور دین حق کا منکر دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ کہاں ایک بدکردار مجرم اور کہاں ایک شاہی مہمان دونوں میں مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آگے مومن اور مجرم کے حالات کا ذکر ہے (۶۱) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان منکروں کو پکار کر فرمائے گا وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے ✦ یعنی جن لوگوں کو میرا شریک ٹھہراتے تھے اور دعویٰ کیا کرتے تھے کہ وہ میرے شرکا ہیں آج وہ شریک کہاں ہیں (۶۲)